الکامل فی التاریخ

تالیف:

عز الدین ابی الحسن علی بن ابی الکرم محمد
المعروف بہ ابن اثیر (۵۵۵ھ۔ ۶۳۲ھ)

جلد سوم
(خلافت راشدہ)

ترجمہ
حافظ رشید احمد ارشد

تسہیل، تحشیہ و تہذیب
ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر

قرطاس

Marfat.com
Marfat.com

الکامل فی التاریخ

تالیف:

عزالدین ابی الحسن علی بن ابی الکرم محمد

المعروف بہ ابن اثیر (۵۵۵ھ-۶۳۲ھ)

جلد سوم

(خلافت راشدہ)

ترجمہ

حافظ رشید احمد ارشد

تسہیل، تحشیہ و تہذیب

ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر

قرطاس

Marfat.com
Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ

قرطاس

سلسلہ مطبوعات - ۱۱۰

طبع اول --- ستمبر ۲۰۱۵ء

قیمت : روپے

ISBN: 978-969-9640-23-0

قرطاس

فلیٹ نمبر A-15، گلشن امین ٹاور، گلستان جوہر بلاک 15، کراچی

موبائل: 0321-3899909 ای میل: saudzaheer@gmail.com

ویب سائٹ: www.qirtas.co.nr

Marfat.com
Marfat.com

محتویات

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	**پہلا باب** حضرت ابو بکرؓ کی بیعت خلافت ☆ حضرت ابو بکرؓ کا خطبہ ☆ رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین ☆ حضرت اسامہ کی جنگی مہم ☆ یمن میں اسود عنسی کی سرگرمیاں ☆ متفرق واقعات ☆ فتنۂ ارتداد ☆ طلیحہ اسدی کی بغاوت ☆ مدینہ پر حملہ اور پسپائی ☆ حضرت ابو بکر کے جنگی اقدامات ☆ بنو طے کا اسلام لانا ☆ جنگ بزاخہ ☆ بنو عامر، ہوازن، سُلیم کا ارتداد ☆ ام زِمل ☆ فجائۃ السلمیٰ ☆ ابو شجرہ بن عبد العزیٰ سلمی ☆ عمرو بن عاص کی عمان سے واپسی ☆ بنو تمیم اور سجاح کا حال ☆ مالک بن نویرہ کا حال ☆ مسیلمہ کذاب اور اہل یمامہ ☆ اہل بحرین کا مرتد ہونا ☆ اہل عمان اور مہرہ کا مرتد ہونا ☆ اہل یمن کا دوبارا فتنہ ☆ حضرموت و کندہ کا فتنۂ ارتداد	۱۳
❁	حواشی و حوالہ جات	۷۸
۲	**دوسرا باب** ۱۲ھ کے واقعات ☆ خالد بن ولید کی عراق پر لشکر کشی، صلح حیرہ ☆ واقعہ الثنی ☆ جنگ ولجہ ☆ جنگ اُلّیس ☆ فتح حیرہ ☆ مابعد الحیرہ ☆ فتح انبار ☆ عین التمر کی فتح ☆ دومۃ الجندل کی جنگ ☆ حُصید و خنافس کی جنگ ☆ مُصَیَّخ کی جنگ ☆ ثنی اور زمیل کی جنگ ☆ فراض کی جنگ ☆ حضرت خالد بن ولید کا حج ☆ متفرق واقعات	۷۹
❁	حواشی و حوالہ جات	۹۶
۳	**تیسرا باب** ۱۳ھ کے واقعات ☆ فتوح الشام ☆ خالد بن ولید کی شام روانگی ☆ جنگ یرموک ☆ عراق میں مثنیٰ بن حارثہ کے کارنامے ☆ جنگ اجنادین ☆ حضرت ابو بکر صدیق کی	۹۸

Marfat.com
Marfat.com

وفات ☆ عہد صدیقی کے قاضی و حکام ☆ مناقب صدیقی ☆ حضرت عمر کی خلافت ☆ حضرت عمر کو وصیت ☆ حضرت عمر کا خطبہ ☆ دمشق کی فتح ☆ جنگ فحل ☆ ساحلی علاقوں کی فتح ☆ بیسان اور طبریہ کی فتح ☆ مثنیٰ بن حارثہ اور ابو عبیدہ بن مسعود ثقفی ☆ جنگ نمارق ☆ سقاطیہ کی جنگ ☆ واقعہ جالینوس ☆ ابو عبیدہ کی شہادت ☆ اُلیس صغریٰ کا واقعہ ☆ واقعہ بویب ☆ خنافس اور بغداد کی منڈیوں پر حملہ ☆ جنگ قادسیہ کے اسباب ☆ وفیات

❁ حواشی وحوالہ جات ۱۴۶

۴ چوتھا باب ۱۴۸

۱۴ھ کے واقعات ☆ جنگ قادسیہ کے ابتدائی مراحل ☆ ارماث کا واقعہ ☆ اغواث کا معرکہ ☆ یوم عماس ☆ لیلۃ الھریر اور رستم کا قتل ☆ تعمیر بصرہ پر حضرت عتبہ بن غزوان کا تقرر

❁ حواشی وحوالہ جات ۱۹۰

۵ پانچواں باب ۱۹۱

۱۵ھ کے واقعات ☆ مرج الروم کا واقعہ ☆ حمص اور بعلبک کی فتح ☆ قنسرین کی فتح اور ہرقل کا قسطنطنیہ کی طرف فرار ☆ حلب اور انطاکیہ کی فتح ☆ قیساریہ کی فتح اور غزہ کا محاصرہ ☆ فتح بیسان اور واقعہ اجنادین ☆ ایلیا اور بیت المقدس کی فتح ☆ مالی انتظامات ☆ بابل اور کوثی کی جنگ ☆ بُھر سیر کی جنگ ☆ حضرت عمرؓ کی ادائیگی حج ☆ مختلف شہروں کے عمال ☆ وفیات

❁ حواشی وحوالہ جات ۲۰۹

۶ چھٹا باب ۲۱۰

۱۶ھ کے واقعات ☆ مغربی مدائن یعنی بُھر سیر کی فتح ☆ فتح مدائن اور ایوان کسریٰ ☆ مدائن کے مالِ غنیمت کی جمع اور تقسیم ☆ جلولاء کی جنگ اور فتح حلوان ☆ فتح تکریت اور موصل ☆ فتح ماسبذان ☆ فتح قرقیسیا ☆ متفرق واقعات

❁ حواشی وحوالہ جات ۲۲۷

Marfat.com
Marfat.com

۷ ساتواں باب ۲۲۸

۱۷ھ کے واقعات ☆ کوفہ اور بصرہ کی تعمیر ☆ حمص پر رومیوں کا حملہ ☆ فتح جزیرہ و آرمینیہ ☆ حضرت خالد بن ولید کی معزولی ☆ خانۂ کعبہ کی تعمیر وتوسیع ☆ حضرت علی کی بیٹی سے شادی ☆ بحرین کی راہ سے فارس پر حملہ ☆ مغیرہ بن شُعبہ کی معزولی ☆ فتح اہواز، مناذر اور نھر تیری ☆ ہرمزان اور اہل تستر کی صلح ☆ رامھر مز اور تستر کی فتح ☆ فتح سوس ☆ اہل جندی سابور کی مصالحت ☆ کرمان وغیرہ کی طرف جنگی مہمات ☆ مختلف علاقوں کے حکام

❁ حواشی وحوالہ جات ۲۵۶

۸ آٹھواں باب ۲۵۷

۱۸ھ کے واقعات ☆ طاعون اور قحط سالی (عام الرمادۃ) ☆ طاعونِ عمواس ☆ طاعون کے بعد حضرت عمر کا سفر شام

❁ حواشی وحوالہ جات ۲۶۵

۹ نواں باب ۲۶۶

۱۹ھ کے واقعات ☆ وفیات

❁ حواشی وحوالہ جات ۲۶۶

۱۰ دسواں باب ۲۶۷

۲۰ھ کے واقعات ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

۱۱ گیارہواں باب ۲۷۴

۲۱ھ کے واقعات ☆ جنگ نہاوند ☆ دینور اور صمیرہ کی فتح ☆ فتح ہمدان اور ماہین ☆ عجمی علاقوں میں مسلمانوں کا داخلہ ☆ فتح اصفہان ☆ کوفہ پر حضرت مغیرہ بن شُعبہ کا تقرر ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

❁ حواشی وحوالہ جات ۲۹۰

۱۲ بارہواں باب ۲۹۱

Marfat.com
Marfat.com

۲۲ھ کے واقعات ☆ ہمدان کی دوبارہ فتح ☆ فتح قزوین و زنجان ☆ فتح رَے ☆ فتح قومس، جرجان وطبرستان ☆ فتح طرابلس الغرب و برقہ ☆ بربر قبائل ☆ فتح آذربائیجان ☆ فتح باب ☆ فتح موقان ☆ ترکوں پر فوج کشی ☆ اہل کوفہ و بصرہ کے مفتوحہ علاقوں کی تقسیم ☆ حضرت عمار بن یاسر کی معزولی ☆ فتح خراسان ☆ فتح شہرزور و صامغان ☆ متفرق واقعات

❁ حواشی وحوالہ جات ۳۰۹

۱۳ تیرھواں باب ۳۱۰

۲۳ھ کے واقعات ☆ فتح توّج ☆ فتح اصطخر وجُور ☆ فتح فساء اور داراب گرد ☆ فتح کُرمان ☆ فتح سیستان ☆ فتح مکران ☆ اہواز میں بیروذ کا واقعہ ☆ سلمہ بن قیس اور کردوں کی جنگ ☆ حضرت عمرؓ کی شہادت ☆ نسب اور حلیہ ☆ اہل وعیال ☆ سیرت وخصال ☆ اوّلین کارنامے ☆ مجلس شوریٰ کا حال ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

❁ حواشی وحوالہ جات ۳۵۱

۱۴ چودھواں باب ۳۵۳

۲۴ھ کے واقعات ☆ بیعتِ حضرت عثمان کا ذکر ☆ ولایت کوفہ سے مغیرہ بن شُعبہ کی معزولی

۱۵ پندرھواں باب ۳۵۵

۲۵ھ کے واقعات ☆ اہل اسکندریہ کی معاہدہ شکنی ☆ رے اور دیلم ☆ کوفہ میں سعد کی معزولی اور ولید بن عقبہ کا تقرر ☆ آرمینیہ اور آذربائیجان کی صلح ☆ معاویہ کا روم پر حملہ ☆ افریقہ پر حملہ ☆ متفرق واقعات

❁ حواشی وحوالہ جات ۳۶۱

۱۶ سولھواں باب ۳۶۱

۲۶ھ کے واقعات ☆ توسیعِ حرم

۱۷ سترھواں باب ۳۶۲

Marfat.com
Marfat.com

۲۷ھ کے واقعات ☆ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کا والی مصر مقرر ہونا اور افریقہ کی فتح ☆ افریقہ کا نقضِ عہد اور دوبارہ فتح ☆ اُندلس پر حملہ ☆ دیگر حوادث

✿	حواشی وحوالہ جات	۳۶۸
۱۸	اٹھارہواں باب	۳۶۹

۲۸ھ کے واقعات ☆ فتح قبرص ☆ متفرق واقعات

✿	حواشی وحوالہ جات	۳۷۲
۱۹	انیسواں باب	۳۷۳

۲۹ھ کے واقعات ☆ ابوموسیٰ اشعری کی معزولی اور ابن عامر کا تقرر ☆ اہل فارس کی عہد شکنی ☆ مسجد نبوی کی توسیع ☆ حضرت عثمانؓ کا نماز میں قصر نہ کرنا

۲۰	بیسواں باب	۳۷۸

۳۰ھ کے واقعات ☆ ولید بن عقبہ کی کوفہ سے معزولی ☆ سعید بن عاص کی جنگ طبرستان ☆ جنگ باب ☆ جمع قرآن کا مسئلہ ☆ رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی کا چاہِ اریس میں گرنا ☆ ابوذر کا معاویہ سے اختلاف ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

✿	حواشی وحوالہ جات	۳۹۰
۲۱	اکیسواں باب	۳۹۱

۳۱ھ کے واقعات ☆ جنگ صواری ☆ محمد بن حذیفہ اور محمد بن ابی بکر کی مخالفت کی ابتداء ☆ یزدگرد بن شہریار کا قتل ☆ ابن عامر کے ہاتھوں خراسان کی فتح ☆ فتح کرمان ☆ فتح سجستان وکابل وغیرہ کا ذکر ☆ متفرق واقعات/ وفیات

✿	حواشی وحوالہ جات	۴۰۴
۲۲	بائیسواں باب	۴۰۵

۳۲ھ کے واقعات ☆ ترکوں کی کامیابی اور عبدالرحمٰن بن ربیعہ کے قتل کا بیان ☆ ابوذر غفاری کی وفات کا بیان ☆ قارن کے خروج کا ذکر ☆ وفیات

✿	حواشی وحوالہ جات	۴۱۰

Marfat.com
Marfat.com

۲۲ھ کے واقعات ☆ ہمدان کی دوبارہ فتح ☆ فتح قزوین و زنجان ☆ فتح رَے ☆ فتح قومس، جرجان وطبرستان ☆ فتح طرابلس الغرب و برقہ ☆ بربر قبائل ☆ فتح آذربائیجان ☆ فتح باب ☆ فتح موقان ☆ ترکوں پر فوج کشی ☆ اہل کوفہ و بصرہ کے مفتوحہ علاقوں کی تقسیم ☆ حضرت عمار بن یاسر کی معزولی ☆ فتح خراسان ☆ فتح شہرزور و صامغان ☆ متفرق واقعات

✲ حواشی وحوالہ جات ۳۰۹

۱۳ تیرہواں باب ۳۱۰

۲۳ھ کے واقعات ☆ فتح توّج ☆ فتح اصطخر وجُور ☆ فتح فساء اور داراب گرد ☆ فتح کُرمان ☆ فتح سیستان ☆ فتح مکران ☆ اہواز میں بیروز کا واقعہ ☆ سلمہ بن قیس اور کردوں کی جنگ ☆ حضرت عمرؓ کی شہادت ☆ نسب اور حلیہ ☆ اہل وعیال ☆ سیرت وخصال ☆ اوّلین کارنامے ☆ مجلس شوریٰ کا حال ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

✲ حواشی وحوالہ جات ۳۵۱

۱۴ چودھواں باب ۳۵۳

۲۴ھ کے واقعات ☆ بیعتِ حضرت عثمان کا ذکر ☆ ولایت کوفہ سے مغیرہ بن شُعبہ کی معزولی

۱۵ پندرھواں باب ۳۵۵

۲۵ھ کے واقعات ☆ اہل اسکندریہ کی معاہدہ شکنی ☆ رے اور دیلم ☆ کوفہ میں سعد کی معزولی اور ولید بن عقبہ کا تقرر ☆ آرمینیہ اور آذربائیجان کی صلح ☆ معاویہ کا روم پر حملہ ☆ افریقہ پر حملہ ☆ متفرق واقعات

✲ حواشی وحوالہ جات ۳۶۱

۱۶ سولہواں باب ۳۶۱

۲۶ھ کے واقعات ☆ توسیعِ حرم

۱۷ سترہواں باب ۳۶۲

Marfat.com
Marfat.com

۲۷ھ کے واقعات ☆ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کا والی مصر مقرر ہونا اور افریقہ کی فتح ☆ افریقہ کا نقضِ عہد اور دوبارہ فتح ☆ اُندلس پر حملہ ☆ دیگر حوادث

❁ حواشی وحوالہ جات ۳۶۸

۱۸ اٹھارہواں باب ۳۶۹

۲۸ھ کے واقعات ☆ فتح قُبرُس ☆ متفرق واقعات

❁ حواشی وحوالہ جات ۳۷۲

۱۹ انیسواں باب ۳۷۳

۲۹ھ کے واقعات ☆ ابوموسیٰ اشعری کی معزولی اور ابن عامر کا تقرر ☆ اہل فارس کی عہد شکنی ☆ مسجد نبوی کی توسیع ☆ حضرت عثمانؓ کا نماز میں قصر نہ کرنا

۲۰ بیسواں باب ۳۷۸

۳۰ھ کے واقعات ☆ ولید بن عقبہ کی کوفہ سے معزولی ☆ سعید بن عاص کی جنگ طبرستان ☆ جنگ باب ☆ جمع قرآن کا مسئلہ ☆ رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی کا چاہِ اریس میں گرنا ☆ ابوذر کا معاویہ سے اختلاف ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

❁ حواشی وحوالہ جات ۳۹۰

۲۱ اکیسواں باب ۳۹۱

۳۱ھ کے واقعات ☆ جنگ صواری ☆ محمد بن حذیفہ اور محمد بن ابی بکر کی مخالفت کی ابتداء ☆ یزدگرد بن شہریار کا قتل ☆ ابن عامر کے ہاتھوں خراسان کی فتح ☆ کرمان ☆ فتح سجستان وکابل وغیرہ کا ذکر ☆ متفرق واقعات/ وفیات

❁ حواشی وحوالہ جات ۴۰۴

۲۲ بائیسواں باب ۴۰۵

۳۲ھ کے واقعات ☆ ترکوں کی کامیابی اور عبدالرحمٰن بن ربیعہ کے قتل کا بیان ☆ ابوذر غفاری کی وفات کا بیان ☆ قارن کے خروج کا ذکر ☆ وفیات

❁ حواشی وحوالہ جات ۴۱۰

Marfat.com
Marfat.com

۲۳ تیئیسواں باب ۴۱۱

۳۳ھ کے واقعات ☆ کوفیوں کو شام کی طرف منتقل کرنا ☆ بعض اہل بصرہ کو شام کی طرف جلاوطن کرنا ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

❁ حواشی وحوالہ جات ۴۲۰

۲۴ چوبیسواں باب ۴۲۱

۳۴ھ کے واقعات ☆ مناظرہ اور یوم جرعہ کا بیان ☆ ابو موسیٰ اشعری کا کوفہ کی امارت پر تقرر ☆ شہادت حضرت عثمانؓ ☆ حضرت عثمانؓ کا خطبہ ☆ متفرق واقعات/ وفیات

❁ حواشی وحوالہ جات ۴۲۸

۲۵ پچیسواں باب ۴۲۹

۳۵ھ کے واقعات ☆ حضرت عثمانؓ کا محاصرہ ☆ حضرت عثمانؓ کی شہادت ☆ حضرت عثمانؓ کا مدفن اور نماز جنازہ ☆ سیرت کا ذکر ☆ حضرت عثمانؓ کے نسب کا بیان ☆ حضرت عثمانؓ کے اسلام لانے اور ہجرت کا زمانہ ☆ حضرت عثمانؓ کی ازواج واولاد ☆ اس سال آپ کے عمال ☆ محاصرۂ عثمانؓ کے زمانہ میں نماز کی امامت ☆ حضرت عثمانؓ کے بارے میں لکھے گئے اشعار ☆ امیر المومنین علیؓ بن ابی طالب کی بیعت ☆ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کی بیعت ☆ حضرت علیؓ کا پہلا خطبہ ☆ قصاص عثمانؓ پر عدم قدرت ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

❁ حواشی وحوالہ جات ۴۷۸

۲۶ چھبیسواں باب ۴۸۰

۳۶ھ کے واقعات ☆ حضرت علی کا اپنے عاملوں کو روانہ کرنا ☆ جنگ جمل ☆ حضرت علی کا سفر بصرہ اور جنگ ☆ حضرت علیؓ کی ربذہ سے روانگی ☆ ذی قار میں قیام اور اہل کوفہ کو دعوت ☆ حضرت علی کا خطبہ ☆ حضرت طلحہؓ کی موت ☆ حضرت زبیرؓ کی شہادت ☆ بصرہ میں حضرت علیؓ کی بیعت ☆ حضرت عائشہؓ کی بصرہ سے

Marfat.com
Marfat.com

روانگی ☆ حضرت علیؓ کی روانگی اور ابو موسیٰ اشعری کی معزولی ☆ جنگ جمل کے متعلق دوسری روایت ☆ خوارج کے بجستان جانے کا بیان ☆ محمد بن ابی حذیفہ کے قتل کا بیان ☆ قیس بن سعد کے والی مصر ہونے کا بیان ☆ عمرو بن عاص کا معاویہؓ کے پاس آنے کا بیان ☆ جنگ صفین کے آغاز کا بیان ☆ متفرق واقعات/ وفیات

☸	حواشی وحوالہ جات	۵۷۶
۲۷	ستائیسواں باب	۵۷۸

۳۷ھ کے واقعات ☆ جنگ صفین کے بیان کا تتمہ ☆ لیلۃ الہریر ☆ جعدہ بن ہُبیرہ کا عامل خراسان بنایا جانا ☆ خوارج کا حضرت علیؓ سے رجوع کرنے کا بیان ☆ حکمین کے اجتماع کا بیان ☆ حکمین کی گفتگو اور فیصلہ ☆ جنگ نہر کا بیان ☆ حضرت علیؓ کا خط خارجیوں کے نام ☆ خارجیوں سے جنگ کا بیان ☆ ذی الثُدیۃ کے قتل کا بیان ☆ حضرت علیؓ کی واپسی کوفہ کا بیان ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

☸	حواشی وحوالہ جات	۶۴۵
۲۸	اٹھائیسواں باب	۶۴۷

۳۸ھ کے واقعات ☆ مصر میں عمرو بن عاص کی سربراہی اور محمد بن ابی بکر کے قتل کا بیان ☆ اشتر کی موت ☆ مصر پر عمرو بن عاص کا قبضہ ☆ معاویہ کا عبداللہ بن حضرمی کو بصرہ بھیجنے کا بیان ☆ قبیلہ بنی ناجیہ کے الخرّیت بن راشد کی بغاوت کا بیان ☆ جنگ نہروان کے بعد خوارج کی سرگزشت ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

۲۹	انتیسواں باب	۶۷۲

۳۹ھ کے واقعات ☆ حضرت علیؓ کے مقبوضات پر شامیوں کے حملے ☆ یزید بن شَجَرہ کی روانگی مکہ کا بیان ☆ الجزیرہ میں شامیوں کی غارت گری کا بیان ☆ حارث بن نمر تنوخی کی لوٹ مار ☆ ابن العُشْبۃ کا واقعہ ☆ دومۃ الجندل میں مسلم بن عقبہ کی سرگزشت ☆ فارس کے علاقہ پر زیاد بن ابیہ کے والی ہونے کا بیان ☆ وفیات

☸	حواشی وحوالہ جات	۶۷۹

Marfat.com
Marfat.com

۳۰ تیسواں باب ۶۸۱

۴۰ھ کے واقعات ☆ حجاز یمن پر بسر بن ابی ارطاہ کے حملے کا بیان ☆ بصرہ سے ابن عباس کی روانگی ☆ علی بن ابی طالب کی شہادت ☆ امیر معاویہ پر حملہ ☆ خارجہ کی شہادت ☆ حضرت علی کی مدت خلافت اور عمر ☆ حضرت علی کا نسب اور اوصاف ☆ ازواج واولاد ☆ حضرت علی کے عمال کا بیان ☆ حضرت علی کی سیرت ☆ امام حسن کا خطبہ ☆ حضرت حسن کی بیعت ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

❋ حواشی وحوالہ جات ۷۰۳

Marfat.com
Marfat.com

پہلا باب

حضرت ابوبکرؓ کی بیعت خلافت

جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو انصار (سقیفہ)، بنو ساعدہ کے چھتے میں جمع ہوئے تا کہ وہ سعد بن عبادہ (کی خلافت) کے لیے بیعت کریں۔ یہ خبر حضرت ابوبکرؓ کو بھی ملی۔ لہٰذا وہ حضرت عمر بن الخطابؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح کو لے کر وہاں پہنچے اور دریافت کیا، ''کیا معاملہ ہے؟'' اُنہوں نے کہا ''ہماری طرف سے بھی ایک امیر ہو اور تمہاری طرف سے بھی ایک امیر ہو۔'' حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ''امیر ہم میں سے مقرر ہوں اور وزیر تم میں سے مقرر ہوں۔''

پھر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔

''مجھے تمہارے لیے ان دونوں اشخاص میں سے ایک پسند ہے، خواہ وہ (حضرت) عمرؓ ہوں یا ابو عبیدہؓ ہوں، جو اس امت کے امین ہیں۔'' حضرت عمرؓ نے فرمایا ''تم میں سے کون اس بات سے خوش ہوگا کہ وہ ان قدموں کو پیچھے رکھے، جنہیں رسول اللہ ﷺ نے آگے بڑھایا تھا'' لہٰذا حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور دوسرے لوگوں نے بھی بیعت کی۔

جماعت انصار یا ان کے کچھ لوگوں نے کہا ''ہم (حضرت) علیؓ کے علاوہ اور کسی سے بیعت نہیں کریں گے۔'' اس وقت حضرت علیؓ، بنو ہاشم، حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ بیعت کرنے سے پیچھے رہ گئے تھے۔ بلکہ حضرت زبیرؓ یہ کہتے تھے ''میں تلوار کو اس وقت تک نیام میں نہ رکھوں گا، جب تک (حضرت) علیؓ کے ہاتھ پر بیعت نہ کی جائے۔'' اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا ''ان کی تلوار لے لو اور اس کو پتھر دے مارو۔'' اس کے بعد حضرت عمرؓ ان کے پاس آئے اور انہیں بیعت کے لیے لے گئے۔ ایک

Marfat.com
Marfat.com

روایت یہ بھی ہے کہ جب حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعتِ خلاف کی خبر سنی تو وہ جلدی میں تہمد اور چادر کے بغیر صرف قمیص ہی میں نکل کر کھڑے ہوئے اور جاتے ہی بیعت کی اور پھر اپنا تہمد اور چادر منگوا کر اوڑھ لی۔ مگر صحیح روایت یہ ہے کہ انہوں نے چھ مہینے کے بعد بیعت کی۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب سب لوگوں نے ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی تو ابو سفیانؓ آ کر کہنے لگے "مجھے ایسا دھواں نظر آ رہا ہے جسے خون ہی بجھا سکتا ہے۔ اے آل عبد مناف! ابو بکر تمہارے معاملات کا حاکم ہے۔ وہ دونوں کمزور اور ذلیل اشخاص علیؓ اور عباسؓ کہاں ہیں؟ یہ کیا بات ہے کہ قریش کے کمترین قبیلے میں حکومت آ گئی۔" اس کے بعد انہوں نے حضرت علیؓ سے کہا "تم اپنا ہاتھ بڑھاؤ تاکہ میں تمہارے ہاتھ پر بیعت کروں۔ خدا کی قسم اگر آپ چاہیں تو میں ان کے برخلاف بہت سے سواروں اور پیادوں کو تیار کر دوں۔" مگر حضرت علیؓ نے اس سے انکار کیا، اس وقت ابو سفیان نے متلمّس کے دو شعر پڑھے، جن کا ترجمہ یہ ہے،

[اگر کسی پر ظلم کرنے کا قصد کیا جائے تو اسے صرف دو ذلیل اشیاء ہی برداشت کرتی ہیں، وہ دو چیزیں قبیلے کا گدھا اور کھونٹا ہے۔

گدھے پر ظلم یہ ہے کہ اسے رسی سے باندھا جائے اور کھونٹے کو جب ٹھونکا جاتا ہے تو اس پر کوئی نہیں روتا۔]

حضرت علیؓ نے ابو سفیانؓ کو دھمکایا اور کہا "تمہارا فتنہ و فساد کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ خدا کی قسم! تم طویل مدت تک اسلام کے لیے بدخواہی کرتے رہے ہو لہٰذا ہمیں تمہاری نصیحت کی کوئی ضرورت نہیں۔"

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں "میں عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو قرآن کریم پڑھوا رہا تھا، اسی زمانے میں عمرؓ حج کے لیے روانہ ہوئے اور ہم بھی ان کے ساتھ حج کرنے کے لیے گئے (ایک دن) عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے کہا میں آج امیر المومنین کے ساتھ منیٰ میں تھا تو اس وقت ایک آدمی نے کہا، میں نے فلاں شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے، "اگر (حضرت) عمرؓ وفات پا جائیں تو میں فلاں شخص کے ہاتھ پر بیعت کروں۔" عمرؓ فرمانے لگے "میں آج رات لوگوں سے خطاب کروں گا اور انہیں اس گروہ سے باخبر کروں گا جو یہ چاہتے ہیں کہ وہ عوام سے ان کے اختیارات کو غصب کر لیں۔" عبدالرحمٰنؓ بن

Marfat.com
Marfat.com

عوف فرماتے ہیں ''اس وقت میں نے عرض کیا،

''اے امیر المومنین! موسم حج میں ادنیٰ قسم کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور وہی لوگ آپ کے جلسے میں چھائے ہوئے ہوں گے۔ اس لیے مجھے ڈر ہے کہ جو بات آپ ارشاد فرمائیں گے اسے وہ اچھی طرح نہیں سمجھ سکیں گے اور نہ اسے یاد رکھیں گے مگر اسے لے اڑیں گے۔ لہٰذا آپ توقف فرمایئے تاکہ جب آپ مدینہ پہنچ جائیں جہاں خاص رسول اللہ ﷺ کے صحابی موجود ہوں، اس وقت آپ یہ گفتگو ارشاد فرمائیں۔ وہ لوگ آپ کی گفتگو کو بخوبی یاد رکھیں گے۔''

(حضرت) عمرؓ نے فرمایا ''خدا کی قسم! مدینہ پہنچ کر میں وہاں پہلے مقام پر یہ گفتگو کروں گا۔'' حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں، ''جب میں مدینہ منورہ آیا تو عبدالرحمٰنؓ کی گفتگو کی وجہ سے جمعہ کے دن (حضرت عمرؓ کا خطبہ سننے کے لیے) پہنچا۔ جب (حضرت) عمرؓ منبر پر بیٹھے تو حمد و ثنا کے بعد آپ نے رجم کی سزا کا ذکر کیا اور اس سلسلہ میں قران کریم کا جو حکم منسوخ ہو گیا تھا، اسے بیان کیا، اس کے بعد آپ نے فرمایا، ''مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تم میں سے کوئی شخص یہ کہتا ہے، 'اگر امیر المومنین فوت ہو جائیں تو میں فلاں شخص کے ہاتھ پر بیعت کروں گا'، مگر کسی شخص کو اس غلط فہمی میں مبتلا نہ رہنا چاہیے کہ ابوبکرؓ کی بیعت ایک آزمائش تھی، درحقیقت اس میں ایسے اندیشے کا امکان تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اسے شر و فساد سے بچا لیا۔ تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس کی طرف (حضرت) ابوبکرؓ کی گردنیں جھک سکیں۔ کیونکہ جب رسول اللہ کا وصال ہوا تو ہم میں وہ بہترین انسان تھے۔ (حضرت) علیؓ اور زبیرؓ اور ان کے ساتھی ہم سے پیچھے رہ گئے، وہ (حضرت) فاطمہؓ کے گھر میں تھے اور انصار بھی ہم سے پیچھے تھے، مگر مہاجرین حضرت ابوبکرؓ کے پاس اکٹھے ہو گئے تھے اس موقع پر میں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا ''ہمیں اپنے انصار بھائیوں کے پاس جانا چاہیے''، چنانچہ ہم ان کی طرف روانہ ہوئے اتنے میں انصار کے دو نیک افراد ہم سے ملے ان میں سے ایک کا نام عویم بن ساعدہ تھا اور دوسرے کا نام معن بن عدی تھا۔ ان دونوں نے ہم سے کہا ''تم لوٹ جاؤ اور آپس میں اپنے معاملہ کا فیصلہ کرو۔''

مگر ہم انصار کے پاس گئے وہ لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع تھے اور ان کے درمیان میں ایک شخص کمبل اوڑھے ہوئے بیٹھا تھا، میں نے کہا یہ کون ہے؟ وہ کہنے لگے سعدؓ بن عبادہ درد اور تکلیف

Marfat.com
Marfat.com

میں مبتلا ہیں۔ عین اس وقت ان کا ایک شخص کھڑا ہوگیا اور حمد وثناء کے بعد کہنے لگا، ''ہم انصار ہیں اور اسلام کا لشکر ہیں اور تم اے قریش کی جماعت! ہمارے درمیان ایک گروہ ہو اور تمہاری قوم کے کچھ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے اختیارات کو چھین لیں۔'' جب وہ خاموش ہوگیا تو میں نے چاہا کہ اپنے دلی خیالات کا اظہار (حضرت) ابوبکرؓ کے سامنے کروں لہٰذا جب میں نے بولنے کا ارادہ کیا تو ابوبکرؓ نے فرمایا ''ٹھہر جاؤ''۔ اس کے بعد وہ کھڑے ہوئے، پہلے اُنہوں نے خدا کی حمد کی اس کے بعد ان تمام خیالات کا اظہار کیا جو میرے دل میں موج زن تھے بلکہ اس سے بھی بہتر طریقہ سے اظہار خیال کیا۔ اُنہوں نے فرمایا ''اے انصار کی جماعت! تم اپنی فضیلت بیان کرتے ہو۔ اس کے تم مستحق ہو مگر اہل عرب، قریش کے علاوہ اور کسی کی حکومت کو تسلیم نہیں کریں گے کیونکہ مقام ونسب کے لحاظ سے وہ تمام عرب سے بہتر ہیں۔ میں ان دونوں افراد میں سے کسی ایک کو تمہارے لیے پسند کرتا ہوں۔'' یہ کہہ کر انہوں نے میرا اور ابوعبیدہ بن الجراح کا ہاتھ پکڑا۔ مگر اس لفظ کے علاوہ کہ مجھے ان پر مقدم کیا جائے، ان کا اور کوئی لفظ مجھے ناگوار نہیں معلوم ہوا۔ کیونکہ اگر گناہ کے کاموں کے علاوہ اور کسی وجہ سے میری گردن اڑا دی جائے تو میں موت کو اس پر ترجیح دوں گا کہ مجھے اس قوم کا امیر بنایا جائے جس میں ابوبکرؓ موجود ہوں۔ بہر حال جب ابوبکرؓ نے اپنی گفتگو ختم کی تو ان میں سے ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا ''میں اس کام کا تجربہ کار ہوں اور اس سے خوب واقف ہوں لہٰذا ایک امیر ہم میں سے ہونا چاہئے اور ایک امیر تم میں سے ہونا چاہئے۔'' اس کے بعد شور وغل برپا ہوگیا لہٰذا جب مجھے اختلاف کا اندیشہ ہوگیا تو میں نے ابوبکرؓ سے کہا ''آپ اپنا ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں آپ سے بیعت کروں۔'' جب انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ اس کے بعد دوسرے لوگوں نے بیعت کی، پھر ہم سعدؓ بن عبادہ کی طرف متوجہ ہوئے تو کسی نے کہا کہ ''تم نے سعد کا کام تمام کردیا۔'' میں نے کہا، اللہ سعد کو غارت کرے۔

بہر حال خدا کی قسم میں نے ابوبکر کی بیعت سے بڑھ کر کوئی زوردار معاملہ نہیں دیکھا کیونکہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہوگیا تھا کہ اگر میں اس مجمع سے چلا جاتا اور بیعت نہ ہوتی تو لوگ ہمارے بعد کسی اور سے بیعت کر لیتے، ایسی صورت میں ہم اس معاملے میں انہی کی پیروی کرتے، مگر ہمیں یہ بات پسند نہ تھی۔ یا ہم اس کی مخالفت کرتے جس سے فتنہ وفساد برپا ہو جاتا......

حضرت ابوعمرۃ الانصاریؓ فرماتے ہیں ''جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوگیا تو انصار سقیفہ

Marfat.com
Marfat.com

بنی ساعدہ میں جمع ہوئے۔ وہ سعد بن عبادہ کو جو مریض تھے، نکال کر لائے تا کہ انہیں امیر بنائیں۔
انہوں نے حمد وثنا کے بعد اس طرح تقریر کی:

''اے جماعت انصار! تمہیں جو ترجیح اور فضیلت حاصل ہے، وہ عرب کے کسی گروہ کو حاصل نہیں ہے، کیونکہ محمد ﷺ دس سال سے زیادہ اپنی قوم کو دعوت اسلام دیتے رہے مگر ایک قلیل تعداد کے علاوہ اور کوئی ایمان نہیں لایا۔ وہ قلیل تعداد اس قابل نہ تھی کہ وہ آپ کی حفاظت کر سکے اور آپ کے دین کو غالب اور معزز بنا سکے اور نہ وہ ظلم وتعدی کو دور کر سکتی تھی، لہٰذا جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں فضیلت بخشنے کا ارادہ کیا تو اس نے تمہیں یہ عزت بخشی کہ تمہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے کی سعادت حاصل ہوئی اور تمہاری وجہ سے آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ نہ صرف محفوظ ہو کر امن سے رہنے لگے بلکہ آپ کو اور آپؐ کے دین کو زبردست غلبہ حاصل ہوا، لہٰذا دشمنان اسلام کے خلاف جہاد کیا گیا۔ تم سب نے دشمنوں سے سخت مقابلہ کیا، یہاں تک کہ تمام اہل عرب چار و ناچار اللہ کے حکم کے تابع ہو گئے اور دور دراز کے لوگوں نے ذلیل اور رسوا ہو کر آپ کی قیادت کو قبول کیا لہٰذا یہ حقیقت ہے کہ تمہاری تلواروں کے ذریعے تمام اہل عرب رسول خداؐ کے مطیع و فرمانبردار ہوئے، اس کے بعد آپؐ کی وفات ہوئی تو آپ تم سب سے بہت خوش اور مطمئن تھے۔ لہٰذا اور لوگوں کے مقابلہ میں تم خود ہی حکومت کے اختیارات سنبھالو کیونکہ اوروں کے مقابلہ میں یہ صرف تمہارا حق ہے۔''

سب لوگوں نے ان کی تقریر کو پسند کیا اور کہنے لگے ''تم بالکل صحیح کہتے ہو ہم تمہیں اس کام پر مقرر کرتے ہیں، کیونکہ تم ہی مسلمانوں کو رضامند کر کے، انہیں اس بات کا قائل کرا سکتے ہو۔ اس کے بعد وہ اس گفتگو کو پھر دہرانے لگے، مگر قریش کے مہاجرین نے ان کی باتوں کو تسلیم نہیں کیا اور کہا ''ہم مہاجر رسول اللہ ﷺ کے سب سے پہلے صحابیوں میں سے ہیں نیز آپ کے خاندان کے افراد ہیں اور آپ کے مددگار ہیں۔'' اس پر ان کی ایک جماعت یہ کہنے لگی ''ہم یہ کہتے ہیں کہ ایک امیر تمہارا اور ایک امیر ہمارا ہو۔ اس سے کم پر ہم ہرگز رضامند نہیں ہوں گے۔'' اس پر سعدؓ کہنے لگے، ''یہ بزدلی اور کمزوری کی پہلی نشانی ہے۔''

Marfat.com
Marfat.com

(ایک دوسری روایت کے مطابق) جب حضرت عمرؓ کو یہ خبر ملی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے کاشانۂ مبارک پر پہنچے جہاں حضرت ابوبکرؓ تھے، انہوں نے پیغام بھیجا کہ وہ باہر آئیں اس کے جواب میں حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ''میں بہت مشغول ہوں۔'' حضرت عمرؓ نے فرمایا، ایک ایسا اہم واقعہ رونما ہوگیا ہے کہ وہاں آپ کی شرکت نہایت ضروری ہے۔'' یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ باہر نکلے تو حضرت عمرؓ نے انہیں سارا ماجرہ سنایا اور وہ دونوں حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کو لے کر وہاں جلدی سے پہنچ گئے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں، ''میں نے اس موقع کے لیے ایک تقریر تیار کر رکھی تھی، جب میں تقریر کرنے کے لیے آگے بڑھا تو ابوبکرؓ نے مجھے خاموش کرا دیا اور جو میں کہنا چاہتا تھا وہ سب باتیں اُنہوں نے کہہ ڈالیں۔ اُنہوں نے اللہ کی حمد کے بعد فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک رسول بھیجا، جس نے اپنی امت میں اس کا اعلان کیا کہ وہ خدا کی عبادت کریں اس کی توحید کا اقرار کریں۔ اس سے پیشتر وہ خدا کو چھوڑ کر مختلف دیوتاؤں کو پوجتے تھے جو پتھر اور لکڑی کے ہوتے تھے۔ عربوں کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی کہ وہ اپنے آباء و اجداد کے مذہب کو چھوڑ دیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اولین مہاجرین کو آپ کی تصدیق اور حمایت کے لیے مخصوص کر لیا۔ جب آپؐ کی قوم نے آپ پر ایذا رسانی شروع کی اور آپ کو جھٹلانا شروع کیا تو اس وقت اُنہوں نے آپ کے ساتھ ان تمام تکالیف کو صبر و استقلال کے ساتھ برداشت کیا۔ اس وقت تمام لوگ ان کے مخالف تھے، مگر قلیل تعداد میں ہونے کے باوجود وہ گھبرائے نہیں، بلکہ وہ پہلی جماعت تھی جس نے سب سے پہلے روئے زمین پر صرف خدائے واحد کی عبادت کی اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، وہ نہ صرف آپؐ کے خاندان کے افراد ہیں بلکہ آپ کے مددگار اور معاون بھی ہیں۔ لہٰذا آپ کے بعد وہی آپ کی خلافت کے حقدار ہیں۔ اس معاملہ کی صرف ایک ظالم ہی مخالفت کر سکتا ہے۔ اے جماعت انصار! تم وہ لوگ ہو جن کی مذہبی فضیلت اور سبقت ایمانی سے کوئی انکار نہیں کر سکتا، اللہ نے تمہیں اپنے دین اور اپنے رسول کا انصار بنانا پسند کیا اور تمہاری طرف رسول کی ہجرت کو مقدر کیا اس لیے اولین مہاجرین کے بعد اور کوئی تمہارے ہم پلہ نہیں ہے۔ لہٰذا ہم امراء ہیں اور تم وزراء ہو۔ تمہارے بغیر کوئی مشورہ نہیں ہوگا اور اہم معاملات میں تمہارے بغیر فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔'' اس پر حضرت حُباب بن المنذر بن جموح کھڑے ہو کر کہنے لگے:

''اے جماعت انصار! تم اپنے معاملات کا اختیار اپنے ہاتھ میں رکھو کیونکہ لوگ تم پر ظلم

Marfat.com
Marfat.com

کرنے کے درپے ہیں۔ کوئی شخص تمہاری مخالفت کرنے کی جرأت نہیں کر سکے گا اور ہر کام تمہاری رائے سے صادر ہوا کرے گا کیونکہ تم باعزت اور بہادر ہو اور تمہاری تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ لوگ یہ دیکھ رہے ہیں کہ تم کیا کرنا چاہتے ہو، لہٰذا اختلاف نہ کرو ورنہ تمہارا کام بگڑ جائے گا۔ جو تم نے سنا، اس کے علاوہ یہ لوگ اور کچھ نہیں چاہتے ہیں لہٰذا ایک امیر ہمارا ہو اور ایک امیر تمہارا ہو۔''

حضرت عمر نے فرمایا، ''خدا کی قسم! دو حاکم جمع نہیں ہو سکتے اور اہل عرب کبھی اس بات پر رضامند نہیں ہوں گے کہ تمہیں ایسی حالت میں حاکم بنادیا جائے جبکہ تمہارا پیغمبر تمہاری قوم میں سے نہ ہو۔ البتہ اہل عرب اس قوم کی حکومت تسلیم کرلیں گے جس سے پیغمبر علیہ السلام کا تعلق رہا ہو۔ ہمارا حق بالکل واضح ہے۔ ہم محمد ﷺ کے مددگار ہیں اور ان کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، اس لیے آپ کی خلافت ہم سے کوئی چھین نہیں سکتا۔''

حضرت حُباب بن منذر کہنے لگے ''اے جماعت انصار! تم اپنے اختیارات حاصل کرو اور اس شخص کی اور اس کے ساتھیوں کی گفتگومت سنو ورنہ وہ حکومت میں تمہارے حصہ کو بھی لے لیں گے، اگر وہ (تمہاری اطاعت سے) انکار کریں تو انہیں جلاوطن کردو لہٰذا حکومت کے کاموں کو خود سنبھالو کیونکہ تمہیں ان پر حق ترجیح حاصل ہے۔ تمہاری تلواروں کی بدولت لوگ اس دین اسلام کے مطیع ہوئے ہیں۔ میں ان باتوں سے بخوبی واقف ہوں اور مجھ ہی سے اس بارے میں مشورہ کرنا چاہیے، میں شیر نیستان ہوں۔''

حضرت عمرؓ فرمانے لگے ''خدا تمہیں غارت کرے۔'' وہ کہنے لگے ''خدا تمہیں غارت کرے گا۔'' حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا ''اے قوم انصار! تم وہ ہو جو (اسلام کے) اولین مددگار تھے، لہٰذا سب سے پہلے اس میں تغیر و تبدل کرنے والے نہ بنو۔''

اس موقع پر نعمان بن بشیر انصاری کے والد بشیر بن سعد کھڑے ہو کر فرمانے لگے،

''اے قوم انصار! ہم نے سب سے پہلے مشرکوں سے جہاد کرنے اور دینی معاملات میں سبقت حاصل کرنے کا شرف حاصل کیا۔ ہمارا اس سے مقصد اپنے پروردگار کی رضامندی اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت تھی ہم نے اس کی وجہ سے اپنے آپ کو تکالیف میں مبتلا کیا، لہٰذا ہمارے لیے یہ مناسب نہیں کہ ان کے صلے میں لوگوں سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں اور دنیا کو حاصل کریں۔ حضرت محمد ﷺ خاندان قریش سے تھے، اس لیے ان کی قوم اس خلافت کی زیادہ حقدار ہے۔ خدا کی قسم

Marfat.com
Marfat.com

اس معاملہ میں ان سے اختلاف نہیں کروں گا۔تم بھی اللہ سے ڈرو اور ان کی مخالفت نہ کرو۔''

اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ''یہ عمرؓ اور ابوعبیدہؓ ہیں اگر تم چاہو تو ان کے ہاتھ پر بیعت کرلو۔'' وہ دونوں کہنے لگے''خدا کی قسم! آپ کے ہوتے ہوئے ہم یہ کام نہیں سنبھالیں گے کیوں کہ آپ سب مہاجرین میں افضل ہیں اور نماز میں رسول اللہ ﷺ کے نائب تھے اور نماز مسلمانوں کے مذہب میں افضل ہے۔آپ اپنا ہاتھ بڑھایئے تاکہ ہم بیعت کرلیں۔'' جب وہ دونوں بیعت کرنے کے لیے اٹھے تو بشیرؓ بن سعد انصاری نے سبقت کر کے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر سب سے پہلے بیعت کی۔اس پر حُبابؓ بن منذر پکار کر کہنے لگے۔''تم نے زبردست نافرمانی کی اپنے چچازاد بھائی کو حکومت سے محروم کردیا۔'' اُنہوں نے کہا''خدا کی قسم! یہ بات نہیں ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ میں لوگوں سے ان کا حق چھیننا نہیں چاہتا تھا۔''

جب قبیلہ اوس نے یہ دیکھا کہ بشیر نے بیعت کرلی ہے اور قبیلہ خزرج سعدؓ بن عبادہ کو امیر بنانا چاہتا ہے تو ہر ایک دوسرے سے یہ کہنے لگا''خدا کی قسم! اگر تم ایک مرتبہ بھی خزرج کو حاکم بنادو گے تو انہیں تم پر ہمیشہ کی فضیلت حاصل ہوجائے گی اور وہ تمہیں کبھی اس حکومت میں حصہ نہیں دیں گے۔'' اس قول میں اوس کے نقیب اُسیدؓ بن حُضَیر بھی شریک تھے (بعد ازاں وہ کہنے لگے)''تم سب ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرو۔'' لہٰذا (اوس کے لوگوں نے) حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔اس طرح سعدؓ بن عبادہ اور قبیلہ خزرج کی متفقہ رائے درہم برہم ہوگئی اور لوگ ہر جانب سے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے ٹوٹ پڑے۔

سعد بن عبادہ اپنے گھر چلے گئے اور کئی دن تک خانہ نشین رہے۔جب ان کے پاس پیغام بھیجا گیا کہ وہ بیعت کریں تو اُنہوں نے جواب میں کہا''میں اس وقت تک ہرگز بیعت نہیں کروں گا جب تک کہ میرے ترکش میں کوئی تیر باقی رہے گا اور جب تک میرے نیزے خون آلود نہ ہوجائیں، بلکہ میں شمشیر زنی کرتا رہوں گا۔میں تم لوگوں کے ساتھ اپنے گھر والوں اور ان لوگوں سے مل کر جو میری اطاعت کریں، جنگ جاری رکھوں گا اگر تمہارے پاس جنات اور انسان اکٹھے ہوجائیں تو اس وقت بھی تم سے بیعت نہیں کروں گا تاآنکہ میں اپنے پروردگار کے پاس پہنچ جاؤں۔''

حضرت عمرؓ نے فرمایا''جب تک کہ وہ بیعت نہ کرلے اسے نہ چھوڑا جائے'' مگر حضرت بشیرؓ

Marfat.com
Marfat.com

بن سعد نے کہا ”وہ بیعت کرنے سے انکار کر رہا ہے اور اپنے انکار پر مصر ہے، وہ تمہارے ہاتھ پر بیعت نہیں کرے گا جب تک کہ اسے قتل نہ کیا جائے۔ اگر قتل کیا جائے تو اس سے پہلے اس کے گھر والوں اور اس کے خاندان کی ایک بڑی جماعت کا خاتمہ کرنا ہوگا۔ لہٰذا اگر تم اسے چھوڑ دو گے تو اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں ہوگا کیونکہ وہ ایک آدمی ہے۔“ اس پر لوگوں نے انہیں چھوڑ دیا۔

جب قبیلہ اسلم آیا اور اس نے بیعت کی تو ان کی بدولت حضرت ابوبکر کو تقویت حاصل ہوئی اس کے بعد اور لوگوں نے بھی بیعت کی۔

کہا جاتا ہے کہ عمرو بن حریت نے حضرت سعیدؓ بن زید سے دریافت کیا ”حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر کب بیعت کی گئی؟ انہوں نے فرمایا ”جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو انہوں نے اس کو پسند نہیں کیا کہ کچھ دن تک وہ ایسی حالت میں گزاریں کہ وہ ایک جماعت کی طرح متحد نہ رہیں۔“

امام زہری فرماتے ہیں ”علی، بنو ہاشم اور زبیرؓ نے چھ مہینے تک ابوبکرؓ کی بیعت نہیں کی، جب فاطمہ رضی اللہ عنہا فوت ہو گئیں تو اس وقت انہوں نے بیعت کی۔“

حضرت ابوبکرؓ کا خطبہ:

بیعت کے دوسرے دن (حضرت) ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے اس وقت لوگوں نے عام بیعت کی اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے حمد و ثنا کے بعد تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

”اے لوگو! میں تم پر حاکم بنایا گیا ہوں اور تم سے افضل نہیں ہوں اگر میں اچھے کام کروں تو میری مدد کرو اور اگر میں برے کام کروں تو مجھے سیدھا کر دو۔ صداقت ایک قسم کی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔ جو تم میں کمزور ہوگا وہ میرے نزدیک طاقتور ہے اور میں اس کو اس کا حق دلاؤں گا اور طاقتور میرے نزدیک کمزور ہے اور میں اس سے ان شاء اللہ (دوسروں کا) حق دلاؤں گا۔ تم میں سے کوئی جہاد کو نہ چھوڑے کیونکہ جو قوم جہاد کو ترک کر دیتی ہے تو اللہ اسے ذلیل اور رسوا کرتا ہے۔ جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں اس وقت تک تم میری اطاعت کرو اور اگر میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو میری اطاعت تم پر (فرض) نہیں ہے۔ نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ، اللہ تم پر رحم کرے۔“

Marfat.com
Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ہو چکی تو لوگ رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین میں شریک ہوئے۔ آپ کو منگل کے دن دفن کیا گیا۔

ایک روایت یہ ہے کہ آپ کو تین دن تک دفن نہیں کیا گیا۔ مگر پہلی روایت زیادہ صحیح ہے۔ آپ کے غسل کے انتظام میں حضرت علیؓ، حضرت عباسؓ اور ان کے دو فرزند فضل و قثم، اسامہؓ بن زیدؓ اور آپ کے آزاد کردہ غلام شقران شریک ہوئے، اس موقعہ پر اوسؓ بن خولی الانصاری بھی، جو جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے، حاضر تھے۔ حضرت عباسؓ اور ان کے دونوں فرزند آپ کو کروٹ دیتے تھے اور حضرت اُسامہؓ اور شقرانؓ پانی ڈال رہے تھے اور حضرت علیؓ آپ کو غسل دے رہے تھے، جبکہ آپ کے بدن پر قمیص تھی۔ (غسل کے وقت) حضرت علیؓ یہ فرما رہے تھے ''میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ زندہ اور مردہ دونوں حالتوں میں کس قدر پاکیزہ ہیں اور جس طرح مردہ نظر آتا ہے اس طرح آپ آپ نظر نہیں آتے۔'' اس موقع پر لوگوں میں یہ اختلاف پیدا ہوا کہ آپ کو کپڑے پہنے ہوئے غسل دیا جائے یا کپڑے اتار کر نہلایا جائے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان پر غنودگی طاری کی، پھر کسی کہا ''رسول اللہ ﷺ کو ان کے کپڑوں ہی میں غسل دو۔'' پتہ نہیں چل سکا کہ کہنے والا کون تھا۔ تاہم اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔

آپ کو کفن میں تین کپڑے پہنائے گئے، دو کپڑے تھے اور ایک حبرہ کی چادر تھی، جس میں آپ کو لپیٹ دیا گیا۔

آپ کے دفن کرنے کے مقام کے بارے میں بھی اختلاف ہوا تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے ہر پیغمبر وہیں دفن کیا گیا ہے جہاں اس کی وفات ہوئی تھی۔'' لہٰذا آپ کا بچھونا اٹھایا گیا اور اس جگہ آپ کو دفن کیا گیا۔ حضرت ابوطلحہ انصاریؓ نے قبر کھودی اس کے بعد لوگ آ کر نماز جنازہ پڑھنے لگے۔ پہلے مرد تھے، پھر عورتیں، اس کے بعد بچے اور سب سے آخر میں غلام تھے۔ بدھ کی رات کو آپ مدفون ہوئے۔ آپ کے مزار مبارک کے اندر حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عباس ان کے دونوں فرزند، حضرت فضل اور قثم اترے، اس وقت حضرت اوسؓ بن خولی الانصاری نے حضرت علیؓ سے کہا ''میں تمہیں اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے ہماری قربت کا

Marfat.com
Marfat.com

واسطہ دیتا ہوں۔'' اس پر حضرت علی نے انہیں بھی اترنے کی اجازت دی اور وہ اندر اُتر گئے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ بھی دعویٰ کرتے تھے کہ وہ سب لوگوں سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے قریب تھے، وہ کہا کرتے تھے ''میں نے قصداً اپنی انگوٹھی آپؐ کے مزار مبارک کے اندر پھینک دی، پھر اسے لینے کے لیے اترا۔'' عراق کے لوگوں نے حضرت علیؓ سے اس واقعہ کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے فرمایا ''مغیرہؓ بن شعبہ جھوٹ بولتے ہیں، ہم میں سب سے زیادہ قریب قثم بن عباس تھے۔''

آپؐ کی عمر میں اختلاف ہے، حضرت ابن عباسؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت معاویہ اور ابن المسیب یہ فرماتے ہیں کہ آپؐ کی عمر تریسٹھ سال تھی حضرت ابن عباسؓ کا دوسرا قول یہ ہے، جس کی تائید حضرت دغفل بن حنظلہ بھی فرماتے ہیں کہ آپ کی عمر پینسٹھ سال تھی۔ حضرت عروہ بن الزبیر کا قول ہے کہ آپ کی عمر ساٹھ سال تھی۔

حضرت اُسامہ کی جنگی مہم

ہم یہ ذکر کر چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسامہ بن زیدؓ کو مسلمانوں کا سپہ سالار مقرر کیا تھا اور انہیں شام کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا تھا۔ اس جنگی مہم میں اہل مدینہ اور اردگرد کے افراد شامل تھے، اس میں حضرت عمرؓ بھی شامل تھے، مگر اس عرصہ میں رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا اور اس وقت لشکر روانہ نہ ہو سکا تھا۔

آپؐ کی وفات کے بعد عرب مرتد ہو گئے تھے، یعنی ہر قبیلہ سے عام افراد یا کچھ مخصوص لوگ مرتد ہو گئے تھے اور اس طرح ان کا نفاق ظاہر ہو گیا تھا۔ یہودی اور عیسائی بھی سرکش ہو گئے تھے۔ اس وقت مسلمان، رسول اللہ ﷺ کے نہ ہونے کی وجہ سے ایسے ہو گئے تھے جیسا کہ برسات کی رات میں بھیڑ بکری۔ ان کی تعداد بہت کم تھی اور دشمنوں کی تعداد زیادہ تھی، لہٰذا لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا:

> ''یہ لوگ اُسامہ کے لشکر (کو روانہ کرنے) کا قصد کر رہے ہیں، جو مسلمانوں کا لشکر ہے، مگر جیسا کہ آپ خود دیکھ رہے ہیں، اہل عرب آپ کے خلاف ہو گئے ہیں، اس لیے یہ مناسب نہیں کہ مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت آپ سے الگ ہو جائے۔''

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا، ''اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر مجھے یہ پتہ چلتا کہ درندے مجھے پکڑ کر لے جائیں گے تو اس وقت بھی رسول اللہ ﷺ کے (حکم کے) مطابق

Marfat.com
Marfat.com

میں اسامہؓ کے لشکر کو روانہ کرتا۔''

اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کو خطاب کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ جہاد کرنے کے لیے تیار ہو جائیں اور اسامہ لشکر کا ہر سپاہی جرف[1] کے مقام پر پہنچ جائے۔ لہٰذا وہ لوگ آپ کے حکم کے مطابق وہاں پہنچ گئے۔ حضرت ابو بکرؓ نے باقی لوگوں کو جو ہجرت کر کے آئے تھے، ان کو قبائلی علاقوں میں برقرار رکھا تاکہ وہ ان قبائل کی نگرانی کریں مگر وہ بہت تھوڑے تھے۔ جب لشکر مقام جرف پہنچ کر مکمل ہو گیا تو اُسامہؓ نے حضرت عمرؓ بن الخطاب کو، جو انہی کے لشکر میں شامل تھے، حضرت ابوبکرؓ کے پاس بھیجا تاکہ وہ ان سے بات کی اجازت حاصل کریں کہ وہ لوگوں کو لے کر واپس آجائیں، ان کا قول یہ تھا ''میرے ساتھ تمہارے اکابر اور معزز افراد شریک ہیں، اس لیے مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں خلیفۂ رسول اللہ ﷺ، حرم نبوی اور مسلمانوں پر مشرک قابض نہ ہو جائیں۔''

اُسامہ کے لشکر میں جو انصار تھے، انہوں نے حضرت عمرؓ بن الخطاب سے کہا ''حضرت ابوبکرؓ خلیفہ رسول ہیں، جاؤ اور جا کر ہماری طرف سے انہیں یہ پیغام پہنچاؤ کہ وہ اسامہؓ سے زیادہ عمر رسیدہ شخص کو ہمارا سپہ سالار مقرر کریں۔ حضرت عمرؓ، حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے اور ان کے سامنے اُسامہؓ کا قول دہرایا۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب میں فرمایا ''اگر مجھے کتے اور بھیڑیے بھی اچک کر لے جائیں تو اس وقت بھی رسول اللہ ﷺ کے حکم کو نافذ کروں گا اور اس فیصلہ کو رد نہیں کروں گا جو رسول اللہ ﷺ فرما چکے تھے اور اگر اس بستی میں میرے علاوہ اور کوئی بھی باقی نہ رہے گا تو اس صورت میں بھی اس پر عمل کروں گا۔''

حضرت عمرؓ نے فرمایا ''انصار چاہتے ہیں کہ آپ اسامہؓ سے زیادہ عمر رسیدہ شخص کو حاکم بنائیں۔'' یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ جو بیٹھے ہوئے تھے اچھل پڑے اور حضرت عمرؓ کی داڑھی پکڑ کر کہنے لگے ''اے عمرؓ بن الخطاب! تم پر افسوس ہے رسول اللہ ﷺ نے اسے سپہ سالار بنایا تھا اور تم مجھے کہتے ہو کہ میں اسے معزول کر دوں۔''

اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ اسلامی لشکر کے پاس تشریف لے گئے اور اس کو روانہ ہونے کا حکم دیا بلکہ ان کے ساتھ تھوڑی دور خود بھی پا پیادہ چلتے رہے حالانکہ اُسامہ گھوڑے پر سوار تھے۔ اس وجہ سے اسامہ کہنے لگے ''اے خلیفۂ رسولؐ! آپ خود اس گھوڑے پر سوار ہو جائیں ورنہ میں بھی اتر جاؤں گا۔'' حضرت ابوبکرؓ فرمانے لگے ''خدا کی قسم! نہ تو تم اترو گے نہ میں سوار ہوں گا، کیونکہ میں اللہ کی راہ

Marfat.com
Marfat.com

میں تھوڑی دیر کے لیے اپنے قدم غبار آلود کرنا چاہتا ہوں، غازی کے لیے ایک قدم چلنے پر سات سو نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں اور اس کے سات سو درجے بلند کیے جاتے ہیں اور سات سو برائیاں محو ہوتی ہیں۔"

جب وہ لوٹنے لگے تو حضرت ابوبکرؓ نے اسامہؓ سے فرمایا "اگر تم مناسب سمجھو تو میری مدد کے لیے (حضرت) عمرؓ کو واپس کردو۔" اُسامہؓ نے اس کی اجازت دے دی۔ اس کے بعد آپ نے مسلمان فوجیوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"نہ تم خیانت کرو اور نہ غداری کرو، نہ مال غنیمت میں چوری کرو اور نہ (دشمن) کے اعضاء کاٹو، نیز کسی بچے، بہت بوڑھے مرد یا کسی عورت کو قتل نہ کرو اور نہ کسی کھجور کے درخت کو کاٹو اور نہ جلاؤ۔ نہ کوئی پھل دار درخت کاٹو اور نہ کسی بھیڑ، بکری، گائے اور اونٹ کو ذبح کرو۔ تم ایسے لوگوں کے پاس سے گذرو گے جنہوں نے اپنی زندگی کو خانقاہوں کے لیے وقف کر رکھا ہے، لہٰذا ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو، نیز تم ایسی قوم کے پاس بھی آؤ گے جنہوں نے اپنے سروں کی چندیا کو منڈا رکھا ہوگا اور اس کے گرد کے حصے کو پٹیوں کی طرح چھوڑ رکھا ہوگا، ایسے لوگوں پر ضرور تلوار اٹھاؤ۔ اب تم اللہ کے نام پر روانہ ہو جاؤ۔"

حضرت ابوبکرؓ نے اسامہ کو ہدایت کی کہ وہ احکام نبوی پر عمل کریں، چنانچہ اُسامہ لشکر لے کر روانہ ہوگئے اور انہوں نے قضاعہ کے ان قبائل پر حملہ کیا، جو مرتد ہوگئے تھے۔ اس کے بعد مال غنیمت لے کر واپس آگئے۔ اُسامہ چالیس دن تک مدینہ منورہ سے غیر حاضر رہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ ستر دن تک باہر رہے۔

حضرت اسامہؓ کی جنگی مہم روانہ کرنے سے مسلمانوں کو سب سے زیادہ فائدہ حاصل ہوا، کیونکہ اس سے عرب کو معلوم ہوگیا کہ اگر مسلمانوں کی جنگی طاقت زبردست نہ ہوتی تو وہ (ایسی حالت میں) یہ لشکر نہ بھیجتے۔ اس طرح وہ مسلمانوں کے خلاف بہت سی کارروائیاں کرنے سے باز رہے۔[۲]

یمن میں اسود العنسی کی سرگرمیاں

اسود العنسی کا اصلی نام عَیہلہ[۳] بن کعب بن عوف العنسی ہے، عنس قبیلہ مذحج کی ایک شاخ

Marfat.com
Marfat.com

ہے۔اس کا لقب ذوالخمار ہے کیونکہ وہ ہمیشہ عمامے باندھے ہوئے اور کپڑے اوڑھے ہوئے رہتا تھا۔

جب باذان اور اہل یمن مسلمان ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے باذان کو یمن کے علاقے کا حاکم بنایا تھا اور اس کے تمام مخالفین اس کے زیرنگیں ہو گئے تھے، چنانچہ وہ مرتے دم تک حاکم رہا۔ باذان کی وفات پر رسول اللہ ﷺ نے یمن کے مختلف علاقوں پر الگ الگ حاکم مقرر کیے۔ آپ نے عمروؓ بن حزم کو نجران کا علاقہ دیا اور خالد بن سعید بن العاص کو نجران اور زبید کے درمیانی علاقے کا حاکم مقرر کیا۔ عامرؓ بن شہر کو ہمدان کا علاقہ اور صنعاء کا علاقہ شہر بن باذان کو دیا۔ عک اور اشعری قبائل کے علاقے کا حاکم حضرت طاہرؓ بن ابی ہالہ کو مقرر کیا اور مآرب کی حکومت حضرت ابوموسیٰ کو ملی اور جند کا حاکم یعلی بن امیہ کو مقرر کیا۔ حضرت معاذ معلم تھے، وہ یمن اور حضر موت کے علاقہ میں ہر حاکم کی عملداری میں آتے جاتے تھے۔ حضرت موت کے علاقے پر زیاد بن لبیـــد انصاری، سکاسک اور سکون کے علاقے پر عکاشہ بن ثور مقرر ہوئے۔ قبیلہ بنو معاویہ بن کندہ پر حضرت عبداللہ یا مہاجر مقرر ہوئے تھے، مگر اس عرصہ میں رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے اس لیے وہ نہیں جا سکے تھے، لہٰذا بعد میں حضرت ابوبکرؓ نے انہیں وہاں روانہ کیا۔

جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو مذکورہ بالا حضرات یمن اور حضر موت کے حکام تھے، لہٰذا اسود العنسی کذاب سے سب سے پہلے جن کی مڈبھیڑ ہوئی وہ شہر، فیروز اور داذویہ تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے سفر سے واپس آ کر بیمار ہو گئے اور آپ کی یہ بیماری آپ کا مرض موت نہ تھا تاہم اس کی اطلاع اسود العنسی کو پہنچ گئی تھی، اس لیے اس نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا۔ وہ شعبدہ باز تھا اور لوگوں کو عجیب وغریب شعبدے دکھایا کرتا تھا، اس لیے قبیلہ مذحج اس کا تابع ہو گیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ارتداد کا یہ سب سے پہلا واقعہ رونما ہوا۔

اسود العنسی نے نجران پر حملہ کر کے وہاں سے عمرو بن حزم اور خالد بن سعید کو نکال دیا۔ قیس بن عبدیغوث بن مشکوح نے فروۃ بن مسیک پر حملہ کیا جو قبیلہ مراد کے علاقے پر مقرر تھے، انہیں وہاں سے نکال کر وہ خود ان کا قائم مقام بن گیا۔

اسود العنسی نجران سے صنعاء پہنچا۔ اس کے مقابلے کے لیے شہر بن باذان نکلے اور اس سے جنگ کرتے رہے، یہاں تک کہ اسود العنسی کی بغاوت کے پچیسویں دن وہ شہید ہو گئے۔ حضرت معاذ وہاں سے نکل کر حضرت ابوموسیٰ کے پاس چلے گئے جو مآرب میں تھے، وہاں سے وہ دونوں حضر

Marfat.com
Marfat.com

موت چلے گئے۔ قبیلۂ مذحج کے وہ افراد جو اسلام پر قائم رہ گئے تھے وہ فروۃ کے پاس چلے گئے۔ اس طرح اسود العنسی یمن کے تمام علاقے پر قابض ہو گیا۔

اس وقت عمرو اور خالد بن سعید کے علاوہ یمن کے تمام مسلم حکام طاہر بن ابی ہالہ کے پاس پہنچ گئے تھے، البتہ مذکورہ بالا حضرات مدینہ منورہ چلے گئے تھے۔ حضرت طاہر، عک اور صنعاء کے پہاڑوں میں پناہ گزین تھے اور اسود العنسی حضرموت کے صحراء سے لے کر طائف، بحرین، احساء اور عدن کے علاقوں تک قابض ہو گیا تھا۔ اس کی آتش بغاوت تیزی سے پھیلنے لگی، چنانچہ جب اس نے شہر سے مقابلہ کیا تو اس وقت اس کے ساتھ سات سو شہسوار تھے۔ اونٹ سواران کے علاوہ تھے، اس کے بعد اس کا اقتدار بڑھتا گیا، یہاں تک کہ قبیلہ مذحج پر اس کا جانشین عمرو بن معدیکرب مقرر ہوا اور اس کی فوج کا نائب قیس بن عبد یغوث بنا اور ابناء فارس کے سردار فیروز اور داذویہ تھے۔ اسود العنسی نے شہر بن باذان کے قتل کے بعد اس کی بیوی سے شادی کر لی تھی۔ وہ فیروز کی چچازاد بہن تھی۔ حضرموت میں جو مسلمان موجود تھے انہیں یہ اندیشہ ہوا کہ وہ ان کی طرف کوئی لشکر بھیجے گا، یا اسود العنسی کی طرح کوئی اور جھوٹا (نبی) ظاہر نہ ہو جائے۔ لہٰذا حضرت معاذ نے اہل سکون کی ایک خاتون سے شادی کر لی جس کی بنا پر ان کی ہمدردیاں ان کی طرف منتقل ہو گئیں۔

اس اثناء میں حضرموت اور یمن کے مسلمانوں کے پاس رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک پہنچا، جس میں انہیں اسود العنسی کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ لہٰذا حضرت معاذ اس مقصد کے لیے کھڑے ہو گئے اور مسلمانوں کے دل بھی مضبوط ہو گئے۔ آپ کا نامۂ مبارک لے کر وبر ابن یُحَنّس الازدی آئے تھے۔ جشنس دیلمی کہتے ہیں "ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کے کئی نامہ ہائے مبارک آئے جس میں یہ ہدایت کی گئی تھی کہ ہم یا تو اس کے ساتھ جنگ کریں یا پوشیدہ طور پر اس پر اچانک حملہ کریں۔ آپ کا خطاب جشنس، فیروز اور داذویہ سے تھا۔ آپؐ نے ہدایت فرمائی تھی کہ دین داروں سے ہم خط و کتابت کریں۔ ہم نے ان ہدایات پر عمل کیا تو ہمیں ایک اہم بات معلوم ہوئی کہ اسود عنسی، قیس بن عبد یغوث سے بگڑ گیا تھا۔ لہٰذا ہم نے خیال کیا کہ قیس کو اپنی جان کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا پہلے اسے دعوت اسلام دینی چاہیے چنانچہ ہم نے اسے دعوت دی اور اسے رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچا دیا، اس وقت ہم اسے ایسے نظر آئے جیسا کہ ہم اس پر آسمان سے نازل ہوئے ہوں۔ لہٰذا اس نے فوراً ہماری

Marfat.com
Marfat.com

دعوت قبول کر لی، ہم نے دوسرے لوگوں سے بھی خط و کتابت کی۔ اسود کے شیطان نے اسے کچھ باتوں کی خبر دے دی تھی، لہٰذا اس نے قیس کو بلا کر کہا کہ اس کا شیطان اسے حکم دیتا ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے، کیونکہ قیس کا رجحان اس کے دشمن کی طرف ہے۔ قیس نے قسم کھا کر کہا ''آپ میرے خیال میں اس قدر عظیم انسان ہیں کہ میں اپنے دل میں اس کا تصور بھی نہیں لا سکتا۔'' اس کے بعد قیس ہمارے پاس آیا اور مجھے (یعنی جشنس کو)، فیروز اور داذویہ کو پکارنے لگا اور اس کے بعد اس نے اسود کی بات ہمیں بتائی۔ ابھی ہم اس کے ساتھ باتیں کر رہے تھے کہ اچانک اسود العنسی نے ہماری طرف دھمکی آمیز پیغام بھیجا۔ اس وقت تو ہم نے اس سے معذرت کر کے نجات حاصل کر لی، مگر چونکہ اسے ہم پر شک ہو گیا تھا اس لیے ہم اس سے ڈرنے لگے۔

اس حالت میں ہمارے پاس عامر بن شہر، ذی زدو، ذومران، ذوالکلاع، ذی ظلیم کے خطوط آئے (جو یمن کے امراء تھے)۔ وہ ہماری مدد کرنے کو تیار تھے، اس لیے ہم نے ان سے خط و کتابت کی اور انہیں ہدایت کرتے رہے کہ جب تک ہم کوئی قطعی فیصلہ نہ کریں، وہ کوئی کارروائی نہ کریں۔ انہیں لکھنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اور اہل نجران کو بھی خطوط لکھے تھے اور انہوں نے آپ کا حکم مان لیا تھا۔ اسود العنسی کو ان تمام باتوں کی اطلاع مل چکی تھی اور اسے اپنی ہلاکت کا احساس ہو گیا تھا۔

جشنس دیلمی کہتا ہے ''میں آزاد کے پاس آیا، وہ شہر بن باذان کی بیوی تھی اور اس کے شوہر کے قتل کے بعد اسود العنسی نے اس کے ساتھ نکاح کر لیا تھا۔ میں نے اسے اپنی تحریک (میں شامل ہونے) کی دعوت دی اور اسے یاد دلایا کہ اسود نے اس کے شوہر کو قتل کر دیا تھا اور اس کے خاندان کو تباہ کر کے عورتوں کو ذلیل و رسوا کیا تھا۔ اسود العنسی کی بیوی نے ہماری تائید کی اور کہنے لگی ''خدا کی قسم! اللہ نے کوئی شخص ایسا پیدا نہیں کیا ہے جو میرے نزدیک اس سے زیادہ قابل نفرت ہو۔ وہ نہ تو کسی حق پر قائم رہتا ہے اور نہ کسی حرام کام سے باز آتا ہے۔ تم مجھے اپنے حالات بتاؤ تاکہ میں بھی تمہیں صحیح تدبیر سے آگاہ کروں۔''

جشنس دیلمی کا بیان ہے ''میں وہاں سے نکلا اور جا کر فیروز، داذویہ اور قیس کو یہ باتیں سنائیں۔ اتنے میں ایک اور آدمی آیا اور وہ قیس کو بلا کر اسود العنسی کے پاس لے گیا، چونکہ وہ قبیلہ مذحج و ہمدان کے لوگوں کے ساتھ اس کے پاس گیا تھا اس لیے اسود العنسی اس کے ساتھیوں کے ہونے کی وجہ

Marfat.com
Marfat.com

سے قیس کو قتل نہیں کر سکا تاہم وہ کہنے لگا'' کیا میں نے تم سے سچ بات نہیں کہی تھی کہ تم جھوٹ بولتے ہو کیونکہ اس کا شیطان یہ کہتا ہے کہ 'اگر تم قیس کا ہاتھ نہیں کاٹو گے تو وہ تمہاری گردن کاٹ دے گا'۔'' قیس نے جواب دیا یہ بات درست نہیں ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہوں اور میں آپ کو ہلاک کروں، آپ جو چاہیں مجھے حکم دیجئے یا مجھے قتل کر دیں کیونکہ ایک دفعہ مر جانا کئی دفعہ مرنے سے آسان تر ہے۔''

یہ بات سن کر اس کا دل پسیج گیا اور اس نے اسے چھوڑ دیا۔ جب قیس وہاں سے نکلا تو وہ ہمارے پاس سے بھی گزرا، اس نے صرف یہ کہا ''تم اپنی کارروائی کرو۔'' (یہ کہہ کر وہ چلا گیا) اور ہمارے پاس نہیں بیٹھا اس کے بعد اسود العنسی ایک جماعت کے ساتھ ہمارے سامنے آیا، اسے دیکھ کر ہم کھڑے ہو گئے، دروازے پر سو مویشی تھے جو گائے اور اونٹ پر مشتمل تھے۔ انہیں اس نے ذبح کرایا، اس کے بعد تنہائی میں اس نے یہ بات کہی۔ اے فیروز! کیا جو اطلاع مجھے ملی ہے وہ صحیح ہے، درحقیقت میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ تمہیں ذبح کروں۔ فیروز نے کہا'' آپ نے ہمیں اپنے سدھیانے کے لیے انتخاب کیا اور ہمیں عزت بخشی، لہٰذا اگر آپ پیغمبر نہ بھی ہوتے تو ہم اس وقت بھی آپ کے اس رشتے کو کسی اور چیز کے بدلے میں فروخت نہ کرتے، مگر اب ہم یہ کام کیسے کر سکتے ہیں، جبکہ ہمیں دنیا اور آخرت دونوں مقامات کی عزت حاصل ہو گئی ہو۔''

اس پر اسود عنسی نے ان سے کہا، ''تم اس مذبوحہ گوشت کو تقسیم کر دو۔'' لہٰذا اس نے اسے تقسیم کر دیا۔ پھر جب وہ واپس آیا تو انہوں نے ایک آدمی کی فیروز کے خلاف چغلی سنی، وہ فیروز کے بارے میں یہ کہہ رہا تھا'' وہ کل اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دے گا۔'' جب اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو فیروز موجود تھا، مگر اس نے اس وقت صرف (گوشت) تقسیم کرنے کا حال بتایا۔

جب اسود العنسی گھر چلا گیا تو فیروز نے واپس آ کر ہمیں تمام حال سنایا۔ ہم نے قیس کو بلایا۔ جب وہ آیا تو ہماری یہ متفقہ رائے ہوئی کہ اس کی بیوی کے پاس جا کر ہم اسے اپنے ارادہ سے مطلع کریں اور اس کی رائے بھی معلوم کریں، لہٰذا میں اس عورت کے پاس آیا اور اسے تمام باتیں بتائیں۔ اس عورت نے کہا'' وہ پوری طرح پہرے میں ہے، محل کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جہاں پہرہ دار نہ ہوں، صرف اس گھر پر پہرہ نہیں ہے کیونکہ اس کی پشت فلاں فلاں گھروں کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ لہٰذا جب شام ہو جائے تو تم اس میں نقب لگاؤ، وہاں تمہیں کوئی محافظ نہیں ملے گا اور اس کے قتل کی راہ میں

Marfat.com
Marfat.com

کوئی چیز حائل نہیں ہوگی۔ وہاں تم چراغ اور ہتھیار پاؤ گے۔'' (وہ عورت یہ گفتگو کر رہی تھی کہ) مجھے اسود العنسی کسی گھر سے نکلتا ہوا ملا، وہ کہنے لگا ''تم میرے گھر کے اندر کیوں آئے۔'' یہ کہہ کر اس نے میرا سر پھاڑ دیا اور میں غش کھا کر گرا۔ اس وقت وہ عورت چلانے لگی، جس سے وہ حیران ہو گیا، وہ کہنے لگی ''یہ میرا چچازاد بھائی ہے، میری ملاقات کے لیے آیا تھا، تم نے اس کے ساتھ یہ سلوک کیا؟'' اس پر اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ وہاں سے میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان سے کہا ''بھاگو بھاگو۔'' اس کے بعد میں نے انہیں سب حال سنایا، ہم بھی ان باتوں سے حیران و پریشان بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ہمارے پاس اس عورت کا ایک قاصد آیا اور اس کی طرف سے یہ پیغام لایا ''جو بات تم طے کر چکے ہو اسے ترک نہ کرو کیونکہ میں نے اسے مطمئن کر دیا ہے۔'' ہم نے فیروز سے کہا ''تم اس کے پاس جا کر اس کی تصدیق کر آؤ۔'' چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور جب اس عورت نے انہیں یہ حال سنایا تو اُنہوں نے اس عورت کو بتایا کہ وہ اندرونی گھروں میں نقب لگائیں گے، چنانچہ فیروز داخل ہو گیا اور اس کا اندرونی حصہ اکھیڑ دیا، اور ملاقاتی کی حیثیت سے اس کے پاس بیٹھ گئے۔ جب اسود عنسی آیا تو انہیں دیکھ کر غیرت آئی مگر اس کی بیوی نے اسے بتایا کہ اس کا ان سے رضاعی رشتہ ہے اور وہ محرم رشتہ دار ہیں، اس پر اس نے انہیں نکال دیا۔

جب شام ہوئی تو ہم اپنے کام میں لگ گئے۔ ہم نے اپنی جماعت کو اس کام سے مطلع کر دیا تھا مگر ہمدانی اور حمیری قبائل سے جلدی میں مراسلت نہ کر سکے۔ اس کے بعد ہم نقب لگا کر گھر میں داخل ہو گئے، وہاں ایک پیالہ کے نیچے چراغ تھا۔ ہم نے فیروز کا سہارا لیا جو ہم میں سب سے طاقتور تھا، ہم نے کہا ''دیکھو کیا ہو رہا ہے؟'' وہ نکلا اس وقت ہم اس کے اور پہرہ داروں کے درمیان تھے۔ جب وہ کمرہ کے دروازہ کے قریب آیا تو اس نے سخت خراٹوں کی آواز سنی۔ اس کی بیوی بیٹھی ہوئی تھی۔ جب وہ کمرے کے دروازے کے قریب آیا تو شیطان نے اسے بٹھا دیا اور وہ اس کی زبان میں کہنے لگا،

''اے فیروز! میرا تم سے کیا تعلق ہے؟'' فیروز کو یہ اندیشہ ہوا کہ اگر وہ پیچھے ہٹے گا تو خود بھی ہلاک ہو گا اور وہ عورت بھی ماری جائے گی۔ لہٰذا وہ جلدی سے اسود کے ساتھ گتھم گتھا ہو گیا، وہ اونٹ کی مانند تھا اس لیے اس نے اس کے سر کو پکڑ کر اس کی گردن اڑا دی اور اس کے گھٹنے کو پیچھے کی طرف موڑ کر اسے کچل دیا، پھر نکلنے کے لیے کھڑا ہو گیا تو اس کی عورت نے اس کا دامن پکڑ لیا کیونکہ

Marfat.com
Marfat.com

اس کا خیال تھا کہ ابھی اس نے قتل نہیں کیا ہے، مگر وہ بولا ''میں نے اسے قتل کر دیا ہے اور تمہیں اس سے نجات دے دی ہے۔'' یہ کہہ کر وہ نکل آیا اور جب اس نے ہمیں سب حال بتایا تو ہم بھی اس کے ساتھ اندر گئے، اس وقت وہ بیل کی طرح آوازیں نکال رہا تھا، لہٰذا میں نے فوراً اس کا سر چھری سے کاٹ دیا، اس کی آوازیں سن کر پہرہ دار بھی جلدی سے کمرہ کے پاس آئے اور پوچھنے لگے، ''کیا بات ہے؟'' اس عورت نے جواب دیا ''پیغمبر پر وحی نازل ہو رہی ہے۔'' اس پر وہ مطمئن ہو گئے۔ اس کے بعد ہم فیروز، داذویہ اور قیس کے ساتھ مل کر مشورہ کرتے رہے کہ ہم اپنی جماعت کو کیسے مطلع کریں۔ آخر کار ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ندائے عام کرائی جائے، جب صبح نمودار ہوئی تو ہم نے با آواز بلند اپنا شعار ۵ دہرایا اس دہرائے جو ہمارے ساتھیوں کے درمیان مخصوص نشان بنے ہوئے تھے۔ ان الفاظ کو سن کر کافر اور مسلمان دونوں گھبرا گئے، پھر ہم نے اذان دی اور میں نے کہا ''میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور عھیلہ جھوٹا ہے۔'' اس کے بعد ہم نے لوگوں کی طرف اس کا سر پھینک دیا۔ اس کے بعد اس کے ساتھیوں اور پہرہ داروں نے ہمیں گھیر لیا اور لوٹ مار شروع کر دی، اُنہوں نے بہت سے بچوں کو پکڑ لیا اور غارت گری کرنے لگے۔ اس پر ہم نے اہل صنعاء سے پکار کر کہا ''جس کے پاس ان میں سے کوئی ہو تو وہ روک لے۔'' چنانچہ اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔

جب اس کے ساتھی برآمد ہوئے تو ان کے ستّر آدمی کم تھے لہٰذا انہوں نے ہم سے گفت و شنید کی اور یہ طے پایا کہ ان کے قبضے میں جو ہمارے آدمی ہوں، وہ انہیں چھوڑ دیں اور جو ہمارے پاس ہیں، ہم انہیں چھوڑ دیں۔ چنانچہ اس فیصلے پر عمل کیا گیا مگر وہ ہم سے کچھ حاصل نہ کر سکے۔ اس کے بعد صنعاء اور نجران کے درمیان یہ لوگ آمد و رفت کرنے لگے اور رسول اللہ ﷺ کے صحابی اپنے کاموں میں مشغول ہو گئے اور حضرت معاذ بن جبل ہمیں نماز پڑھانے لگے۔

ہم نے اسود العنسی کے قتل کی خبر اسی وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس لکھ کر بھجوا دی تھی جبکہ آپ بقید حیات تھے اور اس رات آپ کو خبر پہنچ گئی تھی مگر جب ہمارے قاصد پہنچے تو اس وقت آپ کا وصال ہو چکا تھا، لہٰذا ابوبکرؓ نے ہمیں جواب دیا۔

ابن عمرؓ فرماتے ہیں ''رسول اللہ ﷺ کے پاس آسمان سے اسی رات خبر پہنچ گئی تھی، جس رات وہ قتل ہوا تھا، آپ نے فرمایا تھا 'عنسی کو مبارک خاندان کے شخص نے قتل کیا ہے۔''

Marfat.com
Marfat.com

کہتے ہیں اسود عنسی کی حکومت شروع سے لے کر آخر تک کل تین مہینے تھی۔ ایک روایت یہ ہے کہ تقریباً چار مہینے تھی۔ اس کے قتل کی خوش خبری سنانے والا آپ کے وصال کے بعد ماہ ربیع الاوّل کے آخر میں پہنچا تھا۔ یہ پہلی بشارت تھی جس کی اطلاع حضرت ابوبکرؓ کو اس وقت ملی تھی جب کہ وہ مدینہ میں تھے۔

فیروز کہتے ہیں جب ہم نے اسود عنسی کو قتل کر دیا تو ہماری حکومت گذشتہ کی طرح بحال ہوگئی۔ ہم نے حضرت معاذ بن جبل کو بلا بھیجا اور وہ ہمیں نماز پڑھاتے تھے۔ اس وقت ہم پر امید اور بے فکر رہنے لگے۔ ہمیں اسود عنسی کے گھوڑ سوار ساتھیوں کے علاوہ اور کسی چیز کا اندیشہ نہ تھا مگر جب آپ کے وصال کی اطلاع موصول ہوئی تو معاملات خراب ہوئے اور ہلچل برپا ہوگئی۔

متفرق واقعات/ وفیات

اس سال (یعنی ۱۱ھ) آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ الزہراء رمضان المبارک کی ۳ تاریخ کو وفات پاگئیں۔ ان کی عمر انتیس سال کے لگ بھگ تھی۔ کہتے ہیں کہ ان کی وفات رسول اللہ ﷺ کے وصال کے تین مہینے بعد ہوئی اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ چھ مہینے کے بعد ہوئی۔ حضرت علی اور اسماء بنت عمیس نے انہیں غسل دیا اور حضرت عباس بن عبدالمطلب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت عباس، علی اور فضل بن عباس ان کی قبر میں اترے۔

اس سال حضرت عبداللہ بن ابی بکر نے بھی وفات پائی۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، تو جنگ طائف میں انہیں ایک تیر لگا تھا اور اس کے زخموں کی تاب نہ لا کر وہ شوال میں فوت ہوگئے ان پر ابو محجن نے تیر چھوڑا تھا۔

اسی سال جب کہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کی بیعت کی گئی تھی، ایران کا بادشاہ یزدگرد ہوا اور اسی سال حضرت عمر بن الخطاب نے مکہ معظمہ میں اشعری قبیلہ کے لوگوں سے اپنے غلام اسلم کو خریدا۔

فتنۂ ارتداد

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں "رسول اللہ ﷺ کے بعد ہم ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں ہم ہلاک ہوجاتے اگر خدا حضرت ابوبکرؓ کو بھیج کر ہمیں نہ بچا لیتا۔ ہم نے یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ ہم

Marfat.com
Marfat.com

اونٹنیوں (کی زکوٰۃ نہ دینے پر) جنگ نہیں کریں گے اور صرف عرب شہروں (کی پیداوار) کھائیں گے اور مرتے دم تک خدا کی عبادت کرتے رہیں گے، مگر اللہ نے حضرت ابوبکرؓ کو ان لوگوں سے جنگ لڑنے کے لیے تیار کردیا۔ خدا کی قسم! وہ اس بات پر اڑے رہے کہ یا تو اطاعت وفرماں برداری کی راہ اختیار کی جائے یا فیصلہ کن جنگ کی جائے۔

ان کی ذلت واطاعت کی راہ یہ تھی کہ وہ یہ اقرار کرلیں کہ ان میں سے مقتول ہوگا، وہ جہنم میں ہوگا اور جو ہم میں سے شہید ہوگا وہ جنت میں ہوگا، نیز وہ ہمارے مقتولوں کی دیت دیں گے اور ہم جو کچھ ان سے لیں گے وہ مال غنیمت ہوگا مگر وہ ہم سے جو حاصل کریں گے، وہ انہیں لوٹانا ہوگا جلاوطن کرنے والی لڑائی یہ ہے کہ وہ اپنے گھروں سے نکال دیئے جائیں۔

فتنۂ ارتداد کا آغاز اس طرح ہوا کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا اور حضرت ابوبکرؓ نے حضرت اسامہ کے لشکر کو روانہ کیا تو عرب مرتد ہوگئے اور زمین (فتنہ کی) آگ سے بھڑک اٹھی اور قبیلہ قریش اور ثقیف کو چھوڑ کر ہر قبیلہ سے عام اور خاص افراد مرتد ہوگئے۔ بالخصوص مسیلمہ اور طلیحہ کا معاملہ زور پکڑتا گیا۔ طلیحہ کی حمایت میں قبیلہ طے اور اسد کے افراد جمع ہوگئے۔ غطفان کا قبیلہ بھی عُیَینہ بن حصن کے اتباع میں مرتد ہوگیا تھا، کیونکہ اس نے یہ کہا تھا۔

''دوحلیف یعنی قبائل اسد وغطفان کا پیغمبر ہمیں قریش کے پیغمبر سے زیادہ پسند ہے، چونکہ محمد (ﷺ) کی وفات ہوگئی ہے اور طلیحہ زندہ ہے اس لیے میں اس کو مانتا ہوں۔'' چنانچہ اس کی اتباع قبیلہ غطفان نے کی۔ رسول اللہ ﷺ کے قاصد یمامہ اور اسد وغیرہ اس وقت واپس پہنچے جب کہ آپ کا وصال ہوگیا تھا لہٰذا انہوں نے اپنے خطوط حضرت ابوبکرؓ کو پیش کیے اور انہیں مشورہ دیا کہ وہ وقت تک ٹھہرے رہیں جب تک کہ ان علاقوں کے مسلمان حکام سے مزید معلومات نہ آجائیں، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ہر مقام سے امرائے نبوی کے خطوط سے یہ اطلاعات ملیں کہ عرب کے عوام یا خواص مخالف ہوگئے ہیں اور وہ مسلمانوں پر غالب آگئے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے اس موقعہ پر وہی تدبیر اختیار کی جو رسول اللہ ﷺ اختیار فرماتے تھے۔ وہ تدبیر یہ تھی کہ آپ (مختلف مقامات پر) قاصدوں کو بھیجا کرتے تھے لہٰذا حضرت ابوبکرؓ نے قاصدوں کو وہیں لوٹا دیا اور ان قاصدوں کے بعد دوسرے ایلچی بھیجے۔ اس کے بعد وہ ان کے مقابلہ کے لیے

Marfat.com
Marfat.com

حضرت اُسامہ کی آمد کا انتظار کرتے رہے۔

قبیلۂ قضاعہ اور کلب پر رسول اللہ ﷺ کے حاکم امری القیس ابن اصبغ کلبی اور قین پر عمرو بن الحکم، اور سعد بن ہذیم پر معاویہ الوالبی مقرر تھے۔ ودیعۃ الکلبی اپنے ساتھیوں کے ساتھ مرتد ہوگیا اور صرف امری القیس اپنے مذہب پر باقی رہ گیا تھا، نیز زمیل بن قطبہ القینی بھی مرتد ہوگیا اور عمرو تنہا رہ گئے تھے۔ معاویہ بھی سعد بن ہذیم کے لوگوں کے ساتھ مل کر مرتد ہوگیا تھا لہٰذا حضرت ابوبکرؓ نے امری القیس کو، جو حضرت سکینہ بنت الحسین کے نانا تھے، لکھا، وہ ودیعہ کے ساتھ عمرو کی طرف گئے اور زمیل کے لیے بھی کھڑے ہوگئے اور معاویہ العذری کی طرف بھی گئے، اتنے میں حضرت اسامہ کے گھوڑ سوار قضاعہ کے علاقے میں پہنچ گئے، انہوں نے ان پر حملہ کیا اور مال غنیمت حاصل کر کے صحیح سلامت واپس آگئے۔

طلیحہ الاسدی کی بغاوت

طلیحہ بن خویلد الاسدی کا تعلق قبیلہ اسد بن خزیمہ سے تھا، اس نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہی نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا، لہٰذا آپؐ نے ضرار بن ازور کو قبیلہ بنو اسد کا حاکم بنا کر بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ مرتدوں کے خلاف کارروائی کریں، اس سے طلیحہ کا معاملہ کمزور ہوگیا کیونکہ انہوں نے ہر مرتد کو پکڑ کر تہہ تیغ کر دیا تھا اور وہ کچھ نہیں کر سکا۔ اس کے بعد اس کے لوگوں میں یہ بات مشہور کی کہ اس پر ہتھیار اثر نہیں کرتے ہیں۔ اسی طرح اس کی جمعیت بڑھ گئی۔ آپ کے وصال تک اس کی یہی حالت تھی۔ طلیحہ یہ بھی کہا کرتا تھا کہ جبرئیل اس کے پاس آتے ہیں۔ چنانچہ اس نے لوگوں کو بہکانے کے لیے مسجع عبارت میں جھوٹے الہامات بھی تصنیف کر لیے تھے، وہ یہ بھی کہا کرتا تھا کہ لوگ نماز میں سجدہ کرنا چھوڑ دیں، اس کا قول یہ تھا "اللہ تعالیٰ کو تمہارے خاک آلود چہروں اور بدنما پشت گردانی سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ہے۔ اللہ کو یاد کرو اور کھڑے رہ کر اس کی عبادت کرو۔"

قومی عصبیت سے متاثر ہو کر ایک کثیر تعداد اس کی پیرو ہوگئی۔ اس کے حامیوں میں اکثریت اسد، غطفان اور طے کے قبائل کی تھی، چنانچہ فزارہ اور غطفان کے قبائل طیبہ کے جنوب میں چلے گئے، اور قبائل طے ان کے سرحدی علاقوں میں مقیم ہوگئے۔ قبیلہ اسد سمیرا کے علاقے میں مقیم تھا۔ قبائل عبس، ثعلبہ بن سعد اور مرۃ ربذہ کے قریب ابرق کے علاقے میں رہنے لگے۔ ان کے پاس قبیلہ

Marfat.com
Marfat.com

کنانہ کے لوگ بھی آگئے تو ان کی سرزمین میں انہیں آباد کرنے کی گنجائش نہیں رہی اس لیے ان کے دو حصے ہوگئے ایک حصہ الابرق میں رہتا تھا اور دوسرا حصہ ذوالقصہ ۹ میں آباد تھا۔طلیحہ نے ان کے انتظام کے لیے اپنے بھائی حبال کو بھیجا جو ان قبائل کے علاوہ ان کے شریک دئل، لیث اور مدلج کی نگرانی بھی کرتا تھا۔ان لوگوں نے مدینہ منورہ بھی قاصد بھیجے تاکہ نماز تبدیل کی جائے اور زکوٰۃ بند کردی جائے۔

مگر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ''خدا کی قسم اگر وہ (زکوٰۃ کے مویشیوں کو باندھنے کے لیے) اونٹ کی رسی دینی بند کردیں گے تو اس صورت میں بھی ان سے جہاد کروں گا۔'' اس وقت صدقہ وزکوٰۃ کے مال کی رسی باندھنا بھی اہل صدقہ کے ذمے تھا لہٰذا حضرت ابوبکرؓ نے انہیں ناکام لوٹا دیا۔جب وہ وفد وہاں پہنچا تو اس نے اپنے لوگوں کو بتایا کہ مدینہ میں لوگوں کی تعداد کم ہے۔اس لیے وفد نے لوگوں کو آمادہ کیا کہ وہ مدینے پر حملہ کردیں۔

مدینہ پر حملہ اور پسپائی

وفد کے جانے کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے مدینہ کے انصار پر حضرت علی، طلحہ، زبیر اور ابن مسعود کو نگراں مقرر کیا اور اہل مدینہ کو حکم دیا کہ وہ دشمن کے حملے سے بچنے کے لیے مسجد نبوی میں جمع ہوجائیں کیونکہ دشمن قریب تھا۔ چنانچہ تین دن نہیں گزرنے پائے تھے کہ دشمن نے رات کے وقت مدینہ پر حملہ کیا اور اس نے اپنے ایک دستے کو ذوحُسیٰ میں چھوڑ دیا تاکہ وہ امدادی دستے کے طور پر کام دے سکے۔رات کے وقت وہ انقاب پہنچے جہاں جنگجو مجاہدین موجود تھے، انہوں نے مقابلہ کیا اور حضرت ابوبکرؓ کے پاس اس کی اطلاع بھیجی تو حضرت ابوبکرؓ اونٹوں پر مقابلہ کے لیے نکلے اورؔ دشمن کو پسپا کردیا بلکہ آگے بڑھ کر ان کا تعاقب کیا۔یہاں تک کہ وہ ذوحسی کے مقام پر پہنچے وہاں مقابلے کے لیے ان کی امدادی کمک نکلی جن کے پاس چمڑے کے کپے تھے، ان کپوں میں ہوا بھر کر انہیں پھلا رکھا تھا اور ان میں رسیاں بھی تھی۔پھر انہوں نے ان کو زمین پر لڑھکا دیا جس سے مسلمانوں کے اونٹ بدک گئے اور وہ مسلمانوں کو لیے ہوئے مدینہ پہنچ گئے، ان پر سے کوئی مسلمان نہیں گرا مگر کافروں نے مسلمانوں کے اس طرح واپس جانے کو کمزوری پر محمول کیا، لہٰذا انہوں نے اہل ذوالقصہ کو بلا بھیجا اور وہ ان کے پاس آگئے۔ادھر حضرت ابوبکرؓ رات بھر جنگ کے لیے صفیں درست کرتے رہے، ان کے دائیں طرف

Marfat.com
Marfat.com

(میمنہ پر) حضرت نعمان بن مقرن سپہ سالار تھے اور بائیں طرف (میسرہ پر) عبداللہ بن مقرن سپہ سالار تھے، لہٰذا پو پھٹتے ہی مسلمان دشمن کی سرزمین پر جا پہنچے۔ اور دشمن کو مسلمانوں کی موجودگی کا اس وقت احساس ہوا جب کہ ان پر تلواروں سے حملہ شروع کر دیا گیا تھا اس لیے دشمن سورج نکلتے ہی شکست کھا کر بھاگ گیا اور مسلمان ان پر قطعی طور پر غالب آ گئے کیونکہ دشمن کے بہت سے جنگجو مارے گئے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے آگے بڑھ کر ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ وہ ذوالقصہ پہنچ گئے۔

یہ عہد صدیقی کی پہلی فتح تھی لہٰذا حضرت ابو بکرؓ نے اس مقام پر حضرت نعمان بن مقرن کو فوج کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ چھوڑا اور مدینہ واپس آ گئے۔ اس واقعہ سے مشرکین مطیع ہو گئے تاہم قبیلہ بنو عبس و ذُبیان نے اپنے علاقے میں (انتقامی کارروائی کے طور پر) چند مسلمانوں پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا۔ اس پر حضرت ابو بکرؓ نے قسم کھائی کہ وہ اس کے بدلے میں مشرکوں کے اس سے زیادہ افراد قتل کریں گے۔ اس عرصہ میں مسلمانوں کی فوج، طاقت اور ان کی قوت استقلال بڑھتی گئی اور جو لوگ صدقہ اور زکوٰۃ وصول کرنے گئے تھے، وہ بھی زکوٰۃ وصول کر کے واپس آ گئے۔ ان محصلینِ زکوٰۃ میں صفوان، زبرقان بن بدر اور عدی بن حاتم بھی شامل تھے۔ یہ لوگ اُسامہ کے روانہ ہونے کے ساٹھ دن (دو مہینے) بعد آ گئے ان کے آنے کے چند دن بعد اُسامہ بھی آ گئے تھے۔ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ اُسامہ کی جنگ اور اُن کی واپسی چالیس دن کے اندر ہو گئی تھی۔

جب اُسامہ واپس آ گئے تو حضرت ابو بکرؓ نے انہیں مدینہ منورہ میں اپنا جانشین بنایا اور اُن کی فوج کو بھی وہیں چھوڑا تا کہ وہ آرام کر لیں اور اپنی کمر سیدھی کر لیں۔ اس کے بعد وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر جنگ کے لیے روانہ ہو گئے۔ مسلمانوں نے بہت اصرار کیا کہ حضرت ابو بکرؓ مدینہ میں مقیم رہیں مگر وہ نہیں مانے بلکہ اُنہوں نے فرمایا "میں بذات خود تمہاری غم خواری کرنا چاہتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ ذوحسی اور ذوالقصہ کے مقامات کی طرف روانہ ہوئے، یہاں تک کہ ابرق کے مقام پر اترے اور وہاں جو لوگ تھے ان سے جنگ کی، آخر کار مشرکوں کو اللہ نے شکست دے دی۔ اس جنگ میں حطیہ شاعر بھی مقید ہوا، مگر قبیلہ عبس و بکر کے لوگ بھاگ گئے تاہم حضرت ابو بکرؓ ابرق میں چند دن قیام پذیر رہے اور نبو ذبیان اور اُن کے علاقہ پر قبضہ کر لیا اور اس علاقہ کو مسلمانوں کے مویشی اور ان کے صدقات کے لیے محفوظ کر لیا گیا۔

Marfat.com
Marfat.com

حضرت ابوبکرؓ کے جنگی اقدامات

جب قبیلۂ عبس اور ذبیان کو شکست ہوئی تو وہ طلیحہ کے پاس پہنچے۔ وہ اس وقت بزاخہ میں تھا۔ وہ سمیرا سے کوچ کر کے وہاں رہنے لگا تھا۔ اس عرصہ میں حضرت ابوبکرؓ مدینہ واپس آ گئے تھے جب اُسامہ اور ان کے لشکر نے مکمل آرام کر لیا اور اس عرصہ میں بہت سا مال زکوٰۃ بھی آ گیا تو حضرت ابوبکرؓ نے وہ مال ان میں تقسیم کیا۔ اس کے بعد اُنہوں نے مختلف علاقوں کے لیے فوجی مہموں کا تقرر کیا اور ہر ایک کے لیے جھنڈے مقرر کیے۔ اس طرح گیارہ علم بردار لشکر تیار ہوئے۔ سپہ سالار کا ایک علم حضرت خالد بن الولید کو دیا گیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ طلیحہ بن خویلد الاسدی کا مقابلہ کریں اور جب وہاں سے فارغ ہو جائیں تو مالک بن نویرۃ کی طرف بطاح روانہ ہو جائیں۔ بشرطیکہ وہ وہاں مقیم ہو۔ دوسرا علم عکرمہ بن ابوجہل کو دیا گیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ مسیلمہ کذاب کا مقابلہ کریں۔ ایک مہم کا علم بردار مهاجر بن امیہ کو بنایا گیا اور انہیں اسود عنسی کے لشکر کے مقابلہ کا حکم دیا گیا نیز وہ قیس بن مکشوح کے خلاف انباء کی امداد کریں، بعد ازاں وہ قبیلہ کندہ کے مقابلے کے لیے حضر موت جائیں۔

حضرت خالد بن سعید کو شام کی سرحد کی طرف روانہ کیا گیا اور حضرت عمرو بن العاص کو قبیلۂ قضاعہ کے خلاف بھیجا گیا اس طرح حذیفہ بن محصن الغلفانی کو اہل دبا کے خلاف سپہ سالار بنا کر بھیجا گیا اور عرفجہ بن ہرثمہ کو مہرہ کی مہم کے خلاف سپہ سالار بنایا گیا مگر ان دونوں کو حکم دیا کہ وہ دونوں مل کر ایک دوسرے کے کام میں تعاون کریں۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ کو حضرت عکرمہ بن ابوجہل کے پیچھے بھیجا گیا اور انہیں ہدایت کی گئی کہ جب وہ یمامہ سے فارغ ہو جائیں تو وہ قضاعہ کی طرف روانہ ہو جائیں اور وہاں اپنے گھوڑ سواروں کے ذریعے مرتدوں کے ساتھ جنگ کریں۔

حضرت معن بن حاجز کو قبیلۂ بنو سلیم اور ان کے ساتھی ہوازن کے قبیلہ کے خلاف جنگ کرنے کے لیے بھیجا گیا اور حضرت سوید بن مقرن کو بھی علم دیا گیا اور انہیں حکم ملا کہ وہ یمن کے قریب تہامہ کے علاقے کی طرف جائیں اس طرح حضرت علاء بن الحضرمی کے سپرد بحرین کی مہم کی گئی۔

تمام سپہ سالار ذوالقصہ سے روانہ ہوئے اور وہاں ہر سپہ سالار کے پاس اس کا لشکر پہنچ گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے تمام مرتدوں کے نام ایک عام فرمان بھیجا جس میں انہیں حکم دیا گیا تھا کہ وہ اسلام کی طرف

Marfat.com
Marfat.com

رجوع کریں، اس میں انہیں ڈرایا گیا تھا۔ یہ خطوط سرکاری قاصدوں کے ذریعے ان کے پاس بھیجے گئے تھے۔

جب قبیلہ عبس وذبیان کو شکست ہوئی اور وہ بزاخہ کے مقام پر طلیحہ کے پاس پہنچے تو اس نے قبیلہ طے کی شاخ جدیلہ اور غوث کو پیغام بھیجا کہ وہ اس کے پاس چلے آئیں چنانچہ ان قبائل کے کچھ افراد اس کے پاس پہنچے اور وہ اپنی قوم کو حکم دیتے گئے کہ وہ بھی ان کے پیچھے چلے آئیں اس لیے وہ لوگ بھی وہاں آپہنچے۔

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالد بن ولید سے پیشتر عدی بن حاتم کو قبیلۂ طے کے پاس بھیجا تھا اس کے بعد خالد کو روانہ کیا تھا اور انہیں حکم دیا گیا تھا کہ وہ (جنگ کی) ابتدا قبیلہ طی سے کریں اور وہاں سے بزاخہ کی طرف جائیں پھر تیسرا مقام بطاح ہوا اور جب وہ کسی ایک مہم سے فارغ ہوجائیں تو وہاں سے اس وقت تک روانہ نہ ہوں جب تک کہ وہ انہیں اجازت نہ دیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں پر یہ ظاہر کیا کہ وہ لشکر لے کر خیبر کی طرف روانہ ہو رہے ہیں تاکہ وہ خالد بن الولید سے ملاقات کریں۔ اس طریقہ سے وہ دشمن کو مرعوب کرنا چاہتے تھے۔

بنو طے کا اسلام لانا

عدی بن حاتم (جو مشہور زمانہ حاتم طائی کے صاحبزادے تھے) اپنے قبیلۂ طی کے پاس گئے اور انہیں دعوت اسلام دی اور انہیں ڈرایا۔ آخر کار ان لوگوں نے ان کی بات مان لی اور کہنے لگے "تم لشکر کے پاس پاس جاکر اس کی روانگی ہماری طرف سے موخر کرادو تاکہ ہم طلیحہ کے پاس سے اپنے آدمیوں کو نکال لیں، ایسا نہ ہو کہ وہ انہیں قتل کردے۔" لہٰذا عدی بن حاتم، خالد بن اولید کے پاس گئے اور انہیں اس بات سے مطلع کیا تو خالد نے پہنچنے میں تاخیر کردی۔ اس عرصہ میں قبیلۂ بنی طے کے لوگوں نے اپنے ان بھائیوں کو جو طلیحہ کے پاس تھے، اس کی اطلاع بھیج دی اور وہ بھی ان کے پاس چلے آئے، پھر قبیلۂ طے خالد بن ولید کے پاس پہنچ کر دوبارہ مسلمان ہوگیا۔ اس کے بعد خالد قبیلہ جدیلہ کی طرف روانہ ہونے لگے تو ان کی طرف سے عدی بن حاتم نے مہلت طلب کی اور وہاں پہنچ کر انہیں اسلام کی دعوت دی، اُنہوں نے بھی ان کی دعوت قبول کرلی اور خالد کے پاس ان کے مسلمان ہونے کی خبر لے کر آئے اور ان کے ایک ہزار سوار مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہوگئے، اس طرح قبیلہ بنو طے کے

Marfat.com
Marfat.com

بہترین فرد ان کے لیے مبارک ترین فرزند ثابت ہوئے۔

خالد بن ولید نے عکاشہ بن محصن اور ثابت بن اقرم الانصاری کو طلیحہ کی طرف بھیجا، اس کے بھائی حبال نے ان دونوں کا مقابلہ کیا تو اُنہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ یہ خبر طلیحہ کے پاس پہنچی تو وہ اور اس کے بھائی سلمہ نکلے۔ طلیحہ نے عکاشہ کو قتل کیا اور اس کے بھائی نے ثابت کو قتل کیا، اس کے بعد وہ واپس چلے گئے۔ جب خالد اپنے لشکر کے ساتھ آئے تو مسلمانوں نے دیکھا کہ عکاشہ اور ثابت کو قتل کر دیا گیا ہے، انہیں دیکھ کر مسلمان بہت گھبرائے مگر خالد انہیں قبیلہ طے کی طرف لے گئے۔ قبیلہ طے نے کہا ''ہم آپ کی طرف سے صرف قیس سے مقابلہ کر سکتے ہیں، کیونکہ بنو اسد ہمارے حلیف ہیں۔'' خالد نے کہا ''ان دونوں گروہوں میں سے جس گروہ سے چاہو جہاد کرو۔'' عدی بن حاتم نے کہا ''اگر یہ حکم میرے قریب ترین خاندان کے خلاف بھی صادر ہوتا تو میں ان سے بھی ضرور جہاد کرتا۔ خدا کی قسم! میں بنو اسد کے جہاد سے اس بناء پر باز نہیں آؤں گا کہ وہ ہمارے حلیف ہیں۔'' خالد بن الولید نے کہا ''دونوں جماعتوں میں سے کسی سے جنگ کرنا حقیقی جہاد ہے، لہٰذا تم اپنے ساتھیوں کی رائے کی مخالفت نہ کرو اور انہیں ان لوگوں کے مقابلہ کے لیے لے جاؤ جن سے جنگ کرنے کے لیے وہ خوشی سے تیار ہوں۔'' اس کے بعد وہ جنگ کے لیے تیار ہو کر روانہ ہوئے اور بزاخہ کے مقام پر فریقین کا مقابلہ ہوا، بنو عامر کا قبیلہ ان کے قریب، الگ رہ کر اس کا منتظر رہا کہ جنگ کا پانسہ کس کے حق میں پلٹتا ہے۔

جنگ بزاخہ

بہر حال بزاخہ کے مقام پر گھمسان کی لڑائی ہوئی عُیَیْنہ بن حصن قبیلہ بنو فزارہ کے سات سو سپاہیوں کو لے کر طلیحہ کی حمایت میں جنگ کر رہا تھا۔ جنگ بہت سخت تھی اور طلیحہ اپنا کمبل اوڑھے ہوئے پیشینگوئیاں کرتا جا رہا تھا، جب گھمسان کا رن پڑا تو عُیَیْنہ بن حصن لوٹ کر طلیحہ کے پاس آیا اور پوچھنے لگا ''کیا تمہارے پاس جبرئیل آیا ہے؟'' اس نے کہا ''نہیں۔'' اس پر وہ لوٹ کر جنگ کرنے لگا، پھر دوبارہ آ کر پوچھا ''کیا تمہارے پاس جبرئیل آیا ہے؟'' طلیحہ نے کہا ''نہیں۔'' وہ کہنے لگا ''کب تک وہ آئے گا؟ ہماری حالت بہت خراب ہو گئی ہے۔'' یہ کہہ کر وہ پھر جنگ کرنے لگا اور جی توڑ کر جنگ کرتا رہا پھر وہ طلیحہ کے پاس آیا اور پوچھا ''کیا تمہارے پاس جبرئیل آئے؟'' اس نے کہا ''ہاں۔'' اس نے پوچھا

Marfat.com
Marfat.com

''انہوں نے تم سے کیا کہا؟'' طلیحہ نے کہا ''انہوں نے مجھ سے کہا' ان کی چکی کے مانند تمہاری چکی ہے' (معاملہ برابر ہے) یہ ایسی گفتگو ہے جو تم کبھی نہیں بھولو گے۔'' اس پر عُیَیْنہ بن حصن نے کہا ''اللہ کو معلوم ہے کہ وہ ایسی گفتگو ثابت ہوگی جسے تم ہرگز فراموش نہ کر سکو گے۔ لہٰذا اے بنو فزارہ! تم لوٹ جاؤ کیونکہ وہ جھوٹا ہے۔'' چنانچہ اس کے قبیلے والے سب لوٹ گئے اور طلیحہ کے لشکر کو شکست ہوگئی۔

طلیحہ نے اپنا گھوڑا تیار کر رکھا تھا اور اپنی اونٹنی اپنی بیوی نوار کے لیے تیار کر رکھی تھی۔ جب لوگوں نے اس کو گھیر لیا تو وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوگیا اور اپنی بیوی کو بھی سوار کرا کر بھاگ گیا، جاتے وقت وہ کہنے لگا ''اے قبیلہ فزارہ! تم میں سے جس کے لیے ممکن ہو وہ بھی ایسا کام کرے اور اگر وہ اپنی عورت کو لے کر بھاگ سکے تو اسے یہ طریقہ ضرور اختیار کرنا چاہئے۔'' اس کے بعد وہ بھاگ کر شام چلا گیا اور وہاں قبیلہ کلب کے پاس رہنے لگا، وہ اس وقت دوبارہ مسلمان ہوا جب اسے یہ اطلاع ملی کہ اسد اور غطفان کے قبائل مسلمان ہوگئے ہیں، تاہم وہ حضرت ابوبکرؓ کی وفات تک قبیلۂ کلب کے ہی علاقہ میں رہا۔ البتہ ایک مرتبہ وہ عمرہ کے لیے نکلا تھا اور مدینہ منورہ کے علاقہ سے گزر رہا تھا کہ اس وقت حضرت ابوبکرؓ سے کہا گیا کہ یہ طلیحہ ہے، تو آپؓ نے فرمایا ''میں کیا کروں، وہ تو مسلمان ہوگیا ہے۔''

حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو وہ ان کے پاس آیا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس وقت حضرت عمرؓ نے فرمایا ''تم عکاشہ اور ثابت کے قاتل ہو، اس لیے میں تمہیں کبھی پسند نہیں کروں گا۔'' اس نے کہا ''اے امیر المومنین آپ کو ان دو شخصوں کی کیا فکر ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے (شہادت کی) عزت بخشی اور مجھے ان کے ہاتھوں ذلیل نہیں کیا۔'' اس پر حضرت عمرؓ نے اس کی بیعت قبول کر لی۔ آپ نے پوچھا ''تمہاری کہانت (غیب دانی) کس قدر باقی رہ گئی ہے۔'' اس نے کہا ''اس کے ایک یا دو دم باقی ہیں۔'' پھر وہ اپنی قوم کے پاس چلا گیا اور وہاں رہنے لگا، بعد ازاں وہ عراق کی طرف نکل گیا۔

جب طلیحہ کے ساتھیوں کو شکست ہوئی تو عُیَیْنہ بن حصن کو قید کر کے حضرت ابوبکرؓ کے پاس بھیجا گیا (جب وہ وہاں پہنچا تو) اس کی مشکیں بندھی ہوئی تھیں اور مدینہ کے بچے کہہ رہے تھے ''اے اللہ کے دشمن! کیا تم مسلمان ہونے کے بعد کافر ہوگئے تھے۔'' مگر وہ کہتا تھا ''میں اللہ پر ایک لمحہ کے لیے بھی ایمان نہیں لایا تھا۔'' آخر کار حضرت ابوبکرؓ نے اسے معاف کر کے اس کی جان بخشی کی۔ طلیحہ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص پکڑا گیا تھا جو اسے بخوبی جانتا تھا۔ خالد نے اس سے پوچھا ''وہ کیا کہا

Marfat.com
Marfat.com

کرتا تھا؟'' اس نے کہا ''اس کا ایک الہام یہ بھی تھا' کبوتروں فاختاؤں اور پرندوں کی قسم انہوں نے کئی سال پہلے یہ کہا تھا، ہمارا ملک عراق اور شام تک پہنچے گا''۔

کہا جاتا ہے کہ طلیحہ کے ساتھیوں کے اہل و عیال اور امیر گرفتار نہیں ہوئے تھے، کیونکہ انہوں نے اپنی خواتین کو محفوظ مقامات میں رکھا ہوا تھا، لہٰذا جب انہیں شکست ہوئی تو انہوں نے اپنے اہل و عیال کو بچانے کے لیے مسلمان ہونے کا اعلان کیا، اور انہیں پناہ دے دی گئی۔

قبائل بنو عامر، ہوازن و سُلیم کا ارتداد

بنو عامر کا قبیلہ مرتد ہونے میں اپنا ایک قدم آگے بڑھاتا تھا تو دوسرا قدم پیچھے ہٹا لیتا تھا۔ وہ قبائل اسد و غطفان کے انجام کا منتظر تھا، جب ان کا محاصرہ کرلیا گیا، تو بنو عامر اس وقت ان کے قائد اور سپہ سالار بنے ہوئے تھے۔ قرۃ بن ہبیرہ، کعب اور ان کے حلقے پر مقرر تھا اور علقمہ بن علاثہ، کلاب اور ان کے علاقے پر متعین تھا۔ پہلے وہ مسلمان ہوگیا تھا پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مرتد ہوکر طائف کی فتح کے بعد شام چلا گیا تھا، جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو وہ جلد بنو کعب کے ہاں پہنچا اور انہیں لشکر کشی کے لیے تیار کیا۔ جب حضرت ابوبکرؓ کو یہ اطلاع ملی تو انہوں نے اس کے خلاف ایک مہم بھیجی جس کا سپہ سالار قعقاع بن عمرو اور بقول بعض، قعقاع بن سور تھا۔ آپ نے فرمایا ''تم علقمہ پر حملہ کرو، غالباً تم اسے قتل یا قید کرسکو گے۔'' وہ روانہ ہوگئے اور اس چشمہ پر حملہ کیا جہاں علقمہ موجود تھا، مگر چونکہ وہ ہر وقت گھوڑے پر تیار رہتا تھا لہٰذا اپنا گھوڑا دوڑا کر وہ مسلمانوں کے لشکر سے آگے نکل کر بھاگ گیا۔ اس کے اہل و عیال مسلمان ہوگئے۔ تاہم انہیں گرفتار کرکے قعقاع، حضرت ابوبکرؓ کے پاس لے آئے مگر اس کے اہل و عیال نے اس بات سے انکار کیا کہ وہ علقمہ کی طرح مرتد ہوگئے تھے، نیز ابوبکرؓ کو یہ اطلاع نہیں مل سکی کہ انہوں نے اپنا گھر چھوڑا تھا۔ وہ یہ کہتے تھے ''علقمہ نے جو کچھ کیا ہے، اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔'' لہٰذا حضرت ابوبکرؓ نے انہیں چھوڑ دیا اس کے بعد علقمہ بھی مسلمان ہوگیا اور حضرت ابوبکرؓ نے اسے مسلمان تسلیم کرلیا۔

جب اہل بزاخہ کو شکست ہوگئی تو بنی عامر بھی آکر کہنے لگے ''اب ہم اس مذہب میں شامل ہونا چاہتے ہیں، جہاں سے ہم نکل گئے تھے اور ہم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے ہیں۔'' اس کے بعد وہ

Marfat.com
Marfat.com

خالد کے پاس آئے تو انہوں نے اسے اسی طرح بیعت لی جس طرح انہوں نے اہل بزاخہ سے بیعت لی تھی اوران سے مسلمان ہونے کا پختہ عہد لیا۔ان کی بیعت کے الفاظ یہ تھے''تم سے اللہ کا عہد و پیمان لیا جاتا ہے کہ تم اللہ اوراس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ گے اورتم نماز کو قائم کروگے اور زکوۃ دو گے اور اسی چیز پر تم اپنے فرزندوں اورعورتوں کی جانب سے بھی بیعت کرتے ہو۔''اس پر وہ کہتے تھے''ہاں۔''

قبائل بنواسد،غطفان، طے،سلیم و عامر سے قصاص کے علاوہ اورکوئی چیز قابل قبول نہیں کی گئی۔اُنہوں نے مرتد ہونے کی حالت میں مسلمانوں پر جوزیادتیاں کیں،مثلاً لوگوں کوجلایا،ان کا ہاتھ کاٹا توان کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا گیا یعنی ان کے اعضاء بھی کاٹے گئے،انہیں جلایا گیا،انہیں پتھر سے مارا گیا اور اوندھا کیا گیا۔خالد نے اپنے ان تمام کاموں کی اطلاع حضرت ابوبکرؓ کو بھیج دی اوران کے پاس قرۃ بن ہبیرہ اوراس کے ساتھیوں کو بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑ کر بھیجا نیز زہیر کو بھی بھیجا گیا تھا۔

ام زمل

قبائل غطفان، طے،سُلیم اور ہوازن وغیرہ کے شکست خوردہ بچے کچے اشخاص ام زمل سلمٰی بن مالک بن حذیفہ بن بدر کے پاس جمع ہوگئے تھے۔اس کی والدہ ام قرفہ بنت ربیعہ بن بدر تھی۔ام زمل اپنی والدہ ام قرفہ کے زمانے میں اسیر ہوگئی تھی۔اس جنگ کا حال پہلے آچکا ہے۔چنانچہ وہ حضرت عائشہؓ کے حصے میں آئی تو حضرت عائشہ نے اسے آزاد کردیا تھا۔پھروہ اپنی قوم کے پاس چلی گئی تھی اور وہاں مرتد ہوگئی تھی۔لہٰذا اب شکست خوردہ افراداس کے پاس جمع ہونے لگے تو اس نے انہیں جنگ کرنے کا حکم دیا اوراس عرصے میں اس کی جمعیت اورشان وشوکت بڑھ گئی۔جب حضرت خالد بن الولید کواس بات کی اطلاع ملی تو وہ اس کے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے،پہلے ہی دن سخت گھمسان کا رن پڑا۔ام زمل اس وقت اپنی والدہ کے اونٹ پر اسی شان وشوکت کے ساتھ سوارتھی،لہٰذا اس کے اونٹ کے اردگرد بہت سے اسلامی شہسوار جمع ہوگئے اوراونٹ کو کاٹ کر اسے بھی قتل کردیا گیا،اس طرح اونٹ کے اردگرد کے سوسوار مارے گئے۔اس کے بعد اس فتح کی خبر حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہنچائی گئی۔

فجاءۃ السلمٰی

Marfat.com
Marfat.com

فجاءۃ السلمی کا نام ایاس بن عبد یالیل ہے۔ وہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا ''آپ مجھے ہتھیار دے دیجئے تاکہ میں ان کے ذریعے مرتدوں کے ساتھ جنگ کروں۔'' حضرت ابوبکرؓ نے اسے ہتھیار دیئے اور حکومت بھی عطا کی مگر اس نے مسلمانوں کی مخالفت کی اور بغاوت اختیار کر کے جواءاا کے مقام پر مقیم ہوگیا، اس نے بنوالشریہ کے نخبۃ بن ابی المثیاء کو بلا بھیجا اور اسے مسلمانوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس نے بنو عامر، سلیم اور ہوازن کے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ جب حضرت ابوبکرؓ کو یہ خبر ملی تو انہوں نے حضرت طریفہ بن حاجز کو حکم دیا کہ وہ اس کے لیے لشکر جمع کر کے اس کے مقابلے کے لیے روانہ ہو جائیں۔ ان کی مدد کے لیے حضرت ابوبکرؓ نے عبداللہ بن قیس الحاشی کو بھیجا، لہٰذا وہ دونوں مقابلہ کے لیے روانہ ہوئے اور اسے تلاش کرتے رہے۔ وہ پناہ گزیں ہوگیا۔ پھر الجواء کے مقام پر مقابلہ ہوا اور لڑائی شروع ہوگئی۔ نخبۃ مارا گیا اور فجاءۃ بھاگ گیا مگر حضرت طریفہ نے اس کا تعاقب کر کے گرفتار کرلیا اور پھر اسے حضرت ابوبکرؓ کے پاس بھیج دیا، جب وہ مدینہ آیا تو حضرت ابوبکرؓ کے حکم سے مدینہ منورہ کے نماز کے میدان میں آگ جلائی اور اسے آگ میں ڈال دیا گیا۔

ابوشجرہ بن عبدالعزیٰ السلمی

یہ شخص خنساء (مشہور شاعرہ) کا چچازاد بھائی تھا۔ جب قبیلہ سلیم کے لوگ مرتد ہو گئے تو ان کے ساتھ یہ بھی مرتد ہو گیا تھا، مگر بعض افراد معن بن حاجز کے ساتھ اسلام پر قائم رہ گئے تھے جو حضرت ابوبکرؓ کا مقرر کردہ حاکم تھا۔ جب خالد، طلیحہ کی طرف روانہ ہوئے تھے تو انہوں نے معن کو لکھا ''تم بنو سلیم کے مسلمان ساتھیوں کو لے کر وہاں پہنچ جاؤ۔'' لہٰذا وہ روانہ ہو گیا اور اپنے علاقہ پر اپنے بھائی طریفہ بن حاجز کو جانشین بنایا۔ ابوشجرہ جب مرتد ہوا تو اس نے یہ اشعار کہے تھے:

[دل اپنی محبت و خواہش سے باز آ گیا ہے اور اب اسے ہوش آ گیا ہے، اس نے سلام کرنے والوں کی اطاعت کرلی اور اب اسے (حقیقت) نظر آنے لگی ہے۔

اے شخص تم اپنی قوم کی کثرت پر ناز کرتے ہو مگر تمہیں ان کی طرف سے یہ حصہ ملا ہے کہ تم پر ظلم کیا جائے اور تمہیں مغلوب بنایا جائے۔

تم لوگوں سے دریافت کرلو کہ جب مکروہ جنگ ہوتی ہے تو ہم زرہ پوش ہو کر یا بے زرہ ہر

Marfat.com
Marfat.com

حالت میں مقابلہ کرتے ہیں۔

کیا ہم سرکش گھوڑے کے منہ میں لگام نہیں ڈالتے اور جب موت ویران نظر آئے تو ہم میدان جنگ میں نیزہ بازی نہیں کرتے؟

میں نے خالد کے لشکر سے اپنے نیزہ کو سیراب کیا اور مجھے امید ہے کہ اس کے بعد میں کافی دنوں تک زندہ رہوں گا۔]

اس کے بعد ابوشجرہ مسلمان ہوگیا، جب حضرت عمرؓ کا زمانہ آگیا تو وہ مدینہ پہنچا۔ اس نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ غریبوں کو مال تقسیم کر رہے ہیں۔ اس نے کہا ''آپ مجھے بھی دیجئے کیونکہ میں ضرورت مند ہوں۔'' اُنہوں نے کہا ''تم کون ہو؟'' وہ بولا ''میں ابوشجرہ بن عبدالعزیٰ السلمی ہوں۔'' حضرت عمرؓ نے فرمایا ''اے اللہ کے دشمن! کیا تم وہ شخص نہیں ہو، جس نے یہ شعر کہا تھا۔

[میں نے خالد کے لشکر سے اپنے نیزہ کو سیراب کیا اور مجھے امید ہے کہ اس کے بعد میں کافی دنوں تک زندہ رہوں۔]

پھر وہ درہ اٹھا کر اس کے سر پر مارنے لگے۔ وہ دوڑ کر اپنی اونٹنی پر سوار ہوکر بھاگ گیا اور اپنی قوم کے پاس پہنچ گیا، وہاں اس نے چند شعر کہے جن میں سے ایک یہ ہے۔

[ابوحفص (حضرت عمر فاروق) نے ہم پر اپنی بخشش روک لی۔ بہر حال ہر زیادتی کرنے والے کو بھی ایک دن (اپنا) ورق حاصل کرنا ہے۔]

عمرو بن العاص کی عمان سے واپسی

رسول اللہ ﷺ جب حجۃ الوداع سے واپس جانے لگے تو آپ نے عمرو بن العاص کو جیفر کی طرف روانہ فرمایا اور جب آپ کا وصال ہوا تو عمرو بن العاص عمان میں تھے اس وقت وہ وہاں سے بحرین چلے گئے، وہاں انہوں نے (حاکم) منذر بن سادی کو موت کی کشمکش میں پایا، پھر وہاں سے بنو عامر کے علاقے گئے اور قرۃ بن ہبیرہ کے پاس ٹھہرے۔ وہ ایک قدم آگے بڑھائے ہوئے تھا اور دوسرا قدم پیچھے کیے ہوئے تھا، بنو عامر کا لشکر اس کے ساتھ تھا، تاہم اس نے عمرو بن العاص کے لیے (جانور) ذبح کیے اور عزت واحترام کے ساتھ ان کی مہمان نوازی کی۔ جب وہ جانے لگے تو قرۃ نے

Marfat.com
Marfat.com

ان سے تنہائی میں کہا ''اہل عرب تم لوگوں کو خوشی سے خراج دینا نہیں چاہتے ہیں، اگر تم ان سے کوئی مال وصول نہ کرو تو وہ تمہارے مطیع وفرماں بردار رہیں گے اور اگر تم نے اس (مطالبہ) کو نہ مانا تو وہ تمہارے مطیع نہیں ہوں گے۔''

عمرو بن العاص نے کہا ''اے قرۃ! کیا تم کافر ہو گئے ہو، کیا تم ہمیں ان عربوں سے ڈراتے ہو، خدا کی قسم! ہم تمہاری ماں کی خلوت گاہ میں بھی گھوڑے دوڑا دیں گے۔'' بعد ازاں مدینہ پہنچ کر انہوں نے مسلمانوں کو سب حالات بتائے۔ لوگ انہیں گھیر کر حالات دریافت کرنے لگے تو مدینہ پہنچ کر انہوں نے بتایا (ان کے) لشکر دباء سے مدینہ تک پڑاؤ ڈالے پڑے ہیں۔'' یہ سن کر مسلمان منتشر ہو گئے اور انہوں نے الگ الگ حلقے بنا لیے۔ جب عمرؓ بن الخطاب، عمرو بن العاص کو سلام کرنے کے لیے روانہ ہوئے تو وہ ایک ایسے حلقہ کے پاس سے گزرے جس میں حضرت علی، عثمان، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن اور سعد شریک تھے۔ جب حضرت عمر قریب آئے تو وہ خاموش ہو گئے۔ انہوں نے پوچھا ''آپ لوگ کس حال میں ہیں؟'' مگر کسی نے ان کا جواب نہیں دیا اس وقت وہ کہنے لگے ''تم یہ کہہ رہے ہو کہ ہم قریش، دیگر عربوں سے کس قدر خائف ہیں۔'' انہوں نے کہا ''آپ سچ کہہ رہے ہیں۔'' حضرت عمر بن الخطاب نے کہا ''تم ان لوگوں سے نہ ڈرو کیونکہ جس قدر تم ان سے خوفزدہ ہو، اہل عرب اس سے زیادہ تم سے خائف ہیں خدا کی قسم! اے جماعت قریش! اگر تم کسی بل میں بھی گھسو گے تو دیگر عرب قبائل بھی تمہاری پیروی میں اس کے اندر گھس جائیں گے۔ اس لیے ان کے معاملے میں صرف اللہ سے ڈرو۔'' یہ کہہ کر حضرت عمرؓ چلے گئے۔

جب قرۃ بن ھبیرۃ کو اسیر بنا کر حضرت ابو بکرؓ کے پاس لایا گیا تو اس نے اپنے مسلمان ہونے کے ثبوت میں عمرو بن العاص کو گواہ قرار دیا، لہٰذا حضرت ابو بکرؓ نے انہیں بلوا کر اصل صورتحال دریافت کرائی تو انہوں نے قرۃ کی تمام باتیں بتانی شروع کیں مگر جب وہ زکوۃ کا ذکر کرنے لگے تو قرۃ نے کہا ''اے عمرو ٹھہر جاؤ۔'' مگر انہوں نے فرمایا، ''ہرگز نہیں، میں تمام باتیں بتاؤں گا۔'' بہرحال حضرت ابو بکرؓ نے انہیں معاف کر کے مسلمان تسلیم کر لیا۔

بنو تمیم اور سجاح کا حال

Marfat.com
Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے بنو تمیم کے قبیلے میں الگ الگ حکام مقرر کر دیئے تھے۔ چنانچہ ان کے حکام مندرجہ ذیل تھے۔ زبرقان، سہل بن منجاب، قیس بن عاصم، صفوان بن صفوان، سبرہ بن عمرو، وکیع بن مالک، مالک بن نویرہ۔

وہاں جب رسول اللہ ﷺ کے وصال کی خبر پہنچی تو صفوان بن صفوان بنو عمرو کے صدقات لے کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہنچ گیا، مگر قیس بن عاصم یہ انتظار کرتا رہا کہ زبرقان کیا کرتا ہے، تاکہ وہ اس کے برخلاف کام کرے، مگر جب زبرقان نے اپنے کام میں تاخیر کی، تو قیس کہنے لگا ''ابن العکلیۃ پر افسوس ہے، خدا کی قسم! مجھے نہیں معلوم، کہ میں کیا کروں، اگر میں صدقہ وزکوٰۃ کا مال (حضرت) ابوبکرؓ کے پاس بھیجتا ہوں اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لیتا ہوں تو جو کچھ ان کے پاس ہوگا وہ بنو سعد میں تقسیم کر دوں تو وہ (حضرت) ابوبکرؓ کے پاس آ کر مجھے رسوا کریں گے (یہ باتیں سوچ کر) اس نے مال کو قبیلہ کی مختلف شاخوں میں تقسیم کر دیا۔

زبرقان، رباب یعنی قبائل ضبہ بن ادین، طابخہ، عدی، تمیم، عکل، ثور جو عبد مناۃ بن اُر کی اولاد ہیں۔ نیز قبائل عوف اور انباء کے صدقات لے کر جو قبیلۂ بنو تمیم کی شاخیں ہیں، مدینہ منورہ پہنچ گیا۔ پھر قیس بن عاصم بہت پشیمان ہوا۔ جب علاء بن الحضرمی اس کے پاس پہنچے تو اس نے صدقات نکال کر دے دیئے، انہوں نے صدقات وصول کیے اور اس کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ پھر بنو تمیم ایک دوسرے کے ساتھ الجھ گئے۔ ثمامہ بن اثال الحنفی کے پاس بنو تمیم کی امداد پہنچتی تھی۔ جب یہ بات رونما ہوئی تو اس سے ثمامہ کو نقصان پہنچا وہ مسیلمہ الکذاب سے عکرمہ بن ابی جہل کے آنے سے پہلے جنگ کر رہے تھے۔

تمیم کے علاقے میں لوگ مرتدوں اور مخالفین اسلام کے مقابلے میں غور وخوض کر رہے تھے کہ اچانک سجاح بن الحارث بن سوید بن عقفان تمیمیہ، جزیرہ کی طرف سے وہاں پہنچی اس کے ساتھ اس کے ننھیال کا قبیلہ تغلب بھی تھا یعنی ھذیل بن عمران بنو تغلب کی قیادت میں آ رہا تھا اس سے پیشتر وہ عیسائی تھا مگر عیسائیت چھوڑ کر وہ اس عورت کا پیرو بن گیا۔ عقۃ بن ہلال قبیلہ نمر کے ساتھ تھا اور زیاد بن فلاں کے ساتھ قبیلہ ایاد تھا۔ سلیل بن قیس کے ساتھ قبیلہ شیبان تھا، لہٰذا اب معاملہ ان کے باہمی اختلاف سے عظیم تر صورت میں نمودار ہوا۔ سجاح یہ چاہتی تھی کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ جنگ کرے۔ اس نے مالک بن نویرہ کو پیغام بھیجا کہ وہ اس سے مصالحت کرنا چاہتی ہے، لہٰذا اس نے اس

Marfat.com
Marfat.com

عورت سے مصالحت کر لی تاہم اس نے اسے جنگ کرنے سے باز رکھا اور اسے آمادہ کیا کہ وہ بنو تمیم کے قبائل کے پاس جائے لہٰذا سجاح نے اس کی بات مان لی اور وہاں آ کر کہنے لگی ''میں بنو یربوع (تمیم کی شاخ) کی عورت ہوں۔'' اس کے پاس سے عطارد بن حاجب اور بنو مالک وحنظلہ کے سردار، بنو العنبر کی طرف بھاگ گئے کیونکہ انہیں وکیع کا رویہ پسند نہیں تھا کہ اس نے سجاح سے مصالحت کر لی تھی۔ نیز بنو یربوع کے اہم افراد بھی بھاگ گئے تھے کیونکہ انہیں مالک بن نویرہ کا فعل ناپسند تھا۔

جب مالک، وکیع اور سجاح جمع ہو گئے تو سجاح نے ان کے سامنے یہ مسجع عبارت کہی:

اُعِدّ الرکاب. واستعدّوا للنّهاب. ثم اغیروا علی الرباب. فلیس دونهم حجاب.

[تم سواروں کی رہنمائی کرو اور لوٹ مار کے لیے تیار ہو جاؤ پھر قبیلہ رباب پر حملہ کرو کیونکہ ان کے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔]

چنانچہ وہ روانہ ہو گئے اور قبائل ضبہ اور عبد مناۃ کا ان سے مقابلہ ہوا ان میں بہت سے مارے گئے اور ہر فریق نے ایک دوسرے کے افراد کو مقید کیا، بعد ازاں فریقین میں مصالحت ہو گئی۔ اس موقع پر قیس بن عاصم نے چند اشعار کہے جن میں اس نے اس بات پر پشیمانی کا اظہار کیا تھا کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس صدقات کا مال پہنچانے میں پیچھے رہ گیا تھا۔

پھر سجاح جزیرے کے لشکر کو لے کر روانہ ہوگئی یہاں تک کہ وہ نباج پہنچی، وہاں پر اوس بن خزیمہ نے بنو عمرہ کے لوگوں کے ساتھ مل کر ان پر حملہ کیا اور ہذیل اور عقہ کو گرفتار کر لیا پھر یہ طے پایا کہ سجاح کے قیدیوں کو چھوڑ دیا جائے مگر یہ لوگ اوس اور اس کے ساتھیوں کی سرزمین پر قدم نہ رکھیں۔ وہاں سجاح اپنے لشکر کو لے کر یمامہ کی طرف روانہ ہوئی اور کہنے لگی

علیکم بالیمامه. و دُفّوا دَفیفَ الحمامه. فانها غزوة صرَّامَه. لا یلحقکم بعدها ملامه.

[تم یمامہ کا قصد کرو اور کبوتر کی چال کے ساتھ تیزی سے چلو کیونکہ یہ قطعی حملہ ہے، جس کے بعد تم قابل ملامت نہیں ہو گے۔]

سجاح نے بنو حنیفہ کا قصد کیا جب مسیلمہ کو اس کی اطلاع ملی تو اسے اندیشہ ہوا کہ اگر وہ اس

Marfat.com
Marfat.com

سے مقابلہ کرتا رہا تو ثمامہ اور شرحبیل بن حسنہ اور اردگرد کے قبائل حجر (یمامہ) پر غالب آجائیں گے۔
لہٰذا اس نے اس کے پاس تحائف بھیجے اور سجاح کو یہ پیغام بھیجا کہ اگر اس کی جاں بخشی کی جائے تو وہ اس کے پاس آئے۔ سجاح نے اسے پناہ دینے کا وعدہ کیا تو وہ بنوحنیفہ کے چالیس آدمیوں کے ساتھ آیا اور کہنے لگا، ''ہمارے پاس نصف علاقہ ہے اور قریش کے پاس نصف علاقہ ہے۔ لہٰذا آپ جا کر وہ نصف علاقہ قریش کا حاصل کرلیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف لوٹا دیا ہے۔'' ان لوگوں میں اس کا یہ حکم نافذ تھا کہ جس کسی مرد کے ہاں ایک فرزند نرینہ پیدا ہو جائے تو وہ عورتوں کے پاس نہ جائے جب تک کہ وہ لڑکا نہ مر جائے۔ صرف اس صورت میں وہ اولاد کی خواہش کرے اور جب فرزند پیدا ہو جائے تو وہ پھر رک جائے۔ بلکہ کہتے ہیں کہ وہ قطعی طور پر پاکدامن ہو جائے۔

اس موقع پر سجاح نے مسیلمہ سے کہا ''تم اتر جاؤ'' (یعنی یہاں قیام کرو) اس پر وہ کہنے لگا ''اپنے ساتھیوں کو دور کرو۔'' چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، پھر سجاح کے لیے ایک گول خیمہ آراستہ کیا گیا اور اس میں خوشبوئیں جل رہی تھیں، لہٰذا خوشبو سونگھ کر اسے مجامعت کی خواہش پیدا ہوئی، اس لیے اس سے ملاقات ہوئی تو وہ کہنے لگی ''تمہارے پروردگار نے تم پر کیا وحی نازل کی ہے؟'' اس نے کہا ''کیا تم نہیں دیکھتی ہو کہ تمہارا پروردگار حاملہ عورتوں کے ساتھ کیا کرتا ہے؟ وہ اس میں سے جاندار کو پیدا کرتا ہے جو وحشی جانوروں کے درمیان دوڑتا ہے۔'' وہ بولی ''اور کیا ہے؟'' وہ کہنے لگا ''اللہ نے عورتوں کے لیے شرمگاہیں پیدا کیں اور مردوں کو ان کا شوہر بنایا، جو ان میں دخول کریں اور جب چاہیں نکال لیں، پھر وہ ہمارے لیے بچے جنتی ہیں۔'' (یہ سن کر) وہ کہنے لگی ''میں گواہی دیتی ہوں کہ تم پیغمبر ہو۔'' وہ بولا ''کیا تم چاہتی ہو کہ میں تم سے نکاح کرلوں اور اپنی قوم اور تمہاری قوم کے ذریعے عرب کو کھا جاؤں۔'' وہ بولی ''ہاں۔'' اس پر اس نے یہ اشعار پڑھے۔

[تم مباشرت کے لیے کھڑی ہو جاؤ کیونکہ تمہارے لیے خواب گاہ تیار کردی گئی ہے۔
اگر تم چاہو تو گھر میں ہو، اور اگر تم چاہو تو کوٹھڑی میں ہو۔
اگر تم چاہو تو ہم تمہیں چت لٹا دیں اور اگر چاہو تو چار (گوشے) پر (کام) ہو۔
اگر تم چاہو تو دو تہائی پر کام ہو اور اگر چاہو تو سب پر ہو۔]

سجاح کہنے لگی ''نہیں سب پر ہو کیونکہ یہ سب سے زیادہ شیرازہ بندی کرنے والا ہے۔''

Marfat.com
Marfat.com

مسیلمہ نے کہا ''مجھ پر بھی یہی وحی نازل ہوئی ہے۔'' لہٰذا وہ اس کے پاس تین دن تک ٹھہری رہی، پھر اپنی قوم کے پاس واپس چلی گئی۔ جب انہوں نے پوچھا ''کیا معاملہ رہا؟'' تو وہ کہنے لگی ''وہ (مسیلمہ) حق پر ہے اس لیے میں نے اس کی پیروی کر کے اس کے ساتھ شادی کر لی ہے۔'' انہوں نے کہا ''کیا اس نے تمہیں کچھ مہر دیا؟'' بولی ''نہیں۔'' انہوں نے کہا ''پھر جاؤ اور اس سے مہر طلب کرو۔'' چنانچہ وہ واپس گئی۔ جب مسیلمہ نے اسے دیکھا تو قلعہ کا دروازہ بند کر دیا اور پوچھا ''کیا بات ہے؟'' وہ بولی ''میرا مہر دو۔'' اس پر اس نے پوچھا ''تمہارا موذن کون ہے؟'' کہنے لگی ''شبث بن ربعی الریاحی'' لہٰذا اس نے بلا کر کہا ''اپنے ساتھیوں کو بلا کر کہہ دو کہ اللہ کے رسول مسیلمہ نے تم پر سے دو نمازیں فجر اور عشاء کی ساقط کر دی ہیں جو محمد (ﷺ) نے تم پر فرض کی تھیں۔''

اس کے بعد وہ لوٹ آئی، اس کے ساتھ عطارد بن حاجب، عمرو بن الاھتم، غیلان بن خرشہ اور شبث بن ربعی تھے۔ عطارد بن حاجب نے یہ شعر پڑھا

[ہماری پیغمبر عورت ہے جس کے گرد ہم گھومتے ہیں اور دوسرے لوگوں کے پیغمبر مرد ہیں۔]

بہر حال مسیلمہ نے سجاح کے ساتھ اس شرط پر مصالحت کی کہ وہ اسے یمامہ کی پیداوار ایک سال تک دے گا، لہٰذا اس نے نصف پیداوار حاصل کرنے کے لیے ایک آدمی کو چھوڑ دیا اور نصف حصہ لے کر وہ جزیرہ لوٹ گئی اور باقی نصف حصہ حاصل کرنے کے لیے اس نے ہذیل، عقہ اور زیاد کو چھوڑا مگر جب حضرت خالد بن الولید وہاں پہنچے تو سب منتشر ہو گئے۔

اس عرصہ میں سجاح قبیلہ تغلب میں مقیم رہی، یہاں تک کہ جب ان کے علاقے میں قحط سالی ہوئی تو امیر معاویہ نے انہیں دوسری جگہ منتقل کر دیا، اس وقت قبیلہ تغلب سچے مسلمان ہو گئے تھے اور ان کے ساتھ سجاح بھی (تائب ہو کر) صحیح معنوں میں مسلمان ہو گئی تھی۔ وہاں سے وہ بصرہ منتقل ہو گئی تھی اور وہیں اس کا انتقال ہوا۔ سمرہ بن جندب نے جو عبداللہ بن زیاد کے خراسان سے آنے اور بصرہ کا حاکم بننے سے پہلے امیر معاویہ کی طرف سے بصرہ کے حاکم تھے، اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

کہتے ہیں کہ جب مسیلمۃ الکذاب مارا گیا تو سجاح جزیرہ میں (شمالی عراق میں دجلہ اور فرات کے درمیان کا علاقہ) اپنے ننھیال کی طرف چلی گئی اور وہیں اس کا انتقال ہوا اور اس کے بعد اس کا کوئی ذکر سننے میں نہیں آیا۔

Marfat.com
Marfat.com

مالک بن نویرہ کا حال

جب سجاح جزیرہ کی طرف لوٹ گئی تو مالک بن نویرہ اپنے افعال پر بہت شرمندہ ہوا وہ حیران تھا کہ اپنے معاملے کو کیسے درست کرے، جب دکیع اور سماع کو بھی ان دونوں (مسیلمۃ الکذاب و سجاح) کے افعال قبیحہ کا علم ہوا تو ان دونوں حضرات نے بھی توبہ کی اور خوشی سے مسلمان ہو گئے اور صدقات و زکوٰۃ کے مال کو لے کر حضرت خالد بن الولید کے پاس گئے۔ حضرت خالد بن الولید نے قبائل فزارہ، غطفان، اسد، طی سے فارغ ہونے کے بعد بطاح کا قصد کیا جہاں مالک بن نویرہ تھا، انہیں اس کے مشتبہ معاملہ کی خبر پہنچ چکی تھی مگر انصار نے آگے جانے سے انکار کر دیا۔ وہ کہنے لگے کہ خلیفہ نے ہمیں یہ بتایا تھا کہ اگر ہم بزاخہ سے فارغ ہو جائیں تو ہم اس مقام سے ہرگز نہ جائیں جب تک کہ وہ (خلیفہ) ہمیں نہ لکھے۔'' خالد بن الولید نے کہا ''خلیفہ نے مجھے آگے بڑھنے کا اختیار دیا تھا اور میں سپہ سالار ہوں اور اگر ہمارے پاس کوئی حکم نامہ نہ آئے تو مجھے مناسب اختیار حاصل ہے کیونکہ اگر میں انہیں اطلاع دوں تو مناسب موقع ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ اسی طرح اگر ہم کسی ایسی ہنگامی حالت سے دوچار ہو جائیں جس کے بارے میں ان کی کوئی ہدایت نہ ہو تو ہم پہلے مناسب کام کریں گے اس کے بعد ان کی ہدایت پر عمل کریں گے۔ لہٰذا میں اپنے ساتھیوں کو لے کر مالک بن نویرہ کے پاس جاتا ہوں تمہیں جانے پر مجبور نہیں کرتا۔'' یہ کہہ کر حضرت خالد روانہ ہو گئے۔

بعد میں انصار پشیمان ہوئے اور کہنے لگے اگر انہیں فتح حاصل ہوئی تو تم اس (کے فوائد) سے محروم رہ جاؤ گے اور اگر انہیں شکست ہوئی تو وہ لوگ تم سے کنارہ کشی اختیار کریں گے لہٰذا وہ بھی اس مہم میں شامل ہو گئے اس طرح سب مل کر روانہ ہوئے اور بطاح پہنچ گئے مگر وہاں کسی کو نہ پایا کیونکہ مالک بن نویرہ نے لوگوں کو منتشر کر دیا تھا اور ایک جگہ اکٹھا ہونے سے منع کر دیا تھا، اس نے یہ کہا تھا،

''اے یربوع کے فرزند! ہمیں اس کام کی دعوت دی گئی تھی تو ہم نے اس میں تاخیر کر دی اور ہم کامیاب نہیں ہو سکے۔ میں نے اس معاملے میں غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ تدبر و سیاست کے بغیر کام ہو رہا ہے اور اس معاملہ میں صحیح رہنمائی نہیں ہو سکتی ہے۔ لہٰذا تم ان کے حملوں اور دشمنی سے بچو۔''

چونکہ وہ کسی بات پر متفق نہیں ہو سکے تھے اس لیے وہ سب منتشر ہو گئے۔

Marfat.com
Marfat.com

جب خالد بن ولید آئے تو انہوں نے چھوٹے دستے بھیجے اور انہیں حکم دیا کہ وہ اسلام کی دعوت دیں اور جو اسلام قبول نہ کرے تو اسے ان کے پاس لایا جائے اور جو آنے سے انکار کرے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اسلامی لشکر کو یہ ہدایت دے رکھی تھی کہ جب وہ کسی بستی میں ٹھہریں تو وہاں اذان دیں اور اگر وہاں کے باشندے بھی اذان دیں تو ان سے (جنگ کرنے سے) باز رہیں اور اگر وہ اذان نہ دیں تو وہاں قتل و غارت کر دیں اور اگر وہ دعوت اسلام قبول کر لیں تو ان سے زکوٰۃ طلب کی جائے۔ اگر وہ اس کا اقرار کریں تو انہیں مسلمان تسلیم کر لیا جائے اور اگر انکار کریں تو ان سے جنگ کی جائے۔

کچھ سوار قبیلہ بنو ثعلبہ بن یربوع کے ساتھ مالک بن نویرہ کو لائے۔ ان سواروں میں قتادہ بھی تھے۔ وہ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے یہ گواہی دی تھی کہ ان لوگوں نے اذان و اقامت کہی تھی اور نماز پڑھی تھی، مگر جب وہ اختلاف کرنے لگے تو ایک خنک شب میں ان کو قید کر دیا گیا، چونکہ انہیں سردی سے بچانے کا کوئی انتظام نہ تھا لہٰذا خالد نے اعلان کرنے والوں کو حکم دیا کہ زور سے اعلان کرے،

''وافئوا اسرا کم'' [تم اپنے قیدیوں کو گرم رکھو] قبیلہ کنانہ کی زبان میں اس کے معنی قتل کے ہوتے ہیں، اس لیے مسلمانوں کے لشکر نے یہ خیال کیا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے، حالانکہ ان کی منشاء صرف یہ تھی کہ انہیں سردی سے بچایا جائے۔ بہر حال (اس مغالطہ میں آ کر) انہوں نے قیدیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا اور ضرار بن الازور نے مالک بن نویرہ کو قتل کر دیا۔ حضرت خالد آواز سن کر نکلے مگر اس وقت وہ لوگ ان کو قتل کر چکے تھے۔ اس پر انہوں نے کہا ''جب اللہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو وہ صحیح ہوتا ہے۔''

بعد ازاں خالد نے مالک کی بیوہ ام تمیم سے نکاح کر لیا۔ جب اس واقعہ کی خبر مدینہ پہنچی تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے یہ کہا کہ خالد کی تلوار اس معاملہ میں بھٹک گئی ہے۔ اس طرح جب انہوں نے خالد کے خلاف بہت باتیں کہیں تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا ''اے عمرؓ تم اس بارے میں نیک گمان رکھو اور خالد کے بارے میں کچھ نہ کہو کیونکہ میں اس تلوار کو نیام میں نہیں رکھوں گا جو اللہ نے کافروں کے لیے بے نیام کی ہے۔'' پھر انہوں نے مالک کی دیت ادا کی اور خالد کو اپنے پاس طلب کیا، چنانچہ خالد مدینہ آئے، جب وہ مسجد میں پہنچے تو وہ قبا زیب تن کیے ہوئے تھے اور اپنے عمامہ میں تیر لٹکائے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کھڑے ہو کر ان تیروں کو نکالا اور انہیں توڑ ڈالا اور فرمانے لگے ''تم

Marfat.com
Marfat.com

نے ایک مسلمان شخص کو قتل کیا پھر تم نے اس کی عورت پر قبضہ کیا۔ خدا کی قسم! میں تمہیں ضرور سنگسار کروں گا۔'' خالد نے کچھ جواب نہیں دیا کیونکہ ان کا یہ خیال تھا کہ حضرت ابوبکرؓ کی رائے بھی یہی ہے۔ وہ سیدھے حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور انہیں اصل واقعہ بتایا اور معذرت پیش کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کی معذرت قبول کی اور انہیں معاف کر دیا، مگر شادی کے فعل کی مذمت کی کیونکہ دورانِ جنگ میں اہل عرب نکاح کرنے کو پسند نہیں کرتے تھے۔

جب خالد نکلے تو حضرت عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے، وہ کہنے لگے ''اے ام سلمہ کے فرزند! میرے پاس آؤ۔'' ان الفاظ سے حضرت عمرؓ کو پتہ چلا کہ حضرت ابوبکرؓ ان سے مطمئن ہوگئے ہیں لہٰذا انہوں نے کوئی گفتگو نہیں کی۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ جب مسلمانوں نے مالک اور اس کے ساتھیوں پر رات کے وقت حملہ کیا تو انہوں نے ہتھیار اٹھائے، اس پر (اسلامی لشکر) کہنے لگا ''ہم مسلمان ہیں۔'' مالک کے ساتھیوں نے کہا ''ہم بھی مسلمان ہیں۔'' مسلمانوں نے کہا ''تو پھر ہتھیار رکھ دو۔'' اس پر انہوں نے ہتھیار رکھ دیئے پھر انہوں نے بھی نماز پڑھی۔ مالک کے قتل کے سلسلہ میں یہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ اس نے یہ کہا تھا ''میرا بھی یہی خیال ہے کہ تمہارے ''صاحب'' نے اس طرح کہا تھا۔'' اس پر انہوں نے کہا تھا ''کیا تم انہیں اپنا ''صاحب'' تسلیم نہیں کرتے ہو؟'' اس کے بعد اس کی گردن اڑا دی گئی۔

اس کے بھائی متمم بن نویرہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے اور اپنے بھائی کے خون اور قیدیوں کو لوٹانے کا مطالبہ پیش کیا، حضرت ابوبکرؓ نے قیدیوں کو واپس کرنے کا حکم دے دیا اور بیت المال سے مالک کی دیت ادا کی۔ جب وہ حضرت عمرؓ کے پاس آئے تو انہوں نے پوچھا ''بھائی کے مرنے پر تمہارے غم کا کیا حال ہے؟'' وہ کہنے لگے ''میں سال بھر ان پر روتا رہا ہوں، یہاں تک کہ میں نے اپنی تندرست آنکھ کو بھی اپنی بے نور آنکھ کے برابر کر دیا اور جب میں آگ کو دیکھتا ہوں تو رنج و غم کی وجہ سے میرا کلیجہ پھٹنے لگتا ہے، کیونکہ وہ (اپنے گھر میں) صبح تک آگ روشن رکھتا تھا، اس اندیشہ سے کہ کوئی مہمان آجائے اور اسے اس کے مقام کا علم نہ ہو سکے۔''

حضرت عمرؓ نے فرمایا ''مجھے اس کی صفات بیان کرو۔'' وہ کہنے لگے،

''وہ سرکش گھوڑے پر سوار ہوتا تھا اور ابو جہل اونٹوں کی قیادت کرتا تھا اور سرد رات

Marfat.com
Marfat.com

میں وہ دو مشک بردار اونٹنیوں کے درمیان ہوتا تھا، وہ بہت چھوٹی چادر اوڑھنے ہوئے اور لمبا نیزہ اٹھائے ہوئے رات بھر چلتا پھرتا رہتا تھا پھر بھی صبح کے وقت کا چہرہ چاند کے ٹکڑے کی طرح چمکتا ہوا نظر آتا تھا۔''

حضرت عمرؓ نے فرمایا ''مجھے اس کے بارے میں اپنے چند اشعار سناؤ۔'' اس پر اس نے اپنا وہ مشہور مرثیہ سنایا جس کے دو اشعار یہ ہیں:

[ہم (شاہ) جذیمہ کے دو ہم نشینوں کی طرح طویل عرصے تک اس قدر ساتھ رہے کہ لوگ کہنے لگے کہ یہ دونوں کبھی جدا نہیں ہوں گے۔

جب ہم جدا ہوگئے تو اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں اور مالک طویل عرصے ساتھ رہنے کے باوجود ایک رات بھی اکٹھے نہیں رہے۔]

حضرت عمرؓ فرمانے لگے ''اگر میں شاعر ہوتا تو میں بھی اپنے بھائی زید کا مرثیہ کہتا۔'' حضرت متمم بن نویرہ کہنے لگے ''اے امیر المومنین! وہ (میرے بھائی) کے برابر نہیں ہے اگر میرا بھائی آپ کے بھائی کی طرح فوت ہوجاتا تو میں اس پر کبھی نہ روتا۔'' اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا ''جس طرح تم نے میری تعزیت کی ہے اس سے بہتر کسی نے اظہار ہمدردی نہیں کیا ہے۔''

اس واقعہ میں حضرت خالد بن الولید کے بھتیجے اور عمارۃ بن الولید کے دونوں بیٹے ولید اور عبیدہ شہید ہوئے۔ انہیں بھی رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل تھی۔

مسیلمۃ الکذاب اور اہل یمامہ

ہم پہلے رسول اللہ ﷺ کے پاس مسیلمۃ الکذاب کے آنے کا حال بیان کر چکے ہیں، جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا اور حضرت ابوبکرؓ نے مرتدوں کے پاس فوجی دستے بھیجے تو مسیلمہ کے مقابلے کے لیے انہوں نے عکرمہ بن ابی جہل کو ایک لشکر دے کر بھیجا، اس کے بعد شرحبیل بن حسنہ کو بھی روانہ کیا، مگر عکرمہ نے اس لیے کہ فتح کی شہرت خود حاصل کریں، جلد مرتدوں پر حملہ کر دیا، مگر انہوں نے یہ حملہ پسپا کر دیا۔ شرحبیل بن حسنہ راستہ میں تھے کہ انہیں یہ اطلاع ملی، جب عکرمہ نے حضرت ابوبکرؓ کو اطلاع بھیجی تو حضرت ابوبکرؓ نے لکھا،

Marfat.com
Marfat.com

''میں تم سے ملاقات نہیں کروں گا اور نہ تم مجھ سے ملو گے، واپس مت آؤ کیونکہ اس سے لوگوں کے حوصلے پست ہو جائیں گے، بلکہ حذیفہ اور عرفجہ کی طرف جاؤ اور اہل عمان اور مھرہ سے جنگ کرو، پھر تم اور تمہارا لشکر مھاجر بن ابی امیہ کے پاس یمن اور حضر موت جائے۔''

شرحبیل کو لکھا کہ وہ ٹھہرے رہیں یہاں تک کہ خالد آ جائیں پھر جب وہ سب مسیلمہ الکذاب کی لڑائی سے فارغ ہو جائیں تو عمرو بن العاص کے لشکر میں شامل ہو جائیں اور قضاعہ کے برخلاف ان کی امداد کریں۔ جب خالد بطاح سے حضرت ابوبکرؓ کے پاس واپس آ گئے اور اپنی معذرت پیش کی، ان کی معذرت قبول کر لی گئی اور حضرت ابوبکرؓ ان سے مطمئن ہو گئے تو انہیں مسیلمۃ الکذاب کی طرف روانہ کیا۔ مہاجرین و انصار کا مکمل لشکر ان کے ساتھ گیا۔ انصار کی قیادت ثابت بن قیس بن شماس کے سپرد ہوئی اور مہاجرین کے سپہ سالار ابو حذیفہ اور زید بن الخطاب مقرر ہوئے۔ اس اثناء میں خالد بن الولید بطاح میں امدادی مہم کے پہنچنے کا انتظار کرتے رہے۔ جب وہ پہنچ گئے تو سب یمامہ کی طرف روانہ ہوئے۔

اس وقت بنی حنیفہ کی تعداد بہت زیادہ تھی، ان کے جنگجو سپاہی چالیس ہزار تھے۔ شرحبیل بن حسنہ نے خالد سے پہلے جلدی سے مسیلمۃ الکذاب کے خلاف جنگ شروع کر دی اور اس میں وہ پسپا ہو گئے، اس پر خالد بن الولید نے انہیں ملامت کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے خالد کے لیے حضرت سلیط کی قیادت میں امدادی کمک بھیجی تاکہ پیچھے سے کوئی حملہ نہ کر سکے۔

حضرت ابوبکرؓ فرمایا کرتے تھے ''میں اہل بدر کو حاکم نہیں بناؤں گا، بلکہ میں انہیں چھوڑے رکھوں گا، تاکہ وہ اپنے نیک اعمال کے ساتھ اللہ سے ملاقات کریں کیونکہ اللہ ان کے اور دیگر نیک بندوں کے ذریعہ اس سے زیادہ حفاظت کرتا ہے جس قدر وہ ان کے ذریعے (جنگ میں) مدد کرتا ہے، مگر حضرت عمرؓ کی رائے تھی کہ انہیں فوج وغیرہ پر حاکم مقرر کیا جائے۔

مسیلمۃ الکذاب کے ساتھ نہار الرجال بن عُنفُوَۃ بھی تھا، جو ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تھا، وہاں اس نے قرآن کریم پڑھا اور مذہب اسلام کی عمدہ معلومات حاصل کیں۔ آپ نے اسے اہل یمامہ کا معلم بنا کر بھیجا تھا تاکہ مسیلمہ کے خلاف کام کرے مگر وہ مسیلمہ سے بڑھ کر بنو حنیفہ کے لیے فتنہ ثابت ہوا۔ وہ یہ اعلان کرتا تھا کہ محمد ﷺ یہ فرماتے تھے کہ مسیلمہ ان کا شریک ہے۔ مسیلمہ اس کی بات کی تصدیق کرتا تھا۔ عبداللہ ابن النواحہ اس کے لیے اذان دیتا تھا اور

Marfat.com
Marfat.com

حُجَیر بن عُمیر اقامت کہتا تھا۔ حُجَیر یہ کہا کرتا تھا ''میں گواہی دیتا ہوں کہ مسیلمہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔'' مسیلمہ جواباً کہا کرتا کہ حُجَیر فصیح ہے۔ (یعنی اس نے درست کہا)

مسیلمہ الکذاب یہ بیان کرتا تھا کہ اس پر اس قسم کی وحی نازل ہوتی ہے

يا ضفدع بنت ضفدع. نُقّي ما تنقين. اعلاک فی الماءِ و اسفلک فی الطّینِ. لاالشاربَ تمنعين. ولا الماء تكدّرين.

''اے مینڈک کی جو مینڈک کی بیٹی ہے۔ تو کس قدر پاک وصاف ہے، ہمیشہ تیرا بالائی حصہ پانی میں رہتا ہے اور نچلا حصہ کیچڑ میں ہوتا ہے تو نہ تو یہ پانی پینے والے کو روکتی ہے اور نہ پانی کو مکدر کرتی ہے۔''

اس (جھوٹی وحی) کا دوسرا نمونہ یہ ہے (جو سورۃ الذاریات کے طرز پر ہے۔)

والمبديات [1] زرعاً. والحاصدات حصداً. والذّاريات قمحاً. والطاحنات طحناً. والخابزات خبزاً. والثاردات ثرداً. واللاقمات لقماً. إهالةً و سمناً. لقد فضلتم على اهل الوبر. وما سبقكم اهل المَدَر. ريفكم فامنعوه. والمُعْيِيَ فاوّوه [2] والباغي فنا وئوه.

[قسم ہے کاشت کی ابتدا کرنے والوں کی اور غلہ کاٹنے والوں کی۔ قسم ہے ان لوگوں کی جو گیہوں پیدا کرتے ہیں، پھر گیہوں کو خوب پیس کر روٹی پکاتے ہیں اور اس کا مالیدہ بنا کر گھی کے ساتھ اس کے لقمے کھاتے ہیں۔ بے شک تمہیں خیمہ نشینوں پر بہت فضیلت حاصل ہے اور شہر والے بھی تم سے بڑھ کر نہیں ہیں، لہٰذا ان کا مقابلہ کرو اور جو میرے ساتھ ہیں ان کی مدد کرو اور باغی کا قلع قمع کرو۔]

ایک دفعہ ایک عورت اس کے پاس آ کر کہنے لگی ''ہمارے کھجور کے درخت کافی بیکار ہو گئے ہیں اور ہمارے کنویں بھی خشک ہو گئے ہیں، آپ ہمارے پانی اور کھجور کے درختوں کے لیے اس طرح اللہ سے دعا مانگیے جس طرح محمد ﷺ نے اہل ہزمان کے لیے دعا مانگی تھی۔'' مسیلمہ نے اس معاملے میں نہار سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا کی تھی اور ان کے کنویں کا پانی لے کر اس سے کلی کی تھی اور کنوؤں میں وہ کلی ڈال دی تھی اس طرح کنوؤں میں پانی بہت بہنے لگا تھا اور

Marfat.com
Marfat.com

کھجور کا ہر درخت بار آور ہوگیا تھا اور ان میں بہت شگوفے پھوٹ آئے تھے۔ مسیلمہ الکذاب نے بھی ایسا کیا مگر اس کے اس فعل سے کنوؤں کے پانی خشک ہوگئے اور درخت بھی سوکھ گئے، مگر اس کا ظہور اس کی ہلاکت کے بعد ہوا۔ نہار نے اس سے یہ بھی کہا "بنو حنیفہ کی اولاد پر اسی طرح اپنا ہاتھ پھیرو جس طرح محمد (ﷺ) ہاتھ پھیرا کرتے تھے۔" لہٰذا اس نے بھی ان کے سروں پر ہاتھ پھیرا اور ان کو تالو سے چبا کر کچھ دیا تو ہر بچہ جس کے سر پر اس نے ہاتھ پھیرا تھا، گنجا ہوگیا اور جسے چبا کر کچھ کھلایا وہ توتلا ہوگیا اور یہ (الثااثر بھی) اس کی ہلاکت کے بعد نمودار ہوا تھا۔

کہتے ہیں کہ طلحہ النمری آیا اور اس نے اس سے اس کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا "اندھیرے میں ایک شخص میرے پاس آکر کہتا ہے' میں گواہی دیتا ہوں کہ تم جھوٹے ہو اور محمد (ﷺ) سچے ہیں، مگر قبیلہ ربیعہ کا جھوٹا بھی ہمیں مضر کے سچے سے زیادہ محبوب ہے۔" وہ شخص بھی اس کے ساتھ عقرباء کی جنگ میں بحالت کفر مقتول ہوا۔

جب مسیلمہ الکذاب کو خالد بن الولید کی آمد کی اطلاع ملی تو اس نے عقرباء کے مقام پر اپنا لشکر آراستہ کیا۔ لوگ اس کے مقابلے کے لیے نکلے اور مجاعہ بن مُرارہ بھی ایک دستہ لے کر نکلا تاکہ وہ بنو عامر سے اپنا انتقام لے، لیکن مسلمانوں نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کرلیا۔ خالد نے اس کے ساتھیوں کو قتل کرا دیا، مگر چونکہ بنو حنیفہ کے قبیلے میں اس کی بہت عزت تھی، اس لیے اسے زندہ رکھا۔ ان لوگوں کی تعداد چالیس سے ساٹھ تک تھی۔ مسیلمہ نے مال و دولت پیچھے کی طرف محفوظ کردیا تھا، اس لیے مسیلمہ کے بیٹے شرحبیل نے (فوج سے مخاطب ہوکر) کہا "اے حنیفہ کے فرزندو! تم جنگ کرو کیونکہ آج غیرت کا دن ہے، اگر تمہیں شکست ہوگئی تو تمہاری عورتیں قیدی بن جائیں گی اور بغیر نکاح کیے ہوئے دشمن کے قبضے میں چلی جائیں گی، لہٰذا اپنی خاندانی شرافت کو بچانے کی خاطر جنگ کرو اور اپنی عورتوں کی حفاظت کرو۔" اس کے بعد وہ لوگ عقرباء کے مقام پر جنگ کرنے لگے۔

مہاجرین کے علم بردار حضرت ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم تھے۔ اس سے پہلے عبداللہ بن حفص بن غانم علم بردار تھے اور وہ شہید ہوگئے تھے، اس لیے لوگ کہنے لگے "اب ہمیں تمہاری جان کا خطرہ ہے۔" وہ بولے "(اگر میں ڈروں تو) میں برا حامل قرآن ہوں۔" انصار کے علم بردار ثابت بن قیس بن شماس تھے، دیگر قبائل عرب کے الگ الگ جھنڈے تھے۔ جب مقابلہ شروع ہوا تو مسلمانوں

Marfat.com
Marfat.com

کے مقابلے کے لیے سب سے پہلے نہار الرجال بن عنفوہ میدان میں آیا اور مارا گیا، اسے زید بن الخطاب نے قتل کیا تھا اس کے بعد گھمسان کی جنگ ہوئی اور وہ جنگ ایسی سخت تھی کہ مسلمانوں کو اس سے پہلے ایسی جنگ سے واسطہ نہیں پڑا تھا۔ لہٰذا مسلمان پسپا ہوئے اور بنو حنیفہ کے افراد مجاعہ کو چھڑانے کے لیے آگے بڑھے اور خالد کے خیمہ کا قصد کیا۔ خالد خیمہ چھوڑ چکے تھے، اس لیے وہ مجاعہ تک پہنچ گئے جو خالد کی زوجہ کی نگرانی میں تھے۔ مرتدوں نے ان کی زوجہ کو قتل کرنا چاہا مگر مجاعہ نے انہیں روک دیا اور کہنے لگا ''میں ان کا پناہ گزین ہوں۔'' لہٰذا انہوں نے خاتون کو چھوڑ دیا۔ مجاعہ نے کہا ''تم مردوں پر حملہ کرو۔'' انہوں نے خیمہ کو کاٹ دیا۔

اب مسلمان ایک دوسرے کو بڑھاوا دینے لگے۔ ثابت بن قیس نے کہا ''اے مسلمانوں کی جماعت! تم نے اپنے آپ کو ایک بری بات کا عادی بنایا ہے۔ اے اللہ! جو کچھ اہل یمامہ کر رہے ہیں، اس سے بیزاری کا اعلان کرتا ہوں اور جو کچھ مسلمان کر رہے ہیں اس کی معذرت پیش کرتا ہوں۔'' یہ کہہ کر انہوں نے جنگ کی اور شہید ہو گئے۔

زید بن الخطاب نے فرمایا ''مردوں کے لیے یہ طریقہ جائز نہیں ہے۔ خدا کی قسم! میں آج گفتگو نہیں کروں گا جب تک کہ ہم انہیں شکست نہ دے دیں یا میں شہید ہو جاؤں۔ اے لوگو! تم اپنی نظریں نیچی کرو اور تیار ہو کر حملہ کر دو اور اپنے قدم آگے بڑھاؤ۔''

ابو حذیفہ نے فرمایا ''اے اہل قرآن! عمل سے قرآن کریم کو زینت بخشو۔''

خالد نے بھی دشمن پر سخت حملہ کیا، یہاں تک کہ انہیں بہت دور تک پیچھے ہٹا دیا۔ جنگ پھر زور پکڑ گئی اور قبائل بنو حنیفہ سب مل کر سخت حملے کرنے لگے۔ اس طرح جنگ میں کبھی مسلمانوں کا پلہ بھاری ہوتا تھا اور کبھی کافر غالب آ جاتے۔ بہر حال اس جنگ میں سالم، ابو حذیفہ، زید بن الخطاب وغیرہ بہت سے معزز صحابہ شہید ہوئے۔ جب خالد نے مسلمانوں کی یہ حالت دیکھی تو انہوں نے اعلان کیا ''اے لوگو! تم الگ الگ ہو جاؤ تاکہ ہم ہر قبیلہ کے مصائب کا اندازہ لگا سکیں اور معلوم کر سکیں کہ کہاں سے ہم پر حملہ کیا جا رہا ہے۔'' لہٰذا وہ الگ الگ ہوئے اور بادیہ نشین مہاجرین و انصار سے علیحدہ ہو گئے اور مہاجرین و انصار بھی ان سے الگ ہو گئے۔ اس طرح جنگ میں صفوں کو الگ الگ درست کیا گیا تو لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے ''آج کے دن ہمیں فرار اختیار کرنے میں شرم محسوس ہو رہی

Marfat.com
Marfat.com

ہے۔'' بہرحال اس دن سے زیادہ اور کوئی دن مسلمانوں کے لیے مصیبت کا دن نہ تھا۔ یہ نہیں معلوم ہوسکا کہ فریقین میں سے کس کو زیادہ نقصان برداشت کرنا پڑا تاہم مہاجرین وانصار اور شہر والے، بادیہ نشینوں سے زیادہ شہید ہوئے۔

مسیلمۃ الکذاب ابھی تک ثابت قدم تھا اور کافروں کی جنگ کا مرکز بنا ہوا تھا۔ اس وقت خالد کو پتہ چلا کہ جب تک مسیلمہ کو قتل نہ کیا جائے جنگ بند نہ ہوگی، کیونکہ بنو حنیفہ میں سے اگر کوئی مقتول ہوتا ہے تو اس کا اثر ان پر کچھ نہیں ہوتا۔ اس لیے خالد نے انہیں مبارزہ (انفرادی جنگ) کے لیے بلایا اور اپنے شعار اسلامی کا نعرہ لگایا، ان کا شعار ''یا محمداہ'' تھا۔ جب کوئی مقابلہ کے لیے نکلتا تو خالد اسے قتل کر دیتے تھے، اسی طرح مسلمان حرکت میں آ گئے۔ اب خالد نے مسیلمہ کو دعوت دی اس نے وہ دعوت قبول کر لی تو خالد نے اس کی خواہش کے مطابق چند باتیں پیش کیں۔ مسیلمہ نے اس کا جواب دینے کا ارادہ کیا تو اس نے منہ پھیرا تاکہ وہ اپنے شیطان سے مشورہ کرے اور وہ اسے قبول کرنے سے روک رہا تھا چنانچہ ایک دفعہ جب اس نے منہ پھیرا تو خالد اس پر سوار ہو گئے، وہ بھاگ گیا اس کے ساتھی بھی بھاگنے لگے تو خالد نے لوگوں کو خبردار کیا اور وہ ان پر پل پڑے اور اس طرح انہیں شکست ہوگئی۔ لوگوں نے مسیلمہ سے کہا ''کس چیز کا تم ہمیں وعدہ دے رہے تھے۔'' وہ بولا ''تم اپنی عزت اور شرافت کے لیے جنگ کرو۔'' اتنے میں محکم نے پکار کر کہا ''اے بنو حنیفہ! باغ میں آجاؤ۔'' اس پر وہ باغ میں داخل ہو گئے اور اس کے دروازے بند کر لیے گئے۔

براء بن مالک، اسد بن مالک کے بھائی تھے، جب وہ لڑائی میں شریک ہوتے تھے تو ان پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا، یہاں تک کہ کچھ لوگ ان پر بیٹھ جاتے تھے۔ اس کے بعد وہ پیشاب کرتے تھے، پیشاب سے فارغ ہونے کے بعد وہ شیر کی طرح بپھر کر حملہ کرتے تھے۔ اس موقع پر بھی ان کی یہی کیفیت تھی مگر جب وہ پیشاب کر کے اچھلنے لگے اور کہنے لگے ''اے لوگو! میں براء بن مالک ہوں، میری طرف آؤ'' اس کے بعد وہ جی توڑ کر جنگ کرنے لگے۔ جب بنو حنیفہ باغ میں داخل ہو گئے تو براء بن مالک نے کہا ''اے مسلمانو! مجھے باغ میں اتار دو۔'' لوگوں نے کہا ''ہم ایسا نہیں کرسکتے۔'' وہ بولے ''تم مجھے وہاں ضرور چڑھا دو۔'' جب وہ چڑھ گئے اور دیوار پر سے اتر کر اندر پہنچ گئے تو انہوں نے دروازے کے قریب جنگ کرتے ہوئے مسلمانوں کے لیے دروازہ کھول دیا جب مسلمان وہاں داخل ہوئے تو

Marfat.com
Marfat.com

گھسان کی لڑائی ہونے لگی اور فریقین میں بہت سارے لوگ مارے گئے بالخصوص قبیلہ بنو حنیفہ کے بہت افراد مارے گئے۔ جنگ اسی طرح جاری رہی، یہاں تک کہ مسیلمہ بھی مارا گیا تھا۔ اس کے قتل میں جبیر بن مطعم کے آزاد کردہ غلام وحشی اور ایک انصاری شریک تھے۔ وحشی نے اس پر اپنا بھالا پھینکا اور انصاری نے اسے تلوار سے قتل کر دیا۔ ابن عمر فرماتے ہیں''(قتل کے بعد) ایک آدمی چلا کر کہنے لگا''مسیلمہ کو حبشی غلام نے قتل کر دیا۔'' اس پر بنو حنیفہ کا لشکر شکست کھا کر بھاگنے لگا مگر ہر طرف سے ان پر تلواروں کے وار ہونے لگے جب خالد کو مسیلمہ الکذاب کے قتل کی خبر ملی تو وہ مجاعہ کو بیڑیوں میں جکڑ کر ساتھ لے کر نکلے تا کہ وہ مسیلمہ کی شناخت کرائیں۔ وہ لاشوں کو ٹٹولتا رہا یہاں تک کہ وہ محکّم الیمامہ (کی لاش) کے پاس سے گزرے، وہ بہت خوبصورت تھا، تو کسی نے کہا''یہ تمہارا صاحب ہے؟'' اس نے کہا''نہیں یہ تو اس سے بہتر اور شریف تر ہے، یہ محکّم الیمامہ ہے۔'' اس کے بعد وہ باغ میں داخل ہوا تو ایک پستہ قد زرد رو اور نکٹا مرد نظر آیا تو اس وقت مجاعہ نے کہا''یہی تمہارا حریف ہے، تم اس کا کام تمام کر چکے ہو۔'' خالد فرمانے لگے''یہی وہ شخص ہے جس نے تمہارے ساتھ یہ تمام کارروائی کی۔''

محکّم الیمامہ کو جس نے قتل کیا تھا وہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر تھے۔ انہوں نے اس کے سینے میں اس وقت تیر مارا جبکہ وہ تقریر کرتے ہوئے لوگوں کو آمادۂ جنگ کر رہا تھا، اس وقت انہوں نے اسے قتل کر دیا۔

مجاعہ نے خالد سے کہا''آپ کے پاس (مقابلے کے لیے) جلد باز لوگ آئے تھے ورنہ قلعے بھرے ہوئے ہیں آپ مجھ سے باقی لوگوں کی طرف سے صلح کیجئے'' مگر خالد لوگوں کی جان بخشی کے علاوہ ہر چیز پر صلح کرنے کو تیار تھے، اس پر مجاعہ نے کہا''میں جا کر ان سے مشورہ کرتا ہوں، جب وہاں پہنچا تو قلعوں میں عورتوں، بچوں اور بہت بوڑھے اور کمزور آدمیوں کے سوا اور کوئی نہ تھا، تاہم اس نے انہیں مسلح کیا اور عورتوں کو حکم دیا کہ وہ بھی اپنے بال کھول لیں اور قلعوں پر سے جھانکتی رہیں، جب تک کہ وہ واپس آئے۔ یہاں آ کر اس نے خالد سے کہا''آپ کی شرائط کو ماننے سے وہ لوگ انکار کرتے ہیں۔'' اس کے بعد خالد کو بھی یہ نظر آیا کہ قلعے (آدمیوں سے) بھرے ہوئے ہیں اور چونکہ لڑائی نے مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچایا تھا اور بہت طویل ہوگئی تھی اس لیے مسلمان یہ چاہتے تھے کہ وہ فتح حاصل کر کے جلد واپس جائیں، کیونکہ انہیں یہ نہیں پتہ تھا کہ آگے چل کر کیا ہونے والا ہے۔ مدینہ کے مہاجرین وانصار میں سے تین سو ساٹھ اشخاص اور مدینہ کے علاوہ دیگر مہاجرین میں سے بھی تین سو مرد

Marfat.com
Marfat.com

شہید ہوگئے تھے، نیز ثابت قیس بھی شہید ہوگئے، وجہ یہ تھی کہ مشرکین میں سے ایک آدمی نے ان کی ٹانگ کاٹ دی تھی، تو ثابت نے اپنا کٹا ہوا پاؤں اس کو مارا تو اس نے انہیں قتل کر دیا تھا۔

بنوحنیفہ میں سے عقرباء کے مقام پر سات ہزار افراد اور باغ میں بھی اتنے افراد مارے گئے تھے نیز تعاقب کرتے ہوئے بھی اسی قدر تعداد ماری گئی تھی۔ بہر حال اب خالد نے سونے چاندی ہتھیار اور نصف یا چوتھائی قیدی لینے پر صلح کرلی۔ جب قلعے کے دروازے کھولے گئے تو وہاں عورتوں، بچوں اور کمزور انسانوں کے سوا کوئی اور نہ تھا۔ اس پر خالد نے مجاعہ سے فرمایا ''تم نے مجھے دھوکہ دیا'' مجاعہ نے کہا ''یہ لوگ میری قوم سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے جو کچھ میں نے کیا اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہ تھا۔'' بعد میں ابوبکر کا حکم نامہ خالد کے پاس آیا کہ ہر بالغ کو قتل کر دیا جائے، مگر چونکہ اس سے پہلے انہوں نے مصالحت کرلی تھی، لہٰذا خالد نے معاہدہ کو پورا کیا اور عہد شکنی نہیں کی۔

جب لوگ واپس آ گئے تو حضرت عمرؓ نے اپنے فرزند عبداللہ سے، جو اس جنگ میں شریک تھے، یہ فرمایا ''زید سے پہلے تم کیوں نہ مر گئے؟ اور کیوں تم نے مجھے اپنی صورت دکھائی ہے؟'' عبداللہ نے عرض کیا ''زید نے اللہ تعالیٰ سے شہادت طلب کی تو انہیں شہادت نصیب ہوگئی اور میں نے بہت کوشش کی کہ مجھے شہادت ملے، مگر میں اس سے محروم رہا۔''

اسی سال یمامہ کی جنگ کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے یہ ملاحظہ کیا کہ بہت سے صحابی شہید ہوگئے ہیں تو انہوں نے قرآن کریم کے جمع کرنے کا حکم دیا تاکہ قرآن کریم ضائع نہ ہو۔ اس کی تفصیل ۳۰ھ کے حالات میں آئے گی۔

یمامہ کی جنگ میں مندرجہ ذیل مشہور صحابی شہید ہوئے (۱) عباد بن بشیر الانصاری، جو جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ (۲) عَبّاد بن الحارث الانصاری، وہ جنگ احد میں شریک ہوئے تھے۔ (۳) عمیر بن اوس بن عتیک الانصاری وہ بھی جنگ احد میں شریک ہوئے تھے۔ (۴) عامر بن ثابت بن سلمہ الانصاری۔ (۵) عُمارۃ بن حزم الانصاری، وہ جنگ بدر میں شریک تھے اور عمرو کے بھائی تھے۔ (۶) علی بن عبید اللہ بن الحارث، جو قبیلہ بنو عامر بن لوئی سے تعلق رکھتے تھے اور انہیں بھی صحبت نبوی کا شرف حاصل تھا۔ (۷) عائذ بن ماعص الانصاری، دوسری روایت یہ ہے کہ وہ بیر معونہ کی جنگ میں (عہد نبوی) میں شہید ہوئے تھے۔ (۸) فروہ بن النعمان، یا بقول بعض ابن الحارث بن النعمان

Marfat.com
Marfat.com

الانصاری، وہ جنگ احد اور بعد کی جنگوں میں شریک تھے۔(۹) قیس بن الحارث بن عدی الانصاری، وہ براء بن عازب کے چچا تھے، بقول بعض وہ جنگ احد میں شریک ہوئے تھے۔ (۱۰) سعد بن جماز الانصاری، وہ جنگ اُحد میں شریک تھے۔ (۱۱) ابو دجانہ الانصاری، وہ جنگ بدر میں شریک تھے۔ ایک روایت یہ ہے کہ وہ بعد تک زندہ رہے اور حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ صفین کی جنگ میں شریک ہوئے۔ واللہ اعلم۔ (۱۲) سلمہ بن مسعود بن سنان الانصاری۔ (۱۳) سائب بن عثمان مظعون جُمَحی، وہ حبشہ کے مہاجر تھے اور جنگ بدر میں شریک تھے۔ (۱۴) حضرت سائب بن العوام، وہ زبیر بن العوام کے بھائی تھے۔ (۱۵) طفیل بن عمرو الدوسی وہ جنگ خیبر میں شریک تھے۔ (۱۶) زرارۃ بن قیس الانصاری، وہ بھی صحابی تھے۔ (۱۷) مالک بن عمرو السلمی، وہ بنی عبدالشمس کے حلیف تھے اور جنگ بدر میں شریک تھے۔ (۱۸) مالک بن امیہ السلمی، وہ بھی بدر میں شریک تھے۔ (۱۹) مالک بن عوس بن عتیک الانصاری، وہ جنگ اُحد میں شریک تھے۔ (۲۰) معن بن عدی بن جدّ البلوی، وہ انصار کے حلیف تھے اور عقبہ کی بیعت اور جنگ بدر وغیرہ میں شریک تھے۔ (۲۱) مسعود بن سنان اسود، وہ بنو غانم کے حلیف تھے اور جنگ اُحد میں شریک تھے۔ (۲۲) نعمان بن عصر بن ربیع البلوی، یہ بھی بدری تھے۔ (۲۳،۲۴) عمرو السلمی کے دونوں فرزند صفوان اور مالک، یہ دونوں بدری تھے۔ (۲۵) ضرار بن الازور الاسدی، انہوں نے خالد کے حکم پر مالک بن نویرہ کو قتل کیا تھا۔ (۲۶) عبداللہ بن الحارث بن قیس السہمی، بعض کہتے ہیں کہ عبداللہ جنگ طائف میں اپنے بھائی سائب کے ساتھ شہید ہوئے تھے۔ (۲۷) عبداللہ بن مخرمہ بن عبدالعزیٰ العامری (عامر قیس کے قبیلے کی طرف منسوب تھے)، وہ بھی جنگ بدر وغیرہ میں شریک تھے۔ (۲۸) عبداللہ بن عبداللہ بن اُبی بن سلول، وہ بھی بدری تھے۔ (۲۹) عبداللہ بن عتیک الانصاری، وہ ابن ابوالحقیق کے قاتل اور بدری تھے۔ (۳۰) شجاع بن ابو وھب الاسدی (اسد خزیمہ)، وہ بھی بدری تھے۔ (۳۱،۳۲) ھُرَیم بن عبداللہ مطلبی القرشی اور ان کے بھائی جُنادہ۔ (۳۳) ولید بن عبد شمس بن مغیرہ مخزومی، یہ خالد کے چچا زاد بھائی تھے۔ (۳۴) ورقہ بن ایاس بن عمرو الانصاری، یہ بھی بدری تھے۔ (۳۵) یزید بن اوس، یہ بنو عبدالدار کے حلیف تھے اور فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے تھے۔ (۳۶) ابو حبة بن غزیة الانصاری، یہ جنگ اُحد میں شریک تھے۔ (۳۷) ابو عقیل البلوی، انصار کے حلیف اور بدری تھے۔ (۳۸) ابو قیس بن حارث بن قیس بن عدی بن سہمی، یہ حبشہ کے مہاجر تھے اور

Marfat.com
Marfat.com

جنگ اُحد میں شریک تھے۔ (۳۹) یزید بن ثابت، یہ زید بن ثابت (جامع قرآن) کے بھائی تھے۔

اہل بحرین کا مرتد ہونا

جب جارود بن مُعَلّٰی العبدی، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے مذہبی معلومات حاصل کیں تو آپؐ نے انہیں ان کے قبیلۂ عبد قیس کی طرف واپس بھیج دیا اور وہ وہیں رہنے لگے۔ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو اس وقت منذر بن ساوی العبدی (حاکم بحرین) بیمار تھا، وہ آپؐ کے وصال کے تھوڑے عرصہ کے بعد فوت ہوگیا، اس کے مرنے کے بعد اہل بحرین مرتد ہوگئے، یعنی بکر کا قبیلہ مرتد ہوگیا تھا۔ البتہ قبیلہ عبد الشمس کے بارے میں جب جارود کو یہ اطلاع ملی کہ وہ یہ کہہ رہے ہیں ''اگر محمد (ﷺ) پیغمبر ہوتے تو ان کا وصال نہ ہوتا۔'' تو اس نے ان سب کو اکٹھا کر کے یہ کہا ''کیا تم جانتے ہو کہ گذشتہ زمانے میں بھی اللہ کے پیغمبر گزرے تھے؟'' انہوں نے کہا ''ہاں۔'' وہ بولا ''انہوں نے کیا کیا'' وہ بولے'' وفات پاگئے۔'' اس پر جارود نے کہا ''جس طرح گذشتہ زمانے کے پیغمبر وفات پاگئے اسی طرح محمد ﷺ بھی وفات پاگئے ہیں۔ اس کے باوجود میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔'' (اس کی باتیں سن کر) وہ پھر مسلمان ہوگئے اور اسلام پر قائم رہے۔

منذر کے ساتھی بھی اس کے بعد حاضر ہوئے، یہاں تک کہ علاء بن حضرمی نے انہیں نجات دی، تاہم جارود اور اس کے ساتھیوں کے علاوہ بحرین کے قبیلہ ربیعہ کے تمام افراد ارتداد پر قائم تھے، اور وہ یہ کہتے تھے ''ہم منذر بن النعمان بن المنذر کو بادشاہ بنائیں گے۔'' وہ غرور کے نام سے موسوم تھا جب وہ مسلمان ہوا تو کہنے لگا ''میں مغرور ہوں اور غرور نہیں ہوں۔''

حُطَم بن ضُبَیْعة، بنوقیس بن ثعلبہ کے قبیلہ سے تھا۔ بکر بن وائل کے قبیلہ کو لے کر نکلا تو اس کے لشکر میں وہ لوگ شامل ہوگئے جو مرتد نہیں ہوئے تھے بلکہ پہلے سے مشرک تھے، اس نے قطیف اور ہجر پر قبضہ کرلیا اور خط کے علاقہ کی زط اور سابجہ قوموں کو بھی بہکایا، اس نے دارین اور جواثا کی طرف فوجی دستے بھیجے، جنہوں نے وہاں جا کر مسلمانوں کا محاصرہ کرلیا۔ وہاں کے لوگوں کے لیے یہ محاصرہ بہت سخت ہوگیا تھا، یہاں تک کہ جب لوگ بھوک سے مرنے لگے تو عبداللہ بن حذف نے یہ اشعار کہے۔

[ابوبکرؓ اور مدینہ کے سب جوانمردوں کی طرف ایک پیغام بھیجو (جو یہ کہے)،

Marfat.com
Marfat.com

کیا تمہیں اس شریف قوم کا (حال معلوم) ہے، جو جواثا میں محصور ہوگئی ہے۔
ہر گھاٹی میں ان کا خون سورج کی کرنوں کی مانند ہے جو دیکھنے والوں کو نظر آ رہا ہے۔
ہم نے خدائے رحمٰن پر توکل کر رکھا ہے، کیونکہ ہم نے توکل کرنے والوں کے لیے خدا کی مدد پائی ہے۔]

علاء بن حضرمی نے انہیں اس طرح چھڑایا کہ حضرت ابوبکرؓ نے انہیں بحرین کے مرتدوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا تھا۔ جب وہ یمامہ کے قریب پہنچے تو ثمامہ بن اثال الحنفی بھی بنو حنیفہ کے مسلمانوں کے ساتھ اس کی فوج میں شامل ہوگیا۔ قیس بن عاصم المنقری بھی ان کے ساتھ شامل ہوگیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد جو صدقات کا مال تقسیم کر دیا تھا اس کے بدلے کا مال انہیں دیا، نیز عمرو، انباء، سعد بن تمیم اور الرباب کے قبائل بھی اتنی ہی تعداد میں شامل ہوگئے، وہ ان سب کو لے کر دھنا کے علاقے میں اس سے گزرے، جب اس کے وسط میں پہنچے تو وہ اتر گئے اور دوسرے لوگوں کو بھی رات کے وقت اترنے کا حکم دیا، (جب وہ اتر گئے) تو ان کے اونٹ بدک کر ان کا تمام ساز و سامان لے بھاگے، اس طرح اب ان کے پاس نہ کوئی اونٹ تھا اور نہ زاد راہ تھا اور نہ پانی تھا۔ اس سے انہیں جس قدر شدید صدمہ اور غم ہوا اس کا حال صرف خدا ہی جانتا ہے۔ جب وہ ایک دوسرے کو نصیحت کرنے لگے تو علاء بن الحضرمی نے ان کو بلا کر اکٹھا کیا اور پوچھا ''تم پر اس قدر رنج و غم کیوں مسلط ہے۔'' وہ کہنے لگے ''ہمیں اس قدر رنج و غم کیوں نہ ہو، جب کہ ہماری یہ حالت ہے کہ کل جب آفتاب طلوع ہوگا تو ہم ہلاک ہو جائیں گے۔''

علاء بن حضرمی نے فرمایا ''تم خوف زدہ نہ ہو، تم مسلمان ہو اور اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے ہو، اور اس کے مددگار ہو۔ تم مطمئن رہو۔ اللہ کی قسم تم ذلیل و رسوا نہ کیے جاؤ گے۔'' جب انہوں نے صبح کی نماز پڑھی تو علاء نے دعا مانگی اور ان کے ساتھ لوگوں نے بھی دعا مانگی، اتنے میں انہیں پانی چمکتا ہوا نظر آیا۔ لوگ اس کی طرف گئے، انہوں نے پانی پیا اور نہائے دھوئے۔ جب دن چڑھ گیا تو ہر طرف سے اونٹ بھی آنے شروع ہوگئے، چنانچہ انہیں بھی بٹھا کر پانی پلایا گیا۔

ابو ہریرہؓ بھی اس لشکر میں تھے، جب لوگ اس مقام سے روانہ ہونے لگے تو انہوں نے منجاب بن راشد سے کہا ''کیا تم پانی کے مقام کو جانتے ہو؟'' انہوں نے کہا ''ہاں میں اس جگہ کو پہچانتا

Marfat.com
Marfat.com

ہوں۔'' اس پر انہوں نے کہا'' مجھے وہاں لے چلو۔'' وہ فرماتے ہیں'' میں انہیں اس مقام پر واپس لے گیا تو وہاں ہم نے صرف پانی کا گڑھا پایا، میں نے کہا خدا کی قسم! اگر یہ گڑھا نہ ہوتا تو میں یہ کہہ دیتا کہ یہ وہی مقام ہے۔ میں نے آج سے پہلے اس مقام پر پانی نہیں دیکھا۔ اچانک وہاں ایک مشکیزہ پانی سے بھرا ہوا ملا۔ اس پر ابو ہریرہؓ نے فرمایا'' یہی وہ مقام ہے جسے میں نے نہیں دیکھا تھا اور اس وجہ سے میں تمہیں لے کر لوٹ گیا۔ اپنے مشکیزہ کو بھر کر تالاب کے کنارے رکھ دیا اور یہ خیال کیا تھا کہ اگر یہ خدا کا معجزہ ہے تو پتہ چل جائے گا اور اگر وہ چشمہ ہوگا تو اس وقت بھی میں پہچان لوں گا۔ لہٰذا یہ صرف اللہ کا معجزہ تھا۔'' پھر وہ خدا کی تعریف کر کے روانہ ہو گئے۔

وہاں سے وہ ہجر کے مقام پر اترے۔ علاء نے جارود کو پیغام بھجوایا کہ وہ عبدالقیس کے قبیلے کو حُطَم کے قریب ٹھہراتے اور وہ خود بھی اپنے ساتھیوں کو لے کر ہجر کے قریب مقابلے کے لیے اترے۔ اس طرح اہل دارین کے علاوہ باقی تمام علاقے کے مشرکین حُطَم کے پاس آ کر جمع ہو گئے اور مسلمان علاء کے ساتھ شامل ہو گئے۔ مسلمانوں نے اپنے اور مشرکوں کے درمیان ایک خندق کھودی تھی۔ جب وہ لڑنے کے لیے نکلتے تھے تو واپس آ کر خندق کی پناہ لیتے تھے۔ ایک مہینے تک یہی حالت رہی کہ اچانک مسلمانوں نے شکست یا جنگ کا سا شور و غل سنا۔ لہٰذا علاء نے کہا'' کون دشمن کی خبر لے کر آئے گا۔'' عبداللہ بن حذف نے کہا'' میں خبر لے کر آتا ہوں۔'' جب وہ ان کی خندق کے قریب آئے تو لوگوں نے انہیں پکڑ لیا، چونکہ ان کی والدہ عجلیہ تھیں اس لیے وہ'' یا ابجراہ'' پکارنے لگے۔ جب ابجر بن بُجَیر آیا تو اس نے انہیں پہچان لیا اور پوچھنے لگا'' تمہارا کیا حال ہے؟'' وہ کہنے لگے'' میں کیسے آؤں جبکہ میرے اردگرد عِجل، تیم اللات وغیرہ کا لشکر ہو۔'' لہٰذا اس نے انہیں چھڑا لیا، پھر اس نے کہا'' میرے خیال میں تم میرے بھانجے ہو اور رات کے وقت تم اپنے ماموؤں کے پاس آئے ہو۔'' وہ کہنے لگے'' اس کا ذکر چھوڑو مجھے کھانا کھلاؤ کیونکہ میں بھوک سے مر رہا ہوں۔'' اس نے کھانا پیش کیا، جو انہوں نے کھا لیا۔ بعد ازاں بولے'' مجھے زادِ راہ بھی دو اور (اونٹ پر) اسے لاد دو۔'' وہ (یعنی ابجر بن بُجَیر) یہ کہتا تھا کہ'' اس پر نشے کا غلبہ ہو گیا ہے۔'' لہٰذا اس نے انہیں اونٹ پر لدوا دیا اور انہیں زادِ راہ دے کر آگے گزار دیا۔ جب وہ مسلمانوں کے لشکر میں پہنچے تو بتایا کہ دشمن نشے میں بدمست ہے، لہٰذا مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا، اور جس طرح چاہا ان پر تلوار کے وار کیے۔ ایسی حالت میں کافر بھاگ گئے

Marfat.com
Marfat.com

کچھ مقتول ہوئے اور کچھ گرفتار ہو گئے۔ بہر حال مسلمانوں نے پورے لشکر پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور جو آدمی بھاگا وہ اپنے ہی کپڑوں میں بھاگا تھا۔ ابجر بھاگ گیا تھا مگر حُطَم مارا گیا۔ عفیف بن المنذر التیمی نے اس کی ٹانگ کاٹ دی تھی اور قیس بن عاصم نے اسے قتل کیا تھا۔ مسلمانوں نے اس کا تعاقب کیا اور عفیف نے منذر بن النعمان بن المنذر الغرور کو بھی گرفتار کر لیا اور وہ مسلمان ہو گیا۔

علاء نے اگلی صبح کو مال غنیمت تقسیم کیا اور جن لوگوں نے بہادرانہ کارنامے سرانجام دیئے تھے انہیں مال غنیمت عطا فرمایا۔ چنانچہ ثمامہ بن اثال الحنفی کو وہ منقش عمدہ چادر عطا فرمائی جو حطم کی تھی اور اس پر وہ بہت ناز کیا کرتا تھا۔

جب دارین کی فتح کے بعد ثمامہ لوٹے تو قیس بن ثعلبہ نے اس چادر کو دیکھا اور ان سے پوچھا ''کیا تم نے حُطَم کو قتل کیا ہے۔'' انہوں نے کہا ''میں نے اسے قتل نہیں کیا تھا البتہ میں نے یہ چادر مال غنیمت میں خرید لی تھی۔'' اس پر انہوں نے حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا۔

شکست خوردہ جماعت کی اکثریت نے دارین کا قصد کیا اور کشتیوں میں سوار ہو کر وہاں پہنچ گئے، باقی لوگ اپنے اپنے علاقوں میں چلے گئے۔ لہٰذا علاء نے بکر بن وائل کے ثابت قدم مسلمانوں کو، جن میں عتیبہ بن النھاس اور مثنیٰ بن حارثہ وغیرہ شامل تھے، یہ لکھا، کہ وہ شکست خوردہ جماعت اور مرتدوں کے گھات میں ہر راستے میں بیٹھ جائیں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور ان کے قاصد پیغام لے کر علاء کے پاس پہنچ گئے۔ اس کے بعد انہوں نے حکم دیا کہ پس پشت سے حملہ کیا جائے اور لوگوں کو دارین پر حملہ کرنے کے لیے بلوایا اور انہیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے خشکی میں تمہیں اپنی نشانیاں ظاہر کی ہیں تاکہ تم سمندر میں بھی انہیں سے عبرت پکڑو اس لیے تم اپنے دشمن کے مقابلے کے لیے اٹھو اور سمندر کو پار کرو۔'' یہ کہہ کر وہ خود بھی روانہ ہوئے اور ان کے ساتھ دوسرے لوگوں نے بھی کوچ کیا۔ یہاں تک کہ گھوڑوں، اونٹوں اور گدھوں وغیرہ کو لے کر سمندر میں گھس گئے، ان میں پیدل چلنے والے سپاہی بھی تھے۔ وہ خود بھی دعا پڑھ رہے تھے اور دوسرے لوگ بھی دعا پڑھتے جاتے تھے۔

یا ارحم الراحمین یا کریم یا حلیم یا احد، یا صمد، یا حیی، یا محی الموتی، یا حیی یا قیوم، لا الٰہ الا انت یا ربنا.

[اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے (خدا) اے کرم کرنے والے، اے بُردبار،

Marfat.com
Marfat.com

اے یکتا، اے بے نیاز، اے زندہ (ہستی) اے مردوں کو زندہ کرنے والے، اے زندہ اے پائدار (خدا) اے ہمارے پروردگار تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔]

اس طرح اللہ کے حکم سے انہوں نے خلیج پار کر لی۔ وہ ریت کی طرح اس پانی کے اوپر چل رہے تھے جس نے صرف اونٹوں کے پاؤں کو ڈھانپ رکھا تھا۔ دارین اور ساحل کے درمیان بحری کشتیوں کے ذریعے ایک دن اور ایک رات کا فاصلہ تھا۔ بہر حال ان کا مقابلہ ہوا اور سخت جنگ ہوئی جس میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور مشرکوں کو شکست ہوئی وہاں مسلمانوں نے اس قدر خوں ریزی کی کہ کوئی خبر بتانے والا بھی نہیں چھوڑا، پھر مال غنیمت حاصل کیا اور قیدی گرفتار کیے۔ جب فارغ ہو گئے تو وہاں سے لوٹ آئے کیونکہ وہاں اسلام قائم ہو گیا تھا۔ اس کے بعد علاء نے حضرت ابوبکر کو بذریعہ تحریر مرتدوں کی شکست اور حطم کے قتل کی اطلاع دی۔

مسلمانوں کے ساتھ ہجر کا ایک راہب بھی تھا جو مسلمان ہو گیا تھا۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ تم کیوں مسلمان ہوئے تو اس نے جواب دیا "تین چیزوں کی وجہ سے مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں اللہ مجھے مسخ نہ کر دے۔ وہ یہ تھیں (۱) ریگستان میں پانی کا جاری ہونا، (۲) سمندر کی وسعت کا سمٹ جانا، (۳) ایک دعا جو میں نے صبح کے وقت ان کے لشکر میں ہوا پر سنی، وہ دعا یہ تھی:

اللھم انت الرحمن الرحیم لا الٰہ غیرک والبدایع فلیس قبلک شیء والدائم غیر الغافل الحی الذی لا یموت و خالق ما یری وما لا یریٰ و کل یوم انت فی شان علمت کل شیء بغیر تعلم.

[اے خدا تو ہی رحم کرنے والا مہربان ہے۔ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے، تو ہی عمدہ اشیا کا پیدا کرنے والا ہے۔ تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں، تو ہمیشہ رہنے والا ہے غافل نہیں ہے، تو زندہ ہے جسے موت نہیں ہے اور تو نظر آنے والی اور نہ نظر آنے والی ہر چیز کا خالق ہے اور روزانہ تو نئی حالت میں ہوتا ہے اور تو بغیر سیکھے ہر چیز سے بخوبی واقف ہے۔]

اس طرح مجھے معلوم ہوا کہ فرشتوں کے ذریعے انہیں اس لیے امداد مل رہی ہے کہ وہ حق و صداقت پر ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابی بعد میں بھی یہ دعا اس سے سنتے تھے۔

Marfat.com
Marfat.com

اہل عمان اور مھرہ کا مرتد ہونا

مرتدوں کے ساتھ مسلمانوں کی جنگ کی تاریخ میں اختلاف ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں ''یمامہ'' یمن، بحرین کی فتح اور شام کی طرف لشکر کشی کی تاریخ ۱۲ھ ہے۔

ابو معشر یزید بن (عیاض) بن جعدبہ اور ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر کہتے ہیں ''مرتدین پر تمام فتوحات خواہ وہ خالد کے ذریعے ہوئی ہوں یا دوسرے عربوں کے ذریعے ہوئی ہوں، سب ۱۱ھ میں وقوع پذیر ہوئیں البتہ ربیعہ بن بجیر کا معاملہ ۱۳ھ میں ہوا۔''

اس کا واقعہ یہ ہے کہ خالد بن الولید کو یہ اطلاع ملی کہ ربیعہ مرتدوں کی جماعت کے ساتھ مُصَیّخ ۱۵ اور حُصَید ۱۶ میں ہے، لہٰذا انہوں نے اس سے جنگ کی اور مال غنیمت اور قیدی حاصل کیے جن میں ربیعہ کی ایک لڑکی بھی شامل تھی، انہوں نے اس لڑکی کو حضرت ابوبکرؓ کے پاس بھیج دیا اور وہ حضرت علی ابن ابی طالب کی ملکیت میں چلی گئی۔

عمان میں ذوالتاج لقیط بن مالک الازدی تھا۔ عہد جاہلیت میں اسے جلندی کہا جاتا تھا، اس نے بھی اوروں کی طرح جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور مرتد ہو کر عمان پر غالب آ گیا تھا لہٰذا جیفر اور عیاض نے پہاڑوں میں پناہ لی۔ جیفر نے حضرت ابوبکرؓ کو اطلاعات بہم پہنچا کر امداد کی درخواست کی تھی، لہٰذا حضرت ابوبکرؓ نے حذیفہ بن محصن الغلفانی کو قبیلہ حمیر میں سے عمان کی طرف روانہ کیا اور قبیلہ ازد میں سے عرفجہ البارقی کو مھرۃ کی طرف بھیجا، ہر ایک اپنے علاقے میں ایک دوسرے کا حاکم تھا۔ جب دونوں عمان کے قریب پہنچے تو انہوں نے جیفرہ سے خط و کتابت کی تو وہ عمان چلا گیا۔

حضرت ابوبکرؓ نے عکرمہ بن ابی جہل کو یمامہ کی طرف بھیجا تھا مگر وہ وہاں پسپا ہو گئے تھے، اس لیے ان کی طرف پیغام بھیجا گیا کہ وہ حذیفہ اور عرفجہ کے پاس اپنے ساتھیوں کو لے کر روانہ ہو جائیں تو وہ صرف یمن کی طرف جائیں، لہٰذا عکرمہ عمان کے قریب ان دونوں کے لشکر سے مل گئے، جب وہ سب عمان کے قریب رجام کے مقام پر پہنچے تو انہوں نے جیفر اور عیاذ نے اپنی فوجیں صحار کے مقام پر ٹھہرائیں اور حذیفہ، عکرمہ اور عرفجہ کو پیغام بھیجا چنانچہ وہ سب ان دونوں کے پاس آ گئے اور اس کے بعد لقیط کے سرداروں سے خط و کتابت کی مگر وہ سب منتشر ہو گئے۔ آخر کار دونوں لشکروں کی دبا کے

Marfat.com
Marfat.com

مقام پر مڈبھیڑ ہوئی اور گھسان کی لڑائی شروع ہوگئی۔لقیط کا پلہ بھاری تھا مسلمانوں کو (اپنی لڑائی میں) خلل نظر آیا اور مشرکوں کو کامیابی نظر آئی۔ ایسی حالت میں بنو ناجیہ کی طرف سے مسلمانوں کو زبردست امداد ملی، ان کی قیادت خرِیّت بن راشد کر رہا تھا اور عبدالقیس وغیرہ کی طرف سے بھی سیحان بن وصحان کی زیر قیادت امداد ملی اس طرح مسلمانوں کو اللہ نے تقویت پہنچائی اور مشرک پیٹھ موڑ کر بھاگ گئے۔ اس معرکہ میں ان کے دس ہزار افراد مارے گئے۔ مسلمانوں نے غالب آ کر ان کا صفایا کیا اور ان کے اہل وعیال کو قید کر کے مال کو تقسیم کرلیا۔ مال کا پانچواں حصہ عرفجہ کے ہاتھوں روانہ کیا، مگر حذیفہ عمان میں رہ گئے اور لوگوں کو آباد کرنے لگے۔

جب عکرمہ بن ابوجہل عمان کی جنگ سے فارغ ہوئے تو قبائل ناجیہ، عبدالقیس راسب اور سعد کو لے کر جنہوں نے ان کی مدد کی تھی، مھرہ کی طرف روانہ ہوئے اور ان کے علاقوں میں گھس گئے۔ وہاں ان کا دو قسم کے لشکروں سے واسطہ پڑا، ان کا ایک لشکر سخریت نامی شخص کی قیادت میں تھا اور دوسرا لشکر قبیلہ بنو محارب کے ایک فرد المصبح کی قیادت میں تھا اور اکثریت اسی کے ساتھ تھی، تاہم دونوں لشکر مختلف تھے۔ لہٰذا عکرمہ نے سخریت سے خط وکتابت کی اور وہ مسلمان ہوگیا۔ اسی طرح المصبح سے بھی خط وکتابت کی اور اسے دعوت اسلام دی مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا، لہٰذا اس سے سخت لڑائی ہوئی جس میں مرتدوں کو شکست ہوئی اور ان کا سردار مارا گیا، اس کے بعد مسلمان ان پر چھا گئے اور ان میں سے جس کو چاہا قتل کرنے لگے اور جس قدر چاہا غنیمت حاصل کیا۔ پھر پانچواں حصہ سخریت کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کی طرف روانہ کیا گیا۔ اب عکرمہ اور اس کے لشکر کے پاس ساز وسامان بہت زیادہ ہوگیا تھا، لہٰذا عکرمہ وہاں مقیم رہے یہاں تک کہ سب لوگ ان کے حسب منشا اکٹھے ہو کر سچے مسلمان ہوگئے۔

اہل یمن کا دوبارہ فتنہ

جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو ...... مکہ معظمہ اور اس کی سرزمین پر عتاب بن اسید حکمران تھے، عک اور قبیلہ اشعر کے حاکم طاہر بن ابوہالہ تھے۔ طائف کے شہری علاقے پر عثمان بن ابوالعاص اور وہاں کے صحرائی علاقے پر مالک بن عوف حاکم تھے۔ صنعاء پر فیروز تھے اور داذویہ ان کی مدد کرتا تھا۔ نیز قیس بن مکشوح بھی مقرر تھا۔ جند پر یعلی بن امیہ اور مارب پر حضرت ابوموسیٰ متعین تھے،

Marfat.com
Marfat.com

پھران کا اسود العنسی کے ساتھ وہ معرکہ ہوا جو ہم بیان کر چکے ہیں۔

جب اللہ نے اسود العنسی کو ہلاک کیا تو اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت صنعاء اور نجران کے درمیان گھومنے لگی۔ وہ کسی ایک طرف مائل نہ تھی اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوگیا تو یہ لوگ دوبارہ مرتد ہوگئے۔ عتاب بن اُسید نے حضرت ابوبکرؓ کو اپنی عملداری کے لوگوں کے مرتد ہونے کا حال تحریر کیا اور اپنے بھائی خالد کو اہل تہامہ کی طرف بھیجا، جہاں قبائل مُدلج، خزاعہ اور کنانہ کی جماعت موجود تھی۔ کنانہ کی قیادت جندب بن سلمٰی کے سپرد تھی۔ انہوں نے ابارق کے مقام پر مقابلہ کیا تو خالد نے ان کو قتل کر ڈالا اور ان کی جمعیت منتشر کر دی۔ جندب بھاگ گیا مگر واپس آ گیا۔

عثمان بن ابوالعاص نے بنی شَنُوۃ کی طرف ایک دستہ بھیجا وہاں قبائل ازد، بجیلہ اور خثعم کی جماعت موجود تھی اور ان کا سردار حُمَیْضہ بن النعمان تھا عثمان نے یہ فوجی دستہ عثمان بن ابوربیعہ کی قیادت میں بھیجا تھا۔ شَنُوۃ پر انکا مقابلہ ہوا، کفار کو شکست ہوئی اور وہ منتشر ہوگئے، حُمَیْضہ بھی اندرون ملک کی طرف بھاگ گیا۔

عک کے اخابث رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلے اسلام سے پھر گئے، اس کے بعد عک اور اشعری قبائل اعلاب کے مقام پر جمع ہوگئے، ان کے مقابلے کے لیے طاہر بن ابوھالہ مسروق اور اس کی قوم عک کے افراد کو لے کر روانہ ہوئے، جو مرتد نہیں ہوئے تھے۔ اعلاب پر ان کا مقابلہ ہوا جس میں عک اور ان کے ساتھیوں کو شکست ہوئی اور وہ بری طرح سے مارے گئے، یہ بہت عظیم فتح تھی۔ حضرت ابوبکرؓ کا حکم نامہ بھی طاہر کے نام آ گیا تھا، جس میں ان سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور ان کا نام اخابث رکھا گیا تھا اور ان کے طریقہ کو طریق الاخابث کے نام سے موسوم کیا گیا۔ چنانچہ ابھی تک وہ اسی نام سے موسوم ہیں۔

اہل نجران کو جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر ملی تو انہوں نے ایک وفد حضرت ابوبکرؓ کے پاس بھیجا تاکہ وہ معاہدہ کی تجدید کریں لہٰذا حضرت ابوبکرؓ نے انہیں ایک تحریر لکھ دی۔ جب قبیلہ بجیلہ مرتد ہوا تو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت جریر بن عبداللہ کو واپس کر دیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کے ان افراد سے جو، اسلام پر قائم رہ گئے تھے، ایک فوج تیار کر لیں اور ان کے ذریعے مرتدوں کا مقابلہ کریں پھر وہ قبیلہ خثعم کے پاس جا کر ان لوگوں سے جنگ کریں جنہوں نے ذوالخلیفہ کے لیے

Marfat.com
Marfat.com

غضب ناک ہوکر بغاوت کی تھی۔ لہٰذا جریر روانہ ہو گئے اور حکم بجالائے۔ ان کے مقابلے پر صرف تھوڑے لوگ آئے جنہیں قتل کر دیا گیا اور ان کا تعاقب کیا گیا۔

ان لوگوں میں سے جو دوبارہ مرتد ہو گئے تھے، قیس بن یغوث بن مکشوح تھا۔ جب اسے رسول اللہ ﷺ کے وصال کی خبر ملی تو اس نے فیروز اور جشنس کو قتل کرنے کی سازش شروع کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے عمر ذی مرّان، سعید ذی زود، ذوالکلاع حوشب، ذی ظلیم اور شہر ذی نیاف (امرائے یمن) کو تحریری حکم دیا تھا کہ وہ اپنے مذہب پر قائم رہیں اور خدا کے احکام کی پابندی کریں اور انہیں ہدایت کی تھی کہ وہ ان کے دشمنوں کے برخلاف ابناء کی امداد کریں اور فیروز کا حکم مانیں۔ اس سے پہلے فیروز، داذویہ اور قیس بن عبد یغوث ایک دوسرے کے پشت پناہ تھے، جب قیس نے یہ (حکم نامہ) سنا تو اس نے ذوالکلاع اور اس کے ساتھیوں کو لکھا کہ وہ ابناء کو قتل کر دیں اور ان کے اہل وعیال کو یمن سے نکال دیں، مگر انہوں نے اس کی بات نہیں مانی اور نہ ابناء کے برخلاف اس کی مدد کی، لہٰذا قیس ان کے خلاف تیاری کرنے لگا اور اس نے اسود کے ان ساتھیوں سے جو ملک میں پھر رہے تھے، پوشیدہ طور پر خط و کتابت شروع کی اور انہیں آمادہ کیا کہ وہ اس کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ چنانچہ وہ اس کے پاس آ گئے۔ جب یہ خبر اہل صنعا نے بھی سن لی تو قیس نے داذویہ کا قصد کیا اور دھوکہ دہی کے طور پر ان سے اپنے معاملے کے بارے میں مشورہ کیا، اسی طرح اس نے اس پر پردہ ڈال دیا اور وہ دونوں اس سے مطمئن ہو گئے۔ بعد ازاں قیس نے اگلے روز کھانا تیار کرایا اور داذویہ، فیروز، جشنس کو بلوایا، پہلے داذویہ پہنچا تو اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد فیروز روانہ ہوا۔ جب وہ قریب پہنچا ہی تھا کہ اس نے دو عورتوں کو باتیں کرتے ہوئے سنا۔ ان میں سے ایک کہہ رہی تھی "جس طرح داذویہ مارا گیا ہے، اسی طرح یہ بھی مارا جائے گا۔" یہ سنتے ہی وہ نکل گیا۔ قیس کے ساتھیوں نے اس کا تعاقب کیا مگر وہ بھاگ گیا۔ راستے میں جشنس ملا تو وہ اسے بھی اپنے ساتھ لے گیا اور دونوں جبل خولان کی طرف روانہ ہوئے جہاں فیروز کے ماموں رہتے تھے، وہاں وہ پہاڑ پر چڑھ گئے۔

جب قیس کے سوار واپس آ گئے تو انہوں نے سب حال سنایا۔ اس طرح صنعا اور اس کے ارد گرد ہنگامہ برپا ہو گیا اور اسود کے سوار سپاہی بھی آ گئے اور فیروز کے پاس بھی لوگوں کی جماعتیں پہنچ گئیں، اس نے حضرت ابوبکرؓ کو اپنا حال لکھا۔ قیس بن عبد یغوث کے پاس بھی ان قبائل کے عوام پہنچ

Marfat.com
Marfat.com

گئے، جن کے امراء کو حضرت ابوبکرؓ نے خطوط لکھے تھے۔ اس نے ان امراء کو معزول کر دیا، اس کے بعد قیس نے ابناء کے تین حصے کر دیے، جو وہاں مقیم تھے ان کے اہل وعیال کو برقرار رکھا اور جو فیروز کے ساتھ چلے گئے تھے، ان کے اہل وعیال کے دو حصے کیے، ایک حصے کو عدن کی طرف روانہ کیا تا کہ انہیں سمندر کے سفر کے لیے سوار کیا جائے۔ اور دوسرے حصے کو خشکی کی طرف بھیج دیا گیا اور ان سب سے کہا گیا کہ وہ اپنے علاقے میں چلے جائیں۔ جب فیروز کو اس کا علم ہوا تو اس نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے تیاریاں شروع کر دیں، اس نے قبیلہ بنوعقیل بن ربیعہ بن عامر سے امداد کی درخواست کی اور عک کے قبیلہ سے بھی طالب امداد ہوا، لہٰذا قبیلہ عقیل روانہ ہو گیا۔ راستے میں اس کی قیس بن عامر کے گھوڑسواروں سے ملاقات ہوئی، جس کے ساتھ ابناء کے وہ اہل وعیال تھے جنہیں قیس بن عبد یغوث نے روانہ کیا تھا۔ انہوں نے اہل وعیال کو اس سے چھڑا لیا اور قیس کے سواروں کو قتل کر دیا، قبیلہ عک بھی روانہ ہوا اور انہوں نے بھی ابناء کے اہل وعیال کے دوسرے حصے کو چھڑا لیا اور ان کے ساتھ جو قیس کے حامی تھے، انہیں قتل کر دیا پھر عقیل اور عک کے قبائل نے فیروز کو فوجی مدد پہنچائی، جب ان کی کمک آ گئی تو فیروز ان کی کمک اور اپنے ساتھیوں کو لے کر روانہ ہوا اور صنعاء کے قریب قیس سے مقابلہ کیا، وہاں بہت سخت جنگ ہوئی، جس میں قیس اور اس کے ساتھیوں کو شکست ہوئی اور اسود العنسی کے ساتھی اور قیس صنعاء اور نجران کے درمیان متذبذب حالت میں رہنے لگے۔

کہتے ہیں فروہ بن مُسَیک نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر اسلام قبول کر لیا تھا۔ آپ نے انہیں قبیلہ مراد اور ان کے علاقے کے صدقات وصول کرنے پر مقرر کیا تھا اور وہ وہیں رہنے لگے تھے۔

عمرو بن معدیکرب الزبیدی بھی اپنے قبیلے سعد العشیرہ کو چھوڑ کر ان کے ساتھ رہنے لگا تھا اور انہیں کے ساتھ مسلمان ہوا تھا، جب اسود عنسی کے ساتھ قبیلہ مَـذْحِج مرتد ہو گیا تھا تو عمرو بن معدیکرب بھی مرتد ہو گئے تھے، اس وقت عمرو، خالد بن سعید بن العاص کے ساتھ تھے۔ لہٰذا جب وہ مرتد ہو گئے تو خالد ان کے پاس گئے اور ان کے کندھے پر تلوار ماری، مگر عمرو بن معدیکرب بھاگ گئے اور خالد بن سعید نے ان کی تلوار صمصامہ اور گھوڑے پر قبضہ کر لیا۔ مرتد ہونے کے بعد اسود عنسی نے عمرو کو فروہ کے مقابلے کے لیے بھیجا مگر ہر ایک باہمی تعلقات کی وجہ سے (مقابلہ سے) رک گیا، اس زمانے میں عکرمہ بن ابوجہل مھرہ سے واپس آ گئے جن کے ساتھ جنگ کرنے کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ ان

Marfat.com
Marfat.com

کے ساتھ قبیلہ مھرۃ وغیرہ کے بہت سے لوگ تھے۔ قبیلہ نخع اور حمیر نے بریت طلب کی۔ نیز مھاجر بن ابو امیہ بھی مکہ اور طائف کی جماعت کے ساتھ آ گئے اور قبیلہ بجیلہ بھی جریر بن عبداللہ کے ساتھ نجران پہنچے تو فروہ بن میسک المرادی بھی ان کے ساتھ مل گئے۔ عمرو بن معدیکرب بھی پوشیدہ طور پر پناہ طلب کیے بغیر مھاجر کے پاس پہنچ گئے تو مھاجر نے انہیں بیڑیوں سے جکڑ دیا اور قیس کو بھی گرفتار کر کے باندھ دیا اور ان دونوں کو حضرت ابوبکرؓ کے پاس روانہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ''تم نے اللہ کے بندوں کو قتل کیا اور مومنوں کو چھوڑ کر مرتدوں کو اپنا دوست بنایا تھا۔''

مگر قیس بن عبد یغوث نے اس بات سے انکار کیا کہ اس نے داذویہ کی سازش میں کوئی حصہ لیا تھا حالانکہ اس نے اس کو پوشیدہ طور پر قتل کیا تھا، تاہم اس کی جاں بخشی کی گئی، اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے عمرو سے فرمایا ''کیا تمہیں شرم نہیں آتی ہے کہ تم ہر روز یا تو شکست کھاتے ہو یا گرفتار ہوتے ہو اگر تم دین اسلام کی مدد کرتے تو اللہ تمہارا درجہ بلند کرتا۔'' اس پر انہوں نے کہا ''میں ضرور آپ کی بات کو تسلیم کرتا ہوں اور آئندہ (اسلام سے) نہیں پھروں گا۔'' اس کے بعد وہ دونوں اپنے قبیلوں کی طرف چلے گئے۔ مھاجر، نجران سے روانہ ہوئے اور عنسی کے گھوڑ سواروں ساتھیوں کے پاس پہنچے۔ انہوں نے پناہ طلب کی مگر مھاجر نے انہیں پناہ نہیں دی، بلکہ ہر طریقہ انہیں قتل کیا، پھر وہ صنعاء کی طرف گئے اور وہاں داخل ہو گئے اور اس کی اطلاع حضرت ابوبکرؓ کو کر دی۔

حضرموت وکندہ کا فتنہ ارتداد

جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو حضرموت کے خاص علاقے پر زیاد بن لبید الانصاری حاکم تھے اور عکاشہ بن ابوامیہ سکاسک اور سکون کے علاقے کے حاکم تھے۔ مھاجر بن ابوامیہ کندہ کے علاقے پر مامور تھے، انہیں رسول اللہ ﷺ نے وہاں کا حاکم مقرر کر دیا تھا، مگر وہاں جانے نہیں پائے تھے کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ لہٰذا ابوبکرؓ نے انہیں اہل یمن سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا، پھر (حکم تھا کہ وہاں سے فارغ ہونے کے بعد) وہ اپنی علمداری میں جائیں۔ حضرت مھاجر ان لوگوں میں سے تھے جو غزوہ تبوک میں شریک نہیں ہو سکے تھے، لہٰذا جب رسول اکرم ﷺ واپس آئے تو آپ ان سے ناراض تھے۔ ایک دفعہ جب ام المومنین حضرت ام سلمہ آپ کے سر مبارک کو دھو رہی تھیں تو

Marfat.com
Marfat.com

انہوں نے کہا ''اس زندگی کا کیا فائدہ ہے جب کہ آپ میرے بھائی پر ناراض ہوں۔'' ان الفاظ سے آپ پر رقت طاری ہوئی تو انہوں نے اپنے خادم کو اشارہ کیا اور وہ انہیں بلا لائی۔ آپ ان کی معذرت سنتے رہے، پھر آپ ان سے رضا مند ہو گئے اور انہیں کندہ کے علاقے کا حاکم بنا دیا مگر وہ اپنے علاقے میں جانے نہیں پائے تھے کہ آپ کا وصال ہو گیا اس لیے وہ وہاں بعد میں گئے۔

اہل کندہ کے مرتد ہونے کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اسود الکذاب کو تسلیم کر لیا تھا، اس وجہ سے آپ نے ان کے چاروں بادشاہوں پر لعنت کی تھی۔ جب یہ لوگ مسلمان ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ حضرموت کے صدقات کا کچھ مال کندہ میں رکھا جائے اور سکون کے کچھ صدقات حضرموت میں جمع کیے جائیں اور سکون کے کچھ صدقات حضرموت میں رکھے جائیں، مگر کندہ کی شاخ بنو ولیعہ کے کچھ لوگوں نے اہل حضرموت سے کہا ''ہمارے پاس حمل ونقل کے جانور نہیں ہیں اگر تم ہماری طرف بھیجنا چاہتے ہو تو لدوا کر بھیجو۔'' وہ کہنے لگے ''ہم دیکھیں گے اگر تمہارے پاس لدوانے کا انتظام نہیں ہوگا تو ہم ایسا ہی کریں گے۔''

جب آپ کا وصال ہوا تو بنو ولیعہ نے کہا ''جیسا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ سے وعدہ کیا تھا۔ اس کے مطابق ہمارے پاس انہیں پہنچاؤ'' وہ کہنے لگے ''تمہارے پاس مویشی ہیں، تم لے جاؤ۔'' وہ زیاد سے کہنے لگے ''تم بھی ہمارے برخلاف ان کے ساتھ ہو۔'' اس طرح اہل کندہ جھگڑا کر کے اپنے گھروں کی طرف چلے گئے اور اپنے معاملہ میں پس و پیش کرنے لگے۔ زیاد نے مہاجر کے انتظار میں ان سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ جب مہاجر کو مدینہ میں تاخیر ہوئی تو انہوں نے زیاد کو اپنی علمداری میں جانشین بنا دیا تھا۔ مہاجر صنعاء سے اپنی علمداری کی طرف روانہ ہوئے اور عکرمہ بن ابی جہل بھی روانہ ہوئے تو ان میں سے ایک اسود کے پاس ٹھہرے اور دوسرے وائل کے پاس مقیم ہوئے۔

زیاد بن لبید بذات خود کندہ کی شاخ بنو عمرو بن معاویہ کے صدقات وصول کرتے تھے، چنانچہ جب وہ ان کے پاس گئے تو سب سے پہلے شیطان بن حجران کے پاس پہنچا۔ انہوں نے ان سے ایک اونٹنی لی اور اس پر نشان لگا دیا، مگر وہ شیطان کے بھائی عداء بن حجر کی اونٹنی تھی، اس کے بھائی نے جب اسے نکالا تھا تو اسے مغالطہ ہو گیا تھا۔ اس کا نام شذرہ تھا، مگر اس نے خیال کیا کہ وہ دوسری ہے لہٰذا عداء نے کہا ''یہ میری اونٹنی ہے۔ شیطان نے کہا ''یہ صحیح کہتا ہے لہٰذا اسے چھوڑ دو اور دوسری لے لو''،

Marfat.com
Marfat.com

اس پر زیاد نے اسے کفر اور اسلام سے دور ہو جانے کا الزام دیا اور اسے دینے سے انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ ''وہ اللہ کے حق میں چلی گئی'' مگر ان دونوں نے اسے لینے پر اصرار کیا تو وہ بولے ''یہ اونٹنی بسوس کی طرح تمہارے لیے پریشان کن نہ ہو جائے''، اس پر عداء چلا کر آل عمرو کو مدد کے لیے بلانے لگا، وہ کہتا تھا ''مجھ پر ظلم وستم ہو رہا ہے کیونکہ ذلیل وہ ہے جس کے گھر میں اس کا مال کھا لیا جائے۔'' اس نے حارثہ بن سراقہ بن معدیکرب کو بلوایا تو وہ زیاد کے پاس آ کر کہنے لگا ''تم اس شخص کی اونٹنی چھوڑ دو اس کے بجائے دوسری لے لو۔'' زیاد نے کہا ''میں یہ نہیں کر سکتا۔'' حارثہ نے کہا ''اس وقت تم یہودی ہو۔'' یہ کہہ کر اس نے اس کی رسی کھول لی اور اسے بھیج دیا اور اس کی راہ میں حائل ہو گیا اس پر زیاد نے حضر موت اور سکون کے نوجوانوں کو حکم دیا، انہوں نے اس کو پکڑ کر اس کی اور اس کے ساتھیوں کی مشکیں کس دیں اور اونٹنی لے لی۔ اس پر اہل کندہ چلائے اور بنو معاویہ حارثہ کی حمایت میں غضب ناک ہو گئے اور اس کا اظہار کرنے لگے مگر اہل حضر موت اور اہل سکون زیاد کی حمایت کے لیے کھڑے ہو گئے اس طرح دونوں فریقوں کے دو بڑے لشکر تیار ہو گئے، چونکہ بنو معاویہ کے افراد مقید تھے، اس لیے انہوں نے کچھ نہیں کیا اور زیاد کے ساتھیوں کو کوئی ایسی بات نہ مل سکی جس کی وجہ سے وہ حملہ کر سکیں۔ زیاد نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے ہتھیار رکھ دیں مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا اور اپنے قیدیوں (کی رہائی) کا مطالبہ کیا مگر زیاد نے انہیں نہیں چھوڑا۔ اس نے رات کے وقت حملہ کر کے ان کے کچھ اشخاص قتل کر دیئے اور وہ منتشر ہو گئے۔ ان کے منتشر ہونے کے بعد انہوں نے حارثہ اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑ دیا۔ جب قیدی اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے زیاد اور اس کے ساتھیوں کے خلاف انہیں بھڑکایا، اس طرح ان کا ایک بہت بڑا لشکر جمع ہو گیا، جب انہوں نے صدقہ اور زکوٰۃ نہ دینے کا اعلان کیا تو حصین بن نمیر کو بھیجا گیا، انہوں نے جا کر ان کو پرسکون کیا اور تھوڑی مدت تک وہ خاموش رہے۔

پھر کندہ کے بنو عمرو بن معاویہ محفوظ مقامات پر رہنے لگے، چنانچہ جمد، مخوص، مشرح اور الضبعہ الگ الگ قلعوں میں رہنے لگے اور ان کی بہن عمرۃ بھی الگ قلعے میں رہتی تھی۔ یہ چاروں بادشاہ قبیلہ عمرو کے وہ سردار ہیں جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی تھی، جیسا کہ پہلے ذکر آ چکا ہے۔ اس طرح بنو الحارث بن معاویہ بھی الگ الگ قلعوں میں مقیم ہو گئے تھے، چنانچہ بن قیس اور سمط بن الاسود بھی الگ الگ قلعوں میں مقیم تھے۔ بہر حال بنو معاویہ کے قبیلہ کے تمام افراد نے صدقہ اور زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ البتہ

Marfat.com
Marfat.com

شرحبیل بن اسمط اور اس کے فرزندن بنو معاویہ سے یہ کہا تھا ”شریفوں کے لیے یہ بری بات ہے کہ وہ بدل جائیں، بلکہ شرفاء تو مشتبہ کام پر بھی قائم رہتے ہیں اور بدنامی کی وجہ سے اسے چھوڑ کر واضح تر طریقہ نہیں اختیار کرتے ہیں چہ جائیکہ وہ بھی عمدہ اور حق بات کو چھوڑ کر باطل اور بری بات کو اختیار کریں، لہٰذا اس معاملہ میں ہم اپنی قوم کی حمایت نہیں کر سکتے۔“ اس کے بعد وہ زیاد کی طرف چلے گئے اور ان کے ساتھ امری القیس بن عابس بھی تھا، انہوں نے یہ کہا ”آپ ان لوگوں پر شب خون ماریئے کیونکہ سکاسک اور سکون کے لوگ بھی ان میں شامل ہو گئے ہیں۔ اس طرح حضرموت سے شذاذ بھی شامل ہیں اور اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ لوگ ہمیں چھوڑ کر ان سے مل جائیں گے۔“

زیاد شب خون مارنے پر تیار ہو گئے اور سب کچھ اکھٹے ہو کر رات کے وقت محفوظ مقامات میں گھس گئے جبکہ وہ لوگ اپنی آگ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے بنو عمرو بن معاویہ کو باایں ہمہ شان وشوکت، پانچوں طرف سے گھیر لیا اور مشرح، مخوص، جمد، الضبعۃ اور ان کی بہن عمرہ سب کا کام تمام کر دیا اور وہاں بہت زیادہ قتل و غارت کی، جو لوگ بھاگ سکتے تھے، وہ بھاگ گئے۔ زیاد بن لبید مال غنیمت اور قیدی لے کر واپس ہوئے، جب وہ اشعث کے پاس سے گزرے تو وہ اپنی جماعت کو لے کر اٹھا اور انہیں چھڑا لیا اور جنگ کے لیے تیار ہو گیا۔

زیاد نے مہاجر کو خط لکھا اور انہیں آنے پر آمادہ کیا، وہ خط انہیں راستے میں ملا تو انہوں نے لشکر پر عکرمہ بن ابو جہل کو جانشین بنایا پھر وہ تیز رو افراد کے ساتھ جلدی سے زیاد کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہ کندہ کی طرف روانہ ہوئے، زبرقان کے قلعہ پر ان کا مقابلہ ہوا اور جنگ ہونے لگی۔ قبیلہ کندہ کو شکست ہوئی وہ مارے گئے اور جو بچے وہ بھاگ کر قلعہ نجیر میں پہنچ گئے اور اس کی مرمت کر کے وہاں پناہ گزیں ہو گئے۔ مہاجر ان کے مقابلے کے لیے پہنچے تو قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے۔ مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر لیا اس کے بعد عکرمہ بھی پہنچ گئے تو قبیلہ کندہ کا محاصرہ سخت ہو گیا اور ان کی تلاش میں فوجی دستے بھیجے گئے جو انہیں چن چن کر قتل کرنے لگے مگر جب جنگ میں ان کے بہت آدمی مارے گئے تو وہ پھر قلعے میں لوٹ گئے، اب ان کی قوت مقاومت کمزور ہو گئی تھی اور انہیں ان کے سرداروں کے قتل اور جان کا خطرہ لاحق ہو گیا تھا، لہٰذا اشعث نو آدمیوں کو لے کر نکلا اور زیاد سے پناہ کے طالب ہوئے اور دروازہ کھولنے کا وعدہ کیا۔ زیاد نے ان کی بات مان لی اور کہا صلح نامہ تم جس طرح چاہو لکھ کر لے آؤ، میں اس پر مہر لگا دوں گا۔

Marfat.com
Marfat.com

انہوں نے ایسا ہی کیا، مگر اشعث اس میں اپنی جاں بخشی کے الفاظ لکھنا بھول گیا تھا، چونکہ جدم چھری لے کر اس پر مسلط ہو گیا تھا اور کہنے لگا تھا ''میرا نام بھی لکھو ورنہ تمہیں قتل کر دوں گا۔'' لہٰذا اس نے اس کا نام لکھ دیا اور اپنا نام بھول گیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے دروازہ کھولا تو مسلمان قلعہ میں داخل ہو گئے وہاں انہوں نے کسی جنگجو کو نہیں چھوڑا بلکہ ان کی گردنیں اڑا دیں اس کے بعد انہوں نے مال غنیمت حاصل کیا اور قیدیوں کو گرفتار کیا۔ جب اس کام سے فارغ ہو گئے تو اشعث نے پناہ گزیں لوگوں کو بلایا اور عہد نامہ پیش کیا تو ان لوگوں کو جن کا نام عہد نامہ میں تھا، پناہ دی گئی مگر اس میں اشعث کا نام نہیں تھا، لہٰذا مہاجر نے یہ کہا ''اللہ کا شکر ہے جس نے تم سے یہ غلطی کرائی۔ اے اشعث تم اللہ کے دشمن ہو لہٰذا میری یہ عین خواہش تھی کہ اللہ تمہیں ذلیل رسوا کرے اس کے بعد اس کی مشکیں باندھ دی گئیں۔ آخر کار ان سے کہا گیا کہ وہ اس معاملہ کو ملتوی کر کے اسے حضرت ابوبکرؓ کے پاس بھیج دیں کیونکہ اس کے بارے میں وہی صحیح فیصلہ کرنا جانتے ہیں لہٰذا قیدیوں کے ساتھ اسے بھی حضرت ابوبکرؓ کے پاس بھیج دیا۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ جب اہل نجیر پر محاصرہ سخت ہو گیا تو اشعث، مہاجر، زیاد اور مسلمانوں کے پاس اتر کر آیا اور ان سے اپنی جان و مال کی امان طلب کی تاکہ وہ اسے حضرت ابوبکرؓ کے پاس بھیج دیں کیونکہ وہی مناسب فیصلہ اس کے بارے میں کریں گے، اس کے بدلے میں وہ قلعہ کھول دے گا اور جو اس کے اندر ہوں گے۔ انہیں مسلمانوں کے حوالے کر دے گا اس طرح اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ غداری کی۔ تاہم مسلمانوں نے اس کی بات مان لی اور جب اس نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا تو مسلمانوں نے ان کے بادشاہوں اور امراء کو قتل کر دیا اور اشعث کو بیڑیوں میں جکڑ کر قیدیوں کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کے پاس بھیج دیا۔ مسلمان بھی اس پر لعنت بھیجتے تھے اور اس کی قوم کے قیدی بھی اس پر لعنت بھیج رہے تھے۔ بلکہ اس کی قوم کی عورتوں نے اس کا نام عرف النار رکھا تھا جو ان کے نزدیک ایک غدار کا خطاب ہوتا ہے۔

جب وہ مدینہ آیا تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ''تمہارے خیال کے مطابق میں تم سے کیا سلوک کروں گا؟'' اس نے کہا ''مجھے نہیں معلوم ہے۔'' انہوں نے فرمایا ''میں تمہیں قتل کروں گا۔'' وہ بولا ''میں نے اپنی قوم کو اس صلح پر آمادہ کیا تھا اس لیے میرا قتل جائز نہیں ہے۔'' انہوں نے فرمایا ''معاہدہ پر مہر لگنے پر صلح کی شرائط کا اطلاق ان لوگوں پر ہوتا ہے جو اس علاقے کے اندر موجود ہوتے

Marfat.com
Marfat.com

ہیں تم اس سے پہلے صلح کرانے والے تھے۔'' (اب وہاں موجود نہیں ہو۔)

جب اسے قتل کیے جانے کا اندیشہ ہوا تو وہ کہنے لگا ''کیا آپ اللہ کے واسطے یہ نہیں کریں گے کہ قیدیوں کو چھوڑ دیں اور میری لغزش کو معاف کر دیں اور میرے ساتھ وہی سلوک کریں جو اس سے پہلے مجھ جیسے لوگوں کے ساتھ کیا تھا نیز میری بیوی کو میری طرف لوٹا دیں گے۔'' اس سے پیشتر اس نے حضرت ابوبکرؓ کی ہمشیرہ ام فروہ کے ساتھ رشتہ طلب کیا تھا جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے اس معاملے کو آئندہ آنے تک ملتوی کر دیا تھا، اس عرصہ میں آپ کا وصال ہو گیا اور وہ خود مرتد ہو گیا تھا۔

اس نے مزید یہ کہا ''اگر آپ یہ باتیں مان لیں گے تو آپ دین الٰہی کے لیے میرے تمام اہل وطن سے مجھے بہتر پائیں گے۔'' لہٰذا حضرت ابوبکرؓ نے اس کی جان بخشی کی اور اس کے اہل و عیال کو واپس کر دیا (وہ فتح عراق تک مدینہ ہی میں مقیم رہا) اس کے بعد مال غنیمت کو لوگوں میں تقسیم کیا گیا۔

کہتے ہیں کہ عکرمہ فتح کے بعد آئے تو زیاد اور مہاجر نے اپنے ساتھیوں سے کہا ''تمہارے بھائی تمہاری امداد کے لیے آئے تھے، لہٰذا تم انہیں مال غنیمت میں شریک کرو'' چنانچہ انہوں نے انہیں (اپنے حصے میں) شریک کر لیا۔ جب حضرت عمر بن الخطابؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے فرمایا ''عربوں کے لیے یہ بری بات ہے کہ ان کے کچھ افراد اپنے ہم جنسوں کے مالک بن جائیں چونکہ اب اللہ تعالیٰ نے فراخی دی ہے اور عجمیوں کو فتح کر لیا گیا ہے، لہٰذا انہوں نے جاہلیت اور اسلام کے زمانے کے قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑنے کے بارے میں مشورہ کیا، ان میں سے اس عورت کو نکال دیا تھا جو اپنے آقا کے بچے کی ماں بن گئی تھی۔ اس کے علاوہ ہر انسان کے کے لیے چھ یا سات گائے زر فدیہ مقرر ہوا۔ اس بارے میں قبائل حنیفہ اور کندہ کو خاص رعایت دی گئی تھی کیونکہ ان کے مرد مارے گئے تھے، لہٰذا ہر اس مقام پر جہاں سے عورتیں گم ہو گئی تھیں انہیں تلاش کیا گیا۔

اسی سال حضرت معاذ بن جبل یمن سے واپس آئے اور اسی سال حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ بن الخطاب کو قاضی بنایا اور وہ ان کے پورے عہد خلافت میں لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کرتے تھے۔ اس سال عتاب بن اُسید نے حج کرایا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حج کرایا۔

نجیر یمن میں ایک مضبوط قلعہ ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

حواشی وحوالہ جات:

۱ جُرف مدینہ کے باہر ایک مقام تھا جہاں اُسامہ بن زید کے لشکر کا فوجی کیمپ بنایا گیا تھا۔

۲ اُسامہ بن زید کی مہم کا پس منظر یہ تھا کہ شام کے ایک سرحدی سردار نے رسول اللہ ﷺ کے قاصد حارث بن عمیر کو قتل کر دیا تھا جس کی وجہ سے جنگ موتہ پیش آئی اور اس میں زید بن حارثہ شہید ہو گئے۔ جس کے بعد عیسائی قبائل کی ہمتیں بہت بڑھ گئی تھیں۔ لہٰذا اپنی علالت کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر اُسامہ بن زید کی سرکردگی میں تیار کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے جو حالات پیدا ہو گئے تھے اُس کے پیش نظر کچھ لوگ چاہتے تھے کہ یہ مہم ملتوی کر دی جائے۔

۳ یہ نام عبهلة بھی آیا ہے۔ ۴ حضرت عبداللہ بن قیس یعنی ابو موسیٰ اشعری۔

۵ فیروز نے یہ بات اس لیے کہی کیونکہ فیروز کی بہن آزاد جو پہلے شہر بن باذان کی بیوی تھی، اسود نے اس کو قتل کرانے کے بعد آزاد سے شادی کر لی۔

۶ ''شعار'' طے شدہ مخصوص کلمات کو کہتے تھے جو دورانِ جنگ یا اور کسی خاص موقع پر شناخت کے لیے بولے جاتے تھے۔

۷ ضرار بن ازور کے کسی ساتھی نے طلیحہ اسدی پر تلوار ماری تھی لیکن وہ بچ نکلا اس کے بعد اس نے مشہور کرا دیا کہ ہتھیار اس پر اثر نہیں کرتے۔

۸ سمیرا، مکہ سے مدینہ جانے والی سڑک پر ایک پڑاؤ تھا۔

۹ ذوالقصہ، مدینہ سے ۲۴ میل کے فاصلہ پر واقع ایک موضع تھا۔

۱۰ دَبا، عمان کا وہ مقام ہے جہاں بازار لگا کرتا تھا۔

۱۱ الجِواء، یمامہ کے نواح کا ایک علاقہ تھا۔

۱۲ تاریخ طبری میں ''المبذّرات'' ہے۔ (جلد ۳، ص ۲۸۴)

۱۳ تاریخ طبری میں یہ لفظ ''والمعتر فاووه'' ہے۔

۱۴ جواثا، بحرین میں بنو عبدالقیس کا قلعہ تھا۔ (معجم البلدان، ج ۲، ص ۴۳۲)

۱۵ یہ علاقہ حوران اور قلت کے درمیان تھا۔ (معجم البلدان، ج ۵، ص ۱۴۴)

۱۶ عراق کے اطراف میں جزیرہ کی سمت یہ موضع تھا۔ (معجم البلدان، ج ۲، ص ۲۶۶)

Marfat.com
Marfat.com

دوسرا باب

۱۲ھ کے واقعات

خالد بن ولید کی عراق پر لشکر کشی۔ صلح حیرہ

اس سال ماہ محرم میں حضرت ابوبکرؓ نے خالد بن ولید کو جبکہ وہ یمامہ میں تھے، یہ حکم دیا کہ وہ عراق کی طرف روانہ ہوں۔ کہتے ہیں کہ وہ یمامہ سے مدینہ آئے وہاں سے حضرت ابوبکرؓ نے انہیں عراق روانہ کیا، وہاں سے وہ بانقیا[۱]، باروسما[۲] اور الّیس پر ٹھہرے وہاں کے لوگوں کی طرف سے ابن صلوبا نے حضرت خالد سے دس ہزار دینار پر صلح کر لی۔ کسریٰ کی خالصہ اراضی اس کے علاوہ تھی، اس طرح ہر مرد پر چار درہم مقرر ہوئے۔ حضرت خالد ان سے جزیہ لے کر روانہ ہوگئے اور حیرہ کے مقام پر اترے۔ وہاں کے معززین شہر کے حاکم ایاس بن قبیصہ الطائی کی قیادت میں، جو نعمان بن المنذر کے بعد شہر کا حاکم تھا، خالد سے ملے، خالد نے انہیں اسلام کی دعوت دی ورنہ یا وہ جزیہ قبول کریں یا جنگ کریں۔ انہوں نے جزیہ کو ترجیح دی لہٰذا نوے ہزار درہم پر ان سے صلح کر لی گئی۔ یہ پہلا جزیہ تھا جو اسلامی دور میں اہل فارس سے لیا گیا اور دیہاتوں کے لیے اس پر صلح کی گئی۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ ابلّہ سے حملہ شروع کریں۔ انہوں نے عیاض بن غنم کو لکھا تھا کہ وہ بھی عراق کا قصد کریں اور مُصَیَّخ سے اس کی ابتداء کریں اور اس کے بالائی حصہ سے عراق میں داخل ہوں، یہاں تک کہ وہ خالد بن ولید سے مل جائیں۔ اس سے پیشتر مثنیٰ بن حارثہ الشیبانی[۳] نے حضرت ابوبکر سے عراق پر حملہ کرنے کی اجازت طلب کی تھی تو حضرت ابوبکرؓ نے انہیں اجازت دے دی۔ اس سے خالد کی آمد سے پہلے وہ جنگ کر رہے تھے۔

Marfat.com
Marfat.com

حضرت ابوبکرؓ نے خالد اور عیاض کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ مرتدوں سے جنگ کرنے والے سپاہیوں میں سے فوج میں بھرتی کریں، مگر اس میں کوئی مرتد شامل نہ ہو۔ دونوں حضرات نے ایسا ہی کیا، پھر مزید کمک کی درخواست کی لہٰذا خالد کے پاس قعقاع بن عمرو تمیمیؒ کو بھیجا گیا۔ جب ان سے کہا گیا ''آپ امداد کے لیے صرف ایک شخص کو بھیج رہے ہیں؟'' تو انہوں نے فرمایا ''وہ لشکر شکست نہیں کھائے گا جس میں ایسا شخص موجود ہوگا۔'' عیاض کے پاس عبد بن غوث الحمری کو بھیجا گیا اور حضرت ابوبکرؓ نے مثنیٰ، حرملہ، مذعور اور سلمیٰ کو لکھا کہ وہ ابلہ کے مقام پر خالد کے ساتھ شامل ہو جائیں۔

جب خالد عراق آئے تو ان کے ساتھ دس ہزار جنگجو سپاہی تھے اور مثنیٰ اور ان کے ساتھیوں کے ساٹھ ہزار سپاہی تھے، جب خالد آئے تو انہوں نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا اور انہیں ایک راستے پر روانہ نہیں کیا۔ مقدمۃ الجیش پر حضرت مثنیٰ تھے، اس کے بعد عدی بن حاتم تھے۔ خالد ان دونوں کے بعد آئے، ان دونوں کا موعودہ مقام حفیر تھا، تاکہ وہ سب مل کر دشمن پر حملہ کریں۔ یہ سرحد اہل فارس کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ مستحکم سرحد تھی، اس کا حکمران ہرمز تھا، وہ خشکی میں عربوں سے اور سمندر میں اہل ہند سے جنگ کرتا تھا، جب ہرمز نے ان کے حملہ کا حال سنا تو اس نے اردشیر شاہ فارس کو اطلاع بھیجی اور اپنے تیز رو ساتھیوں کے ساتھ جلد کواظم کے مقام پر پہنچا، وہاں اسے معلوم ہوا کہ ان کا مقررہ مقام حفیر ہے لہٰذا وہ ان سے پہلے پہنچ کر صف آرا ہو گیا، اس کے لشکر کے اگلے حصہ میں قباذ اور انوشجان تھے جو اردشیر اعظم کی اولاد میں سے تھے۔ لشکر کو زنجیروں میں جکڑ دیا گیا تھا، کہ وہ بھاگ نہ جائیں، جب خالد نے یہ حال سنا تو وہ کاظمہ کی طرف مڑ گئے، مگر ہرمز، اُن سے پہلے وہاں پہنچ گیا، مگر چونکہ وہ عربوں کا برا پڑوسی تھا اس لیے سب اس سے ناراض تھے اور جو برائی میں ضرب المثل تھا، چنانچہ وہ سب کہتے تھے ''وہ ہرمز سے بڑھ کر کافر ہے۔''

خالد ایسے مقام پر اترے جہاں پانی نہیں تھا، ان کے ساتھیوں نے کہا ''آپ کیا کر رہے ہیں۔'' انہوں نے فرمایا ''پانی فریقین میں سب سے زیادہ صابر لوگوں کو ملے گا۔'' لوگوں نے اپنا سامان اتارا۔ خالد نے اہل فارس کی طرف پیش قدمی کی اور ان سے مقابلہ ہوا۔ اتنے میں اللہ نے ابر برسایا جو مسلمانوں کی صفوں کے پیچھے خوب برسا اس سے ان کے دل مضبوط ہو گئے۔ اس کے بعد ہرمز نکلا، اس نے خالد کو مبارزہ (انفرادی جنگ) کے لیے بلایا اور اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا کہ وہ خالد کے ساتھ

Marfat.com
Marfat.com

غداری کریں۔ بہرحال خالد اور مثنیٰ اس کی طرف پاپیادہ نکلے اور ہرمز بھی گھوڑے سے اترا اور دونوں نے شمشیرزنی کی۔ اتنے میں خالد نے اسے دبوچ لیا، مگر ہرمز کے ساتھیوں نے ان پر اچانک حملہ کر دیا مگر اس پر بھی وہ اس کے قتل کرنے سے باز نہ آئے۔ اتنے میں قعقاع بن عمرو نے حملہ کر کے انہیں بھگا دیا۔ اہل فارس کو شکست ہوگئی اور مسلمان ان پر ٹوٹ پڑے۔ اس جنگ کو ذات السلاسل کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ قباذ اور انوشجان شہزادے بچ گئے۔ خالد نے ہرمز کا (تمام وقتی) ساز و سامان لے لیا۔ اس کی ٹوپی (تاج) ایک لاکھ کی تھی، کیونکہ وہ اہل فارس میں عزت و شرافت کی تکمیل کر چکا تھا، اور ان کے ہاں یہ رسم تھی کہ جب کوئی انسان شرافت کے کمال تک پہنچ جائے تو اس کی ٹوپی ایک لاکھ کی ہوتی تھی۔

خالد نے فتح کی خبر اور غنیمت کا پانچواں حصہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس بھیجا اور خود روانہ ہو کر بصرہ کے قریب جسر اعظم کے قریب فروکش ہوئے اور مثنیٰ بن حارثہ کو اہل فارس کے تعاقب میں بھیجا اور معقل بن مقرن کو اُبلّہ کی طرف بھیجا۔ انہوں نے اس کو فتح کر لیا اور وہاں مال اور قیدیوں کو جمع کیا۔ مگر یہ روایت اہل تاریخ کی مشہور روایت کے خلاف ہے کیونکہ اُبلّہ کی فتح حضرت عمرؓ کے عہد میں عتبہ بن غزوان کے ہاتھوں ۱۴ھ میں ہوئی۔

مثنیٰ بن حارثہ نے حصن المرآۃ (عورت کا قلعہ) کا محاصرہ کیا اور اسے فتح کر لیا۔ اس کے بعد وہ عورت اسلام لے آئی۔ خالد اور ان کے ساتھیوں نے کسانوں سے کوئی تعرض نہیں کیا کیونکہ حضرت ابوبکرؓ نے انہیں یہی حکم دیا تھا۔

واقعہ الثنی ۵

جب ہرمز کا خط اردشیر کے پاس پہنچا جس میں خالد کے حملے کی خبر دی گئی تھی، تو اس نے قارن بن قریانس کو مدد کے لیے بھیجا، جب وہ مذار پہنچا تو شکست خوردہ فوج سے اس کی مڈبھیڑ ہوئی اور وہ سب اکٹھے ہو کر پیچھے کی طرف لوٹ گئے، ان کے ساتھ قباذ اور انوشجان بھی تھے، وہ نہر الثنی کے قریب اترے، خالد بھی ان کی طرف روانہ ہوئے اور ان سے مقابلہ ہوا اور جنگ شروع ہوگئی۔ جب قارن نکلا تو معقل بن الاعشی بن نباش نے اسے قتل کر دیا، عاصم نے انوشجان کو قتل کیا اور عدی بن حاتم نے قباذ کو قتل کیا۔ قارن کا مرتبہ عزت آخری حد تک پہنچا ہوا تھا اور مسلمانوں نے اس کے بعد کسی ایسے

Marfat.com
Marfat.com

آدمی کو قتل نہیں کیا جو عزت اور شرافت کے ایسے انتہائی مقام پر پہنچا ہوا ہو۔

اہل فارس کے بہت سے افراد مارے گئے جن کی تعداد تیس ہزار تک پہنچتی ہے، ان کے علاوہ بہت سے اشخاص پانی میں ڈوب گئے اور یہ پانی ان کے تعاقب کرنے میں حائل ہو گیا۔ اس کے بعد مال غنیمت تقسیم کیا گیا اور پانچواں حصہ مدینہ بھیجا گیا اور جن لوگوں نے مقتولوں کا ساز و سامان چھینا تھا، انہیں وہ ساز و سامان دیا گیا۔ مال غنیمت بہت زیادہ تھا اس جنگ میں لڑنے والے دشمنوں کے اہل وعیال کو قید کیا گیا، کسانوں سے جزیہ لے کر انہیں ذمی بنا لیا گیا۔ انہی قیدیوں میں حسن بصری کے والد بھی تھے، جو عیسائی تھے۔ فوج کے حاکم سعید بن النعمان تھے اور حفاظتی دستے کے حاکم سوید بن مقرن المزنی تھے، انہیں حکم ملا تھا کہ حفیر کے مقام پر رہیں اور خبریں معلوم کرتے رہیں۔

جنگ ولجہ

جب خالد، الثنی کی جنگ سے فارغ ہوئے اور اردشیر کو یہ اطلاع ملی تو اس نے اندرزغر کو بھیجا، وہ ایرانی تھا، مگر عراق میں پیدا ہوا تھا، اس کے پیچھے بہمن جاذویہ کے زیر قیادت ایک لشکر بھیجا گیا۔ اندرزغر کے پاس اہل حیرہ وکسکر، گرد ونواح کے عرب زمیندار اکٹھے ہو گئے تھے اور ولجہ کے مقام پر صف آرا ہوئے۔ جب خالد نے یہ خبر سنی تو وہ الثنی سے وہاں پہنچ گئے اور ولجہ کے مقام پر مقابلہ کیا۔ کچھ لوگوں کو کمین گاہ میں چھپا دیا تھا، اس کے بعد پہلی جنگ سے بڑھ کر گھمسان کی جنگ شروع ہوئی، یہاں تک کہ فریقین کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا۔ خالد نے کمین گاہ کی فوج کو تاخیر کا حکم دیا تھا، لہٰذا جب وہ دونوں طرف سے نکلے تو اہل عجم شکست کھا کر بھاگنے لگے، خالد سامنے سے انہیں پکڑ رہے تھے اور کمین گاہ کی فوج ان کے پیچھے تھی اس طرح ان کے بیشمار افراد مارے گئے۔ اندرزغر شکست کھا کر بھاگا مگر (راستے میں) پیاس سے مر گیا۔ خالد نے جابر بن بجیر کے لڑکے اور عبدالاسود کے اس لڑکے کا خاتمہ کیا جو قبیلہ بکر بن وائل سے تعلق رکھتا تھا۔

جنگ ولجہ ماہ صفر میں ہوئی۔ کسانوں کو پناہ دی گئی لہٰذا وہ واپس آ گئے اور وہ ذمی بن گئے لڑنے والے سپاہیوں اور ان کے مددگاروں کو قتل کیا گیا اور اہل وعیال کو قید کر لیا۔

Marfat.com
Marfat.com

جنگ أُلیّس

جب جنگ ولجہ میں قبیلہ بکر بن وائل کو جنہوں نے اہل فارس کی امداد کی تھی۔ خالد کے ہاتھوں سخت نقصانات برداشت کرنے پڑے تو قبیلۂ بکر کے عیسائی بہت برافروختہ ہوئے، انہوں نے اہل فارس سے خط وکتابت کی اور الیّس کے مقام پر جمع ہو گئے۔ ان کی قیادت عبدالاسود العجلی کر رہا تھا، حالانکہ قبیلہ بنو عجل کے مسلمان جن میں عتیبہ بن النھاس، سعید بن مرہ، فرات بن حیان، مذعور بن عدی اور مثنیٰ بن لاحق بھی شامل تھے۔ ان عیسائیوں کے سخت خلاف تھے۔

اردشیر نے بہمن جاذویہ کو، جبکہ وہ قسینا ثا کے مقام پر تھا، حکم دیا کہ وہ الیّس کے مقام پر عرب عیسائیوں کے پاس جائے، لہٰذا بہمن جاذویہ نے ان کی طرف جابان کو بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ اس کے آنے تک جنگ نہ کرے۔ بہمن خود اردشیر کے پاس مشورہ کرنے کے لیے گیا، وہاں اسے بیمار پایا۔ لہٰذا اس نے توقف کیا، اتنے میں قبائل عجل، تیم اللات، ضبعیہ، جابر بن بجیر اور گرد و نواح کے عرب اہل حیرہ جو سب کے سب عیسائی تھے، جابان کے پاس اکٹھے ہو گئے۔

جب خالد کو قبیلہ بکر وغیرہ کے عیسائیوں کے مجتمع ہونے کی خبریں ملیں تو وہ ان کی طرف روانہ ہوئے مگر انہیں جابان کے آنے کی اطلاع نہ تھی، جب الیّس میں جابان نمودار ہوا تو اہل عجم نے ان سے کہا ''کیا ہم ان کے ساتھ جلد مقابلہ کریں یا ہم لوگوں کو دن کا کھانا کھلائیں اور ان پر یہ ظاہر کر دیں کہ ہم ان کی کوئی پرواہ نہیں کر رہے ہیں اور پھر (کھانا کھانے کے بعد) اس نے جنگ کریں۔'' جابان نے کہا ''اگر وہ تمہیں چھوڑ دیں تو تم بھی تاخیر کرو۔'' مگر انہوں نے اس کی نافرمانی کی اور دستر خوان بچھالیا۔ اتنے میں خالد ان کے پاس پہنچ گئے اور اپنا سامان اتار کر ان کی طرف متوجہ ہوئے اور عبدالاسود، ابن الجبیر اور مالک بن قیس کو مقابلہ کے لیے للکار کر بلایا، ان میں سے مالک، مبارزہ (انفرادی جنگ) کے لیے گیا جسے خالد نے قتل کر دیا۔ یہ دیکھ کر اہل عجم جلدی سے کھانے سے اٹھ آئے، اس وقت جابان نے ان سے کہا ''کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا مجھے کسی لشکر کے آنے پر اتنی گھبراہٹ نہیں ہوتی ہے جتنی اس سے ہوئی ہے۔'' پھر اس نے کہا جو کھانا تم نہیں کھا سکے ہو اس میں زہر ملا دو کیونکہ اگر تم کامیاب ہو گئے تو معمولی نقصان ہے اور اگر دشمن کو کامیابی ہوئی تو وہ اسے کھا کر ہلاک

Marfat.com
Marfat.com

ہو جائیں گے۔'' مگر انہوں نے اس (مشورہ) پر عمل نہیں کیا اور جنگ کرنے لگے۔ جنگ بہت سخت تھی چونکہ مشرکوں کو توقع تھی کہ بہمن جاذویہ آئے گا، اس لیے وہ زیادہ ثابت قدمی سے لڑے اور مسلمانوں کے مقابلے میں ڈٹے رہے، اس پر خالد نے دعا مانگی ''اے خدا اگر تو انہیں شکست دے تو میں ان کے باقی ماندہ لوگوں کو پکڑ کر ان کے خون سے نہر بہادوں گا۔''

اس کے بعد اہل فارس کو شکست ہوگئی تو خالد کے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا ''ان سب کو قید کرلو، مگر جو مقابلہ کرے اسے قتل کردو۔'' سب مسلمان ان قیدیوں کو لے کر آگئے تو ایک آدمی کو مقرر کیا گیا، جو ایک ہی دن میں ان کی گردنیں ماردے، مگر قعقاع وغیرہ نے کہا ''اگر آپ روئے زمین کے لوگوں کو بھی قتل کردیں تو اس صورت میں بھی ان کا خون جاری نہیں ہوگا، لہٰذا ان پر پانی بہادو تاکہ آپ کی قسم پوری ہوجائے۔ لہٰذا ایسا ہی کیا گیا اور اس کا ''نہر الدم'' (خون کی نہر) نام مشہور ہوگیا۔ اس کے بعد خالد ان کے کھانے کے دسترخوان پر گئے (جسے چھوڑ کر وہ جنگ کرنے نکل گئے تھے) اور مسلمانوں سے کہنے لگے ''تمہیں یہ بھی عطا کیا گیا ہے۔'' لہٰذا مسلمانوں نے رات کے وقت یہ کھانا کھایا اور جن لوگوں نے نرم نرم چپاتیاں نہیں دیکھی تھیں تو وہ کہنے لگے ''یہ سفید ٹکرے کیسے ہیں؟'' مقتولوں کی تعداد ستر ہزار تھی، اور یہ واقعہ ماہ صفر میں ہوا۔

جب خالد الیس سے فارغ ہوئے تو وہ امغیشیا، یا بقول بعض مغیشیا گئے وہاں ان کو اتنا مال غنیمت ہاتھ آیا کہ اس سے پہلے کبھی نہ ملا تھا کیونکہ مسلمانوں نے اتنی جلدی حملہ کیا تھا کہ وہ اپنا سامان اور مویشی منتقل نہ کرسکے۔ خالد نے امغیشیا کو ویران کردیا اور فتح کی اطلاع، مال غنیمت اور قیدی حضرت ابوبکرؓ کے پاس بھیجے، جب حضرت ابوبکرؓ کو اطلاع ملی تو کہنے لگے ''عورتیں خالد جیسا انسان جننے سے عاجز ہیں۔''

فتح حیرہ

پھر خالد امغیشیا سے حیرہ کی طرف گئے، جب ساز و سامان کشتیوں میں لدوایا تو حیرہ کا زمیندار ازاذبہ نکلا اور غریین کے قریب صف آرا ہوگیا اور اپنے بیٹے کو بھیج کر کشتیوں سے پانی کاٹ دیا، اس لیے کشتیاں خشکی پر ٹھہر گئیں۔ خالد گھوڑ سواروں کے ساتھ ازاذبہ کے فرزند کی طرف گئے اور فرات بادقلی پر اس سے مڈبھیڑ ہوئی اور تلوار سے حملہ کرکے اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کردیا، پھر حیرہ

Marfat.com
Marfat.com

کی طرف روانہ ہوئے۔ ازاذبہ کو جب (شاہ ایران) اردشیر کی موت اور اس کے فرزند کے قتل کی خبر پہنچی تو وہ جنگ کیے بغیر بھاگ گیا۔ مسلمانوں نے غریّین کے قریب قیام کیا۔ جب اہل حیرہ قلعہ بند ہو گئے تو ان کے محلات کا محاصرہ کیا گیا، چنانچہ ضرار بن الازور نے قصر ابیض کا محاصرہ کیا جس میں ایاس بن قبیصہ الطائی تھا اور ضرار بن الخطاب نے قصر غریّین کا محاصرہ کر لیا، جس میں عدی بن عدی المقتول تھا ضرار بن مقرن المزنی دسویں بھائی تھے۔ جو قصر ابن مازن کا محاصرہ کر رہے تھے، جس میں ابن اکال مقیم تھا۔ مثنیٰ قصر ابن بقیلہ کا محاصرہ کر رہے تھے، جس میں عمرو بن عبدالمسیح بن بقیلہ تھا۔ ان سب کو دعوت اسلام دی گئی اور انہیں ایک دن اور ایک رات کی مہلت دی گئی۔ جب اہل حیرہ نے انکار کیا تو مسلمانوں نے جنگ کر کے کئی مکانات اور محل فتح کر لیے اور بہت زیادہ قتل و غارت کی۔ آخر کار پادریوں اور راہبوں نے پکار کر کہا ''اے محل والو! تمہارے سوا اور کوئی ہمارے قتل کا باعث نہیں ہے۔'' اس پر محل والوں نے مسلمانوں سے کہا ''ہم نے تمہاری تین چیزوں، اسلام، جزیہ یا جنگ میں سے ایک چیز قبول کر لی ہے، لہٰذا تم ان لوگوں کو چھوڑ دو۔'' اس کے بعد ایاس بن قبیصہ، عمرو بن عبدالمسیح بن بقیلہ نکلے۔ انہیں بقیلہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئے تھے تو لوگ کہنے لگے کہ تم ہی بقیلہ خضراء (سبز ترکاری) ہو۔

لوگوں نے انہیں خالد کے پاس بھیجا، ان کی طرف سے گفتگو کرنے کے لیے عمرو بن مسیح مقرر ہوا۔ خالد نے اس سے پوچھا ''تم پر کتنا وقت گذرا؟'' وہ بولا ''۲۰۰ سال۔'' پھر پوچھا ''تم نے عجیب ترین بات کیا دیکھی؟'' بولا ''میں نے یہ دیکھا کہ دمشق اور حیرہ کے درمیان دیہات نظم و ترتیب کے ساتھ قائم ہیں، لہٰذا جب کوئی عورت (سفر کے لیے) نکلتی ہے تو وہ صرف ایک روٹی زادِ راہ کے لیے لے جاتی ہے۔''

اس پر خالد مسکرائے اور اہل حیرہ سے کہنے لگے ''کیا مجھے یہ اطلاع نہیں پہنچی تھی کہ تم خبیث النفس اور دھوکے باز ہو۔ تم ایک ایسے بے وقوف بڈھے کے ذریعے اپنے معاملات طے کراتے ہو جو یہ نہیں جانتا کہ وہ کہاں سے آیا؟'' اس لیے اس نے کہا ''آپ کے حق کی قسم! میں خوب جانتا ہوں کہ میں کہاں سے آیا ہوں۔'' پھر پوچھا ''کہاں کا قصد ہے؟'' بولا ''آگے کا۔'' پھر پوچھا ''وہ کیا ہے؟'' کہنے لگا ''وہ آخرت ہے۔'' حضرت خالد نے پھر دریافت کیا ''تمہاری انتہائی نشانی کہاں سے ہے۔'' وہ بولا ''پشت ...... سے'' پھر پوچھا ''کس میں ہو؟'' بولا ''اپنے کپڑوں میں ہوں۔'' وہ کہنے لگے، ''کیا

Marfat.com
Marfat.com

تم عقل و سمجھ رکھتے ہو؟'' کہنے لگے ''ہاں خدا کی قسم۔'' خالد بولے ''میں تم سے دریافت کر رہا ہوں۔'' اس نے کہا ''میں بھی جواب دے رہا ہوں۔'' پھر پوچھا ''کیا جنگ (منظور) ہے یا صلح؟'' کہنے لگا ''صلح۔'' خالد نے فرمایا ''پھر یہ قلعے کس لیے ہیں؟'' اس نے کہا ''ہم نے اسے بیوقوفوں کے لیے بنایا ہے، ہم اس میں محفوظ رہتے ہیں، یہاں تک کہ عقلمند اس کو ڈھا دے۔''

خالد فرمانے لگے ''زمین اپنے جاہل کا کام تمام کرتی ہے اور عالم اس کا خاتمہ کرتا ہے تاہم قوم اپنے حالات کو زیادہ جانتی ہے۔'' ابن بقیلہ کے ساتھ ایک نوکر تھا جس کے پاس تھیلی تھی جس میں زہر تھا، حضرت خالد نے اسے لے کر اپنے ہاتھ میں بکھیر لیا اور پوچھا ''تم کیوں اسے لیے ہو؟'' وہ کہنے لگا ''مجھے یہ اندیشہ تھا کہ اگر تم ہماری توقع کے خلاف ثابت ہوئے تو مر جانا بہتر ہوگا، بہ نسبت اس کے کہ میں اپنی قوم کو تکلیف میں مبتلا کروں۔'' حضرت خالد بولے ''کوئی انسان نہیں مر سکتا جب تک کہ اس کا مقرر وقت نہیں آتا یہ کہہ کر وہ مندرجہ ذیل دعا پڑھ کر زہر نگل گئے۔

باسم اللہ خیر الاسماء رب الارض والسماء الذی لا یضرہ مع اسمہ داء الرحمٰن الرحیم۔

[اللہ کے نام پر، جو بہترین نام ہے، وہ زمین اور آسمان کا پروردگار ہے۔ اس کے نام کے ساتھ کوئی بیماری نقصان نہیں پہنچاتی ہے۔ وہ بہت رحم کرنے والا مہربان ہے۔]

ابن بقیلہ نے کہا ''خدا کی قسم! اگر تم میں سے کوئی ایسا ہو تو تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔''

اس کے بعد حضرت خالد نے صلح کی یہ شرط مقرر کی کہ کرامت بنت عبدالمسیح کو شویل کے سپرد کر دیا جائے، وہ یہ بات نہیں مانے تو وہ لڑکی کہنے لگی ''تم کوئی فکر نہ کرو اور مجھے اس کے سپرد کر دو کیونکہ میں فدیہ دے کر چھوٹ جاؤں گی۔'' لہٰذا انہوں نے یہ شرط مان لی۔ شویل نے اس پر قبضہ کر لیا اور ایک ہزار درہم زر فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ اس پر لوگوں نے اس کو ملامت کی تو وہ کہنے لگا ''میرا خیال یہ تھا کہ اس سے بڑھ کر کوئی عدد نہیں ہے۔'' اس لڑکی کو حاصل کرنے کی ضرورت یوں محسوس ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ بیان کیا تھا کہ آپ کی امت فارس اور حیرہ پر قابض ہو جائے گی۔ اس وقت شویل نے آپ سے درخواست کی تھی کہ وہ کرامت بنت عبدالمسیح کو اسے عطا فرما دیں۔ اس نے اسے نوجوانی کی حالت میں دیکھا اور اس کی طرف مائل ہو گیا تھا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس بات کا

Marfat.com
Marfat.com

وعدہ کرلیا تھا۔ چنانچہ جب حیرہ فتح ہوا تو اس نے اس کا مطالبہ کیا اور دو گواہوں نے بھی گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے دینے کا وعدہ کیا تھا، اس لیے خالد نے اس لڑکی کو ان کے سپرد کردیا تھا۔ اس کے علاوہ ایک لاکھ یا دو لاکھ نوے ہزار پر ان سے صلح کرلی تھی۔ انہوں نے تحفے بھی بھیجے تھے۔ لہٰذا فتح کی خبر اور تحائف حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیجے گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے وہ جزیہ قبول کرلیا اور خالد کو لکھا کہ وہ ان سے باقی ماندہ جزیہ بھی وصول کرلیں اور تحفوں کا حساب رکھیں۔

حیرہ کی فتح ماہ ربیع الاوّل ۱۲ھ میں ہوئی۔ خالد نے انہیں عہد نامہ بھی لکھ کر دیا تھا مگر جب اہل عراق نے کفر اختیار کیا تو انہوں نے اس دستاویز کو ضائع کردیا۔ دوبارہ جب مثنیٰ نے اس علاقے کو فتح کیا تو ان پر ایک اور شرط عائد کی۔ اس کے بعد پھر وہ کافر ہوگئے تو اس علاقہ کو سعد بن ابی وقاس نے فتح کیا اور ان پر چار لاکھ جزیہ مقرر کیا۔ خالد فرماتے ہیں ”میں نے اہل فارس جیسی قوم نہیں دیکھی اور اہل فارس میں سے اہل الیس جیسے نہیں دیکھے۔

مابعد الحیرہ

کہتے ہیں (عراق) کے زمیندار انتظار کررہے تھے کہ اہل حیرہ کا خالد کے ساتھ کیا طرز عمل ہوگا۔ جب خالد سے انہوں نے صلح کرلی اور ان کی اطاعت کرنے لگے تو حضرت خالد کے پاس ان علاقوں کے زمیندار آئے ان میں فرات کے زمیندار سریا، صلوبا بن نسطونا اور نسطونا شامل تھے، انہوں نے فلالیج سے لے کر ھرمز جرد تک کے علاقے کے لیے بیس لاکھ یا در لاکھ پر صلح کرلی۔ کسریٰ کے خاندان کی جو مخصوص اراضی تھی وہ اس سے الگ تھیں۔ پھر خالد نے اپنے حکام اور ہتھیار کا ساز و سامان بھیج دیا اور ضرار بن الخطاب، قعقاع بن عمرو، مثنیٰ بن حارثہ اور عتبہ بن النھاس کو بھیجا، وہ دریائی علاقے میں اتر گئے اور سرحدوں کے امراء مقرر ہوئے، جو حضرت خالد کے ساتھ تھے انہیں حکم دیا گیا تھا کہ وہ حملہ کریں لہٰذا انہوں نے ان علاقوں کو چھوڑ کر دریائے دجلہ کے کنارے تک حملے کیے۔

خالد نے اہل فارس کی طرف خطوط لکھے اور انہیں دعوت دی کہ وہ یا تو مسلمان ہوجائیں یا جزیہ قبول کریں۔ جب وہ کوئی بات نہیں مانتے تھے تو ان سے جنگ کرتے تھے۔ اردشیر کے مرنے کے بعد اہل عجم میں اختلاف برپا ہوگیا تھا۔ تاہم انہوں نے بہمن جاذویہ کو بھرسیر میں بٹھا دیا تھا، اس کے

Marfat.com
Marfat.com

ساتھ دوسرے لوگ بھی تھے، گویا وہ ان کے لیے مقدمۃ الجیش تھا۔

خالد نے پچاس راتوں میں خراج وصول کیا اور اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ بہر حال حیرہ اور دجلہ کے درمیان باہمی اختلافات کی وجہ سے اہل فارس کی حکومت باقی نہیں رہی تھی۔ ان میں اختلاف اردشیر کے مرنے پر رونما ہوا تھا تاہم وہ سب حضرت خالد کے برخلاف جنگ کرنے پر متفق تھے۔ حضرت خالد حیرہ میں رہتے تھے، تاہم وہ اوپر کے حصہ میں جایا کرتے تھے اور پھر واپس آجاتے تھے۔ شام کی طرف جانے سے پیشتر وہ اسی طرح کام کرتے رہے۔

اہل فارس کبھی کسی کو معزول کرتے اور کبھی کسی دوسرے کو بادشاہ بناتے تھے اور صرف بھر سیر کی مدافعت کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ شیری بن کسریٰ نے نوشیرواں تک کے ہر رشتے کو قتل کرا دیا تھا اور اس کے بعد اہل فارس کو قتل کیا اور اردشیر کے بعد اس کے فرزند اور تمام لڑکوں کو قتل کر دیا گیا جو نوشیروان اور بہرام گور کے درمیانی خاندان کی اولاد تھے، اس لیے انہیں کوئی مرد ایسا نہیں مل سکا جسے وہ متفقہ طور پر بادشاہ بنا سکیں۔ لہٰذا جب ان کے پاس حضرت خالد کے خطوط پہنچے تو کسریٰ کی خواتین نے مشورہ کر کے فرخ زاد بن بندوان کو اس وقت تک کے لیے حاکم بنایا جب تک کہ کسریٰ خاندان کے لوگ متفقہ طور پر کسی شخص کو بادشاہ نہ بنائیں۔

حیرہ کی فتح کے بعد خالد کے پاس جریر بن عبداللہ البجلی بھی پہنچ گئے، ان کے آنے کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ پہلے حضرت خالد بن سعید العاص کے ساتھ شام میں تھے۔ وہاں انہوں نے خالد بن سعید سے اجازت مانگی کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس جا کر اپنی قوم کو متحد کرنے کے بارے میں ان سے گفتگو کریں کیونکہ ان کا قبیلہ عرب میں منتشر پھر رہا تھا۔ جب انہوں نے اجازت دے دی تو انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کے پاس آ کر اپنا مقصد بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کام کا وعدہ بھی کیا تھا پھر ان کی تائید میں گواہوں نے شہادت دی مگر حضرت ابوبکرؓ بہت ناراض ہوئے اور کہنے لگے ''تم دیکھ رہے ہو کہ ہم کس حال میں ہیں، ہم فارس و روم کے برخلاف مسلمانوں کو مدد پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں، مگر ایسی حالت میں تم مجھے اس بات پر آمادہ کر رہے ہو جس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔'' تاہم انہوں نے حکم دیا کہ وہ خالد بن ولید کے پاس چلے جائیں، چنانچہ وہ حیرہ کی فتح کے بعد وہاں پہنچے اس سے پہلے وہ عراق کی کسی جنگ میں شریک نہ تھے اور نہ وہ ان جنگوں میں شریک تھے جو

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خالد نے مرتدوں کے خلاف لڑی تھیں۔

فتح انبار

خالد صف آرا ہو کر انبار کی طرف روانہ ہوئے۔ اسے انبار اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہاں غلے اور اشیاء خوردنی کے بہت ڈھیر (انبار) ہوتے تھے۔ خالد کے ہراول دستے پر اقرع بن حابس تھے۔ جب وہ وہاں پہنچے تو وہاں گھومتے رہے اور پھر جنگ شروع کی، وہ بہت بے چین تھے اس لیے انہوں نے اپنے تیر اندازوں کو حکم دیا کہ وہ ان کی آنکھوں کو تیروں کا نشانہ بنائیں۔ انہوں نے یکدم اور ایک ساتھ بہت سے تیر چلا دیئے اور جب وہ وہاں پہنچے تو ایک ہزار آنکھیں پھوٹ گئیں، اس وجہ سے اس واقعہ کو ''ذات العیون'' کہا جاتا ہے۔ ان لوگوں کا سپہ سالار شیرزاد حاکم ساباط تھا، جب اس نے یہ حالت دیکھی تو اس نے ایسے شرائط پر صلح کی پیشکش کی جو خالد کو منظور نہ تھیں، لہٰذا اس کے قاصدوں کو لوٹا دیا گیا۔ اس کے بعد لشکر کے کمزور اونٹوں کو ذبح کر کے ان کو خندق میں پھینکا گیا۔ پھر اسے عبور کیا گیا تو مسلمانوں اور کافروں کی خندق میں مڈبھیڑ ہوگئی اس پر اب شیرزاد نے خالد کی منشاء کے مطابق صلح کی پیشکش کی تو خالد نے اس کے ساتھ صلح پر آمادگی ظاہر کی۔ اس کے بعد شیرزاد بہمن جاذویہ کے پاس گیا پھر آ کر انبار اور کلواذی کے علاقے کے لیے حضرت خالد سے صلح کر لی۔

عین التمر کی فتح

جب خالد انبار سے فارغ ہوئے تو زبرقان بن بدر کو اپنا جانشین بنا کر عین التمر کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں مھران بن بھرام چوبین کے پاس اہل عجم کا بھاری لشکر تھا اور عقہ بن ابی عقہ کی قیادت میں قبائل نمر و تغلب و ایاد وغیرہ کا بہت بڑا عرب لشکر تیار کیا تھا جب انہوں نے خالد کی آمد کی خبر سنی تو عقہ نے مھران سے کہا ''اہل عرب عربوں کی جنگوں سے زیادہ واقف ہیں اس لیے ہمیں خالد سے نمٹنے دیں۔'' وہ بولا ''تم سچ کہتے ہو، تم عربوں کے ساتھ جنگ کرنے میں زیادہ ماہر ہو اور اہل عجم کے ساتھ جنگ کرنے میں بھی ہمارے برابر ہو۔'' اس طرح اس نے انہیں دھوکا دیا اور ان کا سہارا لیا اور ان سے یہ کہا ''اگر تمہیں ہماری ضرورت ہوگی تو ہم تمہاری مدد کریں گے۔'' اس کے ایرانی ساتھیوں نے اس بات

Marfat.com
Marfat.com

پر اعتراض کیا تو اس نے ان سے کہا ''تمہارے بادشاہوں کے قتل کی وجہ سے تم پر بڑی مصیبت آئی ہوئی ہے اور تمہاری شان وشوکت کم ہوگئی ہے، لہٰذا میں نے ان لوگوں کی آڑ لی ہے، اگر وہ تمہارے لیے خالد پر غالب آ گئے تو تمہیں فائدہ ہوگا اور اگر معاملہ برعکس ہوا تو ان کی وجہ سے ہم کمزور نہیں ہوں گے بلکہ ہم مضبوط اور تازہ دم ہو کر ان سے جنگ کریں گے۔'' اس بات سے وہ مطمئن ہو گئے۔ عقہ، خالد کی طرف روانہ ہوا اور جب آمنا سامنا ہوا تو عقہ اپنے صفوں کو درست کر رہا تھا، اس وقت خالد نے بذات خود اس پر حملہ کر کے اسے بازوؤں پر اٹھا لیا اور اسے قید کر لیا اس طرح جنگ کیے بغیر اس کی فوج شکست کھا کر بھاگ گئی اور اکثر افراد گرفتار کر لیے گئے۔ جب مہران کو خبر ملی تو وہ اپنے لشکر کو لے کر بھاگ گیا اور انہوں نے قلعہ چھوڑ دیا۔ شکست خوردہ فوج قلعہ میں گھس کر قلعہ بند ہوگئی۔ جب حضرت خالد نے انہیں جنگ کے لیے بلوایا تو انہوں نے امن وامان چاہا، مگر خالد نے انکار کر دیا۔ پھر وہ ان کے فیصلے پر رضامند ہو گئے تو انہوں نے ان سب کو قید کر دیا اور عقہ کو قتل کر دیا۔ بعد ازاں سب کو قتل کر دیا۔ قلعہ میں جو لوگ تھے، انہیں قیدی بنا لیا گیا اور جو مال اس میں تھا وہ ضبط کر لیا گیا۔ وہاں ان کی خانقاہ میں چالیس لڑکے پائے گئے جو انجیل کی تعلیم حاصل کر رہے تھے، انہیں پکڑ کر مسلمان بہادروں میں تقسیم کر دیا گیا۔ انہی لڑکوں میں ابو محمد سیرین، نصیر ابوموسیٰ اور حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام حمران بھی تھے۔

حضرت ابوبکرؓ کو فتح کی خبر دی گئی اور مال کا پانچواں حصہ بھیجا گیا عین التمر کی لڑائی میں حضرت عمیر بن رئاب سہمی شہید ہوئے۔ وہ حبشہ کے مہاجر تھے، وہیں بشیر بن سعد الانصاری، جو نعمان کے والد تھے، فوت ہوئے اور حضرت عمیر کے پہلو میں دفن ہوئے۔

دُومۃُ الجندل کی جنگ

جب خالد عین التمر کی جنگ سے فارغ ہوئے تو ان کے پاس عیاض بن غنم کا خط آیا جس میں مشرکوں کے مقابلہ میں ان سے امداد طلب کی گئی تھی۔ لہٰذا خالد ان کی طرف روانہ ہوئے وہاں ان کے مقابلے کے لیے بَہراء، کلب، غسان، تنوخ اور ضجاعم کے قبائل موجود تھے۔ دومۃ کے دو سردار تھے، (۱) اکیدر بن عبدالمالک اور (۲) جودی بن ربیعہ۔ اکیدر خالد سے جنگ کرنے کا حامی نہ تھا، اس نے خوف کی وجہ سے صلح کرنے کا مشورہ دیا مگر لوگوں نے اس کی بات نہیں مانی اس لیے وہ ان کے پاس

Marfat.com
Marfat.com

سے چلا گیا، خالد کو جب اس کے روانہ ہونے کی خبر ملی تو انہوں نے اس کے راستے میں کچھ لوگوں کو بھیجا اور وہ اسے گرفتار کر کے لے آئے پھر اسے قتل کر دیا گیا۔ اس کے پاس جو کچھ تھا وہ لے لیا گیا۔ وہاں سے روانہ ہو کر وہ اہل دومۃ الجندل کے پاس پہنچے اور اس مقام کو اپنے اور عیاض بن غنم کے درمیان رکھا، اور دوسرا حصہ عیاض کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا۔ عیاض نے جنگ کر کے انہیں شکست دی اور خالد نے اپنی طرف کے سپاہیوں کو شکست دے کر جودی کو قید کر لیا۔ اس کے سپاہی شکست کھا کر قلعہ کی طرف بھاگے اور اپنے ساتھیوں کے آنے سے پیشتر دروازہ بند کر لیا اور وہ اس کے اردگرد باہر رہ گئے۔ خالد نے انہیں گرفتار کر کے قتل کروا دیا۔ یہاں تک کہ قلعہ کا دروازہ بند ہو گیا، جودی اور دوسرے قیدی مارے گئے البتہ قبیلہ کلب کے قیدیوں کے بارے میں بنو تمیم نے حضرت خالد سے یہ کہا تھا ''ہم نے انہیں پناہ دی ہے۔'' وہ ان کے حلیف تھے اس لیے انہیں چھوڑ دیا گیا، اس کے بعد قلعہ پر زبردستی قبضہ کیا گیا۔ لڑنے والے افراد قتل کیے گئے اور اہل وعیال کو قید کیا گیا۔ اس کے بعد انہیں فروخت کیا گیا تو خالد نے جودی کی دختر کو جو قابل تعریف تھی، خرید لیا اور خالد کچھ عرصہ دومۃ الجندل میں رہے۔

اہل عجم کو پھر جنگ کا خیال پیدا ہوا اور عقہ کا انتقام لینے کے لیے جزیرہ کے عربوں نے ان سے خط و کتابت کی اس لیے زرمہر اور روزبہ انبار، حُصید اور خنافس (پر قبضہ کرنے) کے لیے روانہ ہوئے۔ اس وقت حیرہ میں خالد کے جانشین حضرت قعقاع بن عمرو تھے، جب انہوں نے یہ خبر سنی تو انہوں نے حصید کی طرف اعبد بن فدکی کو، اور عروہ بن الجعد البارقی کو خنافس کی طرف بھیجا۔ وہ دونوں دیہات اور ان کے درمیان حائل ہو گئے جب خالد حیرہ آئے تو انہیں بھی یہ اطلاع ملی۔ وہ اہل مدائن کے مقابلہ کا ارادہ کر رہے تھے مگر حضرت ابوبکرؓ کی مخالفت کی وجہ سے باز رہے اور جلدی سے قعقاع بن عمرو اور ابولیلیٰ بن فدکی کو روزبہ اور زرمہر کی طرف روانہ کیا۔ خالد کو یہ اطلاع بھی ملی کہ ھذیل بن عمران نے مضیح کے مقام پر لشکر جمع کر لیا ہے اور ربیعہ بن بجیر ثنیٰ اور بشر کے مقام پر عقہ کی حمایت میں پہنچ گیا ہے۔ اور یہ دونوں زرمہر اور روزبہ کا قصد کر رہے ہیں، لہٰذا حضرت خالد خود قعقاع اور ابولیلیٰ کی طرف روانہ ہوئے اور عین کے مقام پر ان دونوں سے ملاقات ہوئی اور وہاں سے انہوں نے قعقاع کو حصید کی طرف اور ابولیلیٰ کو خنافس کی طرف بھیجا۔

Marfat.com
Marfat.com

حُصید و خنافس کی جنگ

قعقاع، حصید پہنچے تو وہاں روزبہ اور زرمہر موجود تھے۔ پھر جنگ شروع ہوئی تو اہل عجم میں سے بہت سے مارے گئے۔ قعقاع نے زرمہر کو اور قبیلہ بنو الحارث بن ظریف الضبی کے ایک شخص عصمت بن عبداللہ نے روزبہ کو قتل کیا۔ عصمت نیک لوگوں میں سے تھا۔ اور ان کے تمام خاندان نے ہجرت کی تھی۔ حصید میں جو کچھ مال غنیمت تھا وہ مسلمانوں نے حاصل کر لیا۔ اہل عجم وہاں سے شکست کھا کر خنافس پہنچے جہاں ابولیلیٰ اپنی فوج کے ساتھ پہنچ گئے، اس علاقہ کا لشکر کفار مَهْبُوذان کے زیر قیادت تھا۔ جب مَهْبُوذان کو ان کی آمد کی اطلاع ملی تو وہ ھذیل بن عمران کے پاس مُصَیّخ چلا گیا۔

مُصَیّخ کی جنگ

جب خالد کو اہل حصید کی شکست اور اہل خنافس کے بھاگنے کی خبر ملی تو انہوں نے قعقاع، ابولیلیٰ، اعبد اور عروہ کو خطوط لکھے، جن میں ان کے لیے مُصَیّخ کے قریب جمع ہونے کے لیے ایک خاص رات اور ایک خاص وقت مقرر کر دیا گیا تھا، خالد خود بھی عین سے ان کی طرف روانہ ہوئے چنانچہ مقررہ شب کو مقررہ وقت سب لوگ مُصَیّخ کے قریب پہنچ کر جمع ہو گئے اور جب ھذیل اور اس کے ساتھی سوئے ہوئے تھے تو انہوں نے تین طرف سے ان پر حملہ کر دیا۔ ھذیل تھوڑی تعداد لے کر بھاگ گیا مگر اکثر افراد مارے گئے۔ ھذیل کے ساتھ اوس مناۃ کے بھائی عبدالعزیٰ بن ابورھم اور لبید بن جریر بھی تھے۔ یہ دونوں مسلمان ہو گئے تھے، اور ان کے پاس مسلمان ہونے کی حضرت ابوبکرؓ کی تحریر بھی موجود تھی، مگر یہ دونوں بھی جنگ میں مارے گئے۔

حضرت ابوبکرؓ کو ان کے قتل کی اطلاع ملی اور عبدالعزیٰ کے مندرجہ ذیل دو اشعار بھی انہیں سنائے گئے تھے۔ (جن کا ترجمہ یہ ہے)

[جب صبح کے وقت حملہ ہوا تو میں یہ پڑھ رہا تھا۔ اے اللہ تو پاک ہے اور محمدؐ کا پروردگار ہے۔
میرا پروردگار پاک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ تمام شہروں اور ہر آنے والے کا پروردگار ہے۔]

لہٰذا حضرت ابوبکرؓ نے ان دونوں کی دیت ادا کی اور ان کی اولاد (کی امداد کرنے) کے

Marfat.com
Marfat.com

بارے میں ہدایات دیں۔ حضرت عمران دونوں کے قتل اور مالک بن نویرہ کے قتل کا حضرت خالد پر سخت الزام لگاتے تھے، تو حضرت ابوبکرؓ فرمایا کرتے تھے، جو مشرکوں کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے، اس کے ساتھ ایسے اتفاقات ہو ہی جایا کرتے ہیں۔

اس سے پہلے حرقوص بن النعمان بن النمر نے انہیں نصیحت کی تھی، مگر انہوں نے اس کی بات نہیں مانی تھی، لہٰذا وہ اپنی بیوی اور اولاد کے ساتھ شراب پینے کے لیے بیٹھ گیا اور کہنے لگا، تم الوداعی شراب پیو کیونکہ خالد عین میں ہیں اور ان کی فوجیں حصید میں ہیں۔ اس کے بعد اس نے یہ شعر پڑھا۔

[اے دوستو! تم مجھے ابوبکر کے گھوڑ سواروں (کی آمد) سے پہلے شراب پلا دو کیونکہ گو ہم نہیں جانتے ہیں، تاہم ہماری موت قریب ہے۔]

جب اس کے سر پر وار کیا گیا تو وہ شراب کے بڑے پیالے میں جا گرا۔ اس کے بعد اس کی اولاد کو قتل کیا گیا اور اس کی بیٹیوں کو قید کر لیا گیا۔

کہتے ہیں کہ حرقوص کے قتل کا واقعہ اور یہ واقعہ اور ثَنِیّ کا واقعہ اس وقت رونما ہوا جب خالد بن ولید عراق سے شام کی طرف جا رہے تھے۔ جس کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے۔

ثَنِیّ اور زمیل کی جنگ

ربیعہ بن بجیر التغلبی، بشر میں تھا جسے زمیل کہا جاتا ہے۔ یہ دونوں مقام رصافہ کے مشرق میں ہیں۔ وہ عقہ کی حمایت میں نکلا تھا اور یہ روزبہ، زرمہر اور ھذیل کے ساتھ شامل تھا۔ جب خالد نے اہل مُصَیّخ کو شکست دی تو انہوں نے ایک رات قعقاع اور ابولیلیٰ کو تیار کیا اور انہیں ان پر حملہ کرنے کے لیے حکم دیا۔ چنانچہ خالد مُصَیّخ سے روانہ ہوئے اور وہ ان کے ساتھی ثَنِیّ میں جمع ہو گئے تو رات کے وقت تین طرف سے ان پر شب خون مارا اور ان پر تلواروں سے اس طرح حملہ کیا کہ کوئی خبر دینے والا بھی نہیں بھاگ سکا۔ اس کے بعد مال غنیمت حاصل کیا اور (باقی ماندہ لوگوں کو) مقید کیا اور اس جنگ کی خبر اور پانچواں حصہ حضرت ابوبکرؓ کی طرف بھیجا گیا۔ حضرت علی بن ابوطالب نے ربیعہ بن بجیر التغلبی کی بیٹی کو خرید لیا اور ان کے بطن سے عمر اور رقیہ پیدا ہوئے۔

جب ہذیل کو مُصَیّخ میں شکست ہوئی تھی تو وہ عتاب بن فلاں کے پاس بشر کی طرف چلا

Marfat.com
Marfat.com

گیا تھا، جس کے پاس بھاری لشکر تھا، ان پر بھی خالد نے تین طرف سے، اس سے پہلے کہ ان کے پاس ربیعہ کی طرف سے کوئی پہنچے، رات کے وقت زبردست حملہ کیا۔ وہ اس کثرت سے مارے گئے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی، پھر مال غنیمت تقسیم ہوا اور پانچواں حصہ ابوبکرؓ کی طرف روانہ کیا گیا۔ بشر سے حضرت خالد، رضاب روانہ ہوئے وہاں ھلال بن عقبہ تھا مگر اس کے ساتھی اس سے الگ ہو گئے تھے، اس لیے ھلال بھی وہاں چلا گیا اور خالد کو وہاں کوئی مکر وفریب نظر نہیں آیا۔

فراض ۸ کی جنگ

پھر خالد، رضاب ۹ سے فراض کی طرف گئے، وہ شام وعراق اور جزیرہ کا سرحدی مقام ہے۔ چونکہ لگاتار جنگیں ہو رہی تھیں، اس لیے مسلمان ماہ رمضان کے روزے نہیں رکھ سکے، وہاں رومی بھی مقابلے میں شریک ہوئے اور انہوں نے اپنی قریب کی ایرانی چھاؤنیوں سے امدد طلب کی اور انہوں نے انہیں امداد دی۔ قبائل تغلب، ایاد اور نمر کے عرب بھی ان میں شامل ہو کر خالد کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب وہ دریائے فرات پر پہنچے تو خالد سے کہنے لگے ''یا تو تم دریا کو پار کر کے ادھر آؤ یا ہم دریا کو عبور کر کے تمہاری طرف آئیں۔'' خالد نے فرمایا ''تم عبور کرو۔'' وہ بولے ''آپ ہمارے راستے سے ہٹ جائیں تاکہ ہم دریا عبور کر سکیں۔'' خالد نے فرمایا ''میں یہ نہیں کروں گا، بلکہ تم نچلے حصہ سے دریا پار کر کے آؤ'' چنانچہ انہوں نے نچلے حصہ پر سے دریا کو پار کیا، بہرحال خالد ان کی نظروں میں عظیم (انسان) معلوم ہونے لگے۔ پھر رومیوں نے (اپنے ساتھیوں سے) کہا ''الگ ہو جاؤ، تاکہ ہمیں معلوم ہوتا رہے کہ کون ثابت قدم رہتا ہے اور کون پیٹھ دکھاتا ہے۔'' انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد گھمسان کا رن پڑا۔ آخر میں رومیوں اور اس کے ساتھیوں کو شکست ہوئی، مگر خالد نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان کا پیچھا نہ چھوڑیں اس طرح اس لڑائی میں، اور تعاقب میں ایک لاکھ آدمی مارے گئے۔ خالد فراض میں دس دن رہے پھر حیرہ کی طرف ۲۵/ذی قعدہ کو واپسی کا حکم دیا اور شجر بن الاغہ کو ساقہ (فوج کے پچھلے حصہ) پر مقرر کیا اور ظاہر یہ کیا کہ خود خالد ساقہ پر ہیں۔

حضرت خالد بن ولید کا حج

Marfat.com
Marfat.com

فراض سے خالد پوشیدہ طور پر حج کے لیے روانہ ہوئے۔ ان کے ساتھ ان کے چند ساتھی تھے، وہ مکہ معظمہ آئے اور حج سے فارغ ہو کر لوٹ گئے، چنانچہ ان کے لشکر کو ابھی پتہ نہیں چل سکا تھا کہ وہ پچھلی فوج کے سپہ سالار کے ساتھ ان کے سامنے نمودار ہو گئے وہ دونوں ساتھ آئے البتہ خالد اور ان کے ساتھیوں کے سر منڈھے ہوئے تھے، ان کے حج کرنے کا صرف انہی لوگوں کو علم تھا جن کو انہوں نے خود اطلاع دی تھی۔ حضرت ابو بکرؓ کو بھی اس کی ان کے واپس آنے کے بعد اطلاع ہوئی۔ لہٰذا انہوں نے اس پر اظہار عتاب کیا اور انہیں یہ سزا دی کہ انہیں عراق سے شام کی طرف تبدیل کر دیا تاکہ وہ یرموک میں مسلمانوں کے لشکر کی امداد کر سکیں۔

حضرت علی کے عہد خلافت میں جب اہل عراق کو امیر معاویہ کے بارے میں کوئی اطلاع ملتی تھی تو کہتے تھے، ہم جنگ ذات السلاسل میں شریک تھے اس وقت وہ صرف اس واقعہ اور فراض کے واقعہ کے درمیانی واقعات کا تذکرہ کرتے تھے مگر فراض کی جنگ کے بعد کے واقعات بیان نہیں کرتے تھے کیونکہ جو واقعات بعد میں ہوئے وہ انہیں حقیر سمجھتے تھے۔

خالد نے سوق بغداد پر بھی حملہ کیا اور مثنیٰ کو روانہ کیا تو انہوں نے ایک ایسے بازار پر حملہ کیا جہاں قضاعہ اور قبیلہ بکر کی جمعیت تھی۔ انہوں نے مسکن ۱۰، قُطرَبُّل ۱۱، تل عقرقوف ۱۲ اور بادوریا ۱۳ پر بھی حملہ کیا۔ چنانچہ شاعر کہتا ہے۔

[مثنیٰ کی عال پر معرکہ آرائی ہے جس کا گواہ اس سے پہلے بشر ہے۔

یہ وہ لشکر ہے جس نے اپنے حملوں سے کسریٰ کو خوف زدہ کر دیا ہے اور ایوانِ شاہی میں زلزلہ آ گیا ہے۔

جب وہ ڈرتے ہیں تو مسلمانوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے (زمانے کے) تجربات کی گردشوں میں عبرت (پوشیدہ) ہے۔

ان کے مذہب کا طریقہ آسان ہے اس لیے انہوں نے اس کی پیروی کی اور حقیقت میں ایسے کاموں کی پیروی کی جاتی ہے۔]

مذکورہ بالا شعر میں عال سے مراد انبار، مسکن، قُطرَبُّل اور بادوریا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

متفرق واقعات

☆اس سال حضرت عمرؓ نے عاتکہ بنت زید سے شادی کی۔

☆اسی سال ماہ ذوالحجہ میں ابوالعاص بن ربیع کا انتقال ہوا اور انہوں نے زبیرؓ کو وصی بنایا اور حضرت علیؓ نے ان کی بیٹی امامہ سے شادی کی جن کی والدہ حضرت زینبؓ بنت رسول اللہ ﷺ تھیں۔

☆اس سال حضرت عمرؓ نے غلام اسلم کو خریدا۔

☆ (ایک دوسری روایت کے مطابق) اس سال حضرت ابوبکرؓ نے حج کیا اور مدینہ میں حجرت عثمان بن عفان کو جانشین بنایا۔ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب یا عبدالرحمٰن بن عوف لوگوں کو لے کر حج کے لیے گئے۔

☆اسی سال مرثد الغنوی کی وفات ہوئی۔ وہ جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے اور ان کے فرزند مرثد بن ابومرثد واقعہ رجیع میں (عہد نبوی میں) شہید ہوئے تھے۔ وہ بھی بدری تھے۔

حواشی و حوالہ جات:

۱۔ بانقیا، نواح کوفہ کی ایک بستی۔

۲۔ بغداد کے نواح کی دو بستیاں ایک بارو سما العلیا کہلاتی تھی دوسری بارو سما السفلی۔ (معجم البلدان، ج ا،ص ۳۲۰۔)

۳۔ مثنیٰ بن حارثہ شیبانی قبیلہ بنو بکر کے سردار تھے، بحرین میں جب ارتداد پھیلا تو یہ قبیلہ بھی مرتد ہو گیا لیکن مثنیٰ اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ اسلام پر قائم رہے اور علاء بن حضرمی کی ہدایات کے مطابق راستوں کی حفاظت کرتے رہے۔ بحرین کا فتنۂ ارتداد ختم ہونے پر انہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے اجازت طلب کی کہ ایران کے سرحدی قبائل کے خلاف اقدامات کریں کیونکہ ان کی طرف سے خطرہ تھا۔ ان کو یہ اجازت دے دی گئی اور انہیں اپنی قوم کا سردار بھی بنا دیا گیا۔

۴۔ حضرت قعقاع بن عمرو بن مالک تمیمی ایک عرب سردار تھے تعلق بنی تمیم سے تھا، اسلامی فتوحات میں شریک رہے، جنگ قادسیہ میں ایک ہی دن انہوں نے تیس حملے کیے اور ہر حملے میں کسی نہ کسی

Marfat.com
Marfat.com

ایرانی بہادر کو نشانہ بنایا۔ فتح دمشق میں بھی انہوں نے نمایاں حصہ لیا اور اس سے اگلے سال جنگ یرموک میں سواروں کے ایک دستے کے سپہ سالار تھے۔ مدائن کی فتح اور جنگ جلولاء میں بھی شریک تھے۔ انہوں نے ۲۱ھ/ ۶۴۱ء میں نہاوند کی تسخیر میں بھی شرکت کی بعد میں انہوں نے کوفہ میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ قعقاع عرب داستانوں کی ایک ہر دل عزیز اور بہادر شخصیت ہونے کے علاوہ شاعر کی حیثیت سے بھی مشہور تھے۔ انہوں نے کئی نظموں میں اپنے جنگی کارناموں کا ذکر کیا ہے۔ ان کے بارے میں حضرت ابوبکر صدیق کا درست اندازہ یہ تھا کہ جس فریق کے ساتھ قعقاع بن عمرو ہوتے ہیں وہ فریق شکست نہیں کھاتا۔ جنگ جمل میں وہ حضرت علیؓ کی طرف سے صلح کی بات چیت کے لیے بصرہ، حضرات زبیر، طلحہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم کے پاس گئے تھے۔ یہ گفتگو نتیجہ خیز رہی اور فریقین مصالحت پر آمادہ ہو گئے لیکن فوج میں موجود سبائیوں نے پراسرار طور پر رات میں فریقین پر حملہ کر دیا اور یوں جنگ چھڑ گئی۔ (مزید تفصیلات کے لیے دیکھئے مسلمانوں میں انتہا پسندی کا آغاز: خوارج. ایک مطالعہ از نگار سجاد ظہیر، قرطاس، ۲۰۱۲ء۔)

۵ الثنیٔ، بصرہ کے قریب مشہور نہر کا نام۔ (معجم البلدان، ج ۲، ص ۸۶)

۶ معجم البلدان میں یہ نام "قُسیاثا" لکھا ہوا ہے، جو عراق کا ایک موضع تھا۔ تاریخ طبری میں یہ نام "قسیانا" لکھا ہوا ہے۔

۷ غریّین، کوفہ کے نواح میں ایک قصر تھا، جو منذر بن امری القیس بن ماء السماء نے تعمیر کرایا تھا۔ (معجم البلدان، ج ۴، ص ۱۹۸) طبری میں اس کا نام "قصر العدسیّین" لکھا ہے۔

۸ فِراض، بصرہ اور یمامہ کے درمیان ایک موضع تھا۔ (معجم البلدان، ج ۴، ص ۲۴۳)

۹ رِضاب، شام کا وہ پُر فضاء علاقہ ہے جہاں بعد میں اموی خلیفہ ہشام بن عبدالملک نے رُصافہ کی بنیاد ڈالی۔

۱۰ دیر جاثلیق کے قریب نہر دُجیل کے پاس ایک بستی۔

۱۱ قُطربُل، بغداد اور عکبر کے درمیان ایک گاؤں جہاں کی شراب مشہور تھی۔

۱۲ تل عقرقوف، دجیل کے نواح کا ایک قریہ۔ بغداد سے چار فرسخ کے فاصلے پر۔

۱۳ بادوریا، بغداد کی مغربی سمت آباد ایک علاقہ۔

Marfat.com
Marfat.com

تیسرا باب

۱۳ھ کے واقعات

فتوح الشام

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے ۱۳ھ میں حج سے واپس آنے کے بعد شام کی طرف فوجیں روانہ کیں اوران پر خالد بن سعید بن العاص کومقرر کیا۔بعض کہتے ہیں کہ جب خالد بن الولید کو عراق روانہ کیا گیا تھا تو اسی وقت انہیں بھی روانہ کیا گیا تھا۔لہٰذا سب سے پہلا علم جو شام کی فتح کے لیے لہرایا گیا تھا وہ خالد بن سعید ہی کا علم تھا مگر روانہ کرنے سے پیشتر انہیں معزول بھی کر دیا تھا۔انہیں معزول کرنے کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے دو مہینے تک بیعت ملتوی رکھی اور جب وہ حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ بن عفان سے ملے تو انہوں نے یہ بات کہی تھی۔''اے ابوالحسن! یا آل عبد مناف! کیا تم مغلوب ہوگئے ہو؟'' حضرت علیؓ نے فرمایا ''کیا یہ مغلوب ہونا ہے یا خلافت ہے؟'' بہر حال وہ حضرت ابوبکرؓ سے کینہ نہیں رکھتے تھے۔البتہ حضرت عمرؓ سے انہیں رنجش تھی لہٰذا جب ابوبکرؓ نے انہیں معزول کر کے تیماء میں مسلمانوں کی امدادی کمک پر مقرر کر دیا اور حکم دیا کہ وہ بغیر اجازت وہاں سے نہ جائیں اور مرتدوں کے علاوہ اپنے آس پاس کے تمام عربوں کو دعوت (اسلام) دیں اور صرف انہیں سے جنگ کریں جو ان سے لڑنے کے لیے آئیں،اس طرح ان کے پاس بہت سی فوجیں اکٹھی ہوگئیں،جس کی اطلاع اہل روم کو بھی ہوگئی اور انہوں نے شام کے گرد و نواح کے عربوں کے خلاف،بھرا،سلیح،غسان،کلب،لخم اور جذام قبائل پر مشتمل ایک فوجی مہم بھیج دی۔

اس مہم کی اطلاع خالد بن سعید نے حضرت ابوبکرؓ کو دی تو انہوں نے لکھا ''پیش قدمی کرو اور

Marfat.com
Marfat.com

اندر نہ گھسو۔" چنانچہ وہ آگے بڑھے جب ان کے قریب پہنچے تو وہ منتشر ہو گئے، لہٰذا وہ تھوڑی دیر آگے بڑھ کر وہاں ٹھہر گئے اور رومیوں کا ایک بڑا پادری جس کا نام باھان تھا، مقابلے کے لیے آیا اور لڑنے لگا۔ انہوں نے اس کو شکست دی اور اس کے لشکر کو قتل کیا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ سے امداد کی تحریری درخواست کی اس وقت حضرت ابوبکرؓ کے پاس یمن کا ہراول دستہ پہنچا تھا جن میں ذوالکلاع بھی تھے اور عکرمہ بن ابوجہل کے ساتھ بھی تہامہ، عمان، بحرین اور سرد کے سپاہی آئے تھے تو ان کے لیے حضرت ابوبکرؓ نے امرائے صدقہ کو لکھا کہ جو تبادلہ چاہے اس کا تبادلہ کر دیں لہٰذا ہر ایک نے تبادلہ چاہا اور اس وجہ سے اس کا نام جیش البدل رکھا گیا اور وہ سب خالد بن سعید کے پاس چلے گئے اس وقت حضرت ابوبکرؓ نے شام کی مہم کو اہم سمجھا۔

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرو بن العاص کو اس کام پر لوٹا دیا، جس پر رسول اللہ ﷺ نے انہیں مقرر کیا تھا، یعنی وہ سعد ھذیم اور عذرۃ وغیرہ کے صدقات وغیرہ وصول کریں۔ اس کے بعد انہیں عمان بھیج دیا گیا مگر رسول اللہ ﷺ نے وعدہ فرمایا تھا کہ جب وہ عمان سے واپس آئیں گے تو انہیں ان کی علمداری کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔ آپ کا یہ وعدہ حضرت ابوبکرؓ نے پورا کیا لہٰذا جب انہوں نے شام کا قصد کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے انہیں لکھا "میں نے تمہیں اس عہدہ پر لوٹا دیا ہے جس پر تمہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ مقرر کیا تھا اور مقرر کرنے کا وعدہ فرمایا تھا، لہٰذا میں نے رسول اللہ ﷺ کا وعدہ پورا کیا ہے اور تمہیں اس کام پر مقرر کر دیا ہے، کیونکہ میں چاہتا تھا کہ تمہیں وہ کام دوں جو تمہارے لیے دنیا اور آخرت میں بہتر ہو، البتہ اگر تمہیں موجودہ کام زیادہ پسند ہو تو تم اس کے بجائے اسے اختیار کر سکتے ہو۔"

حضرت عمرو بن العاص نے (اس کے جواب میں) یہ لکھا "میں اسلام کے تیروں میں ایک تیر ہوں اور اللہ کے بعد آپ ہی اس کے تیرانداز اور اس کے جمع کرنے والے ہیں لہٰذا ان میں سے جو زیادہ مستحکم، زیادہ خطرناک اور بہتر ہو آپ اسے چلائیے۔"

حضرت ابوبکرؓ نے انہیں اور ولید بن عقبہ کو جو قضاعہ کے بعض صدقات پر مقرر تھے، یہ حکم دیا کہ وہ عربوں کو بھرتی کریں، جب ان دونوں نے یہ کام کر لیا تو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرو بن العاص کو ان سپاہیوں کے ساتھ، جو ان کے پاس بھرتی ہو گئے تھے، ایک مقرر راستے سے فلسطین کی طرف روانہ کیا۔ نیز ولید بن عقبہ کو اردن کی طرف جانے کا حکم دیا اور ان کے ساتھ امدادی فوج بھیجی۔

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

محافظوں میں اضافہ کرو اور انہیں اپنے لشکر میں منتشر کردو بلکہ ان کی چوکیوں کا ان کے علم کے بغیر اچانک معائنہ کیا کرو اور جسے اپنی حفاظت گاہ سے غافل پاؤ تو انہیں مناسب اور معتدل سزا دیا کرو۔ رات کے وقت ان کی باری مقرر کردو اور پہلی باری دوسری باری سے طویل تر ہو کیونکہ یہ باری دن کے قرب کی وجہ سے زیادہ آسان ہوتی۔

سزا کے مستحق کو سزا دینے سے نہ ڈرو اس معاملے میں زیادتی نہ کرو، نہ جلد بازی کرو اور نہ اسے بالکل نظر انداز کرو، یعنی تم اپنے لشکر والوں سے نہ تو بالکل غافل ہو جاؤ کہ وہ خراب ہو جائیں گے اور نہ ان کی ٹوہ لگاتے پھرو تاکہ انہیں ذلیل کرو اور نہ لوگوں کے بھید ظاہر کرو بلکہ ان کی ظاہری حالت ہی پر اکتفا کرو۔ بیکار قسم کے لوگوں کے پاس مت بیٹھو بلکہ اہل صدق و صفا کے پاس بیٹھو اور ان سے خلوص کے ساتھ ملاقات کرو۔ تم ہرگز بزدلی نہ دکھاؤ ورنہ لوگ بھی بزدل ہو جائیں گے۔ مال غنیمت کی چوری سے پرہیز کرو کیونکہ یہ تمہیں مفلسی کے قریب پہنچاتا ہے اور فتح و نصرت کو دور کرتا ہے۔

تم ایسے لوگوں کو بھی دیکھو گے جنہوں نے اپنے آپ کو خانقاہوں میں مقید کر رکھا ہے لہٰذا انہیں اپنے کاموں میں مشغول چھوڑ دو۔"

ان کی یہ ہدایات بہت عمدہ ہیں اور حکمرانوں کے لیے بہت کارآمد ہیں۔

بعد ازاں حضرت ابوبکرؓ نے اس فوج پر جو بعد میں بھرتی ہوئی تھی، ابوعبیدہ بن الجراح کو سپہ سالار مقرر کیا، انہیں حکم دیا کہ وہ حمص جائیں۔ جب ابوعبیدہ بلقاء کے کسی ایک دروازے کے قریب پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے ان کے ساتھ جنگ کی پھر صلح کر لی۔ یہ شام کی پہلی صلح تھی۔

فلسطینی علاقہ میں رومیوں کی ایک فوج عربہ کے مقام پر اکٹھی ہوگئی تھی لہٰذا یزید بن ابوسفیان نے ابوامامہ الباھلی کو روانہ کیا اور انہوں نے رومیوں کو شکست دی۔ حضرت اسامہ بن زید کی فوجی مہم کے بعد یہ شام کی پہلی لڑائی تھی۔ پھر وہ دائن ؟ کے مقام پر آئے، وہاں بھی حضرت ابوامامہ نے کافروں کو شکست دی۔ پھر مرج الصفر میں آئے، جہاں خالد بن سعید کا ایک فرزند شہید ہوا اور بقول بعض، خود خالد بن سعید بھی شہید ہوئے۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ وہ صحیح سالم رہے اور شکست کھائی۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب

Marfat.com

حضرت خالد بن سعید کو معلوم ہوا کہ سپہ سالار لشکروں کو لے کر آ رہے ہیں تو انہوں نے جلدی سے روم کے ساتھ جنگ شروع کر دی۔ باھان ان کے مقابلہ کے لیے آیا، خالد بن سعید نے اس کا پیچھا کیا، ان کے ساتھ ذوالکلاع، عکرمہ اور ولید تھے اور وہ مرج الصفر میں ٹھہرے۔ وہاں باھان کے سارے فوجی آ کر جمع ہو گئے اور انہوں نے راستے روک لیے جب باھان نکلا اور اس نے خالد بن سعید کے فرزند کو دیکھا تو انہیں اور ان کے ساتھیوں کو شہید کر دیا۔ جب خالد نے یہ خبر سنی تو وہ بھاگ کر مدینہ کے پاس ذوالمرہ کے قریب پہنچ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے انہیں وہیں مقیم رہنے کا حکم دیا اور عکرمہ مسلمانوں کے امدادی دستہ میں رہے، وہ اسے روکتے تھے جو ان کا تعاقب کرتا تھا۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ، حضرت خالد بن ولید کی فوج سے حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہنچ گئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے انہیں شام جانے کا حکم دیا، ان کے ساتھ اور لوگ بھی جانے کے لیے تیار ہو گئے۔ انہیں ولید بن عقبہ کا عہدہ دیا گیا چنانچہ شرحبیل بن حسنہ، خالد بن سعید کے پاس آئے اور اس وقت ان کے بعض ساتھی ان سے الگ ہو گئے۔

اس کے بعد جہاد پر جانے کے لیے اور لوگ بھرتی ہو گئے تو حضرت ابوبکرؓ نے انہیں امیر معاویہ بن ابوسفیان کے ساتھ بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے بھائی یزید کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ جب وہ خالد بن سعید کے پاس سے گزرے تو ان کے ساتھی بھی ان سے الگ ہو گئے ایسی حالت میں حضرت ابوبکرؓ نے انہیں مدینے آنے کی اجازت دے دی۔ جب اسلامی امراء شام پہنچ گئے تو ابوعبیدہ جابیہ کے مقام پر اترے اور حضرت یزید بن ابوسفیان بلقاء پر اترے، حضرت شرحبیل نے اُردن میں قیام کیا، بعض کہتے ہیں کہ بصریٰ میں قیام کیا، اور حضرت عمرو بن العاص، عربہ میں مقیم ہوئے۔ جب اہل روم کو اس کی خبر ملی تو انہوں نے ہرقل کو یہ حال لکھا کہ وہ اس وقت قدس میں تھا۔ اس نے کہا ''میری رائے ہے کہ تم مسلمانوں سے صلح کر لو۔ خدا کی قسم! اگر تم ان سے شام کی نصف پیداوار پر صلح کرو گے اور تمہارے پاس نصف پیداوار اور روم کا علاقہ رہا تو وہ تمہارے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ شام کے تمام علاقے اور روم کے نصف علاقے پر قابض ہو جائیں۔'' مگر اہل روم منتشر ہو گئے اور انہوں نے اس کی بات نہیں مانی اس لیے وہ انہیں اکٹھا کر کے حمص لے گیا اور وہاں اس نے فوجوں اور لشکروں کو تیار کرنا شروع کیا۔ اس نے یہ منصوبہ باندھا کہ مسلمانوں کے ہر فوجی حصے کے مقابلے میں

Marfat.com

الگ الگ لشکر بھیجے کیونکہ اس کے پاس فوج بہت زیادہ تھی، اس طریقے سے اس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کے ہر فوجی حصے کے مقابلے میں دوگنی فوج بھیجی جائے۔ چنانچہ اس نے اپنے سگے بھائی تذارق کو نوے ہزار فوج دے کر حضرت عمرو بن العاص کے مقابلے میں بھیجا اور جرجہ بن تودر کو حضرت یزید بن ابوسفیان کے مقابلے کے لیے بھیجا اور دراقص کو شرحبیل کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ یہ حالت دیکھ کر مسلمان خوف زدہ ہو گئے اور انہوں نے حضرت عمرو بن العاص کو لکھا کہ ''کیا رائے ہے؟'' انہوں نے جواب دیا ''میری رائے یہ ہے کہ ہم سب جمع ہو جائیں کیونکہ اگر ہم متفق ہو گئے تو قلیل تعداد میں ہونے کے باوجود ہم مغلوب نہیں ہوں گے اور اگر ہم الگ الگ رہے تو کوئی حصہ بھی مقابلے میں نہ ٹھہر سکے گا، کیونکہ دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔'' انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کو بھی لکھا تو ان کی طرف سے بھی حضرت عمرو بن عاص جیسا جواب آیا۔ انہوں نے لکھا تھا ''تعداد کی قلت تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے بلکہ گناہوں کی کثرت تمہیں نقصان پہنچائے گی۔ لہٰذا تم ان سے بچو اور یرموک کے مقام پر اکٹھے ہو کر ایک دوسرے کی مدد کرو بلکہ تم میں سے ہر ایک دوسرے کی مدد کرے۔''

اب مسلمان یرموک کے مقام پر جمع ہو گئے اور اہل روم بھی وہاں پہنچ گئے تھے اور تذارق ان کا سپہ سالار اعلیٰ تھا اور ہراول دستے پر جرجہ تھا اور ایک پہلو پر باھان مقرر ہوا تھا جو ابھی تک وہاں تک نہیں پہنچا تھا۔ دراقص دوسرے پہلو پر تھا اور جنگ کرنے پر قیقار مقرر ہوا۔ اہل روم وہاں اترے تو وادی ان کے لیے خندق بن گئی۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ روم مسلمانوں سے مانوس ہو جائیں تا کہ ان کے دل ان کی طرف مائل ہوں۔ مسلمانوں نے اس مقام پر اپنا ڈیرا جمایا، جہاں سے رومیوں کا راستہ گزرتا تھا۔ اس پر حضرت عمرو نے فرمایا ''تمہیں خوش خبری ہو، اہل روم محصور ہو گئے ہیں اور جو محصور ہو جاتا ہے بہت کم کامیاب ہوتا ہے۔'' بہر حال وہ ماہ صفر اور ماہ ربیع الاول اور ربیع الآخر تک وہاں مقیم رہے اور وہ اس وادی اور خندق میں سے کچھ نہیں کر سکے اور جب اہل روم نکلتے تھے تو مسلمان انہیں گھیر لیتے تھے۔

خالد بن ولید کی شام روانگی

جب مسلمانوں نے دیکھا کہ رومیوں کے ساتھ مقابلہ طویل ہو گیا ہے تو انہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے امداد طلب کی۔ انہوں نے خالد بن الولید کو لکھا کہ وہ جلد روانہ ہو جائیں اور اپنے ساتھ نصف لشکر کو لے کر

Marfat.com

جائیں اور نصف لشکر پر مثنیٰ بن حارثہ الشیبانی کو جانشین بنادیں اور جس قدر بہادر سپاہی وہ لے کر جائیں اسی قدر مثنیٰ کے پاس چھوڑ جائیں، پھر جب فتح ہوجائے تو حضرت خالد اور ان کے ساتھی عراق لوٹ جائیں۔

خالد بن ولید نے اپنے لیے صحابہ کا انتخاب کیا اور مثنیٰ کے لیے اسی قدر تعداد میں وہ اہل قناعت مسلمان چھوڑ دیئے، جنہیں رسول اللہ ﷺ کی صحبت میسر نہ تھی، اسی طرح اسلامی لشکر کے دو حصے ہوگئے مگر مثنیٰ بن حارثہ نے کہا ''میں چاہتا ہوں کہ صحیح طریقے سے حضرت ابوبکرؓ کا حکم نافذ ہو، نیز اصحاب نبی کے ذریعے ہی مجھے فتح ونصرت کی توقع ہوسکتی ہے۔'' جب حضرت نے یہ بات دیکھی تو انہیں کسی نہ کسی طرح رضا مند کرلیا۔ (ان کے ساتھ جانے والی فوج میں اختلاف ہے) بعض کہتے ہیں کہ وہ عراق سے آٹھ سو یا چھ سو یا پانچ سو لے کر روانہ ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ نو ہزار یا چھ ہزار فوج لے کر روانہ ہوئے۔ ایک روایت یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے انہیں صرف یہ حکم دیا کہ وہ طاقتور اور بہادر لوگوں کو لے جائیں۔

جب وہ روانہ ہوئے تو حدوداء میں آئے وہاں کے لوگوں نے جنگ کی تو ان پر فتح حاصل کی۔ اس کے بعد مُصیّخ آئے، وہاں تغلب کی ایک جماعت تھی، ان سے جنگ کرکے انہیں شکست دی اور وہاں سے قیدی اور مال غنیمت حاصل کیا ان قیدیوں میں صہباء بنت حبیب بن بجیر بھی تھی، جو عمر بن علی بن ابوطالب کی والدہ ہے۔ ان کا حال پہلے آچکا ہے۔

پھر خالد روانہ ہوئے، جب وہ قراقر پہنچے، جو قبیلہ کلب کا ایک چشمہ ہے مگر وہاں تک پہنچنے کے لیے پانچ رات کا راستہ تھا، اس لیے انہوں نے رہنما کی تلاش کی تو انہیں بتایا گیا کہ رہنما رافع بن عمیر الطائی ہوسکتے ہیں۔ جب ان سے بات کی گئی تو انہوں نے کہا ''آپ ان گھوڑوں اور ساز وسامان کے ساتھ وہاں نہیں پہنچ سکتے کیونکہ اک تنہا سوار کو بھی وہاں جانے سے اپنی جان کا خوف ہے۔'' خالد نے کہا ''مجھے وہاں پہنچنا ضروری ہے تاکہ میں رومیوں کی فوج کے پیچھے سے نکل سکوں اور وہ مجھے مسلمانوں کی مدد کے لیے نہ روک سکیں۔'' پھر انہوں نے ہر جماعت کے سردار کو حکم دیا کہ وہ پانچ دن کے لیے پانی کا بندوبست کریں اور اونٹوں کو پیاسا رکھا جائے اور بقدر ضرورت پانی دیا جائے۔ بعد میں انہیں بخوبی سیراب کیا جائے۔ پھر انہوں نے اونٹوں کے کان دیکھے اور ان کے ہونٹ باندھ دیئے تاکہ وہ آواز نہ سن سکیں اور بھاگ نہ سکیں، پھر وہ قراقر سے سوار ہوئے اور جب وہ ایک دن اور ایک رات چل چکے تو انہوں نے چند گھوڑوں کے لیے دس اونٹوں کے پیٹ چاک کیے اور ان کے معدے میں جو

Marfat.com

پانی تھا اسے دودھ کے ساتھ ملا دیا اور وہ گھوڑوں کو پلایا گیا۔ چار دن تک اسی طرح کرتے رہے۔ جب علمین کے قریب آئے تو انہوں نے لوگوں سے کہا ''کیا تم عوسج کا درخت دیکھ رہے ہو؟ جو بیٹھے ہوئے آدمی کی مانند ہوتا ہے۔'' لوگوں نے کہا ''ہم نہیں دیکھ رہے۔'' اس پر انہوں نے کہا ''انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا کی قسم تم بھی ہلاک ہو گئے اور تمہارے ساتھ میں بھی ہلاک ہو گیا۔'' چونکہ وہ آشوب چشم میں مبتلا تھے اس لیے انہوں نے پھر کہا ''اچھی طرح دیکھو۔'' انہوں نے جب غور سے دیکھا تو اس کا ٹا ہوا درخت دکھائی دیا، اس کا صرف تھوڑا سا حصہ باقی رہ گیا تھا، جب انہوں نے اسے دیکھا تو نعرۂ تکبیر بلند کیا اور رافع نے کہا ''تم اس کی جڑ کو کھودو۔'' جب کھودا گیا تو اس میں سے ایک چشمہ برآمد ہوا، لوگوں نے خوب پانی پیا یہاں تک کہ اچھی طرح سیراب ہو گئے، اس پر رافع نے کہا ''خدا کی قسم میں اس پانی پر صرف ایک دفعہ وارد ہوا تھا جبکہ میں لڑکا تھا۔'' اس پر مسلمانوں کے ایک شاعر نے کہا:

[اللہ رافع کی آنکھوں کا (بھلا کرے) کہ انہیں کیسے پتا چل گیا جبکہ وہ قراقر سے سوی کی طرف صحرانوردی کر رہے تھے۔ وہ پانچ دن چلتے رہے جب لشکر وہاں چلتا تھا تو وہ رو کر کہتے تھے ''تم سے پہلے کوئی انسان وہاں چلتا ہوا نظر نہیں آیا۔]

جب خالد سوی پہنچے تو وہاں لوگوں پر حملہ کیا وہ قبیلہ بھراء سے تعلق رکھتے تھے۔ اس وقت وہ شراب پی رہے تھے اور ان کا مغنی یہ اشعار گا رہا تھا:

[تم ابوبکرؓ کے لشکر سے پہلے مجھے خوب شراب پلا دو شاید ہماری موت قریب ہے جس کا ہمیں علم نہیں ہے۔

مجھے جام شراب میں ارغوانی رنگ کی صاف اور چھلکتی ہوئی شراب بار بار پیش کرو۔

مجھے وہ عمدہ شراب پلاؤ جو دل کے رنج و افکار دور کر دے۔

میرا خیال ہے کہ مسلمانوں کے سوا اور خالد صبح تارہ کے نکلنے سے پہلے تم پر نمودار ہوں گے۔

کیا تم جنگ سے پہلے روانہ ہو گے اس سے پہلے کہ پردے میں رہنے والیاں برآمد ہوں۔]

مسلمانوں نے مغنی کو قتل کر دیا اور اس کا خون اس شراب کے پیالے میں جا گرا۔ اس کے بعد ان کے مال پر قبضہ کر لیا گیا۔ حرقوص بن نعمان البہرانی بھی مارا گیا۔

بعد ازاں وہ ارک آئے، انہوں نے مصالحت کر لی پھر تدمر کے مقام پر آئے تو وہاں

Marfat.com

کے لوگ قلعہ بند ہو گئے۔ پھر انہوں نے بھی مصالحت کر لی پھر وہ قریتین[3] کے مقام پر پہنچے اور ان سے جنگ کر کے فتح حاصل کی اور مال غنیمت بھی ملا۔ بعد ازاں حُوّارین[4] آئے وہاں کے باشندوں نے جنگ کی تو انہیں شکست دے دی۔ انہیں قتل کر کے قیدی پکڑ لیے گئے۔ جب قصم[5] پہنچے تو قضاعہ کی شاخ بنو مشجعہ نے ان سے مصالحت کر لی۔

وہاں سے روانہ ہو کر ثنیۃ العقاب آئے جو دمشق کے قریب تھا۔ اس وقت وہاں وہ اپنا سیاہ علم لہرائے ہوئے تھے۔ یہی رسول اللہ ﷺ کا علم تھا اور اس کا نام عقاب تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں خالد کا نام عقاب تھا اس لیے اس گھاٹی کا نام بھی ''ثنیۃ العقاب'' ہو گیا۔ ایک روایت ہے کہ عقاب پرندہ اس پر گر گیا تھا اس وجہ سے اس کا نام یہ پڑ گیا۔ مگر پہلی روایت صحیح ہے۔

خالد وہاں سے مرج راہط میں آئے اور عید الفصح کے دن قبیلہ غسان پر (جو عیسائی تھا) حملہ کیا۔ انہیں قتل کر کے قیدی پکڑ لیے گئے۔ ایک دستہ غوطہ کے ایک گرجے کی طرف بھیجا گیا، جس نے وہاں کے مردوں کو قتل کیا اور عورتوں کو قید کر لیا اور اہل و عیال کو خالد کے پاس لے آئے۔ وہاں سے وہ بُصریٰ پہنچے۔ وہاں کے لوگوں سے جنگ کر کے فتح حاصل کی اور ان سے مصالحت کی۔ بُصریٰ شام کا پہلا شہر تھا جو خالد اور اہل عراق کے ہاتھوں فتح ہوا، اس کا خمس حضرت ابوبکرؓ کو روانہ کیا گیا۔ وہاں سے روانہ ہو کر خالد مسلمانوں کے لشکر میں ربیع الآخر میں پہنچے۔ باھان بھی وہاں آ پہنچا، وہ رومیوں کو جنگ کرنے پر برانگیختہ کر رہا تھا۔ باھان معذرت کرنے والی کی طرح نکلا خالد اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے مقرر ہوئے۔ انہوں نے ان امراء سے بھی جنگ کی جو ان کے مقابلے میں تھے۔ اس کے بعد باھان اور رومی اپنی خندقوں کی طرف لوٹ گئے جبکہ مسلمانوں نے انہیں بہت نقصان پہنچا دیا تھا۔

جنگ یرموک[6]

اب یرموک میں مسلمانوں کے لشکر مکمل ہو گئے۔ وہ تعداد میں ستائیس ہزار تھے۔ خالد کے ساتھ نو ہزار سپاہی تھے۔ اس طرح مسلمانوں کی فوج چھتیس ہزار ہو گئی۔ اس میں عکرمہ کی فوج شامل نہ تھی کیونکہ وہ مسلمانوں کی محفوظ فوج تھی۔ ایک دوسری روایت ہے کہ مسلمانوں کی پہلی فوج ۲۷ ہزار تھی اور خالد بن سعید کی باقی ماندہ فوج تین ہزار تھی اور خالد بن ولید کے ساتھ دس ہزار سپاہی تھے۔ اس

Marfat.com

طرح تمام اسلامی فوج چالیس ہزار ہوگئی۔عکرمہ بن ابوجہل کی فوج اس کے علاوہ تھی جس کی تعداد چھ ہزار تھی۔بعض لوگوں نے ان کی تعداد اس سے بھی مختلف بتائی ہے۔واللہ اعلم۔

ان اسلامی افواج میں ایک ہزار صحابی تھے جن میں سے تقریباً سو صحابی ایسے تھے جو جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے۔رومیوں کے دو لاکھ چالیس ہزار جنگجو سپاہی تھے۔اس میں اسی ہزار کو بیڑیوں میں جکڑا گیا تھا تاکہ یہ لوگ موت سے نہ بھاگ جائیں،اور چالیس ہزار عماموں سے بندھے ہوئے تھے تاکہ وہ راہ فرار اختیار نہ کرسکیں۔ان میں اسّی ہزار پیدل فوج تھی اور دوسری روایت کے مطابق پیدل فوج ایک لاکھ تھی۔

مسلمانوں کی جنگ ان کے ساتھ اس طرح ہو رہی تھی کہ ہر سپہ سالار صرف اپنے ساتھیوں پر بھروسہ کرتا تھا،ان میں کوئی ربط پیدا کرنے والا اعلیٰ سپہ سالار نہ تھا۔خالد بن ولید کے آنے تک ان کا یہی حال تھا رومیوں کے پادری اور راہب انہیں ایک مہینہ تک جنگ کے لیے آمادہ کرتے رہے،پھر وہ جنگ کے لیے جمادی الآخرہ میں نکلے جب مسلمانوں کو پتہ چلا کہ وہ لڑائی کے لیے نکل گئے ہیں تو انہوں نے الگ الگ نکلنے کا ارادہ کیا۔لہٰذا،خالد بن الولید نے ان میں گھوم پھر کر اس طرح تقریر کی:

آپ نے حمد وثناء کے بعد فرمایا:"یہ اللہ کے (خاص) ایام میں سے ایک (مخصوص) دن ہے۔اس میں نہ فخر کرنا مناسب ہے اور نہ سرکشی کرنا۔تم خلوص کے ساتھ جہاد کرو اور اپنے عمل سے اللہ کو خوش کرو کیونکہ اس دن کے بعد ایک اور دن آئے گا۔تم اس قوم کے ساتھ اس طرح جنگ نہ کرو کہ تم الگ الگ خاص،نظام کے ساتھ فوجیں بنائے رکھو۔کیونکہ یہ طریقہ جائز نہیں ہے اور نہ مناسب حال ہے۔تمہارے پیچھے جو فوج پڑی ہوئی ہے،اگر اسے تمہارا علم ہو جائے تو وہ تمہاری راہ میں حائل ہو جائے،لہٰذا ان معاملات میں جن میں تمہیں کوئی حکم نہ ملا ہو،اپنے حاکم کی پرخلوص رائے کے مطابق عمل کرو۔"

لوگ کہنے لگے"اپنی رائے پیش کرو۔"

اس پر وہ کہنے لگے"ابوبکرؓ نے ہمیں صرف اس لیے بھیجا ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں سہولت حاصل ہوگی،اگر یہ حالات انہیں معلوم ہوتے تو تمہیں یہاں مجتمع نہ کرتے تم جس حالت میں ہو وہ کافروں کی بہ نسبت سخت نازک ہے اور مشرکوں کے لیے ان کی فوجی امداد سے زیادہ کارآمد ہے۔مجھے یہ معلوم ہے کہ دنیا نے تمہیں جدا کر دیا ہے،تو اللہ سے ڈرو کیونکہ اس نے ہر آدمی کو ایسے شہر میں الگ رکھا

Marfat.com

ہے کہ اگر وہ امراء کا مطیع ہے تو اسے کوئی نقصان نہیں ہے اور اگر وہ سب اس کے فرماں بردار ہو جائیں تو اس سے اس کا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ تم میں سے کسی ایک کو حاکم بنانے سے اللہ کے ہاں اور خلیفہ رسول اللہ کے نزدیک کوئی ہرج نہیں ہے۔ یہ لوگ تیار ہو گئے ہیں، تم بھی تیار ہو جاؤ کیونکہ اس دن کے بعد ایک دن اور آئے گا۔ اگر ہم آج انہیں خندق کی طرف لوٹا دیں گے، ہم ہمیشہ انہیں لوٹاتے رہیں گے اور اگر انہوں نے ہمیں شکست دی تو ہم اس کے بعد کامیاب نہیں ہوں گے۔ لہٰذا آؤ ہم سپہ سالاری کو تقسیم کر لیں۔ ہم میں ایک آج کے دن سپہ سالار رہو، دوسرا کل ہو اور تیسرا پرسوں ہو، تا کہ تم سب کے سب سپہ سالار بن سکو۔ آج کے دن تم مجھے سپہ سالار بناؤ۔"

لہٰذا مسلمانوں نے انہیں سپہ سالار بنا دیا، انہوں نے خیال کیا کہ یہ عارضی معاملہ ہے، جو زیادہ دیر تک نہیں رہے گا۔ پھر رومی ایسے انتظام کے ساتھ نکلے کہ دیکھنے والوں نے اس سے پیشتر ایسا انتظام نہیں دیکھا تھا، اس طرح خالد بھی ایسے فوجی نظام کے ساتھ نکلے جو اہل عرب نے اس سے پیشتر نہیں دیکھا تھا۔ انہوں نے لشکر کے چھتیس سے لے کر چالیس تک فوجی حصے قائم کر دیئے تھے۔ وہ کہتے تھے "دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے لہٰذا بادی النظر میں کوئی نظام اس سے بہتر نہیں ہے کہ فوج کے حصے کیے جائیں، لہٰذا انہوں نے قلب (مرکزی فوج) کے کئی حصے بنائے اور اس کا سپہ سالار ابو عبیدہ کو بنایا، میمنہ کے بھی حصے بنا کر اس کا سپہ سالار عمرو بن العاص اور شرحبیل بن حسنہ کو بنایا۔ میسرہ کے بھی کئی حصے قائم کیے اور اس پر یزید بن ابوسفیان کا تقرر کیا۔ ایک حصے پر قعقاع بن عمرو کو سپہ سالار بنایا بلکہ ہر حصے پر ایک بہادر شخص کو افسر مقرر کیا گیا تھا، ان کے قاضی ابو الدرداء تھے اور ابوسفیان بن حرب قصہ گو تھے۔ ہراول دستوں پر قباث بن اشیم تھے اور مال غنیمت پر حضرت عبداللہ بن مسعود تھے۔ ایک آدمی نے خالد بن ولید سے کہا "اہل روم کتنے زیادہ ہیں اور مسلمان کتنے کم ہیں!" اس پر خالد نے فرمایا "(بلکہ یوں کہو) مسلمان کتنے زیادہ ہیں اور رومی کتنے کم ہیں، کیونکہ فوجوں کی کثرت کا اندازہ فتح و نصرت سے لگایا جاتا ہے اور قلت کا اندازہ شکست سے کیا جاتا ہے۔" وہ چلتے چلتے تھک گئے تھے۔

خالد نے عکرمہ بن ابوجہل اور قعقاع بن عمرو کو حکم دیا تو انہوں نے جنگ کا آغاز کیا اور لوگ گتھم گتھا ہو گئے اور شہسوار جنگ کرنے لگے۔ جب وہ جنگ میں مصروف تھے کہ اچانک مدینہ سے قاصد آیا جس کا نام مَحمِیة بن زُنَیم تھا، لوگوں نے اس سے حال پوچھا تو اس نے سلامت و خیریت اور امداد

Marfat.com

دینے کی خبر بتائی حالانکہ وہ حضرت ابوبکرؓ کی وفات کی خبر اور ابوعبیدہ کو سپہ سالار بنانے کی خبر لے کر آیا تھا، بہر حال لوگوں نے اسے خالد تک پہنچایا اور انہیں پوشیدہ طور پر حضرت ابوبکرؓ کی وفات کی خبر سنائی۔

جُرجَہ (رومی سپہ سالار) دونوں صفوں کے درمیان نمودار ہوا اور اس نے خالد کو بلایا تو وہ آئے، اس وقت ہر ایک نے دوسرے کو پناہ دی، پھر جرجہ نے کہا ''اے خالد! تم مجھ سے سچ بات کہو اور جھوٹ نہ کہو کیونکہ شریف جھوٹ نہیں بولتا اور مجھے دھوکہ نہ دو کیونکہ شریف آدمی پوچھنے والے کو دھوکا نہیں دیتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے پیغمبر پر کوئی تلوار نازل کی تھی اور وہ تلوار تمہیں دی گئی ہے کہ جب تم کسی قوم پر وہ تلوار چلاتے ہو تو شکست دیتے ہو؟'' خالد نے فرمایا ''نہیں۔'' اس نے پوچھا ''پھر تمہارا نام سیف اللہ کیوں رکھا گیا ہے؟'' خالد نے کہا ''اللہ نے ہم پر اپنا پیغمبر بھیجا اس وقت میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے انہیں جھٹلایا تھا اور ان سے جنگ کی تھی پھر اللہ نے مجھے ہدایت دی اور میں نے ان کی پیروی کی، اس کے بعد آپؐ نے مجھے فرمایا ''تم وہ تلوار ہو جسے اللہ نے مشرکوں کے لیے بے نیام کیا ہے۔ پھر آپؐ نے میرے لیے فتح و نصرت کی دعا فرمائی۔''

جُرجَہ نے کہا ''اب آپ مجھے کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟'' خالد نے کہا ''یا مسلمان ہو جاؤ یا جزیہ ادا کرو یا جنگ کرو۔'' اس نے پوچھا ''اگر کوئی اسلام قبول کرے اور تمہارے مذہب میں داخل ہو جائے تو اس کا کیا مرتبہ ہوگا؟'' انہوں نے فرمایا ''اس کا مرتبہ برابر ہوگا۔'' وہ بولا ''کیا اسے بھی تمہاری طرح اجر و ثواب ملے گا۔'' انہوں نے فرمایا ''ہاں۔'' بلکہ اس سے زیادہ ملے گا، کیونکہ ہم نے اپنے پیغمبر کی اس وقت پیروی کی جب وہ زندہ تھے، وہ ہمیں غیب کی باتیں بتاتے تھے اور ہمیں معجزات دکھاتے تھے، لہٰذا جس طرح ہم نے مشاہدہ کیا اور جو باتیں ہم نے سنیں ان کی بناء پر ہر دیکھنے والے اور سننے والے کے لیے لازمی ہو جاتا تھا کہ وہ اسلام قبول کرے، مگر تم نے ہمارے جیسے معجزات مشاہدہ نہیں کیے اور نہ ہماری طرح ان کی باتیں سنیں، اس لیے اب جو شخص خلوص اور صدق نیت سے اسلام قبول کرے گا وہ ہم سے افضل ہوگا۔'' یہ باتیں سن کر جُرجَہ کی کایا پلٹ ہوگئی اور وہ خالد کی طرف مائل ہو کر مسلمان ہو گیا۔ خالد نے اسے اسلامی تعلیم دی اور اس نے غسل کر کے دو رکعت نماز پڑھی پھر خالد کے ساتھ مل کر اہل روم سے جنگ کرنے لگا۔

رومیوں نے بھی بہت زور سے حملہ کیا اور مسلمانوں کو ان کی صفوں سے ہٹا کر مورچوں کی طرف

Marfat.com

دھکیل دیا جہاں ان کے سالار لشکر عکرمہ اور ان کے چچا حارث بن ہشام تھے۔ عکرمہ کہنے لگے، ''میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہر موقع پر جنگ کی تھی۔ کیا آج میں راہ فرار اختیار کر سکتا ہوں۔'' پھر وہ پکار کر کہنے لگے ''کون ہے جو موت پر مجھ سے بیعت کرتا ہے۔'' اس کے جواب میں حارث بن ہشام نے جان قربان کرنے کی بیعت کی اور ضرار بن الازور بھی چار سو مسلمان جواں مرد شہسواروں کے ساتھ جان دینے کے لیے تیار ہو گئے اور انہوں نے خالد کے خیمے کے سامنے جی توڑ کر جن کی اور سب کے سب زخمی ہو گئے۔ ان میں سے کچھ لوگ تندرست ہو گئے اور کچھ لوگ شہید ہو گئے۔ خالد اور جرجہ نے بھی بہادری کے ساتھ جنگ کی اور دن کے آخری حصے میں جرجہ شہید ہو گئے۔ مسلمانوں نے ظہر اور عصر کی نماز اشاروں سے پڑھی۔ آخر کار اہل روم کمزور پڑ گئے اور قلب (فوج کے مرکزی حصے) کی طرف آگے بڑھے، یہاں تک کہ دشمن کے سواروں اور بہادروں کے درمیان پہنچ گئے۔ یہ حالت دیکھ کر سوار بھاگ گئے اور پیادہ فوج کو چھوڑ کر چلے گئے۔

جب مسلمانوں نے دیکھا کہ روم کے سوار بھاگ رہے ہیں تو انہوں نے انہیں راستہ دے دیا جس کی وجہ سے وہ تو الگ ہو گئے مگر پیادہ فوج ماری گئی اور وہ اپنی خندقوں میں گھس گئے اور اس میں اسی ہزار جکڑی ہوئی فوج اور چالیس ہزار آزاد فوج گر گئی۔ میدان جنگ میں جو مارے گئے وہ اس کے علاوہ تھے۔ فیقار اور روم کے افسر اپنی ٹوپیاں اوڑھ کر بیٹھ گئے اور وہ اسی حالت میں مارے گئے۔ خالد بھی خندق میں گھس کر تذارق کے خیمے میں اتر گئے۔

جب صبح ہوئی تو خالد، عکرمہ بن ابوجہل کے پاس آئے جو زخمی پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے ان کا سر اپنے زانو پر رکھا اور عمرو بن عکرمہ کا سر اپنی پنڈلی پر رکھا اور ان کے چہروں کو پونچھا اور حلق میں پانی ڈالا اور کہنے لگے ''ابن حنتمہ یعنی عمر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم شہید نہیں ہوں گے۔''

عبداللہ ابن الزبیر فرماتے ہیں ''میں اپنے والد کے ساتھ یرموک میں تھا مگر اس وقت نوعمر تھا اس لیے جنگ نہیں کر رہا تھا، جب لوگ جنگ کر رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ ٹیلے پر ہیں اور وہ جنگ نہیں کر رہے تھے۔ میں سوار ہو کر وہاں گیا تو دیکھا کہ ابوسفیان بن حرب اور فتح مکہ کے مہاجروں کے بوڑھے اہل قریش کی جماعت وہاں موجود تھی۔ میں چونکہ کم عمر تھا اس لیے میری موجودگی کو خاطر میں نہ لائے۔ جنگ میں جب مسلمانوں کا پلہ کمزور ہوتا تھا اور اہل روم ان پر سوار ہو جاتے تھے تو وہ کہتے تھے ''شاباش بنوالاصفر!'' اور جب رومی کمزور ہو جاتے تھے اور مسلمان ان پر غالب آنے لگتے تو وہ کہتے تھے ''بنوالاصفر پر افسوس ہے۔''

Marfat.com

جب اللہ نے رومیوں کو شکست دی تو میں نے اپنے والد کو یہ بات بتائی، وہ ہنسنے اور کہنے لگے "خدا انہیں غارت کرے، وہ کینہ اور دشمنی کی وجہ سے یہ بات کر رہے تھے، ورنہ ہم رومیوں سے بہتر ہیں۔"

جنگ یرموک میں ابوسفیان بن حرب کی آنکھ کو نقصان پہنچا تھا۔ جب اہل روم کو شکست ہوئی تو ہرقل حمص میں تھا۔ لہٰذا اس نے وہاں سے کوچ کرنے کا اعلان کیا اور اس شہر کو اپنے اور مسلمانوں کے درمیان حائل کر دیا۔ اس نے اس شہر پر الگ الگ حکام مقرر کیے۔

اس جنگ میں نقصان اٹھانے والوں کی تعداد مسلمانوں میں تین ہزار تھی جن میں مندرجہ ذیل حضرات بھی شامل تھے، عکرمہ اور ان کے فرزند عمرو، سلمہ بن ہشام، عمرو بن سعید، ابان بن سعید، جندب بن عمرو، طفیل بن عمرو، طلیب بن عمیر، ہشام بن العاص، ایک روایت کے مطابق عیاش بن ابو ربیعہ۔

اسی جنگ میں سعید بن حارث بن قیس بن عدی السہمی شہید ہوئے، وہ حبشہ کے مہاجر تھے۔

اسی جنگ میں نُعیم بن عبداللہ النحّام عدوی بھی شہید ہوئے وہ حبشہ کے قبیلہ عدی سے تعلق رکھتے تھے اور حضرت عمرؓ سے پہلے مسلمان ہوئے۔ نیز اسی جنگ میں حضرت نضیر بن الحارث بن علقمہ بھی شہید ہوئے جو قدیم صحابی اور مہاجر تھے۔ یہ نضر کے بھائی تھے، جو جنگ بدر میں کفر کی حالت میں قتل ہوا۔

اسی جنگ میں ابو الروم بن عمیر بن ہاشم العبدری بھی شہید ہوئے جو مصعب بن عمیر کے بھائی تھے، وہ حبشہ کے مہاجر تھے اور جنگ احد میں شریک ہوئے تھے۔ ایک دوسری روایت یہ ہے، یہ لوگ جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔ واللہ اعلم۔

عراق میں مثنّٰی بن حارثہ کے کارنامے

مثنّٰی بن حارثہ، خالد بن الولید کو رخصت کرنے کے بعد، جبکہ وہ شام کی طرف چلے گئے تھے، حیرہ میں رہنے لگے تھے اور وہیں اپنے ہتھیار اور ساز و سامان کو رکھا۔ جب خالد کو حیرہ سے روانہ ہوئے تھوڑا عرصہ ہی گزرا تھا کہ اہل فارس ۱۳ھ میں شہریران بن اردشیر بن شہریار سابور کو (بادشاہ مقرر کرنے میں) متفق ہو گئے۔ اس نے مثنّٰی کی طرف بہت بڑا لشکر بھیجا، چنانچہ ہرمز جاذویہ کی زیر قیادت دس ہزار کا لشکر پہنچ گیا اور مثنّٰی، حیرہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان کے دونوں بازوؤں پر ان کے دونوں بھائی مُعنّٰی اور مسعود تھے، انہوں نے بابل میں قیام کیا اور ہرمز بھی وہیں پہنچا، اس موقع پر شاہ ایران،

Marfat.com

شہریان نے مثنّٰی کو یہ خط لکھا ''میں تمہاری طرف اہل فارس کے وحشی لوگوں کا ایک لشکر بھیج رہا ہوں جو مرغیاں اور سؤر چرانے والے ہیں اور تمہارے ساتھ انہی کے ذریعہ جنگ کروں گا۔''

مثنّٰی نے اس کا جواب بھجوایا ''آپ دو قسم کے انسانوں میں سے ایک قسم سے تعلق رکھتے ہیں یا تو آپ باغی ہیں، یہ آپ کے لیے بری بات ہے، اور ہمارے لیے اچھی ہے، یا آپ جھوٹے ہیں تو اللہ اور لوگوں کے نزدیک سب سے زیادہ رسوا اور ذلیل ہونے والے جھوٹے لوگ وہ ہیں جو بادشاہ کہلاتے ہیں۔ بہر حال ہماری عقل یہ رہنمائی کرتی ہے کہ تم نے انہیں نقصان پہنچایا تاہم خدا کا شکر ہے کہ اس نے تمہارے مکر وفریب کو مرغیوں اور سؤروں کے چرانے والوں کی طرف لوٹا دیا ہے۔''

اہل فارس ان کے اس خط سے بہت گھبرائے۔ پھر مثنّٰی اور ہرمز کی جنگ بابل میں شروع ہوئی اور بہت سخت ہوئی، ان کا ہاتھی مسلمانوں کو جدا کر دیتا تھا، لہٰذا مثنّٰی نے چند لوگوں کی مدد سے اسے مار ڈالا اہل فارس کو شکست ہوئی اور مسلمانوں نے مدائن تک ان کا تعاقب کیا اور انہیں قتل کرتے رہے۔ جب ہرمز جاذویہ کو شکست ہوئی تھی تو اس کے بعد شہریان مر گیا۔ پھر اہل فارس میں اختلاف برپا ہوا اور دجلہ سے درے کا علاقہ مثنّٰی کے قبضے میں رہا۔

پھر اہل فارس نے ایران کے کسریٰ کی بیٹی دخت زنان کو مقرر کیا مگر اس کی حکومت نہیں چل سکی اور اسے معزول کر دیا گیا اور سابور بن شہریان بادشاہ ہوا۔ اس کے بادشاہ ہونے کی کے بعد فرخ زاد بن بندوان با اختیار ہو گیا اور اس نے بادشاہ سے درخواست کی کہ وہ اس کی شادی آذر میدخت بنت کسریٰ سے کر دے، بادشاہ تیار ہو گیا، مگر خود میدخت اس پر ناراض ہو گئی اور اس نے سیاوخش رازی کو بلوا کر اس سے شکایت کی، اس نے مشورہ دیا کہ وہ اس کے ساتھ سرکشی نہ کرے بلکہ اسے بلا بھیجے، چنانچہ اس نے اس کو پیغام بھیج دیا۔ اس عرصے میں سیاوخش نے بھی تیاری کر لی۔ جب شادی کی رات کو فرخ زاد آیا تو سیاوخش نے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا، پھر آذر میدخت خود بادشاہ بن گئی اور وہ اپنے کاموں میں مشغول ہو گئے۔

مثنّٰی کے پاس حضرت ابوبکرؓ کی طرف سے حکم میں تاخیر ہو گئی تو انہوں نے مسلمانوں پر بشیر بن الخصاصیہ کو اپنا جانشین بنایا اور خود مدینہ منورہ چلے گئے تاکہ حضرت ابوبکرؓ کو مشرکوں کے حالات سے مطلع کریں اور ان سے یہ اجازت حاصل کریں کہ وہ ان مرتدوں سے مدد لیں جو خلوص دل سے توبہ

Marfat.com

کر کے مسلمان ہو گئے تھے کیونکہ وہ دوسروں کی بہ نسبت لڑنے مرنے کے زیادہ مستعد تھے۔ جب وہ مدینہ آ گئے تو حضرت ابوبکرؓ بیمار اور قریب المرگ تھے، جب انہیں حالات بتائے گئے تو انہوں نے حضرت عمرؓ کو طلب کیا اور ان سے فرمایا ''میرا خیال ہے میں آج دنیا سے کوچ کر جاؤں گا، میری وفات کے بعد تم فوراً لوگوں کو مثنی بن حارثہ کے ساتھ بھجوا دینا۔ ایسے موقع پر کوئی مصیبت تمہیں دین کے کام سے نہ روکے، بلکہ تم اپنے پروردگار کی ہدایات کو بجالاؤ کیونکہ تم نے خود مجھے دیکھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد میں نے کیا کیا، حالانکہ اس وقت مسلمانوں پر اس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نازل نہیں ہوئی تھی، جب اللہ (تمہیں) اہل شام پر غالب کرے تو اہل عراق کو عراق کی طرف لوٹا دو کیونکہ وہاں کے لیے موزوں ہیں اور وہاں کے حکمران ہیں اور وہی اس جگہ جرأت و ہمت سے کام کر سکتے ہیں۔''

حضرت ابوبکرؓ کا رات کے وقت وصال ہو گیا۔ لہٰذا حضرت عمرؓ نے انہیں دفن کرنے کے بعد لوگوں کو مثنی کے ساتھ بھیج دیا۔ حضرت عمرؓ فرماتے تھے ''ابوبکرؓ کو یہ معلوم تھا کہ میں خالد کو سپہ سالار بنانے کو ناپسند کرتا ہوں، اس لیے انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں خالد کے ساتھیوں کو لوٹا دوں اور ان کے ساتھ خالد کا ذکر نہیں کیا۔'' آذر میدخت تک حضرت ابوبکرؓ کا عہد ختم ہو جاتا ہے اور عہد صدیقی میں عراق کا یہی آخری واقعہ ہے۔

جنگ اجنادین

ابوجعفر (طبری) نے اس جنگ کا حال یرموک کے بعد بیان کیا ہے اور ابن اسحاق کی روایت سے اس کا حال بیان کیا ہے۔ امراء کے اجتماع اور خالد بن ولید کی عراق سے روانگی کا حال تو وہی ہے جو بیان کیا جا چکا ہے، اس کے بعد کے واقعات وہ اس طرح بیان کرتا ہے ''خالد مرج راہط سے بُصریٰ کی طرف روانہ ہوئے، وہاں پر ابوعبیدہ بن جراح، شرحبیل بن حسنہ اور یزید بن ابوسفیان تھے۔ شہر والوں نے جزیہ ادا کرنے پر مصالحت کر لی۔ یہ پہلا شہر تھا، جو حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں شام کے علاقے میں فتح ہوا۔

پھر سب عمرو بن العاص کی مدد کرنے کے لیے فلسطین روانہ ہوئے، وہ عربات میں مقیم تھے اور اہل روم اجنادین میں جمع ہو گئے تھے۔ ان کا سپہ سالار ہرقل کا حقیقی بھائی تذارق تھا۔ دوسری روایت

Marfat.com

یہ ہے کہ اہل روم قیقلار کے زیر قیادت تھے۔ اجنادین فلسطین کے علاقے میں رملہ اور بیت جبرین کے درمیان ہے۔ جب حضرت عمرو بن العاص نے اسلامی لشکر کی آمد کی خبر سنی تو وہ ان سے ملنے کے لیے روانہ ہو گئے اور پھر سب اجنادین میں خیمہ زن ہو کر صف آرا ہو گئے۔ قیقلار نے ایک عربی باشندہ کو مسلمانوں کی طرف بھیجا تا کہ وہ ان کا حال معلوم کرے۔ وہ ان کے اندر چلا گیا اور وہاں ایک دن اور ایک رات رہ کر واپس آ گیا، رومی سپہ سالار نے اس سے پوچھا "کیا خبر لائے ہو؟" وہ بولا "رات کے وقت وہ راہب ہوتے ہیں اور دن کے وقت وہ شہسوار ہوتے ہیں اور ان کا شہزادہ بھی چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیتے ہیں اور اگر کوئی زنا کرے تو حق کو قائم کرنے کے لیے اسے سنگسار کیا جاتا ہے۔"

۱۸/ ماہ جمادی الاول کو ہفتہ کے دن ان کا مقابلہ ہوا اس میں مسلمان غالب ہو گئے اور مشرکین کو شکست ہوئی اور قیقلار اور تذارق مارے گئے۔ مسلمانوں میں بھی کئی شہید ہوئے جن میں یہ حضرات بھی شامل تھے۔ (۱) سلمہ بن ہشام بن مغیرہ (۲) ھبار بن الاسود (۳) نُعیم بن عبداللہ النحام، (۴) ہشام بن العاص بن وائل۔ ایک روایت یہ ہے کہ وہ جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔ (یہی راوی کہتا ہے) پھر ہرقل نے مسلمانوں کے لیے (لشکر) جمع کیا اور ان کا مقابلہ یرموک پر ہوا اور جب وہ صف آراء تھے تو انہیں حضرت ابوبکرؓ کی وفات اور حضرت ابوعبیدہ کے سپہ سالار ہونے کی خبر موصول ہوئی۔ یہ واقعہ ماہ رجب میں ہوا۔ شہید ہونے والوں میں مندرجہ ذیل حضرات بھی تھے۔ (۱) ضرار بن الخطاب، یہ بھی صحابی تھے، (۲) عمر بن سعید بن العاص، یہ حبشہ کے مہاجر تھے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔ (۳) فضل بن العباس۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ مرج الصفر میں شہید ہوئے، اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ عمواس کے طاعون میں فوت ہوئے۔ (۴) طلیب بن عمیر بن وھب القرشی۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ یرموک میں شہید ہوئے۔ وہ بدر میں شریک ہوئے تھے اور قدیم مہاجر تھے۔ (۵) عبداللہ بن ابوجہم القرشی العدوی وہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے تھے۔ (۶) عبداللہ بن زبیر بن عبدالمطلب۔ انہوں نے اس جنگ میں بہت سے رومیوں کو قتل کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کے وصال کے موقع پر ان کی عمر تیس سال تھی۔ (۷) عبداللہ بن طفیل الدوسی، ان کا لقب ذوالنور تھا، وہ بہت فاضل قدیم صحابی تھے اور انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔

ایک روایت یہ ہے کہ اجنادین کا واقعہ ۱۵ھ میں ہوا تھا جس کا آگے بیان ہوگا۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات

حضرت ابوبکرؓ کی وفات ۱۲/ جمادی الآخر بروز سہ شنبہ ہوئی۔ آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی اور یہی روایت صحیح ہے۔ دوسری روایت بھی منقول ہیں۔ یہودیوں نے چاول یا دلیے میں زہر ملا دیا تو انہوں نے اور حارث بن کلدہ نے وہ کھانا کھالیا تھا۔ حارث رک گئے اور کہنے لگے "ہم نے زہر آلود کھانا کھایا ہے۔ یہ زہر ایک سال میں اثر کرے گا۔" ایسا ہی ہوا وہ دونوں ایک سال بعد وفات پا گئے۔

کہتے ہیں کہ ایک سرد دن میں انہوں نے غسل کیا تو انہیں پندرہ دن تک بخار آتا رہا اس عرصہ میں وہ نماز کے لیے برآمد نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے حضرت عمرؓ کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، جب وہ بیمار ہوگئے تو لوگوں نے کہا "آپ طبیب کو کیوں نہیں بلاتے۔" انہوں نے فرمایا "وہ آیا تھا اور اس نے یہ کہا تھا کہ جو میں چاہتا ہوں وہی کرنے والا ہوں۔" لوگ ان کا مطلب سمجھ گئے اور خاموش ہوگئے، پھر آپ کی وفات ہوگئی۔ آپ کی مدت خلافت دو سال اور چار دن کم چار مہینے تھی۔ ان کی پیدائش عام الفیل کے تین سال بعد تھی۔ انہوں نے یہ وصیت کی تھی کہ ان کی بیوی اسماء بنت عمیس اور ان کے فرزند عبدالرحمٰن انہیں غسل دیں اور انہی کے دونوں کپڑوں میں انہیں کفن دیا جائے اور ان کے ساتھ ایک تیسرا کپڑا خرید لیا جائے۔ وہ کہتے تھے "زندہ انسان مردوں کی نسبت نئے کپڑوں کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ وہ تو بوسیدہ اور فنا ہونے کے لیے ہیں۔"

حضرت ابوبکرؓ کو رات کے وقت دفن کیا گیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے مسجد نبوی میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں اور انہیں اس پلنگ پر لے جایا گیا جس پر رسول اللہ ﷺ کو لے جایا گیا تھا۔ ان کی قبر میں ان کے فرزند عبدالرحمٰن، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت طلحہؓ اترے اور ان کا سر رسول اللہ ﷺ کی لحد کے ساتھ ملایا گیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کے مزار کی طرح ان کا مزار بھی مسطح رکھا گیا تھا۔

حضرت عائشہؓ نے وہاں نوحہ کرنے والوں کو بٹھا دیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے انہیں رونے سے منع کیا تو انہوں نے انکار کیا۔ پھر انہوں نے ہشام بن ولید سے کہا "تم اندر جا کر بنت ابوقحافہ کو لے کر آؤ۔ چنانچہ وہ فروۃ بنت ابوقحافہ (حضرت ابوبکرؓ کی ہمشیرہ) کو لے آئے تو حضرت عمرؓ نے ان پر درّہ اٹھا کر کئی دفعہ مارا تو اس کی آواز سن کر نوحہ کرنے والیاں منتشر ہوگئیں۔

Marfat.com

حضرت ابوبکرؓ نے جو آخری الفاظ فرمائے وہ یہ تھے۔ ''توفنی مسلماً و الحقنی بالصالحین.'' ؎ [مجھے مسلمان اٹھا اور مجھے نیکوں کے ساتھ شامل کر۔]

ان کا رنگ سفید تھا، رخسار ہلکے اور جھکے ہوئے تھے، وہ تہمد نہیں سنبھال سکتے تھے۔ چہرہ پر گوشت نہیں تھا۔ بہت دبلے تھے، پیشانی اٹھی ہوئی اور آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، وہ مہندی اور وسمہ کا خضاب لگاتے تھے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو ان کے والد صاحب مکہ معظمہ میں زندہ تھے ان کا نام، کنیت اور شجرہ یہ ہے۔ ابوبکرؓ، عبداللہ، اور بقول بعض عتیق بن ابوقحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرہ بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک۔ حضرت ابوبکرؓ کا سلسلہ نسب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مُرہ بن کعب پر مل جاتا ہے۔ ان کی والدہ ام الخیر سلمیٰ بنت صخر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم تھیں۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ ان سے فرمایا ''تم آگ سے آزاد (عتیق) ہو''۔ اس وجہ سے ان کا یہ نام پڑ گیا۔ ایک وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ انہیں عتیق اس لیے کہا گیا تھا کہ وہ بہت حسین و جمیل تھے۔ ان کی والدہ حضرت ابوبکرؓ کے مسلمان ہونے کے بعد ہی مسلمان ہوگئی تھیں۔

عہد جاہلیت میں انہوں نے قتیلہ بنت عبدالعزیٰ سے نکاح کیا تھا اور ان کے بطن سے عبداللہ اور اسماء پیدا ہوئے اور عہد جاہلیت میں ام رومان سے بھی نکاح کیا تھا جن کا اصلی نام ونسب وعد بنت عمیرۃ الکنانیہ ہے۔ ان سے عبدالرحمٰن اور حضرت عائشہ پیدا ہوئے۔ اسلامی عہد میں انہوں نے اسماء بنت عمیس سے شادی کر لی تھی جو پہلے جعفر بن ابوطالب کی بیوی تھیں، ان سے محمد بن ابوبکرؓ پیدا ہوئے۔ اسلامی عہد میں انہوں نے حبیبہ بنت خارجہ بن زید الانصاریہ سے بھی نکاح کیا، جن سے آپ کی وفات کے بعد ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

عہد صدیقی کے قاضی اور حکام

جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا ''میں مالیات میں آپ کے لیے کافی ہوں''۔ حضرت عمرؓ نے ان سے کہا ''میں قاضی کے فرائض سے آپ کو بے فکر کروں گا''۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک سال تک (مقدمات فیصل کرانے کے لیے) دو آدمی بھی نہیں آئے۔ حضرت علیؓ بن ابوطالب، حضرت زید بن ثابت اور حضرت عثمان بن عفان ان کے لیے تحریری کام کرتے تھے

Marfat.com

بلکہ جو موجود ہوتا تھا وہ آپ کی طرف سے تحریری کام سرانجام دیتا تھا۔

مکہ معظمہ پر آپ کے حاکم عتاب بن اسید تھے، جو اسی دن فوت ہوئے جس دن حضرت ابوبکرؓ نے وفات پائی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کے بعد فوت ہوئے۔ طائف کے حاکم عثمان بن ابوالعاص تھے۔ صنعا کے حاکم مہاجر بن ابوامیہ تھے۔ حضر موت کے زیاد بن لبید الانصاری تھے اور یعلی بن منیہ تھے۔ زبید اور رمع کے حضرت ابوموسیٰ حاکم تھے۔ جند کے معاذ بن جبل اور بحرین کے علاء بن الحضرمی حکمراں تھے۔ حضرت جریر بن عبداللہ کو نجران، حضرت عبداللہ بن ثور کو جرش اور عیاض بن غنم کو دومۃ الجندل کی طرف بھیجا گیا تھا۔ شام کی طرف حضرت ابوعبیدہ، شرحبیل، یزید بن ابوسفیان اور عمرو بن العاص بھیجے گئے تھے اور ہر ایک، ایک جداگانہ لشکر پر مقرر تھا اور ان سب کے سپہ سالار اعلیٰ حضرت خالد بن ولید تھے۔

حضرت ابوبکرؓ کی انگوٹھی پر یہ نقش تھا ''نعم القادر اللہ۔'' آپ کے والد صاحب آپ کے چھ مہینے اور کچھ دن اور زندہ رہے اور جب ان کا انتقال ہوا تو وہ ۹۷ سال کے تھے۔

مناقب صدیقی

ایک روایت کے مطابق حضرت ابوبکرؓ سب سے پہلے مسلمان ہوئے، اس بارے میں اختلاف کا حال بیان کیا جاچکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ''میں نے جس کسی کو اسلام کی دعوت دی ابوبکرؓ کے سوا ہر ایک نے کچھ نہ کچھ اعتراض کیا۔'' آپ کی طرف سے ان کے بہت مناقب منقول ہیں۔ مثلاً یہ کہ آپ نے ان کے جنتی ہونے کی گواہی دی اور بتایا کہ وہ آگ سے آزاد رہیں گے۔ اس کے علاوہ آپ نے ان کی خلافت کی طرف بھی اشارہ کیا ہے، مثلاً آپ نے ایک عورت سے یہ فرمایا تھا ''اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکرؓ کے پاس آؤ۔'' اس طرح آپ نے فرمایا تھا ''میرے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ کی پیروی کرو۔''

حضرت ابوبکرؓ جنگ بدر، احد، خندق اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔ آپ نے ان سات غلاموں کو آزاد کرایا جن کو اللہ کی راہ میں تکلیف دی جا رہی تھی، وہ یہ تھے۔ بلال، عامر بن فہیرہ، زنیرہ، نھدیہ اور اس کا فرزند، بنومومل کی لونڈی اور ام عبیس۔ جب وہ مسلمان ہوئے تھے تو چالیس ہزار ان کے پاس تھے۔ یہ سب مال اللہ کی راہ میں صرف کر دیا اور اس کے ساتھ ساتھ جو کچھ مال تجارت میں کماتے تھے، وہ صرف کر دیتے تھے۔

Marfat.com

جب وہ خلیفہ ہوئے اور اہل عرب مرتد ہو گئے تو وہ شمشیر برہنہ لیے ہوئے ذوالقصہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس وقت حضرت علیؓ نے ان کی سواری کی باگ تھام کر کہا ''اے خلیفۂ رسول اللہ! آپ کہاں جا رہے ہیں، میں آپ سے اس وقت وہی بات کہنا چاہتا ہوں جو آپ سے رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد میں فرمائی تھی۔ آپ اپنی تلوار کو نیام میں رکھئے اور ہمیں اپنی جان کا صدمہ نہ دیجئے کیونکہ ہم نے اگر آپ کو کھو دیا تو اسلام کا نظام باقی نہیں رہے گا۔'' لہٰذا آپ لوٹ آئے اور لشکر کو روانہ کر دیا۔

آپ کا بیت المال سُنح کے مقام پر تھا کیونکہ آپ مدینہ منتقل ہونے سے پہلے وہیں رہتے تھے۔ لہٰذا لوگوں نے کہا ''آپ اس کی حفاظت کے لیے چوکیدار کیوں نہیں رکھتے؟'' آپ نے فرمایا ''نہیں۔'' اس کی وجہ یہ تھی کہ جو کچھ آمدنی ہوتی تھی وہ سب آپ مسلمانوں پر صرف کر دیتے تھے، اس لیے بیت المال میں کچھ جمع نہیں رہتا تھا۔ جب آپ مدینہ منتقل ہو گئے تو گھر میں بیت المال بنا لیا۔

آپ کے عہدِ خلافت میں بنوسلیم کی کان دریافت ہوئی۔ وہ (مال غنیمت) کی تقسیم میں کامل مساوات رکھتے تھے اور قدیم مہاجرین اور بعد کے نومسلموں، آزاد، غلام اور مرد و عورت سب کو برابر کا حصہ دیا کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے ''جو پہلے مسلمان ہوئے ہیں، اس کے لیے ان کا اجر و ثواب اللہ پر ہے اور وہی انہیں آخرت میں پورا پورا اجر دے گا یہ دنیا تو وہاں تک پہنچنے کا راستہ ہے۔''

آپ موسم سرما میں چادریں خرید کر بیوہ خواتین میں تقسیم فرماتے تھے، جب آپ کی وفات ہوئی تو حضرت عمرؓ نے تمام ذمہ دار حضرات کو جمع کر کے بیت المال کھولا تو اس میں ایک دینار کے علاوہ جو وہاں اتفاق سے گرا پڑا رہ گیا تھا اور کچھ نہ ملا۔ اس پر لوگوں نے ان کے لیے دعائے مغفرت کی۔

حضرت عمرؓ رات کے وقت مدینہ کی ایک اندھی عورت کی خبر گیری فرماتے تھے۔ جب وہ اس کے پاس آتے تو یہ دیکھتے تھے کہ کوئی دوسرا آدمی پہلے آ کر اس کا کام کر جاتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ گھات میں بیٹھ گئے تو وہ آدمی حضرت ابوبکرؓ نکلے، وہ خلیفہ ہونے کے باوجود پوشیدہ طور پر اس کا تمام کام کاج سرانجام دیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے انہیں دیکھ کر فرمایا ''آپ ہی ایسے آدمی ہو سکتے تھے۔''

ابوبکر بن حفص بن عمر فرماتے ہیں ''جب حضرت ابوبکرؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت عائشہؓ ان کے پاس اس وقت آئیں جب کہ وہ جان کنی میں مبتلا تھے۔ اس وقت حضرت عائشہؓ نے یہ شعر پڑھا۔

Marfat.com

لعمرک ما یغنی الثراء عن الفتیٰ اذا حشرجت یوما و ضاق بها الصدر

[تمہاری جان کی قسم! جس دن حلق میں دم اٹک جائے اور سینہ تنگ ہو جائے۔ اس وقت دولت کسی جواں مرد کے کام نہیں آتی۔]

یہ (بے موقع شعر) سُن کر آپ ان کی طرف غصے سے گھورنے لگے اور فرمایا "ایسی بات نہیں ہے، بلکہ وَجَاءَتْ سَکْرَۃُ الموتِ بالحقِّ ذالک ما کنتَ منه تحید ۹ (یعنی موت کے سکرات برحق ہیں اور یہ وہ بات ہے جس سے تم اعراض کیا کرتے تھے)۔ پھر فرمایا "میں نے تمہیں (اے عائشہ) فلاں باغ عطا کیا تھا مگر میرے دل میں اس کے بارے میں تردد ہے، لہٰذا تم اسے میراث میں لوٹا دو کیونکہ تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں اور ہیں۔" حضرت عائشہؓ نے فرمایا "دوسری کونسی بہن ہے، وہ تو صرف اسماء ہیں۔" فرمایا "بنت خارجہ کے شکم میں بھی ایک ہے۔" ان سے مراد ان کی نئی بیوی تھیں جو حاملہ تھیں اور جن سے آپ کی وفات کے بعد ایک لڑکی ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ آپ نے مزید فرمایا "جب سے ہم خلیفہ ہوئے ہیں ہم نے قوم کا کوئی درہم و دینار نہیں کھایا بلکہ ہم معمولی کھانا اور موٹا لباس پہنتے رہے ہیں، نیز ہمارے پاس مسلمانوں کے مال غنیمت میں سے صرف یہ چیزیں ہیں۔ غلام، اونٹ اور چادر۔ لہٰذا میرے مرنے کے بعد ان تمام چیزوں کو فروخت کر کے (اس کی رقم) عمرؓ کو دے دینا۔"

(حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں) جب آپ کی وفات ہوگئی تو میں نے وہ رقم حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دی۔ اسے دیکھ کر وہ رونے لگے۔ یہاں تک کہ ان کے آنسو زمین پر گرنے لگے اور وہ یہی فرمار ہے تھے "اللہ ابوبکرؓ پر رحم فرمائے، انہوں نے اپنے بعد کے لوگوں کو بہت مشقت میں مبتلا کر دیا ہے۔" وہ بار بار یہی الفاظ دہرا رہے تھے، اس کے بعد آپ نے اسے لے جانے کا حکم دیا۔ اس پر عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا "سبحان اللہ! آپ ابوبکرؓ کے اہل و عیال سے غلام، اونٹ اور پرانی چادر، جس کی قیمت صرف پانچ درہم ہے، چھین رہے ہیں، آپ انہیں لوٹانے کا حکم کیوں نہیں دے دیتے۔" وہ کہنے لگے "نہیں! اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، میرے عہد میں ایسا نہیں ہو سکتا اور نہ ابوبکرؓ اس سے نکل سکتے ہیں جب کہ مجھ پر اس عہد کی ذمہ داری ہو۔" حضرت ابوبکرؓ نے یہ حکم دیا تھا کہ انہوں نے بیت المال سے نان نفقہ کے لیے جو کچھ لیا تھا وہ ان کی وفات کے بعد فوراً لوٹا دیا جائے۔

کہتے ہیں کہ ان کی بیوی کو میٹھی چیز کھانے کی خواہش پیدا ہوئی، تو وہ کہنے لگے "ہمارے پاس

Marfat.com

اس کو خریدنے کے لیے کچھ نہیں ہے۔" تو وہ کہنے لگیں "میں اپنے مصارف میں سے چند دنوں تک کچھ بچا کر خریدوں گی۔" فرمانے لگے "جو چاہو کرو۔" چنانچہ بہت دنوں کے بعد بہت معمولی رقم پس انداز ہوئی۔ جب انہوں نے اس کی اطلاع دی تاکہ وہ اس کے ذریعے مٹھائی خریدیں تو انہوں نے وہ رقم بیت المال میں لوٹا دی اور کہنے لگے "اس قدر رقم ہمارے خرچ سے بچ سکتی ہے۔" لہٰذا انہوں نے اسی قدر رقم اپنے مصارف میں سے کم کردی اور اپنی ملکیت سے اسی قدر گذشتہ مصارف کا تاوان ادا کیا۔

خدا کی قسم! یہ تقویٰ کی انتہائی منزل ہے جس پر کوئی اضافہ نہیں ہوسکتا۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے۔

حضرت ابوبکرؓ کا گھر سُنح کے مقام پر تھا جہاں وہ اپنی بیوی حبیبہ بنت خارجہ کے ساتھ رہتے تھے۔ خلافت کے بعد جب وہاں چھ مہینے رہے تو وہاں سے آپ پاپیادہ صبح کے وقت مدینہ آتے تھے اور کبھی گھوڑے پر بھی سوار ہو کر پہنچتے تھے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے اور عشاء کی نماز پڑھانے کے بعد سُنح واپس جاتے تھے اور جب آپ موجود نہیں ہوتے تھے تو حضرت عمرؓ نماز پڑھاتے تھے۔ آپ روزانہ صبح کے وقت بازار جا کر خرید و فروخت کرتے تھے، آپ کی بھیڑ بکریوں کا ایک ریوڑ بھی تھا جسے کبھی آپ خود بھی چرانے لے جاتے اور کبھی لوگ ان کے لیے چراتے تھے۔ آپ محلّہ کے لوگوں کی بھیڑ بکریوں کا دودھ خود ہی نکالا کرتے تھے۔ جب آپ خلیفہ ہوئے تو محلّہ کی ایک لڑکی نے کہا "اب ہمارے مویشیوں کا دودھ نہیں دوہا جائے گا۔" آپ نے فرمایا "کیوں نہیں، میں ضرور تمہارا یہ کام کروں گا اور مجھے امید ہے کہ اس سے میری سابقہ عادتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔" چنانچہ آپ بدستور دودھ نکالتے رہے۔

خلافت کے چھ ماہ بعد آپ مدینہ منورہ منتقل ہوگئے اور فرمانے لگے "تجارت کے ساتھ ساتھ لوگوں کے معاملات پر غور نہیں ہوسکتا لہٰذا ان کے کاموں کے لیے پوری توجہ کی ضرورت ہے۔" اس لیے آپ نے تجارت چھوڑ دی اور بیت المال سے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ضروریات کے لیے روزانہ خرچ لینے لگے اور اسی سے وہ حج و عمرہ بھی کرتے۔ قوم نے آپ کے لیے سالانہ چھ ہزار درہم منظور کیے تھے۔ بعض کہتے ہیں انہوں نے صرف اتنا منظور کیا تھا جو آپ کی ضرورت کے لیے کافی ہو۔

جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے وصیت فرمائی کہ آپ کی زمین فروخت کرکے اس کی قیمت سے وہ رقم ادا کی جائے جو آپ نے بیت المال سے (اپنے ذاتی مصارف کے

Marfat.com

لیے) لی تھی۔ آپ پہلے حاکم تھے جن کی رعایا نے آپ کے مصارف منظور کیے اور پہلے خلیفہ تھے جن کی خلافت میں ان کے والد زندہ رہے اور سب سے پہلے آپ نے قرآن کریم کا نام مصحف رکھا اور سب سے پہلے آپ ہی خلیفہ کہلائے۔

حضرت عمرؓ کی خلافت

جب حضرت ابوبکرؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے (حضرت) عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو بلایا اور فرمایا ''عمرؓ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟'' انہوں نے کہا ''وہ آپ کی رائے سے بھی افضل ہیں، مگر ان میں سخت مزاجی ہے۔'' حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ''اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مجھے نرم دیکھتے ہیں اور اگر حکومت ان کے پاس چلی گئی تو وہ اپنی بہت سی باتیں چھوڑ دیں گے کیونکہ میں نے یہ دیکھا ہے کہ جب میں کسی آدمی پر ناراض ہوتا تھا تو وہ مجھے اس سے مطمئن کرانے کی کوشش کرتے تھے اور جب میں کسی پر نرمی کرتا تھا تو وہ اس شخص پر سختی کرتے تھے۔''

انہوں نے حضرت عثمانؓ بن عفان کو بلایا اور پوچھا ''عمرؓ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟'' انہوں نے کہا ''ان کا باطن ان کے ظاہر سے بہتر ہے اور ہم میں ان جیسا کوئی نہیں ہے۔'' حضرت ابوبکرؓ نے ان دونوں سے فرمایا ''جو کچھ میں نے تم سے کہا اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔ اگر میں انہیں چھوڑ دوں تو عثمانؓ سے آگے نہ بڑھنا۔ ورنہ ان کے لیے تو یہ بہتر ہے کہ وہ تمہارے معاملات کی ذمہ داری قبول نہ کریں۔ میری یہ خواہش تھی کہ میرا تمہارے معاملات سے کوئی تعلق نہ ہوتا اور میں اپنے پیشرو کے طریقے کو اختیار کرتا۔''

طلحہ بن عبید اللہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آکر کہنے لگے ''آپ نے لوگوں پر عمرؓ کو خلیفہ بنایا ہے۔ حالانکہ آپ دیکھ چکے ہیں کہ آپ کی موجودگی میں وہ لوگوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہیں تو اس وقت کیا حالت ہوگی جب کہ وہ تنہا ہوں گے اور آپ اپنے پروردگار سے ملیں گے تو اس وقت وہ آپ سے آپ کی رعایا کے بارے میں سوال کرے گا۔'' حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ''کیا تم مجھے اللہ سے ڈراتے ہو؟ جب میں اپنے پروردگار سے ملاقات کروں گا اور وہ مجھ سے سوال کرے گا تو میں کہوں گا 'میں نے تیرے بندوں پر بہترین انسان کو خلیفہ بنایا ہے۔''

Marfat.com

پھر حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عثمانؓ کو خلوت میں طلب کیا تا کہ وہ حضرت عمرؓ کے بارے میں وصیت نامہ تحریر کریں اور ان سے فرمایا لکھو "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ وہ عہد نامہ ہے جو (حضرت) ابوبکرؓ بن قحافہ مسلمانوں کے نام تحریر کرتا ہے: امابعد......" اتنے میں وہ بے ہوش ہو گئے۔ حضرت عثمانؓ نے (اپنی طرف سے) لکھا "امابعد، میں نے تم پر عمرؓ بن الخطاب کو خلیفہ بنایا ہے اور میں نے تمہاری خیر خواہی میں کوتاہی نہیں کی۔"

پھر جب حضرت ابوبکرؓ ہوش میں آئے تو فرمانے لگے "مجھے پڑھ کر سناؤ۔" تو انہوں نے وہ عبارت پڑھ کر سنادی۔ حضرت ابوبکرؓ نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور فرمانے لگے "میرا خیال ہے کہ تمہیں یہ اندیشہ ہوا تھا کہ اگر میں اپنی اس بے ہوشی میں رخصت ہو جاؤں تو لوگوں میں اختلاف نہ پیدا ہو جائے۔ انہوں نے کہا "ہاں۔" آپ نے فرمایا "اللہ تمہیں اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر دے۔" جب انہوں نے یہ وصیت نامہ لکھا تو حکم دیا کہ وہ اسے لوگوں کو پڑھ کر سنا دیں۔ لہٰذا انہوں نے لوگوں کو جمع کیا اور اپنے آزاد کردہ غلام کے ہاتھ وصیت نامہ بھیجا۔ حضرت عمرؓ بھی اس کے ساتھ تھے، حضرت عمرؓ لوگوں سے فرما رہے تھے "خاموش ہو جاؤ اور خلیفۂ رسولؐ کی بات سنو، کیونکہ انہوں نے لوگوں کی خیر خواہی میں کوتاہی نہیں کی۔" اس پر لوگ سکون سے بیٹھ گئے۔ جب وصیت نامہ پڑھا گیا تو لوگوں نے سن کر حضرت عمرؓ کی اطاعت کی۔

حضرت ابوبکرؓ بھی لوگوں کو جھانک کر دیکھ رہے تھے وہ فرمانے لگے "جسے میں نے خلیفہ نامزد کیا ہے، کیا تمہیں وہ منظور ہے؟ کیونکہ میں نے کسی رشتہ دار کو خلیفہ نہیں مقرر کیا ہے، بلکہ میں نے عمرؓ کو تمہارا خلیفہ مقرر کیا ہے۔ لہٰذا ان کے احکام سنو اور ان کی اطاعت کرو، کیونکہ بخدا میں نے غور و فکر کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا ہے۔" لوگوں نے کہا "ہم نے سنا اور منظور کیا۔"

حضرت عمرؓ کو وصیت:

پھر حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو بلایا اور ان سے فرمایا "میں نے تمہیں رسول اللہ ﷺ کے صحابیوں پر خلیفہ نامزد کیا ہے۔" پھر انہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کی اور فرمایا "اے عمرؓ! اللہ کے حقوق کچھ رات کے وقت ہیں جنہیں وہ دن کے وقت نہیں قبول کرے گا اور دن کے وقت کے جو حقوق ہیں

Marfat.com

وہ رات کے وقت نہیں قبول کرے گا۔ اے عمرؓ! کیا تم نہیں جانتے ہو کہ صرف ان لوگوں کے ترازو قیامت کے دن بھاری ہوں گے جو حق کی پیروی کریں گے اور محض اس کی وجہ سے وہ بھاری ہوں گے، چنانچہ کل جو حق بات نامہ اعمال میں درج ہوگی تو وہ ضرور بھاری ہوگی۔ اے عمرؓ کیا تمہیں معلوم ہے کہ قیامت کے دن ان لوگوں کے ترازو ہلکے ہوں گے، جو باطل کی پیروی کرتے ہیں، جب ان کا کوئی عمل (نامۂ اعمال کی) ترازو میں رکھا جائے گا تو وہ ضرور ہلکا ہی رہے گا۔

اے عمرؓ! کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ نرمی کی آیت سختی کے ساتھ اور سختی کی آیت نرمی کے ساتھ نازل ہوئی ہے تاکہ مومن بیم ورجا میں رہے اور وہ ایسی کوئی خواہش نہ کرے جو اس کے مناسب نہ ہو اور نہ وہ کسی ایسی چیز سے ڈرے جو خود اپنے ہاتھوں سے سرانجام دے سکتا ہو۔ اے عمرؓ! کیا تم نہیں جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ والوں کا ان بدترین اعمال کے ساتھ ذکر کیا ہے، اس لیے جب تم ان کا ذکر کرو تو تم کہو ''مجھے توقع ہے کہ میں ان میں نہیں ہوں گا۔'' اللہ نے اہل جنت کا ان کے بہترین کاموں کے ساتھ ذکر کیا ہے، کیونکہ اس نے ان کی بری باتوں کو معاف کر دیا ہے۔ لہٰذا جب تم ان کا ذکر کرو تو کہو ''میرے اعمال ان کے اعمال تک کہاں پہنچ سکتے ہیں۔'' اگر تم میری وصیت کو یاد رکھو گے تو غائب کو حاضر سے زیادہ قابل ترجیح نہیں سمجھو گے اور نہ تم اسے عاجز کر سکو گے۔''

حضرت عمرؓ کا خطبہ:

جب حضرت ابوبکرؓ وفات پا گئے اور انہیں دفن کیا گیا تو حضرت عمرؓ بن الخطاب منبر پر چڑھے اور لوگوں کے سامنے تقریر کی۔ آپ نے فرمایا ''عرب کی مثال ایسی ہے جیسے نکیل میں بندھا ہوا اونٹ، جو اپنے قائد کی پیروی کرتا ہو، لہٰذا اس کے قائد کو سوچنا چاہئے کہ وہ اسے کہاں لے جا رہا ہے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں کعبہ کے پروردگار کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں انہیں (صحیح) راستہ پر لے جاؤں گا۔''

انہوں نے پہلا فرمان حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کے نام تحریر کیا جس میں انہیں خالد کے لشکر کا سالار مقرر کیا تھا اور (حضرت) خالد کو معزول کیا تھا کیونکہ وہ عہد صدیقی میں مالک بن نویرہ کے واقعہ اور جنگوں میں بعض دیگر امور کی وجہ سے ان سے ناراض تھے۔ انہوں نے پہلی گفتگو (حضرت) خالد کی معزولی کے بارے میں کی تھی اور فرمایا تھا کہ وہ میرے کسی کام میں برسراقتدار نہیں رہیں گے۔

Marfat.com

حضرت عمرؓ نے (حضرت) ابوعبیدہؓ کو لکھا ''اگر خالد اپنے آپ کو جھٹلائیں تو وہ اپنے لشکر کے امیر ہیں اور اگر وہ اپنی غلطیوں کا اعتراف نہ کریں تو تم ان کے لشکر کے امیر ہو۔اس وقت ان کے سر سے عمامہ اتارلو اور ان کا مال تقسیم کردو۔'' لہٰذا انہوں نے خالد سے اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے اپنی ہمشیرہ فاطمہ سے جو حارث بن ہشام کی بیوی تھیں، مشورہ طلب کیا۔انہوں نے ان سے کہا ''خدا کی قسم! عمرؓ تمہیں کبھی پسند نہیں کریں گے، وہ چاہتے ہیں کہ تم اس وقت اپنی غلطیوں کا اعتراف کرو، مگر پھر بھی وہ تمہیں معزول کردیں گے۔'' انہوں نے ان کا سر چوم کر کہا ''آپ سچ کہتی ہیں۔'' لہٰذا خالد نے غلطیوں کا اعتراف کرنے سے انکار کردیا، جس کی وجہ سے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کے حکم سے (حضرت) خالد کا عمامہ اتارلیا گیا اور ان کا مال مساوی طور پر تقسیم کرلیا گیا، بعدازاں (حضرت) خالد مدینہ منورہ میں حضرت عمرؓ کے پاس آئے۔ایک دوسری روایت یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ شام میں رہنے لگے یہی بات زیادہ صحیح ہے۔

دمشق کی فتح (رجب ۱۴ھ مطابق ۶۳۵ء)

کہتے ہیں جب اللہ نے اہل یرموک کو شکست دی تو ابوعبیدہ نے یرموک پر بشیر بن کعب الحمیری کو جانشین بنایا اور خود روانہ ہوکر صُفَّر میں قیام کیا اس وقت انہیں اطلاع پہنچی کہ شکست خوردہ فوجیں فِحل میں جمع ہورہی ہیں اور انہیں یہ خبر بھی ملی کہ اہل دمشق کو حمص سے امداد پہنچ گئی ہے، لہٰذا انہوں نے حضرت عمرؓ کو لکھا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ دمشق سے حملہ کی ابتدا کریں، کیونکہ وہ شام کا قلعہ اور ان کا دارالحکومت ہے اور وہ اہل فِحل کو سواروں کے ایک دستہ کے ساتھ مشغول رکھیں، جو ان کے مقابلے میں رہیں۔جب دمشق فتح کرلیں تو فِحل کی طرف روانہ ہوجائیں اور جب وہ بھی فتح ہوجائے تو وہ اور خالد حمص جائیں اور شرحبیل بن حسنہ اور عمرو بن العاص کو اُردن اور فلسطین میں چھوڑ دیں۔

(اس حکم کی تعمیل میں) ابوعبیدہ نے مسلمانوں کا ایک دستہ فِحل روانہ کیا اور وہ اس کے قریب اتر گئے۔اہل روم نے فِحل کے اردگرد کا پانی کا بند توڑ دیا جس کی وجہ سے زمین میں دلدل ہوگئی اور مسلمان وہیں آکر اترے مگر شام میں سب سے پہلے اہل فحل محصور ہوئے پھر اہل دمشق محصور ہوئے۔ابوعبیدہ نے ایک لشکر بھیجا جو حمص اور دمشق کے درمیان قیام پذیر ہوا اور ایک دوسرا لشکر بھیجا، وہ

Marfat.com

دمشق اور فلسطین کے درمیان تھا اور خود ابوعبیدہ اور خالد دمشق پہنچ گئے وہاں نسطاس موجود تھا۔ ابوعبیدہ ایک حصے میں مقیم ہوئے اور خالد دوسرے حصے میں اور عمرو تیسرے حصے میں اترے۔ ہرقل حمص کے قریب تھا۔ لہٰذا مسلمانوں نے ان کا ستر دن تک سخت محاصرہ کیا اور ان سے بھی جنگ کرتے رہے اور منجنیق سے بھی حملے ہوتے رہے۔ جب ہرقل کی فوجیں اہل دمشق کی امداد میں روانہ ہوئیں تو مسلمانوں کے سواروں کے دستے نے جو حمص کے قریب تھے، انہیں روک لیا۔ اس کی وجہ سے اہل دمشق میں بددلی پیدا ہوگئی اور مسلمانوں کے حوصلے بڑھ گئے۔

اس عرصہ میں ایک دن دمشق کے پادری کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور اس نے کھانے کی دعوت کی جہاں تمام قوم نے کھایا اور پیا اور اس وقت انہوں نے اپنے ٹھکانے چھوڑ دیئے، اس واقعہ کا علم خالد کے سوا اور کسی کو نہ تھا، کیونکہ وہ نہ خود سوتے تھے اور نہ دوسروں کو سونے دیتے تھے۔ اس کی وجہ سے رومیوں کی کوئی بات ان سے پوشیدہ نہ تھی۔ انہوں نے سیڑھیوں اور کندوں کی شکل میں رسیاں تیار کر رکھی تھیں، جب شام ہوگئی تو وہ اٹھ کر اپنے لشکر کے پاس چلے گئے۔ ان کے ساتھ قعقاع بن عمرو اور مذعور بن عدی جیسے افراد بھی تھے۔ انہوں نے کہا ''جب تم فصیل پر نعرہ تکبیر سنو، تو ہماری طرف پہنچ کر دروازے کا قصد کرو۔'' چنانچہ جب وہ اور ان کے ساتھی فصیل پر پہنچ گئے تو انہوں نے رسیاں پھینک دیں اور اس کے کنگورے پر سے دو رسیاں لٹکا دیں، جن کے ذریعے قعقاع اور مذعور اوپر چڑھ گئے اور ان دونوں نے رسیوں کو کنگورے کے ساتھ باندھ دیا۔ یہ مقام دمشق کا سب سے زیادہ مستحکم اور محفوظ مقام تھا۔ وہاں سب سے زیادہ پانی بھی تھا۔ بہرحال دوسرے مسلمان بھی چڑھ گئے پھر خالد اور ان کے ساتھی بھی اتر گئے اور اس جگہ کچھ لوگوں کو حفاظت کے لیے چھوڑ دیا اور انہیں نعرہ تکبیر کہنے کا حکم دیا، لہٰذا انہوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا، اس کے نتیجے میں مسلمان دروازے کی طرف آنے لگے اور رسیوں کے ذریعے چڑھ گئے۔ خالد نے قریب کے لوگوں پر حملہ کر کے انہیں قتل کیا اور پھاٹک کی طرف پہنچ کر دربانوں کو قتل کر دیا۔ اس واقعہ سے شہر والوں میں ہلچل مچ گئی۔ انہیں نہیں معلوم سکا کہ اصل معاملہ کیا ہے اور شہر کے ہر حصے والے اپنے معاملات میں گرفتار ہوگئے، اتنے میں خالد نے (اپنی طرف کا) دروازہ کھول دیا اور جو ان کے قریب رومی تھے، انہیں قتل کر دیا۔

جب اہل روم نے یہ حالت دیکھی تو انہوں نے ابوعبیدہ کا قصد کیا اور صلح کی پیش کش کی،

Marfat.com

آپ نے ان کی مصالحت کی تجویز کو قبول کرلیا، دروازہ کھول کر وہ کہنے لگے "آپ اندر آ کر ہمیں لوگوں سے بچایئے۔" اس طرح ہر دروازے والوں نے اپنے علاقے کے حق میں صلح کرلی مگر چونکہ خالد زبردستی داخل ہوئے تھے اس لیے وہ اور ان کے ساتھی قتل و غارت کرتے رہے اور دوسری طرف کے لوگ معافی اور انہیں تسلی و تشفی دیتے تھے۔ آخر کار خالد کا علاقہ بھی مصالحت والے علاقوں کے ساتھ شامل ہوگیا۔ صلح کی شرط یہ تھی کہ ہر چیز کی منصفانہ اور مساویانہ تقسیم ہوگی۔ آخر کار مالِ غنیمت کی تقسیم میں ان فوجوں کو بھی شریک کیا گیا جو فحل اور حمص وغیرہ میں مسلمانوں کی امدادی کمک کے لیے متعین تھی۔

ابو عبیدہ نے فتح کی خبر حضرت عمرؓ کو پہنچائی تو حضرت عمرؓ نے انہیں لکھا کہ وہ عراق کی فوجوں کو سعد بن ابی وقاص کے پاس عراق روانہ کر دیں، چنانچہ انہوں نے ہاشم بن عتبہ المرقال کے زیر قیادت وہ فوج روانہ کردی۔ اس میں کچھ افراد شہید ہوگئے تھے اس لیے ابو عبیدہ نے ان کے بدلے دوسرے افراد بھیجے جن میں اشتر وغیرہ بھی شامل تھے۔ پھر وہاں سے ابو عبیدہ فحل روانہ ہوئے۔

جنگِ فِحل (ذی قعدہ، ۱۴ھ مطابق ۶۳۵ء):

جب دمشق فتح ہوگیا تو ابو عبیدہ فحل کی طرف روانہ ہوئے اور دمشق میں یزید بن ابو سفیان کو اپنا جانشین بنایا اور خالد کو ہراول دستے پر بھیجا اور لوگوں پر شرحبیل بن حسنہ کو مقرر کیا۔ دونوں پہلوؤں پر ابو عبیدہ اور عمرو بن العاص تھے۔ گھوڑسواروں پر ضرار بن ازور اور پیادوں پر عیاض بن غنم تھے۔ اہل فحل بیسان کی طرف چلے گئے تھے، لہٰذا انہوں نے بھی وہاں کا قصد کیا۔ شرحبیل لوگوں کو لے کر فحل میں اترے۔ ان کے اور اہل روم کے درمیان پانی اور دلدل حائل تھا، اس لیے انہوں نے حضرت عمرؓ کو خط لکھا۔ اہل عرب ان جنگوں کو ذات الردغہ، لیسان اور فحل کہتے ہیں۔ اس کے بعد لوگ حضرت عمرؓ کے خط کا انتظار کر رہے تھے کہ اہل روم نے ان پر حملہ کر دیا۔ وہ عقلار بن مخراق کے زیر قیادت تھے۔ جب وہ پہنچے تو مسلمان ہوشیار تھے اور شرحبیل رات دن صف آرائی میں مشغول رہتے تھے۔ لہٰذا جب انہوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا تو مسلمانوں نے رومیوں کو مہلت نہ دی اور سخت جنگ شروع کر دی، جو رات دن ہوتی رہی اور پھر رات تک جاری رہی۔ اس کے بعد رومیوں کو شکست ہوگئی اور وہ بہت حیران و پریشان ہوئے۔ ان کا سپہ سالار صقلار اور دوسرا قریبی سردار نسطوس مارے گئے اور مسلمانوں کو ان پر فتح حاصل ہوئی اور وہ ان پر اس قدر غالب

Marfat.com

آگئے کہ اہل روم اپنے ٹھکانے کو نہیں پہچان سکے، یہاں تک کہ وہ شکست کھا کر کیچڑ اور دلدل میں پھنس گئے۔ مسلمان ان کا تعاقب کرتے ہوئے وہاں پہنچ گئے اور انہیں گرفتار کرلیا (وہ ایسے گھبرائے ہوئے تھے کہ) وہ پکڑنے والے کے ہاتھ کو نہیں روکتے تھے، لہٰذا مسلمانوں نے انہیں نیزوں سے زخمی کیا۔ اس طرح فحل کے مقام پر انہیں شکست ہوئی اور وہ دلدل میں مارے گئے۔ اہل روم اسی ہزار تھے، ان میں سے کوئی بھی نہیں بچ سکا۔ سوائے ان لوگوں کے جو جان بچا کر بھاگ گئے تھے۔

مسلمان دلدل اور کیچڑ کو ناپسند کر رہے تھے مگر اللہ نے مسلمانوں پر احسان کیا اور یہی دلدل ان کے لیے دشمن کے برخلاف ان کی مددگار ثابت ہوئی۔ پھر انہوں نے مال غنیمت حاصل کرکے آپس میں تقسیم کیا۔ ابوعبیدہ، خالد اور ان کے ساتھیوں کو لے کر حمص چلے گئے۔ اس جنگ میں حضرت سائب بن حارث بن قیس بن عدی السہمی، جو صحابی تھے، شہید ہوئے۔

ساحلی علاقوں کی فتح:

جب ابوعبیدہ نے یزید بن ابوسفیان کو دمشق پر اپنا جانشین بنایا اور وہ فحل کی طرف روانہ ہوئے تو یزید، شہر صیدا، عرقہ، جبیل اور بیروت کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ دمشق کے ساحلی مقامات تھے۔ ان کے ہراول دستے پر ان کے بھائی معاویہ تھے۔ انہوں نے ان مقامات کو آسانی سے فتح کرلیا اور وہاں کے بہت سے باشندوں کو جلاوطن کردیا۔ عرقہ کو معاویہ نے بذات خود یزید بن ابوسفیان کی قیادت میں فتح کیا۔ حضرت عمرؓ کے آخر زمانے میں اور حضرت عثمانؓ کے ابتدائی عہد میں اہل روم بعض ساحلی مقامات پر قابض ہوگئے تھے۔ لہٰذا معاویہ نے جاکر انہیں فتح کرلیا اور وہاں فوجی چھاؤنی قائم کردی اور رہنے والوں کو جاگیریں بھی دیں۔

جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے اور شام کا تمام علاقہ معاویہ کے زیر اقتدار آگیا تو انہوں نے سفیان بن مجیب ازدی کو طرابلس کی طرف بھیجا، یہ تین شہروں کا مجموعہ تھا۔ وہاں سے چند میل کے فاصلہ پر انہوں نے ایک چراگاہ میں ایک قلعہ بنوایا جو قلعہ سفیان کے نام سے موسوم ہوا، انہوں نے اہل طرابلس اور بری اور بحری رسد رسانی کا راستہ منقطع کردیا اور ان کا محاصرہ کرلیا۔ جب محاصرہ سخت ہوگیا تو وہ سب لوگ تین قلعوں میں سے ایک قلعے میں جمع ہوگئے اور انہوں نے شاہ روم کو لکھا کہ وہ یا تو انہیں

Marfat.com

فوجی کمک بھیجے یا کشتیاں بھیجے جن میں بیٹھ کر وہ رومی شہروں کی طرف بھاگ سکیں۔ اس نے انہیں بہت سی کشتیاں بھیج دیں جن میں وہ رات کے وقت سوار ہو کر بھاگ گئے۔ سفیان اور مسلمان اپنے قلعے میں رات گذارتے تھے اور صبح کے وقت دشمن کے مقابلے کے لیے آتے تھے۔ اس دن صبح کے وقت انہوں نے قلعہ کو خالی پایا تو وہ اس میں داخل ہو گئے اور فتح کی اطلاع معاویہ کو دی۔ انہوں نے وہاں یہودیوں کی ایک جماعت کو آباد کر دیا۔ یہ وہی مقام ہے جہاں آج کل بندرگاہ ہے، عبدالملک بن مروان نے اسے قلعہ کی صورت میں بنایا۔ پھر عبدالملک ہی کے زمانے میں وہاں کے رہنے والوں نے بدعہدی کی تو ان کے فرزند ولید نے اپنے عہد میں اسے فتح کر لیا۔

بیسان اور طبریہ کی فتح:

جب ابوعبید، فِحل سے حمص کی طرف روانہ ہوئے تو انہوں نے شرحبیل اور ان کے ساتھیوں کو بیسان کی طرف بھیجا۔ انہوں نے وہاں کے لوگوں سے جنگ کی اور ان کے بہت سے افراد کو تہ تیغ کیا۔ جو باقی رہ گئے، انہوں نے دمشق کی صلح کے مطابق مصالحت کرنی چاہی۔ صلح کی پیش کش قبول کر لی گئی۔

ابوعبید نے اعور کو طَبَرِیَة بھیجا کہ وہ اس کا محاصرہ کریں۔ وہاں کے لوگوں نے بھی دمشق کی صلح کے مطابق مصالحت کر لی اور یہ بھی منظور کیا کہ وہ اپنے گھروں میں مساوی طریقے سے مسلمانوں کو ٹھہرائیں گے۔ چنانچہ اس کے مطابق مسلمانوں کے فوجی افسر اور ان کے گھوڑے وہاں ٹھہرائے گئے اور اس فتح کی تحریری اطلاع حضرت عمرؓ کو دی گئی۔

ابوجعفر (طبری) کہتے ہیں مورخین کا اس میں اختلاف ہے کہ ان میں سے کونسی جنگ دوسرے سے پہلے تھی، ایک روایت اس ترتیب کے مطابق ہے جو ہم نے بیان کی۔ دوسری روایت یہ ہے کہ جب مسلمان جنگ اجنادین سے فارغ ہوئے تو شکست خوردہ فوج فحل میں جمع ہو گئی تھی، اس لیے مسلمان ان کا مقابلہ کرنے کے لیے گئے اور فتح حاصل کی۔ پھر شکست خوردہ فوجیں فحل سے دمشق پہنچیں تو مسلمان بھی وہاں پہنچ گئے اور دمشق کا محاصرہ کر کے اسے بھی فتح کر لیا۔ حضرت عمرؓ کا وہ حکم نامہ جس میں خالد کو معزول کر کے ابوعبیدہ کو سپہ سالار مقرر کرنے کا فیصلہ تھا، اس وقت پہنچا جب دمشق کا

Marfat.com

محاصرہ کیے ہوئے تھے، مگر ابوعبیدہ نے اس کے مضمون سے اس وقت تک مطلع نہیں کیا جب تک کہ وہ دمشق کی صلح سے فارغ نہیں ہوئے۔ یہ صلح نامہ بھی خالد کے نام سے تحریر کیا گیا تھا۔ اس کے بعد ابوعبیدہ نے خالد کی معزولی کے حکم کو ظاہر کیا۔ لہٰذا (اس روایت کے مطابق) جنگ فحل ماہ ذوالقعدہ ۱۳ھ میں ہوئی اور دمشق کی فتح ماہ رجب ۱۴ھ میں ہوئی۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ یرموک کا واقعہ ۱۵ھ میں ہوا اور اس کے بعد اہل روم سے کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ روایات کے اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ سب واقعات قریبی زمانے میں یکے بعد دیگرے رونما ہوئے تھے۔

مثنیٰ بن حارثہ اور ابوعبید بن مسعود ثقفی

ہم یہ ذکر کر چکے ہیں کہ مثنیٰ بن حارثہ الشیبانی عراق سے روانہ ہو کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہنچے تھے اور حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو وصیت کی تھی کہ وہ بہت جلد ان کے ساتھ (تازہ دم) فوج روانہ کریں، لہٰذا حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے دوسرے دن صبح کے وقت حضرت عمرؓ نے جو پہلا کام کیا وہ یہ تھا کہ انہوں نے لوگوں کو مثنیٰ کے ساتھ جانے کی دعوت دی، پھر لوگوں سے بیعت لی۔ اس کے بعد لوگوں کو دوبارہ دعوت دی۔ آپ تین روز میں بیعت سے فارغ ہوئے اور ہر روز جنگ کے لیے بلاتے رہے، مگر کوئی ایران جانے کے لیے تیار نہیں ہوتا تھا، کیونکہ اہل فارس کی شان و شوکت بہت زیادہ تھی اور انہوں نے مختلف قوموں کو مغلوب کر رکھا تھا۔ اس وجہ سے مسلمانوں پر ان کا بہت رعب چھایا ہوا تھا اور وہ (ان سے جنگ کرنے کو) ناپسند کرتے تھے۔

چوتھے دن آپ نے پھر لوگوں کو عراق جانے کی دعوت دی۔ اس وقت سب سے پہلے ابو عبید بن مسعود الثقفی تیار ہوئے، جو مختار کے والد تھے، اس کے بعد سعد بن عبید انصاری اور سلیط بن قیس تیار ہوئے جو جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ اس کے بعد پے در پے لوگ آنے لگے اور مثنیٰ بن حارثہ بھی لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگے۔

"اے لوگو! تم اسے بہت بڑا معرکہ نہ سمجھو کیونکہ ایران کے دیہاتی علاقہ پر قبضہ کر کے ہم عراق کے بہترین اور شاداب حصے پر غالب ہو گئے ہیں، اس طرح ہم ان سے بہت کچھ حاصل کر چکے ہیں۔ ان کے خلاف ہمارے حوصلے بلند ہیں اور اگر اللہ نے چاہا تو

Marfat.com

اس کے آگے کا حصہ بھی حاصل کر لیں گے۔''

جب لشکر تیار ہو گیا تو حضرت عمرؓ سے کہا گیا ''آپ ان پر مہاجرین یا انصار میں سے کسی ایسے شخص کو سپہ سالار بنائیں جو بہت پہلے مسلمان ہوئے ہوں۔'' آپ نے فرمایا ''خدا کی قسم! میں ایسا نہیں کروں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس لیے فوقیت دی تھی کہ وہ دشمن کے مقابلے میں آگے بڑھ کر سرعت کے ساتھ مقابلے کرتے تھے، اگر یہی کام دوسرے لوگ کریں اور وہ سستی دکھائیں تو وہ لوگ جو مسلح اور غیر مسلح ہر حالت میں جنگ کرنے کے لیے سبقت کرتے ہوں، امیر بننے کے زیادہ مستحق ہیں۔ اس لیے صرف اس شخص کو سپہ سالار بناؤں گا جو سب سے پہلے جنگ کرنے کے لیے تیار ہوا ہو۔

پھر انہوں نے ابو عبید، سعد اور سلیط کو بلوایا اور کہا ''اگر تم دونوں، ابو عبید سے پہلے تیار ہو جاتے تو میں تم دونوں کو سپہ سالار بناتا، اس طرح قدیم مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ تم یہ منصب بھی حاصل کرتے۔'' یہ کہہ کر انہوں نے ابو عبید کو لشکر کا سالار بنایا اور انہیں یہ ہدایت کی ''تم رسول اللہ ﷺ کے صحابیوں کی باتیں سنا کرو اور انہیں حکومت کے کاموں میں شریک رکھا کرو۔ میں نے سلیط کو اس وجہ سے امیر نہیں بنایا کہ وہ جنگ میں جلد بازی سے کام لیتے ہیں اور جنگ میں جلد بازی کرنے میں عربوں کا نقصان ہے کیونکہ جنگ کرنے کے لیے وہی شخص مناسب ہے، جو صبر و استقلال سے کام لے۔'' انہوں نے ان کے لشکر کے بارے میں بھی ہدایات دیں۔ اس طرح ابو عبید کا فوجی دستہ پہلا دستہ تھا جسے حضرت عمرؓ نے روانہ فرمایا۔ پھر انہوں نے یعلیٰ بن منیہ کو یمن کی طرف بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ رسول اللہ کی وصیت کے مطابق اہل نجران کو (جو عیسائی تھے) جلاوطن کر دیں کیونکہ جزیرۂ عرب میں دو قسم کے مذاہب اکٹھے نہیں رہ سکتے۔

جنگ نمارق [1]

ابو عبید ثقفی، سعد بن عبید انصاری، سلیط بن قیس انصاری اور مثنیٰ بن حارثہ الشیبانی، مدینہ سے روانہ ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ مثنیٰ بن حارثہ پہلے جائیں، ان کے ساتھی بعد میں آئیں گے۔ انہیں حکم دیا گیا کہ وہ مرتدوں میں ان لوگوں کو جو سچے مسلمان ہو گئے ہوں، جہاد کے لیے آمادہ کریں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

ادھر مثنیٰ روانہ ہو کر حیرہ آ گئے۔ اس وقت شہریار کی موت کی وجہ سے اہل فارس مسلمانوں

Marfat.com

کو چھوڑ کر آپس میں الجھے ہوئے تھے۔ آخر کار انہوں نے فیصلہ کر کے سابور بن شہریار بن اردشیر کو بادشاہ بنایا مگر آزرمیدخت نے بغاوت کر کے اسے قتل کر دیا اور فرخ زاد کو بھی قتل کر دیا۔ بوران ملکہ بنی اور فیصلہ ہونے تک وہ ملکہ مقرر ہوئی تھی۔ اس نے رستم بن فرخ زاد کو تمام واقعات کی اطلاع دی اور اسے آمادہ کیا کہ وہ وہاں آجائے، وہ خراسان کی چھاؤنی پر تھا اس لیے وہاں سے روانہ ہوا اور آزرمیدخت کی فوجوں کو شکست دیتا ہوا مدائن میں داخل ہو گیا۔ وہاں فریقین میں جنگ ہوئی۔ اس نے سیاوخش کو شکست دے کر اس کا اور آزرمیدخت کا مدائن میں محاصرہ کر لیا، پھر رستم نے مدائن کو فتح کر کے سیاوخش کو قتل کر دیا اور آزرمیدخت کی آنکھیں پھوڑ دیں اور بوران کو تخت پر بٹھایا تاکہ وہ اسے دس سال تک بادشاہ بنائے پھر اگر کسریٰ کے خاندان میں کوئی لڑکا ملے تو وہ بادشاہ ہوگا ورنہ کوئی عورت تخت پر بیٹھے گی۔ بوران نے فارس کے حکمرانوں اور زمینداروں کو حکم دیا کہ وہ رستم کی فرمانبرداری کریں۔ اس نے تاج پوشی بھی کی اس طرح ابو عبید کے آنے سے پہلے اہل فارس اس کے مطیع ہو گئے۔ رستم نجومی بھی تھا اور آنے والے واقعات سے بخوبی واقف تھا۔ جب کسی نے اس سے پوچھا ''جب تم حالات سے واقف ہو تو اس کام کے لیے کیوں تیار ہوئے ہو؟'' اس نے کہا ''حب جاہ اور طمع نے (مجھے اس کے لیے آمادہ) کیا ہے۔''

مثنیٰ حیرہ دس دن میں پہنچ گئے اور ابو عبید ان کے ایک مہینے بعد آئے، رستم نے زمینداروں کو خطوط لکھے کہ وہ لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکائیں، اس نے ہر ضلع میں ایک ایک آدمی بھیجا، جو لوگوں کو جنگ کے لیے آمادہ کرتا تھا، چنانچہ جابان کو فرات بادقلی بھیجا اور نرسی کو کسکر کی طرف بھیجا ۱۲ اور ان کے لیے ایک دن مقرر کیا۔ مثنیٰ کے مقابلے کے لیے بھی ایک لشکر روانہ کیا چونکہ مثنیٰ کو بھی اس کی اطلاع مل گئی تھی، اس لیے وہ چوکنا اور ہوشیار ہو گئے۔ جابان جلد نمارق پہنچ گیا، وہاں لوگ جمع ہو گئے اور لگاتار جنگ کرنے کے لیے آنے لگے، مختلف علاقوں کے لوگ دریائے فرات کے بالائی حصوں میں سے نکل کر زیریں حصہ میں آ گئے، اس وقت مثنیٰ حیرہ سے نکل کر خفان ۱۳ پہنچ گئے تاکہ پیچھے سے ان پر کوئی مصیبت نہ آئے، وہاں اس وقت تک رہے جب تک کہ ابو عبید نہ آ گئے۔ جب وہ آئے تو چند دنوں تک انہوں نے آرام کیا اور ان کے ساتھی بھی آرام کرتے رہے، اس عرصے میں جابان کے پاس بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور وہ نمارق کے مقام پر صف آرا ہو گیا۔ ابو عبید اس کے مقابلے کے لیے آئے، انہوں نے مثنیٰ بن

Marfat.com

حارثہ کو گھوڑ سواروں پر مقرر کیا اور جابان کے دونوں پہلوؤں پر جشنس ماہ اور مردان شاہ تھے۔ لہٰذا نمارق کے میدان میں گھمسان کی جنگ ہوئی۔ آخر کار اللہ نے اہل فارس کو شکست دی اور جابان گرفتار ہوا، اسے مطر بن فِضّہ تیمی نے گرفتار کیا۔ مردان شاہ کو اکتل بن شماخ عُکلی نے گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

البتہ جابان نے مطر کو دھوکہ دیا وہ اس سے کہنے لگا ''اگر آپ مجھے پناہ دیں گے تو میں آپ کو دو بے ریش چست و چالاک لڑکے دوں گا جو تمہارا کام کریں گے اور اس کے علاوہ اور بھی دوں گا۔'' انہوں نے اس شرط کے مطابق اس کو چھوڑ دیا، پھر دوسرے مسلمان اسے پکڑ کر ابو عبید کے پاس لے گئے اور بتایا کہ وہ جابان ہے، اس لیے اسے قتل کر دیا جائے۔ ابو عبید نے کہا ''میں اللہ کے خوف کی وجہ سے اسے قتل نہیں کر رہا ہوں، کیونکہ اسے ایک مسلمان نے پناہ دی ہے اور تمام مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں، جو بات ایک کے لیے ضروری ہو وہ سب کے لیے ضروری ہو جاتی ہے۔'' لہٰذا انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔

پھر انہوں نے شکست خوردہ (فوج) کے تعاقب میں سپاہی بھیجے، وہ گئے، یہاں تک کہ انہیں نرسی کے لشکر میں پناہ لینے پر مجبور کیا گیا۔ اور ان میں سے بہت سے قتل ہوئے۔

سقاطیہ کی جنگ:

شکست خوردہ فوج کسکر کی طرف گئی، جہاں بادشاہ کا خالہ زا بھائی نرسی تھا۔ وہاں اس کا نرسیان (کا باغ تھا) جہاں ایک خاص قسم کی کھجور کاشت کی جاتی تھی جسے صرف فارس کے بادشاہ کھایا کرتے تھے یا جسے عزت و تعظیم کے طور پر وہ کھجور دی جائے۔ ان لوگوں کے علاوہ اور کوئی اس قسم کی کاشت نہیں کر سکتا تھا۔ وہاں ہزیمت خوردہ لشکر پہنچ گیا تھا اور خود اس کے ساتھ بھی اس کا لشکر تھا۔ ابو عبید نمارق سے وہاں پہنچے اور وہ کسکر کے علاقہ میں نرسی سے مقابلے کے لیے آئے تھے۔ حضرت مثنیٰ اس جنگی ترتیب کے ساتھ تھے جس ترتیب کے ساتھ انہوں نے نمارق میں جنگ کی تھی۔ نرسی کے دونوں پہلوؤں پر بندویہ اور شیرویہ تھے، جو بادشاہ کے ماموں بسطام کے فرزند تھے، اس کے ساتھ بارو سما[۱۴] اور زوابی[۱۵] کے لوگ بھی تھے۔

جب بوران اور رستم کو جابان کی شکست کی خبر ملی تو انہوں نے جالینوس کو نرسی کے پاس بھیجا، وہ جنگ سے پہلے وہاں پہنچ گیا تھا اب ابو عبید نے جلد ان کا مقابلہ کیا اور کسکر کے زیریں حصے میں جو سقاطیہ

Marfat.com

کے نام سے مشہور تھا گھمسان کا رن پڑا، آخر کار اہل فارس کے لشکر کو ہزیمت ہوئی اور نرسی بھاگ گیا۔ مسلمان اس کے لشکر پر غالب آ کر اس کی زمین پر قابض ہو گئے اور مال غنیمت جمع کر لیا۔ ابوعبیدہ کو وہاں کھانے کی بہت چیزیں ملیں جنہیں عربوں میں تقسیم کر دیا گیا اور نرسیان کے باغ پر بھی قبضہ کر لیا گیا اور اس کی کھجوریں کسانوں کو بھی کھلائی گئیں اور اس کا پانچواں حصہ حضرت عمرؓ کو بھیجا گیا اور انہیں لکھا گیا ''اللہ نے ہمیں ایسے کھانے کھلائے جسے کسریٰ کا خاندان صرف اپنے لیے مخصوص رکھتا تھا۔ لہٰذا ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ لوگ ان کا مشاہدہ کر کے اللہ کے انعام و اکرام کا شکریہ ادا کریں۔'' ابوعبید وہیں مقیم ہو گئے۔

مثنیٰ کو بارو سما بھیجا، والقا کو زوابی کی طرف، عاصم کو نھر جوبر کی طرف روانہ کیا۔ انہوں نے دشمنوں کو جو وہاں جمع ہو گئے تھے، شکست دے دی، پھر ان علاقوں کو ویران کر دیا اور اہل زندورد وغیرہ کو گرفتار کر لیا۔ فروخ اور فراونداد نے اہل بارو سما، زوابی اور کسکر کی طرف سے جزیہ ادا کرنے کا وعدہ کیا تو ان کی بات منظور کر لی گئی اور صلح ہو گئی۔

فروخ اور فراونداد ابوعبید کے پاس انواع و اقسام کے کھانے اور حلوے لے کر آئے، وہ فرمانے لگے ''کیا تم نے فوج کی بھی ویسی ہی دعوت کی ہے۔'' وہ کہنے لگے کہ ''ہم اس کا انتظام نہیں کر سکے، تاہم ایسا کرنے والے ہیں۔'' وہ جالینوس کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ اس پر ابوعبید نے فرمایا، ''ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ابوعبید بہت برا آدمی ثابت ہوگا اگر وہ اپنے ملک کے لوگوں کے ساتھ رہ کر کوئی چیز اپنے لیے مخصوص کر لے۔ خدا کی قسم! جو تم لائے ہو میں ان میں سے کچھ بھی نہیں کھاؤں گا اور نہ اس میں سے کچھ کھاؤں گا جو اللہ نے مال غنیمت میں دیا ہو مگر اتنا ہی جو ان کے اوسط درجے کے افراد کھاتے ہوں۔ جب جالینوس کو شکست ہوئی تو اس موقعہ پر بھی لوگ کھانا لے کر آئے تو انہوں نے فرمایا ''میں مسلمانوں کو چھوڑ کر یہ نہیں کھاؤں گا۔'' وہ بولے ''آپ کے ساتھیوں میں سے ہر ایک نے یہی کھانا کھایا ہے۔'' اس وقت انہوں نے کھانا کھایا۔

واقعۂ جالینوس:

جب رستم نے جالینوس کو بھیجا تو اس نے حکم دیا کہ پہلے نرسی کے پاس جائے، پھر وہ ابوعبید سے جنگ کرے مگر اس سے پہلے ابوعبید نے نرسی کو شکست دے دی تھی، اس لیے وہ باقُسیاثا میں ٹھہرا،

Marfat.com

جو بارو سما کا ایک مقام ہے۔ ابو عبید سابقہ جنگی تیاری کے ساتھ اس کے مقابلے کے لیے گئے اور جنگ کر کے اسے شکست دے دی۔ جالینوس بھاگ گیا اور ابو عبید اس علاقے پر قابض ہو گئے۔ پھر وہ کوچ کر کے حیرہ آ گئے۔ حضرت عمرؓ نے انہیں یہ ہدایت کی تھی ''تم مکر و فریب، خیانت و جبر کی سرزمین کی طرف جا رہے ہو، تم ایسی قوم سے ملو گے جو برائی کرنے کے لیے دلیر ہو گئی ہے اور اسے سیکھ گئی ہے، وہ لوگ بھلائی کو بھلا بیٹھے ہیں اور اس سے بالکل ناواقف ہو گئے ہیں، اس لیے تم وہاں بہت ہوشیاری سے رہنا اور اپنی زبان کو محفوظ رکھنا اور اپنا راز کسی پر ظاہر نہ کرنا کیونکہ راز داری رکھنے والا جب تک راز کو محفوظ رکھتا ہے، تو گویا وہ قلعہ بند ہے۔ اس کو کوئی ناگوار صورت نہیں پیش آ سکتی، مگر جب وہ اسے ظاہر کر دیتا ہے تو خطرے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔''

ابو عبید کی شہادت:

جب جالینوس، رستم کے پاس اپنے ساتھیوں کو لے کر پہنچا تو رستم نے (لوگوں سے) پوچھا ''کونسا عجمی (سردار) عربوں کے لیے سخت ہے؟'' انہوں نے جواب دیا ''بہمن جاذویہ جو ذوالحاجب کے نام سے مشہور ہے۔'' اسے ذوالحاجب اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی دونوں پلکوں پر پٹیاں باندھتا تھا تاکہ انہیں از راہ غرور و تکبر اونچا رکھ سکے۔ بہر حال رستم نے اسے ہاتھیوں کے لشکر کے ساتھ روانہ کیا اور جالینوس کو بھی اس کے ساتھ بھیجا اور بہمن کو ہدایت کر دی تھی کہ ''اگر جالینوس دوبارہ شکست کھا کر بھاگے تو اس کی گردن اُڑا دو۔''

بہمن ''درفش کاویانی'' بلند کیے ہوئے، جو کسریٰ کا قومی جھنڈا تھا، روانہ ہوا۔ یہ علم چیتے کی کھال کا تھا جس کا عرض آٹھ گز اور طول بارہ گز کا تھا۔ وہ قُس ناطف ۱۶ میں فروکش ہوا اور ابو عبید مُروحہ ۱۷ میں اترے، ان کی زوجہ ام المختار نے یہ خواب دیکھا کہ ایک شخص آسمان سے ایک برتن لے کر اترا جس میں کوئی پینے کی چیز تھی، جسے ابو عبید اور ان کے ساتھیوں نے پی لیا۔ جب انہوں نے ابو عبید کو اس (خواب) سے مطلع کیا تو انہوں نے فرمایا ''ان شاء اللہ شہادت حاصل ہو گی۔'' انہوں نے لوگوں کو وصیت کی اور فرمایا ''اگر میں شہید ہو جاؤں تو فلاں امیر ہو، اگر وہ شہید ہو جائے تو فلاں ہو۔'' یہاں تک کہ آپ نے ان لوگوں کے نام لیے جنہوں نے اس برتن میں سے کچھ پیا تھا، پھر آپ نے فرمایا ''اگر وہ

Marfat.com

بھی شہید ہو جائیں تو مسلمانوں پر مثنیٰ امیر مقرر کیے جائیں۔"

بہمن جاذویہ نے کہلا بھیجا "یا تو آپ دریا کو عبور کر کے ہمارے پاس آجائیں اور ہم آپ کو عبور کرنے کی اجازت دیتے ہیں، یا آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم عبور کر کے آپ کے پاس آجائیں۔" لوگوں نے انہیں عبور کرنے سے منع کیا اور سلیط نے بھی انہیں منع کیا مگر ابو عبید نے اپنی رائے پر اصرار کیا اور ان کی رائے نہیں مانی، بلکہ یہ فرمانے لگے "وہ ہم سے زیادہ موت کا دلیری سے مقابلہ کرنے والے نہیں بن سکتے۔" لہٰذا انہوں نے ایک پل پر سے دریا کو عبور کیا جسے ابن صلوبا نے فریقین کے لیے تیار کرایا تھا۔

اب زمین اپنے لوگوں کے لیے تنگ ہو چکی تھی اور لڑائی شروع ہوئی، جب مسلمانوں کے گھوڑوں نے (دشمن) کے ہاتھیوں کو دیکھا اور ان گھوڑوں کو بھی دیکھا، کہ ان پر جھول پڑی ہوئی تھی تو انہیں ناگوار اور غیر مانوس منظر دکھائی دیا اور وہ آگے نہیں بڑھے۔ جب اہل فارس نے ہاتھیوں اور جھولدار گھوڑوں کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ کیا تو ان کے گھوڑے بھاگنے لگے اور صفیں درہم برہم ہو گئیں، پھر ایرانیوں نے مسلمانوں پر تیروں سے حملے کیے اس طرح مسلمانوں کے لیے معاملات نازک ہو گئے، لہٰذا ابو عبید اور ان کے سپاہی پاپیادہ ہو گئے اور پیدل چل کر دشمن پر تلوار سے حملہ کرنے لگے مگر ہاتھی جب کسی جماعت پر حملہ کرتے تھے تو اسے پیچھے دھکیل دیتے تھے۔ ایسی حالت میں ابو عبید نے للکار کر کہا "ہاتھیوں کو گھیر لو اور ان کے پیٹ چاک کر دو اور ان کے سواروں کو الٹ دو۔" خود انہوں نے سفید ہاتھی پر حملہ کر کے اس کا پیٹ چاک کر دیا اور اس کے سوار ان پر گر پڑے۔ دوسرے مسلمانوں نے بھی ایسا ہی کیا، انہوں نے کوئی ایسا نہیں چھوڑا جس کا سامان نہ گرایا گیا ہو اور اس کے سواروں کو قتل نہ کیا گیا ہو۔ ایک ہاتھی نے ابو عبید پر حملہ کیا تو انہوں نے اس پر تلوار کا وار کیا مگر ہاتھی نے ہاتھ سے پکڑ کر انہیں گرا دیا اور وہ گر پڑے، پھر ہاتھی نے انہیں اپنے پاؤں تلے روند ڈالا اور پھر ان پر کھڑا ہو گیا۔

جب لوگوں نے انہیں ہاتھی کے نیچے دیکھا تو ان کے دلوں میں دہشت پیدا ہو گئی، تاہم علم کو ان کے نامزد کردہ شخص نے فوراً اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اس ہاتھی پر حملہ کر کے اسے وہاں سے ہٹا دیا اور مسلمانوں نے ان کی لاش لے کر محفوظ کر لی مگر ہاتھی نے ابو عبید کے بعد کے امیر کو بھی شہید کر دیا، پھر بنو ثقیف کے سات افراد پے در پے علم بردار بن کر جنگ کرتے رہے اور شہید ہوتے رہے۔ آخر میں مثنیٰ نے علم سنبھالا مگر اس وقت مسلمان بھاگ چکے تھے۔ جب عبداللہ بن مرثد الثقفی نے ابو عبید اور ان کے

Marfat.com

خلفاء کا انجام اور لوگوں کی حالت دیکھی تو انہوں نے جلدی جا کر پل کو کاٹ دیا اور کہنے لگے "اے لوگو! تم بھی اس طرح شہید ہو جاؤ جس طرح تمہارے امراء شہید ہوئے ہیں یا فتح حاصل کرو۔"

مشرکوں نے مسلمانوں کا پل تک تعاقب کیا تو جو لوگ صبر نہ کر سکے وہ دریائے فرات میں کود پڑے اور جو صبر کر سکے وہ وہاں (ثابت قدم) رہے، اس وقت مثنیٰ اور مسلمانوں کے شہسوار دشمن کو روکتے رہے اور فرمانے لگے "میں تمہاری حفاظت کے لیے موجود ہوں، تم اطمینان کے ساتھ دریا کو عبور کرو، گھبرا کر اپنی جانوں کو ضائع مت کرو۔" اس جنگ میں عروہ بن زید الخیل اور ابو محجن ثقفی بہت بہادری کے ساتھ سے لڑے نیز ابو زید الطائی بھی عربوں کی حمایت میں جنگ کرتا رہا وہ عیسائی تھا اور حیرہ کسی کام سے آیا تھا (مگر مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں شریک ہو گیا۔)

مثنیٰ پکار کر کہہ رہے تھے، "جو عبور کرے گا وہ بچے گا۔" آخر میں چند دیہاتیوں نے آ کر پل باندھا اور لوگ (دریا کو) عبور کر کے چلے گئے۔ پل کے قریب جو آخری مسلمان شہید ہوا، وہ سلیط بن قیس انصاری تھے۔ پھر مثنیٰ مدافعت کرتے ہوئے دریا کو عبور کر گئے۔

جب مثنیٰ نے دریا کو عبور کیا تو اہل مدینہ ان سے منتشر ہو گئے اور ان کے پاس ایک قلیل تعداد باقی رہ گئی وہ خود بھی زخمی ہو گئے تھے اور ان کی زرہ کی ایک کڑی ان کے جسم میں گھس گئی تھی۔ حضرت عمرؓ کو اس شکست کا حال بہت شرمندگی کے ساتھ بتایا گیا۔ اس کا انہیں بہت رنج ہوا اور وہ فرمانے لگے "اے اللہ! ہر مسلمان میری طرف سے آزاد ہے۔ میں ہر مسلمان کا مددگار ہوں۔ اللہ ابو عبید پر رحم کرے، اگر وہ میرے پاس چلے آتے تو میں ان کو پناہ دیتا۔ مسلمانوں کے چار ہزار افراد ہلاک ہوئے جن میں سے کچھ شہید ہو گئے اور کچھ غرق ہو گئے۔ دو ہزار بھاگ گئے تھے، صرف تین ہزار مسلمان ان کے ساتھ رہ گئے تھے۔ ایرانیوں کے چھ ہزار مارے گئے۔

بہمن جاذویہ نے دریا کو عبور کر کے مسلمانوں کا تعاقب کرنا چاہا تھا مگر اس کو اطلاع ملی کہ اہل فارس میں باہمی اختلاف برپا ہے۔ اور لوگوں نے رستم کے برخلاف بغاوت کر کے معاہدے توڑ دیئے ہیں، اس طرح ان میں دو فریق ہو گئے ہیں۔ فُهلُوج، رستم کی حمایت میں ہیں اور اہل فارس، فیرزان کے ساتھ ہیں۔ اس لیے وہ مدائن لوٹ گیا۔

یہ واقعہ ماہ شعبان میں ہوا، اس جنگ میں مندرجہ ذیل حضرات شہید ہوئے۔ قبطی بن قیس

Marfat.com

کے دونوں فرزند عقبہ اور عبداللہ، یہ دونوں جنگ اُحد میں شریک تھے۔ ان کے ساتھ ان کا بھائی عباد بھی شہید ہوا، جو جنگ اُحد میں شریک نہ تھا۔ قیس بن السکن بن قیس جو زید انصاری کے والد تھے، وہ بدری تھے۔ یزید بن قیس بن حطیم الانصاری، وہ جنگ اُحد میں شریک تھے۔ ابو امیہ الفزاری، یہ بھی صحابی تھے۔ حکم بن مسعود جو ابوعبید کے بھائی تھے۔ ان کے فرزند جبر بن الحکم بن مسعود۔

اُلّیس صغریٰ کا واقعہ:

ذوالحاجب واپس چلا گیا مگر جابان اور مردان شاہ کو ان باتوں کا علم نہ ہو سکا، لہٰذا وہ مسلمانوں کا راستہ روکنے کے لیے نکلے۔ مثنیٰ کو بھی ان کی کارستانی کا علم ہو چکا تھا، اس لیے انہوں نے فوج پر عاصم بن عمرو کو اپنا قائم مقام بنایا اور خود گھوڑ سواروں کے ایک دستہ کو لے کر ان کے مقابلے کے لیے نکلے۔ ان دونوں نے یہ خیال کیا کہ مثنیٰ بھاگ رہے ہیں، اس لیے ان کا راستہ روک لیا، اس پر مثنیٰ نے ان کو گرفتار کر لیا اور اہل الّیس ان کے ساتھیوں کو پکڑ کر لے آئے۔ مثنیٰ نے مقامی باشندوں کو ذمّی بنا لیا اور ان دونوں سرداروں اور قیدیوں کو قتل کرا دیا۔ ابو محجن اُلّیس سے بھاگ گئے اور وہ مثنیٰ کے ساتھ واپس نہیں آئے۔

واقعہ بُوَیب:

حضرت عمرؓ کو جب ابوعبید کی شہادت کے واقعات معلوم ہوئے تو انہوں نے لوگوں کو مثنیٰ کی امداد کے لیے آمادہ کیا اور اس سلسلہ میں قبیلہ بجیلہ کو بھی دعوت دی تھی، بلکہ انہیں حکم دیا تھا کہ، وہ جریر بن عبداللہ کے پاس جمع ہو جائیں، کیونکہ وہی اپنے قبائل کو اکٹھا کر رہے تھے، اس سے پیشتر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بھی اپنے قبیلے کو اکٹھا کرنے کی درخواست کی تھی اور آپ نے وعدہ فرما لیا تھا اور جب ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو اس وقت بھی انہوں نے حضرت صدیق اکبرؓ سے وعدہ نبوی کے ایفاء کا مطالبہ کیا تھا، مگر وہ وعدہ پورا نہیں کر سکے تھے۔ جب اپنے حکام کو لکھا کہ جس شخص کا عہد جاہلیت میں قبیلہ بجیلہ سے تعلق ہو اور اسلامی عہد میں بھی اس کا یہ تعلق باقی رہے تو اسے جریر کے پاس بھیج دیا جائے۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں جب یہ سب لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے عراق جانے کی صورت میں انہیں یہ رعایت دی کہ انہیں پانچویں حصہ کا چوتھائی ملے گا، اس پر وہ جانے کے لیے

Marfat.com

رضا مند ہو گئے اور آپ نے انہیں مثنیٰ کے پاس بھیج دیا۔ نیز عصمہ بن عبداللہ الضبی کو بھی امدادی کمک میں حضرت مثنیٰ کی طرف روانہ کیا اور جو مرتد مسلمان ہو گئے تھے، انہیں بھی لکھا چنانچہ ان میں سے جو کوئی آیا اسے مثنیٰ کے پاس بھیجا گیا۔ مثنیٰ نے بھی اردگرد کے عرب علاقوں میں قاصد بھیجے تھے لہٰذا لوگ بڑی تعداد میں وہاں پہنچ گئے ان میں سے انس بن ہلال النمری بھی قبیلہء نمر کے عیسائیوں کی بڑی تعداد کو لے کر آیا۔ وہ لوگ کہنے لگے "ہم بھی اپنی قوم کے ساتھ مل کر جنگ کریں گے۔"

جب رستم اور فیرُزان کو خبر ملی تو ان دونوں نے مہران ہمدانی کو حیرہ کی طرف بھیجا۔ مثنیٰ کو جب وہ قادسیہ اور خفان کے درمیان پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے، یہ خبر ملی تو وہ فرات بادقلی میں گھس گئے۔ انہوں نے جریر، عصمۃ اور تمام فوجی افسروں کو جو امدادی کمک لے کر آئے تھے، حالات سے آگاہ کیا بلکہ انہیں ہدایت کی کہ وہ بویب پہنچ جائیں کیونکہ وہی سب کے جمع ہونے کا مقام تھا۔ جب وہ بویب حضرت مثنیٰ کے پاس پہنچ گئے تو ان کے مقابلے کے لیے مہران دریائے فرات کے پرے صف آرا تھا۔ مسلمان بویب کے مقام پر صف آرا ہو گئے جس کے قریب کوفہ کا شہر بعد میں تعمیر ہوا تھا۔

مہران نے مثنیٰ کو کہلا بھیجا "یا تو آپ دریا پار کر کے آئیں ورنہ ہم پار کر کے آتے ہیں۔" مثنیٰ نے کہلا بھیجا "آپ عبور کیجیے۔" جب مہران دریائے فرات کو عبور کر کے اس کے کنارے صف آرا ہو گیا تو مثنیٰ نے بھی صف بندی کی۔ اس وقت رمضان المبارک کا مہینہ تھا مگر انہوں نے لوگوں کو روزہ افطار کرنے کا حکم دیا تاکہ دشمن کے مقابلے میں اپنی طاقت کو برقرار رکھ سکیں۔ اس لیے انہوں نے روزے نہیں رکھے۔ مثنیٰ کے دونوں پہلوؤں پر بشیر الخصاصیہ اور بُسر بن ابورُھم تھے اور ان سواروں پر مذعور تھے۔ مہران کے دونوں پہلوؤں میں حیرہ کا رئیس ابن ازاذبہ اور مردان شاہ تھے۔ ایرانیوں نے تین صفیں بنا کر مقابلہ کیا۔ ہر صف میں ہاتھی تھے ان کی پیدل فوج ہاتھیوں کے آگے تھی، جو بہت شور و غل برپا کر رہے تھے۔ مثنیٰ نے مسلمانوں سے فرمایا "جو آوازیں تم سُن رہے ہو وہ بزدلی کی نشانی ہیں۔ لہٰذا خاموش رہو۔"

اتنے میں ایرانی مسلمانوں کے قریب آ گئے۔ مثنیٰ اپنی صفوں میں گھوم کر انہیں ہدایات دے رہے تھے۔ وہ اپنے گھوڑے شموس پر سوار تھے، اسے شموس اس لیے کہا جاتا تھا کہ وہ نرم تھا اور وہ صرف جنگ کے موقع پر اس پر سوار ہوتے تھے۔ یہ ہر دستے کے علم کے پاس کھڑے ہو کر انہیں جنگ کے لیے آمادہ کرتے اور جوش دلاتے تھے اور ہر ایک سے یہ کہتے تھے "مجھے امید ہے کہ تمہاری طرف سے آج

Marfat.com

لوگوں پر مصیبت نازل نہیں ہوگی۔ خدا کی قسم! مجھے آج صرف اسی چیز سے خوشی حاصل ہوگی جس سے عام لوگ خوش ہوں گے۔'' وہ لوگ بھی اس قسم کے الفاظ کہتے تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ انہوں نے اپنے قول وفعل میں لوگوں کے ساتھ انصاف برقرار رکھا اور لوگوں کی خوشی اور رنج میں ان کے شریک رہے، اس وجہ سے کسی کو ان کے قول وفعل پر نکتہ چینی کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

مثنیٰ نے مسلمانوں کو یہ ہدایات دے رکھی تھیں ''میں تین دفعہ نعرہ تکبیر بلند کروں گا، اس عرصہ میں تیار ہوجاؤ اور چوتھی دفعہ نعرۂ تکبیر بلند کرنے پر حملہ کردو۔'' مگر جب انہوں نے پہلی دفعہ نعرۂ تکبیر کہا تو اہل فارس نے جلدی میں حملہ کردیا۔ اتنے میں مثنیٰ نے قبیلہ بنو عجل کی صفوں میں انتشار دیکھا تو اپنی داڑھی ہلا کر انہیں پیغام بھیجا ''امیر تمہیں سلام کہہ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ آج کے دن مسلمانوں کو رسوا نہ کرو۔'' انہوں نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنی صفیں درست کرلیں۔ امیر یہ دیکھ کر خوشی سے ہنسنے لگے۔

جب جنگ نے طول پکڑا اور سنگین ہوتی گئی تو مثنیٰ نے انس بن ہلال النمری سے کہا ''گو تم ہمارے مذہب کے پیرو نہیں ہو، مگر تم بھی عرب ہو، لہٰذا جب مہران پر حملہ کرو تو ہمارے ساتھ حملہ کرنا۔'' اس نے یہ بات مان لی۔ مہران پر حملہ کرکے انہیں وہاں سے ہٹا دیا یہاں تک کہ وہ اس کے دائیں پہلو (میمنہ) میں گھس گئے، پھر ان کے ساتھی اہل فارس سے گتھم گتھا ہوگئے اور فریقین کے قلب (مرکزی فوج) کا مقابلہ ہوا، یہاں تک کہ بہت گرد وغبار بلند ہونے لگا۔ اس عرصے میں فریقین کی بازوؤں کی فوجیں اس طرح مصروف جنگ رہیں کہ نہ تو مسلمانوں کی اور نہ مشرکوں کی فوجیں اپنے اپنے سالاروں کی امداد کے لیے پہنچ سکیں۔ اس جنگ میں مثنیٰ کے بھائی مسعود اور مسلمانوں کے چند فوجی افسر شہید ہوگئے، جب مسعو گر پڑے تو ان کے ساتھی گھبرائے، مگر انہوں نے کہا ''اے بکر کے لوگو! تم اپنے علم بلند رکھو، اللہ تمہیں سربلند رکھے گا اور میری شہادت سے خوف زدہ نہ ہوجاؤ۔'' مثنیٰ نے بھی یہ کہہ رکھا تھا ''جب تم دیکھو کہ ہم شہید ہورہے ہیں تو جنگ کو مت چھوڑنا، اپنی صفوں کو درست رکھنا، بلکہ اپنے قریب کے لوگوں سے فائدہ اٹھانا۔''

اس اثناء میں مسلمانوں نے مشرکوں کی مرکزی فوج (قلب) کو قتل کردیا اور قبیلہ تغلب کا عیسائی لڑکا مہران کو قتل کرکے اس کے گھوڑے پر چڑھ بیٹھا، بعد میں مثنیٰ نے اس کے اسلحہ اور ساز و سامان کو اس لڑکے کے سواروں کے افسر کو دے دیا، اس وقت وہ تغلبی لڑکا اپنے گھوڑسواروں کو اپنے ساتھ لے آیا تھا اور وہ بھی عربوں کے ساتھ جنگ میں شریک ہوگئے تھے۔ آخر کار مثنیٰ نے مشرکوں کے

Marfat.com

قلب (مرکزی لشکر) کو بالکل فنا کر دیا۔

فریقین کے بازوؤں کی فوجیں ایک دوسرے سے جنگ کر رہی تھیں مگر جب مسلمانوں نے دیکھا کہ ان کے امیر نے ان کے قلب کا خاتمہ کر کے وہاں کی فوجوں پر بہت زور سے حملہ کر دیا اور عجمیوں کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ مثنیٰ اور مسلمان مرکز میں ان کی فتح و نصرت کے دعا کر رہے تھے اور ان کے لیے امدادی فوج بھیج رہے تھے، وہ بار بار فرما رہے تھے ''تم اللہ کی مدد کرو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔'' آخر کار مسلمانوں نے ایرانیوں کو شکست دے دی۔

مثنیٰ اس وقت سب سے پہلے پل کی طرف پہنچ گئے اور اہل عجم کے راستہ کو روک کر کھڑے ہو گئے، اس لیے وہ الگ ہو کر چڑھنے اور اترنے لگے، اتنے میں مسلمان سوار بھی وہاں پہنچ گئے اور انہیں گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا، یہاں تک کہ وہاں لاشوں کے انبار لگ گئے، چنانچہ ایرانیوں اور مسلمانوں کے درمیان اس سے زیادہ یادگار کوئی معرکہ نہ تھا۔ کیونکہ اس جنگ کے مقتولوں کی ہڈیاں وہیں باقی رہیں۔ مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ بیان کی جاتی ہے۔ اس جنگ کو ''یوم الاعشار'' کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے کیونکہ اس جنگ میں ایسے لوگوں کی تعداد سو تھی جن میں ہر ایک نے دس دس آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ حضرت عروہ بن زید الخیل ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے نو آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ غالب الکنانی اور عرفجہ الازدی بھی اسی زمرہ میں شامل تھے۔

مشرک سکون کے موجودہ مقام اور دریائے فرات کے کنارے کے درمیان مقتول ہوئے۔ مسلمان ان کا رات تک تعاقب کرتے رہے۔ حضرت مثنیٰ پل روک کر قتل کرنے پر بعد میں پشیمان ہوئے، وہ کہتے تھے ''کمزور لوگوں کو اللہ نے جنگ کے نقصان سے بچانا چاہا مگر میں نے پہلے جا کر پل پر سے انہیں عاجز بنا دیا اور انہیں تکلیف پہنچائی لہٰذا اے لوگو! تم اس واقعہ کا اعادہ نہ کرنا کیونکہ یہ لغزش تھی اور یہ مناسب نہیں ہے کہ جو مقابلہ کرنے کی سکت نہ رکھتے ہوں، انہیں تنگ کیا جائے۔''

(اس جنگ میں) کچھ زخمی مسلمان فوت ہو گئے تھے جن میں مثنیٰ کے بھائی حضرت مسعود اور خالد بن ہلال بھی شامل تھے۔ حضرت مثنیٰ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور فرمانے لگے ''خدا کی قسم! مجھے اس بات سے سکون حاصل ہوتا ہے کہ انہوں نے صبر کیا اور وہ بویب کی جنگ میں شریک ہوئے اور اس سے انکار نہیں کیا۔'' اس جنگ میں مسلمانوں کو بھیڑ، بکری، گائے اور آٹے کے ذخائر دستیاب ہوئے۔

Marfat.com

وہ ان لوگوں کے اہل وعیال کے پاس بھیجے مدینہ سے آئے تھے اور قوادس میں مقیم تھے۔ حضرت مثنیٰ نے سواروں کو اہل عجم کے تعاقب میں بھیجا تھا، وہ سیب تک پہنچے اور قیدی، گائے، مویشی اور ہر قسم کا مال غنیمت بکثرت حاصل کیا، جسے انہوں نے انہی میں تقسیم کر دیا اور شہر والوں کو بھی مال غنیمت دیا گیا اور قبیلہ بجیلہ کو خمس کا چوتھا حصہ دیا گیا۔

اس فوج نے جو شکست خوردہ ایرانیوں کے تعاقب میں گئی تھی، اپنی خیریت کی اطلاع حضرت مثنیٰ کو دی اور پیغام بھیجا کہ چونکہ ایرانیوں کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے، اس لیے انہیں آگے بڑھنے کی اجازت دی جائے، لہٰذا انہیں اجازت مل گئی اور وہ لوگ غارت گری کرتے ہوئے ساباط تک پہنچ گئے، مگر وہاں کے باشندے قلعہ بند ہو گئے تھے، اس لیے انہوں نے دیہاتوں پر حملہ کیا اور پھر دریائے دجلہ تک عراق کے دیہاتی علاقوں کو روندتے رہے، راستے میں انہیں کوئی روکنے والا نہ ملا اور نہ کوئی مقابلہ ہوا۔ اہل عجم کی فوجیں واپس چلی گئی تھیں اور انہوں نے دجلہ کے پیچھے کا علاقہ چھوڑ دیا تھا۔

خنافس اور بغداد کی منڈیوں پر حملہ

مثنیٰ نے حیرہ پر بشیر بن خصاصیہ کو جانشین بنایا اور خود عراق کے علاقہ میں گھومنے لگے انہوں نے میسان اور دست میسان کی طرف فوجیں بھیجیں اور خود اُلیس میں مقیم ہوئے (جو انبار کا ایک گاؤں تھا) یہ جنگ انبار اور اُلیس کی آخری جنگ کہلاتی ہے۔ مثنیٰ کے پاس دو اشخاص آئے، ان میں سے ایک حیرہ کا باشندہ تھا جس نے خنافس کی منڈی کی خبر پہنچائی۔ حضرت مثنیٰ نے پوچھا ''ان دونوں میں کونسی منڈی پہلے آتی ہے؟'' انہوں نے کہا ''ان دونوں کے درمیان کئی دنوں کا فاصلہ ہے۔'' پھر پوچھا ''ان میں سے کس جگہ جلد پہنچ سکتے ہیں؟'' وہ کہنے لگے ''خنافس کی منڈی پہلے آتی ہے، جہاں ایرانی شہروں اور عراق کے تاجر جمع ہوتے ہیں اور ربیعہ اور قضاعہ کے لوگ ان کا پہرہ دیتے ہیں۔''

مثنیٰ (ان کے مشورہ کے مطابق) سوار ہو کر روانہ ہوئے اور عین اس دن جبکہ ان کی منڈی لگ رہی تھی، ان پر حملہ کر دیا، وہاں ربیعہ اور قضاعہ کے دو گھوڑ سوار پہرہ دے رہے تھے۔ قضاعہ کے دستے کا سردار، رومانس بن وبرہ اور ربیعہ کے دستے کا سردار سلیل بن قیس تھا۔ یہ لوگ پہرہ دار تھے، لہٰذا منڈی کو بھی لوٹ لیا گیا اور پہرے داروں کا سامان بھی چھین لیا گیا، پھر وہاں سے لوٹ کر وہ انبار آئے۔ پہلے

Marfat.com

پہل وہاں کے باشندے قلعہ نشین ہو گئے تھے۔ مگر جب انہوں نے پہچانا تو وہ اتر کر آئے اور (مویشیوں کے لیے) چارہ اور زادراہ پیش کیا، ان کے ذریعے بغداد کی منڈی کے لیے راہبر بھی حاصل کیے گئے۔

مثنیٰ نے انبار کے زمیندار پر یہی ظاہر کیا کہ وہ مدائن کا قصد کر رہے ہیں، وہاں سے وہ بغداد کی طرف روانہ ہوئے اور صبح سویرے ان کی منڈیوں میں پہنچ کر انہیں تہہ تیغ کر دیا اور جس قدر چاہا (مال ومتاع) لیا۔ حضرت مثنیٰ نے یہ ہدایت دے رکھی تھی کہ ہر چیز میں سے صرف سونا چاندی اور ریشمی سامان لیا جائے۔

وہاں سے فارغ ہو کر وہ انبار کے قریب نھر السالحین پر اترے۔ جہاں انہوں نے اپنے ساتھیوں کو یہ کہتے ہوئے سنا ''اب دشمن ہماری تلاش میں جلدی نہیں کر رہا ہے۔'' اس پر وہ ان سے مخاطب ہوتے ہوئے بولے ''اللہ کا شکر کرو اور اس سے عافیت کے طلبگار بنو اور نیکی اور تقویٰ کے ساتھ سرگوشیاں کیا کرو اور گناہ وظلم کی سرگوشی نہ کیا کرو۔ پہلے معاملات پر اچھی طرح غور کیا کرو پھر ان کا اندازہ لگا کر لب کشائی کرو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک کوئی مخبر ان کے شہر میں نہیں پہنچا ہے اور اگر پہنچا بھی ہوگا تو ان پر اس قدر رعب طاری ہے کہ وہ ہمارے تعاقب کی جرأت نہیں کر سکتے کیونکہ غارت گری کی دہشت دلوں کو کمزور کر دیتی ہے اور (اس کی خبریں) صبح سے شام تک پھیل جاتی ہیں اور اگر ان کے حمایتی تمہارا تعاقب بھی کریں تو وہ تمہیں پکڑ نہیں سکتے، کیونکہ تم دریائے فرات پر ہو اور اپنے لشکر میں (جلد) پہنچ جاؤ گے اور اگر وہ تمہیں پکڑ بھی لیں تو اس صورت میں ہم ان سے طلب ثواب اور فتح کی امید میں جنگ کریں گے۔ بہر حال اللہ پر بھروسہ کرو اس سے حسن ظن رکھو کیونکہ اس نے تمہیں بہت سے موقعوں پر کامرانی عطا کی ہے۔''

پھر وہ انہیں لے کر انبار چلے گئے۔ ان کے پیچھے جو مسلمان فوج باقی رہ گئی تھی وہ عراق کی سرزمین روندرہی تھی۔ وہ کسکر اور فرات کے زیریں حصوں سے لے کر مشقب اور عین التمر تک نیز فلالیج کی اراضی تک غارت گری کر رہے تھے۔ اس وقت مثنیٰ انبار میں تھے۔

جب مثنیٰ بغداد سے انبار واپس آئے تو انہوں نے مضارب العجلی کو ایک فوجی دستہ دے کر کباث بھیجا، وہاں کا رئیس فارس العناب التغلبی تھا، اس کے بعد خود حضرت مثنیٰ بھی وہاں پہنچ گئے اور ان کے ساتھ مل گئے۔ جب وہ کباث پہنچے تو دیکھا وہاں کے باشندے فارس العناب کے زیر قیادت اس بستی کو چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ مسلمان بھی ان کے پیچھے روانہ ہوئے اور آخر میں انہیں پکڑ لیا اور ان کی

Marfat.com

پچھلی صفوں کا صفایا کردیا، اس طرح ان کے بہت سے لوگ تہہ تیغ ہوئے۔ جب وہ انبار واپس آ گئے تو حضرت مثنیٰ نے فرات بن حیان التغلبی اور عتیبہ بن النھاس کو روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ صفین کے مقام پر قبائل تغلب پر حملہ کریں اور حضرت مثنیٰ بھی وہاں پہنچ گئے اور فوج پر اپنا نائب عمرو بن ابو سلمیٰ ھُجیمی کو مقرر کیا۔ جب وہ صفین کے قریب پہنچے تو جو لوگ وہاں تھے، وہ سب بھاگ گئے اور دریائے فرات کو عبور کر کے جزیرہ کے علاقہ میں پہنچ گئے تھے، اس عرصے میں حضرت مثنیٰ اور ان کے ساتھیوں کے پاس جو زادِ راہ تھا وہ سب ختم ہو گیا تو انہوں نے ضروری سواری کے جانوروں کو چھوڑ کر باقی تمام سواری کے جانوروں کو (ذبح کر کے) کھالیا۔ یہاں تک کہ وہ ان کی کھالیں تک بھی کھا گئے۔

پھر انہوں نے اہل دبا ۱۸؍ وحوران کے ایک تجارتی قافلے کو پکڑ لیا، ان لوگوں کو قتل کر کے انہوں نے بنو تغلب کے تین راہنماؤں کو پکڑ لیا اور تمام قافلے پر قبضہ کر لیا اور ان رہبروں سے کہا ''ہمیں راستہ بتاؤ'' ان میں سے ایک نے کہا ''اگر میرے اہل وعیال اور جان و مال کی پناہ دی جائے تو قبیلۂ بنی تغلب کا میں راستہ بتا سکتا ہوں۔'' حضرت مثنیٰ نے اسے پناہ دی اور وہ ان کے ساتھ دن بھر چلتا رہا۔

شام کے وقت دشمن پر اس وقت حملہ کیا گیا جبکہ مویشی پانی پی کر واپس آ رہے تھے اور وہاں کے لوگ گھروں کے صحنوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جو لڑنے والے افراد تھے انہیں قتل کیا گیا اور ان کے اہل وعیال کو قید کر لیا گیا اور ان کے مال و متاع پر قبضہ کر لیا گیا۔

تغلب کا یہ قبیلہ بنو ذوالرُّوَیحلہ تھا۔ لہٰذا قبیلہء ربیعہ کے جو لوگ حضرت مثنیٰ کے ساتھ تھے، انہوں نے مالِ غنیمت کے اپنے حصے میں سے قیدیوں کو خرید کر آزاد کیا کیونکہ ربیعہ کا قبیلہ عہد جاہلیت میں بھی، جبکہ اہل عرب قیدیوں کو لونڈی غلام بنا لیتے تھے، قیدیوں کو غلام نہیں بناتے تھے۔

مثنیٰ کو معلوم ہوا کہ اہل ملک کے بیشتر لوگ دریائے دجلہ کے کنارے جارہ کی خاطر جمع ہیں لہٰذا وہ روانہ ہوئے ان کے دونوں بازوؤں پر نعمان بن عوف شیبانی اور مطر شیبانی تھے۔ اور ان کے ہراول دستے پر حذیفہ بن محصن الغلفانی تھے اور وہ سب ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے آخر کار انہیں تکریت کے مقام پر جا پکڑا۔ وہاں انہیں خاطر خواہ مویشی حاصل ہوئے۔ حضرت مثنیٰ خود انبار واپس آ گئے مگر عتیبہ، فرات اور ان کے ساتھی آگے بڑھے اور انہیں صفین پر چھاپہ مارا وہاں نمر اور تغلب کے قبائل ایک دوسرے کی مدد کر رہے تھے، مگر مسلمانوں نے حملہ کر کے ان کے کچھ حصہ کو پانی میں پھینک

Marfat.com

دیا۔ وہ الغرق الغرق پکارنے لگے مگر عتیبہ اور فرات لوگوں کو اکسا رہے تھے اور پکار کر کہہ رہے تھے ''جلانے کا بدلہ ڈبونا ہے۔'' ان الفاظ کے ذریعے وہ انہیں وہ دن یاد دلا رہے تھے جب بنو تغلب نے بنو بکر بن وائل کی ایک جماعت کو ایک جنگل میں جلا ڈالا تھا۔

دشمن کو غرق کرنے کے بعد وہ حضرت مثنیٰ کے پاس واپس آ گئے۔ جب حضرت عمرؓ کو اس واقع کی خبر ملی تو انہوں نے عتیبہ اور فرات کو بلا بھیجا اور ان سے دریافت کیا کہ ان الفاظ سے ان کی کیا مراد تھی۔ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے یہ الفاظ ضرب المثل کے طور پر کہے تھے۔ ان کے ذریعے جاہلیت کا انتقام لینا مقصود نہ تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس بات پر حلف اٹھوانے کے بعد مثنیٰ کی طرف واپس کر دیا۔

جنگ قادسیہ کے اسباب:

جب اہل فارس کو عراق میں مسلمانوں کے کارناموں کا علم ہوا تو انہوں نے رستم اور فیرزان سے جو اہل فارس کے سردار تھے، کہا ''تم دونوں آپس میں اختلاف کرتے رہو، یہاں تک کہ تم دونوں نے اہل فارس کو کمزور کر کے دشمن کے حوصلے بڑھا دیے ہیں، اب معاملہ اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ اگر ہم تمہیں اس حالت پر رہنے دیں تو ایران تباہ ہو جائے گا۔ کیونکہ بغداد، ساباط اور تکریت کے بعد اب مدائن رہ گیا ہے لہٰذا اگر تم دونوں متفق نہیں ہو سکے تو ہم پہلے تمہیں ہلاک کریں گے، اس کے بعد خود ہلاک ہو کر سکون حاصل کریں گے۔''

(یہ حالت دیکھ کر) رستم اور فیرزان نے کسریٰ کی بیٹی بوران سے کہا ''تم ہمیں کسریٰ کی بیویوں اور اس کی لونڈیوں، نیز آل کسریٰ کی بیویوں اور لونڈیوں کے نام لکھوا دو۔'' اس نے ایسا ہی کیا۔ پھر ان سب کو جمع کر کے ان پر سختی کی گئی تا کہ وہ کسریٰ کے کسی فرزند نرینہ کا پتہ بتائیں، مگر کسی کے پاس کوئی فرزند نرینہ نہ تھا، البتہ ایک عورت نے کہا ''کسریٰ کے خاندان کا صرف ایک لڑکا باقی رہ گیا ہے جس کا نام یزدگرد ہے۔ وہ شہریار بن کسریٰ کا فرزند ہے اور اس کی والدہ بادوریا کی رہنے والی ہے۔ اسے بلوایا گیا اور اس سے اس کے لڑکے کا مطالبہ کیا گیا، تو معلوم ہوا کہ جب شیری نے ان خواتین کو بلوا کر ان کے نرینہ فرزندوں کو قتل کرا دیا تو اس وقت اس کی والدہ نے اس لڑکے کو اس کی ننھیال بھجوا دیا تھا، اس لیے جب اس سے پوچھا گیا تو اس نے پتا بتایا اور وہ اس کو لے آئے اور اسے بادشاہ بنا دیا۔

Marfat.com

اس وقت اس کی عمر اکیس سال تھی، اس طرح اس کی بادشاہت پر سب متفق ہو گئے اور اب اہل فارس نے اطمینان کا سانس لیا اور ان کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ یہاں تک کہ تمام زمیندار اور حکام اس بادشاہ کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے اور اس کے ساتھ تعاون کرنے کے لیے تیار ہو گئے اس لیے ہر فوجی چوکی اور سرحدوں پر فوج بھیجی نیز حیرہ، انبار اور ابلہ وغیرہ کی طرف بھی فوج بھیجی گئی۔

مثنیٰ اور مسلمانوں کو بھی اس کی خبر معلوم ہو گئی تھی لہٰذا انہوں نے حضرت عمرؓ کو اہل عراق کی سرگرمیوں سے آگاہ کیا، ابھی حضرت عمرؓ کے پاس یہ خط پہنچنے نہیں پایا تھا کہ سب اہل عراق نے بغاوت کر دی، یعنی وہ سب جنہوں نے وعدہ کیا ہو یا نہ کیا ہو، باغی ہو گئے۔

مثنیٰ وہاں سے نکل کر ذوقار میں مقیم ہوئے اور دوسرے لوگ ایک ہی لشکر میں طف کے مقام پر اترے۔ جب مثنیٰ کا خط حضرت عمر کے پاس پہنچا تو وہ فرمانے لگے "خدا کی قسم! میں عجم کے بادشاہوں کا مقابلہ عربوں کے امراء اور بادشاہوں سے کراؤں گا۔" چنانچہ ہر رئیس، شریف، معزز، عقلمند، خطیب اور شاعر کو ان کے مقابلہ کے لیے بھیج دیا گیا، اس طرح تمام ممتاز اور اکابر حضرات کو تیار کر لیا گیا۔

حضرت عمرؓ نے مثنیٰ اور ان کے ساتھیوں کو تحریری حکم دیا کہ وہ عجمی علاقوں سے نکل آئیں اور ان کے قریب کے علاقوں میں جہاں پانی ہو، قیام کریں، نیز ربیعہ و مضر اور ان کے حلیفوں میں سے جو بہادر اور شہسوار ہوں، ان سب کو بھرتی کر لیں، خواہ وہ خوشی سے اس کے لیے تیار ہوں یا ان سے زبردستی کی جائے۔ یہ لوگ جل ۱۹ و شراف ۲۰ کے مقام سے لے کر غضی تک، جو بصرہ کا پہاڑ ہے، پھیلے ہوئے تھے نیز سلمان میں بھی مقیم تھے۔ وہ ایک دوسرے کی نگرانی اور مدد کرتے تھے۔ یہ واقعہ ذوالقعدہ ۱۳ھ کا تھا۔

اس سال ماہ ذوالحجہ میں جب حضرت عمرؓ حج کے لیے روانہ ہوئے، تو انہوں نے ممالک عرب میں اپنے حکمرانوں کو تحریر کیا کہ جو لوگ بہادر شہسوار اور مسلح ہوں یا اہل بصیرت ہوں، انہیں عراق بھیج دیا جائے، اس لیے جو لوگ عراق اور مدینہ کے درمیان نصف راستے پر تھے، وہ حضرت عمرؓ کے پاس اس وقت مدینہ میں پہنچے جبکہ آپ حج سے واپس آ گئے تھے، مگر جو لوگ عراق کی سرحد کے قریب تھے وہ براہ راست مثنیٰ کے پاس پہنچ گئے اس طرح عربوں کی فوجی امداد حضرت عمرؓ کے پاس پہنچنے لگی۔

اس سال حضرت عمرؓ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا بلکہ اپنے عہد خلافت کے ہر سال حج کرتے رہے۔ مکہ معظمہ کے حاکم اس سال عتاب بن اسید تھے، جیسا کہ ایک روایت میں مذکور ہے۔

Marfat.com

طائف کے حاکم عثمان بن ابوالعاص تھے، یمن کے حاکم یعلی بن منیہ، عمان اور یمامہ کے حاکم حذیفہ بن محصن تھے، بحرین کے حکمران علاء بن الحضرمی تھے، شام کے قائد ابوعبیدہ بن الجراح تھے، کوفہ کی سرحد اور عراق کی مفتوحہ زمین کے نگراں مثنیٰ بن الحارثہ تھے۔ اور یہ بیان کیا جاتا ہے کہ عہد فاروقی میں حضرت علیؓ بن ابوطالب قاضی تھے۔

وفیات

☆اس سال رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ابوکبشہ کی وفات ہوئی۔ ایک روایت کے مطابق ان کی وفات اس سے پہلے ہوئی۔ ☆ نیز حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں سہل بن عمرو اور ان کے بھائی ☆ سہیل کی وفات ہوئی، یہ دونوں فتح مکہ کے موقعہ پر اسلام لائے تھے۔ ☆ انہی کے عہد خلافت میں حضرت صعب بن جثامہ لیثی فوت ہوئے۔ ☆ ان کے آغاز خلافت میں ان کے فرزند عبداللہ بن ابوبکرؓ کی وفات ہوئی۔ وہ طائف کے محاصرہ کے موقعہ پر زخمی ہو گئے تھے، پھر جب ان کا زخم عود کر آیا تو وہ وفات پا گئے۔ ☆ جس دن حضرت ابوبکرؓ کی وفات ہوئی اس دن حضرت ارقم بن ابی ارقم فوت ہوئے۔ یہ وہ صحابی تھے جن کے گھر میں آغاز نبوت کے وقت رسول اللہ ﷺ پوشیدہ ہوئے تھے۔

حواشی و حوالہ جات:

1. دائن، فلسطین کے علاقے غزہ کے قریب ایک علاقہ۔
2. ارک، تدمر کے قریب ایک چھوٹا سا شہر تھا۔ یہ درختوں کی کثرت اور زیتون کی پیداوار کے لیے مشہور تھا۔ (معجم البلدان، ج۱، ص۱۵۳)
3. قریتین، حمص کا ایک بڑا قریہ تھا۔
4. حُوارین، حمص کا نواحی قصبہ۔
5. قُصم، نواح عراق میں بادیہ شام کے قریب ایک موضع۔
6. یرموک، شام کے ایک دریا کا نام ہے، جو دریائے اُردن اور بحر مردار (Dead Sea) سے مل جاتا

Marfat.com

ہے۔اس سے تقریباً ۳۰،۴۰میل کے فاصلے پر واقوصہ کا مقام ہے جہاں رومیوں کی لشکر گاہ قائم تھی۔

۷ سورہ یوسف:۱۰۱۔

۸ طبری میں تیم بن مُرّہ بن کعب بن لوئی ہے۔

۹ سورہ ق،آیت ۱۹۔

۱۰ حضرت عمرؓ،حضرت ابو بکرؓ کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ وہ منبر کی اُس سیڑھی پر بیٹھے جس پر حضرت ابو بکرؓ قدم رکھا کرتے تھے۔اس سے قبل حضرت ابو بکرؓ رسول اللہ ﷺ کے احترام میں اُس سیڑھی پر بیٹھتے تھے جس پر رسول اللہ ﷺ قدم رکھا کرتے تھے۔

۱۱ نمارق،کوفہ کے قریب ایک مقام ہے۔(معجم البلدان،ج ۵،ص ۳۰۴)

۱۲ کسکر،نہروان سے لے کر بصرہ کے قریب دریائے دجلہ کے دہانے تک کا علاقہ جس میں بیسیوں گاؤں اور قصبے تھے،مثلاً بصرہ،میسان اور مذار وغیرہ۔

۱۳ خُفّان،قادسیہ کے اوپر کوفہ کے قریب ایک موضع۔(معجم البلدان،ج ۲،ص ۳۷۹)

۱۴ باروسما،سواد بغداد میں دو علاقے تھے،ایک باروسما علیا اور دوسرا باروسما سفلی کہلاتا تھا۔(معجم البلدان،ج ۱،۳۲۰)

۱۵ عراق میں چار نہریں ہیں،دو بغداد کے شمال میں اور دو بغداد کے جنوب میں،ان میں سے ایک کو زاب کہتے ہیں۔زاب کی جمع زوابی ہے۔(معجم البلدان،ج ۳،ص ۱۵۵)

۱۶ قُسّ ناطف،دریائے فرات کے مشرقی ساحل پر کوفہ کے قریب ایک قصبہ۔(معجم البلدان،ج ۴،ص ۳۴۹)

۱۷ مَرُوحہ،دریائے فرات کے مغربی کنارے پر ایک مقام۔(معجم البلدان،ج ۵،ص ۱۱۱)

۱۸ دَبَا،عمان میں عربوں کے بازاروں میں ایک مشہور بازار۔

۱۹ حُبل،واقعہ سے آٹھ میل پر سلمان کے قریب ایک موضع۔قادسیہ وزُبالہ کی راہ پر قرعاء سے سولہ میل دور ایک مقام۔

۲۰ شَرَاف،نجد کا ایک ذخیرۂ آب جو واقعہ اور قرعاء کے درمیان واقع ہے۔

Marfat.com

چوتھا باب

۱۴ھ کے واقعات

جنگ قادسیہ کے ابتدائی مراحل:

جب لوگ حضرت عمرؓ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر ایک چشمہ کے قریب اترے، جسے ضرار کہا جاتا تھا۔ وہاں آپ نے پڑاؤ ڈالا۔ اس وقت لوگوں کو نہیں معلوم تھا کہ آیا آپ روانہ ہوں گے یا یہاں ٹھہرے رہیں گے۔ ایسے موقع پر جب مسلمان حضرت عمرؓ سے کوئی بات دریافت کرنا چاہتے تھے تو وہ حضرت عثمانؓ اور عبدالرحمٰن بن عوف کو اس کام کے لیے مقرر کرتے تھے۔ جب یہ دونوں حضرات بھی ان سے کوئی بات نہیں کر سکتے تھے تو وہ عباس بن عبدالمطلب کو بھیجا کرتے تھے۔ لہٰذا حضرت عثمانؓ نے آپ سے نقل و حرکت کی وجہ دریافت کی تو آپ نے لوگوں کو حاضر کر کے انہیں اصل حالات سے آگاہ کیا اور ان سے عراق کی طرف روانہ ہونے کے بارے میں مشورہ طلب کیا۔ عام لوگوں نے کہا ''آپ روانہ ہو جائیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔'' آپ نے ان کی رائے سے اتفاق کیا اور فرمایا ''صبح روانہ ہونے کے لیے تیار ہو جاؤ، اور اگر اس سے بہتر کوئی رائے نہیں ملی تو میں بھی ساتھ جاؤں گا۔'' اس کے بعد آپ نے اکابر صحابہ کو جمع کیا۔ نیز حضرت علیؓ کو، جنہیں آپ مدینہ میں جانشین بنا آئے تھے اور حضرت طلحہؓ کو، جو ہر اول دستے پر تھے، بلوا بھیجا۔ یہ دونوں حضرات آ گئے نیز زبیر اور عبدالرحمٰن بن عوف کو بھی بلا لیا جو میمنہ اور میسرہ پر تھے، جب یہ سب لوگ جمع ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے مشورہ کیا، انہوں نے یہ متفقہ رائے دی کہ ''آپ ایک صحابی کو مسلمانوں کا سپہ سالار بنا کر بھیجیں، اگر حسب منشا کام ہو، تو فتح وہ کامرانی ہے، ورنہ آپ اسے واپس بلا کر کسی دوسرے کو بھیج دیں،

Marfat.com

اس طرح دشمن کو غیظ و غضب میں مبتلا کیا جا سکتا ہے۔" حضرت عمرؓ نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا "میں نے روانہ ہونے کا ارادہ کر لیا تھا مگر تمہارے اہل بصیرت حضرات نے مجھے اس سے باز رکھا، اس لیے میری رائے ہے کہ میں مدینہ میں مقیم رہوں اور کسی آدمی کو (سپہ سالار بنا کر) بھیجوں لہٰذا تم مجھے ایسے شخص کے بارے میں مشورہ دو۔"

اس زمانے میں سعد ابی وقاص، ہوازن کے صدقات وصول کرنے پر مقرر تھے۔ حضرت عمرؓ نے انہیں بھی لکھا تھا کہ وہ عقلمند، بہادر اور مسلح افراد کا انتخاب کر کے بھیجیں۔ سعد کا جواب انہیں اس وقت موصول ہوا تھا جبکہ وہ سپہ سالار کے تقرر کے بارے میں لوگوں سے مشورہ کر رہے تھے۔

سعد نے انہیں لکھا تھا "میں نے آپ کے لیے ایک ہزار شہسواروں کا انتخاب کیا ہے جو سب کے سب بہادر، عقلمند اور قومی عزت کے محافظ ہیں۔ ان کا حسب و نسب اور ان کی بصیرت درجہء کمال تک پہنچی ہوئی ہے۔" جب ان کا خط پہنچا تو لوگ کہنے لگے "آپ کو آدمی مل گیا ہے۔" حضرت عمرؓ پوچھنے لگے "وہ کون ہے؟" لوگ کہنے لگے "وہ بہادر شیر سعد بن ابی وقاص ہے۔" حضرت عمرؓ نے ان کی بات مان لی اور انہیں بلا کر عراق کی جنگ کا سپہ سالار بنایا اور انہیں یہ ہدایات دیں "آپ اس بات پر فریفتہ ہو کر اللہ کو نہ بھول جائیں کہ آپ کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے ماموں اور بڑے صحابی ہیں، کیونکہ اللہ برائی کے ذریعے برائی کو نہیں مٹاتا ہے بلکہ نیکی کے ذریعے برائی کو دور کرتا ہے۔ اللہ اور کسی دوسرے کے درمیان اطاعت کے علاوہ کوئی رشتہ نہیں ہے۔ اللہ کے نزدیک سب برابر ہیں، وہی سب کا پروردگار ہے، لہٰذا تم دیکھو کہ جو کام رسول اللہ ﷺ نے لازمی طور پر کیا ہو، اسے ضروری سمجھو۔

اس کے بعد آپ نے انہیں صبر و استقلال کی ہدایت دے کر، ان مسلمانوں کے ساتھ جو وہاں جمع ہو گئے تھے، رخصت کیا۔ ان کی تعداد چار ہزار تھی ان میں حُمیضہ بن نعمان بن حُمیضہ قبیلہ بارق کے افسر مقرر ہوئے اور حضرت عمرو بن معدیکرب اور ابو سبرہ بن ذویب کا تقرر قبیلہ مذحج پر ہوا اور یزید بن الحارث الصدائی کو قبیلہء صدا کا سردار مقرر کیا گیا، اور حبیب، مسیلمہ اور بشر بن عبداللہ الہلالی کو قیس عیلان کی قیادت دی گئی۔

جب عمرؓ اُن کے پاس گئے تو آپ سکون کے نوجوانوں کے پاس سے گزرے جو حصین بن نمیر اور معاویہ بن حُدَیج دلم، سباط کے ساتھ تھے، انہیں دیکھ کر آپ نے منہ پھیر لیا۔ لوگوں نے پوچھا

Marfat.com

''آپ کا ان کے ساتھ یہ سلوک کیوں ہے؟'' آپ نے فرمایا ''عرب کے جو لوگ میرے پاس سے گزرے ہیں، یہ ان سب سے زیادہ مکروہ افراد ہیں۔'' بہرحال آپ نے انہیں روانہ کر دیا، مگر بعد میں بھی آپ انہیں نفرت سے یاد کرتے تھے۔ انہی لوگوں میں سودان بن حمران بھی شامل تھا جس نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا، اور ابن ملجم بھی شامل تھا، جس نے حضرت علیؓ کو شہید کیا، نیز انہی افراد میں معاویہ بن حُدَیج بھی تھا، جس نے مسلمانوں پر تلوار اٹھائی اور حضرت عثمانؓ کا انتقام لینے کا دعویٰ کیا۔ ایسا (چوتھا) شخص حصین بن نمیر بھی تھا، جس نے حضرت علیؓ کے خلاف سب سے زیادہ جنگ میں حصہ لیا۔

بہرحال حضرت عمرؓ نے ان لوگوں کو مناسب ہدایات اور نصیحت کرنے کے بعد روانہ کیا۔ آپ نے سعد بن وقاص کو روانہ کرنے کے بعد ان کی امداد کے لیے دو ہزار یمنی نجدی سپاہیوں کی فوج بھیجی۔ مثنیٰ کے پاس آٹھ ہزار کی فوج تھی اور وہ حضرت عمرؓ کی روانہ کردہ امدادی فوج کی آمد کا انتظار کر رہے تھے، جو روانہ ہو چکے تھے مگر ان کے پہنچنے سے پہلے ہی مثنیٰ زخموں کی وجہ سے رحلت فرما گئے تو ان کی فوج کے جانشین حضرت بشیر الخصاصیہ ہوئے، اس دن حضرت سعد ابی وقاص زرود میں مقیم تھے اور ان کے ساتھ آٹھ ہزار کا لشکر تھا۔

حضرت عمرؓ نے بنو اسد کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے علاقے کی سرحد پر یعنی حزن اور بسیطہ کے درمیان پہنچ جائیں، چنانچہ وہ تین ہزار افراد کے ساتھ وہاں پہنچ کر خیمہ زن ہو گئے۔ سعد روانہ ہو کر شراف میں مقیم ہو گئے۔ وہاں ان کے ساتھ اشعث بن قیس بھی ایک ہزار سات سو یمنی سپاہیوں کے ساتھ شامل ہو گئے اس طرح جو مسلمان قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوئے وہ تیس ہزار افراد سے زائد تھے اور جنہیں وہاں کا مال غنیمت تقسیم کیا گیا وہ تقریباً تیس ہزار تھے۔

ان میں جو سب سے زیادہ اہل فارس کے خلاف بہادری اور جرأت سے لڑے، وہ قبیلہ ربیعہ کے افراد تھے۔ مسلمان انہیں ربیعۃ الاسد اور ربیعۃ الفرس کے نام سے پکارتے تھے۔ بہرحال حضرت عمرؓ نے ہر عقلمند، شریف، خطیب و شاعر اور معزز مسلمان کو حضرت سعد کی طرف روانہ کر دیا تھا۔

سعد نے مثنیٰ کے لشکر کو بھی شراف بلوا لیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے صف بندی کی اور ان کے افسر مقرر کیے اور ہر دس آدمی کے دستے پر ایک افسر مقرر کیا اور قدیم مسلمانوں کو علم بردار بنایا اور لشکر کے ہر حصے پر آگے پیچھے، پیدل فوج ہراول دستے اور میمنہ اور میسرہ پر بہادر (اور تجربہ کار) افسروں کو مقرر

Marfat.com

کیا۔ انہوں نے جو تقرر کیا وہ حضرت عمرؓ کے حکم نامے کے مطابق کیا۔ آگے لشکر کے سردار زہرہ بن عبداللہ بن قتادہ تھے، جو صحابی تھے۔ میسرہ پر شرحبیل بن سمط الکندی تھے۔ ان کے جانشین خالد بن عرفطہ کو مقرر کیا جو قبیلہ بنو عبد شمس کے حلیف تھے۔ عاصم بن عمرو التمیمی کو ساقہ (پچھلے حصہ) پر مقرر کیا اور سواد بن مالک التمیمی کو ہراول اور خبر رساں دستے پر مقرر فرمایا، سلمان بن ربیعہ باہلی کو سواروں پر مقرر فرمایا، پیدل فوج پر حضرت حمال بن مالک الاسدی تھے۔ اونٹ سوار دستوں پر عبداللہ بن ذوالسھیمین الحنفی تھے۔ حضرت عمرؓ نے فوج کا قاضی عبدالرحمٰن بن ربیعہ الباہلی کو مقرر کیا اور مال غنیمت کی تقسیم بھی ان کے سپرد تھی، ان لوگوں کا داعی اور ان کے قیام وغیرہ کا منتظم حضرت سلمان فارسی کو مقرر کیا۔ کاتب زیاد بن ابیہ تھے۔

معنیٰ بن حارثہ الشیبانی اور سلمیٰ بنت خصفۃ جو مثنیٰ کی بیوہ تھیں، شراف آئے۔ معنیٰ اپنے بھائی مثنیٰ کی وفات کے بعد قابوس بن قابوس بن المنذر کے پاس قادسیہ گئے تھے کیونکہ قابوس کو ایرانیوں نے وہاں اس لیے بھیجا تھا کہ وہ عربوں کو (اہل ایران کے لیے) جنگ پر آمادہ کرے لہٰذا معنیٰ اس کے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے اور اسے قتل کر کے ذوقار واپس آگئے، پھر سعد کے پاس پہنچ کر حضرت مثنیٰ کی وصیت سے انہیں آگاہ کیا، ان کی وصیت یہ تھی ”مسلمان ایرانیوں سے سرحد کے قریب جنگ کریں اور ان کے علاقے میں گھس کر جنگ نہ کریں کیونکہ اگر اللہ نے مسلمانوں کو غالب کیا تو آگے کا حصہ بھی ان کے قبضے میں آجائے گا اور اگر معاملہ دگرگوں ہو جائے تو مسلمان پیچھے (آسانی کے ساتھ) لوٹ سکیں گے چونکہ وہ اپنے راستے سے بخوبی واقف ہوں گے، اس لیے اپنی سرزمین میں رہ کر نہایت جرأت کے ساتھ حملہ کر سکیں گے تا آنکہ اللہ پھر ان کے برخلاف پیش قدمی کی توفیق عطا کرے۔

سعد اور ان کے ساتھیوں نے مثنیٰ کے لیے دعائے مغفرت کی اور (ان کے بھائی) معنیٰ کو حضرت مثنیٰ کا جانشین بنا دیا اور ان کے گھر والوں سے نیک سلوک کرنے کی ہدایات دیں۔ پھر سعد نے مثنیٰ کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ ان کے ساتھ ننانوے بدری صحابی شریک تھے اور تین سو دس سے زیادہ وہ جلیل القدر صحابی تھے جو بیعت رضوان اور اس کے آگے کے واقعات میں شریک تھے اور تین سو صحابی وہ تھے جو فتح مکہ کے موقع پر موجود تھے۔ اور سات سو حضرات صحابہ کے فرزند تھے۔

حضرت عمرؓ نے بھی اپنے حکم نامہ میں حضرت سعد کو وہی مشورہ دیا تھا جس کی مثنیٰ کو وصیت کی تھی۔ نیز حضرت عمرؓ نے حضرت ابو عبیدہ کو یہ بھی لکھا تھا کہ اہل عراق کو اور ان لوگوں کو جو عراق جانا

Marfat.com

چاہیں عراق بھیج دیں۔

ایرانیوں نے قصر ابن مقاتل سے رابطہ قائم رکھا ہوا تھا، جہاں نعمان بن قبیصہ الطائی تھا جو حیرہ کے حاکم قبیصہ بن ایاس کا چچازاد بھائی تھا۔ جب اس نے حضرت سعد کے آنے کی خبر سنی تو اس نے ان کے بارے میں دریافت کیا، اس کے پاس عبداللہ بن سنان بن خزیمہ الاسدی بھی بیٹھا ہوا تھا۔ اسے بتایا گیا کہ "وہ قریش سے تعلق رکھتے ہیں۔" وہ کہنے لگا "خدا کی قسم وہ جنگ کو نہیں چلا سکتا ہے کیونکہ قریش غالب قوم کے غلام ہوتے ہیں اس لیے وہ لوگ ان کے ملک سے ناکام ہو کر نکلیں گے۔" عبداللہ بن سنان اس کی بات پر بہت ناراض ہوا تاہم وہ موقع کا انتظار کرتا رہا جب وہ اپنے خیمہ میں داخل ہوا تو اسے قتل کر کے حضرت سعد کے پاس بھاگ آیا اور مسلمان ہو گیا۔

سعد، شراف سے چل کر عذیب میں اترے پھر آگے روانہ ہوئے اور قادسیہ میں پڑاؤ ڈالا جو عتیق اور خندق کے درمیان پل کے سامنے ہے۔ قدیس اس کے نیچے ایک میل کے فاصلے پر ہے۔ حضرت عمرؓ نے سعد کو لکھا "میرا دل مطمئن ہے کہ جب تم دشمن کا مقابلہ کرو گے تو اسے شکست دو گے۔ اگر تم میں کوئی کسی عجمی کو ہنسی مذاق میں یا اشارہ اور ایسے الفاظ سے پناہ دے دے جس کو وہ پناہ سمجھتے ہوں تو اس کے امن وامان کے قول کو برقرار رکھو، کیونکہ ایفائے عہد میں غلطی کے باوجود انسان زندہ رہ جاتا ہے مگر غلطی سے غداری کرنا بھی موجب ہلاکت ہے اور اس سے تمہاری کمزوری اور دشمن کی طاقت کا اظہار ہوتا ہے۔"

جب زہرہ آگے کی فوج کے ساتھ اترے اور شام ہو گئی تو انہوں نے تیس بہادر جواں مردوں کا ایک دستہ روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ حیرہ پر شب خون ماریں۔ جب وہ سیلحین سے آگے بڑھے تو انہوں نے شور وغل سنا اس لیے وہ ٹھہر گئے، یہاں تک کہ وہ لوگ ان کے سامنے آ گئے، اس وقت یہ معلوم ہوا کہ حیرہ کے زمیندار آزادمرد بن آزاذبہ کی بہن شادی کے بعد رخصت ہو کر صنین کے رئیس کی طرف لے جائی جا رہی ہے، جو عجم کا معزز سردار تھا۔ اس دستہ کے افسر بکیر بن عبداللہ اللیثی نے شیرزاد بن آزاذبہ پر حملہ کر کے اس کی کمر توڑ دی، ان کے گھوڑے منہ اٹھا کر بھاگ گئے اور مسلمانوں نے ساز وسامان پر قبضہ کر لیا اور آزاذبہ کی لڑکی کو تیس زمینداروں اور ایک سو خدمت گاروں کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا، ان کے ساتھ جو ساز وسامان تھا، اس کی قیمت کا اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکتا تھا۔ یہ سب

Marfat.com

لے کر وہ صبح سویرے اس عذیب الھجانات میں حضرت سعد کے پاس پہنچ گئے اور مال و متاع کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ عورتوں کو عذیب میں چھوڑ دیا گیا جس کی حفاظت کے لیے گھوڑ سواروں کا ایک دستہ مقرر کیا گیا اس کے افسر غالب بن عبداللہ اللیثی تھے۔

سعد، قادسیہ کے مقام پر پہنچ کر ایک مہینے مقیم رہے۔ اس عرصے میں ایرانیوں میں سے کوئی نہیں آیا پھر حضرت سعد نے عاصم بن عمرو کو میسان بھیجا۔ وہاں انہوں نے بھیڑ بکریوں اور گائیوں کو تلاش کیا مگر کچھ نہ مل سکا کیونکہ وہاں کے لوگ قلعہ بند ہو گئے تھے۔ آخر کار عاصم کو جنگل کی طرف ایک آدمی ملا جب اس سے گائیوں اور بکریوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اس نے کہا ''مجھے کچھ علم نہیں ہے۔'' اتنے میں ایک بیل جنگل میں سے چلا کر بولا ''یہ اللہ کا دشمن جھوٹ بولتا ہے، ہم یہاں ہیں۔'' لہٰذا وہ جنگل میں گئے اور وہاں سے بیلوں اور گائیوں کو ہنکا لائے اور حضرت سعد کے لشکر میں انہیں لے کر پہنچ گئے اور لوگوں میں تقسیم کر دیئے گئے اور ان کی وجہ سے چند دن خوشحالی رہی۔

حجاج کے زمانے میں جب یہ واقعہ اسے بتایا گیا تو اس نے کچھ لوگوں کو بلا کر پوچھا انہوں نے گواہی دی کہ انہوں نے یہ بات سنی تھی اور اس واقعہ کا بہ چشم خود مشاہدہ کیا تھا۔ حجاج کہنے لگا ''تم جھوٹ بول رہے ہو۔'' وہ بولے ''اگر آپ اسے مشاہدہ کرتے اور ہم وہاں موجود نہ ہوتے تو ہم بھی یہی کہتے۔'' حجاج نے کہا ''یہ بات ٹھیک ہے تو بتاؤ کہ لوگ اس کے متعلق اس وقت کیا کہتے تھے؟'' وہ بولے ''اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ ہم سے خوش تھا اور ہمیں اپنے دشمن پر فتح دینا چاہتا تھا۔'' حجاج بولا ''یہ صورت اس وقت ممکن ہو سکتی ہے کہ یہ جماعت بہت نیک اور پرہیزگار ہو۔'' وہ بولے ''ہم یہ نہیں جانتے کہ ان کے دلوں میں کیا تھا۔ البتہ ہم نے ان سے بڑھ کر دنیا سے نفرت کرنے والا اور زاہد کوئی فرد نہیں دیکھا، ان میں کوئی شخص بزدل، ذلیل اور غدار نہیں تھا۔ بہر حال اس واقعہ کا نام ''یوم الاباقر'' مشہور ہو گیا۔

سعد نے کسکر اور انبار کے درمیان حملہ کرنے والی جماعتوں کو بھجوایا۔ چنانچہ انہوں نے وہاں سے کافی غلہ اشیائے خوردنی حاصل کیں جو بہت عرصے تک ان کے لیے کارآمد رہیں۔ خالد بن ولید کی عراق میں آمد اور سعد کی جنگ قادسیہ سے فراغت کا درمیانی زمانہ دو سال سے کچھ زیادہ تھا۔ بہر حال سعد قادسیہ میں دو مہینے سے کچھ زیادہ عرصے تک رہے اور (جھڑپوں میں) کامیاب ہوتے رہے۔ آخر کار اہل عراق نے یزدگرد (شاہ ایران) کو لکھا اور یہ اطلاع دی ''اہل عرب قادسیہ میں مقیم ہیں اور ان کے

Marfat.com

مقابلے کے لیے کچھ نہیں کیا جا رہا ہے، انہوں نے فرات تک کا علاقہ ویران ہی کر دیا ہے۔ مویشی اور غلہ سب لوٹ لیے ہیں۔ اگر مدد پہنچنے میں دیر ہوئی تو ہم اپنے ہاتھوں سے سب کچھ دے دیں گے۔ یہ خط انہوں نے لکھا تھا جن کی طف کے علاقے میں جاگیریں تھیں، انہوں نے اسے لشکر کشی پر آمادہ کیا تو یز گردنے رستم کو بلالیا۔ جب وہ آیا تو اس نے کہا ''میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اس جگہ روانہ کروں کیونکہ آج کل تم ہی شہسوار ہو۔ تم دیکھتے ہو کہ ایرانیوں پر جو مصیبت نازل ہوئی ہے وہ اس سے پہلے نہیں ہوئی تھی۔'' رستم نے پہلے تو اس کی بات مان لی پھر کہنے لگا ''آپ چھوڑ دیجئے کیونکہ اگر آپ مجھے نہیں بھیجیں گے تو عرب عجمیوں سے مرعوب رہیں گے، اور اگر حکومت مجھے برقرار رکھے اور میں اس جنگ میں شریک نہ ہوں تو اللہ مددگار ہوگا اور ہماری تدبیر درست ہوگی کیونکہ جنگ میں فتح سے بڑھ کر تدبیر زیادہ کارآمد ثابت ہوتی ہے اور تاخیر کرنا جلد بازی سے بہتر ہے، لہٰذا اگر ایک لشکر کے بعد دوسرا لشکر بھیجا جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ سب کو یکدم شکست ہو جائے، بلکہ یہ طریقہ دشمن کے لیے بھی زیادہ تکلیف دہ ہوگا۔'' بادشاہ اس کی یہ بات نہیں مانا۔ رستم گفتگو کا اعادہ کر کے کہنے لگا ''چونکہ یہ بات خلاف مصلحت ہے، اس لیے میں مجبور ہوں کہ میں اپنی ذات کو بڑا سمجھ کر اسے محفوظ رکھوں اور اگر اس کے بغیر کام چل سکتا تو میں یہ گفتگو نہ کرتا، اس لیے میں آپ کو آپ کی جان اور ملک کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنی فوج میں رہوں اور جالینوس کو وہاں روانہ کروں، اگر ہمیں کامیابی ہوئی تو بہتر ہے، ورنہ ہم دوسرے آدمی کو بھیجیں گے اور جب کوئی اور چارۂ کار نہیں رہے گا تو ہم خود ان کا مقابلہ کریں گے، اس وقت ہم نے انہیں کمزور کر دیا ہوگا، اس لیے ہم غالب رہیں گے، یعنی جب تک مجھے شکست نہ ہو، اس وقت تک مجھے اہل فارس (کی کامیابی) کی امید ہے۔'' مگر بادشاہ نے اس بات پر اصرار کیا کہ وہ خود روانہ ہو۔ اس لیے وہ روانہ ہو گیا اور ساباط کے مقام پر آ کر اس نے اپنا لشکر روانہ کیا، وہاں پہنچ کر بھی اس نے بادشاہ کو لکھا کہ وہ اسے اس کام سے سبکدوش کر دے، مگر وہ اپنے حکم پر قائم رہا۔

جب سعد کو بھی یہ خبریں ملیں تو انہوں نے حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع دی۔ انہوں نے لکھا ''تمہیں ان خبروں سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے، بلکہ تم اللہ پر بھروسہ رکھو اور اس سے مدد طلب کرو، تم اس (بادشاہ) کے پاس چند بحث و مناظرہ کرنے والے عقلمند اور بہادر افراد کو بھیجو جو انہیں دعوتِ اسلام دیں اس طرح اللہ اس دعوت کے ذریعے ان کی توہین کرے گا۔''

Marfat.com

سعد نے چند افراد بھیجے جن میں نعمان بن مُقرّن، بُسر بن ابورُھم، حملہ بن حُوِیّہ، حنظلہ بن الربیع، فُرات بن حیّان، عدی بن سہیل، عُطارد بن حاجب، مغیرہ بن زرارہ بن نبّاش الاسدی، اشعث بن قیس، حارث بن حسان، عاصم بن عمرو، عمرو بن معدیکرب، مغیرہ بن شعبہ اور معنی بن حارثہ شامل تھے۔ یہ اپنے لشکر سے دعوت اسلام کے لیے یزدگرد کے پاس پہنچے یعنی رستم کو چھوڑ کر براہ راست اس کے پاس پہنچے اور یزدگرد سے (ملاقات کی) اجازت مانگی۔ اس وقت وہ روک دیئے گئے پھر اس نے اپنے وزیروں کو بلوایا۔ رستم بھی ان کے ساتھ تھا (جب وہ آئے تو) اس نے ان سے اس بارہ میں مشورہ کیا کہ وہ ان کے ساتھ کیا کرے اور کیا کہے۔ اتنے میں لوگ وہاں جمع ہو گئے اور ان (عربوں) کو دیکھنے لگے کہ وہ ہنہناتے ہوئے گھوڑوں پر سوار چادریں اوڑھے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھوں میں کوڑے تھے۔ آخر اس نے اجازت دے دی اور ترجمان کو بلوایا، پھر اس نے کہا ''ان سے پوچھو تم کیوں آئے ہو اور ہمارے ساتھ کیوں جنگ کرنا چاہتے ہو اور ہمارے ملک میں کیوں گھس آئے ہو؟ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم دوسری باتوں میں مشغول تھے، اس لیے تمہاری طرف متوجہ نہ ہو سکے، اس وجہ سے تمہیں ہمارے برخلاف یہ جرأت ہوئی ہے۔''

نعمان بن مقرن نے اپنے ساتھیوں سے کہا ''اگر تم چاہو تو میں تمہاری طرف سے گفتگو کروں اور اگر کسی دوسرے کی مرضی ہو تو میں اس کو اپنے اوپر ترجیح دیتا ہوں۔'' وہ بولے ''آپ ہی گفتگو کیجئے۔'' اس پر وہ اس طرح گفتگو کرنے لگے ''اللہ نے ہم پر رحم کر کے ہماری طرف ایک رسول بھیجا جو ہمیں نیک کام کا حکم دیتے تھے اور برے کام سے روکتے تھے۔ انہوں نے ہم سے یہ وعدہ کیا کہ اگر ہم انہیں تسلیم کر لیں گے تو ہمیں دنیا اور آخرت کی بھلائی ملے گی۔ انہوں نے جس قبیلہ کو دعوت (اسلام) دی تو ان میں سے کچھ لوگ ان کے قریب آئے اور کچھ لوگ دور رہے، پھر انہوں نے حکم دیا کہ جو اہل عرب ان کی مخالفت کریں ہم ان سے (لڑائی کا) آغاز کریں، لہٰذا ہم ان سے لڑے اس کے بعد وہ بھی دین اسلام میں داخل ہو گئے۔ ان کی دو قسمیں تھیں، ایک وہ لوگ تھے جو زبردستی مسلمان ہوئے تھے اور دوسرے وہ تھے جنہوں نے بخوشی اسلام قبول کیا ان کی تعداد بڑھتی گئی اور ہم سب کو معلوم ہو گیا کہ ان کا لایا ہوا مذہب ہماری عداوت اور تنگی کی زندگی سے بہت بہتر ہے۔ پھر انہوں نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اپنی قریبی قوموں کو دعوت اسلام دیں اس لیے ہم تمہیں اپنے مذہب کی طرف بلاتے ہیں کیونکہ یہ وہ مذہب

Marfat.com

ہے جو اچھی باتوں کو پسند کرتا ہے اور تمام بری باتوں کو ناپسند کرتا ہے اگر تم اسے تسلیم نہیں کرتے ہو تو دوسری برائی سے کم تر برائی یعنی جزیہ کو قبول کرو اور اس سے بھی انکار کرتے ہو تو جنگ ہوگی، لیکن اگر تم نے ہمارے مذہب کو قبول کرلیا تو ہم تمہارے لیے اللہ کی کتاب چھوڑ کر چلے جائیں گے اور یہ بند و بست کریں گے کہ تم کتاب اللہ کے احکام کے مطابق حکومت کرو اور ہم تمہیں تمہارا ملک سپرد کر کے واپس چلے جائیں گے اور اگر تم جزیہ دو گے تو وہ بھی ہم قبول کرلیں گے۔ اس وقت ہم تمہاری حفاظت کریں گے ورنہ ہم تم سے جنگ کریں گے۔''

(اس کے جواب میں) یزدگرد نے کہا۔

''میرے علم میں روئے زمین پر تم لوگوں سے زیادہ بدبخت، کم تعداد اور خستہ حال کوئی قوم نہیں ہے، ہم تم پر گرد و نواح کے دیہاتوں ک مقرر کردیتے تھے، وہ ہمارے بجائے تم سے نبٹ لیتے تھے۔ تم یہ خیال نہ کرو کہ تم ایرانیوں کا مقابلہ کرسکو گے اگر تمہیں کوئی غرور ہے تو اس کے دھوکہ میں نہ آؤ، اور اگر تمہیں تنگدستی لاحق ہوگئی ہو تو ہم تمہارے لیے غذا کا اس وقت تک بندوبست کریں گے، جب تک کہ تم خوشحال ہو جاؤ۔ ہم تمہارے سرداروں کی عزت کریں گے اور تمہیں کپڑے پہنائیں گے اور تم پر ایسا بادشاہ مقرر کریں گے جو تمہارے ساتھ نرمی کرے۔''

(اس کی تقریر پر) مسلمانوں کی جماعت خاموش رہی، آخر کار مغیرہ بن زرارہ کھڑے ہو کر بولے ''اے بادشاہ! یہ لوگ عرب کے سردار اور شریف ہیں۔ یہ شریفوں کا لحاظ کرتے ہیں کیونکہ شریف ہی شریفوں کی تعظیم و تکریم کر سکتے ہیں، انہوں نے اپنا پیغام مکمل طریقے سے نہیں پہنچایا اور نہ تمہاری سب باتوں کا جواب دیا ہے۔ آپ مجھ سے بات کیجئے تاکہ میں صحیح طریقے سے اس کا جواب دوں اور یہ لوگ میری باتوں کے گواہ ہوں گے۔ آپ نے ہماری خستہ حالی کا ذکر کیا ہے، وہ اسی طرح ہے جو آپ نے بیان کی تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ تھی۔'' اس کے بعد انہوں نے عربوں کی خستہ حالی اور رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا اس طرح تذکرہ کیا جس طرح نعمان نے کیا تھا اور انہی کی طرح یہ کہا کہ اب ہم اپنے مخالفوں سے جنگ کریں گے یا جزیہ وصول کریں گے۔ آخر میں آپ کو اختیار ہے کہ یا تو آپ مطیع و فرمانبردار بن کر جزیہ دیں یا جنگ سے فیصلہ ہو یا آپ اسلام قبول کرلیں، اس وقت آپ بچ جائیں گے۔''

اس نے کہا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ قاصدوں کو قتل کرنا ممنوع ہے تو میں تم سب کو قتل کردیتا۔

Marfat.com

میرے پاس تمہارے لیے کوئی چیز نہیں۔

پھر اس نے مٹی سے بھرا ہوا ایک ٹوکرا منگوایا اور کہا ''اسے ان کے سب سے معزز شخص پر لاد دو اور انہیں لے جا کر مدائن کے دروازہ سے نکال دو۔'' پھر (اس نے مسلمانوں کو مخاطب کرکے) کہا ''تم اپنے سردار کے پاس جا کر اسے بتاؤ کہ میں رستم کو بھیج رہا ہوں تاکہ وہ اسے اور تم سب کو قادسیہ کی خندق میں دفن کر دے، پھر میں اسے تمہارے ملک میں بھیج دوں گا تاکہ وہ تمہیں اس سے زیادہ مزہ چکھائے، جو سابور نے (پہلے زمانہ میں) تمہیں چکھایا تھا۔'' (یہ سن کر) عاصم بن عمرو کھڑے ہو گئے تاکہ وہ مٹی کو اٹھائیں، وہ کہنے لگے ''میں سب سے زیادہ معزز ہوں، میں ہی ان لوگوں کا سردار ہوں۔'' پھر وہ مٹی (کے ٹوکرے) کو اپنی گردن پر اٹھا کر اپنی سواری کی طرف نکل گئے اور مٹی لے کر سوار ہو گئے۔ (واپس آ کر) انہوں نے حضرت سعد سے کہا ''مبارک ہو! خدا کی قسم! اللہ نے ہمیں ان کے ملک کی کنجیاں عطا فرمائی ہیں۔''

بادشاہ کے ہم نشینوں کو یہ بات بہت شاق گزری۔ بادشاہ نے رستم سے کہا، جبکہ وہ رباط سے اس کے پاس آیا ہوا تھا، ''میرا خیال یہ نہیں تھا کہ اہل عرب ایسے ہوں گے۔ انہوں نے مجھ سے سچ کہا ہے کہ یا تو وہ اس کو حاصل کریں گے یا وہ اس کے لیے جان دے دیں گے۔ میں نے ان کے بہترین شخص کو احمق پایا کہ وہ مٹی کو اپنے سر پر اٹھا کر لے گیا۔''

رستم نے کہا اے بادشاہ وہ ان سب سے زیادہ عقلمند شخص تھا وہ اپنے سب ساتھیوں سے زیادہ دور اندیش تھا۔'' پھر رستم واپس آیا اور اس نے اسلامی وفد کے پیچھے آدمی بھیجے اور اپنے معتبر آدمی سے کہا اگر ہمارے قاصدوں نے انہیں پکڑ لیا تو ہم اپنے ملک کو برقرار رکھ سکیں گے اور اگر وہ ناکام رہے تو اللہ تم سے تمہاری سرزمین کو چھین لے گا۔'' آخر کار قاصد اپنی فوجوں کے ساتھ حیرہ سے واپس آ گئے تو اس نے کہا ''یہ لوگ بلاشبہ تمہارا ملک چھین کر لے گئے ہیں۔'' رستم نجومی اور کاہن تھا (اس لیے اس نے یہ پیشین گوئی علم نجوم کے مطابق کی۔)

جب مسلمانون کا وفد یزدگرد کے پاس گیا ہوا تھا تو سواد بن مالک نجاف اور فراض پر غارت گری کرتے رہے، وہاں سے وہ تین سو مویشی ہنکالائے جن میں خچر، گدھے اور بیل شامل تھے، ان پر انہوں نے مچھلیاں لادیں اور صبح تک وہ انہیں اپنے لشکر میں لے کر پہنچ گئے۔ سعد نے انہیں

Marfat.com

لوگوں میں تقسیم کر دیا اور اس معرکہ کا نام ''مچھلیوں کا دن'' مشہور ہو گیا۔

ان دنوں گوشت کی تلاش میں فوجی دستے نکلا کرتے تھے کیونکہ غلہ تو ان کے پاس بہت تھا (مگر گوشت نہیں ملتا تھا) اس لیے وہ ان معرکوں کو یوم الاباقر و یوم الحیتان کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ حضرت سعد نے ایک اور فوجی دستہ بھیجا، انہوں نے حملہ کر کے بنو تغلب اور بنو النمر کے اونٹ حاصل کر لیے اور انہیں لے آئے، حضرت سعد نے انہیں ذبح کر کے (ان کا گوشت) لوگوں میں تقسیم کر دیا اور یہ لوگ خوش حال ہو گئے۔ عمرو بن الحارث بھی نھرین پر حملہ کر کے بہت سے مویشی پکڑ کر لے آئے۔

رستم ساباط سے روانہ ہو گیا اور سامان جنگ جمع کر کے آگے کے لشکر کا جالینوس کو سردار بنا کر بھیجا جس کے سپاہیوں کی تعداد چالیس ہزار تھی اور خود رستم ساٹھ ہزار لشکر لے کر روانہ ہوا اور اس کے پیچھے بیس ہزار کا لشکر تھا۔ اس کے میمنہ (دائیں بازو پر) ہرمزان تھا اور میسرہ (بائیں بازو پر) مھران بن بہرام رازی تھا۔ رستم نے بادشاہ کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا تھا ''اگر ہمیں فتح حاصل ہوئی تو ہم ان کے ملک کی طرف روانہ ہو کر خود ان کے گھر اندر جا کر جنگ کریں گے تا آنکہ وہ صلح قبول کر لیں۔''

رستم مدائن سے ساٹھ ہزار فوج میں نکلا تھا اور جب وہ ساباط سے روانہ ہوا تو یہ تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہو گئی تھی۔ ایک دوسری روایت میں اس سے مختلف تعداد بیان کی گئی ہے۔ جب رستم ساباط سے روانہ ہوا تو اس نے اپنے بھائی بندوان کو لکھا ''تم اپنے قلعوں کی مرمت کرو خود بھی تیار ہو جاؤ اور لوگوں کو بھی تیار کرو۔ تم عربوں کے مقابلہ پر ہو جو تمہاری سرزمین اور تمہارے فرزندوں پر غالب آنا چاہتے ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ مدافعت کی جائے اور انہیں ڈھیل دی جائے تا کہ ان کی خوش بختی کی گھڑی منحوس گھڑی میں تبدیل ہو جائے کیونکہ سمکہ (مچھلی) نے پانی کو مکدر کر دیا ہے اور نعائم اور زہرہ اچھی حالت میں ہیں اور میزان اعتدال پر ہے اور بہرام چلا گیا ہے (علم نجوم کی یہ تمام نشانیاں اور برجوں کی حرکت عربوں کے حق میں ہیں) اس لیے میرا اندازہ یہی ہے کہ یہ قوم ہم پر قابض ہو جائے گی۔ سب سے بڑی بات یہ ہوئی کہ بادشاہ نے یہ حکم دیا ہے ''تم روانہ ہو جاؤ ورنہ میں بذات خود روانہ ہو جاؤں گا۔''

جابان کی رستم سے ساباط کے پل پر ملاقات ہوئی، وہ نجومی تھا، اس نے بھی اس سے اس بات کی شکایت کی اور کہنے لگا ''کیا تم نے وہی مشاہدہ کیا جو میں نے دیکھا تھا؟'' رستم نے کہا ''میں تو مجبور ہو کر جا رہا ہوں اور اطاعت و فرماں برداری کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔'' یہ کہہ کر وہ روانہ

Marfat.com

ہوا اور کوثی کے مقام پر اترا۔ وہاں اس کے پاس ایک عرب کو لایا گیا تو رستم نے اس سے پوچھا ''تم یہاں کیوں آئے ہو؟'' اس نے کہا ''ہم خدا کے اس وعدہ کی تکمیل چاہتے ہیں، اگر تم مسلمان ہونے سے انکار کرتے ہو تو ہم تمہاری سرزمین اور تمہارے فرزندوں پر حکومت کریں گے۔'' رستم نے پوچھا ''اگر تم اس سے پہلے قتل کردیئے گئے تو کیا ہوگا؟'' وہ بولا ''ہم میں سے جو شہید ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو زندہ رہے گا تو اللہ اس کے ساتھ اپنا وعدہ پورا کرے گا، ہمیں اس بات کا یقین کامل ہے۔''

رستم نے پوچھا ''کیا ہم تمہارے قبضے میں آجائیں گے۔'' وہ بولا ''تمہارے اعمال نے تمہاری یہ حالت کی ہے اور انہی کی بدولت اللہ نے تمہیں یہ سزا دی ہے۔ تم اپنے چاروں طرف کی فوج سے دھوکہ نہ کھاؤ۔ کیونکہ تم انسانوں سے مقابلہ نہیں کررہے ہو، بلکہ تم قضا و قدر سے جنگ کررہے ہو۔''

اس جواب پر اس نے اس کی گردن اڑادی پھر وہ البرس میں خیمہ زن ہوا تو اس کے ساتھیوں نے وہاں کے لوگوں کے مال اور فرزندوں کو غصب کرلیا، عورتوں کی عصمت دری کی اور شرابیں پینے لگے۔ جب وہاں کے لوگ رستم کے پاس فریاد لے کر پہنچے تو رستم بولا ''اے اہل فارس! وہ عرب سچ کہتا تھا کہ ہمارے اعمال نے ہمیں اس حالت تک پہنچایا ہے۔ خدا کی قسم! اہل عرب ان لوگوں سے جنگ کرنے کے باوجود تم سے بہتر سلوک کرتے ہیں۔ گذشتہ زمانے میں خدا تمہیں دشمن پر فتح عنایت کرتا تھا اور تمہیں اس کا ملک حسن سیرت کی بدولت عطا کرتا تھا۔ اس وقت تم ظلم نہیں کرتے تھے بلکہ وفاداری اور احسان کرتے تھے، مگر جب سے تم بدل گئے ہو، اس وقت سے اللہ بھی تمہارے برخلاف ہوگیا ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ اللہ تم سے حکومت چھین لے گا۔''

پھر اس کے پاس وہ آدمی لایا گیا جس کی شکایت کی گی تھی تو اس نے اس کی گردن اڑادی، وہاں سے وہ حیرہ پہنچا اور اہل حیرہ کو بلوا کر دھمکانے لگا اس پر ابن بقیلہ نے کہا ''آپ ہماری حفاظت تو نہیں کرتے ہیں مگر جب ہم اپنی حفاظت خود کرتے ہیں تو آپ ہمیں برا بھلا کہتے ہیں۔''

جب رستم نجف پر اترا تو اس نے (خواب) دیکھا کہ ایک فرشتہ آسمان سے اترا اس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ اور (حضرت) عمرؓ بھی تھے۔ اس فرشتہ نے اہل فارس کے ہتھیار لے کر ان پر مہر لگادی اور انہیں رسول اللہ ﷺ کے حوالے کردیا اور آپ نے وہ ہتھیار حضرت عمرؓ کو دے دیئے۔ یہ دیکھ کر رستم بہت رنجیدہ ہوا۔

Marfat.com

جب رستم نجف میں تھا تو حضرت سعد نے فوجی دستے بھیجے اس وقت جالینوس نجف اور سَیلَحِین کے درمیان تھا، یہ فوجی دستے عراق میں گھومتے رہے۔ سواد اور حُمَیضَہ کو سوسو سپاہی دے کر بھیجا گیا تھا۔ وہ دونوں دریاؤں کے علاقوں میں چھاپے مارتے رہے۔ جب رستم کو یہ اطلاع ملی تو اس نے ان کے مقابلے کے لیے گھوڑ سوار بھیجے، سعد کو بھی ان گھوڑ سواروں کی اطلاع مل گئی تھی، اس لیے انہوں نے ان کے تعاقب میں عاصم بن عمرو اور جابر الاسدی کو (فوج دے کر) بھیجا۔ جب حضرت عاصم کی اہل فارس کے گھوڑ سواروں سے مڈبھیڑ ہوئی تو وہ انہیں دیکھ کر بھاگ گئے اور مسلمانوں نے مال غنیمت پر قبضہ کر لیا۔

سعد نے حضرت عمرو بن معدیکرب اور طلیحہ الاسدی کو ہراول دستے بنا کر بھیجا۔ وہ تھوڑی دور نہیں گئے تھے کہ انہوں نے ان کی فوجی چوکیاں دیکھیں اور یہ بھی دیکھا کہ وہ اپنے اپنے مورچوں پر متعین ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت عمرو اور ان کے ساتھی لوٹ گئے مگر طلیحہ آگے بڑھنے پر مصر رہا، اس پر وہ لوگ کہنے لگے "تم غداری کا ارادہ رکھتے ہو، مگر عکاشہ بن محصن کے قتل کے بعد تم بھی کامیاب نہیں ہوگے، اس لیے تم بھی ہمارے ساتھ واپس آ جاؤ، مگر وہ پیش قدمی پر اصرار کرتے رہے، اس لیے وہ سعد کی طرف لوٹ آئے اور دشمن کے نزدیک آنے کی اطلاع دی مگر طلیحہ پیش قدمی کر کے رستم کے لشکر میں گھس گئے اور وہاں رات بھر دشمن کے حالات معلوم کرتے رہے، وہاں وہ ایک شخص کے خیمہ میں گھس کر گھوڑا لے آئے، اس کے بعد مزید دو آدمیوں کے خیموں میں گھستے ہوئے اپنے گھوڑے کو تیز بھگا کر روانہ ہو گئے اتنے میں لوگوں کو اس کا علم ہو گیا اور وہ اس کے تعاقب میں سوار ہو کر چلے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ ایک سوار نے ان کو پکڑنا چاہا مگر طلیحہ نے اسے قتل کر دیا، پھر دوسرا آیا، اسے بھی قتل کر دیا، پھر تیسرا آیا، اس نے اپنے دونوں ساتھیوں کو مرا ہوا پایا، وہ دونوں اس کے چچا زاد بھائی تھے اس لیے اسے بہت صدمہ ہوا، وہ فوراً طلیحہ سے مقابلہ کرنے لگا۔ طلیحہ نے اسے گرفتار کر لیا۔ اس کے بہت سے لوگ پہنچ گئے۔ وہ کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے دو سوار مرے پڑے ہیں، تیسرا گرفتار ہے مگر چونکہ طلیحہ اپنے لشکر کے قریب پہنچ گئے تھے اس لیے وہ پیچھے ہٹ گئے اور طلیحہ اس ایرانی سوار کو گرفتار کر کے سعد کے پاس لے آئے اور تمام حالات بتائے۔ اس ایرانی نے فارسی ترجمان کے ذریعہ پناہ طلب کی تو سعد نے پناہ دے دی۔ اس وقت ایرانی سوار نے کہا "اس سے پیشتر کہ وہ اپنے حالات بتائیں، میں خود اپنے حالات بتانا چاہتا ہوں۔ میں بچپن سے لے کر اب تک کئی جنگوں میں مشغول رہا ہوں اور بہت سے بہادروں کی بہادری کی شہرت سنی ہے مگر

Marfat.com

ایسی شہرت نہیں سنی ہے۔ یہ شخص چھ میل کا فاصلہ طے کر کے ایسے لشکر میں گھس گیا جہاں ستر ہزار سپاہی تھے اور ہر آدمی کے پانچ دس خدمت گار تھے، اس نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ وہ سواروں کے خیموں میں گھستا ہوا اور انہیں روندتا ہوا چلا گیا۔ جب ہم نے اسے پکڑنا چاہا تو اس نے پہلے شخص کا کام تمام کیا جو ایک ہزار اشخاص کے برابر تھا، پھر میں اس سے ملا اور میرے پیچھے بھی ایسا ہی شخص تھا، مجھے دونوں مقتولوں کا انتقام لینا تھا، مگر مجھے (اس کے سامنے) اپنی موت نظر آئی یہاں تک کہ میں گرفتار ہو گیا'' اس کے بعد اس نے اہل فارس کا حال بتایا اور اسلام لے آیا اور طلیحہ کے ساتھ رہنے لگا، یہاں تک کہ جنگ قادسیہ میں اس نے نہایت بہادرانہ کارنامے سرانجام دیئے۔ حضرت سعد نے اس کا نام مسلم رکھا۔

رستم جنگ کے لیے روانہ ہوا تو اس نے جالینوس اور ذوالحاجب کو آگے روانہ کیا۔ جالینوس پل سے درے زہرہ کے سامنے خیمہ زن ہوا اور ذوالحاجب طیز ناباذ ۱ میں مقیم ہوا۔ رستم خرارہ ۲ کے مقام پر اترا پھر وہاں سے چل کر قادسیہ کے مقام پر آیا۔ اس طرح اسے مدائن سے نکل کر قادسیہ تک پہنچنے میں چار مہینے لگے۔ اس نے اس امید پر پیش قدمی نہیں کی کہ مسلمان اکتا کر وہاں سے چلے جائیں، اسے اندیشہ تھا کہ اس کا بھی کہیں وہی حشر نہ ہو، جو اس سے پہلے کے لوگوں کا ہوا تھا۔ اگر بادشاہ جلدی نہ کرتا تو وہ مسلمانوں کو طویل مہلت دینے کو تیار تھا۔ حضرت عمرؓ نے بھی سعد کو یہ لکھا تھا کہ وہ صبر و استقلال کے ساتھ طویل مدت کے مقابلے کے لیے تیار ہو جائیں، اس لیے انہوں نے طویل عرصے کے لیے تیاری کر لی تھی۔

جب رستم قادسیہ پہنچا تو وہ (حضرت) سعد کے لشکر کے بالمقابل عتیق کے قریب خیمہ زن ہو گیا۔ اس وقت سب لوگ اترنے لگے۔ جب وہ اتر کر ایک دوسرے سے ملے تو ان کی اس قدر کثرت ہو گئی تھی کہ اندھیرا چھا گیا۔ مسلمان ان سے بالکل الگ تھے۔ رستم کے ساتھ تینتیس ہاتھی تھے، جن میں شاہ سابور کا سفید ہاتھی بھی تھا۔ یہ ہاتھی اس سے مانوس تھے اس لیے اس نے قلب (مرکزی فوج) میں اٹھارہ ہاتھی رکھے اور دائیں بائیں بازوؤں میں پندرہ ہاتھی رکھے۔ اگلے دن صبح کو رستم، عتیق سے روانہ ہو کر خفان کی طرف چلا گیا، یہاں تک کہ مسلمانوں کے لشکر کو ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر غور سے دیکھنے لگا۔ وہ پل پر بھی کھڑا ہوا، پھر اس نے زہرہ کو پیغام بھیجا، وہ چاہتا تھا کہ صاف بات کہے بغیر وہ اس سے صلح کر لیں اور اگر مسلمان وہاں سے چلے جائیں تو وہ اس کا معاوضہ بھی دے گا۔ اس نے یہ کہا

Marfat.com

''تم ہمارے پڑوسی ہو، ہم تم پر احسان کرتے رہے ہیں اور تمہاری حفاظت کرتے ہیں۔'' اس کے بعد عربوں کے ساتھ اپنے احسانات کا ذکر کیا۔ زہرہ نے اسے جواب دیا:

''ہمارا یہ معاملہ پہلے کی طرح نہیں ہے۔ اب ہم تمہارے پاس دنیا طلبی کے لیے نہیں آئے ہیں بلکہ تمام تر توجہ اور طلب حصول آخرت کے لیے ہے۔ پہلے ہماری حالت وہی تھی جو تم نے بیان کی ہے مگر جب اللہ نے ہماری طرف رسول بھیجا اور اس نے ہمیں پروردگار کی طرف بلایا تو ہم نے اس کی دعوت قبول کر لی، اس کے بعد اس نے اپنے رسول سے کہا ''میں نے اس جماعت کو ان لوگوں پر غالب کیا ہے، جنہوں نے میرا دین قبول کیا ہے۔ میں مسلمانوں کے ذریعے ان لوگوں سے انتقام لوں گا اور جب تک وہ اس مذہب کو مانیں گے اس وقت تک میں انہیں (کافروں پر) غالب رکھوں گا۔ یہ دین برحق ہے اس سے جو منہ موڑے گا وہ ذلیل ہوگا اور جو اسے اختیار کرے گا، وہ معزز رہے گا۔''

رستم نے پوچھا وہ (مذہب) کیا ہے؟'' اس نے جواب دیا ''اس کی بنیاد جس پر وہ قائم ہے، یہ ہے کہ اس بات کا اقرار کیا جائے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔'' وہ بولا ''دوسرا اصول کیا ہے؟'' انہوں نے کہا ''دوسری (بات یہ ہے کہ) بندوں کی عبادت سے منہ موڑ کر اللہ کی عبادت کی جائے کیونکہ لوگ فرزندانِ آدم و حوا ہیں اور وہ ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں۔''

رستم کہنے لگا ''یہ کیسی اچھی بات ہے، لہٰذا اگر میں اور میری قوم اس بات کو تسلیم کر لیں تو پھر تمہارا کیا سلوک ہوگا، کیا تم واپس چلے جاؤ گے؟'' انہوں نے کہا ''ہاں خدا کی قسم!'' وہ بولا ''تم سچ کہتے ہو مگر جب سے اردشیر بادشاہ ہوا ہے، اہل فارس ان لوگوں کو، جو اُن کے طریقہ سے باہر ہوں، کمینہ سمجھتے ہیں اور جب وہ ان کے طریقے پر نہ چلیں تو وہ کہتے ہیں کہ وہ ان کے راستہ سے ہٹ گئے ہیں اور شرفاء کی مخالفت کرتے ہیں۔'' زہرہ نے فرمایا،

''ہم تمام عوام کے لیے بہترین ہیں، ہم جیسا تم کہتے ہو، ویسا نہیں کرتے بلکہ اللہ کی اطاعت کرتے ہیں اور جو اللہ کی نافرمانی کریں وہ ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں۔''

رستم وہاں سے لوٹ آیا اور ایران کے معزز افراد کو بلا کر ان سے مشورہ کرنے لگا، جب انہوں نے اس کی بات سے انکار کیا تو اس نے (حضرت) سعد کو یہ پیغام بھیجا ''آپ ایک ایسے آدمی کو بھیجیں جس سے ہم گفت و شنید کر سکیں۔'' سعد نے ایک جماعت کو بلا کر بھیجنا چاہا تو ربعی بن عامر نے کہا ''اگر ہم

Marfat.com

ان کے پاس اکٹھے ہوکر جائیں گے تو وہ سمجھیں گے کہ ہم انہیں بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں، لہٰذا آپ صرف ایک آدمی بھیجئے۔'' اس پر حضرت سعد نے صرف انہیں بھیجا اور وہ اس کی طرف روانہ ہوگئے۔ پل پر انہیں روک دیا گیا اور رستم کو ان کی آمد کی اطلاع دی، اس لیے وہ زیب و زینت کا اظہار کر کے سنہری تخت پر بیٹھا اور وہاں اس نے سنہری فرش قالین اور گدے تکیے بچھوائے۔ ربعی گھوڑے پر آئے، ان کی تلوار ایک پھٹے کپڑے میں تھی اور ان کا نیزہ بھی ایک پٹی سے بندھا ہوا تھا۔ جب وہ فرش کے پاس پہنچے تو ان سے اترنے کے لیے کہا گیا تو وہ فرش پر اپنے گھوڑے کو لے گئے اور دو تکیوں کو پھاڑ کر ان سے گھوڑے کو باندھ دیا۔ لوگوں نے انہیں منع نہیں کیا بلکہ چشم پوشی کی۔ چونکہ وہ زرہ پہنے ہوئے تھے، اس لیے لوگوں نے کہا ''آپ ہتھیار رکھ دیجئے۔'' انہوں نے فرمایا ''میں خود نہیں آیا ہوں کہ تمہارے مطابق میں ہتھیار رکھ دوں، بلکہ تم نے مجھے بلایا ہے۔'' جب رستم کو اطلاع کی گئی تو اس نے اس کی اجازت دے دی۔ لہٰذا وہ اپنے نیزہ کا سہارا لیتے ہوئے اور آہستہ آہستہ قدم مارتے ہوئے اس طرح آئے کہ انہوں نے فرش اور قالین کو خراب کر دیا تھا۔ جب وہ رستم کے قریب آئے تو زمین پر بیٹھ گئے اور زمین پر اپنا نیزہ گاڑ دیا، جب ان سے اس طرح بیٹھنے کی وجہ پوچھی گئی تو وہ کہنے لگے ''میں تمہاری زیب و زینت کی چیزوں پر بیٹھنا پسند نہیں کرتا ہوں۔'' پھر رستم کے ترجمان نے، جس کا نام عبود تھا اور حیرہ کا رہنے والا تھا، پوچھا ''تم یہاں کیوں آئے ہو؟'' وہ کہنے لگے ''اللہ ہمیں لایا ہے اور اسی نے ہمیں بھیجا ہے، تاکہ ہم جس کو چاہیں تنگ دنیا سے نکال کر وسیع دنیا کی طرف لے آئیں اور دیگر مذاہب کے مظالم سے نکال کر اسے اسلامی انصاف کے دائرہ میں داخل کریں۔ اس نے ہمیں مخلوق کی طرف اپنا مذہب دے کر بھیجا ہے۔ جو کوئی اسے قبول کرے گا، ہم بھی اپنا بھائی سمجھیں گے اور اس کا ملک چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ مگر جو انکار کرے گا اس کے ساتھ جنگ کریں گے تا آنکہ یا تو ہم بہشت میں پہنچ جائیں یا فتح و نصرت حاصل کر لیں۔''

رستم نے کہا ''ہم نے آپ کی بات سنی۔ کیا آپ اس معاملہ کو ملتوی کر سکتے ہیں تاکہ ہم غور و فکر کر سکیں؟'' انہوں نے فرمایا ''ہاں۔ ہمارے رسول اللہ ﷺ کی یہ سنت ہے کہ ہم دشمن کو تین دن سے زیادہ مہلت نہ دیں، ہم تین دن تک تمہیں مہلت دیتے ہیں، تم اپنے معاملے پر غور کرو اور مقررہ وقت کے بعد تین باتوں میں سے ایک بات کو اختیار کرو۔ یا تو اسلام قبول کرو، اس وقت ہم تمہیں اور تمہاری زمین کو چھوڑ کر چلے جائیں گے، ورنہ تم جزیہ قبول کرو، اس صورت میں بھی ہم جنگ سے باز آ جائیں

Marfat.com

گے اور اگر تمہیں مدد کی ضرورت ہوگی تو تمہاری امداد بھی کریں گے۔ تیسری چیز چوتھے دن جنگ کرنا ہے، بشرطیکہ تم اس سے پہلے جنگ نہ کرو۔ میں اپنے ساتھیوں کی طرف سے ان تمام باتوں کا ذمہ دار ہوں۔''

رستم نے پوچھا ''کیا آپ ان کے سردار ہیں؟'' انہوں نے فرمایا ''نہیں! مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں، ان کا معمولی آدمی بھی اعلیٰ افسر کی طرف سے اجازت دے سکتا ہے۔''

رستم نے اپنے افسروں کے ساتھ تنہائی میں مشورہ کیا اور پوچھا ''کیا تم نے اس شخص کی گفتگو سے بڑھ کر واضح اور شاندار گفتگو سنی ہے؟'' وہ کہنے لگے ''خدا بچائے کہ ہم اس کتے کے مذہب کی طرف مائل ہوں، کیا آپ نے اس کی پوشاک نہیں دیکھی؟'' رستم بولا ''تم اس کے کپڑوں کی طرف نہ دیکھو بلکہ اس کی رائے اور کلام اور سیرت پر غور کرو۔ اہل عرب لباس کو اہمیت نہیں دیتے مگر شرافت کے محافظ ہیں۔ وہ تمہارے جیسے نہیں ہیں۔''

اگلے دن رستم نے سعد کو کہلا بھیجا کہ اس آدمی کو بھیجا جائے۔ انہوں نے حذیفہ بن محصن کو بھیجا۔ وہ بھی تقریباً اسی لباس میں آئے اور اپنے گھوڑے سے نہیں اترے بلکہ رستم کے پاس گھوڑے ہی پر سوار رہے۔ رستم نے ان سے کہا ''اتر جاؤ'' تو وہ کہنے لگے ''میں نہیں اتروں گا۔'' وہ بولا ''تم کیوں آئے ہو اور پہلا آدمی کیوں نہیں آیا؟'' وہ بولے ''ہمارا امیر ہمارے ساتھ سختی اور نرمی میں انصاف کرتا ہے، اب میری باری ہے۔'' اس نے پوچھا ''تم کیوں آئے؟'' اس کا انہوں نے پہلے شخص کی طرح جواب دیا۔ پھر رستم نے پوچھا ''مہلت کا وعدہ مزید ایک دن تک ہے؟'' انہوں نے کہا ''ہاں! کل سے تین دن کا وعدہ ہے۔'' یہ کہہ کر واپس چلے گئے۔ رستم نے اپنے ساتھیوں سے آکر کہا ''کیا جو میں دیکھ رہا ہوں تم بھی دیکھ رہے ہو؟ کل پہلا شخص آیا اور ہماری سرزمین پر غالب آگیا، اس نے ان چیزوں کو حقیر سمجھا جو ہمارے نزدیک شاندار ہیں، اس نے اپنا گھوڑا ہمارے عمدہ فرش پر کھڑا کیا۔ آج دوسرا شخص آیا وہ بھی پرندے کی طرح ہماری سرزمین پر کھڑا ہوا تھا۔''

دوسرے دن اس نے ایک اور شخص کو بھیجنے کو کہا تو مغیرہ بن شعبہ بھیجے گئے۔ جب وہ آئے تو اہل فارس تاج سر پر رکھے ہوئے زرین پوشاک زیب تن کیے ہوئے تھے۔ مغیرہ بن شعبہ آکر رستم کے ساتھ اس کے تخت پر بیٹھ گئے۔ انہوں نے جلدی سے اتارا تو وہ فرمانے لگے ''ہمیں تمہارے بارے میں خبریں پہنچی تھیں مگر میں نے تم سے زیادہ بیوقوف قوم نہیں دیکھی۔ ہم اہل عرب ایک دوسرے کو غلام

Marfat.com

نہیں بناتے۔ میرا خیال تھا کہ تم اپنی قوم سے ایسی ہمدردی رکھتے ہو جیسے ہم ہمدردی رکھتے ہیں، مگر تم نے عملی طور سے بہترین طریقے سے مجھے یہ بتا دیا کہ تم ایک دوسرے کے دیوتا ہو۔ یہ طریقہ کبھی درست نہیں رہ سکتا اور نہ کوئی (شریف) آدمی اسے اختیار کر سکتا ہے، میں خود نہیں آیا بلکہ تم نے مجھے دعوت دی ہے لہٰذا آج مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ تم مغلوب ہو گے کیونکہ اس قسم کی عادتوں اور عقلوں کے ہوتے ہوئے کوئی ملک برقرار نہیں رہ سکتا۔"

یہ سن کر عوام کہنے لگے "خدا کی قسم! یہ عربی شخص سچ کہتا ہے۔" مگر زمیندار کہنے لگے "اس نے ایسی گفتگو کی ہے کہ ہمارے غلام ہمیشہ اس کی طرف مائل رہیں گے۔ اللہ ہمارے حکمرانوں کو غارت کرے وہ ہمیشہ اس قوم کی باتوں کو حقیر سمجھتے چلے آتے ہیں۔"

پھر رستم نے تقریر کی، اس نے اپنی قوم کی تعریف کی اور ان کی عظمت بیان کرتے ہوئے کہا:

"ہم تمام ممالک میں طاقتور اور دشمنوں پر غالب رہے اور قوموں میں سربلند رہے۔ کوئی قوم ہماری جیسی عزت اور فتح و نصرت نہیں حاصل کر سکی، ہم ان پر ہمیشہ غالب آتے تھے اور کوئی قوم ہم پر غالب نہیں آ سکتی تھی مگر چند دنوں سے ہمارے گناہوں کی وجہ سے یہ صورت حال نہیں رہی۔ بہر حال جب خدا ہم سے انتقام لینے کے بعد ہم سے رضا مند ہوگا تو وہ ہمارے دشمن کے حملوں کو لوٹا دے گا۔ تم سے زیادہ اے اہل عرب کوئی قوم ہمارے نزدیک حقیر نہ تھی، تم تنگدست اور خستہ حال تھے۔ ہم تمہیں ناچیز سمجھتے تھے، تم ہماری تصدیق کرو گے کہ جب تمہارے ملک میں قحط پڑتا تھا تو ہم تمہیں کھجوریں اور جو دے کر لوٹا دیتے تھے۔ مجھے یہ معلوم ہے کہ تمہارے ملک کی تنگدستی نے تمہیں ان کاموں پر آمادہ کیا ہے تو (اگر یہ حقیقت ہے) تو میں تمہیں کپڑا، خچر اور ایک ہزار درہم دینے کا حکم صادر کرتا ہوں۔ میں تم میں ہر ایک کو کھجوروں کا ایک ڈھیر دینے کو تیار ہوں تا کہ تم یہاں سے لوٹ جاؤ کیونکہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ تمہیں قتل کروں۔"

اس کے بعد حضرت مغیرہ بن شعبہ نے خدا کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا:

"اللہ نے ہر چیز کو پیدا کیا اور وہی ان کو رزق مہیا کرتا ہے۔ ہر کام اس کے حکم سے ہوتا ہے۔ تم نے اپنا اور اپنے اہل ملک کا جو تذکرہ کیا ہے، اسے ہم جانتے ہیں، یہ سب کچھ اللہ ہی

Marfat.com

نے تمہارے ساتھ کیا ہے اور اس نے تم پر یہ احسان کیے ہیں، یہ صرف اس کا احسان ہے، تمہارا اپنا کوئی کارنامہ نہیں ہے۔ تم نے ہماری تنگدستی، خستہ حالی اور باہمی اختلاف کا تذکرہ کیا ہے اس کو بھی ہم جانتے ہیں اور ہم اس کا انکار نہیں کرتے۔ بے شک اللہ نے ہمیں اس حالت میں مبتلا کیا مگر یہ دنیا عالم انقلاب ہے، اس میں محنت کش انسان خوشحالی کی توقع رکھتے ہیں، یہاں تک کہ وہ خوشحال ہو جاتے ہیں اور خوشحال حضرات کو بھی مصائب و تکالیف کا اندیشہ رہتا ہے یہاں تک کہ وہ مصائب ان پر نازل ہو جاتے ہیں اور اگر تم اس کا شکر کرتے تو تمہاری شکرگزاری اس کی نعمتوں سے کم ہوتی جو تمہیں عطا کی گئی تھیں، درحقیقت تمہاری ناشکری نے تمہاری حالت میں تبدیلی پیدا کی ہے۔ ہم سابقہ حالت میں اس وقت مبتلا تھے، جب ہم کافر تھے مگر یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے ہمارے پاس ایک رسول بھیجا۔''

بعد ازاں انہوں نے دوسرے لوگوں کی طرح دعوت اسلام دی نیز جزیہ اور جنگ کا ذکر کیا۔ مزید فرمایا ''ہمارے اہل و عیال نے تمہارے ملک کا کھانا چکھا ہے اس لیے وہ کہتے ہیں کہ ہم اب اس (ملک کو فتح کیے) بغیر نہیں رہ سکتے۔'' اس پر رستم نے کہا ''ایسی حالت میں تم یہیں موت کا شکار ہو گے۔'' اس پر حضرت مغیرہ نے فرمایا ''ہم میں سے جو شہید ہو گا جنت میں داخل اور تم میں سے جو مقتول ہو گا وہ دوزخ میں جلے گا اور ہم میں سے جو باقی رہیں گے وہ تمہارے باقی ماندہ لوگوں پر فتح حاصل کریں گے۔''

رستم اس بات پر مشتعل ہو گیا، اس نے قسم کھا کر کہا ''کل دن نکلتے ہی ہم، تم سب کو قتل کر دیں گے۔'' جب حضرت مغیرہ چلے گئے تو رستم نے صرف اہل فارس کو مخاطب کر کے کہا ''خدا کی قسم! ان لوگوں کا تم سے کوئی مقابلہ نہیں ہے، خواہ یہ سچے ہوں یا جھوٹے ہوں بلکہ ان کی عقلمندی اور رازداری اس حد تک بڑھی ہوئی ہے کہ ان میں کوئی اختلاف نہیں رہا ہے۔ ایسی قوم جو ارادہ کرتی ہے اس میں کامیاب ہو جاتی ہے اور اگر وہ سچے ہیں تو ان کا مقابلہ نہیں ہو سکتا لہٰذا ہمت و استقلال سے کام لو۔'' اس کے بعد رستم نے حضرت مغیرہ کے پیچھے ایک قاصد بھیجا اور اس سے کہلا بھیجا ''جب پل ٹوٹ جائے تو سمجھ لو کہ کل تمہاری ایک آنکھ پھوڑ دی جائے گی۔'' حضرت مغیرہ نے کہلا بھیجا ''آپ نے مجھے خیر و اجر کی خوشخبری سنائی ہے کیونکہ اگر مجھے تمہارے جیسے مشرکوں سے کل جہاد کرنے کی نوبت نہ آتی تو میں

Marfat.com

دوسری آنکھ کے جاتے رہنے کی تمنا بھی کرتا۔'' قاصد (یہ جواب لے کر) واپس آ گیا۔ اس کے بعد رستم بولا ''اے اہل فارس تم میری اطاعت کرو کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم پر خدا کا غضب نازل ہونے والا ہے جس کو تم رد نہیں کر سکتے۔''

بعد ازاں سعد نے باقی ماندہ اہل الرائے کو بھی بھیج دیا اور انہوں نے رستم کے پاس آ کر اس طرح گفتگو کی:

''ہمارے امیر آپ کو اس چیز کی دعوت دیتے ہیں جو ہمارے اور آپ، دونوں کے لیے بہتر ہے۔ عافیت اسی میں ہے کہ آپ اس دعوت کو قبول کر لیں، ایسی صورت میں ہم بھی اپنی سرزمین کی طرف واپس چلے جائیں گے۔ آپ کی اپنے گھر پر حکومت برقرار رہے گی اور اس میں سے جو کچھ آپ کو حاصل ہوگا، اس کے آپ مالک ہوں گے، ہم نہیں ہوں گے اور اگر آپ پر کوئی حملہ کرے تو ہم اس کے برخلاف آپ کے مددگار ہوں گے، لہٰذا آپ اللہ سے ڈریئے، ایسا نہ ہو کہ آپ اپنے ہاتھ سے اپنی قوم کو تباہ و برباد کر دیں، اس حکومت کو حاصل کرنے کے لیے آپ کو صرف یہ کام کرنا ہوگا کہ آپ اسلام کے دائرہ میں داخل ہو جائیں اور شیطان کو اپنے پاس سے دور کر دیں۔''

رستم نے (جواب میں) کہا،

''(زندہ) مثال بہت زیادہ گفتگو کرنے کی بہ نسبت زیادہ وضاحت کرتی ہے، تم تنگدست اور خستہ حال تھے تم اپنی حفاظت نہیں کر سکتے تھے، ہم تمہارے برے پڑوسی نہیں ثابت ہوئے بلکہ تمہارے لیے غلہ فراہم کرتے تھے اور تم پر احسان کرتے تھے جب تم نے ہمارا آب و دانہ چکھا تو تم نے اس کا حال اپنی قوم کو بتایا اور انہیں (حملہ کرنے کی) دعوت دی۔ اسی وجہ سے تم ہمارے پاس آئے ہو۔ تمہاری اور ہماری مثال ہے جیسے کہ ایک شخص کا انگور کا باغ ہو، وہاں اس نے ایک لومڑی کو دیکھا، وہ کہنے لگا لومڑی کیا ہوتی ہے؟ تو (اس کے جواب میں) لومڑی بہت سی لومڑیوں کو باغ میں بلا لائی۔ جب وہ جمع ہو گئیں تو باغ والے نے اس راستہ کو بند کر دیا جہاں سے وہ آئی تھیں، اس کے بعد اس نے سب کو قتل کر دیا۔ مجھے معلوم ہے کہ افلاس اور حرص نے تمہیں اس کام کی طرف آمادہ کیا ہے، اس لیے

Marfat.com

تم اب بھی لوٹ جاؤ، ہم تمہیں غلہ فراہم کرتے رہیں گے۔ میں نہیں چاہتا ہوں کہ تمہیں قتل کروں، تم ایسی مکھی کی مانند ہو جو شہد کو دیکھ کر یہ کہے 'جو مجھے وہاں تک پہنچائے اسے دو درہم ملیں گے۔' جب وہ وہاں پہنچ گئی تو اس میں گر کر پھنس گئی ہو اس وقت وہ یہ کہے 'جو مجھے دے اسے چار درہم ملیں گے۔' (تیسری مثال یہ بھی ہے کہ) ایک شخص نے ٹوکری بنا کر اس میں کھانا رکھا، اتنے میں چوہوں نے آکر ٹوکری میں سوراخ کر دیا اور اس میں داخل ہو گئے، جب اس نے اس کو بند کرنا چاہا تو اسنے کہا گیا 'ایسا نہ کرو بلکہ کھوکھلا بانس تیار کیا جائے، جب وہ وہاں سے نکل کر اس میں داخل ہوں تو جو نکلے اسے مار ڈالو، چونکہ اس وقت ان کے داخل ہونے کا راستہ بند کر دو گے اس لیے جو نکلے گا وہ مارا جائے گا۔' لہٰذا تم اس کام کے لیے تیار ہوئے ہو جب کہ تمہارے پاس نہ کافی فوج ہے اور نہ سامان جنگ ہے۔"

(اس کے جواب میں) مسلمانوں نے گفتگو کی، پہلے انہوں نے اپنی بدحالی کا ذکر کیا اور یہ بھی بتایا کہ اللہ نے ان پر یہ احسان کیا ہے کہ اس نے ان کے پاس رسول بھیجا۔ وہ پہلے منتشر حالت میں تھے مگر اب وہ اسلام کی بدولت متحد اور متفق ہو گئے ہیں اور انہیں جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا جو مسلمانوں کے بارے میں مثالیں بیان کی گئی ہیں، وہ ان پر منطبق نہیں ہوتیں بلکہ (یوں کہنا چاہئے کہ) تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کہ کسی شخص نے کسی زمین میں چن چن کر درخت لگائے ہوں اور وہاں نہریں کھودی ہوں اور انہیں (شاندار) محلات سے آراستہ کرنے کے بعد وہاں کسانوں کو آباد کیا ہو، جو ان محلات میں رہ کر ان باتوں کی نگرانی کریں مگر ان کسانوں نے ان محلوں میں ناپسندیدہ افعال شروع کر دیئے تو انہیں طویل مہلت دی گئی مگر پھر بھی باز نہیں آئے، آخر کار اس نے انہیں نکال کر دوسرے لوگوں کو بلوالیا، لہٰذا اگر وہ وہاں سے چلے جائیں تو لوگ انہیں چھین لیں گے اور اگر وہ وہاں رہیں تو رعیت بن کر رہیں گے اور ان پر ہمیشہ ظلم وستم کرتے رہیں گے، بہر حال جو کچھ ہم کہہ رہے، اگر یہ نہ ہوتا اور صرف دنیا طلبی ہوتی تو اس صورت میں بھی ہم تمہارے عیش وعشرت اور پر لطف زندگی کو برقرار نہ رکھتے، بلکہ تم سے ضرور جنگ کرتے۔"

رستم نے پوچھا "کیا تم دریا پار کر کے ہماری طرف آؤ گے یا ہم آئیں؟" وہ بولے "تم ہی دریا کو عبور کرو۔" اس کے بعد وہ اس کے پاس سے رات کے وقت واپس آگئے۔ سعد نے لوگوں کو کہلا

Marfat.com

بھیجا کہ وہ اس کا انتظار کریں اور کافروں کو کہلا بھیجا کہ وہ دریا کو عبور کر سکتے ہیں۔ انہوں نے پل کو حاصل کرنا چاہا مگر سعد نے فرمایا "یہ نہیں ہوسکتا کیونکہ ہم پل پر قابض ہو گئے ہیں اس لیے ہم اسے نہیں دے سکتے۔" (مجبور ہوکر) وہ صبح تک مٹی، بانسوں اور نمدوں سے پل باندھتے رہے، یہاں تک کہ انہوں نے اپنے لیے راستہ بنالیا اور دن چڑھے تک اس کام کی تکمیل ہوئی۔

رات کو رستم نے یہ خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک فرشتہ اترا ہے، اس نے اس کے ساتھیوں کی کمانیں لے کر ان پر مہر لگادی، پھر انہیں لے کر آسمان کی طرف چڑھ گیا۔ جب وہ بیدار ہوا تو بہت رنجیدہ تھا، پھر اس نے اپنے مخصوص لوگوں کو بلا کر یہ قصہ بیان کیا اور کہا "اللہ ہمیں نصیحت کر رہا ہے، کاش ہم اس نصیحت کو مانتے۔"

جب وہ دریا کو عبور کرنے کے لیے سوار ہوا تو دوہری زرہ اور خود پہنے ہوئے پوری طرح مسلح تھا۔ وہ رکاب میں پاؤں رکھے بغیر کود کر گھوڑے پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا "کل ہم انہیں پیس کر رکھ دیں گے۔" ایک شخص نے اس سے کہا "اگر اللہ نے چاہا" وہ بولا "اگر اللہ نہ چاہے (تو اس صورت میں بھی ایسا ہی ہوگا۔)" پھر وہ بولا "شیر (کسریٰ) کے مرنے کے بعد لومڑی خراب ہوگئی۔" اس نے اس قسم کی باتیں ایرانیوں کے سامنے مسلمانوں کی توہین کرنے کے لیے کیں، ورنہ مشہور یہی ہے کہ وہ مسلمانوں سے ڈرتا تھا اور اس کا اظہار اپنے معتبر اشخاص کے سامنے بھی کرتا تھا۔

ارماث کا واقعہ:

جب ایرانیوں نے نہر عتیق کو عبور کیا تو رستم اپنے تخت پر بیٹھا اور اپنے قلب (مرکزی فوج) میں اٹھارہ ہاتھی، مقرر کیے جن پر صندوقوں کے ساتھ آدمی سوار تھے اور دونوں بازوؤں میں آٹھ یا سات ہاتھی تھے۔ اس نے اپنے اور میسرہ (بائیں بازو) کی فوج کے درمیان فیروزان کو متعین کیا۔ شاہ ایران (یزدگرد) نے بھی اپنے اور رستم کے درمیان (پیغام رسانی کے لیے) بہت سے آدمی مقرر کیے تھے اور ہر (اہم) مقام پر ایک آدمی تھا، جن میں پہلا اس کے محل کے دروازہ پر تھا اور آخری آدمی رستم کے ساتھ ہوتا تھا، چنانچہ جو کام رستم کرتا تھا تو وہ آدمی جو اس کے ساتھ رہتا تھا، اپنے قریب کے آدمی کو بتا دیتا تھا، پھر ہر ایک قریبی مقام کے شخص کو خبریں پہنچاتا رہتا، اس طرح یزدگرد کے پاس جلد سے جلد خبر پہنچ جاتی تھی۔

Marfat.com

اب مسلمان بھی صف آرا ہو گئے تھے، چونکہ سعد کے بدن پر پھوڑے نکل آئے تھے اور انہیں عرق النساء (گٹھیا) کا مرض تھا، اس لیے وہ بیٹھ نہیں سکتے تھے بلکہ وہ اپنے منہ کے بل اوندھے لیٹے رہتے تھے۔ سینے کے نیچے ایک تکیہ رکھ کر لیٹے ہوئے وہ محل کی چھت پر سے لوگوں کو دیکھتے رہتے تھے، جنگ کی صفیں ان کی دیوار کے بالکل قریب تھیں اگر صف جنگ ذرا سا آگے بڑھ جائے تو اس پر قابض ہو سکتی تھی۔ اس جنگ میں مسلمانوں نے بہادری کے بہت کارنامے سرانجام دیئے چنانچہ بعض لوگوں نے حضرت سعد کی اس حالت پر نکتہ چینی بھی کی تھی۔ چنانچہ ایک شاعر (دو شعروں میں اس طرح ذکر کرتا ہے،

نقاتل حتی انزل اللہ نصرہ　　　و سعد بباب القادسیہ معصم

فابنا و قد امت نساء کثیرۃ　　　و نسوۃ سعدٍ لیس فیھنّ ایم

[اس نے جنگ کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے (مسلمانوں پر) اپنی فتح ونصرت نازل کی مگر سعد، قادسیہ کے دروازے کے قریب محفوظ بیٹھے رہے۔

جب ہم واپس آئے تو بہت سی عورتیں بیوہ ہو چکی تھیں، مگر سعد کی عورتوں میں سے کوئی بیوہ نہ تھی۔]

سعد کو جب ان اشعار کا علم ہوا تو وہ کہنے لگے "اے خدا! اگر یہ جھوٹا ہے اور اس نے یہ بات ریاکاری اور شہرت کی خاطر کہی ہے تو میری طرف سے اس کی زبان کاٹ دے، یعنی اگر میں صف میں کھڑا ہو جاؤں تو اس کی زبان پر تیر لگے۔" چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ کوئی لفظ کہے بغیر اللہ کے پاس پہنچ گیا۔ حضرت جریر بن عبداللہ اور دوسرے لوگوں نے بھی ایسے ہی الفاظ کہے تھے۔

سعد اتر کر لوگوں کے پاس گئے تھے اور اپنی رانوں اور پشت کے زخم بھی انہیں دکھائے گئے تھے، اس لیے لوگوں نے آپ کو معذور سمجھا اور وہ ان کی حالت سے واقف ہو گئے تھے۔ جب آپ سوار ہونے سے بالکل معذور ہو گئے تو آپ نے خالد بن عرفطہ کو اپنا جانشین مقرر کیا، جب اس پر کچھ لوگ اختلاف کرنے لگے تو آپ نے ان لوگوں کو، جو شور وشغب برپا کر رہے تھے، گرفتار کر کے محل میں قید کر دیا۔ انہی میں ابو محجن الثقفی بھی تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابو محجن کو شراب نوشی کے جرم میں قید کیا تھا۔ جب لوگوں کو مطلع کر دیا گیا کہ خالد بن عرفطہ کو جانشین بنایا گیا ہے تو خالد بن عرفطہ لوگوں کو احکام دینے لگے اور وہ انہیں سن کر ان احکام کی تکمیل کرتے۔

Marfat.com

آپ نے ۱۴ھ میں محرم کے مہینے میں دوشنبہ کے دن لوگوں کو خطبہ دیا اور انہیں جہاد کے لیے آمادہ کیا۔ آپ نے انہیں یاد دلایا کہ اللہ نے ان سے ان ممالک کے مفتوح ہونے کا وعدہ کیا تھا بلکہ ان سے پہلے کے مسلمان (ابتدائی جنگوں میں) اہل فارس پر غالب آ چکے تھے۔ ایسا خطبہ ہر جماعت کے افسر نے بھی دیا، کیونکہ سعد نے متعدد عقلمند اور بہادر حضرات کو لوگوں کے پاس بھیجا تھا جن میں حضرات مغیرہ، حذیفہ، عاصم، طلیحہ، قیس الاسدی غالب اور عمرو بن معدیکرب بھی شامل تھا۔ (مسلمان) شعراء کو بھی بھیجا جن میں شماخ، حطنیہ، اوس بن مفراء، عبدۃ بن الطبیب وغیرہ شامل تھے۔ ان لوگوں کو حکم دیا تھا کہ وہ مسلمانوں کو جنگ کے لیے آمادہ کریں چنانچہ انہوں نے تعمیل حکم کی۔

مشرکوں کی صفیں نہر عتیق کے کنارے تھیں اور مسلمانوں کی صفیں قدیس کی دیوار اور خندق کے ساتھ تھیں، اس طرح مسلمانوں اور مشرکوں کی فوجیں خندق اور نہر عتیق کے درمیان صف آرا ہوئیں۔ ایرانیوں کے ساتھ تیس ہزار فوج زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی۔ حضرت سعد نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا کہ وہ سورۂ جہاد یعنی سورۂ انفال پڑھیں۔ جب اس سورت کی تلاوت کی گئی تو لوگوں کے چشم و دل روشن ہوگئے اور اس کی تلاوت سے ان کے دلوں کو ڈھارس بندھ گئی۔ جب قاری اس کی تلاوت سے فارغ ہوئے تو سعد نے فرمایا "تم ظہر کی نماز تک اپنے اپنے مورچوں میں رہو۔ جب تم نماز سے فارغ ہوگے تو میں نعرۂ تکبیر بلند کروں گا، تم بھی نعرۂ تکبیر بلند کر کے تیار ہو جاؤ۔ جب دوسری تکبیر سنو تو تم بھی تکبیر کہہ کر مسلح ہو جاؤ۔ جب تیسری تکبیر کہی جائے تو تم بھی تکبیر کہو اور تمہارے سوار لوگوں کو جنگ کے لیے تیار رکھیں۔ چوتھی تکبیر پر تم سب مل کر عام حملہ کر دو اور دشمن سے گتھم گتھا ہو جاؤ اور لا حول و لا قوۃ الا باللہ پڑھتے رہو۔ چنانچہ جب سعد نے تیسری تکبیر بلند کی تو بہادر افراد نمودار ہوئے اور آتے ہی انہوں نے جنگ چھیڑ دی۔ ایرانیوں میں سے بھی ان جیسے بہادر افراد نکلے اور وہ سب کے سب نیزہ بازی اور شمشیر زنی میں مصروف ہوگئے۔ اس موقع پر غالب بن عبداللہ الاسدی نے یہ اشعار پڑھے:

[تمام فصیح و بلیغ زباں آور اور نامور اشخاص جانتے ہیں۔

میں مسلح جواں مرد سردار ہوں اور ہر مشکل اور پیچیدہ کام کی گتھیاں سلجھانے والا ہوں۔]

(ان کے مقابلہ کے لیے) ہرمز نکلا جو تاجدار حکمران تھا، غالب اسے گرفتار کر کے حضرت سعد کے پاس لے گئے اور پھر لوٹ آئے۔

Marfat.com

حضرت عاصم بھی رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے نکلے اور ایک ایرانی سے مقابلہ کیا، وہ شکست کھا کر بھاگا۔ عاصم اس کا تعاقب کرتے ہوئے دشمن کی صفوں کے اندر چلے گئے وہاں لوگوں نے اسے اپنی حفاظت میں لے لیا۔ عاصم خچر پر بیٹھے ہوئے ایک شخص کو گرفتار کر کے لے آئے تو وہ شاہی نانبائی نکلا۔ اس کے پاس شاہی کھانا اور حلوہ تھا۔ جب انہیں حضرت سعد کے پاس لایا گیا تو آپ نے یہ تمام چیزیں ایک فوجی دستے کو عطا کر دیں۔

ایک ایرانی نکل کر مسلمانوں کو مبارزت (انفرادی جنگ) کے لیے للکارنے لگا۔ اس کے مقابلے کے لیے عمرو بن معدیکرب نکلے۔ انہوں نے اسے گرفتار کر کے زمین پر گرا دیا اور اسے ذبح کر دیا پھر اس کا ساز و سامان اور پٹکا لے لیے۔ اس عرصہ میں ہاتھیوں نے مسلمانوں پر حملہ کر کے ان کے فوجی دستوں کو منتشر کر دیا اور ان کے گھوڑے بدکنے لگے چونکہ ایرانیوں نے قبیلہ بجیلہ کی طرف سترہ ہاتھی بھیج دیئے تھے اس لیے ان کے گھوڑے بھی (انہیں دیکھ کر) بدکنے لگے اور قریب تھا کہ گھوڑوں کے بدکنے کی وجہ سے قبیلہ بجیلہ تباہ و برباد ہو جائے، لیکن حضرت سعد نے فوراً قبیلہ بنو اسد کو بجیلہ کی حمایت کا حکم دے دیا۔ چنانچہ طلیحہ بن خویلد اور حمال بن مالک اپنے فوجی دستے سے نکلے انہوں نے ہاتھیوں کا مقابلہ کر کے انہیں وہاں سے ہٹا دیا، ایک بہت بڑا ہاتھی سوار طلیحہ کے مقابلہ کے لیے نکلا تو اسے قتل کر دیا گیا، اتنے میں حضرت اشعث بن قیس قبیلہ کندہ کو مخاطب کر کے کہنے لگے،

> ''اے قبیلہ کندہ! اللہ بنو اسد کا بھلا کرے، دیکھو وہ کس طرح بہادری کے ساتھ لڑ رہے ہیں کہ انہوں نے اپنے قریب کی فوجوں کو بھی (مدد سے) بے نیاز کر دیا ہے مگر تم انتظار کر رہے ہو کہ تمہاری کون مدد کرتا ہے؟ میں اعلان کرتا ہوں کہ تم عربوں کے سامنے اپنے قوم کا اچھا نمونہ نہیں پیش کر رہے ہو۔''

یہ کہہ کر وہ اٹھے اور ان کے ساتھی اٹھ کھڑے ہوئے جو ان کے مقابلہ میں تھے، انہیں پیچھے ہٹا دیا۔

جب ایرانیوں نے دیکھا کہ قبیلہ اسد کے لوگوں اور ہاتھیوں کا مقابلہ ہو رہا ہے تو انہوں نے بھی حملہ شروع کر دیا۔ ان حملہ آوروں میں ذوالحاجب اور جالینوس بھی شامل تھے مگر مسلمان سعد کی چوتھی تکبیر کا انتظار کر رہے تھے۔ جب ایرانی فوج ہاتھیوں کو لے کر حملہ آور ہوئی اور وہ ثابت قدم رہے تو حضرت سعد نے چوتھی دفعہ نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اس وقت تمام مسلمانوں نے عام دھاوا بول دیا اور قبیلہ اسد

Marfat.com

کے محور پر جنگ کی چکی گردش کرنے لگی۔

جب (ایرانی) ہاتھیوں نے میمنہ اور میسرہ پر حملہ کیا اور (مسلمانوں کے) گھوڑے ان سے بدکنے لگے تو سعد نے عاصم بن عمرو التمیمی کو بھیجا۔ وہ اپنی قوم تمیم کے پاس آ کر کہنے لگے "اے قوم تمیم! کیا تمہارے پاس ان ہاتھیوں سے نجات حاصل کرنے کی کوئی تدبیر نہیں ہے؟" وہ کہنے لگے "ہاں! اس کی تدبیر ہے۔" اس کے بعد اس نے اپنی قوم کے تیراندازوں اور اہل ثقافت کو بلایا، اور تیراندازوں کو حکم دیا کہ وہ ہاتھیوں کے سواروں پر تیراندازی کریں اور اہل ثقافت سے کہا "تم ہاتھیوں کا رُخ موڑ کر ان کے ہودوں کے بند کاٹ دو۔" پھر وہ خود بھی ان کی امداد کے لیے نکلے۔ اس وقت آسیائے جنگ قبیلہ بنو اسد پر گھوم رہی تھی۔ میمنہ اور میسرہ (دائیں اور بائیں بازو کی فوج) تھوڑی دور تک آگے بڑھ گئی تھی، اتنے میں (حضرت) عاصم کے ساتھیوں نے ان کے پچھلے حصوں کو پکڑ کر ان کے ہودوں کے بند کاٹ دیئے اور ان کی چیخ و پکار (فضا میں) بلند ہونے لگی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا کوئی ہاتھی ایسا نہ تھا جو نہ گرا ہو۔ جب ان کے سوار مارے گئے تھے تو قبیلہ اسد سے جنگی دباؤ کم ہو گیا اور ان کے برخلاف سواروں کو ہٹا کر ان کے اصلی مقامات کی طرف لوٹا دیا گیا تھا۔ اسی طرح جنگ جاری رہی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور رات کا ایک پہر بھی گذر گیا تھا۔ وہ لوگ مسلمانوں کی بہت مدد کر رہے تھے۔ عاصم نے بھی بہت مدد کی، جنگ کے اس پہلے دن کو واقعۂ ارماث کہتے ہیں اس کے بارے میں عمرو بن شاس الاسدی کہتا ہے۔

[ہم چاروں طرف سے سواروں کو جمع کر کے کسریٰ (کی فوج کے مقابلے) کے لیے لے آئے ہیں۔

ہم نے رستم اور اس کے فرزندوں کو زبردستی قتل کیا، جبکہ سوار ان کے اوپر گرد و غبار اڑا رہے تھے۔]

مثنیٰ بن حارثہ کی وفات کے بعد سعد نے ان کی بیوی سلمیٰ سے شراف کے مقام پر نکاح کر لیا۔ جب واقعہ ارماث کے دن جنگ شروع ہوئی تو اس وقت سعد بیٹھ نہیں سکتے تھے اور وہ محل کے اوپر گھبراہٹ اور بے چینی کا اظہار کر رہے تھے۔ جب سلمیٰ نے ایرانیوں کی کارگذاری دیکھی تو کہنے لگیں "ہائے مثنیٰ! کاش آج سواروں (کی مدد) کے لیے ہوتے۔" انہوں نے یہ الفاظ اس وقت کہے جب انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنے ساتھیوں کی حالت کو دیکھ کر پریشان ہو رہا تھا، سعد نے (یہ سن

Marfat.com

کر) انہیں طمانچہ رسید کیا اور کہا ''مثنیٰ کا اس فوجی دستے سے کیا تعلق تھا جس پر جنگ کی چکی گھوم رہی ہے۔'' اس سے ان کی مراد قبیلہ اسد اور عاصم تھے۔ سلمیٰ کہنے لگیں ''کیا آپ رشک و غیرت اور بزدلی کی وجہ سے (ایسا فرمارہے ہیں۔)'' تو وہ کہنے لگے ''خدا کی قسم! اگر تم مجھے آج معذور نہیں سمجھتی ہو تو کوئی بھی مجھے معذور نہیں جانے گا، حالانکہ تم میری حالت کو دیکھ رہی ہو۔''

بہر حال لوگوں نے ان کی یہ بات پکڑلی اور کوئی شاعر ایسا نہ رہا جس نے ان کے برخلاف ان کی بیوی کی بات کا اعتبار نہ کیا ہو، حالانکہ وہ نہ تو بزدل تھے اور نہ قابل ملامت تھے۔

اغواث کا معرکہ:

اگلے دن صبح کے وقت شہیدوں اور زخمیوں کے انتظام کے لیے آدمی مقرر کیے گئے، زخمیوں کو خواتین کے سپرد کر دیا گیا تاکہ وہ ان کی تیمارداری کریں، شہیدوں کو مشرق کی سمت عذیب اور عین الشمس کے درمیان ایک وادی میں دفن کیا گیا۔ جب سعد شہیدوں اور زخمیوں کو منتقل کر چکے تو یکدم شام کے گھوڑ سواروں کے دستے نمودار ہوئے۔ دمشق کی فتح، قادسیہ کی فتح سے پہلے ہوگئی تھی اس لیے حضرت عمرؓ نے ابوعبیدہ بن الجراح کو لکھا کہ وہ اہل عراق کو عراق کی طرف روانہ کر دیں لہٰذا انہوں نے ہاشم بن عتبہ بن ابو وقاص کی سرکردگی میں انہیں روانہ کر دیا۔ اس فوج کے ہراول دستے کے افسر حضرت قعقاع بن عمرو تمیمی تھے، لہٰذا قعقاع معرکہ اغواث کی صبح کو وہاں پہنچ گئے۔ ان کے ساتھیوں کی تعداد ایک ہزار تھی، اس لیے انہوں نے حکم دیا تھا کہ وہ دس دس کی ٹکڑیوں میں تقسیم ہو کر چلتے رہیں، اس لیے وہ بھی دس ساتھیوں کے ساتھ آئے اور سلام کرنے کے بعد مسلمانوں کو شامی لشکر کی آمد کی بشارت دی اور انہیں جنگ جاری رکھنے کی تلقین کی بلکہ یہ ہدایت بھی کی کہ وہ لوگ بھی ان کا طریقہ اختیار کریں، اس کے بعد وہ (دشمن کو) انفرادی جنگ (مبارزت) کے لیے للکارنے لگے۔ ان کے بارے میں حضرت ابوبکرؓ کا یہ قول تھا ''وہ لشکر شکست نہیں کھا سکتا جہاں اس جیسے شخص موجود ہوں۔'' (جنگ کی للکار پر) ذوالحاجب نمودار ہوا، جسے قعقاع نے پہچان لیا اور پکار کر کہنے لگے ''ابوعبید، سلیط اور ''پل والوں'' کا انتقام لیا جائے۔'' پھر دونوں میں جنگ شروع ہوئی، آخرکار قعقاع نے اسے قتل کر دیا۔

ان کے گھوڑ سوار رات تک گھومتے رہے اور لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ ایسا معلوم

Marfat.com

ہوتا تھا جیسے کل کوئی مصیبت نازل نہیں ہوئی تھی کیونکہ مسلمان ذوالحاجب کے قتل سے خوش ہو گئے تھے اور اس کی وجہ سے اہل عجم (کی جمعیت) ٹوٹ گئی تھی۔

قعقاع نے پھر جنگ کے لیے للکارا تو فیرزان اور بنذوان نکل کر آئے اور وہ دونوں لڑنے لگے، آخر کار قعقاع نے فیرزان کو اور حارث نے بنذوان کو قتل کر دیا۔ پھر قعقاع نے پکار کر کہا ”اے مسلمانو تم ان لوگوں کی تلواروں سے خبر لو کیونکہ انہی کے ذریعہ ان لوگوں کا سلسلہ منقطع ہوگا۔“ لہٰذا شام تک جنگ ہوتی رہی۔ اس جنگ میں اہل عجم کے موافق کوئی کام نہیں ہوا بلکہ مسلمانوں نے انہیں بکثرت قتل کیا۔ اس دن انہوں نے ان ہاتھیوں پر جنگ نہیں کی جن کے صندوق کل ٹوٹ چکے تھے۔ لہٰذا اب انہوں نے ازسرِ نو ہاتھیوں کے ذریعے جنگ کی تیاری شروع کی تھی کہ دن ختم ہو گیا۔ اس دن جب بھی (حضرت) قعقاع کا کوئی فوجی دستہ نمودار ہوتا تھا تو وہ نعرۂ تکبیر بلند کرتا تھا اور ان کے ساتھ ساتھ مسلمان بھی نعرہ بلند کرتے تھے، اس طرح جب وہ حملہ کرتے تھے تو ان کے ساتھ ساتھ سب حملہ کرتے تھے۔ قعقاع کے چچازاد بھائیوں نے دس دس سپاہیوں کی ٹکڑیوں میں تقسیم ہو کر اور اونٹوں پر سوار ہو کر دشمن پر حملہ کیا۔ انہوں نے ان اونٹوں کو جھول پہنا کر پوشیدہ کر دیا تھا اور وہ انہیں گھوڑ سواروں کی حمایت کے لیے چاروں طرف گشت کرا رہے تھے۔ قعقاع نے ان اونٹ سواروں کو حکم دیا تھا کہ وہ ہاتھیوں کے مشابہ سمجھے جائیں لہٰذا انہوں نے (ان اونٹوں سے) معرکۂ اغواث سے وہی کام لیا جو ایرانیوں نے ارماث کے معرکہ میں (ہاتھیوں سے) کام لیا تھا، یعنی ایرانیوں کے گھوڑے ان سے بدکنے لگے اور مسلمانوں کے گھوڑ سوار ان پر غالب آنے لگے، جب لوگوں نے یہ بات دیکھی تو وہ ان کی طرف لپکے اس طرح ایرانیوں نے اونٹوں کی بدولت اس سے زیادہ نقصان اٹھایا جس قدر نقصان مسلمانوں کو ہاتھیوں سے پہنچا تھا۔

قبیلہ تمیم کے ایک مسلمان نے رستم پر حملہ کر کے اسے قتل کرنا چاہا، مگر وہ شہید ہو گیا۔ اس کے بعد ایک ایرانی شخص جنگ (مبارزہ) کے لیے للکارنے لگا تو اس کے مقابلہ کے لیے اعراف بن اعلم العقیلی نکل اور آتے ہی اس کا کام تمام کر دیا، پھر دوسرا آدمی نکلا اسے بھی ختم کر دیا، آخر کار ان کے شہسواروں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا اور ان کے ہتھیار چھین لیے، مگر وہ ان کی آنکھوں میں دھول ڈال کر اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ آئے۔

قعقاع بن عمرو نے اس دن تیس حملے کیے، جب کوئی فوجی دستہ نمودار ہوتا تھا تو وہ بھی حملہ

Marfat.com

کر کے دشمن کو قتل کرتے یا اسے نقصان پہنچاتے تھے، آخری شخص بزرجمہر ہمدانی تھا۔ اعور بن قبطہ نے شہر یار بجستان سے جنگ کی۔ دوپہر تک شہسوار لڑتے رہے اس کے بعد عام حملے شروع ہوگئے، یہاں تک کہ آدھی رات تک جنگ ہوتی رہی۔ ارماث کی جنگ رات کے ایک پہر میں ختم ہوگئی تھی مگر اغواث کی جنگ اندھیری آدھی رات کے وقت ختم ہوئی۔

مسلمان اغواث کے معرکہ کو فتح کا دن سمجھتے رہے کیونکہ اس دن انہوں نے اہل عجم کے ممتاز لوگوں کو قتل کر دیا تھا۔ اس دن مرکزی فوج کے شہسوار بھی خوب لڑتے رہے اور ان کے پیادے بھی ثابت قدم رہے۔ اگر ان کے گھوڑ سوار لوٹ کر نہ آجاتے تو رستم گرفتار ہو جاتا، بہر حال لوگوں نے یہ رات بھی اس طرح گذاری جس طرح ارماث کی رات گذاری تھی۔ مسلمان خوشی کے نعرے لگا رہے تھے۔ جب حضرت سعد نے یہ حالت دیکھی تو انہوں نے اپنے ساتھی سے کہا اگر لوگ اس حالت پر رہیں تو مجھے نہ جگانا کیونکہ وہ طاقت ور معلوم ہوتے ہیں اور اگر وہ خاموش ہو جائیں اور دوسروں کی بھی یہی حالت ہو تو اس وقت بھی مجھے نہ جگاؤ کیونکہ فریقین (اس وقت) برابر ہوں گے اور اگر دوسرے لوگوں کو شور کرتے ہوئے سنو تو مجھے جگا دو کیونکہ ان کی یہ آواز برائی پر مبنی ہوگی۔

جب سخت جنگ ہو رہی تھی اس وقت ابو محجن محل میں قید تھا اور اس کے پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔ اس وقت اس نے سعد کی بیوی سلمٰی سے کہا ''اگر آپ مجھے چھوڑ دیں گی اور مجھے بلقاء (گھوڑا) تھوڑی دیر کے لیے دے دیں گی تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر اللہ نے مجھے زندہ رکھا تو میں (جنگ کر کے) واپس آجاؤں گا اور اپنے پاؤں میں بیڑیاں ڈلوا دوں گا۔'' انہوں نے انکار کیا تو اس نے یہ اشعار پڑھے،

[یہ کیا کم ہے کہ گھوڑے نیزوں کے ساتھ دوڑ رہے ہیں اور میں زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہوں۔

جب میں کھڑا ہونا چاہتا ہوں تو لوہے کی بیڑیاں مجھے روک لیتی ہیں، حالانکہ میرے سامنے گرنے اور مرنے کے ایسے مناظر ہیں جو پکارنے والے کو بہرہ کر دیتے تھے۔

میں بہت مال والا تھا اور میرے بہت سے بھائی تھے مگر اب میری یہ حالت ہے کہ میرا کوئی بھائی نہیں ہے۔

Marfat.com

میں نے اللہ سے ایک عہد کیا ہے جسے میں نہیں توڑوں گا کہ اگر مجھے چھوڑ دیا جائے تو میں
شراب فروشوں سے نہیں ملوں گا۔]

(یہ سن کر) سلمٰی نے ترس کھا کر اسے رہا کر دیا اور اسے سعد کا گھوڑا ابلقاء دے دیا۔ وہ اس پر سوار ہو کر میمنہ (دائیں بازو کی فوج) کے قریب پہنچ گیا اور نعرۂ تکبیر بلند کر کے ایرانیوں کے میسرہ (بائیں بازو کی فوج) پر حملہ کیا۔ وہ ان لوگوں پر گرجتے ہوئے زوردار حملے کر رہا تھا، جس پر لوگوں کو تعجب تھا اور وہ اسے پہچانتے بھی نہیں تھے اور کچھ لوگوں کا یہ خیال تھا کہ وہ ہاشم کا ساتھی یا بذات خود ہاشم ہے اور سعد یہ کہہ رہے تھے کہ ''اگر ابو محجن مقید نہ ہوتا تو میں کہتا کہ یہ ابو محجن ہے اور یہ گھوڑا ابلقاء ہے۔'' کسی کی رائے یہ تھی کہ ''یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔'' کچھ لوگ یہ کہہ رہے تھے ''اگر یہ بات نہ ہوتی کہ فرشتے براہِ راست جنگ نہیں کرتے تو ہم یہ کہتے کہ یہ فرشتہ ہے۔'' جب آدھی رات ہوگئی اور مسلمان اور اہل فارس دونوں نے جنگ بندی کر دی تو ابو محجن محل میں داخل ہو کر دوبارہ بیڑیوں میں مقید ہو گیا اور یہ اشعار پڑھنے لگا،

[قبیلہ بنو ثقیف کسی فخر کے بغیر یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ ہم شمشیر زنی میں ان سب سے بہتر ہیں۔
ہمارے پاس ان سب سے زیادہ مکمل زرہیں موجود ہیں اور جب لوگ جنگ کے لیے
کھڑے ہونا پسند نہ کریں تو اس وقت ہم سب سے زیادہ صابر ہوتے ہیں۔
ہم روزانہ ان کے وفد بنتے ہیں اگر وہ ناواقف ہوں تو اس بارے میں کسی واقف کار سے
پوچھ لیں۔
جنگ قادسیہ کی رات کو مجھے نہیں پہچان سکے اور میں نے بھی اپنے نکلنے اور حملہ کرنے سے
آگاہ نہیں کیا۔
اگر میں مقید ہوں تو یہ میری آزمائش ہے اور اگر مجھے چھوڑ دیا جائے تو میں انہیں (دشمن کو)
موت کا مزہ چکھاؤں گا۔]

سلمٰی نے اس سے پوچھا ''تمہیں کس جرم میں قید کیا گیا ہے؟'' وہ بولا ''خدا کی قسم! مجھے کسی حرام چیز کھانے پینے کے جرم میں قید نہیں کیا گیا بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں عہد جاہلیت میں شراب پیتا تھا اور چونکہ میں شاعر ہوں، اس لیے (اس کے بارے میں) کچھ اشعار میری زبان سے نکل

Marfat.com

گئے تھے اور میں نے یہ شعر پڑھے تھے،

اذا مت فا دفنی الیٰ اصل کرمۃ — تروی عظامی بعد موتی عروقھا

ولا تد فننی بالفلاۃ فاننی — اخاف اذا ما مت ان لا اذوقھا

[جب میں مرجاؤں تو مجھے انگور کی جڑ کے قریب دفن کرنا تا کہ مرنے کے بعد اس کی رگیں میری ہڈیوں کو سیراب کرتی رہیں۔

مجھے ویران جنگل میں نہ دفن کرنا کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ مرنے کے بعد اس کا ذائقہ نہیں چکھ سکوں گا۔]

انہی شعروں کی وجہ سے انہوں نے مجھے قید کیا ہے۔''

اگلے دن صبح کے وقت سلمیٰ نے، جو سعد سے ناراض تھیں، ان سے صلح کر لی اور پھر ابو محجن کا واقعہ انہیں سنایا، اس پر سعد نے اسے رہا کر دیا اور کہنے لگے ''جاؤ میں تمہیں کسی بات پر اس وقت تک نہیں پکڑوں گا جب تک کہ تم اسے عملی طور پر نہیں کرو گے۔''

ابو محجن نے بھی وعدہ کرتے ہوئے کہا ''میں بھی اپنی زبان کو بری بات سے کبھی آلودہ نہیں کروں گا۔''

یوم عماس:

جب تیسرا دن شروع ہوا تو دونوں صفوں کے درمیان مسلمانوں کے شہیدوں اور زخمیوں کی تعداد دو ہزار تھی اور مشرکوں کی تعداد دس ہزار تھی۔ مسلمانوں نے شہیدوں کو قبرستانوں کی طرف منتقل کر دیا اور زخمیوں کو عورتوں کے سپرد کیا۔ عورتیں اور بچے قبریں کھودنے لگے۔ شہداء کے نگراں حضرت حاجب بن زید تھے۔ مشرکوں میں سے جو لوگ مارے گئے تھے وہ ابھی تک دونوں صفوں کے درمیان پڑے ہوئے تھے، انہیں منتقل نہیں کیا گیا تھا، اس سے مسلمانوں کو بہت تقویت حاصل ہوئی۔

حضرت قعقاع رات بھر اپنے ساتھیوں کو اس مقام پر صف آرا ہونے کی تلقین کرتے رہے جہاں انہیں چھوڑا گیا تھا، وہ اپنے ساتھیوں کو یہ ہدایت دے رہے تھے کہ ''جب آفتاب طلوع ہو جائے تو تم سو سو سپاہیوں کی ٹکڑیوں میں آؤ، اگر ہاشم (جو شام سے بھیجی ہوئی فوج کے سپہ سالار تھے) آ جائیں

Marfat.com

تو بہتر ہے ورنہ تم ہی لوگوں کے حوصلوں اور امید کو اس طرح بڑھاتے رہو کہ کسی کو تعداد کی کمی کا احساس تک نہ ہو۔"

صبح ہوتے ہی لوگ اپنے اپنے مورچوں پر چلے گئے۔ جب آفتاب طلوع ہو گیا تو قعقاع نے جب انہیں دیکھا تو نعرۂ تکبیر بلند کیا اور ان کے ساتھ مسلمانوں نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا اور آگے بڑھ گئے اور مختلف فوجی دستے تیار ہونے لگے۔ آخر کار شمشیرزنی اور نیزہ بازی شروع ہو گئی، فوجی امداد بھی اس کے ساتھ ساتھ لگاتار پہنچ رہی تھی، قعقاع کا آخری دستہ آنے نہیں پایا تھا کہ ہاشم بھی آپہنچے، انہیں قعقاع کی صف بندی کا طریقہ بتایا گیا تو انہوں نے ستر ستر آدمیوں کی صف بندی کی، ان میں قیس بن ہبیرہ بھی شامل تھے جو قیس بن مکشوح المرادی کے نام سے زیادہ مشہور تھے۔ ان کا ان جنگوں سے کوئی تعلق نہ تھا۔ وہ جنگ یرموک میں شامل تھے مگر حضرت ہاشم کے ساتھ شریک ہو گئے تھے۔ جب وہ قلب (مرکزی فوج) میں پہنچے تو انہوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ ان کے ساتھ ساتھ مسلمانوں نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ پھر وہ کہنے لگے "پہلے گھوڑسواروں کی جنگ ہو گی، پھر تیر اندازوں کی جنگ ہو گی۔"

وہ مشرکوں پر حملہ کرتے ہوئے عتیق تک ان کی صفیں چیرتے گئے، پھر وہاں سے واپس آگئے۔ مشرکین رات بھر اپنے (ہاتھیوں کے) صندوقوں اور ہودوں کو درست کرتے رہے۔ آخر کار انہیں درست کر کے اپنے مورچوں پر آگئے۔ ہاتھیوں کی حفاظت کے لیے ان کے ساتھ پیدل سوار تھے اور پیدل فوج کی حفاظت گھوڑسوار کر رہے تھے۔ لہٰذا (مسلمانوں کے) گھوڑے ان سے نہیں بدکے کیونکہ ہاتھی تن تنہا زیادہ وحشت خیز ثابت ہوتے ہیں، مگر جب ان کے چاروں طرف آدمی ہوتے ہیں تو جانور ان سے مانوس رہتے ہیں۔

یوم عماس میں شروع سے آخر تک گھمسان کا رن پڑا۔ اس میں عرب وعجم دونوں کا پلہ برابر ہورہا اس کی وجہ یہ تھی کہ اہل عجم کے ہر فعل کی خبر یزدگرد کے پاس پہنچ جاتی تھی، اس لیے وہ اپنی طرف سے بہادر سپاہیوں کی کمک بھیجتا۔ اگر اللہ تعالیٰ حضرت قعقاع کو وہ طریقہ نہ سمجھاتا جو انہوں نے آخر کے دو دنوں میں استعمال کیا تھا، تو مسلمان شکست کھا جاتے۔

(حضرت) قیس بن مکشوح جو ہاشم کے ساتھ آئے تھے، بہت بہادری سے لڑتے رہے، وہ اپنے ساتھیوں کی حوصلہ افزائی بھی کرتے رہے، پھر عمر بن معدیکرب کہنے لگے "میں ہاتھیوں اور ان کے

Marfat.com

اردگرد کے لوگوں پر حملہ کر رہا ہوں مگر تم مجھے قربانی کا جانور نہ سمجھنا اگر تم (میری مدد کے لیے) دیر سے آئے تو میرا کام تمام ہو جائے گا اور پھر تمہیں مجھ جیسا جواں مرد کہاں ملے گا" یہ کہہ کر انہوں نے حملہ کر دیا اور کافروں پر زوردار حملہ کر دیا اور تلوار چلانے لگے کہ کافروں پر گرد و غبار چھا گیا۔ ان کے ساتھیوں نے بھی حملہ کیا کیونکہ کافروں نے انہیں گرا دیا تھا مگر آخر کار وہ انہیں چھوڑ کر چلے گئے اور وہ بدستور ہاتھ میں تلوار لیے حملہ کرتے رہے۔ ان کا گھوڑا نیزوں سے زخمی ہو گیا تھا تو انہوں نے ایک شخص کا پاؤں پکڑ کر اسے گرا لیا اور خود اس کے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔

ایک ایرانی مقابلہ کے لیے آیا، اس کے مقابلے کے لیے ایک مسلمان آگے بڑھا، اس کا نام شبر بن علقمہ تھا اور وہ پست قد تھا اس لیے اس ایرانی نے اسے اٹھا لیا اور اس کے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گیا اس نے چاہا کہ تلوار نکال کر قتل کرے۔ اس کے گھوڑے کی رسی کا سرا اس کے پٹکے سے بندھا ہوا تھا، لہٰذا جب اس نے تلوار نکالی تو گھوڑا بدکا اور وہ ایرانی بھی رسی کے ساتھ کھنچتا چلا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مسلمان اس کے قبضے سے باہر نکل آیا اور اس نے اٹھ کر اسے قتل کر دیا اور پھر اس کے تمام ساز و سامان پر قابض ہو گیا جو بعد میں بارہ ہزار میں فروخت ہوا۔

جب سعد نے یہ دیکھا کہ ہاتھیوں نے (اسلامی) دستوں کو منتشر کر دیا ہے اور انہوں نے (پہلے کی طرح) کام شروع کر دیا ہے تو انہوں نے قعقاع اور عاصم کی طرف جو دونوں عمرو کے فرزند تھے، پیغام بھیجا اور فرمایا "تم دونوں مجھے سفید ہاتھی سے نجات دو۔" یہ ہاتھی ان کے بالمقابل تھا۔ نیز انہوں نے حمال اور زبیل سے کہا "تم دونوں اپنے سامنے کے ہاتھی کا مقابلہ کرو۔" لہٰذا قعقاع اور عاصم نے دو نیزے لیے اور گھوڑوں اور پیادوں کی جماعت کو دے کر آگے بڑھے۔ حمال اور زبیل نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا۔ حضرت قعقاع اور عاصم نے اپنے نیزے اٹھا کر سفید ہاتھی کی آنکھ میں مارے تو اس نے سر ہلا کر اپنے فیل بانوں کو گرا دیا، پھر اس نے اپنی سونڈ لٹکائی تو قعقاع نے تلوار مار کر اسے گرا دیا اور وہ اپنے پہلو کے بل جا پڑا، اس کے جو سوار تھے وہ سب مارے گئے۔ اس طرح قبیلہ اسد کے حمال اور زبیل نے دوسرے ہاتھی پر حملہ کیا۔ حمال نے اس کی آنکھ پر نیزہ مارا تو وہ بیٹھ گیا، پھر سیدھا ہوا۔ زبیل نے تلوار ماری، تو اس نے سونڈ نکالی، اس کے فیل بان نے دیکھا تو اس کی ناک اور پیشانی کو کلہاڑی سے زخمی کر دیا۔ زبیل زخمی ہو کر ہٹ گئے مگر ہاتھی زخم کھا کر دونوں صفوں کے درمیان حیران کھڑا رہ گیا۔ جب

Marfat.com

وہ مسلمانوں کی صف کی طرف رخ کرتا تو وہ اسے زخمی کرتے تھے اور جب وہ مشرکوں کی صف میں آتا تھا تو اسے ہٹا دیتے تھے، اس لیے ہاتھی پیٹھ موڑ کر بھاگ گیا۔ جمال نے اس کی آنکھیں پھوڑ دیں اس لیے اس نے اپنے آپ کو عتیق میں گرا دیا۔ دوسرے ہاتھیوں نے بھی اس کا پیچھا کیا اور اہل عجم کی صفوں کو چیرتے ہوئے اس کے پیچھے چلے اور اپنے ہودوں کے ساتھ مدائن پہنچ گئے، جو لوگ اس پر سوار تھے وہ ہلاک ہو گئے۔ جب ہاتھی چلے گئے اور صرف مسلمان اور مشرک باقی رہ گئے اور دن ڈھل گیا تو مسلمانوں نے پھر زور سے حملہ کیا اور شام تک بہادری کے ساتھ لڑتے رہے، اس طرح فریقین کا پلہ برابر رہا۔ شام کے وقت گھمسان کی لڑائی ہوئی اور فریقین ثابت قدمی کے ساتھ لڑے اور آخر میں ہم پلہ رہے۔

لیلۃ الھریر اور رستم کا قتل:

(اس جنگ کے بعد جو رات آئی) اسے لیلۃ الھریر اس وجہ سے کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے گفتگو بند کر دی تھی اور وہ بہت چپکے سے باتیں کیا کرتے تھے۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ اس رات سعد نے طلیحہ اور عمرو کو لشکر کے نچلے حصے کی طرف بھیجا تا کہ وہاں (محافظ کی حیثیت سے) رہیں مبادا کہ دشمن اس طرف حملہ کرے جب وہ وہاں پہنچے تو طلیحہ نے کہا ''اگر ہم پانی میں گھس کر پیچھے سے حملہ کریں تو (کیا اچھا ہو۔)'' عمرو نے کہا ''ہم نچلے حصے کو عبور کریں گے۔'' اس طرح وہ دونوں الگ الگ راستے پر چلے۔ طلیحہ لشکر کے پیچھے پہنچے اور تین دفعہ نعرہ تکبیر بلند کر کے چلے گئے، اس سے اہل فارس خوف زدہ ہو گئے اور مسلمان بھی تعجب کرنے لگے۔ ایرانی ان کی تلاش میں گئے مگر انہیں پکڑ نہیں سکے۔

عمرو دریا کے زیریں حصے پر شب خون مار کر لوٹ آئے۔ مسعود بن مالک الاسدی، عاصم بن عمر، ابن ذی البر دین الہلالی، ابن ذوالسہمین، قیس بن ھبیرہ الاسدی اور ان جیسے دوسرے لوگ بھی نکلے، وہ دشمن پر چھاپا مارنا چاہتے تھے مگر وہ بھی مقابلہ کے لیے تیار تھے اس لیے انہوں نے صف بندی کی اور (حضرت) سعد کی اجازت کے بغیر جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔ سب سے پہلے حضرت قعقاع نے ان پر حملہ کیا۔ اس پر حضرت سعد نے فرمایا ''اے اللہ! تو انہیں معاف کر اور مدد فرما، گو انہوں نے مجھ سے اجازت نہیں لی۔ تاہم میں نے انہیں اجازت دے دی ہے۔'' پھر فرمایا ''اس معاملے میں میرا حکم یہ ہے کہ جب میں تین دفعہ نعرۂ تکبیر بلند کروں تو حملہ کر دو۔'' انہوں نے ایک ہی تکبیر کہی تھی کہ قبیلہ بنو اسد آ کر

Marfat.com

شامل ہوگیا پھر قبیلہ نخع، قبیلہ بجیلہ اور کندہ نے یکے بعد دیگرے حملہ کیا اور ہر قبیلہ کے حملے کے موقع پر سعد ان کے لیے الگ الگ دعائے مغفرت و نصرت مانگتے تھے۔ آخر میں سرداروں نے لشکر کشی کی اور جنگ کا رُخ قعقاع کی طرف گردش کرنے لگا۔ حضرت حنظلہ بن الربیع، امرائے لشکر، طلیحہ، غالب، حمال اور دیگر بہادر آگے بڑھے۔ جب حضرت سعد نے تیسری تکبیر کہی تو لوگ ایک دوسرے سے گتھ گئے اور مسلمان عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد جنگ میں مشغول ہوگئے، اس وقت تلواروں کی جھنکار ایسی سنائی دے رہی تھی، جیسے لوہاروں کی دکانوں سے لوہا کوٹنے کی آوازیں سنائی دیتی ہوں۔ جنگ رات بھر صبح تک ہوتی رہی۔ اللہ نے مسلمانوں کو اچھی طرح صبر و استقلال عطا کیا۔ حضرت سعد نے بھی ایسی رات کبھی نہیں گزاری تھی اور عرب و عجم نے بھی اس جیسا کوئی واقعہ مشاہدہ نہیں کیا تھا۔ حضرت سعد اور رستم کی طرف سے آوازیں آنی بند ہوگئی تھیں۔ حضرت سعد دعا میں مشغول رہے۔ جب صبح ہوگئی تو لوگوں کا جوش و خروش برقرار تھا، اس سے یہ ثابت ہو رہا تھا کہ مسلمان غالب ہیں۔ سب سے پہلی آواز جو آدھی رات کے وقت کانوں میں پڑی، وہ حضرت قعقاع بن عمرو کے یہ رجزیہ اشعار تھے جو وہ بہ آواز بلند پڑھ رہے تھے:

[ہم نے پوری جماعت کو قتل کیا نہ صرف ایک چار، پانچ کو قتل کیا بلکہ اس سے زائد کا بھی کام تمام کیا۔

ہم گھوڑوں پر بیٹھے ہوئے شیر سمجھے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ مرجاتے ہیں تو دوسرے مجاہد کو بلاتا ہوں، اللہ میرا پروردگار ہے اور میں نے ہر جنگجو کی حفاظت کی۔]

قبیلہ کندہ نے ترک طبری کو قتل کیا جو ان کا بڑا سردار تھا۔

یہ شب قادسیہ کی جنگ میں یادگار شب تھی جو لوگوں نے جاگ کر کاٹی۔ اس رات ذرا سی دیر کے لیے بھی ان کی آنکھیں نہیں جھپکیں۔ قعقاع لوگوں میں چل پھر کر فرما رہے تھے ''فیصلہ کن گھڑی تھوڑی دیر میں آنے والی ہے۔ تھوڑی دیر اور صبر کرو اور حملہ کرتے رہو کیونکہ فتح و نصرت صبر کے ساتھ ہے۔'' لہٰذا سرداروں کی جماعت ان کے پاس جمع ہوگئی اور صبح ہوتے ہی وہ ان لوگوں سے مل گئے جو اس کے قریب تھے۔ جب قبائل نے یہ بات دیکھی تو ان کے سرداروں نے اندر کھڑے ہو کر کہا ''یہ لوگ خدا کے معاملے میں تم سے زیادہ سرگرم نہیں ہوسکتے ہیں اور نہ ہی یہ عجمی تم سے بڑھ کر موت کے لیے دلیر ہوسکتے ہیں، اس لیے نزدیک کے لوگوں پر حملہ کرو اور جو سامنے آئیں ان سے گتھم گتھا ہو جاؤ۔'' لوگ

Marfat.com

بہادری کے ساتھ لڑے یہاں تک کہ دوپہر ہوگئی۔ سب سے پہلے فیرزان اور ہرمزان نے اپنے مقام کو چھوڑا۔ وہ دونوں پیچھے ہٹ کر ایک مقام پر پہنچ کر جم گئے، اس طرح ان کے قلب کا مورچہ خالی ہوگیا، اتنے میں گرد وغبار اور سخت آندھی چلی جس سے رستم کا تخت الٹ گیا اور ان پر گرد وغبار پچھلی ہوا کی وجہ سے چھا گیا۔ قعقاع اور ان کے ساتھی تخت تک پہنچ گئے، اس وقت رستم سخت آندھی چلنے کی وجہ سے اپنے تخت سے اٹھ کھڑا ہوا تھا اور ان خچروں کے قریب تھا جو مال لے کر اس کے قریب آ کر کھڑے ہوئے تھے۔ رستم نے ایک خچر اور اس کی بار برداری کی آڑ لی مگر ہلال بن علقمہ نے اس گٹھڑی پر تلوار ماری، جس کے نیچے رستم تھا، اور اس کی رسیاں کاٹ دیں تو ایک گٹھڑی اس پر گر پڑی مگر ہلال کو وہ نظر نہیں آیا۔ جب اس نے اسے اپنی کمر سے ہٹایا تو ہلال نے تلوار ماری جس سے مشک کی خوشبو مہکنے لگی اور وہ عتیق کی طرف روانہ ہوگیا اور پانی میں کود گیا۔ ہلال نے بھی اس میں گھس کر اس کی دونوں ٹانگیں پکڑ لیں اور اسے نکال لایا، پھر اس کے بعد ہلال تخت پر چڑھ کر پکار کر کہنے لگے "کعبہ کے پروردگار کی قسم! میں نے رستم کو قتل کر دیا ہے۔ میری طرف آؤ" یہ سن کر مسلمان چاروں طرف سے اکٹھے ہوگئے اور نعرۂ تکبیر بلند کرنے لگے۔ سعد نے رستم کا سب ساز وسامان ان کو عطا کر دیا۔ گو رستم پانی میں گھس گیا مگر وہ پانی اس کے تاج تک نہیں پہنچ سکا تھا اور اگر پہنچ بھی جاتا تب بھی اس کی قیمت ایک لاکھ تھی۔

کہتے ہیں کہ جب ہلال نے رستم کا قصد کیا تو رستم نے اسے تیر مارا، ہلال نے اس پر حملہ کر کے تلوار مار کر اسے قتل کر دیا، پھر اس کے سر کو کاٹ کر لٹکا دیا اور پکار کر کہنے لگا "میں نے رستم کو قتل کر دیا ہے۔" اس پر مشرکین شکست کھا کر بھاگے تو جالینوس پل پر کھڑا ہوگیا اور چیخ کر ایرانیوں سے کہنے لگا کہ وہ عبور کر کے جائیں جو لوگ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ وہ تو نہر عتیق میں گر گئے جنہیں مسلمانوں نے نیزوں سے زخمی کر کے مار ڈالا، یہ لوگ تیس ہزار تھے، ان میں سے کوئی خبر دینے کے لیے بھی بچ نہ سکا۔

ضرار بن الخطاب نے "دِرفَش کابیان" پر قبضہ کرلیا، یہ ایرانیوں کا سب سے بڑا جھنڈا تھا، انہیں اس کا معاوضہ تیس ہزار ملا۔ اس کی اصل قیمت بارہ لاکھ تھی۔ اس معرکہ میں دشمن کے دس ہزار افراد مارے گئے، اس سے پہلے دونوں میں جو مارے گئے تھے وہ اس کے علاوہ ہیں، لیلۃ الھریر سے پہلے ایام میں مسلمانوں کے ڈھائی ہزار افراد شہید ہوئے اور لیلۃ الھریر اور یوم القادسیہ میں (آخری

Marfat.com

دن) چھ ہزار شہید ہوئے۔ انہیں مشرق میں خندق کے قریب دفن کیا گیا اور جو لوگ لیلۃ الھریر سے پہلے شہید ہو گئے تھے، انہیں مشرق میں دفن کیا گیا۔

جب (دشمنوں کا) مال و متاع اور ساز و سامان جمع کیا گیا تو وہ اس قدر تھا کہ نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد اس قدر مال غنیمت جمع ہو سکا تھا۔ سعد نے ہلال کو بلا بھیجا اور ان سے کہا ''رستم کا سامان جس قدر چاہو لے لو'' اس نے اس کا پورا لباس اور سامان لے لیا۔ اور کوئی چیز نہیں چھوڑی۔

آپ نے شرحبیل اور قعقاع کو دشمن کا تعاقب کرنے کا حکم دیا تو وہ دونوں خرارۃ تک پہنچ گئے۔ زہرہ بن الحویۃ التمیمی نے تین سو سواروں کو لے کر ان کا پیچھا کیا اور اس کے بعد اور لوگ بھی اس میں شامل ہو گئے اور آخر کار انہوں نے شکست خوردہ لوگوں کو پکڑ لیا، جن کا سردار جالینوس تھا۔ زہرہ نے اسے قتل کر کے اس کا ساز و سامان لے لیا۔ اس کے بعد خرارہ سے لے کر سیلحین اور نجف تک دشمنوں کا صفایا کر دیا اور جب مسلمان شکست خوردہ لوگوں کے نشانات مٹا کر واپس آئے تو ان کے ساتھ قیدیوں کی بڑی تعداد تھی، چنانچہ یہ دیکھا گیا کہ قبیلہ کا ایک نوجوان ایرانیوں کے اسّی آدمیوں کو لیے جا رہا تھا۔

سعد نے جالینوس کے ساز و سامان کو بہت زیادہ خیال کرتے ہوئے، اس کے بارے میں حضرت عمرؓ کو لکھا تو حضرت عمرؓ نے سعد کو لکھا ''تم زہرہ جیسے آدمی کے ساتھ یہ سلوک کرنا چاہتے ہو، حالانکہ اس نے قابل قدر کارنامے انجام دیئے۔ اس طرح تم نے اس کے دل کو مکدر کر دیا ہے۔ تم اس کو پورا ساز و سامان دو، عطیات دینے کے موقع پر تم اسے پانچ سو آدمیوں کے برابر سمجھو۔''

جب مسلمانوں نے ایرانیوں کا تعاقب کیا تو جس ایرانی کی طرف اشارہ کیا جاتا تھا تو وہ شخص (خود بخود) آ جاتا تھا اور اسے مار ڈالا جاتا تھا۔ اکثر اس کے ہتھیار سے اس کا کام تمام کیا جاتا تھا، بعض اوقات دو آدمی ہوتے تھے تو انہیں حکم ملتا تھا کہ وہ ایک دوسرے کو قتل کریں۔

ایک دفعہ سلمان بن ربیعہ ابی الباہلی اور عبدالرحمٰن بن ربیعہ ایک ایسی جماعت سے ملے جنہوں نے جھنڈا گاڑ رکھا تھا اور وہ یہ کہتے تھے ''ہم مر کر یہاں سے ہٹیں گے۔'' شکست کھانے کے بعد ایرانیوں کے تیس سے زیادہ فوجی دستے ایسے تھے، جنہوں نے بھاگنا پسند نہیں کیا، اس لیے اس تعداد کے برابر مسلمان افسر اپنے دستوں کو لے کر ان کے مقابلے کے لیے پہنچے۔ بہر حال ان ایرانی دستوں میں سے کچھ بھاگ گئے تھے اور کچھ ثابت قدم رہے تھے، مگر آخر میں مارے گئے تھے۔ ان ایرانی فوجی

Marfat.com

دستوں کے افسروں میں سے جو بھاگ گئے تھے، ان میں پہلا ہرمزان تھا جو عطارد کے بالمقابل تھا اور دوسرا اھوذ تھا، وہ حنظلہ بن الربیع کے مقابلے پر تھا، جو رسول اللہ ﷺ کے کاتب وحی تھے۔ تیسرا ازاد بن حیش تھا عاصم بن عمرو کا مقابلہ کر رہا تھا، چوتھا قارن تھا جو قعقاع کے مقابلے پر تھا۔ وہ ایرانی افسر جو ثابت قدم رہے اور مارے گئے، ان میں چند مندرجہ ذیل تھے:

شہریار بن کنارا، یہ سلمان بن ربیعہ کے مقابلے پر تھا۔ ابن ہربذ، یہ عبدالرحمٰن بن ربیعہ کے مقابلے تھا۔ فرخان اھوازی، یہ بسر بن ابورھم الجُھنی کے مقابلے پر تھا۔ خشد سوم ہمدانی، یہ ابن الھذیل الکاہلی کے مقابلے پر تھا۔

جب مسلمان شکست خوردہ فوجوں کے تعاقب سے واپس آئے تو ان کا موذن شہید ہو چکا تھا، اس لیے مسلمان اذان دینے پر جھگڑنے لگے، یہاں تک کہ قریب تھا کہ جنگ چھڑ جائے، اس لیے حضرت سعد نے قرعہ اندازی کی اور جس کا نام قرعہ میں نکلا، اس نے اذان دی۔

پھر قادسیہ کی جنگ میں جنہوں نے نمایاں بہادرانہ کارنامے انجام دیے، انہیں پانچ پانچ سو مزید انعام کے طور پر دیے گئے۔ ایسے افراد پچاس تھے جن میں حضرات زہرہ، عصمۃ الضبی اور کلج شامل تھے اور اس سے پہلے کے دنوں میں بھی جو جنگ کر چکے تھے، اس کے تین ہزار مقرر ہوئے، انہیں اہل قادسیہ پر ترجیح دی گئی تھی۔ جب حضرت عمرؓ سے کہا گیا کہ اہل قادسیہ کو بھی آپ ان میں شامل کر دیتے تو آپ نے جواب دیا ''میں ان لوگوں کو کیسے شامل کر دیتا جبکہ وہ ان جنگوں میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ سے یہ بھی کہا گیا کہ وہ لوگ جن کے گھر دور ہوں، انہیں ان لوگوں پر ترجیح دی جائے، جن کے گھر قریب ہوں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا:

''میں ان لوگوں پر کیسے ترجیح دوں جبکہ یہی لوگ دشمن کے لیے باعث الم تھے۔ کیا مہاجروں نے انصار کے ساتھ یہ طرزِ عمل اختیار کیا تھا؟''

تمام عربوں کی آنکھیں عرب وعجم کی جنگ قادسیہ کے نتیجے کی طرف لگی ہوئی تھیں چنانچہ عذیب سے لے کر عدن، ابین تک اور ابلۃ سے لے کر ایلۃ تک تمام عربوں کی یہ رائے تھی کہ ان کی سلطنت کا قیام وزوال اس جنگ (کے نتیجہ) پر موقوف ہے۔ ہر شہر میں اس کی خبروں کا انتظار رہتا تھا، اس لیے جب قادسیہ کی فتح ہوئی تو خبر کو جنات لے اڑے اور وہ یہ خبر انسانوں سے پہلے لے آتے۔

Marfat.com

سعد نے حضرت عمر فاروقؓ کو جنگ کا حال لکھا اور مسلمانوں، شہیدوں اور زخمیوں کی تعداد بھی لکھی اور جن کے نام جانتے تھے ان کے اسماء گرامی بھی تحریر کر کے سعد بن عمیلہ الفزاری کے ہاتھ بھیجے۔ حضرت عمرؓ کا یہ دستور تھا کہ صبح ہوتے ہی آنے والے سواروں سے جنگ قادسیہ کا حال دریافت کرتے تھے، اس کے بعد اپنے گھر چلے جاتے تھے۔ جب آپ بشارت لانے والے قاصد سے ملے تو اس سے پوچھا کہ "وہ کہاں سے آ رہا ہے؟" تو اس نے اپنا حال بتایا۔ اس پر آپ فرمانے لگے "مجھے پورا حال بتاؤ۔" وہ کہنے لگا "اللہ نے مشرکوں کو شکست دے دی ہے۔" حضرت عمرؓ اس کے ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے حال پوچھتے رہے اور وہ قاصد اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر چلتا رہا، کیونکہ وہ آپ کو پہچانتا نہیں تھا۔ جب وہ مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور لوگوں کو دیکھا کہ وہ انہیں "امیر المومنین" کہہ کر سلام کر رہے ہیں، تو وہ بشارت لانے والا بولا "آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ آپ امیر المومنین ہیں؟"

حضرت عمرؓ نے کہا "اے بھائی تمہارے لیے کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔"

مسلمان بشارت لے جانے والے قاصد کی واپسی کے انتظار میں قادسیہ ہی میں مقیم رہے۔ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے مقامات پر رہیں اور اپنی حالت درست کریں کیونکہ ان کی امداد کے لیے شام سے وہ فوج آئے گی جو جنگ یرموک میں شریک ہوئی تھی۔ اس امدادی فوج کا پہلا حصہ اغواث کے معرکہ کے دن آیا تھا اور آخری حصہ فتح سے دو دن بعد آیا، لہٰذا ان کے بارے میں حضرت عمرؓ کو لکھ کر مشورہ طلب کیا گیا اور یہ پیغام نذیر بن عمرو کے ہاتھ بھیجا گیا۔

ایک روایت یہ ہے کہ قادسیہ کی جنگ ۱۶ھ میں ہوئی اور کوفہ کے ایک راوی کا بیان ہے کہ یہ جنگ ۱۵ھ میں ہوئی۔ پہلے یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ یہ ۱۴ھ میں ہوئی۔

تعمیر بصرہ پر حضرت عتبہ بن غزوان کا تقرر:

کہتے ہیں کہ اس سال حضرت عمرؓ نے عتبہ بن غزوان کو بصرہ کی طرف بھیجا، اس سے پہلے وہاں قطبہ بن قتادہ السدوسی اس طرح چھاپے مارا کرتے تھے، جس طرح حضرت مثنیٰ حیرہ میں چھاپے مارا کرتے تھے۔ پھر انہوں نے حضرت عمرؓ کو اس کی مقامی اہمیت سے بذریعہ تحریر مطلع کیا اور یہ لکھا کہ "اگر انہیں تھوڑی فوج اور مل جائے تو وہ اس کے آس پاس کے عجمیوں پر فتح حاصل کر کے انہیں علاقے

Marfat.com

سے جلاوطن کر سکتے ہیں۔"

حضرت عمرؓ نے انہیں تحریر کیا کہ وہ وہیں احتیاط کے ساتھ ٹھہرے رہیں پھر ان کی طرف قبیلہ سعد بن بکر کے ایک شخص شریح بن عامر کو بھیجا وہ وہاں سے بصرہ گیا اور قطبہ کو وہاں چھوڑ کر اہواز کی طرف روانہ ہوا۔ جب وہ ایرانیوں کی ایک فوجی چوکی وارس تک پہنچا ہی تھا کہ عجمیوں نے اسے وہاں قتل کر دیا، اس کے بعد حضرت عمرؓ نے عتبہ بن غزوان کو بھیجا اور انہیں روانہ کرتے وقت یہ ہدایات دیں:

"اے عتبہ! میں نے تمہیں ہندوستان کی سرزمین کے قریبی علاقے کا حاکم بنایا ہے۔ یہ دشمن کی جولاں گاہ ہے۔ مجھے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے ماحول پر غالب کرے گا اور ان کے برخلاف تمہاری امداد کرے گا۔ میں نے علاء بن الحضرمی کو لکھا ہے کہ وہ تمہاری امداد کے لیے عرفجہ بن ھرثمہ کو بھیجے، وہ دشمن کے لیے بہت بہادر اور ہوشیار ہے اور جب وہ تمہارے پاس آئے تو تم اس سے مشورہ کرو اور لوگوں کو دعوت حق دو، جو تمہاری دعوت کو قبول کرلے تو اسے چھوڑ دو اور جو انکار کرے تو اس سے جزیہ لو ورنہ تلوار سے (فیصلہ کرو)، اپنی حکومت کے کاموں میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارا نفس تمہیں تکبر کی کشمکش میں مبتلا کرے اور اس سے تمہاری (اسلامی) اخوت میں خرابی پیدا ہو جائے، حالانکہ تم رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے ہو اور ذلت کے بعد عزت، اور کمزوری کے بعد طاقت حاصل کر چکے ہو، یہاں تک کہ اب تم زبردست اور قابل اطاعت حاکم بن گئے ہو، اب لوگ تمہاری باتیں غور سے سنتے ہیں اور تمہارے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ یہ نعمت کتنی اچھی ہے، بشرطیکہ یہ تمہیں تمہارے مرتبہ سے اونچا کرے اور اپنے ماتحتوں پر تمہیں متکبر نہ بنائے اس لیے تم اس نصیحت سے بھی اس قدر بچنے کی کوشش کرو جس قدر تم گناہوں سے بچتے ہو، بلکہ میرے نزدیک یہ ان سے زیادہ خطرناک ہے کیونکہ تم اس کے مکر و فریب میں جلد آ سکتے ہو، پھر وہ تمہیں اس قدرت نیچے گرا دے گی کہ تم جہنم میں پہنچ جاؤ گے۔ خدا مجھے اور تمہیں اس سے بچائے کیونکہ لوگ ابھی خدا کی طرف متوجہ ہوئے تھے کہ دنیا بھی ان کے سامنے آ گئی، انہوں نے دنیا کو اختیار کر لیا، مگر تم اللہ کو اختیار کرو اور دنیا کو پسند نہ کرو بلکہ ظالموں کے تباہ کن مقامات سے بچو۔ اب تم اور تمہارے ساتھی روانہ ہو جاؤ جب تم عرب کے ایسے

Marfat.com

انتہائی علاقے میں پہنچ جاؤ، جہاں سے عجم کا علاقہ قریب ہوتو اس جگہ سکونت اختیار کرلو۔''

عتبہ اوران کے ساتھی روانہ ہو گئے۔ جب وہ مربد کے مقام پر پہنچے تو آگے بڑھ کر چھوٹے پل کے سامنے اتر گئے حاکم فرات کو جب ان کی خبر ملی تو وہ چار ہزار سپاہی لے کر آیا۔ زوال آفتاب کے بعد عتبہ نے ان کے ساتھ جنگ کی۔ ان کے پاس صرف پانچ سو سپاہی تھے، مگر انہوں نے کافروں کی تمام فوج کا صفایا کر دیا جب حاکم فرات کے علاوہ اور کوئی باقی نہ رہا تو اسے گرفتار کرلیا گیا، پھر عتبہ نے اپنے ساتھیوں کے سامنے اس طرح تقریر کی،

''دنیا رخصت ہوگئی ہو اور اس نے کنارہ کشی کرلی ہے۔ صرف اس کا تھوڑا سا اتنا حصہ باقی رہ گیا ہے جتنا برتن میں کچھ حصہ باقی رہ جاتا ہے، اب یہاں سے دارالقرار (آخرت) کی طرف منتقل ہو جاؤ گے، لہٰذا تمہیں چاہئے کہ بہترین طریقہ سے وہاں جاؤ۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ اگر کوئی چٹان جہنم کے کنارے سے گرائی جائے تو وہ ستر خریف تک گرتی رہے گی۔ کیا تم اس پر تعجب کرتے ہو، حالانکہ مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جنت کے دو کواڑوں کے درمیان چالیس خریف کا فاصلہ ہے۔ میں (تصور میں) اپنے آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتواں شخص تھا، ہم صرف درختوں کے پتے کھاتے تھے۔ اس کی بدولت ہمارے ہونٹ سوجھ گئے تھے۔ اس وقت ہمارے پاس صرف ایک چادر تھی، جسے میں نے پھاڑ کر اس میں سعد کو شریک کرلیا تھا اب ان سات ساتھیوں میں سے ہر ایک کسی نہ کسی بڑے شہر کا حاکم ہے، اس طرح عنقریب ہمارے بعد بھی لوگوں کو آزمایا جائے گا۔''

وہ ماہ ربیع الاوّل یا ربیع الآخر ۱۴ھ میں بصرہ آئے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ بصرہ، جلولاء اور تکریت کے معرکوں کے بعد ۱۶ھ میں آباد کیا گیا اور حضرت سعد نے حضرت عمر فاروقؓ کے حکم کے مطابق انہیں (عتبہ کو) وہاں بھیجا تو عتبہ وہاں تقریباً ایک مہینہ رہے، اہل ابلہ ان کے مقابلے کے لیے نکلے۔ وہ پانچ سو سوار تھے اور اس مقام کی حفاظت کرتے تھے۔ یہ چین سے آنے والی کشتیوں کی بندرگاہ تھی۔ بہرحال عتبہ نے جنگ کر کے انہیں شکست دی اور وہ شہر میں گھس گئے۔ عتبہ اپنے لشکر میں چلے گئے۔ اس کے بعد ان ایرانیوں کے دلوں میں اللہ نے (مسلمانوں کا) رعب ڈال دیا تھا اور وہ اپنا ہلکا ساز و سامان لے کر شہر سے نکل گئے، اس طرح شہر کو خالی کر کے بحری راستہ سے چلے گئے۔ جب مسلمان

Marfat.com

شہر میں داخل ہوئے تو انہیں بہت ساز وسامان، اسلحہ اور قیدی ملے جو آپس میں تقسیم کر لیے گئے اور اس کا پانچواں حصہ نکال کر بھیج دیا گیا۔ مسلمانوں کی تعداد تین سو تھی۔ یہ شہر ماہ رجب یا ماہ شعبان میں فتح ہوا، وہاں سے وہ موجودہ شہر کے مقام پر آئے، مسجد کی جگہ متعین کی اور اسے سرکنڈوں اور بانسوں سے تعمیر کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ سب سے پہلے نومولود تھے جو وہاں پیدا ہوئے، ان کی پیدائش پر ان کے والد نے ایک اونٹ ذبح کیا جو تمام لوگوں کے لیے کافی ہو گیا، کیونکہ لوگوں کی تعداد بہت کم تھی۔

دست میسان کے لوگ بھی مقابلہ کے لیے جمع ہوئے تو عتبہ نے انہیں شکست دی اور ان کے زمیندا کو قید کر لیا۔ حضرت قتادہ نے اس کا کمر بند لے کر اسے انس بن حجنہ کے ساتھ حضرت عمرؓ کی طرف بھیجا تو حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا ''لوگ (مسلمان) کیسے ہیں؟'' وہ بولے ''دنیا ان کے تابع ہے اور وہ سونے چاندی میں کھیل رہے ہیں۔''

آخر میں لوگ بصرہ کو پسند کر کے وہاں آباد ہو گئے۔ عتبہ نے مجاشع بن مسعود کو ایک فوجی دستہ کا حاکم بنا کر فرات کی طرف روانہ کیا اور مجاشع بن مسعود کے آنے تک حضرت مغیرہ بن شعبہ کو نماز کے لیے مقرر کیا۔ جب وہ آ گئے تو انہیں امیر مقرر کر کے عتبہ حضرت عمر فاروقؓ کے پاس چلے گئے۔ آخر کار مجاشع اہل فرات پر غالب آ گئے۔ پھر ایک زبردست ایرانی سردار فلیکان مسلمانوں کے مقابلے کے لیے آیا تو مغیرہ بن شعبہ اس کے مقابلے کے لیے نکلے اور مرغاب کے مقام پر فریقین میں جنگ ہوئی۔ اس موقع پر مسلمانوں کی خواتین نے بھی یہ چاہا کہ وہ بھی جنگ میں شریک ہوں، لہٰذا انہوں نے اپنے دوپٹوں کو علم بنایا اور مسلمانوں کے لشکر کی طرف روانہ ہو گئیں۔ جب مشرکوں نے یہ جھنڈے دیکھے تو انہوں نے خیال کیا کہ مسلمانوں کی مزید کمک آ گئی، اس لیے وہ شکست کھا کر بھاگ گئے اور مسلمان فتح مند ہو گئے اور اس فتح کا حال حضرت عمرؓ کو تحریر کیا گیا۔

حضرت عمرؓ نے عتبہ سے پوچھا ''تم نے بصرہ کا حاکم کسے مقرر کیا ہے؟'' وہ بولے ''مجاشع بن مسعود کو (مقرر کیا ہے)۔'' آپ نے فرمایا ''کیا تم ایک صحرا نشین کو شہر والوں پر حاکم مقرر کرتے ہو؟'' پھر انہوں نے مغیرہ بن شعبہ کا ذکر کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی علمداری میں واپس چلے جائیں۔ چنانچہ راستے ہی میں ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی موت کے سلسلے میں دوسری روایت بھی بیان کی جاتی ہے، جس کا ذکر ۱۷ھ کے حال میں آئے گا۔

Marfat.com

میسان کے قیدیوں میں حسن بصری کے والد یسار بھی تھے اور عبداللہ بن عون کے دادا ارطبان بھی تھے۔ ☆ بعض کہتے ہیں کہ عتبہ بصرہ کے ۱۵ھ میں حاکم مقرر ہوئے اور بعض کہتے ہیں ۱۶ھ میں ہوئے۔ پہلی روایت زیادہ صحیح ہے۔ وہ وہاں چھ مہینے تک حاکم رہے۔ ☆ پھر حضرت عمرؓ نے بصرہ پر حضرت مغیرہ بن شعبہ کو حاکم بنایا اور وہاں وہ دو سال تک رہے۔ جب ان پر الزام لگایا گیا تو حضرت ابو موسیٰ اور ان کے بعد مغیرہ حاکم ہوئے۔ ☆ اسی ۱۴ھ میں حضرت عمرؓ نے اپنے فرزند عبیداللہ اور ان کے ساتھیوں کو نیز ابو محجن کو شراب نوشی کے جرم میں کوڑوں کی سزا دی۔ ☆ اسی سال عمرؓ نے ماہ رمضان میں مدینہ کی مساجد میں تراویح (باجماعت) پڑھنے کا حکم دیا اور ابی بن کعب کو ان کا امام بنایا۔ یہ حکم نامہ مختلف شہروں میں بھیجا گیا۔ ☆ اس سال حضرت عمر فاروقؓ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا، اس وقت مکہ معظمہ کے حاکم ایک روایت کے مطابق عتاب بن اُسید تھے۔ یمن کے حاکم یعلی بن منیہ، کوفہ کے سعد اور شام کے ابوعبیدہ بن الجراح تھے۔ بحرین کے حاکم عثمان بن ابوالعاص اور دوسری روایت کے مطابق علاء بن الحضرمی تھے۔ عمان کے حاکم حذیفہ بن محصن تھے۔

وفیات

اسی ۱۴ھ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے والد ابوقحافہ کا اپنے فرزند کی وفات کے بعد انتقال ہوا۔ ☆ اسی سال سعد بن عبادہ کی وفات ہوئی۔ دیگر روایات کے مطابق ۱۱ھ یا ۱۵ھ میں انہوں نے وفات پائی۔ ☆ اسی سال سلیط بن عمرو بن عامر بن لوئی مقتول ہوئے۔ ☆ اسی سال معاویہ کی والدہ ھند بنت عتبہ بن ربیعہ نے وفات پائی، وہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئی تھیں۔

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ یہ کوفہ اور قادسیہ کے درمیان ایک موضع تھا۔ (معجم البلدان، ج ۴، ص ۵۴)

۲۔ نواحِ کوفہ کا ایک علاقہ۔

Marfat.com

پانچواں باب

۱۵ھ کے واقعات

کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے اس سال کوفہ کا شہر آباد کیا۔ اس کے محل وقوع کو ابن بقیلہ نے بتایا تھا، اس نے سعد سے کہا تھا "میں آپ کو ایسی سرزمین کا پتہ دوں گا جو مچھر، پسو وغیرہ سے پاک ہے اور جنگل سے الگ تھلگ ہے۔" چنانچہ یہ مقام (موجودہ کوفہ) تعمیر کرایا گیا، اس کا ذکر آگے آئے گا۔

مرج الروم کا واقعہ:

اس سال مرج الروم کا واقعہ پیش آیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ ابو عبیدہ اور خالد بن ولید اپنے ساتھیوں کو لے کر فحل سے حمص کے ارادے سے روانہ ہوئے اور ذوالکلاع پر اترے۔ ہرقل کو اس کی خبر مل گئی، اس لیے اس نے توذر بطریق کو بھیجا، وہ دمشق کے مغرب میں مرج الروم میں آکر خیمہ زن ہو گیا۔ ابو عبیدہ بھی مرج الروم میں اترے نیز شنس الرومی بھی توذر کے مساوی گھوڑ سواروں کی فوج لے کر توذر اور اہل حمص کو فوجی کمک دینے کے لیے آ گیا۔ جب وہ اترا تو وہ زمین توذر کی آمد سے ویران ہو گئی۔ بہر حال خالد بن الولید اس کے مقابلہ کے لیے آئے اور ابو عبیدہ شنس کے مقابلے پر آئے، اس کے بعد توذر، دمشق کے ارادے سے روانہ ہو گیا تو خالد بھی فوج لے کر اس کے پیچھے گئے۔ یزید بن ابوسفیان کو توذر کے ارادے کی خبر ہو گئی تھی، اس کے بعد وہ اس کے مقابلے کے لیے آئے اور جنگ شروع ہو گئی۔ جب وہ دونوں فریق جنگ کر رہے تھے تو خالد نے دشمن کے پیچھے پہنچ کر ان پر ایسا حملہ کیا کہ معدودے چند لوگوں کے کوئی بھی بچ کر نہیں نکل سکا، پھر مسلمانوں نے ان کے مال غنیمت پر قبضہ کر لیا، جسے یزید نے اپنے اور خالد کے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا اور بعد ازاں یزید دمشق واپس آ گئے اور

Marfat.com

خالد، توذر کے قتل کے بعد شنس سے جنگ کرتے رہے تھے اور مرج الروم میں فریقین میں گھمسان کی جنگ ہوئی، جس میں رومی بری طرح سے مارے گئے اور شنس بھی مارا گیا۔ مسلمانوں نے رومیوں کا حمص تک تعاقب کیا۔ جب ہرقل کو یہ خبر ملی تو اس نے حمص کے بشپ کو وہاں جانے کا حکم دیا اور خود رُہا کی طرف روانہ ہو گیا پھر ابو عبیدہ بھی حمص کی طرف روانہ ہو گئے۔

حمص و بعلبک کی فتح:

جب ابو عبیدہ دمشق سے فارغ ہو گئے تو حمص کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہ بعلبک کے راستے سے روانہ ہوئے تھے، اس لیے انہوں نے بعلبک کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں کے لوگوں نے پناہ طلب کر کے صلح کر لی پھر وہاں سے حمص کے قریب پہنچے خالد بھی ان کے ساتھ تھے۔ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ مسلمان مرج الروم سے روانہ ہو کر حمص گئے، جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

حمص پہنچ کر مسلمانوں نے اہل حمص سے جنگ کی، وہ روزانہ صبح کے وقت جنگ شروع کرتے تھے اور شام کو سردی کی وجہ سے واپس چلے جاتے تھے۔ وہاں مسلمانوں کو سخت سردی برداشت کرنی پڑی اور رومیوں کا محاصرہ بھی طویل ہو گیا تھا، تاہم فریقین (اپنی تکالیف پر) صبر کرتے رہے۔ ہرقل نے بعد میں اہل حمص کے لیے فوجی مدد بھیجی تھی اور تمام اہل جزیرہ کو حمص کی طرف سے روانہ ہونے کا حکم دیا تھا چنانچہ وہ حمص کو مسلمانوں (کے قبضے) سے بچانے کے لیے روانہ ہو گئے تھے مگر سعد بن ابو وقاص نے عراق سے فوجی دستے ھیت کے مقام پر بھیجے جنہوں نے ان لوگوں کا محاصرہ کر لیا اور ان میں سے بعض قرقیسیا روانہ ہوئے اس طرح اہل جزیرہ منتشر ہو گئے اور وہ اہل حمص کی امداد نہ کر سکے بلکہ واپس لوٹ آئے۔ حمص کے باشندے آپس میں یہ کہتے تھے "تم اپنے شہر کے اندر ثابت قدمی کے ساتھ رہو کیونکہ یہ لوگ برہنہ پا ہیں جب انہیں سخت سردی لگے گی تو ان کے پاؤں پھٹ جائیں گے۔" اس کے برعکس اہل روم کے پاؤں پھٹنے لگے تھے مگر مسلمانوں کی ایک انگلی کو بھی نقصان نہیں پہنچا۔

جب موسم سرما ختم ہوا تو رومیوں کے ایک بوڑھے آدمی نے کھڑے ہو کر ان سے کہا کہ وہ مسلمانوں سے مصالحت کر لیں، مگر انہوں نے اس کی بات نہیں مانی۔ ایک دوسرا آدمی کھڑا ہوا تو اس کی بات بھی نہیں تسلیم کی گئی۔ پھر مسلمان جنگ کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابھی انہوں نے پہلی تکبیر کہی

Marfat.com

تھی کہ حمص کے بہت سے گھر گر پڑے، ان کی دیواروں میں زلزلہ آ گیا اور ان میں شگاف پڑ گیا۔ جب انہوں نے دوبارہ نعرہ بلند کیا تو انہیں اس سے زیادہ نقصان پہنچا۔ لہٰذا اہل حمص نے نکل کر مصالحت کی درخواست پیش کی۔ مسلمانوں کو ان کے اندر کا حال معلوم نہ تھا لہٰذا انہوں نے دمشق کی صلح کے مطابق ان سے مصالحت کر لی۔ ابو عبیدہ نے وہاں سمط بن اسود الکندی کو قبیلہ بنو معاویہ کے ساتھ اور مقداد کو قبیلہ بلی کے ساتھ رہنے کا حکم دیا۔ دوسرے لوگوں کو بھی وہاں آباد کیا گیا نیز مال غنیمت کا پانچواں حصہ (خمس) حضرت عمرؓ کی طرف حضرت عبداللہ بن مسعود کے ہاتھ روانہ کیا گیا۔

حضرت عمر فاروقؓ نے ابو عبیدہ کو لکھا "تم اپنے شہر میں قیام کرو اور شام کے بہادر عربوں کو دعوت دو کیونکہ میں تمہاری طرف مہم بھیجنا ترک نہیں کروں گا۔" پھر ابو عبیدہ نے عبادۃ بن الصامت کو حمص میں اپنا جانشین بنایا اور خود حماۃ کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں کے باشندوں نے اطاعت قبول کر لی تو ابو عبیدہ نے ان کے افراد پر جزیہ اور ان کی اراضی پر خراج مقرر کیا اور پھر شیزر کی طرف روانہ ہو گئے، ان لوگوں نے بھی اہل حماۃ کی طرح صلح کر لی، اس لیے وہاں سے حضرت ابو عبیدہ مَعَرّۃ حِمص پہنچے۔ بعد میں اس شہر کا نام مَعَـرّۃ النعمان ہو گیا تھا۔ یعنی یہ شہر نعمان بن بشیر انصاری کی طرف منسوب ہو گیا تھا۔ وہاں کے لوگوں نے بھی اسی طرح مصالحت کی جس طرح اہل حمص نے کی تھی۔

یہاں سے وہ لاذقیہ پہنچے۔ اہل لاذقیہ نے جنگ کی اس شہر پر ایک بہت بڑا پھاٹک تھا جسے لوگوں کی صرف ایک جماعت ہی مل کر کھول سکتی تھی۔ مسلمان اس سے کچھ فاصلے پر لشکر آرا ہوئے، پھر حکم دیا گیا کہ وہاں اتنے بڑے گڑھے کھودے جائیں کہ ہر گڑھا ایک سوار کو سواری کی حالت میں بیٹھے ہوئے چھپا سکے۔ بعد ازاں مسلمانوں نے ظاہر کیا کہ وہ واپس جا رہے ہیں اور بہ ظاہر وہاں سے کوچ کر گئے تھے مگر جب رات ہو گئی تو واپس آ کر ان گڑھوں میں چھپ گئے۔ جب صبح ہوئی اور اہل لاذقیہ نے دیکھا کہ مسلمان واپس چلے گئے ہیں تو وہ شہر سے نکل آئے اور وہاں چاروں طرف پھیل گئے، اتنے میں مسلمان ان پر حملہ کر کے شہر میں داخل ہوئے اور اس پر زبردستی قابض ہو گئے۔ عیسائیوں کی ایک بڑی جماعت وہاں سے بھاگ گئی، پھر انہوں نے اس شرط پر پناہ طلب کی کہ انہیں اپنی سرزمین واپس آنے کی اجازت دی جائے، لہٰذا یہ طے ہوا کہ وہ خراج ادا کریں گے، خواہ وہ زیادہ ہوں یا کم ہوں۔ اس کے بعد ان کے گرجے کو بھی برقرار رکھا گیا، مسلمانوں نے وہاں عبادہ بن الصامت کے حکم سے

Marfat.com

جامع مسجد کی تعمیر کی۔ بعد میں اس میں توسیع کی گئی۔

جب مسلمانوں نے لاذقیہ کو فتح کیا تو روم کے اہل جَبلہ وہاں سے جلاوطن ہو گئے۔ معاویہ نے اپنے زمانہ میں رومی قلعہ سے باہر ایک اور قلعہ تعمیر کیا اور وہاں بہت سے لوگوں کو بسایا۔

مسلمانوں نے حضرت عبادہ بن الصامت کے ساتھ مل کر انطرطوس کو فتح کیا۔ وہ ایک مضبوط قلعہ تھا جس کے باشندے اسے خالی کر کے چلے گئے تھے۔ لہٰذا معاویہ نے انطرطوس کا شہر تعمیر کرایا اور اسے آباد کر کے مجاہدین کو جاگیر میں دے دیا۔ بانیاس میں بھی انہوں نے یہی طریقہ اختیار کیا۔

سَلَمیہ بھی فتح ہو گیا۔ اسے سلمیہ کے نام سے اس لیے موسوم کیا جاتا ہے کہ اس کے قریب ایک الٹی ہوئی بستی تھی جس کے باشندے تباہ و برباد ہو گئے تھے اور سو افراد کے علاوہ اور کوئی صحیح سالم نہ رہا تھا لہٰذا ان کے لیے سو گھر تعمیر کیے گئے اور اس بستی کا نام سلم مائۃ (سو سالم رہے) رکھا گیا۔ اس کے بعد لوگ اس نام کو بگاڑ کر سلمیہ کہنے لگے۔ (مصنف کہتا ہے) یہ وجہ تسمیہ اس وقت درست ہو سکتی ہے جب کہ اس کے رہنے والے عرب ہوں اور ان کی زبان عربی ہو، لیکن اگر ان کی زبان عجمی ہو تو یہ قول درست نہیں معلوم ہوتا۔

پھر صالح بن علی بن عبداللہ بن عباس نے اس بستی کو اپنا گھر بنا لیا اور ان کی اولاد نے اس میں عمارتیں تعمیر کر کے اسے آباد کیا اور پھر انہی کی اولاد وہاں رہنے لگی تھی، اس لیے یہ علاقہ اور اس کی اراضی ان کی ملکیت ہو گئی تھی۔

قنسرین کی فتح اور ہرقل کا قسطنطنیہ کی طرف فرار:

اب ابوعبیدہ نے خالد بن الولید کو قنسرین بھیجا جب وہ شہر کے قریب پہنچے تو رومی میناس کی سپہ سالاری میں جو ہرقل کے بعد روم کا سب سے بڑا سپہ سالار تھا، مقابلے کے لیے آئے اور سخت جنگ ہونے لگی۔ اس جنگ میں میناس اور اس کے ساتھی بری طرح مارے گئے اور یکدم سب کا صفایا ہو گیا۔ پھر خالد قنسرین پہنچے تو یہاں کے لوگ قلعہ بند ہو گئے۔ اس پر آپ نے فرمایا ''اگر تم بادلوں میں بھی ہوتے تو اللہ اس صورت میں بھی ہمیں تمہاری طرف پہنچا دیتا یا تمہیں ہماری طرف اتار دیتا۔'' آخر کار وہ غور و خوض کرنے لگے اور اہل حمص کی شرائط صلح کے مطابق انہوں نے بھی مصالحت کرنی چاہی مگر خالد نے شہر کو تباہ کرنے پر اصرار کیا اور انجام کار یہ شہر تباہ و برباد کر دیا گیا۔ ہرقل نے جب یہ صورت حال

Marfat.com

دیکھی تو وہ قسطنطنیہ کی طرف بھاگ گیا، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ خالد اور عیاض نے ہرقل کا شام کے علاقے کی طرف سے محاصرہ کیا اور عمرو بن مالک نے کوفہ کی طرف سے اس کا محاصرہ کیا اور قرقیسیا کے علاقے سے نکل کر آ گئے اس طرح عبداللہ بن معتم موصل علاقے میں داخل ہوئے پھر وہ سب لوٹ گئے۔ ایسی حالت دیکھ کر ہرقل قسطنطنیہ چلا گیا۔ یہ واقعہ ۱۵ھ، یا بقول بعض ۱۶ھ کا ہے۔

جب حضرت عمر فاروق کو حضرت خالد کے کارناموں کی اطلاع ملی تو وہ فرمانے لگے "خالد نے کیا خوب کارنامے سرانجام دیئے، اللہ ابوبکرؓ پر رحم کرے وہ مجھ سے زیادہ مردم شناس تھے۔ میں نے خالد اور مثنیٰ بن حارثہ کو معزول نہیں کیا تھا، بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگ ان دونوں کو بہت عظیم شخصیت سمجھنے لگے تھے، اس لیے مجھے یہ اندیشہ ہو گیا تھا کہ کہیں وہ ان دونوں پر حد سے زیادہ اعتماد نہ کرنے لگیں۔" مثنیٰ کے بارے میں حضرت عمرؓ کی رائے اس وقت بدل گئی تھی جب کہ وہ ابوعبید کے سپہ سالار بن گئے تھے، اس طرح قنسرین کے واقعہ کے بعد خالد بن ولید کے بارے میں بھی ان کی رائے تبدیل ہو گئی تھی۔

ہرقل کو رُہا سے بھی نکال دیا گیا۔ سب سے پہلے جس نے اسے نکلنے پر مجبور کیا تھا، وہ زیاد بن حنظلہ صحابی تھے۔ ہرقل پہلے شمشاط میں ٹھہرا پھر وہاں سے قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ روانہ ہونے سے پیشتر وہ ایک اونچے مقام پر چڑھ کر شام کی طرف رُخ کر کے کہنے لگا "اے شام! تجھے میں آخری سلام کہتا ہوں۔ آج کے بعد تیرے یہاں آنا ممکن نہیں ہے۔ تیرے ملک میں اب ایک رومی خوف زدہ ہو کر ہی آ سکتا ہے۔" اس کے بعد قسطنطنیہ جاتے ہوئے ان قلعہ والوں کو بھی ساتھ لیتا گیا جو اسکندریہ اور طرسُوس کے درمیان تھے تاکہ مسلمان انطاکیہ اور رومی علاقوں کے درمیان کسی بستی میں نہ داخل ہوں اس نے قلعوں کو بھی تباہ کر دیا تھا اس لیے مسلمانوں کو وہاں کوئی نہیں مل سکا۔ تاہم بعض اوقات وہاں کچھ رومی چھپے رہنے والوں پر اچانک حملہ کرتے تھے لہٰذا مسلمان وہاں احتیاط سے گزرتے تھے۔

حلب وانطاکیہ کی فتح:

جب ابوعبیدہ قنسرین سے فارغ ہوئے تو قلب کی طرف روانہ ہوئے، اس وقت انہیں یہ اطلاع ملی کہ اہل قنسرین نے یہ بدعہدی کی ہے تو آپ نے ان کی طرف سمط کندی کو بھیجا۔ انہوں نے ان کا محاصرہ کر کے فتح حاصل کی، وہاں انہیں گائے اور بھیڑ بکریاں ملیں جن میں سے کچھ انہوں نے

Marfat.com

اپنے لشکر میں تقسیم کردیں اور جو مویشی باقی بچے انہیں مال غنیمت میں شامل کردیا۔

ابوعبید حلب کی نواحی بستی میں، جو اس کے قریب تھی، پہنچے۔ وہاں انہوں نے مختلف قسم کے عربوں کو جمع کیا اور ابوعبیدہ نے جزیہ ادا کرنے کی شرط پر ان سے صلح کرلی۔ پھر وہ مسلمان بھی ہو گئے۔ اس کے بعد وہ حلب آئے۔ عیاض بن غنم الفہری ان کے ہراول دستے پر تھے مگر اہل حلب قلعہ بند ہو گئے لہٰذا مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کرلیا۔ آخرکار انہوں نے اپنی جان و مال، اولاد، شہر، گرجوں اور قلعے کی حفاظت کی شرط پر صلح کرنی چاہی تو ان کے ساتھ مصالحت کرلی گئی مگر مسجد کی تعمیر کے لیے ایک مقام اس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ ان سے صلح کرنے والے عیاض تھے، جس کی اجازت ابوعبیدہ نے دے دی تھی۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ ان کے ساتھ اس شرط پر صلح کرلی گئی تھی، ان کے گھروں اور گرجوں کو باہم تقسیم کیا جائے۔ ایک روایت یہ ہے کہ ابوعبیدہ نے حلب کے مقام پر کسی شخص کو نہیں پایا کیونکہ وہاں کے باشندے انطاکیہ منتقل ہو گئے تھے۔ وہیں سے انہوں نے صلح کے لیے خط و کتابت کی اور جب صلح مکمل ہوگئی تو لوگ وہاں واپس آ گئے۔

حضرت ابوعبیدہ حلب سے چل کر انطاکیہ پہنچے تو وہاں قنسرین وغیرہ کے بہت سے لوگ قلعہ بند ہو گئے تھے، جب وہ وہاں سے روانہ ہوئے تو دشمن کی ایک جماعت سے ان کا مقابلہ ہوا، جسے شکست ہوگئی اور وہ بھاگ کر شہر میں پناہ گزیں ہو گئے، اس کے بعد انہوں نے اس کا چاروں طرف سے محاصرہ کرلیا۔ آخرکار انہوں نے اس شرط پر مصالحت کرلی کہ جو وہاں سے جلاوطن ہونا چاہے وہ چلا جائے اور جو جزیہ دینا چاہے وہ جزیہ دے۔ چنانچہ بعض لوگ چلے گئے اور جو لوگ وہیں رہے انہیں پناہ دی گئی بعد میں ان لوگوں نے بدعہدی کی تو عیاض بن غنم اور حبیب بن مسلمۃ الفہری کو بھیجا گیا۔ انہوں نے اسے پہلی صلح کے مطابق فتح کرلیا۔

انطاکیہ کی مسلمانوں میں بڑی اہمیت تھی جب یہ فتح ہوا تو حضرت عمر فاروقؓ نے ابوعبیدہ کو لکھا ''تم انطاکیہ میں مسلمانوں کی فوج رکھو اور وہاں ان کی مستقل فوجی چھاؤنی بنائی جائے اور انہیں مستقل تنخواہ دی جائے۔'' جب ابوعبیدہ کو یہ اطلاع ملی کہ رومیوں کا ایک فوجی دستہ معرۃ مصرین اور حلب کے درمیان موجود ہے تو فوراً وہاں پہنچے اور جنگ کرنے کے بعد انہیں شکست دے دی، متعدد بشپ مارے گئے۔ کافی قیدی گرفتار ہوئے اور مال غنیمت حاصل ہوا۔ معرۃ مصرین بھی حلب کی طرح فتح ہوا۔ ان کے گھوڑے جو

Marfat.com

لائی دکھاتے ہوئے بوقا تک پہنچ گئے آخر کار جومۃ، سَرمین، تیزین کے دیہات فتح ہو گئے اور مسلمان قنسرین اور انطاکیہ کے تمام علاقوں پر غالب آ گئے۔ پھر ابو عبیدہ حلب واپس آئے کیونکہ اہل حلب اس وقت سرکش ہو گئے تھے۔ لہٰذا ان کا محاصرہ کیا گیا تا آنکہ وہ مطیع بن گئے اور انہوں نے شہر کھول دیا۔

وہاں سے ابو عبیدہ قُورُس جانے کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ اس وقت حضرت عیاض ان کے ہراول دستے پر تھے۔ راستے میں ان سے وہاں کا ایک راھب ملا اور صلح کی درخواست کرنے لگا۔ عیاض نے اسے ابو عبیدہ کے پاس بھیج دیا، لہٰذا اس کے ساتھ انطاکیہ کی صلح کا سمجھوتہ کر لیا گیا۔ اس کے بعد سواروں کو بھیجا گیا اور وہ قُورُس کے تمام علاقے پر غالب آ گئے بلکہ تل عزاز بھی فتح ہو گیا۔ سلمان بن ربیعہ الباھلی بھی ابو عبیدہ کی فوج میں شامل تھے۔ وہ قورس کے ایک قلعے میں اترے تو وہ قلعہ ان کے نام سے حصن سلمان مشہور ہو گیا۔

پھر ابو عبیدہ مَنْبج کی طرف روانہ ہوئے، ان کے ہراول دستے پر (بدستور) عیاض تھے، وہاں کے لوگوں نے بھی اہل انطاکیہ کی طرح صلح کر لی پھر انہوں نے عیاض کو دلوک اور رَعْبان کی طرف بھیجا تو وہاں کے لوگوں نے بھی اہل مَنْبج کی طرح صلح کر لی، ان کے ساتھ یہ شرط رکھی گئی کہ وہ مسلمانوں کو اہل روم کی خبروں سے مطلع کرتے رہیں۔ ابو عبیدہ نے ہر مفتوح ضلع پر ایک حاکم مقرر کیا اور ہر ایک کے ساتھ فوج بھیجی بلکہ جو خطرناک علاقے تھے وہاں فوجی چھاؤنی قائم کی۔

وہاں سے بالس گئے اور حبیب بن مسلمہ کے زیر قیادت قاصرین کی طرف ایک لشکر بھیجا وہاں کے لوگوں نے جزیہ ادا کرنے یا بصورت دیگر جلاوطن ہونے پر صلح کر لی، چنانچہ اکثر اشخاص رومی علاقے یا جزیرہ اور جسر مَنْبج کے گاؤں کی طرف جلاوطن ہو گئے۔ اس زمانے میں وہاں پل نہیں ہوتا تھا۔ اس پر پل حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں بنایا گیا، بعض کہتے ہیں کہ اس کے پرانے نشانات موجود تھے۔ اب مسلمان شام کی اس سمت سے دریائے فرات تک کے علاقے پر قابض ہو چکے تھے لہٰذا ابو عبیدہ فلسطین کی طرف واپس گئے۔

جبل اللُّکَّام کے قریب ایک شہر تھا، جسے جُرجومہ کہا جاتا تھا۔ وہاں کے باشندوں کو جراجمہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ لہٰذا حبیب بن مسلمۃ انطاکیہ سے وہاں گئے اور صلح کے ساتھ اس شرط پر فتح کر لیا کہ وہ لوگ مسلمانوں کے مددگار رہیں گے۔ وہیں سے حضرت ابو عبیدہ نے ایک لشکر میسرہ بن مسروق العنسی کی زیر قیادت بھجوایا جو انطاکیہ کے علاقے میں بُغراس کے راستے سے رومی علاقے کی

Marfat.com

طرف روانہ ہوگئے۔ وہ پہلے شخص تھے جو اس راستہ پر روانہ ہوئے۔ وہاں وہ رومیوں کی ایک جماعت سے ملے جس کے ساتھ قبائل غسان، تنوخ اور ایاد کے اہل عرب بھی تھے۔ وہ ہرقل کے پاس جانا چاہتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے ان پر بری طرح حملہ کر کے صفایا کر دیا۔ اس کے بعد مالک اشترنخعی بھی ابوعبیدہ کی طرف فوجی کمک لے کر پہنچ گئے جبکہ ابوعبیدہ انطاکیہ میں تھے، ان کی امداد کر کے وہ صحیح سالم واپس آگئے، انہوں نے ایک اور لشکر خالد بن ولید کے ساتھ مرعش روانہ کیا لہٰذا وہاں کے باشندوں کو پناہ دے کر جلا وطن کر دیا گیا اور شہر کو تباہ کر دیا گیا۔ اس طرح انہوں نے ایک دوسرا لشکر حبیب بن مسلمہ کی زیر قیادت حصن الحدث بھیجا، اسے قلعہ حدث اس لیے کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کا وہاں ایک ایسے نوعمر لڑکے سے مقابلہ ہوا جس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان سے جنگ کی تھی، اس وجہ سے اسے درب الحدث کہا گیا۔ دوسری توجیہہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ مسلمانوں کو وہاں نقصان (حادثہ) سے دوچار ہونا پڑا، اس وجہ سے اسے درب الحدث کہا گیا بلکہ بنو امیہ اس مفہوم میں اسے درب السلامۃ کہتے تھے۔

قیساریہ کی فتح اور غزّہ کا محاصرہ:

اسی سال قیساریہ بھی فتح ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ ۱۹ھ یا ۲۰ھ میں فتح ہوا، اس کی وجہ یہ ہوئی کہ حضرت عمر فاروقؓ نے یزید بن ابوسفیان کو لکھا کہ وہ معاویہ کو قیساریہ بھیجے نیز حضرت عمرؓ نے خود معاویہ کو بھی یہ حکم تحریری طور پر بھیجا لہٰذا معاویہ وہاں پہنچے اور وہاں کے لوگوں کا محاصرہ کر لیا۔ وہ لوگ کبھی کبھی (باہر نکل کر) جنگ کرتے تھے تو انہیں شکست دے کر ان کے قلعے کی طرف دھکیل دیتے تھے۔ آخری مرتبہ وہ جی توڑ کر جنگ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ معرکہ جنگ میں ان مقتولوں کی تعداد اسی ہزار ہوگئی اور شکست ہونے تک ایک لاکھ کی تعداد پوری ہوگئی اور آخر کار یہ شہر بالکل فتح ہوگیا۔

غزّہ کے قریب حضرت علقمہ بن مُجززؓ نے قیقار کا محاصرہ کر لیا تھا اور اس سے خط و کتابت کرتے رہے مگر جیسا وہ چاہتے تھے اس کے مطابق کام نہیں بنا، لہٰذا وہ خود اس کے پاس قاصد کی حیثیت سے پہنچے تو قیقار نے ایک آدمی کو راستے پر گھات میں بٹھا دیا تھا تاکہ جب وہ گزریں تو انہیں قتل کر دیں۔ علقمہ اس سازش کو بھانپ گئے اس لیے انہوں نے اس سے کہا ''میرے ساتھ چند مشیر اور ہیں اور میں ان کے ساتھ دوبارہ آ رہا ہوں۔'' (یہ بات سن کر) قیقار نے اس آدمی کو کہلا بھیجا کہ وہ اپنے

Marfat.com

ارادے سے باز رہے، لہٰذا جب علقمہ اس کے پاس سے نکلے تو وہ واپس نہیں آئے بلکہ انہوں نے بھی وہی کیا جو حضرت عمرؓ نے ارطبون کے ساتھ کیا تھا۔ (جس کا ذکر آگے آئے گا۔)

فتح بیسان اور واقعہ اجنادین:

جب ابوعبیدہ اور خالد حمص لوٹ آئے تو حضرت عمرو بن عاص اور شرحبیل نے بیسان کے علاقے کی طرف جا کر اس کو فتح کر لیا اور ان دونوں نے اہل اردن سے صلح کر لی، مگر رومیوں کی فوج غزہ، اجنادین اور بیسان پر جمع ہو گئیں لہٰذا حضرات عمرو شرحبیل، ارطبون کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اجنادین میں تھا اور اردن میں ابوالاعور کو جانشین بنایا گیا تھا۔ ارطبون رومیوں کا سب سے بڑا سیاست داں حاکم تھا۔ اس نے رملہ کے مقام پر بہت بڑا لشکر مقرر کر رکھا تھا اور ایلیاء پر بھی بہت بڑا لشکر متعین کر دیا تھا۔ اس لیے جب حضرت عمر فاروقؓ کو یہ اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا، ہم نے روم کے ارطبون کا عرب کے ارطبون سے مقابلہ کرایا ہے، دیکھو کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

(اس زمانے میں) معاویہ قیساریہ سے مقابلہ کر رہے تھے اس لیے وہ عمرو کے مقابلے کے لیے نہیں پہنچ سکے تھے، نیز عمرو نے علقمہ بن حکیم الفارسی اور مسروق بن فلاں العکی کو اہل ایلیا کے مقابلے کے لیے بھیج کر انہیں مشغول کر رکھا تھا اور ابوایوب المالکی کو رملہ کے رومیوں کے مقابلے کے لیے بھیج کر انہیں بھی جنگ میں مشغول کر دیا تھا، اس کے علاوہ حضرت عمرؓ فاروق کی طرف سے عمرو بن العاص کے پاس لگاتار فوجی امداد پہنچ رہی تھی۔ عمرو اجنادین میں کئی روز مقیم رہے اور وہ ارطبون سے کوئی معاملہ نہ طے کر سکے اور نہ وہ مراسلات سے مطمئن تھے اس لیے وہ بذات خود اس کے پاس گئے اور اپنے آپ کو قاصد ظاہر کیا۔ ارطبون بھانپ گیا تھا اس لیے وہ اپنے دل میں کہنے لگا ''اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ وہ امیر ہے یا امیر کا مشیر خاص ہے۔'' اس لیے اس نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ ان کے راستے میں (پوشیدہ مقام پر) بیٹھ جائے اور جب وہ وہاں سے گزریں تو انہیں قتل کر دیں۔ عمرو بھی اس رویے کو بھانپ گئے تھے لہٰذا بولے ''ہماری آپ کی گفت وشنید ہو گئی ہے اور مجھ پر آپ کی باتوں کا بہت گہرا اثر ہوا ہے تاہم میں ان دس آدمیوں میں سے ایک ہوں جنہیں عمرو آپ کے پاس بھیجنا چاہتے ہیں اب میں لوٹ کر انہیں بھی آپ کے پاس لاؤں گا اگر انہوں نے وہ باتیں منظور کر لیں اور اہل لشکر نے

Marfat.com

بھی انہیں تسلیم کر لیا تو بہتر ہے اور اگر وہ نہیں مانے تو آپ انہیں ان کے ٹھکانے پر پہنچادیں گے۔''

ارطبون نے یہ بات مان لی اور اس آدمی کو واپس کر دیا جسے قتل کرنے کا حکم دیا گیا تھا اس طرح عمرو اس کے پاس سے (صحیح سالم) واپس آ گئے تھے بعد میں اسے پتہ چلا کہ یہ گفتگو ایک چال تھی جس کے فریب میں وہ آ گیا تھا یہ اسے بھی ماننا پڑا کہ وہ (عمرو بن العاص) دنیا کے سب سے بڑے سیاست دان ہیں۔ جب حضرت عمرؓ بن الخطاب کو یہ اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا ''خدا عمرو کا بھلا کرے۔''

چونکہ عمرو کو اس کی تمام باتیں معلوم ہو گئی تھیں اس لیے وہ جنگ کے لیے آمادہ ہو گئے اور جنگ یرموک کی طرح یہاں بھی گھمسان کا رن پڑا، یہاں تک کہ رومیوں کے بہت سے آدمی مارے گئے اور ارطبون شکست کھا کے ایلیا کی طرف بھاگ گیا۔ حضرت عمرو بن عاص اجنادین میں اترے اور وہ مسلمان جو بیت المقدس کا محاصرہ کیے ہوئے تھے انہوں نے ارطبون کے لیے ایلیا کا راستہ کھول دیا اور اس نے مسلمانوں کو (حضرت) عمرو کی طرف بھجوا دیا۔ اجنادین کے واقعہ کو ان لوگوں کی روایت کے مطابق پہلے بیان کیا جا چکا ہے جو اس جنگ کو یرموک کی جنگ سے مقدم سمجھتے ہیں چونکہ دونوں قسم کی روایات میں اختلاف تھا، اس لیے یہ واقعات وہاں اور یہاں دونوں جگہ ذکر کیے گئے ہیں۔

ایلیاء اور بیت المقدس کی فتح:

اس سال بیت المقدس فتح ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ ۱۶ھ ماہ ربیع الاول میں فتح ہوا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب ارطبون ایلیاء میں داخل ہوا تو حضرت عمرو نے غزہ کو فتح کیا۔ جہاں یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کا مزار ہے۔ نابلس جزیہ ادا کرنے کی شرط پر فتح ہوا اس کے بعد شہر لُدا، یبنی، عمواس، بیت جبرین اور یافا فتح ہوئے۔ یافا کے بارے میں بعض کہتے ہیں کہ اسے حضرت معاویہ نے فتح کیا۔ پھر عمرو نے رَفَح (مرج عیون) بھی فتح کیا۔ جب یہ تمام علاقے فتح ہو گئے تو انہوں ارطبون کے پاس ایک ایسے آدمی کو بھیجا جو رومی زبان بول سکتا تھا اور اسے ہدایت کی تھی کہ جو بات وہ کہے اسے اچھی طرح سنے۔ اس کے ساتھ ایک خط بھی بھیجا گیا، چنانچہ قاصد نے وہاں پہنچ کر وہ خط ارطبون کو دے دیا اس کے ساتھ اس کے وزراء بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت ارطبون نے کہا ''خدا کی قسم! عمرو اجنادین کے بعد کوئی چیز فتح نہیں کر سکے گا۔'' لوگ پوچھنے لگے ''آپ کو کیسے معلوم ہوا؟'' وہ بولا ''فلسطین کے فاتح کی صفات ایسی ہیں۔''

Marfat.com

اس کے بعد اس نے جو صفات بیان کیں وہ بعینہٖ حضرت عمرو کے اوصاف تھے لہٰذا قاصد نے واپس آ کر صورت حال سے آگاہ کیا تو عمرو بن العاص نے حضرت عمر بن الخطاب (فاروق اعظم) کو لکھا ''میرا ایک سخت دشمن سے سابقہ ہے اور میں نے آپ کے لیے ملک کو تیار کر دیا ہے، آپ کی جیسی رائے ہو۔''

اس سے حضرت عمرؓ کو یہ پتہ چلا کہ جو کچھ لکھا گیا ہے وہ کسی سنی ہوئی بات پر مبنی ہے، لہٰذا حضرت عمرؓ مدینہ سے خود روانہ ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کے شام آنے کا سبب یہ تھا کہ ابو عبیدہ نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا تھا تو وہاں کے لوگوں نے یہ مطالبہ کیا کہ ''شام کے دوسرے شہروں کی طرح ان سے صلح کی جائے اور یہ صلح نامہ حضرت عمر فاروقؓ کے ہاتھوں انجام پذیر ہو۔'' اس لیے انہوں نے حضرت عمرؓ کو اس بارے میں خط لکھا اور آپ (اس خط کے بعد) وہاں سے روانہ ہو گئے اور اپنا جانشین حضرت علیؓ کو بنایا، حضرت علیؓ نے فرمایا ''آپ بذات خود کہاں جا رہے ہیں؟ آپ ایک سخت دشمن کے پاس جا رہے ہیں۔'' حضرت عمرؓ نے فرمایا ''میں عباس کی موت سے پہلے جلد از جلد جہاد کرنا چاہتا ہوں کیونکہ جب تم (حضرت) عباس کو کھو دو گے تو شر و فساد پھیل جائے گا اور یہ سلسلہ منقطع ہو جائے گا۔'' چنانچہ ایسا ہی ہو، حضرت عباس خلافت عثمانی کے چھٹے سال وفات پا گئے اور ان کے بعد لوگوں میں فساد پھیل گیا۔

حضرت عمرؓ گھوڑے پر سوار ہو کے جابیہ پہنچے۔ آپ شام چار مرتبہ آئے تھے، پہلی دفع گھوڑے پر تھے، دوسری مرتبہ اونٹ پر تھے، تیسری مرتبہ خچر پر تھے اور طاعون کی وجہ سے وہ لوٹ گئے تھے۔ چوتھی مرتبہ گدھے پر تھے۔ آپ نے تمام فوجی افسروں کو لکھ دیا تھا کہ وہ مقررہ دن پر ان سے جابیہ کے مقام پر ملیں اور اپنے جانشین مقرر کر کے آئیں چنانچہ وہ سب ملاقات کے لیے جابیہ میں آئے۔ سب سے پہلے یزید (بن ابی سفیان) اور ابو عبیدہ نے ملاقات کی پھر خالد ملے۔ وہ لوگ گھوڑوں پر تھے اور ریشم کے لباس میں ملبوس تھے، حضرت عمرؓ اترے اور پتھر لے کر ان کی طرف مار کر کہنے لگے ''تم کتنی جلدی بدل گئے ہو، تم اس لباس میں میرا استقبال کر رہے ہو۔ دو سال کے اندر تمہاری یہ حالت ہو گئی ہے۔ خدا کی قسم! اگر تم دو سال کے بعد یہ کام کرتے تو تمہاری بجائے میں دوسروں کو مقرر کرتا۔''

وہ بولے ''ہم ہتھیاروں سے مسلح بھی ہیں۔'' اس پر آپ نے انہیں اجازت دے دی پھر آپ سوار ہو کر جابیہ میں داخل ہوئے وہاں انہیں ایک یہودی ملا، وہ کہنے لگا ''اے امیر المومنین آپ اس وقت تک واپس نہیں جائیں گے جب تک اللہ آپ کے ہاتھ سے ایلیاء کو فتح نہیں کرے گا۔'' اس

Marfat.com

سے پیشتر ان لوگوں نے حضرت عمرو کو بہت تنگ پریشان کیا تھا بہر حال وہ تو ایلیاء کو اور نہ رملہ کو فتح کر سکے تھے۔ حضرت عمرؓ جابیہ میں اپنی فوج کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں لوگ آگے بڑھے، آپ نے پوچھا ''کیا بات ہے؟'' وہ بولے ''کیا آپ گھوڑوں اور تلواروں کو نہیں دیکھ رہے ہیں۔'' جب حضرت عمرؓ نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ ایک دستہ تلواروں سے مسلح تھا، آپ نے فرمایا ''یہ لوگ پناہ لینے کے لیے آرہے ہیں، تم ان سے نہ ڈرو اور مطمئن رہو۔ آخرکار یہ معلوم ہوا کہ وہ اہل ایلیاء ہیں آپ نے ان سے جزیہ ادا کرنے کی شرط پر صلح کر لی اور انہوں نے آپ کے لیے دروازہ کھول دیا۔ صلح کرنے والے عوام تھے کیونکہ ارطبون اور تذارق حضرت عمرؓ کے شام آنے کے بعد مصر چلے گئے تھے۔ ان لوگوں نے ایلیاء، رملہ، اور ان کے علاقوں کے لیے آپ سے عہد نامہ لکھوایا تھا۔ اس صلح نامہ کے موقع پر وہ یہودی بھی شریک تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے دجال کے بارے میں پوچھا کیونکہ آپ اس کے بارے میں بہت پوچھتے رہتے تھے۔ اس کے جواب میں کہا ''آپ اس کے بارے میں کیوں پوچھتے ہیں؟ خدا کی قسم! آپ لوگ اسے لُد کے دروازے پر، جو یہاں سے تھوڑے فاصلے پر ہے، قتل کر دیں گے۔''

بہر حال حضرت عمرؓ نے لوگوں کو پناہ دینے کے بعد علقمہ بن حکیم کو فلسطین کے نصف حصے کا حاکم بنایا اور انہیں رملہ میں متعین کیا اور علقمہ بن مجزز کو باقی نصف حصے کا حاکم بنایا اور انہیں رملہ میں متعین کیا۔ اس کے بعد حضرت عمرو اور شرحبیل آپ سے جابیہ میں ملے، ان دونوں نے آپ کے گھٹنے کو سواری کی حالت میں چوما اور بغل گیر ہوئے۔ جابیہ سے آپ بیت المقدس کی طرف اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر گئے۔ جب اسے لنگڑاتے ہوئے دیکھا تو اس کے اوپر سے اتر گئے پھر آپ کے پاس ایک ترکی گھوڑا لایا گیا، جب اس پر سوار ہوئے تو وہ اکڑ کر چلنے لگا تو آپ اس کے اوپر سے اتر گئے اور اسے مارتے ہوئے فرمایا ''تمہیں اس طرح اکڑ کر چلنا کس نے سکھایا؟'' ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ اس سے پہلے اس قسم کی سواری پر سوار نہیں ہوئے تھے اور نہ بعد میں سوار ہوئے بہر حال ایلیاء بھی آپ کے ہاتھوں فتح ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ ۱۶ھ میں فتح ہوا۔

ارطبون اور وہ لوگ، جنہوں نے صلح کرنے سے انکار کر دیا تھا، مصر چلے گئے تھے، جب مسلمانوں نے مصر کو فتح کر لیا تو ارطبون مارا گیا۔ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ وہ روم چلا گیا تھا اور وہاں جا کر وہ ان کے موسم گرما کی فوجوں کی قیادت کرنے لگا، ایک دفعہ اس کا گرمیوں کی مہم میں

Marfat.com

مسلمانوں سے مقابلہ ہوا تو اس وقت مسلمانوں میں ایک شخص ضریس قیسی بھی تھا۔ اس نے اس قیسی کا ہاتھ کاٹ دیا اور قیسی نے اسے قتل کر دیا، اس موقع پر ہی اس نے یہ اشعار کہے۔

[اگر ارطبون رومی نے اس ہاتھ کو خراب کیا ہے تو خدا کا شکر ہے کہ اس سے بہت فائدہ حاصل ہوا۔ اگر ارطبون رومی نے اسے کاٹ دیا ہے تو میں نے بھی اس کے اعضاء کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔]

مالی انتظامات:

۱۵ھ میں حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کے لیے وظائف مقرر کیے اور رجسٹر تیار کیے گئے۔ عہد فاروقی میں عطیات میں اضافہ کا دار و مدار پہلے اسلام لانے پر رکھا گیا تھا، چنانچہ صفوان بن امیہ، حارث بن ہشام اور سہیل بن عمرو کو، جو فتح مکہ پر مسلمان ہوئے تھے، ان لوگوں سے کم دیا گیا جو ان سے پہلے مسلمان ہوئے تھے، لہٰذا انہوں نے عطیات لینے سے انکار کر دیا تھا، وہ یہ کہتے تھے "ہم یہ نہیں تسلیم کرتے ہیں کہ کوئی شخص ہم سے بڑھ کر شریف ہو سکتا ہے۔" حضرت عمرؓ نے (ان کے جواب میں) یہ فرمایا "میں نے حسب و نسب کے لحاظ سے عطیات نہیں دیئے ہیں بلکہ اس کا دار و مدار پہلے مسلمان ہونے پر ہے۔" آخر کار انہوں نے یہ اصول تسلیم کر لیا اور اپنے عطیات قبول کر لیے۔

حارث اور سہیل اپنے اہل و عیال کو لے کر شام روانہ ہو گئے اور وہ دونوں جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ وہ اس راہ میں فوت ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان دونوں کا عمواس کے طاعون میں انتقال ہوا۔

جب حضرت عمر فاروقؓ نے رجسٹر تیار کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت علی و عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا "پہلے آپ اپنا نام لکھیے۔" مگر آپ نے فرمایا "نہیں میں رسول اللہ ﷺ کے چچا جان سے اس کی ابتدا کروں گا، ان کے بعد ان کا نام درج ہوگا جو ان سے قریب تر ہوں گے۔ چنانچہ حضرت عباس کا وظیفہ مقرر کر کے سب سے پہلے ان کا نام درج کیا گیا۔ ان کے بعد اہل بدر کے لیے پانچ پانچ ہزار کا وظیفہ مقرر ہوا، اہل بدر کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں مرتدوں کی جنگ تک کے مسلمانوں کے لیے تین تین ہزار کا وظیفہ مقرر ہوا، ان میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو فتح مکہ پر مسلمان ہوئے اور وہ بھی تھے جنہوں نے حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں جہاد کیا اور قادسیہ کے پہلے معرکوں میں شریک ہوئے

Marfat.com

تھے۔ اسی قسم کے ہر ایک فرد کے لیے تین تین ہزا کا وظیفہ مقرر ہوا۔ پھر اہل قادسیہ اور اہل شام کے لیے دو دو ہزار کا وظیفہ مقرر ہوا اور ان میں سے جو زیادہ بہادر تھے ان کے لیے ڈھائی ڈھائی ہزار مقرر ہوا۔

ایک دفعہ حضرت عمرؓ سے کہا گیا کہ آپ اہل قادسیہ کو اس سے پہلے کے لوگوں کے ساتھ کیوں نہیں شامل کر دیتے؟ آپ نے فرمایا "میں ان لوگوں کو ان لوگوں کے مساوی نہیں رکھوں گا جنہوں نے پہلا درجہ حاصل نہ کیا ہو۔" یہ بھی کہا "آپ نے ان لوگوں کو جن کے گھر میدان جنگ سے دور تھے، ان لوگوں کے برابر قرار دیا ہے، جن کے گھر قریب تھے اور انہوں نے اپنے گھر پر رہ کر جنگ کی تھی۔" اس پر آپ نے فرمایا "وہ لوگ جن کے گھر قریب ہوں وہ زیادہ فضیلت رکھتے ہیں کیوں کہ وہ خطرہ کے زیادہ قریب ہوتے ہیں اور دشمن کی راہ میں کانٹا ثابت ہوتے ہیں (اگر یہ بات صحیح ہوتی) تو کیوں مہاجرین نے تمہاری طرح اعتراض نہیں کیا، جبکہ تم نے مہاجرین کو، جو پہلے اسلام لا چکے تھے انصار کے برابر قرار دیا تھا حالانکہ انصار نے اپنے گھر میں رہ کر جنگی مدد دی تھی اور مہاجرین دور سے ہجرت کر کے آئے تھے۔"

جنگ قادسیہ اور جنگ یرموک کے بعد کے لوگوں کے لیے ایک ایک ہزار مقرر کیا گیا، پھر مثنیٰ کے مددگاروں کو پانچ پانچ سو اور ان کے بعد لیث کے مددگاروں کو تین تین سو مقرر کیا گیا۔ وظیفہ مقرر کرنے میں طاقتور کمزور، عرب وعجم کی کوئی تفریق نہیں تھی۔ ربیع کے مددگاروں کو ڈھائی ڈھائی سو اور ان کے بعد کے لوگوں کو یعنی اہل ھجر اور عباد کو دو دو سو مقرر کیا گیا۔

اہل بدر کے برابر جن حضرات کو رکھا گیا وہ یہ تھے۔ حضرات حسن، حسین، ابو ذر، سلمان فارسی۔ حضرت عباس کے لیے پچیس ہزار کا وظیفہ مقرر تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ بارہ ہزار کا وظیفہ تھا۔ ازواج مطہرات کے لیے دس دس ہزار مقرر تھے۔ ان میں کچھ فرق تھا، مگر ازواج مطہرات نے یہ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تقسیم میں مساوات ملحوظ رکھتے تھے اس لیے سب کے لیے برابر وظیفہ مقرر ہوا۔ حضرت عائشہ کو رسول اللہ ﷺ کی محبت کی وجہ سے دو ہزار زائد دینے کا ارادہ کیا گیا، مگر انہوں نے قبول نہیں کیا۔

اہل بدر کی خواتین کے لیے پانچ پانچ سو مقرر ہوا۔ اس کے بعد صلح حدیبیہ تک کی خواتین کے لیے چار چار سو اور بعد کی خواتین کے لیے جو جنگ قادسیہ کی جنگ سے پہلے مسلمان ہو گئی تھیں، تین تین سو اور اہل قادسیہ کی خواتین کے لیے دو دو سو وظیفہ مقرر ہوا۔ پھر احد کی خواتین کو مساوی رکھا گیا۔ بچوں کے لیے سو سو کا مساوی وظیفہ تھا۔

Marfat.com

اس کے بعد انہوں نے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا اور جتنا انہوں نے کھایا اس کا حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ دو جریب خرچ ہوئے، لہٰذا ہر شخص اور اس کے اہل و عیال کے لیے مہینہ میں دو جریب (غلہ) مقرر ہوا۔ خلیفہ فاروق اعظمؓ نے اپنی وفات سے پہلے فرمایا تھا کہ ''میرا ارادہ ہے کہ میں ہر انسان کا روزینہ چار چار ہزار مقرر کروں، ان میں ایک ہزار وہ اپنے اہل و عیال کو دے اور ایک ہزار زاد راہ کے لیے اپنے پاس رکھے اور ایک ہزار سے سامان مہیا کرے اور ایک ہزار پس انداز کرے۔'' مگر اس تجویز کو عملی طور پر نافذ کرنے سے پیشتر ان کی وفات ہوگئی۔

جب حضرت عمر فاروقؓ نے وظائف مقرر کیے تو کسی شخص نے کہا ''اے امیر المومنین! آپ بیت المال میں کسی ناگہانی حادثہ کے لیے مال جمع رکھا کریں۔'' اس پر انہوں نے کہا ''یہ وہ لفظ ہے جو شیطان نے تمہاری زبان سے نکلوایا ہے، اللہ مجھے اس کے شر سے محفوظ رکھے یہ میرے بعد کے لوگوں کے لیے فتنہ و فساد کا باعث بن سکتا ہے۔ بلکہ تمہیں چاہیے کہ تم ان کے لیے وہی تیاری کرو جس کا اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے یعنی ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں، یہی وہ ساز و سامان ہے جس کی بدولت وہ اس حالت پر پہنچے ہیں جو تم دیکھ رہے ہو۔ جب مال تمہاری دین داری کی قیمت بن جائے گا، اس وقت تم ہلاک ہو جاؤ گے۔''

(ایک دفعہ) حضرت عمرؓ نے مسلمانوں سے کہا ''پہلے میں تاجر تھا اور اللہ نے تجارت کے ذریعے میرے اہل و عیال کو بے نیاز کر رکھا تھا، مگر اب میں تمہارے کاموں میں مشغول رہتا ہوں لہٰذا تمہاری رائے میں میرے لیے بیت المال میں سے کتنا لینا جائز ہے؟'' اس موقع پر حضرت علیؓ خاموش رہے اور لوگ مختلف رائے پیش کرتے رہے، آخر کار حضرت عمرؓ نے فرمایا ''اے علی! تمہاری کیا رائے ہے؟'' وہ بولے ''(آپ اس قدر لیں) جس قدر آپ کے لیے اور آپ کے اہل و عیال کے لیے کافی ہو، اس سے زیادہ نہ لیا جائے۔'' اس پر مسلمانوں نے کہا ''حضرت علیؓ کا قول درست ہے۔'' لہٰذا آپ صرف اپنی ضرورت کے مطابق رقم لیتے رہے۔

جب آپ پر تنگدستی زیادہ ہوگئی تو چند جلیل القدر صحابہ کرام مثلاً حضرات عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ اکٹھے ہو کر کہنے لگے ''ہمیں (حضرت) عمرؓ سے کہنا چاہیے کہ ہم ان کا وظیفہ بڑھانا چاہتے ہیں۔'' حضرت عثمانؓ نے فرمایا ''ہمیں در پردہ ان کے خیالات کا اندازہ لگانا چاہیے۔'' لہٰذا وہ آپ کی صاحبزادی حضرت

Marfat.com

حفصہؓ (ام المومنین) کے پاس گئے اور انہیں صورت حال سے آگاہ کیا اور ان سے کہا کہ وہ حضرت عمرؓ پر ان کا نام ظاہر نہ کریں۔ حضرت حفصہؓ نے وہ بات بتائی تو حضرت عمرؓ غضبناک ہو گئے اور فرمانے لگے "وہ کون ہیں تاکہ میں ان کی خبر لوں۔" وہ بولیں "آپ کو اس کا علم نہیں ہو سکتا۔" اس پر آپ نے فرمایا "کیا تم ان کی طرف سے میرے پاس آئی ہو تو یہ بتاؤ تمہارے گھر میں رسول اللہ ﷺ کا کیا لباس تھا؟" وہ بولیں "دو صاف کپڑے تھے جنہیں وفد کے آنے کے موقع پر یا مجمع میں پہن کر آپ آیا کرتے تھے۔" پھر فرمایا "تمہارے ہاں حضور کا کھانا کیا تھا؟" وہ بولیں "جو کی روٹی جسے ہم چکنی اور میٹھی صورت میں پیش کیا کرتے تھے۔" پھر فرمایا "تمہارے ہاں آپ کا بچھونا کیا تھا؟" وہ بولیں "ایک کھردری اور سخت چادر ہوتی تھی جسے ہم گرمیوں میں چار تہیں کر کے بچھا لیتے تھے اور جب موسم سرما آتا تھا تو اس کا نصف ہم بچھا لیتے تھے اور نصف حصہ اوڑھ لیتے تھے۔ (یہ سن کر) آپ نے فرمایا "انہیں یہ پیغام پہنچا دو کہ رسول اللہ ﷺ نے فضول خرچی چھوڑ رکھی تھی اور کفایت شعاری اختیار کر رکھی تھی۔ خدا کی قسم! میں بھی فضول خرچی سے پرہیز کروں گا اور کفایت شعاری اختیار کروں گا۔ میری اور میرے ساتھیوں کی مثال ایسی ہے کہ تین آدمی ایک راستے پر چلے۔ پہلے شخص کے پاس زادِ راہ تھا اور وہ منزل پر پہنچ گیا، دوسرے نے بھی اس کی پیروی کی اور پہلے شخص کے راستے پر چلتا رہا اور وہ بھی منزل پر پہنچ گیا، پھر تیسرے شخص نے بھی ان کی پیروی کی لہٰذا اگر وہ بھی ان دونوں شخصوں کے راستہ پر چلے اور انہی جیسے زادِ راہ پر اکتفا کرے تو وہ بھی ان میں شامل ہو جائے گا، لیکن اگر وہ مختلف راستے پر چلے تو ان میں شامل نہیں ہو سکے گا۔

بابل اور کوثیٰ کی جنگ:

جب سعد بن ابی وقاص قادسیہ کی جنگ سے فارغ ہوئے تو فتح کے بعد دو مہینے وہیں مقیم رہے اور آئندہ کے بارے میں حضرت عمرؓ سے خط و کتابت کرتے رہے۔ حضرت عمرؓ نے لکھا کہ وہ مدائن جائیں مگر عورتوں اور بچوں کو عتیق کے قریب چھوڑ جائیں اور ان کے ساتھ بھی ایک فوج رکھی جائے جو ہر مالِ غنیمت میں اس وقت تک شریک سمجھی جائے، جب تک کہ وہ مسلمانوں کے اہل و عیال کی حفاظت کرے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور سعد شوال کے آخری دنوں میں قادسیہ سے روانہ ہوئے۔ اس وقت تک تمام مسلمان ساز و سامان سے مسلح تھے، کیونکہ ایرانیوں کے لشکر میں جس قدر ساز و سامان

Marfat.com

تھا وہ ان کی طرف منتقل ہو گیا تھا۔

جب مسلمانوں کا ہراول دستہ عبداللہ بن معتم، زہرہ بن حویہ اور شرحبیل بن السمط کی زیر قیادت مدائن پہنچا تو بَصْبُهرا نے ایرانیوں کے ایک دستے کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا۔ مسلمانوں نے انہیں شکست دے کر بابل کی طرف بھگا دیا جہاں قادسیہ کی شکست خوردہ فوج اور ان کے افسر نخیر خان، مهران رازی اور ہرمزان وغیرہ تھے انہوں نے فیرزان کو اپنا حاکم بنا رکھا تھا۔ بَصْبُهرا، بُرس سے شکست کھا کر بھاگا تو وہ دریا میں گر گیا اور زہرہ کے نیزہ کے زخم سے مر گیا۔

بَصْبُهرا سے شکست کھانے کے بعد بُرس کے زمیندار نے آ کر صلح کر لی اور ان کے لیے پل تیار کر دیئے۔ نیز بابل میں جو لوگ جمع ہو گئے تھے، ان کی سرگرمیوں سے سعد کو آگاہ کیا گیا۔ اس لیے بُرس میں آ کر انہوں نے زہرہ کو آگے کے دستے میں بھیجا اور ان کے بعد عبداللہ، شرحبیل اور ہاشم المرقال کو بھیجا۔ پھر خود بھی روانہ ہو گئے۔ اب سب لوگ فیرزان کے مقابلے کے لیے بابل پہنچ گئے تھے، وہ لوگ کہنے لگے "ہم منتشر ہونے سے پہلے ان سے جنگ کریں گے۔" جنگ ہوئی تو مسلمانوں نے انہیں شکست دے دی، اس وقت یہ شکست خوردہ ایرانی دو راستوں پر روانہ ہوئے۔ ہرمزان اہواز کی طرف گیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ فیرزان نہاوند کی طرف روانہ ہوا اور اس پر قابض ہو گیا، وہاں کسریٰ کے خزانے بھی تھے۔ نخیر خان اور مهران مدائن کی طرف چلے اور پل کو کاٹ دیا۔ سعد بابل میں مقیم ہوئے۔ زہرہ نے آگے بکیر بن عبداللہ لیثی اور کثیر بن شہاب السعدی کو بھیجا۔ وہ دونوں صراۃ کو عبور کر کے ان لوگوں کے پچھلے حصے سے مل گئے، جہاں فیومان اور فرخان تھے۔ بکیر نے فرخان کو قتل کیا اور کثیر نے فیومان کو سورا کے قریب قتل کیا۔ جب زہرہ آئے تو سورا پر قبضہ کر کے وہاں اتر گئے۔ سعد، ہاشم اور دوسرے مسلمان بھی وہیں آ کر اترے۔ زہرہ ایرانیوں کی طرف بڑھے جو دیر اور کوثی کے درمیان پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے اور نخیر خان و مهران دونوں نے اپنے لشکروں کا سردار شہریار کو بنایا۔ زہرہ نے انہیں للکارا تو وہ جنگ کے لیے نکلے۔ جب شہریار نکلا تو اس نے مبارزہ (انفرادی جنگ) کا مطالبہ کیا۔ زہرہ نے اس کی طرف ابونباتہ نائل بن جُشعم الاعرجی کو بھیجا، وہ بنو تمیم کا بہادر انسان تھا۔ دونوں بہت طاقتور تھے۔ جب شہریار نے نائل کو دیکھا تو اس نے نیزہ پھینک دیا تا کہ وہ اس سے لپٹ جائے۔ ابونباتہ نے بھی اپنا نیزہ پھینک دیا تا کہ وہ اس سے گتھم گتھا ہو جائے۔ اب دونوں نے اپنی تلواریں نکال لیں اور دونوں لڑتے

Marfat.com

رہے، پھر وہ دونوں گتھم گتھا ہوگئے اور اپنے گھوڑوں سے گر پڑے۔ شہر یاران پر ایسا گرا جیسا کہ کوئی بھاری بوجھ آپڑا ہو اس نے اپنی ران سے انہیں دبا لیا پھر اس نے خنجر نکال کر زرہ بکتر کو کھولنا چاہا تھا کہ اس کی انگلی نائل کے منہ میں چلی گئی، انہوں نے اس کی ہڈی کو چبالیا جس سے وہ ست پڑ گیا لہٰذا جھٹ وہ اس کے سینے پر چڑھ بیٹھے اور اس کا خنجر لے کر اس کے پیٹ پر سے اس کی زرہ کھولی اور خنجر اس کے پہلو میں بھونک کر اس کا کام تمام کر دیا۔ پھر اس کے گھوڑے اور تمام ساز و سامان پر قبضہ کر لیا۔ بعد میں اس کے ساتھیوں کو بھی شکست ہوگئی اور وہ منتشر ہوگئے۔ زہرہ کوثی میں رہے یہاں تک کہ سعد آگئے تو نائل کو ان کے سامنے پیش کیا گیا جنہیں شہر یار کا اسلحہ اور ساز و سامان سے آراستہ کیا گیا چنانچہ وہ پہلے اعرابی تھے جنہیں عراق میں اس طرح مسلح کیا گیا۔ سعد وہاں چند دن مقیم رہے۔ انہوں نے مجلس ابراہیم خلیل علیہ السلام کی زیارت کی۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ واقعات ۱۶ھ میں ہوئے۔

بہُرسیر ؁ کی جنگ:

بہُرسیر مدائن کا مغربی اور پرانا شہر تھا اس لیے سعد نے زہرہ کو بہُرسیر بھیجا۔ وہ ہراول دستوں کو لے کر روانہ ہوئے۔ راستے میں ساباط کا زمیندار شہرزاد ملا وہ مصالحت پر آمادہ تھا اس لیے اسے سعد کے پاس بھیجا گیا۔ انہوں نے اس سے جزیہ ادا کرنے پر صلح کر لی۔ زہرہ کی دختر کسریٰ کے فوجی دستوں سے مڈھ بھیڑ ہوئی، جو بوران کے نام سے موسوم تھی۔ یہ لوگ روزانہ یہ قسم کھا کر دعا مانگتے تھے کہ ایرانیوں کی سلطنت نہ جائے جب تک کہ وہ زندہ رہیں۔ سعد کے بھتیجے ہاشم بن عقبہ نے مقرط کو قتل کر دیا جو کسریٰ کا مانوس شیر تھا۔ اس کارنامہ پر سعد نے ہاشم کے سر کو چوم لیا اور ہاشم نے سعد کے پاؤں چومے۔ سعد نے انہیں ہراول دستے کے ساتھ بہُرسیر بھیجا تھا۔ وہ مظلم کے پاس اترے تو انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ اولم تکونوا اقسمتم من قبل مالکم من زوال ؁ [کیا تم نے پہلے قسم نہیں کھائی تھی کہ تمہیں زوال نہیں ہوگا۔]

پھر وہ کوچ کر کے بہُرسیر کے قریب خیمہ زن ہوئے۔ سعد اور مسلمان بھی وہاں پہنچ گئے اور انہوں نے ایوان کسریٰ کو دیکھا تو ضرار بن الخطاب نے کہا ''اللہ اکبر! یہ کسریٰ کا وہ سفید محل ہے جس کا اللہ اور اس کے رسولؐ نے وعدہ کیا تھا۔'' انہوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور ان کے ساتھ مسلمانوں نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا، اس کے بعد جب کوئی فوجی دستہ پہنچتا تھا تو وہ نعرہ تکبیر بلند کرتا تھا۔ پھر وہ سب شہر

Marfat.com

کے قریب ماہ ذوالحجہ میں مقیم ہو گئے۔

مختلف شہروں کے عمال

ایک روایت کے مطابق ☆ مکہ معظمہ میں آپ کے حاکم عتاب بن اُسید تھے ☆ طائف کے حاکم یعلی بن منیہ ☆ یمامہ اور بحرین کے حاکم عثمان بن ابوالعاص ☆ عمان کے حاکم حذیفہ بن محصن ☆ شام کے حاکم ابوعبیدہ بن جراح ☆ کوفہ اور آس پاس کے حاکم سعد بن ابی وقاص ☆ بصرہ کے حاکم مغیرہ بن شعبہ تھے۔

متفرق واقعات/ وفیات

اس سال (۱۵ھ میں) حضرت عمرؓ بن الخطاب نے حج ادا کیا۔

اس سال ☆ حضرت سعد بن عبادۃ الانصاری نے وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں کہ ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں فوت ہوئے۔ ☆ نوفل بن حارث بن عبدالمطلب بھی اسی سال وفات پا گئے۔ وہ بنو ہاشم کے مسلمانوں میں سب سے زیادہ عمر رسیدہ تھے۔

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ لُدّ آج کل اسرائیل کے قبضہ میں ہے اور وہاں ان کا ہوائی اڈہ بھی ہے۔

۲۔ کوثی، بابل کا ایک شہر تھا جہاں نمرود نے حضرت ابراہیمؑ کو قید کیا تھا۔

۳۔ بَہُرسِیر، مدائن کے قریب، سوادِ بغداد کا ایک قریہ۔

۴۔ سورۂ ابراہیم: ۴۴۔

Marfat.com

چھٹا باب

۱۶ھ کے واقعات

مغربی مدائن یعنی بہُرسیر کی فتح:

اس سال مسلمان ماہ صفر میں بہُرسیر میں داخل ہوئے (اس سے پہلے) سعد نے اس شہر کا محاصرہ کر رکھا تھا اور گھوڑسوار بھیج رکھے تھے جو ان لوگوں پر حملہ کرتے تھے، جن کے ساتھ کوئی معاہدہ نہ ہوتا تھا، اس طرح انہیں ایک لاکھ کسان ملے اور ہر ایک کے حصے میں ایک کسان آیا، اس وقت تمام مسلمان سپاہی سوار تھے۔ سعد نے حضرت عمرؓ کے پاس لکھ کر (ان کسانوں کے بارے میں) دریافت کیا تو انہوں نے تحریر کیا ''اگر تمہارے پاس وہ کسان آئیں جنھوں نے تمہارے خلاف (دشمنوں کی) مدد نہ کی ہو تو وہ تمہارے پاس امانت ہیں اور جو بھاگ جائیں اور پھر تم انہیں پکڑ لو تو تمہیں اختیار ہے (خواہ چھوڑ دو یا گرفتار رکھو۔)''

(یہ جواب آنے کے بعد) سعد نے انہیں چھوڑ دیا اور زمینداروں سے خط و کتابت کر کے انہیں دعوت اسلام دی کہ اگر مسلمان نہ ہوسکیں تو جزیہ قبول کریں۔ اس صورت حال میں ان کی حفاظت کی جائے گی۔ اس حکم میں وہ علاقہ شامل نہ تھا جو کسریٰ کے خاندان کا تھا۔ بہرحال (اس دعوت کے بعد) اہل عراق نے مسلمانوں کی طرف رجوع کیا اور مغربی دجلہ سے لے کر سرزمین عرب تک تمام دیہات والوں نے مسلمانوں کی اطاعت قبول کر لی اور (جزیہ دے کر) ان کی پناہ میں آ گئے۔

مسلمان دو مہینے تک بہُرسیر سے باہر (محاصرہ کرتے) رہے اور ان پر منجنیقوں سے سنگ باری کرتے رہے اور ہر قسم کے سامان کے ذریعے ان سے جنگ کرتے رہے۔ مسلمانوں نے ایرانیوں

Marfat.com

پر بیس منجنیقیں نصب کر دی تھیں اور وہ ان سے حملہ کرتے رہے، کبھی کبھی ایرانی باہر نکل کر بھی جنگ کرتے تھے مگر مقابلہ کی تاب نہ لا کر واپس چلے جاتے تھے۔ آخر کار وہ جنگ کرنے کے مصمم ارادے سے نکلے اور بے حد صبر و استقلال کا ثبوت دیا۔ مسلمان بھی ان کے ساتھ جنگ کرتے رہے۔ اس وقت زہرہ بن الحویہ کی زرہ کی کڑیاں کھل گئی تھیں تو ان سے کہا گیا کہ آپ اس کو درست کرالیں۔ وہ فرمانے لگے "مجھے اللہ کے کرم پر بھروسہ ہے۔" چنانچہ سب سے پہلے زرہ کی رخنہ اندازی کی وجہ سے انہیں ایک تیر آکر لگا۔ کسی نے کہا "اس تیر کو نکال لو۔" آپ نے فرمایا "رہنے دو کیونکہ اس تیر میں میری جان اٹکی ہوئی ہے۔ ممکن ہے کہ میں اس حالت میں بھی دشمن پر نیزہ زنی یا شمشیر زنی کرسکوں۔" چنانچہ وہ دشمن کی طرف گئے اور اصطخر کے رہنے والے شہر یار نامی ایک شخص پر تلوار کا وار کر کے اسے قتل کر دیا اس کے بعد دشمنوں نے چاروں طرف سے انہیں گھیر لیا اور وہ شہید ہو گئے مگر لوگ انہیں پہچان نہ سکے۔ بعض کہتے ہیں کہ زہرہ، حجاج بن یوسف کے زمانے تک زندہ رہے، اس وقت شبیب الخارجی نے انہیں شہید کیا تھا، جس کا ذکر آگے چل کر آئے گا۔

مغربی مدائن کے لوگوں پر یہ محاصرہ بہت سخت رہا یہاں تک کہ وہ کتے بلیاں کھانے پر مجبور ہو گئے اور سخت تکالیف میں رہے۔ آخر کار محاصرہ کے دوران مسلمانوں کے پاس بادشاہ کا ایک قاصد آیا اور وہ کہنے لگا "ہمارے بادشاہ یہ فرماتے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ اس شرط پر صلح کرلو کہ دریائے دجلہ کے ہمارے قریبی کنارے سے لے کر ہمارے پہاڑوں کا علاقہ ہمارے قبضے میں رہے اور دریائے دجلہ کے دوسرے کنارے سے لے کر پہاڑوں تک کا علاقہ تمہارے تسلط میں رہے۔ کیا ابھی تک تمہارا پیٹ نہیں بھرا ہے؟ خدا کبھی تمہیں شکم سیر نہ کرے۔" ان کے پیغام کا جواب ابو مقرن اسود بن قطبہ نے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان سے وہ الفاظ ادا کرائے جو نہ تو وہ خود یاد رکھ سکے اور نہ اس کے ساتھ معلوم کر سکے۔ جب وہ قاصد واپس گیا تو سب ایرانی دریائے دجلہ عبور کر کے مدائن کے مشرقی حصے کی طرف جانے لگے جہاں ایوان شاہی تھا۔ ابو مقرن کے ساتھیوں نے ان سے پوچھا "تم نے اسے کیا جواب دیا تھا؟" وہ بولے "اس خدا کی قسم جس نے محمد ﷺ کو حق و صداقت کے ساتھ بھیجا ہے، مجھے خود نہیں معلوم ہے البتہ مجھے یہ توقع ہے کہ میں نے اچھی بات کہی ہوگی۔" سعد اور دوسرے مسلمانوں نے پوچھا مگر کسی کو کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ سعد نے لوگوں کو بلوایا تو سب تیار ہو گئے، مگر شہر میں پھر سے کوئی نمودار نہیں ہوا

Marfat.com

اور ایک آدمی کے علاوہ جس نے پناہ مانگی تھی، اور کوئی نہیں نکلا۔ مسلمانوں نے اسے پناہ دی تو اس نے کہا ''شہر میں کوئی نہیں رہا۔ اب تمہارے لیے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔'' جب مسلمان شہر میں داخل ہوئے تو انہوں نے قیدیوں کے علاوہ اور کسی کو نہیں دیکھا، صرف وہی آدمی موجود تھا۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ یہ لوگ کیوں بھاگ گئے تو اس نے کہا بادشاہ نے تمہیں صلح کی پیش کش کی تھی مگر تم لوگوں نے جواب دیا کہ ''ہمارے اور تمہارے درمیان صلح نہیں ہوسکتی جب تک کہ ہم افریدون کے شہر کے ساتھ کوثی کے ترنج نہ کھالیں۔'' بادشاہ اس موقع پر کہنے لگا ''بے شک فرشتے ان کی زبانوں سے ہمیں جواب دے رہے ہیں۔'' اس لیے وہ شہر کے دوسرے حصے میں چلے گئے۔ جب مسلمان شہر میں داخل ہوئے تو سعد نے انہیں گھروں میں ٹھہرایا۔ جب انہوں نے مدائن کی طرف عبور کر کے جانا چاہا تو معلوم ہوا کہ ایرانیوں نے مدائن سے لے کر تکریب تک تمام کشتیوں پر قبضہ کرلیا ہے۔

فتح مدائن اور ایوان کسریٰ:

مدائن کا وہ حصہ بھی جہاں کسریٰ کا شاندار محل تھا، ماہ صفر ۱۶ھ میں فتح ہوا۔ کہتے ہیں کہ سعد بَھُرسِیر میں چند دن رہے تھے کہ ایک دیہاتی نے آکر انہیں ایرانیوں کے پائے تخت پہنچنے کا راستہ بتایا مگر انہوں نے اس کی بات پر عمل نہیں کیا کیونکہ اس سال سیلاب آیا تھا اور دریائے دجلہ میں بہت تلاطم برپا تھا۔ تھوڑے دنوں کے بعد وہی رہنما آیا وہ کہنے لگا ''آپ کیوں ڈر رہے ہیں اگر آپ تین دن تک یہیں مقیم رہے تو شاہ یزدگرد مدائن سے تمام چیزیں سمیٹ کرلے جائے گا۔''

آخر کار اس کی ان باتوں سے متاثر ہوکر وہ دریا کو عبور کرنے پر آمادہ ہوگئے۔ انہوں نے یہ خواب بھی دیکھا تھا کہ مسلمانوں کے گھوڑے دریائے دجلہ میں گھس گئے ہیں اور اسے عبور کر گئے ہیں اس لیے حضرت سعد نے اس خواب کو حقیقت میں تبدیل کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے انہوں نے لوگوں کو جمع کیا اور خدا کی حمد وثناء کے بعد یوں گویا ہوئے۔

> ''تمہارے دشمن نے اس دریا کا سہارا لیا ہے اس لیے تم اس کے ہوتے ہوئے اس کے پاس نہیں جاسکتے ہو مگر وہ اپنی کشتیوں کے ذریعے تمہارے پاس ہر وقت آکر حملہ کرسکتے ہیں۔ اب پیچھے سے تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے کیونکہ تمہاری جنگوں نے یہ خطرہ دور کردیا

Marfat.com

ہے۔ وہ اپنی سرحدوں کو حفاظت کیے بغیر چھوڑ کر چلے گئے ہیں، اس لیے میری رائے یہ ہے کہ اس سے پیشتر کہ تمہیں دنیا ختم کر دے، تم دشمن سے جہاد جاری رکھو۔ اس مقصد کے لیے میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ ہم دریا کو عبور کر کے دشمن کے مقابلے کے لیے پہنچ جائیں۔"

سب مسلمانوں نے بیک زبان یہ کہا "اللہ ہمیں اور آپ کو ہدایت کا جو راستہ دکھائے، آپ اس پر عمل کیجئے۔" لہٰذا حضرت سعد نے مسلمانوں کو دریا عبور کرنے کا حکم دیا اور فرمایا "کون ابتداء کر کے بندرگاہ کی حفاظت کرے گا تاکہ دشمن مسلمانوں کو عبور کرنے سے نہ روک سکے اور مسلمان سپاہی بحفاظت دریا کو عبور کر سکیں۔"

اس کے جواب میں عاصم بن عمرو نے، جو بہت دلیر تھے، چھ سو بہادر نوجوانوں کے ساتھ اپنے آپ کو اس خدمت کے لیے پیش کیا۔ لہٰذا عاصم کو ان کا سردار بنا دیا گیا۔ عاصم ساٹھ سواروں کو لے کر آگے بڑھے اور انہیں نر و مادہ دونوں قسم کے گھوڑوں پر سوار کرایا تاکہ گھوڑے کے تیرنے میں آسانی ہو۔ پھر وہ دریائے دجلہ میں گھس پڑے۔ جب اہل عجم نے یہ صورت حال دیکھی تو انہوں نے مسلمان سواروں کے مقابلے کے لیے اسی قدر سوار بھیجے۔ جب وہ بھی دریائے دجلہ میں گھس کر عاصم کے مقابلے کے لیے آئے، جو اس وقت ساحل کے قریب آ گئے تھے تو انہوں نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ نیزے مار کر ان کی آنکھیں اندھی کر دیں چنانچہ مقابلے میں مسلمانوں نے ان کی آنکھوں کو اپنے نشانہ پر رکھا تو وہ بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے اکثر آدمیوں کو قتل کر دیا اور جو بچ گئے وہ نیزہ زنی سے کانے ہو گئے۔ بعد میں چھ سو سوار بھی آگے کے ساٹھ سواروں کے پاس کسی مزاحمت کے بغیر پہنچ گئے۔

جب سعد کو معلوم ہوا کہ عاصم نے بندرگاہ پر قبضہ کر کے لوگوں کو بھگا دیا ہے تو انہوں نے باقی تمام اسلامی فوج کو دریا میں گھس جانے کا حکم دے دیا اور فرمانے لگے، کہو

نستعین باللہ و نتوکل علیه حسبنا اللہ و نعم الوکیل واللہ ینصرون اللہ ولیه ولیظهرن دینه ولیهز من عدوّه ولا قوة الا باللہ العلی العظیم.

[ہم اللہ سے مدد مانگتے ہیں اور اس پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ہمارے لیے اللہ کافی ہے۔ خدا کی قسم اللہ ضرور اپنے دین کو غالب کرے گا اور اپنے دشمن کو ضرور شکست دے گا۔ خدائے بلند و عظیم کے علاوہ اور کسی میں طاقت نہیں ہے۔]

Marfat.com

لوگ دریائے دجلہ میں ایک دوسرے سے اس طرح گھل مل کر باتیں کرتے جا رہے تھے، جیسے کہ وہ خشک زمین پر باتیں کرتے تھے، بلکہ وہ دریائے دجلہ پر اس قدر چھا گئے تھے کہ ساحل پر سے دریا کا پانی نظر نہیں آتا تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص کے ساتھ جو لوگ چل رہے تھے، ان میں حضرت سلمان الفارسی بھی شامل تھے۔ ان سب کے گھوڑے تیرتے رہے اور حضرت سعد یہ دعا پڑھتے رہے۔

''ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی عمدہ کارساز ہے۔ خدا کی قسم اللہ ضرور اپنے دوست کی امداد کرے گا اور ضرور اپنے دین کو غالب کرے گا اور یقینی طور پر دشمن کو شکست دے گا بشرطیکہ اسلامی لشکر میں بغاوت اور گناہ کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ اس وقت نیکیاں غالب آ جائیں گی۔''

سلمان الفارسی نے ان سے فرمایا ''اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں مسلمان کی جان ہے، اسلام جدید اور تر و تازہ ہے، سمندر اور دنیا بھی اس کے تابع ہیں جس طرح خشک زمین ان کے تابع ہے، اس لیے یہ مسلمان فوج در فوج دریا سے اس طرح (صحیح سالم) نکلیں گے جس طرح وہ داخل ہوئے تھے۔'' چنانچہ مسلمان اسی طرح (دریا سے صحیح سالم) برآمد ہوئے جس طرح حضرت سلمان الفارسی نے فرمایا تھا۔ ان کی کوئی چیز گم نہیں ہوئی تھی، سوا اس کے کہ مالک بن عامر العنبری کا ایک پیالہ گر گیا تھا اور پانی کے بہاؤ کے ساتھ چلا گیا۔ ایک شخص نے، جو اُن کے ساتھ جا رہا تھا، طنز کرتے ہوئے کہا ''اس کا وقت مقررہ آ گیا تھا، اس لیے وہ ضائع ہو گیا۔'' اس پر وہ کہنے لگا ''میں ایسی حالت میں ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے وہ پیالہ لشکروں میں سے چھین کر نہیں لے جائے گا۔'' بہر حال جب وہ دریا پار کر گئے تو ہوا نے اس پیالے کو ساحل کی طرف پھینک دیا جسے کسی نے اٹھا کر اس کے مالک کو دے دیا۔ اس طرح یہ چیز بھی مل گئی اور کوئی آدمی غرق نہیں ہوا البتہ قبیلہ بارق کا ایک آدمی جسے غرقدہ کے نام سے پکارا جاتا تھا، اپنے سرخ گھوڑے سے گرنے لگا تو حضرت قعقاع نے اپنے گھوڑے کی باگ اس کی طرف موڑ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے صحیح سالم دریا سے نکال لیا۔ بہر حال سب مسلمان فوج اور ان کے گھوڑے بخیر و عافیت اگلے ساحل پر پہنچ گئے۔

جب ایرانیوں نے یہ صورت حال دیکھی جس کا انہیں تصور بھی نہیں تھا تو وہ بھاگتے ہوئے حلوان کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سے پیشتر شاہ یزدگرد اپنے اہل و عیال کو حلوان بھیج چکا تھا، اس نے اپنا

Marfat.com

جانشین مھران رازی اور نخیر خان کو بنایا تھا جو نھروان میں بیت المال پر مقرر تھا۔ ایرانی اپنا بہترین ساز و سامان جو ہلکی قسم کا تھا اور جس قدر خزانہ لے جاسکے، نکال کر لے گئے تھے۔ نیز وہ اپنے اہل و عیال کو بھی لے گئے تھے۔ تاہم جو کچھ وہ چھوڑ گئے تھے، ان میں بہت سا خزانہ، کپڑے، ساز و سامان، برتن اور ایسے زیور و جواہرات بچ گئے تھے جس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ اس طرح محاصرہ کے اندیشے سے انہوں نے بہت سے مویشی یعنی گائے، بھیڑ، بکری، غلہ اور خوراک کا بہت سامان جمع کر رکھا تھا، وہ سب کچھ انہیں چھوڑنا پڑا۔ ان کے بیت المال میں کروڑوں اور اربوں درہم موجود تھے، جس میں سے نصف حصہ رستم نے جنگ قادسیہ کے لیے لیا تھا اور نصف باقی رہ گیا تھا۔

مدائن میں سب سے پہلے جو فوجی دستہ داخل ہوا وہ عاصم کا دستہ تھا جسے ''ہولناک دستہ'' (کتیبة الاھــــوال) کہا جاتا تھا۔ پھر قعقاع بن عمرو کا فوجی دستہ تھا جب ان دستوں نے اس کی گلی کوچوں میں گشت کیا تو انہیں کوئی خطرناک عنصر نہیں ملا البتہ قصر ابیض میں لوگ جمع تھے، ان کا محاصرہ کر کے انہیں (اسلام اور جزیہ) کی دعوت دی تو انہوں نے جزیہ ادا کر کے ذمی رعایا بننے کی دعوت قبول کی۔ اہل مدائن نے بھی اس طرح کا معاہدہ کیا۔ اس معاہدہ کا تعلق کسریٰ کے خاندان سے بالکل نہ تھا۔

سعد قصر ابیض میں مقیم ہوئے، انہوں نے ایوان کسریٰ کو جائے نماز بنا رکھا تھا مگر انہوں نے وہاں کی تصاویر اور نقوش میں کوئی تبدیلی نہ کی۔

مدائن کی جنگ میں دریا کو عبور کرنے سے زیادہ عجیب و غریب کوئی واقعہ نہ تھا، اس دن کو ''یوم الجراثیم'' کہا جاتا ہے کیونکہ اس دن جب کوئی (دریا میں) ٹھہر جاتا تو زمین سے کوئی ٹیلا نمودار ہو جاتا تھا اور وہ اس پر آرام کرتا تھا۔ پانی اس کے گھوڑے کی کمر تک نہیں پہنچنے پاتا تھا، اس واقعہ کا ابو بُجید نافع بن الاسود اس طرح اپنے اشعار میں ذکر کرتا ہے،

[ہم نے مدائن کے قریب (دریا میں) گھوڑے دوڑا دیئے۔ وہ دریا بھی خشک زمین کی طرح خوش نما تھا۔

جب وہ لوگ (اہل عجم) مغموم ہو کر بھاگے تو ہم نے کسریٰ کے خزانوں پر قبضہ کر لیا۔]

جب سعد ایوان کسریٰ میں داخل ہوئے تو حضرت سعد نے یہ آیت پڑھی،

کم ترکوا من جناتٍ و عیون و زروعٍ... قوماً آخرین ۲

Marfat.com

[انہوں نے بہت سے باغات، چشمے، کھیت اور نعمتیں چھوڑیں جن سے وہ لطف اندوز ہو رہے تھے ان چیزوں کا ہم نے دوسری قوم کو وارث بنا دیا۔]

انہوں نے یہاں آ کر فتح و نصرت (کے شکرانہ) کے لگاتار آٹھ رکعت نوافل پڑھے جو جماعت کے ساتھ نہیں پڑھے جاتے ہیں، انہوں نے (فرض) نماز بھی پوری پڑھی کیونکہ ان کا ارادہ یہاں زیادہ عرصہ تک قیام کرنے کا تھا۔ عراق میں سب سے پہلا جمعہ مدائن میں ماہ صفر ۱۶ھ میں ادا کیا گیا۔

جب مسلمان پیچھے کی طرف لوٹے تو ایک مسلمان نے ایک ایرانی کو دیکھا کہ وہ اپنے ساتھیوں کی حفاظت کر رہا ہے۔ اس نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے گھوڑا بڑھایا پھر پیچھے ہٹ گیا اور بھاگنے کا ارادہ کیا تو اس مسلمان نے اس کو پکڑ کر قتل کر دیا اور اس کا سامان چھین لیا۔ دوسرے مسلمان نے ایرانیوں کو ایک جگہ جمع دیکھا وہاں ایک ایسا تیر انداز ایرانی بھی تھا جس کا نشانہ خطا نہیں جاتا تھا، وہ لوگ پیچھے ہٹ گئے مگر مسلمان آگے بڑھا تو اس تیر انداز ایرانی نے تیر چلایا مگر وہ خطا کر گیا، اتنے میں مسلمان نے پہنچ کر اس کا کام تمام کر دیا اور اس کے ساتھی بھاگ گئے۔

مدائن کے مال غنیمت کی جمع و تقسیم:

سعد نے مدائن کے مال غنیمت پر قبضہ کرنے پر عمرو بن مقرن کو مقرر فرمایا اور مال غنیمت تقسیم کرنے کے لیے حضرت سلمان بن ربیعۃ الباھلی کا تقرر کیا۔ لہٰذا محل و قصور اور گھروں میں جو مال غنیمت ملا انہیں جمع کیا گیا اور تلاش کرنے کے بعد جو مال لایا جاتا تھا، وہ بھی اکٹھا کیا گیا اس کی وجہ یہ تھی کہ جب اہل مدائن کو شکست ہوئی تو وہ مال لوٹ کر ساتھ لے گئے تھے اور ہر طرف بھاگ گئے تھے اس لیے ان کے تعاقب کے لیے فوجی دستے بھیجے گئے۔ انہوں نے جا کر انہیں پکڑ لیا اور جو سامان لے کر بھاگے تھے وہ ان سے چھین لیا گیا۔

مسلمانوں نے مدائن میں ترکی خیمے دیکھے جو سر بمہر ٹوکروں سے بھرے ہوئے تھے۔ خیال یہ کیا گیا کہ یہ کھانے پینے کا سامان ہوں گے مگر وہ چاندی سونے کے برتن نکلے۔ سونا اس قدر زیادہ تھا کہ لوگ سونے کو چاندی کے مساوی قیمت پر فروخت کرنے کے لیے نکلا کرتے تھے۔ وہاں انہیں بہت سا کافور بھی ملا جسے نمک خیال کیا گیا اور اس لیے اسے آٹے میں ملا کر گوندھا گیا تو وہ تلخ ہو گیا۔

Marfat.com

زہرہ کے زیر قیادت تعاقب کرنے والی جماعت نے ایرانیوں کا ایک دستہ نہروان کے پل پر دیکھا تو ان پر حملہ کیا اتنے میں ان کا خچر پانی میں گر پڑا۔ وہ جلدی سے اس کی طرف گئے اس پر کسی مسلمان نے کہا ''یہ خچر ضرور کچھ نہ کچھ اہمیت رکھتا ہے۔'' اس لیے مسلمانوں نے کوشش کر کے اسے پکڑ لیا تو معلوم ہوا کہ اس میں کسریٰ کی پوشاکیں، زیور اور وہ زرہیں ہیں جو جواہرات سے آراستہ ہیں۔ کسریٰ انہیں پہن کر فخر و ناز کرتا تھا۔ اس کے بعد انہیں پھر دو خچر ملے جن کے ساتھ دو ایرانی تھے۔ چنانچہ ان دونوں کو قتل کر کے یہ دونوں خچر ان مہتمم مال کے پاس لائے گئے جو لائی ہوئی چیزوں کو لکھتے تھے، وہ کہنے لگے ''ذرا ٹھہر جاؤ تاکہ ہم دیکھ سکیں کہ تمہارے ساتھ کیا ہے۔'' جب ان کا سامان گرایا گیا تو اس میں سے دو تھیلے نکلے جس میں کسریٰ کا مرصع تاج تھا جو دو ستونوں پر رکھا جاتا تھا، اس میں جواہرات بھی تھے، دوسرے خچر پر بھی دو تھیلے تھے جن میں کسریٰ کی وہ ریشمی اور دوسری قسم کی پوشاکیں تھیں جو سونے سے بنی ہوئی تھیں اور جواہرات سے آراستہ تھیں۔

قعقاع بن عمرو نے ایک ایرانی کو پکڑ کر قتل کیا جس کے پاس دو چمڑے کے تھیلے تھے ایک میں پانچ تلواریں تھیں اور دوسرے میں چھ تلواریں اور زرہیں تھیں جن میں کسریٰ کی زرہیں اور اس کے خود، شاہ روم ہرقل کی زرہیں شاہ ترکستان خاقان کی زرہیں اور شاہ ہند داھر کی زرہیں، نیز مشہور ایرانی بادشاہ بہرام چوبین سیاوخش اور (شاہ حیرہ) نعمان کی زرہیں موجود تھیں۔ ان زرہوں کو ایرانیوں نے اس وقت چھینا تھا جب کہ خاقان، ہرقل اور داھر نے ان سے جنگ کی تھی اور شاہ نعمان اور بہرام چوبین کی زرہوں پر اس وقت قبضہ کیا گیا تھا جبکہ وہ کسریٰ کے مقابلے میں بھاگ گئے تھے۔ اس طرح انہیں کسریٰ، ہرمز، قباد، فیروز، ہرقل، خاقان، داھر، بہرام، سیاوخش اور نعمان کی تلواریں بھی ملیں۔ قعقاع نے ان تمام چیزوں کو لا کر سعد کے پاس جمع کر دیا۔ انہوں نے قعقاع کو اختیار دیا کہ وہ جو تلوار چاہیں لے لیں۔ انہوں نے ہرقل کی تلوار کا انتخاب کیا۔ پھر سعد نے انہیں بہرام کی زرہ دے دی، اس کے بعد کسریٰ اور نعمان کی تلواروں کے علاوہ باقی تمام چیزیں لوگوں میں تقسیم کر دیں۔ ان دونوں تلواروں کو حضرت عمر بن الخطاب کے پاس اس لیے بھیجا کہ لوگوں کو اس کی خبر ہو جائے۔ انہیں خمس میں شامل کیا گیا تھا۔ نیز کسریٰ کا تاج، اس کے زیورات اور پوشاکیں بھی حضرت عمرؓ کے پاس بھیجی گئیں تاکہ مسلمان ان کا مشاہدہ کر سکیں۔

Marfat.com

عِصمۃ بن خالد الضبی نے دو شخصوں کو پکڑا جن کے ساتھ دو گدھے تھے، ان میں سے ایک شخص مارا گیا اور دوسرا بھاگ گیا، تاہم دونوں گدھوں کو مہتمم مال کے پاس لایا گیا تو ان میں سے ایک میں دو تھیلے تھے جن میں سے ایک سونے کا بنا ہوا گھوڑا رکھا ہوا تھا۔ اس کی زین چاندی کی تھی اور اس کے دانتوں اور گلے میں چاندی کے کنٹھے تھے جس میں یاقوت وزمرد جڑے ہوئے تھے اور اس کی لگام بھی ایسی تھی (اس کا) سوار چاندی کا بنا ہوا تھا اور اس کا تاج جواہرات سے مرصع تھا۔ کسریٰ ان دونوں چیزوں کو تاج کے دونوں ستونوں پر رکھا کرتا تھا۔

ایک شخص مہتمم مال کے پاس ایک ڈبیا لا کر کہنے لگا، اور اس کے ساتھی بھی اس کی تائید کر رہے تھے کہ ہم نے اس کے برابر کوئی (قیمتی چیز) نہیں دیکھی بلکہ اس کے پاسنگ بھی کوئی چیز نہیں ہے۔ اس سے پوچھا گیا "کیا تم نے اس میں سے کچھ لیا ہے؟" وہ بولا "اگر اللہ (کا وجود) نہ ہوتا تو میں اسے تمہارے پاس نہ لاتا۔" لوگ پوچھنے لگے "تم کون ہو؟" وہ بولا "میں اپنا نام نہیں بتاؤں گا، ورنہ تم میری تعریف کرنے لگ جاؤ گے۔ میں تو صرف اللہ کی تعریف کرتا ہوں اور اس کے ثواب سے مطمئن ہوں۔" (یہ کہہ کر وہ چلا گیا) لوگوں نے اس کے پیچھے ایک آدمی بھیجا، اس نے اس کا نام پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ عامر بن عبد قیس ہے۔

(ایسے واقعات کی بنا پر) حضرت سعد نے فرمایا تھا "خدا کی قسم! ہمارا لشکر ایماندار ہے، اگر اہل بدر پہلے سے فضیلت حاصل کیے ہوئے نہ ہوتے تو میں یہی کہتا کہ وہ اہل بدر جیسی فضیلت رکھتے ہیں، میں نے ان کا کوئی عیب ڈھونڈنا چاہا مگر مجھے ان میں کوئی عیب نہیں مل سکا۔"

جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں "اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، ہم نے اہل قادسی میں سے کسی کو ایسا نہیں پایا کہ وہ آخرت کو چھوڑ کر دنیا کا طلبگار بنا ہو۔ ہم نے تین آدمیوں کو ملزم گردانا چاہا مگر ہم نے ایمانداری اور زہد میں ان جیسا نہیں دیکھا۔ یہ لوگ طلیحہ، عمرو بن معدیکرب اور قیس بن المکشوح تھے۔

جب حضرت عمرؓ کے پاس کسریٰ کی تلوار، اس کا قیمتی کمر بند اور زبرجد لایا گیا تو انہوں نے فرمایا "وہ قوم جس نے یہ چیزیں پہنچائی ہیں، بہت ہی ایماندار ہے۔" اس پر حضرت علیؓ نے آپ سے فرمایا "چونکہ آپ صاحب عفت ہیں اس لیے آپ کی قوم بھی نیک اور ایماندار ہے۔"

Marfat.com

جب مال غنیمت جمع ہوگیا تو سعد نے مال کا پانچواں حصہ نکال کر باقی لوگوں میں تقسیم کردیا۔ (اس وقت مسلمانوں کی تعداد) ساٹھ ہزار تھی لہٰذا ہر مسلمان سوار کو بارہ ہزار کا حصہ ملا۔ اس زمانے میں ہر ایک سواری پر سوار تھا، کوئی پیادہ نہ تھا۔ جن لوگوں نے عمدہ اور بہادرانہ کارنامے انجام دیئے تھے انہیں مزید انعام ملا۔ اس طرح (مدائن کے) گھر بھی لوگوں میں تقسیم کردیئے گئے اور ان کے اہل وعیال کو بلوا کر انہیں ان گھروں میں آباد کردیا گیا۔ چنانچہ یہ لوگ جلولاء، حلوان، تکریت وموصل کی جنگوں تک مدائن ہی میں رہے اس کے بعد وہ شہر کوفہ کی طرف منتقل کردیئے گئے۔

سعد نے پانچویں حصے میں ہر چیز شامل کرکے بھیجی، اس سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ اہل عرب دیکھ کر انہی پسند کرسکیں۔ انہوں نے یہ بھی چاہا کہ اہل عجم کے عجیب ونادر قالین بہار کسریٰ کا پانچواں حصہ بھی نکال کر بھیجیں، مگر یہ ممکن نہیں ہوسکا، اس لیے انہوں نے مسلمانوں سے کہا ''کیا تم خوشی سے اجازت دیتے ہو کہ تمہارا اس میں ۴/۵ حصہ بھی حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دیا جائے اور وہ جو چاہیں اس سے کام لیں کیونکہ یہ تقسیم نہیں ہوسکتا بلکہ ہمارے لیے (تقسیم کے بعد) یہ حقیر شے بن جائے گا مگر مکمل حالت میں اہل مدینہ کے لیے اس کی بڑی اہمیت ہوگی۔'' وہ سب بولے ''ہاں (بھیج دیا جائے)۔'' چنانچہ وہ قالین حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دیا گیا۔

بہار کسریٰ ایک بڑا قالین تھا جس کا طول ۶۰ گز اور عرض بھی ۶۰ تھا۔ ایرانی بادشاہوں نے اسے موسم سرما کے لیے تیار کیا تھا، جب پھول اور سبزہ ختم ہوجاتا تھا تو اس پر بیٹھ کر وہ شراب پیتے تھے تاکہ ایسا سماں معلوم ہو کہ وہ باغوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس میں تصویروں کے ذریعے راستے بنے ہوئے تھے اس کی زمین سنہری بنائی گئی تھی ان میں موتی کے طرح کے نگینے جڑے ہوئے تھے اور نہریں بھی ظاہر کی گئی تھیں، اردگرد کھیت بنائے گئے تھے اور موسم بہار کی طرح جگہ جگہ سبزہ دکھایا گیا تھا، پتے ریشم کے بنے ہوئے تھے، شاخیں سونے کی اور پھول چاندی سونے کے اور پھل جواہرات کے بنے ہوئے تھے۔ اسے عرب قطیف کہتے تھے۔

جب خمس حضرت عمر فاروقؓ کے پاس لایا گیا تو آپ نے حاضر وغائب سب بہادر مسلمانوں کو انعامات سے سرفراز فرمایا۔ پھر خمس دستور کے مطابق تقسیم کیا گیا۔ آخر میں آپ نے فرمایا ''مجھے اس فرش (بہار کسریٰ) کے بارے میں مشورہ دو۔'' لوگوں نے اس کے بارے میں کہا کہ ''آپ ہی اس کو اپنے پاس

Marfat.com

رکھ لیں۔'' حضرت علیؓ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے آپ کے علم کو جہل میں اور یقین کو شک میں کبھی تبدیل نہیں کیا۔ آپ کا دنیا میں کوئی حصہ نہیں رہا (جو کچھ آیا) آپ نے اسے دے کر ختم کر دیا، پہن کر بوسیدہ کر دیا یا کھا کر فنا کر دیا، اگر آپ آج اسے باقی رکھیں گے تو کل کوئی اس کا مستحق مل جائے گا۔'' حضرت عمرؓ نے فرمایا ''تم سچ کہہ رہے ہو اور خیر خواہی کر رہے ہو۔'' اس کے بعد آپ نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کروا دیا۔ حضرت علیؓ کو جو ٹکڑا ملا تھا اسے انہوں نے بیس ہزار میں فروخت کر دیا حالانکہ یہ ٹکڑا بہت عمدہ قسم کا تھا۔

(مال غنیمت کا) پانچواں حصہ لے جانے والا بشیر بن خصاصیہ تھا۔ بہر حال لوگوں نے اہل قادسیہ کی بہت تعریف کی۔ حضرت عمرؓ نے بھی یہ فرمایا ''یہ لوگ عرب کے معزز سردا ہیں۔'' جب آپ نے حضرت نعمان کی تلوار دیکھی تو حضرت جبیر بن مطعم سے نعمان کا نسب دریافت کیا۔ حضرت جبیر نے فرمایا ''اہل عرب اسے اشلا قنص کی طرف منسوب کرتے ہیں جو عجم بن قنص کا ایک فرزند تھا مگر لوگ عجم کے بجائے لخم کہنے لگے۔'' پھر آپ نے نعمان کی تلوار انہیں دے دی۔

حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو اپنے مقبوضہ علاقے پر جنگ کرنے اور نماز پڑھانے کا اختیار دیا اور مقرن کے دونوں بیٹوں نعمان اور سوید کو خراج کا نگران مقرر فرمایا حضرت سوید دریائے فرات کی اراضی کے نگراں مقرر ہوئے اور حضرت نعمان دریائے دجلہ کی اراضی کے نگراں ہوئے، جب ان دونوں نے استعفیٰ دے دیا تو ان کے کام پر حذیفہ بن نعمان اور عثمان بن حنیف کو (ان دونوں کے عہدوں پر) مقرر کیا گیا۔

جلولاء کی جنگ اور فتح حلوان:

اس سال جلولاء کی جنگ ہوئی اس کی وجہ یہ ہوئی کہ مدائن سے بھاگنے کے بعد اہل عجم جلولاء پہنچے۔ وہاں سے آذربائجان، باب اہل جبال و فارس کے راستے الگ الگ تھے۔ وہ لوگ آپس میں کہنے لگے ''اگر تم الگ الگ ہو گئے تو پھر کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ یہ مقام ہم لوگوں کو الگ الگ کرتا ہے اس لیے ہم سب مل کر یہاں عربوں سے جنگ کریں اگر ہمارے حق میں رہی تو چشم ما روشن دل ماشاد باد ورنہ ہم اپنا فرض ادا کر سکیں گے اور (دنیا کے سامنے) اپنی معذرت پیش کر سکیں گے۔'' (یہ فیصلہ کر کے) انہوں نے خندق کھودی اور وہاں مہران رازی کی زیر قیادت اکٹھے ہو گئے۔ شاہ یزد

Marfat.com

گردحلوان کی طرف چلا گیا۔ خندق کے چاروں طرف انہوں نے لوہے کی باڑ لگادی تھی، صرف اپنے راستے انہوں نے چھوڑ رکھے تھے۔ جب حضرت سعد کو یہ اطلاع ملی تو انہوں نے حضرت عمرؓ کو لکھا۔ (جواب میں) حضرت عمرؓ نے لکھا،

''ہاشم بن عتبہ کو جلولاء کی طرف روانہ کرو اور اس کے ہراول دستے پر قعقاع بن عمرو کو بھیجو اور اہل عجم کو شکست دے تو قعقاع کو سواد اور پہاڑ کے درمیان مقرر کرو، فوج کی تعداد بارہ ہزار ہونی چاہیے۔''

سعد نے ان ہدایات پر عمل کیا چنانچہ مدائن میں مال غنیمت کی تقسیم کے بعد حضرت ہاشم بارہ ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوئے۔ اس لشکر میں جلیل القدر مہاجرین و انصار صحابہ اور عرب کے مشہور سردار شامل تھے ان میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو پہلے مرتد ہو گئے تھے اور وہ بھی شریک تھے جو مرتد نہیں ہوئے تھے۔ مدائن سے روانہ ہو کر وہ بابل مہروذ کے علاقے سے گزرے تو اس کے زمیندار نے صلح کرلی، وہاں سے وہ جلولا پہنچے تو ان کی خندقوں کا چاروں طرف سے محاصرہ کرلیا۔ محاصرہ طویل ہو گیا۔ اہل عجم صرف ضرورت کے وقت ہی باہر نکلتے تھے۔ وہاں مسلمان مقابلے پر اسی دن رہے، اس عرصے میں ان کا پلہ بھاری رہا تاہم شاہ یزدگرد کی طرف سے مہران کو مدد پہنچتی رہی اور مسلمانوں کو بھی حضرت سعد کی طرف سے امداد ملتی رہی آخر کار اختلافات کے بعد اہل فارس برآمد ہوئے اور جنگ کرنے لگے، اتنے میں اللہ نے ان پر ایسی آندھی بھیجی، جس سے ان پر فضا تاریک ہو گئی اور وہ پیچھے ہٹنے لگے اور اس کی وجہ سے ان کے سوار خندقوں میں گرنے لگے۔ پھر انہوں نے اپنے گھوڑوں کے لیے قریب ہی راستہ بنایا جہاں سے ان کے گھوڑے چڑھ کر نکلے، مگر اس طرح ان کی قلعہ بندی میں رخنہ اندازی ہو گئی۔ مسلمانوں کو جب ان باتوں کی اطلاع ہوئی تو وہ ان سے جی توڑ کر لڑنے لگے، ایسی بہادری کے ساتھ وہ لیلۃ الھریر میں بھی نہیں لڑے تھے۔ حضرت قعقاع بن عمرو اس راستے سے جہاں سے انہوں نے حملہ کیا تھا ان کی خندق کے دروازے میں گھس گئے۔ وہاں وہ پھنس گئے تو انہوں نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ یہ اعلان کرے،

''اے مسلمانو! تمہارا امیر خندق میں داخل ہو کر وہاں پھنس گیا ہے اس لیے تم سب اس طرف آؤ، وہاں آنے میں تمہاری راہ میں کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہے۔''

انہوں نے یہ اعلان اس لیے کیا تھا کہ مسلمانوں کو تقویت پہنچے چنانچہ انہوں نے اس طرف

Marfat.com

حملہ کردیا، انہیں یقین تھا کہ حضرت ہاشم خندق میں ہوں گے مگر وہ قعقاع بن عمرو نکلے۔ اس طریقے سے مشرکین دائیں اور بائیں دونوں طرف سے بھاگنے لگے اور وہ خاردار باڑھ میں الجھ کر ہلاک ہونے لگے کیونکہ اس طرح ان کے چوپائے زخمی ہوگئے تھے اور وہ پیادہ پا واپس جانے لگے مگر مسلمانوں نے ان کا تعاقب کرکے ان کا صفایا کردیا، یوں اس دن ان کے ایک لاکھ کے قریب افراد مارے گئے، چنانچہ میدان جنگ میں لاشیں پٹی پڑی ہوئی تھیں، اس وجہ سے ان جنگ کا نام ''جلولاء'' پڑ گیا۔ اس کے بعد قعقاع بن عمرو ان کے تعاقب کے لیے پیش قدمی کرتے ہوئے خانقین تک پہنچ گئے۔

جب شکست کی اطلاع یزدگرد کو ملی تو وہ حلوان سے رے کی طرف روانہ ہوگیا، اتنے میں قعقاع بن عمرو نے بھی حلوان آکر اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پڑاؤ ڈال دیا۔

جنگ جلولاء کی فتح ماہ ذوالقعدہ ۱۶ھ میں ہوئی۔

جب شاہ یزدگرد حلوان سے روانہ ہوا تھا تو خسرشنوم کو جانشین بنایا گیا تھا، اس لیے جب قعقاع قصر شیریں میں پہنچے تو خسرشنوم اور حلوان کا زمیندار زینبی مقابلے کے لیے نکلے۔ زینبی مارا گیا مگر خسرشنوم بھاگ گیا، پھر مسلمان حلوان پر بھی قابض ہوگئے اور قعقاع یہاں مقیم رہے۔ جب تک سعد کوفہ کی طرف منتقل ہوئے تو قعقاع بھی چلے گئے اور حلوان پر قُباذ کو جانشین بنا گئے جو خراسانی نسل سے تھا۔

حلوان فتح ہونے پر اس کی اطلاع حضرت عمرؓ کو دی گئی اور یہ بتایا گیا کہ قعقاع حلوان میں مقیم ہوگئے ہیں۔ پھر ان سے اہل عجم کا تعاقب کرنے کی اجازت طلب کی گئی مگر آپ نے اجازت نہیں دی بلکہ آپ نے فرمایا ''میں یہ چاہتا ہوں کہ عراق اور ایران کے پہاڑی علاقہ میں دیوار حائل ہوجاتی اس وقت نہ تو وہ ہماری طرف آسکتے اور نہ ہم ان کی طرف جاسکتے۔ ہمارے لیے یہی دیہاتی علاقے کافی ہیں، مجھے یہی پسند ہے کہ مسلمان مال غنیمت حاصل کرنے کے بعد محفوظ رہیں اور سلامتی کے ساتھ زندگی بسر کریں۔

قعقاع نے ایرانیوں کا تعاقب کرتے ہوئے مہران کو اس وقت گرفتار کیا جب کہ وہ خانقین میں تھا۔ پھر اسے قتل کردیا گیا۔ فیرزان کو بھی پکڑنا چاہا تھا مگر وہ پہاڑوں میں گھس کر محفوظ ہوگیا۔ قعقاع کو یہاں گرفتار شدہ لونڈیاں بھی ملیں جنہیں حضرت ہاشم کی طرف بھیج دیا گیا۔ انہوں نے یہ تقسیم کردیں، پھران کی اولاد ہوئی۔ انہی لونڈیوں میں حضرت شعبی کی والدہ بھی تھیں۔

جب مال غنیمت تقسیم کیا گیا تو ہر سوار کو نو ہزار کا حصہ ملا اور نو مویشی ملے۔ کہتے ہیں مال

Marfat.com

غنیمت کا اندازہ تین کروڑ تھا اسے حضرت سلمان بن ربیعہ نے تقسیم کیا تھا۔ پھر سعد نے اس کا پانچواں حصہ حضرت عمرؓ کی طرف بھیجا اور زیاد بن ابیہ کے ہاتھ اس کا حساب بھیجا، زیاد نے وہاں جا کر اس کی پوری تفصیلات بیان کی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا ''کیا تم لوگوں کے سامنے بھی اس طرح گفتگو کر سکتے ہو جس طرح تم نے میرے سامنے گفتگو کی ہے۔'' وہ بولا ''روئے زمین پر آپ سے زیاد میرے دل میں کسی کا رعب نہیں ہے۔ لہٰذا آپ سے زیادہ اور کس سے ڈروں گا؟'' یہ کہہ کر اس نے لوگوں کے سامنے فوجوں کے تمام واقعات بیان کیے اور جو نئی کارروائی وہ کرنا چاہتے ہیں وہ بھی بیان کی۔ اس پر حضرت عمرؓ فرمانے لگے ''یہ بہت عمدہ خطیب ہے۔'' زیاد کہنے لگا ''ہماری فوج نے ہماری زبانیں تیز کر دی ہیں۔''

جب حضرت عمرؓ کے پاس خمس لایا گیا تو آپ نے فرمایا ''اس (مال غنیمت) کو کوئی چھت پوشیدہ نہیں رکھ سکے گی بلکہ میں جلد اسے تقسیم کر دوں گا۔'' لہٰذا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور عبداللہ بن الارقم مسجد ہی میں اس کی رات بھر حفاظت کرتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو آپ لوگوں کے ساتھ آئے اور مال کو کھولا۔ جب یاقوت، زبرجد اور جواہرات پر آپ کی نگاہ پڑی تو آپ رونے لگے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے پوچھا ''آپ کیوں روتے ہیں؟ یہ تو مقام شکر ہے۔'' اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا ''مجھے اس بات پر رونا آتا ہے کہ اللہ جس قوم کو یہ (مال) عطا کرتا ہے تو ان میں باہمی بغض و حسد پیدا ہوتا ہے، اور جب ان میں بغض و حسد پیدا ہو جائے تو ان میں خانہ جنگی شروع ہو جاتی ہے۔''

حضرت عمرؓ نے عراق کی اراضی کو (مسلمان فوجوں میں) تقسیم کرنے سے منع کر دیا تھا کیونکہ جنگلوں، دلدلوں اور نہروں کی وجہ سے اس کی تقسیم ممکن نہ تھی، اس میں آتشکدے بھی تھے اور کسریٰ کی اراضی بھی تھی اس کے علاوہ آپ کو مسلمانوں کے اندر باہمی فتنہ و فساد کا اندیشہ بھی تھا، اس لیے نہ تو انہیں تقسیم کیا گیا اور نہ فروخت کیا گیا، یہی وجہ ہے کہ حلوان سے لے کر قادسیہ تک عراق کی کسی زمین کا فروخت کرنا ممنوع قرار دیا گیا تھا یہاں تک کہ ایک دفعہ حضرت جریر نے دریائے فرات کے کنارے کی ایک زمین خرید لی تو آپ نے وہ سودا لوٹا دیا۔

فتح تکریت و موصل:

اسی سال جمادی الاولیٰ میں تکریت فتح ہوا۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ انطاق موصل سے

Marfat.com

تکریت پہنچا اور وہاں خندق کھدوا کر اس کی حفاظت کرنے لگا۔ اس کے ساتھ رومی فوج اور قبائل ایاد، تغلب، نمر اور شہارجہ کے افراد تھے۔ جب حضرت سعد کو یہ اطلاع ملی تو انہوں نے حضرت عمرؓ کو مطلع کیا، حضرت عمرؓ نے تحریر فرمایا:

''عبداللہ بن المعتم کو اس کے مقابلے کے لیے بھیجو، ان کے ہراول دستے پر ربعی بن افکل کو مقرر کرو اور سواروں پر عرفجہ ہرثمہ کو متعین کرنا چاہیے۔''

چنانچہ عبداللہ تکریت کی طرف روانہ ہوئے اور انطاق کے مقابلے کے لیے پہنچ گئے اور چالیس دن تک اس کا اور اس کے ساتھیوں کا محاصرہ کرتے رہے، انہوں نے چوبیس مرتبہ حملہ کیا۔ دشمن بھی اہل جلولاء کے (باقی ماندہ) شاندار سپاہی تھے (اس لیے دیر تک مقابلہ کرتے رہے)۔ اس اثنا میں عبداللہ نے ان عربوں کی طرف جو انطاق کے ساتھ تھے، پیغام بھیجا کہ وہ مسلمان عربوں کی حمایت کریں لہٰذا وہ دشمن کی باتیں مسلمانوں کو بتانے لگے آخر کار جب اہل روم نے دیکھا کہ مسلمان ان پر غالب ہو رہے ہیں تو وہ اپنے افسروں کو چھوڑ کر چلے گئے اور انہوں نے اپنا سامان کشتیوں میں منتقل کرنا شروع کر دیا۔ اس موقع پر قبائل تغلب، ایاد و نمر نے حضرت عبداللہ کو ان خبروں سے مطلع کیا اور پناہ طلب کرتے ہوئے یہ بتایا کہ وہ ان کے ساتھ ہیں۔ عبداللہ نے جواب میں یہ کہلا بھیجا کہ اگر وہ سچے ہیں تو وہ مسلمان ہو جائیں، چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے۔

عبداللہ نے پھر یہ کہلا بھیجا ''جب تم نعرۂ تکبیر سنو تو سمجھ لو ہم نے خندق کے دروازوں پر قبضہ کر لیا ہے تم بھی ان دروازوں پر قبضہ کرو جو دریائے دجلہ کے قریب ہوں اور نعرۂ تکبیر بلند کرو اور جو ملے انہیں مار ڈالو۔''

چنانچہ ایسا ہی ہوا، عبداللہ اور مسلمانوں نے آگے بڑھ کر نعرۂ تکبیر کہا اس کے جواب میں تغلب، ایاد اور نمر کے قبائل نے بھی تکبیر کہی اور دروازوں پر قبضہ کر لیا۔ رومی فوج یہ سمجھی کہ مسلمان دریائے دجلہ کی طرف سے یعنی پیچھے کی طرف سے آ گئے ہیں اس لیے وہ ان دروازوں تک پہنچے جہاں مسلمان موجود تھے، لہٰذا وہ مسلمانوں اور ان نومسلموں کے ہاتھوں تہ و تیغ ہوئے جو اس رات مسلمان ہوئے تھے، اس طرح اہل خندق میں سے صرف قبائل تغلب، ایاد اور نمر کے وہی افراد بچ سکے جو مسلمان ہو گئے تھے۔

عبداللہ بن المعتم نے ربعی بن الافکل کو نینوا اور موصل کے دونوں قلعوں کی طرف بھیجا۔ نینوا

Marfat.com

کو مشرقی قلعہ اور موصل کو مغربی قلعہ کہا جاتا ہے۔ وہ کہنے لگے تم انہیں خبر ہونے سے پہلے ان کے پاس اچانک پہنچ جاؤ۔ پھر ان کے ساتھ قبائل تغلب وایاد ونمر کے افراد کو بھیجا۔ ابن الافکل نے انہیں پہلے بھیج دیا وہ بھی وہاں اچانک پہنچ گئے اور جا کر انہوں نے فتح وغنیمت کی خوشخبری سنائی اور قلعوں کے دروازوں پر کھڑے ہوگئے۔ جب حضرت ابن الافکل آئے تو وہ قلعوں میں گھس گئے اور ان کے دروازے بند کر لیے، اس کے بعد قلعے والے بھی صلح پر رضامند ہوگئے اور وہ ذمی بن گئے۔

جب مال غنیمت تقسیم ہوا تو ہر سوار کا حصہ تین ہزار درہم مقرر ہوا اور ہر پیادے کو ایک ہزار درہم کا حصہ ملا۔ پھر پانچواں حصہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں روانہ کیا گیا۔ موصل میں جنگ کے سپہ سالار حضرت ربعی بن الافکل تھے اور خراج پر عرفجہ بن ہرثمہ مقرر تھے۔

ایک روایت یہ ہے کہ حضرت عمر نے موصل پر حملہ کرنے کے لیے حضرت عتبہ بن فرقد کو امیر بنا کر بھیجا تھا اور انہوں نے اسے ۲۰ھ میں فتح کیا تھا۔ چنانچہ جب وہ وہاں پہنچے تو اہل نینوا نے ان کے ساتھ جنگ کی اس لیے ان کے مشرقی قلعے والوں نے جزیہ ادا کرنے کی شرط پر صلح کر لی۔ اس کے بعد انہوں نے مرج، بانھذرا، باعذرا، داسن اور کردوں کے تمام قلعوں نیز قردی، بازبدی اور موصل کے تمام اضلاع پر قبضہ کرلیا اور یہ علاقہ مسلمانوں کے زیرنگین ہوگیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب عیاض بن غنم نے ایک شہر کو جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے، فتح کرلیا تو وہ موصل آئے۔ ایک قلعے کو خود انہوں نے فتح کرلیا اور دوسرے قلعے کی طرف عتبہ بن فرقد کو بھیجا تو انہوں نے جزیہ اور خراج ادا کرنے کی شرائط پر اسے فتح کرلیا۔

فتح ماسبذان

جب ہاشم جلولاء سے مدائن کی طرف واپس آئے تو سعد کو یہ اطلاع ملی کہ ہرمزان کے بیٹے آذین نے ایک بڑا لشکر تیار کیا ہے اور انہیں لے کر میدان میں آگیا ہے، چنانچہ اس کے مقابلے کے لیے آپ نے ایک لشکر حضرت ضرار بن الخطاب کی زیر قیادت بھیجا۔ دونوں لشکروں کا ماسبذان کے میدانی علاقہ میں مقابلہ ہوا اور جنگ ہونے لگی۔ مسلمانوں نے جلدی سے مشرکوں کا صفایا کر دیا اور حضرت ضرار نے آذین کو گرفتار کر کے اس کی گردن اڑا دی، پھر وہ تعاقب کرتے ہوئے سیروان تک

Marfat.com

پہنچ گئے اور ماسبذان پر بزور شمشیر قبضہ کر لیا۔ اس کے باشندے پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے تھے، مگر پھر بلانے پر آ گئے تھے۔ ضرار وہیں رہنے لگے تھے مگر جب سعد کوفہ کی طرف منتقل ہوئے تو انہیں وہاں بلا لیا گیا اور وہ بھی کوفہ میں رہنے لگے۔ ماسبذان پر انہوں نے اپنا جانشین ابن ھذیل الاسدی کو بنا دیا تھا۔ یہ علاقہ کوفہ کا ایک سرحدی مقام تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ علاقہ نہاوند کے واقعہ سے پہلے فتح ہوا تھا۔

فتح قرقیسیا

جب ہاشم جلولاء سے واپس آئے تو (معلوم ہوا کہ) اہل جزیرہ نے فوجی دستے تیار کر کے ہرقل کے پاس اہل حمص کی امداد کے لیے بھیجنے شروع کر دیئے ہیں اور انہوں نے ایک لشکر اہل ھیت کی طرف بھی بھیجا ہے۔ لہٰذا حضرت سعد نے حضرت عمر بن مالک بن عتبہ بن نوفل بن عبد مناف کے زیر قیادت ایک لشکر بھیجا اور اس کے ہراول دستے پر حارث بن یزید العامری کو مقرر کیا۔ اس طرح حضرت عمر بن مالک یہ لشکر لے کر ھیت گئے اور جو لوگ وہاں تھے، ان سے مقابلہ کیا، انہوں نے اپنی حفاظت کے لیے خندقیں کھودی تھیں۔ بہر حال جب حضرت عمر بن مالک نے دیکھا کہ انہوں نے خندقوں کے ذریعہ پناہ لی ہے تو انہوں نے خیموں کو اس حالت میں چھوڑ دیا اور مسلمانوں کی فوج پر حارث بن یزید کو جانشین بنایا تا کہ وہ ان کا محاصرہ کرتے رہیں اور خود آدھی فوج کو لے کر قرقیسیا میں اچانک جا پہنچے اور اس پر بزور شمشیر قبضہ کر لیا۔ آخر کار وہ لوگ جزیہ ادا کرنے پر رضا مند ہو گئے۔

پھر انہوں نے حارث بن یزید کو لکھا کہ ''اگر اس کے دشمن رضا مند ہوں تو انہیں چھوڑ دیا جائے اور وہ محاصرہ سے نکل سکتے ہیں، ورنہ ان کے دروازوں کے نزدیک ان کی خندق پر اپنے قریب ایک اور خندق کھودلو (اور وہیں جمے رہو) یہاں تک کہ میں کوئی اور فیصلہ کر سکوں۔'' چنانچہ حارث نے ان سے خط و کتابت کی تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ اپنے علاقے کی طرف واپس جانا چاہتے ہیں، اس لیے انہیں چھوڑ کر حارث، عمر بن مالک کی طرف چلے گئے۔

متفرق واقعات

اس سال (۱۶ھ میں) حضرت عمر بن الخطاب نے ابو محجن ثقفی کو باضع ؟ کی طرف جلاوطن

Marfat.com

کردیا☆ اسی سال حضرت ابن عمر نے مختار کی بہن صفیہ بنت ابو عبید سے نکاح کرلیا☆ اسی سال حضرت عمرؓ نے ربذہ کی چراگاہ کو مسلمانوں کے گھوڑوں کے لیے محفوظ کردیا☆ اسی سال حضرت ماریہ قبطیہ ام ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ، کی وفات ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ماہ محرم میں انہیں بقیع کے قبرستان میں دفن کیا☆ اسی سال حضرت عمرؓ نے حضرت علی بن ابو طالب کے مشورہ سے (سن ہجری کی) تاریخ مقرر کی☆ اس سال بھی حضرت عمرؓ نے حج کیا اور مدینہ منورہ پر زید بن ثابت کو جانشین بنایا۔

مختلف شہروں کے عمال

مختلف ممالک پر آپ کے حکمران وہی تھے جو اس سے پہلے سال میں تھے۔ شہر موصل کی جنگ پر حضرت ربعی بن الافکل اور اس کے خراج وصول کرنے پر حضرت عرفجہ بن ہرثمہ مقرر تھے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ جنگ وخراج دونوں کاموں پر عتبہ بن فرقد مقرر تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دونوں کاموں پر عبداللہ بن المعتم مقرر تھے۔ اور جزیرہ کے حاکم عیاض بن غنم[۵] تھے۔

حواشی وحوالہ جات

[۱] یہ نہایت حیرت انگیز کارنامہ تھا، ایرانی فوج اس سے اس قدر متاثر ہوئی تھی کہ وہ یہ سمجھے کہ یہ انسان نہیں بلکہ دیو ہیں۔ چنانچہ ان کو دیکھ کر وہ یہی چلا رہے تھے "دیوان آمدند، دیوان آمدند" یعنی دیو آگئے، دیو آگئے۔ (تاریخ طبری)

[۲] الدخان: ۲۵-۲۸۔

[۳] مراد ہے طلیحہ اسدی، جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔

[۴] بحر یمن کا ایک جزیرہ۔

[۵] طبری میں ان کا نام عیاض بن عمرو الاشعری لکھا ہے۔

Marfat.com

ساتواں باب

۱۷ھ کے واقعات

کوفہ اور بصرہ کی تعمیر

اس سال شہر کوفہ آباد ہوا اور وہاں سعد مدائن سے منتقل ہو گئے۔ اس کی صورت یوں ہوئی کہ سعد نے مذکورہ بالا فتوحات کا حال بتانے کے لیے ایک وفد بھیجا، جب حضرت عمرؓ نے انہیں دیکھا تو ان کے رنگ و حالت کی تبدیلی کی وجہ دریافت کی، وہ کہنے لگے کہ ملک کی ناخوشگوار آب و ہوا نے ان کی حالت میں تغیر برپا کیا ہے۔ لہٰذا حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ وہ ایسا علاقہ تلاش کریں جہاں اہل عرب (آرام سے) رہ سکیں۔ وفد کے ساتھ قبیلۂ تغلب کے نمائندے بھی آئے ہوئے تھے تاکہ وہ اپنی قوم کی طرف سے حضرت عمرؓ کے ساتھ کوئی معاہدہ کر سکیں۔ حضرت عمرؓ نے ان سے کہا "میرا معاہدہ یہ ہے کہ تم میں سے جو کوئی مسلمان ہوگا، اس کے حقوق و فرائض وہی ہوں گے جو تمام مسلمانوں کے ہیں۔ اور جو اسلام قبول نہ کرے، اسے جزیہ ادا کرنا ہوگا۔"

وہ کہنے لگے "ایسی صورت میں وہ بھاگ جائیں گے اور عجمی ہو جائیں گے۔ لہٰذا جزیہ کے بجائے ان سے صدقہ لیا جائے۔" آپ نے اس سے انکار کیا، پھر انہوں نے یہ کہا کہ "ان پر اس قدر جزیہ مقرر کیا جائے جس قدر صدقہ مسلمانوں پر مقرر ہے۔" آپ نے یہ بات اس شرط پر تسلیم کی کہ وہ کسی بچے کو عیسائی نہ بنائیں۔ آخر کار قبائل تغلب، نمر اور ایاد کے ایسے لوگ ہجرت کر کے مدائن سعد کے پاس آ گئے اور وہیں رہنے لگے اور انہیں کے ساتھ ساتھ کوفہ میں آ کر آباد ہو گئے۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ حذیفہ نے حضرت عمرؓ کو لکھا "عربوں کے پیٹ نرم پڑ گئے ہیں

Marfat.com

اوران کے بازو خشک ہو گئے ہیں اوران کے رنگ بدل گئے ہیں۔'' چونکہ حذیفہ، سعد کے ساتھ تھے اس لیے حضرت عمرؓ نے سعد بن ابی وقاص کو تحریر فرمایا کہ وہ بتائیں کہ کس وجہ سے عربوں کا رنگ اور جسمانی حالت میں تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے تحریر کیا کہ ملک کی ناخوشگوار ہوا کی وجہ سے ان کی حالت میں تبدیلی پیدا ہوئی ہے کیونکہ عربوں کو بھی وہی علاقہ موافق آتا ہے جو اونٹوں کے موافق ہو۔ اس پر حضرت عمرؓ نے انہیں لکھا کہ ''تم سلمان اور حذیفہ کو خوشگوار مقام کی تلاش میں بھیجو اور وہ دونوں ایسا خشک علاقہ تلاش کریں جس کے اور میرے درمیان نہ تو کوئی سمندر اور دریا حائل ہو اور نہ کوئی پل ہو۔'' چنانچہ سعد نے ان دونوں کو بھیجا۔ سلمان دریائے فرات کے مغربی کنارے کی طرف گئے اور انبار سے آگے بڑھ کر پھرتے رہے مگر انہیں کوئی مقام پسند نہ آیا، یہاں تک کہ جب وہ کوفہ کے مقام پر پہنچے تو (اسے پسند کیا) اس طرح حذیفہ دریائے فرات کے مشرقی علاقے میں گھومتے رہے، انہیں بھی کوئی مقام پسند نہیں آیا، یہاں تک کہ وہ بھی ہر پھر کر کوفہ کے مقام پر پہنچ گئے۔ کوفہ اس زمین کو کہتے ہیں جہاں ریت اور سنگریزے دونوں ملے ہوئے ہوں۔ لہٰذا وہ دونوں وہیں آکر اکٹھے ہو گئے۔ وہاں تین خانقاہیں تھیں جن کے نام یہ ہیں، دیر حرمۃ، دیرام عمرو دیر سلسلۃ۔ ان دونوں کو یہ مقام بہت پسند آیا، اس لیے انہوں نے اتر کر وہاں نماز پڑھی اور اللہ سے دعا مانگی کہ وہ انہیں منزل ثبات عطا فرمائے۔

جب وہ دونوں سعد کے پاس اطلاع دینے کے لیے آئے تو اس وقت حضرت عمرؓ کا نامۂ مبارک بھی ان کے پاس پہنچ چکا تھا، اس لیے سعد نے قعقاع بن عمرو اور عبداللہ بن المعتم کو لکھا کہ وہ اپنی اپنی فوجوں پر دوسرے آدمی کو جانشین بنا کر ان کے پاس چلے آئیں، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور پھر سعد مدائن سے کوچ کر کے ماہ محرم ۱۷ھ میں کوفہ میں آکر آباد ہو گئے۔ کوفہ، جنگ قادسیہ کے ایک سال دو مہینے بعد آباد ہوا یعنی حضرت عمرؓ کی خلافت کے تین سال اور آٹھ ماہ بعد یہ بسایا گیا۔ جب سعد کوفہ میں آگئے تو انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ کو یہ لکھا ''میں کوفہ کے مقام پر ایسی جگہ مقیم ہو گیا ہوں، جو خشکی اور دریائی دونوں راستوں سے حیرہ اور فرات کے درمیان ہے۔ میں نے مسلمانوں کو یہ اختیار دے رکھا ہے کہ خواہ وہ کوفہ میں رہیں یا مدائن میں قیام کریں اور جنہیں مدائن پسند ہے انہیں میں نے مدائن میں فوجی چوکی قائم کرنے کے لیے وہیں چھوڑ دیا ہے۔''

جب مسلمان کوفہ میں رہنے لگے تو ان کی زائل شدہ طاقت بحال ہو گئی۔ اہل کوفہ اور اہل بصرہ دونوں نے کچے مکانات سرکنڈوں سے بنانے کے لیے اجازت طلب کی تو آپ نے لکھا ''فوجی

Marfat.com

خیمے تمہاری جنگی ضروریات اور فوجی اسپرٹ قائم رکھنے کے لیے زیادہ موزوں ہیں تاہم میں نہیں چاہتا ہوں کہ تمہاری مخالفت کروں۔'' لہٰذا دونوں شہروں کے لوگوں نے بانسوں اور سرکنڈوں کے مکانات تعمیر کر لیے۔ پھر اتفاق سے کوفہ اور بصرہ دونوں شہروں میں آگ لگ گئی، بالخصوص کوفہ میں ماہ شوال میں سخت آگ لگی تو حضرت سعد نے ان میں سے ایک جماعت کو حضرت عمرؓ کے پاس بھیجا تاکہ وہ ان سے مکانوں کو اینٹوں سے تعمیر کرنے کی اجازت حاصل کریں۔ چنانچہ وہ آتش زدگی کی خبر بتانے اور اجازت حاصل کرنے کے لیے وہاں پہنچ گئے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا ''تم ایسا کر سکتے ہو مگر تم میں سے کوئی تین گھر سے زیادہ نہ بنائے اور لمبی عمارتیں نہ بناؤ اگر تم مسنون طریقہ اختیار کرو گے تو تمہاری سلطنت باقی رہے۔'' چنانچہ یہ ہدایات لے کر وہ جماعت کوفہ واپس آ گئی۔ حضرت عمرؓ نے اہل بصرہ کے نام بھی ایسی ہدایات بھیجی تھیں۔

کوفہ کو بسانے کا کام ابوھیاج بن مالک کے سپرد تھا اور بصرہ کو بسانے کا کام ابوالجرباء عاصم بن دلف کے سپرد تھا۔ ان دونوں نے سڑکیں چالیس گز اور کم از کم بیس گز چوڑی رکھیں اور گلیاں سات گز کی تھیں، قطعات ساٹھ گز کے تھے۔

ان دونوں شہروں میں سب سے پہلے دونوں مسجدیں تعمیر ہوئیں۔ پھر درمیان میں ایک بڑا تیر انداز جس کا نشانہ دور تک جا سکتا تھا، کھڑا ہو گیا، اس نے ہر طرف سے ایک تیر پھینکا پھر حکم دیا گیا کہ ان تیروں کے گرنے کی جگہ سے آگے تعمیرات کرائی جائیں۔

کوفہ کی مسجد کے آگے ایک سائبان بنایا گیا جس کے ستون اس سنگ مرمر کے بنے ہوئے تھے جو حیرہ کی عمارتوں میں استعمال کیا گیا تھا، صحن کے قریب ایک خندق کھودی گئی تاکہ وہاں کوئی شخص عمارت تعمیر نہ کر سکے اس کے سامنے سعد کے لیے ایک گھر تعمیر کیا گیا جو آج کل کوفہ کا محل ہے اسے روزبہ نے حیرہ میں کسریٰ کی عمارتوں کی پختہ اینٹوں سے تعمیر کرایا تھا۔

مساجد کی طرح بازار بھی تعمیر کرائے گئے تھے۔ طے ہوا کہ جو کوئی (بازار میں) کسی جگہ پر قبضہ کرے تو وہ اس وقت تک اس کی سمجھی جائے گی جب تک کہ وہ وہاں سے اپنے گھر نہ چلا جائے یا اپنے کاروبار سے فارغ نہ ہو جائے۔

اس عرصے میں حضرت عمرؓ کو یہ اطلاع ملی کہ سعد بازار میں لوگوں کی آوازیں سن کر یہ کہتے تھے

Marfat.com

''میری طرف سے یہ آوازیں بند کراؤ۔'' اور یہ لوگ ان کے گھر کو قصر سعد کہتے ہیں۔ یہ بات سن کر انہوں نے محمد بن مسلمہ کو کوفہ بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ محل کے دروازے کو جلا کر چلے آئیں، چنانچہ انہوں نے تعمیل حکم کی۔ حضرت سعد کو بھی یہ اطلاع ملی کہ ایک قاصد اس مقصد کے لیے بھیجا گیا ہے۔ لہٰذا سعد نے ان کو بلوایا، مگر جب انہوں نے آنے سے انکار کیا تو سعد خود نکل کر گئے اور زادِ راہ پیش کیا مگر انہوں نے اسے قبول نہیں کیا اور حضرت عمرؓ کا خط دیا جس میں یہ مذکور تھا ''مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم نے قلعہ کی طرح ایک محل بنالیا ہے اور وہ قصرِ سعد کہلایا جاتا ہے، جس میں تم نے لوگوں کی آمد کو روکنے کے لیے ایک دروازہ بھی لگالیا ہے، وہ تمہارا محل نہیں ہے بلکہ وہ فتنہ وفساد کا گھر ہے۔ تم بیت المال کے قریب رہو اور یہ دروازہ بند کردو اور اپنے محل پر ایسا دروازہ نہ بناؤ جس کے ذریعے لوگوں کی آمد میں رکاوٹ پیدا ہو۔''

سعد نے حلف اٹھا کر کہا کہ جیسا لوگ بیان کرتے ہیں ویسی کوئی بات انہوں نے زبان سے نہیں نکالی ہے۔ اس کے بعد حضرت محمد بن مسلمہ نے لوٹ کر حضرت سعد کے بیان سے مطلع کیا تو حضرت عمرؓ نے اس کی تصدیق کی۔

کوفہ کی سرحدیں چار تھیں (۱) حلوان کے علاقے پر حضرت قعقاع مقرر تھے۔ (۲) ماسبذان پر حضرت ضرار بن الخطاب تھے۔ (۳) قرقیسیا پر حضرت عمرو بن مالک یا عمرو بن عتبہ بن نوفل تھے۔ (۴) موصل پر حضرت عبداللہ بن المعتم مقرر تھے۔ یہ لوگ جب وہاں سے جاتے تھے تو اپنے جانشین مقرر کرتے تھے۔ سعد مدائن سے آکر آباد ہونے پر ساڑھے تین سال تک وہاں کے حاکم رہے۔

حمص پر رومیوں کا حملہ

اس سال اہل روم نے ابوعبیدہ بن الجراح اور ان کے مسلمان ساتھیوں پر جو حمص میں تھے، حملہ کرنے کا ارادہ کیا کیونکہ جزیرہ والوں نے اہل روم کو جنگ پر آمادہ کیا تھا۔ انہوں نے شاہ روم کو پیغام بھیجا تھا کہ اگر وہ شام کی طرف فوجیں روانہ کریں تو وہ ان کی مدد کے لیے تیار رہیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب مسلمانوں کو ان کے لشکرکشی کی خبر پہنچی تو ابوعبیدہ نے تمام فوجی دستوں کو اپنے ساتھ شامل کرلیا اور شہر حمص کے میدان میں صف آرا ہو گئے۔ جب خالد بن الولید قنسرین سے آئے تو حضرت ابو عبیدہ نے ان سے قلعہ بند ہو جانے یا مقابلہ کرنے میں کسی ایک صورت کے بارے میں مشورہ کیا۔ خالد

Marfat.com

نے یہ مشورہ دیا کہ مقابلہ کیا جائے اور دوسرے لوگوں نے یہ مشورہ دیا کہ وہ قلعہ بند ہو جائیں اور حضرت عمرؓ کو لکھا جائے، لہٰذا ابوعبیدہ نے اکثریت کے فیصلے پر عمل کیا اور حضرت عمرؓ کو صورت حال سے مطلع کیا۔ آپ نے مسلمانوں کے فالتو مال میں سے گھوڑوں کی ایک مقررہ تعداد ہر شہر میں رکھ چھوڑی تھی تا کہ وہ ناگہانی حادثہ میں کام دے سکیں، اس مقصد کے لیے کوفہ میں چار ہزار گھوڑے تھے اور ان کے منتظمین سلمان بن ربیعہ الباہلی اور کوفہ کے چند دیگر اشخاص تھے، اسی قدر تعداد میں آٹھوں شہروں میں گھوڑے تھے تا کہ ناگہانی حملہ کے موقع پر لوگ سوار ہو کر جا سکیں۔

جب حضرت عمرؓ کو اس حملہ کی خبر ملی تو انہوں نے سعد کو لکھا کہ قعقاع بن عمرو کی زیر قیادت ایک فوجی دستہ اسی دن بھیجا جائے کیونکہ (حضرت) ابوعبیدہ نرغے میں آ گئے تھے۔ انہیں یہ بھی لکھا کہ سہیل بن عدی کو ایک فوجی دستہ دے کر رقہ بھیجا جائے کیونکہ اہل جزیرہ نے رومیوں کو اہل حمص کے خلاف بھڑکایا تھا۔ ان کے علاوہ ایک فوجی دستہ عبداللہ بن عتبان کے زیر قیادت نصیبین بھیجا جائے، پھر وہ حران اور رُھا کا قصد کریں۔ ولید بن عتبہ جزیرہ کے عرب قبائل ربیعہ اور تنوخ پر بھیجے جائیں اور (حضرت) عیاض بن غنم کو بھی روانہ کیا جائے۔ یہ حکم بھی دیا گیا کہ جب جنگ شروع ہو جائے تو جنگ کے افسر اعلیٰ عیاض ہوں گے۔

چنانچہ قعقاع چار ہزار فوج لے کر اسی دن حمص کی طرف روانہ ہو گئے، اسی طرح عیاض بن غنم کے حکام بھی جزیرہ کی راہ پر روانہ ہو گئے اور ہر حاکم اس علاقہ کی طرف روانہ ہوا، جس طرف کا اسے حکم ملا تھا۔ حضرت عمرؓ بھی مدینہ سے نکل کر ابوعبید کی مدد کے لیے جابیہ پہنچے۔ آپ کا ارادہ حمص جانے کا تھا مگر جب اہل جزیرہ کو جو رومیوں کی مدد کے لیے آئے ہوئے تھے، اسلامی فوجوں کے روانہ ہونے کی خبر ملی تو وہ منتشر ہو کر اپنے اپنے شہروں کو چلے گئے اور رومیوں کا ساتھ چھوڑ دیا۔ ان کے چلے جانے کے بعد ابوعبیدہ نے خالد سے جنگ کرنے کے بارے میں مشورہ کیا تو انہوں نے جنگ کرنے کی حمایت کی، لہٰذا وہ ان کے مقابلے کے لیے نکلے۔ آخر کا اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح عنایت کی۔

قعقاع بن عمرو فتح کے تین دن بعد وہاں پہنچے تو حضرت عمرؓ کو فتح کی خبر دی گئی اور یہ بھی بتایا گیا کہ امدادی فوج وہاں آ گئی ہے، لہٰذا اس کے بارے میں فیصلہ کیا جائے۔ حضرت عمرؓ نے تحریر فرمایا ''کہ انہیں بھی (مال غنیمت میں) شریک کرو کیونکہ وہ تمہاری امداد کے لیے روانہ ہوئے تھے اور تمہارا

Marfat.com

دشمن (انہی کی خبر سن کر) منتشر ہوا تھا۔'' آپ نے یہ بھی فرمایا ''اللہ اہل کوفہ کو جزائے خیر دے کہ وہ نہ صرف اپنی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں بلکہ دوسرے شہر والوں کی امداد بھی کرتے ہیں۔'' بہر حال وہ لوگ فارغ ہونے کے بعد واپس آ گئے۔

فتح جزیرہ و آرمینیہ

اس سال جزیرہ فتح ہوا، ہم نے یہ بیان کیا تھا کہ سعد نے جزیرہ کی طرف فوجیں بھیجی تھیں اور عیاض بن غنم اور ان کے ساتھی وہاں روانہ ہوئے تھے اور سہیل بن عدی کو رقہ بھیجا گیا تھا مگر جب اہل جزیرہ کو یہ معلوم ہوا کہ کوفہ کی فوجیں وہاں پہنچ رہی ہیں تو وہ حمص سے اپنے علاقوں میں واپس آ گئے تھے۔ تاہم حضرت سہیل نے وہاں پہنچ کر ان کا محاصرہ کر لیا، پھر ان لوگوں نے ان سے صلح کرنی چاہی تو عیاض کے پاس پیغام بھیجا گیا جو اس وقت جزیرہ کے درمیانی مقام پر مقیم تھے، انہوں نے اہل رقہ کی مصالحت قبول کر لی اور وہ لوگ ذمی بن گئے۔

عبداللہ بن عتبان موصل سے نصیبین پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے بھی ان سے اسی طرح صلح کر لی جس طرح اہل رقہ نے کی تھی، پھر عیاض کو لکھ کر ان کی منظوری حاصل کر لی گئی ولید بن عقبہ جزیرہ کے عربوں کے پاس آئے تو وہاں کے مسلمان اور کافر دونوں ان کے ساتھ ہو گئے البتہ ایاد بن نزار کا قبیلہ روم کے علاقے میں چلا گیا جس کی اطلاع ولید نے حضرت عمرؓ کو بھجوا دی۔

جب رقہ اور نصیبین پر قبضہ ہو گیا تو عیاض، سہیل اور عبداللہ کو اپنے ساتھ لے کر حران کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب وہاں پہنچے اور وہاں کے لوگ جزیہ ادا کرنے پر رضامند ہو گئے تو حضرت عیاض نے ان کا جزیہ قبول کر لیا، پھر سہیل اور عبداللہ کو رہا کی طرف بھیجا گیا تو اہل رہا بھی جزیہ ادا کرنے پر رضامند ہو گئے اور جزیرہ میں سے جو کچھ زبردستی لیا گیا تھا، اسے ذمی بننے کے لائق قرار دیا گیا۔ اس طرح جزیرہ سب ممالک سے زیادہ آسانی سے فتح ہو گیا۔ اس کے بعد سہیل اور عبداللہ کوفہ واپس آ گئے۔

جب حضرت عمرؓ جابیہ سے واپس آ گئے تو ابو عبیدہ نے ان سے لکھ کر درخواست کی کہ جب خالد بن ولید مدینہ جائیں تو عیاض بن غنم کو ان کے پاس بھیج دیا جائے۔ چنانچہ انہیں وہاں بھیج دیا گیا اور ان کے بجائے حبیب بن مسلمہ کو جزیرہ کے عجمیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے مقرر کیا گیا اور

Marfat.com

ان کے بجائے حبیب بن مسلمہ کو جزیرہ کے عجمیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے مقرر کیا گیا اور ولید بن عقبہ کو جزیرہ کے عربوں کا حاکم متعین کیا گیا۔ اس عرصے میں حضرت عمرؓ کے پاس ولید کا یہ خط آیا کہ عرب کا ایک قبیلہ رومی علاقے میں داخل ہو گیا ہے اس لیے حضرت عمرؓ نے شاہ روم کو یہ خط لکھا:

''مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ عربوں کا ایک قبیلہ ہمارا ملک چھوڑ کر تمہارے ملک میں داخل ہو گیا ہے لہٰذا آپ انہیں اپنے ملک سے نکال کر ہماری طرف بھجوائیں، ورنہ ہم عیسائیوں کو نکلوا کر تمہاری طرف بھجوا دیں گے۔''

اس پر شاہ روم نے انہیں نکلوا دیا اور وہاں سے چار ہزار عرب نکلے، باقی لوگ رومی علاقے کے قریب شام و جزیرہ میں منتشر ہو گئے، لہٰذا سرزمین عرب میں ایاد کے قبیلہ کا جو فرد موجود ہے وہ انہیں چار ہزار افراد کی نسل سے ہے۔

آگے چل کر ولید بن عقبہ نے اصرار کیا کہ قبیلہ تغلب اسلام لائے۔ جب اس کے بارے میں حضرت عمرؓ کو لکھا گیا تو جواب میں حضرت عمر فاروقؓ نے یہ تحریر فرمایا ''اسلام کی شرط جزیرۂ عرب میں رہ کر انہیں مسلمان ہونا پڑے گا۔ بہر حال انہیں اس شرط پر (اپنے مذہب میں رہنے کی) اجازت دی جائے کہ وہ کسی بچے کو عیسائی نہ بنائیں اور نہ کسی کو مسلمان ہونے سے روکیں۔'' مگر چونکہ قبیلہ تغلب میں تکبر و غرور موجود تھا، اس لیے ولید نے چاہا کہ وہ ان کا غرور توڑے۔ اس پر حضرت عمرؓ کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ ان پر حملہ نہ کر بیٹھیں، اس لیے ان کو معزول کر کے فرات بن حیان اور ہند بن عمرو الجملی کو ان کا حاکم مقرر کیا۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ جزیرہ ۱۹ھ میں فتح ہوا۔ ان کی روایت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے سعد بن ابی وقاص کو لکھا ''اگر شام و عراق فتح ہو جائیں تو جزیرہ کی طرف لشکر بھیجو اور اس لشکر کا امیر خالد بن عرفجہ یا ہاشم بن عقبہ یا عیاض بن غنم کو بنایا جائے۔'' حضرت سعد نے فرمایا ''امیر المومنین نے عیاض بن غنم کا نام آخر میں اس لیے ذکر کیا ہے کہ وہ انہیں پسند کرتے ہیں لہٰذا میں انہی کو حاکم بنا کر بھیجوں گا۔'' چنانچہ ان کے ساتھ جو لشکر بھیجا گیا تھا، اس میں حضرت ابو موسیٰ الاشعری اور خود ان کے فرزند عمر بن سعد بھی شامل تھے مگر انہیں (حکومت کے) کاموں سے کوئی تعلق نہ تھا۔

عیاض اپنے لشکر کو لے کر رُہا پہنچے، وہاں کے لوگوں نے اہل حران کی طرح مصالحت کر لی۔ ابو موسیٰ اشعری کو نصیبین کی طرف بھیجا گیا تو انہوں نے اسے فتح کر لیا۔ دارا کے مقام کی طرف عیاض

Marfat.com

نے خود لشکر کشی کر کے خود اسے فتح کر لیا۔ عثمان بن ابوالعاص کو آرمینیہ کی طرف بھیجا تو وہاں کے لوگوں نے جنگ کی اور حضرت صفوان بن معطل اس جنگ میں شہید ہو گئے۔ آخر کار وہاں کے لوگوں نے عثمان بن ابوالعاص سے جزیہ ادا کرنے کی شرط پر صلح کر لی، اس کے بعد قیساریہ فتح ہوا اور ہرقل بھاگ گیا۔

اس روایت کے مطابق جزیرہ اہل عراق کی طرف سے فتح ہوا حالانکہ اکثر راویوں کا یہی خیال ہے کہ اس کی فتح کا سہرا اہل شام کے سر ہے کیونکہ ابوعبیدہ نے عیاض بن غنم کو جزیرہ کی طرف روانہ کیا تھا۔ راوی یہ بھی کہتے ہیں کہ جب ابوعبیدہ کی وفات ہوئی تو عیاض بن غنم ان کے جانشین ہوئے، پھر عمر فاروقؓ کا نامہ مبارک آیا، جس میں انہیں حمص، قنسرین اور جزیرہ کا حاکم بنایا گیا تھا، لہٰذا وہ ۱۸ھ میں ماہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کو پانچ ہزار فوج لے کر جزیرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ان کے میمنہ پر سعید بن عامر بن حزیم تھے اور میسرہ پر حضرت صفوان بن معطل تھے۔ ہراول دستے پر ھبیرہ بن مسروق تھے۔ جب حضرت عیاض کا ہراول دستہ رقہ پہنچا تو انہوں نے کسانوں پر حملہ کر کے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ حضرت عیاض نے (اس عرصہ میں) فوجی دستے بھیجے تو وہ قیدی پکڑ کر اور غلہ اور اشیائے خوردنی فراہم کر کے لائے۔ یہ محاصرہ چھ دن تک رہا، آخر کار وہاں کے لوگوں نے اپنے جان و مال، اہل وعیال اور شہر کی طرف سے مصالحت کی درخواست پیش کی تو حضرت عیاض نے کہا ''یہ علاقہ ہمارا ہے اور ہم نے اس پر قبضہ کر لیا ہے۔'' پھر انہوں نے ان کی اراضی پر خراج اور خود ان پر جزیہ مقرر کیا اور وہاں سے حران کی طرف روانہ ہو گئے۔

حران کے لیے انہوں نے ایک لشکر صفوان بن معطل اور حبیب بن مسلمہ کی زیر قیادت مقرر کیا، جس نے حران کا محاصرہ کر لیا اور خود حضرت عیاض رہا کی طرف روانہ ہوئے، وہاں کے لوگوں نے جنگ کی مگر شکست کھا کر محصور ہو گئے، پھر اہل رُہا کے ساتھ مصالحت کر کے حران واپس آئے تو دیکھا کہ صفوان اور حبیب حران کے علاقے کے دیہاتوں اور قلعوں پر قابض ہو گئے ہیں، اس لیے اہل حران نے بھی رُہا والوں کی طرح مصالحت کر لی۔ حضرت عیاض، رُہا کے مقام سے جنگ کے لیے جاتے تھے اور پھر وہیں واپس آ جاتے تھے، انہوں نے سمیاط فتح کر لیا تھا نیز وہ سروج، راس کیفا، الارض البیضاء کے مقامات پر بھی پہنچے۔ وہاں کے لوگوں نے بھی رہا والوں کی طرح صلح کر لی۔ پھر اہل سمیاط نے غداری کی تو حضرت عیاض نے وہاں پہنچ کر اس شہر کا محاصرہ کر لیا اور آخر میں اسے فتح کر لیا۔

Marfat.com

پھر وہ دریائے فرات کے دیہاتوں کی طرف متوجہ ہوئے، سب سے پہلے انہوں نے جسر منبج اور اس کے قریبی علاقوں کو فتح کیا پھر وہ راس العین آئے، جسے عین الوردہ بھی کہتے ہیں، تو ان لوگوں نے مقابلہ کیا اس لیے وہ انہیں چھوڑ کر تل موزن کی طرف چلے گئے اور اہل رھا کی طرح اسے ۱۹ھ میں فتح کرلیا۔ وہاں سے آکر آمد کا محاصرہ کیا۔ وہاں کے لوگوں نے کچھ عرصہ جنگ کرنے کے بعد رھا کی شرائط صلح کے مطابق صلح کرلی۔ اسی طرح انہوں نے میافارقین، کفرِ توثا کے علاقے فتح کیے پھر وہ نصیبین آئے اور وہاں کے لوگوں نے پہلے جنگ کی پھر مصالحت کی درخواست کی، ان سے بھی اہل رُھا جیسی مصالحت کی گئی۔ پھر طور عبدین اور قلعہ ماردین بھی مفتوح ہوا۔

وہاں سے انہوں نے موصل کا قصد کیا اور اس کے دو قلعوں میں سے ایک قلعہ فتح کرلیا۔ کہتے ہیں کہ وہ وہاں زوزان کے راستے پہنچے اور ان لوگوں سے مصالحت کرلی۔ اس کے بعد ارزن کو فتح کیا، پھر ایک درے میں گھس کر بدلیس اور خلاط پہنچے تو وہاں کے بشپ نے مصالحت کرلی۔ وہ آرمینیہ کے "ترش چشمہ" تک پہنچ گئے تھے۔ پھر وہاں سے رقہ آئے اور وہاں سے حمص گئے۔ ۲۰ھ میں ان کی وفات ہوگئی۔

ان کے بعد حضرت عمرؓ نے سعید بن عامر بن حِذیم کو حاکم بنایا مگر تھوڑے عرصے کے بعد وہ بھی فوت ہوگئے۔ پھر حضرت عمرؓ نے عمیر بن سعد الانصاری کو حاکم بنایا، انہوں نے سخت جنگ کے بعد راس عین کو فتح کرلیا۔ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت عیاض نے انہیں راس عین کی طرف بھیجا تھا اور انہوں نے سخت جنگ کے بعد اسے فتح کرلیا تھا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ نے عیاض کی وفات کے بعد ابو موسیٰ الاشعری کو راس عین کی طرف بھیجا۔

ایک روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ خالد بن ولید عیاض کے ساتھ جزیرہ کی فتح میں شریک تھے اور وہ آمد کے کسی حمام میں داخل ہوئے تو انہوں نے اپنے جسم پر ایسی چیز سے مالش کی جس میں شراب کی آمیزش تھی تو حضرت عمرؓ نے اس (جرم) پر انہیں معزول کردیا۔

دوسرے لوگ یہ کہتے ہی کہ خالد بن الولید نے صرف ابو عبیدہ کے جھنڈے کے تحت کام کیا تھا، ان کے علاوہ اور کسی سردار کے ماتحت نہیں رہے۔ واللہ اعلم۔

جب حضرت عیاض نے سمیساط فتح کیا تو انہوں نے حبیب بن مسلمہ کو ملطیۃ بھیجا جسے

Marfat.com

انہوں نے بزور شمشیر فتح کیا۔ پھر وہاں کے باشندوں نے عہد شکنی کی تو جب حضرت معاویہ شام اور جزیرہ کے حاکم ہوئے تو اس وقت انہوں نے حبیب بن مسلمۃ کو دوبارہ بھیجا اور انہوں نے اسے دوبارہ بزور شمشیر فتح کیا اور وہاں حاکم کے لیے ایک فوجی چھاؤنی بھی قائم کی۔

خالد بن ولید کی معزولی

۱۷ھ میں خالد بن ولید کو لشکر اور فوجی دستوں کی سرداری سے معزول کر دیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ کسی جنگ میں انہیں اور عیاض بن غنم کو بہت مال ملا، اس وقت وہ جابیہ سے روانہ ہوئے تھے۔ جہاں سے حضرت عمرؓ نے مدینہ کی طرف کوچ کیا تھا، اس وقت حمص میں فوجی افسر ابو عبیدہ تھے اور خالد ان کے ماتحت قنسرین میں تھے۔ دمشق کے حاکم یزید، اردن کے معاویہ، فلسطین کے علقمہ بن مخرز اور ساحلی علاقہ کے عبداللہ بن قیس حاکم تھے۔ جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ خالد کو مال ملا ہے تو کئی افراد ان کے پاس طلب مال کے لیے آئے، ان میں اشعث بن قیس بھی تھے۔ خالد نے انہیں دس ہزار دیے۔ جب خالد حمام میں داخل ہوئے تو انہوں نے غسل میں ایک ایسی چیز ملی جس میں شراب کی آمیزش تھی اس پر حضرت عمرؓ نے انہیں تحریر کیا:

> ''مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تم نے شراب کو جسم پر ملا ہے، حالانکہ اللہ نے شراب کا ظاہر و باطن سب کچھ حرام کیا ہے اور اس کا ملنا بھی حرام ہے، اس لیے تم اس سے جسم کی مالش بھی نہ کرو۔''

خالد نے جواب میں لکھا ''ہم نے اسے آزمایا ہے یہ دھونے کی چیز ہے اور شراب نہیں ہے۔'' حضرت عمرؓ نے پھر ان کی طرف لکھا ''مغیرہ کا خاندان (جو تمہارا خاندان ہے) جفا کاری میں مبتلا رہا ہے۔ خدا تمہیں اس پر موت نہ دے۔''

چونکہ حضرت عمرؓ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہتی تھی اس لیے انہیں یہ معلوم ہو گیا کہ خالد کے پاس کئی لوگ مال حاصل کرنے کے لیے آئے تو آپ نے قاصد کی زبانی ابو عبیدہ کو یہ کہلا بھیجا ''وہ خالد کو کھڑا کر کے ان کے عمامے سے انہیں باندھ دیں اور ان کی ٹوپی اتار لیں تاکہ وہ بتائیں کہ انہوں نے اشعث کو کس مد سے مال عطا کیا؟ کیا اپنے ذاتی مال سے دیا یا مال غنیمت میں سے دیا ہے، اگر وہ کہیں

Marfat.com

کہ انہوں نے مال غنیمت میں سے دیا تھا تو سمجھ لو کہ انہوں نے خیانت کا اقرار کیا اور اگر یہ کہیں کہ یہ مال انہوں نے اپنے ذاتی مال سے دیا تو وہ اسراف کے مجرم ہیں، بہر حال میں انہیں معزول کرتا ہوں۔ تم ان کا کام اپنے ذمے لے لو۔''

جب ابو عبیدہ نے لکھ کر خالد کو اس بات سے مطلع کیا تو وہ ان کے پاس آئے، اس وقت ابو عبیدہ لوگوں کو جمع کر کے منبر پر بیٹھ گئے اور قاصد نے کھڑے ہو کر خالد بن ولید سے پوچھا کہ انہوں نے اشعث کو کہاں سے انعام دیا؟ ابو عبیدہ خاموش رہے اور خالد نے بھی اس کا کوئی جواب نہیں دیا، آخر کار بلال نے کھڑے ہو کر فرمایا ''امیر المومنین نے تمہارے بارے میں یہ حکم دیا ہے'' یہ کہہ کر انہوں نے ان کا عمامہ اتار لیا۔ خالد نے تعمیل حکم پر چون و چرا نہیں کیا اور اپنی ٹوپی سر پر رکھ لی۔ بلال نے انہیں کھڑا کر کے عمامہ سے باندھ دیا اور پوچھا ''تم نے اشعث کو کس رقم سے عطیہ دیا؟ کیا اپنے مال سے دیا یا جو مال غنیمت حاصل ہوا تھا، اس میں سے دیا تھا؟'' خالد نے جواب دیا ''میں نے اپنے مال میں سے دیا تھا۔'' اس پر انہیں کھول دیا گیا اور ان کی ٹوپی واپس کر کے ان کے سر پر بلال نے خود اپنے ہاتھ سے عمامہ باندھا اور پھر فرمایا ''اب ہم اپنے سرداروں کی اطاعت کریں گے اور اپنے حاکموں کے لیے مال غنیمت حاصل کر کے ان کی خدمت کریں گے۔''

خالد حیران تھے کہ آیا وہ اپنے عہدے پر برقرار ہیں یا معزول ہو گئے ہیں۔ ابو عبیدہ نے ان کا احترام کرتے ہوئے انہیں اس بات سے مطلع نہیں کیا تھا۔ جب حضرت عمر فاروقؓ کے پاس ان کے پہنچنے میں دیر ہو گئی تو انہوں نے یہی سمجھا کہ ان کا خیال درست ہے، اس لیے انہوں نے خالد کی فوری طلبی کا حکم بھیجا۔ لہٰذا خالد قنسرین گئے اور وہاں لوگوں کے سامنے تقریر کی، اس کے بعد وہ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے، جب وہ حضرت عمرؓ سے ملے تو ان سے شکایت کرنے لگے اور فرمانے لگے ''میں نے آپ کی شکایت مسلمانوں سے کی تھی، خدا کی قسم! آپ میرے بارے میں اچھا سلوک نہیں کر رہے ہیں۔'' حضرت عمرؓ نے پوچھا ''یہ دولت تمہارے پاس کہاں سے آئی؟'' فرمانے لگے ''مال غنیمت میں سے جو حصے ملے تھے (ان میں سے یہ دولت جمع ہوئی ہے) اور ساٹھ ہزار سے زیادہ جو رقم ہو وہ آپ کی ہے۔''

جب حضرت عمرؓ نے اس کی قیمت لگوائی تو بیس ہزار زائد نکلے، اس لیے اسے بیت المال میں جمع کرا دیا، پھر حضرت عمرؓ فرمانے لگے ''اے خالد! خدا کی قسم! تم میرے نزدیک بہت زیادہ شریف ہو اور مجھے

Marfat.com

بہت زیادہ محبوب ہو۔" اس کے بعد انہوں نے مختلف شہروں میں یہ لکھ کر بھیجا "میں نے خالد کو ناراضگی اور خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا، بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگ انہیں بہت بڑا (بہادر) سمجھنے لگے تھے اور (ان کی عظمت کے) فریب میں مبتلا ہوگئے تھے، اس لیے مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ وہ ان پر (حد سے زیادہ) بھروسہ نہ کریں اس لیے میں نے یہ چاہا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اصل کارساز اللہ تعالیٰ ہے اس لیے انہیں کسی پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔" اس کے بعد حضرت عمرؓ نے جو کچھ ان سے لیا تھا، اس کا معاوضہ ادا کر دیا۔

خانۂ کعبہ کی تعمیر و توسیع

۱۷ھ میں حضرت عمر بن خطاب نے عمرہ ادا فرمایا اور کعبہ میں تعمیر و توسیع فرمائی اور مکہ معظمہ میں بیس دن تک قیام فرمایا۔ آپ نے ان لوگوں کی عمارتوں کو منہدم کرا دیا، جنہوں نے (اپنی عمارتوں کو) فروخت کرنے سے انکار کر دیا تھا اور ان کے گھروں کی قیمت بیت المال میں محفوظ رکھی۔ تا آنکہ وہ اسے وصول کر سکیں۔ آپ نے عمرہ ماہ رجب میں ادا کیا اور اس کے لیے مخرمہ نے مکہ اور مدینہ کے درمیان گھر بنانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے انہیں اس شرط پر اجازت دی کہ مسافر سایہ اور پانی کا زیادہ حقدار ہے۔

حضرت علیؓ کی بیٹی سے شادی

اسی سال حضرت عمر فاروقؓ نے ام کلثوم بنت علی بن ابو طالب سے نکاح کیا۔ وہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی تھیں۔ ان کے ساتھ رخصتی ماہ ذوالقعدہ میں ہوئی۔

بحرین کی راہ سے فارس پر حملہ

کہتے ہیں کہ جب اھواز اور اس کے قریبی علاقے فتح ہوئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا "میں چاہتا ہوں کہ ہمارے اور فارس کے درمیان آگ کا پہاڑ حائل ہوتا" نہ تو ہم ان تک پہنچ سکتے اور نہ ہم تک ان کی رسائی ہوتی۔"

حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں علا بن الحضرمی بحرین کے حاکم تھے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے عہد میں انہیں معزول کر کے ان کی جگہ قدامہ بن مظعون کو حاکم بنایا۔ پھر قدامہ کو معزول کر کے

Marfat.com

علاء بن الحضرمی کو بحال کردیا۔ تاہم ان کی سعد بن ابی وقاص سے حریفانہ چشمک تھی۔ علاء بن الحضرمی نے مرتدوں کے ساتھ جنگ کر کے ان پر فضیلت حاصل کر لی تھی، مگر جب سعد بن ابی وقاص نے اہل قادسیہ پر فتح حاصل کی اور کسریٰ کے اقتدار کا خاتمہ کردیا تو یہ علاء کے کارنامے سے بڑھ کر کارنامہ ثابت ہوا اس لیے علاء نے چاہا کہ وہ بھی ایرانیوں کے برخلاف کوئی نمایاں کارنامہ انجام دیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے اطاعت اور نافرمانی کو پیش نظر نہیں رکھا کیونکہ اس سے پیشتر حضرت عمرؓ انہیں بحری جنگ سے منع کر چکے تھے اور دوسروں کو بھی منع کر رکھا تھا، وہ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کی پیروی کرنا چاہتے تھے۔ نیز وہ ایسی جنگ میں خطرہ بھی محسوس کرتے تھے۔

مگر علا نے لوگوں کو فارس پر حملہ کرنے کی دعوت دی اور مسلمان اس کے لیے تیار ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے لشکر کو کئی حصوں میں منظم کیا۔ پہلے حصے پر جارود بن المعلیٰ تھے۔ دوسرے پر سوار بن ہمام تھے اور تیسرے پر خُلَید بن منذر بن ساوی تھے۔ خُلَید مشترکہ طور پر تمام لشکر کے سپہ سالار اعلیٰ بھی تھے۔ ان تمام فوجوں کو حضرت عمرؓ کی اجازت کے بغیر بحری راستے سے فارس پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا گیا، چنانچہ تمام فوجیں بحرین سے سمندر پار کر کے فارس پہنچیں، وہ اصطخر کے ارادے سے نکلی تھیں، ان کے مقابلے میں اہل فارس کی قیادت ھربذ کر رہا تھا۔ اہل فارس مسلمانوں کی کشتیوں کی راہ میں حائل ہو گئے تو خلید نے کھڑے ہو کر مسلمانوں کے سامنے اس طرح تقریر کی:

> ''دشمن نے تمہیں جنگ کے لیے نہیں بلایا تھا بلکہ تم خود ان سے جنگ کے لیے آئے ہو۔ ایسی صورت میں یہ کشتیاں اور یہ سرزمین اس کے قبضے میں ہوگی جو غالب آئے گا، اس لیے تم صبر اور نماز کے ذریعے نصرت الٰہی کے خواہاں رہو۔ یہ بات خدا کے نزدیک بندوں کے لیے کوئی مشکل نہیں ہے۔''

مسلمانوں نے اس پر صدائے لبیک بلند کی اور ظہر کی نماز پڑھ کر ان سے مقابلہ کیا اور طاوس کے مقام پر سخت جنگ ہوئی اس جنگ میں سوار اور جارود (دونوں افسر) شہید ہوئے۔ حضرت خُلَید نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا تھا کہ وہ پیادوں سے جنگ کریں چنانچہ اس طرح جنگ کرنے میں اہل فارس کے بہت سے سپاہی مارے گئے۔ پھر وہ بصرہ کے ارادے سے نکلے مگر انہیں سمندر کا راستہ نہ مل سکا کیونکہ ایرانیوں نے ان کا راستہ روک لیا تھا اس لیے وہ رک گئے اور صف آرا ہو گئے۔

Marfat.com

جب حضرت عمرؓ کو علاء کی کارروائی کی خبر ملی تو آپ نے عتبہ بن غزوان کو پیغام بھیجا کہ وہ فارس میں مسلمانوں کی امداد کے لیے بھاری فوج بھیجیں ورنہ وہ مسلمان تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ آپ فرماتے تھے کہ میرے دل میں خدا کی طرف سے یہ بات ڈال دی گئی تھی کہ ایسا کام کیا جائے۔

(اس غلط کارروائی کی سزا کے طور پر) حضرت عمرؓ نے علاء بن الحضرمی کو حضرت سعد بن ابی وقاص کا ماتحت مقرر کر کے بھیجا۔ یہ بات انہیں بہت ناگوار تھی تاہم علاء اپنے ساتھیوں کو لے کر سعد کے پاس پہنچ گئے۔ دوسری طرف عتبہ نے بارہ ہزار کا لشکر جرار (مسلمانوں کی امداد کے لیے) بھیجا۔ اس میں عاصم بن عمرو، عرفجہ بن ہرثمہ اور احنف بن قیس جیسے (آزمودہ کار) جرنیل شامل تھے، وہ خچروں پر سوار ہو کر نکلے مگر ان کے ساتھ ساتھ گھوڑے بھی تھے اور ان کی نگرانی ابوسبرہ بن ابورہم کر رہے تھے جو قبیلہ عامر بن لوئی سے تعلق رکھتے تھے، وہ لوگوں کو لے کر ساحلی مقامات پر سے گزرے مگر کوئی ان کے مقابلے کے لیے نہیں آیا آخر کار ابوسبرہ اور خُلَید دونوں کی ملاقات اس مقام پر ہوئی جہاں طاؤس کی جنگ کے بعد ان کا راستہ روک لیا گیا تھا پہلے صرف اہل اصطخر مسلمانوں سے جنگ کر رہے تھے، دوسرے لوگ بہت کم ان کے ساتھ شریک تھے مگر جب اہل اصطخر نے مسلمانوں کا راستہ روک لیا تو فارس کے دوسرے لوگوں کو بھی مسلمانوں کے مقابلے کے لیے اکٹھا کر لیا گیا اور ہر طرف سے لوگ آ کر شریک ہو گئے، اب طاؤس کی جنگ کے بعد ان کا مقابلہ ابوسبرہ سے ہوا، اس وقت تک مسلمانوں کے پاس امدادی فوج پہنچ چکی تھی۔ اس جنگ میں مشرکوں کا سردار شہرک تھا۔ آخر کار اللہ نے مسلمانوں کو فتح عطا کی اور مشرک مارے گئے اور مسلمانوں نے دل کھول کر انہیں نقصان پہنچایا۔ اس جنگ میں بصرہ کی نئی پود نے خوب اپنے جوہر دکھائے اور شہروں کی نئی پود میں افضل ثابت ہوئے۔ وہ مال غنیم حاصل کرنے کے بعد لوٹ آئے کیونکہ حضرت عتبہ نے انہیں لکھا تھا کہ وہاں نہ ٹھہریں، اس لیے وہ بصرہ صحیح سالم واپس آ گئے۔

جب عتبہ اہواز اور فارس میں کامیاب ہوئے تو انہوں نے حضرت عمرؓ سے حج کرنے کی اجازت مانگی اور اجازت ملنے پر فریضۂ حج ادا کیا۔ حج سے فارغ ہو کر انہوں نے اپنے عہدے سے استعفیٰ پیش کیا مگر حضرت عمرؓ نے ان کا استعفیٰ منظور نہیں کیا بلکہ انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی عملداری کی طرف لوٹ جائیں۔ اس وقت انہوں نے اللہ سے کچھ دعا مانگی اور واپس جانے لگے (مگر راستے ہی میں) بطن نخلہ کے مقام پر رحلت فرما گئے اور وہیں مدفون ہوئے۔ جب حضرت عمرؓ کو یہ خبر ملی تو آپ ان کی قبر کی

Marfat.com

زیارت کے لیے آئے اور فرمانے لگے ''اگر مقررہ اجل نہ آئی ہوتی تو میں یہ کہتا کہ تمہیں میں نے قتل کیا ہے۔'' پھر آپ نے ان کی بہت تعریف کی۔ انہوں نے دیگر مہاجرین کی طرح (رہنے کے لیے) زمین نہیں حاصل کی تھی، اس لیے ان کے لڑکے کو (اپنی پھوپھی) فاختہ بنت غزوان کی طرف سے گھر کا حصہ ملا تھا، جو حضرت عثمان بن عفان کے رشتہ زوجیت میں تھیں، ان کے آزا کردہ غلام حباب نے بھی انہیں جیسا طریقہ اختیار کیا اور اپنے لیے کوئی گھر نہیں بنوایا۔

عتبہ بن غزوان کی وفات سعد سے جدا ہونے کے تین سال بعد ہوئی اس سے پہلے وہ فارس کی اسلامی فوج کو چھڑا لائے تھے اور وہ بصرہ آ گئی تھی۔ ان کے جانشین بصرہ میں ابو سبرہ بن ابو رھم ہوئے اور حضرت عمر نے بھی سال کی باقی ماندہ مدت کے لیے انہیں برقرار رکھا، پھر مغیرہ بن شعبہ کو بصرہ کا حاکم بنا دیا۔ کسی نے ان کی مخالفت نہیں کی البتہ ان کے اور ابو بکرہ کے درمیان ایک واقعہ رونما ہوا (جس کا ذکر آگے آئے گا)۔ پھر عمر بن سراقہ کو حاکم بنایا لیکن کچھ عرصہ کے بعد عمر بن سراقہ کا بصرہ سے کوفہ کی طرف تبادلہ کر دیا اور ابو موسیٰ کو کوفہ سے بصرہ منتقل کیا۔ وہ اپنے فرزند کے ساتھ وہاں حکومت کرتے رہے۔ اس سے پیشتر ہم ۱۴ھ کے حالات میں عتبہ بن غزوان کی حکومت بصرہ کے بارے میں اختلاف روایت کا ذکر کر چکے ہیں۔

مغیرہ بن شُعبہ کی معزولی

اس سال حضرت عمر نے مغیرہ بن شعبہ کو بصرہ کی حکومت سے معزول کیا اور وہاں کا حاکم ابو موسیٰ الاشعری کو مقرر کیا اور حکم دیا کہ مغیرہ بن شعبہ کو ان کے پاس بھیجا جائے۔ واقدی کے قول کے مطابق وہ ماہ ربیع الاول میں معزول ہوئے۔ ان کی معزولی کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ابو بکرہ اور مغیرہ بن شعبہ کے درمیان رنجش تھی اور یہ دونوں پڑوسی تھے۔ ان کے (گھروں کے) درمیان راستہ (مشترکہ) تھا اور ان دونوں کے بالاخانوں کے درمیان ایک کھڑکی تھی (جس کے ذریعے ایک دوسرے کے گھر کا اندرونی حال معلوم ہو جاتا تھا)۔

ایک دفعہ ابو بکرہ کے پاس کچھ لوگ بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ اچانک ہوا چلی اور کھڑکی کا دروازہ کھل گیا، ابو بکرہ اسے بند کرنے کے لیے کھڑے ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مغیرہ کسی عورت کے

Marfat.com

اوپر دراز ہیں۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا ''کھڑے ہو جاؤ اور دیکھو'' چنانچہ وہ بھی کھڑے ہو کر دیکھنے لگے۔ (دیکھنے والے) یہ لوگ تھے ابوبکرہ، نافع بن کلدہ، زیاد بن ابیہ (یہ ابوبکرہ کے اخیافی بھائی تھے) شبل بن معبد البجلی۔

ابوبکرہ نے ان سے کہا ''تم گواہ رہو'' وہ بولے ''یہ عورت کون ہے۔'' ابوبکرہ نے کہا ''یہ ام جمیل بنت افقم ہے۔ یہ قبیلہ عامر بن صعصعہ سے تعلق رکھتی تھی اور مغیرہ اور دیگر امراء کے پاس آتی تھی۔ اس کے زمانہ میں کچھ عورتوں کا یہی طریقہ ہوا کرتا تھا۔ جب وہ کھڑی ہوگئی تو سب اسے پہچان گئے۔ لہٰذا جب مغیرہ نماز پڑھانے کے لیے نکلے تو ابوبکرہ نے انہیں روکا اور حضرت عمرؓ کو یہ واقعہ لکھ کر بھیجا۔ آپ نے ابوموسیٰ کو بصرہ کا حاکم بنا کر بھیجا، اور انہیں حکم دیا کہ وہ سنت نبوی کی پابندی کریں اور رسول اللہ ﷺ کے صحابیوں کا تعاون حاصل کریں کیونکہ وہ اس امت کے لیے نمک ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا جو صحابی تمہیں پسند ہوں ان کو لے جاؤ'' انہوں نے انتیس صحابہ کا انتخاب کیا جن میں انس بن مالک، عمران بن حصین اور ہشام بن عامر بھی شامل تھے۔ وہ انہیں لے کر بصرہ آئے اور اپنے امیر ہونے کا تقررنامہ مغیرہ کو دیا۔ یہ سب سے مختصر اور سب سے مؤثر حکم نامہ تھا ''مجھے اہم خبر موصول ہوئی ہے اس لیے میں نے ابو موسیٰ کو امیر بنا کر بھیجا ہے۔ تمہارے قبضہ میں جو کچھ ہو، وہ انہیں سپرد کر کے جلدی آ جاؤ''

مغیرہ انہیں ایک لونڈی پیش کر کے، جس کا نام عقیلہ تھا، (مدینہ) روانہ ہو گئے ان کے ساتھ ابوبکرہ اور دوسرے گواہ تھے۔ وہ حضرت عمر کے پاس آئے تو مغیرہ نے کہا ''آپ ان غلاموں سے پوچھ لیں کہ انہوں نے مجھے کس طرح دیکھا۔ آیا سامنے سے دیکھا ہے یا پیچھے سے دیکھا؟ نیز انہوں نے عورت کو پہچانا تھا یا نہیں، اگر وہ میرے سامنے تھے تو یہ کیسے ممکن تھا کہ میں نے ان سے پردہ نہ کیا ہو اور اگر وہ میرے پیچھے تھے تو ان کے لیے میرے گھر کے اندر میری بیوی کو دیکھنا کیسے جائز ہو گیا؟ خدا کی قسم میں نے یہ فعل اپنی بیوی کے ساتھ کیا۔'' ان کی بیوی اس کے (ام جمیل کے) مشابہ تھی۔

ابوبکرہ نے یہ گواہی دی کہ انہوں نے ام جمیل کے ساتھ زنا کرتے دیکھا اور انہیں پس و پشت دیکھا۔ شبل اور نافع نے بھی اسی طرح گواہی دی مگر زیاد بن ابیہ نے شہادت میں یہ کہا ''میں نے انہیں ایک عورت کی ٹانگوں کے درمیان دیکھا جس کے دو حنا آلود پاؤں تھے، اس کے سرین کھلے ہوئے تھے اور زور زور سے سانس لینے کی آواز آ رہی تھی۔'' ان سے پوچھا گیا ''کیا تم نے ان کو زنا

Marfat.com

کرتے ہوئے دیکھا؟'' وہ کہنے لگے ''نہیں۔'' پھر پوچھا ''کیا تم اس عورت کو پہچانتے ہو؟'' کہنے لگے ''نہیں، تاہم مجھے شبہ معلوم ہوتا ہے۔'' اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا ''تم الگ ہو جاؤ۔'' باقی تینوں کے بارے میں حکم دیا کہ تہمت لگانے کی سزا کے جرم میں کوڑے لگائے جائیں۔ مغیرہ کہنے لگے ''آپ مجھے ان غلاموں سے بچایئے۔'' آپ نے فرمایا ''خاموش ہو جاؤ، اللہ نے تمہیں بچایا۔ خدا کی قسم اگر شہادت مکمل ہو جاتی تو میں تمہیں ضرور سنگسار کرتا۔''

فتح اہواز، مناذر اور نہر تیری

اس سال (۱۷ھ) میں اہواز، مناذر اور نہر تیری فتح ہوئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ علاقے ۲۰ھ میں فتح ہوئے۔ جب جنگ قادسیہ میں ہرمزان کو شکست ہوئی جو اہل فارس کے ساتھ بڑے سرداروں میں شامل تھا، تو اس نے خوزستان کا قصد کیا اور اس علاقے پر قابض ہو گیا، جو کوئی اس کے مقابلے کے لیے آتا تھا اس سے جنگ کرتا تھا، اس طرح ہرمزان، مناذر اور نہر تیری سے آ کر اہل میسان اور دست میسان پر حملہ کرنے لگا۔ ایسی حالت میں عتبہ بن غزوان نے سعد سے مدد مانگی، انہوں نے ان کی امداد کے لیے نُعیم بن مقرن اور نُعیم بن مسعود کو بھیجا اور ان دونوں کو حکم دیا کہ میسان اور دستمیسان کے بالائی حصہ پر پہنچ جائیں، تاکہ وہ ان کے اور نہر تیری کے درمیان رہ سکیں، عتبہ بن غزوان نے سلمٰی بن یقین اور حرملہ بن مُریطہ کو بھیجا جو قدیم مہاجر صحابہ تھے اور بنو حنظلہ کی شاخ قبیلہ عدویہ سے تعلق رکھتے تھے، وہ میسان اور دستمیسان کے حدود پر مناذر کے قریب اترے۔ انہوں نے بنو العم کو بلوایا تو غالب الوائلی اور کلیب بن وائل الکلبی ان کے پاس آئے، یعنی وہ نُعیم کو چھوڑ کر سلمٰی اور حرملہ کے پاس گئے اور وہ دونوں کہنے لگے ''تم دونوں ہمارے خاندان سے تعلق رکھتے ہو، مگر تمہارا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے، بہرحال جب فلاں دن آ جائے تو تم ہرمزان کے مقابلے کے لیے چلے جاؤ۔ اس وقت ہم میں سے ایک شخص مناذر کے مقام پر حملہ کرے گا اور دوسرا نہر تیری کے مقام پر حملہ آور ہوگا، پہلے ہم لڑنے والوں سے لڑیں گے پھر ہمارا رخ تمہاری طرف ہوگا، اور ان شاء اللہ ہرمزان کو کوئی چیز نہیں بچا سکے گی۔'' یہ کہہ کر وہ دونوں چلے گئے اور اپنی قوم بنو العم بن مالک کو اس طرف آمادہ کیا یہ لوگ اسلام سے پہلے خوزستان میں رہا کرتے تھے اور یہاں کے لوگ انہیں طعن کرتے تھے جب مقررشدہ رات آئی تو اس

Marfat.com

وقت ہرمزان نھر تیری اور دلث کے درمیان تھا۔ لہٰذا سلمٰی اور حرملہ صبح سویرے صف آرا ہو گئے اور نعیم اور ان کے ساتھیوں کو بھی تیار کیا چنانچہ ان کا ہرمزان سے دلث اور نھر تیری کے درمیان مقابلہ ہو۔ سلمٰی بن القین اہل بصرہ کی قیادت کر رہے تھے اور نعیم بن مقرن اہل کوفہ کے سردار تھے۔ جب جنگ شروع ہوئی تو تھوڑی دیر کے بعد غالب اور کلیب کی طرف سے کمک پہنچ گئی اور ہرمزان کو یہ اطلاع ملی کہ مناذر اور نھر تیری پر قبضہ ہو گیا ہے، اس خبر سے ہرمزان اور اس کے ساتھیوں کا دل ٹوٹ گیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دی۔ مسلمانوں نے ان کے افراد کو خاطر خواہ تہہ تیغ کیا اور جس قدر چاہا مال غنیمت حاصل کیا بلکہ ان کا تعاقب کرتے ہوئے دجیل کے کنارے تک پہنچ گئے اور وہاں تک کے علاقے پر قابض ہو گئے اور سوق الاہواز کے سامنے خیمہ زن ہو گئے۔

ہرمزان، سوق الاہواز کے پل کو عبور کر کے وہاں پہنچ گیا اور وہاں رہنے لگا اس طرح نہر دجیل، ہرمزان اور مسلمانوں کے درمیان حائل ہو گئی۔ آخر جب ہرمزان نے دیکھا کہ صلح کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے تو اس نے صلح کی درخواست پیش کی۔ مسلمانوں نے حضرت عتبہ سے فیصلہ طلب کیا تو انہوں نے فرمایا کہ نھر تیری و مناذر اور سوق الاہواز کے مقبوضہ علاقوں کو چھوڑ کر اہواز کے باقی علاقوں اور مھر جان قذق کے علاقے کے لیے صلح کی جا سکتی ہے۔ مقبوضہ علاقے انہیں لوٹائے نہیں جائیں گے۔ انہوں نے سلمٰی کو مناذر کی فوجی چوکی کا نگران مقرر کیا اور اس کی حکومت کلیب کے سپرد ہوئی، اس طرح دونوں بصرہ کی فوجی چوکیوں پر مقرر رہے اور قبیلہ بنو العم کے کئی خاندان ہجرت کر کے بصرہ میں مقیم ہو گئے۔

عتبہ نے حضرت عمر کی طرف بصرہ کا ایک وفد بھیجا جن میں سلمٰی اور دیگر اشراف شریک تھے حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ وہ اپنی ضروریات پیش کریں۔ سب نے کہا ''آپ عوام کے مالک ہیں'' اس کے بعد انہوں نے حضرت احنف بن قیس کو پیش کیا، انہوں نے اس طرح تقریر کی:

''اے امیر المومنین! آپ ویسے ہی ہیں جیسے یہ بیان کرتے ہیں، تاہم عوام کی فلاح و بہبود کی بعض باتیں ایسی ہیں جن کا ظاہر کرنا ہمارے لیے ضروری ہے کیونکہ حاکم کو جو باتیں نہیں معلوم ہوتی ہیں انہیں وہ مخبروں کی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور ان کے کانوں کے ذریعے سنتا ہے۔ ہمارے بھائی اہل کوفہ جہاں آباد ہیں وہاں شیریں چشمے اور سرسبز باغات ہیں اس طرح بغیر محنت و مشقت کے وہاں پھل ان کے پاس آ جاتے ہیں مگر ہم اہل بصرہ

Marfat.com

ایک بدبودار دلدلی زمین پر آباد ہیں، اس کے ایک طرف جنگل ہے تو دوسری طرف شور سمندر ہے، ہمارے گھر تنگ و تاریک ہیں اور ہماری تعداد زیادہ ہے۔ ہمارے ہاں اشراف کم ہیں اور تنگدست زیادہ ہیں۔ ہمارے سکے بڑے اور پیمائش کے آلات چھوٹے ہیں، لہٰذا اب جبکہ ہماری سرزمین میں توسیع واضافہ ہوگیا ہے تو اے امیر المومنین! آپ ہمارے رزق میں بھی توسیع واضافہ فرمائیں تاکہ ہم سکون سے زندگی گذاریں۔

جب حضرت عمر فاروقؓ نے ان کی گفتگو سنی تو آپ نے اہل بصرہ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا اور انہیں کسریٰ کے خاندان کی اراضی جاگیریں میں دے دیں اور ان کے عطیات میں اضافہ کیا۔ پھر آپ فرمانے لگے "یہ جوان (احنف بن قیس) اہل بصرہ کا سردار ہے۔" آپ نے حضرت عتبہ کو بھی تحریر فرمایا کہ وہ انہیں اپنا مشیر بنائیں۔ بعدازاں آپ نے ان لوگوں کو اپنے شہر واپس کر دیا۔

ہرمزان کے ساتھ مصالحت کیے ہوئے تھوڑا عرصہ نہیں گذرا تھا کہ ہرمزان کا غالب اور کلیب سے اپنے اپنے علاقوں کی سرحدوں کے بارے میں اختلاف ہوگیا، اس لیے سلمٰی اور حرملہ تحقیقات کے لیے پہنچے تو معلوم ہوا کہ غالب اور کلیب حق پر ہیں اور ہرمزان حق پر نہیں ہے، اس لیے انہوں نے حق کی حمایت کی۔ اس پر ہرمزان نے سرکشی اختیار کی اور کردوں کی مدد لے کر مقابلے کے لیے آ گیا۔ اس وقت سلمٰی اور ان کے ساتھیوں نے عتبہ کو لکھا۔ انہوں نے لکھ کر حضرت عمرؓ کو صورت حال سے مطلع کیا۔ آپ نے تحریر فرمایا کہ اس کا مقابلہ کیا جائے۔ مسلمانوں کی امداد کے لیے آپ نے حضرت حُرقوص بن زہیر سعدی کو، جو صحابی تھے، بھیجا نیز یہ جنگی مہم اور بعد کے مقبوضہ علاقوں کی حکومت بھی ان کے سپرد کی۔ جب ہرمزان اور اس کے ساتھی مقابلے کے لیے نکلے تو مسلمان بھی سوق الاہواز کے پل تک پہنچے اور اسے پیغام دیا کہ یا تو وہ پل پار کر کے ان کے پاس آئے ورنہ وہ اس کے پاس پل کو عبور کر کے پہنچ رہے ہیں۔ اس نے کہا "تم عبور کر کے ہمارے پاس آجاؤ" لہٰذا مسلمان پل پر سے گزر کر پہنچے اور سوق الاہواز کے قریب جنگ شروع کر دی۔ اس جنگ میں ہرمزان شکست کھا کر رامھر مز چلا گیا اور حُرقوص سوق الاہواز فتح کر کے وہیں مقیم ہوگئے، اس طرح مقبوضہ علاقہ تستر تک وسیع ہوگیا، چنانچہ ان لوگوں پر جزیہ مقرر کر کے فتح کا حال لکھ کر حضرت عمر فاروقؓ کے پاس بھیجا گیا اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ بھی آپ کو ارسال کیا گیا۔

Marfat.com

ہرمزان اور اہل تستر کی صلح

اس سال تستر بھی فتح ہوا اور بعض روایات میں یہ منقول ہے کہ یہ ۱۶ھ یا ۱۹ھ میں فتح ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب سوق الاہواز کی جنگ میں ہرمزان کو شکست ہوئی اور مسلمانوں نے اس علاقہ کو فتح کرلیا تو حُرقوص نے جزء بن معاویہ کو بھیجا کہ وہ حضرت عمرؓ کے حکم کے مطابق سوق الاہواز تک ان لوگوں کا تعاقب کریں۔ لہٰذا وہ قتل و غارت گری کرتے ہوئے قریۃ الشعر تک پہنچ گئے، وہاں ہرمزان سے مقابلہ سخت تھا اس لیے وہ شہر دورق کی طرف مڑ گئے اور اس پر قبضہ کرلیا جو لوگ وہاں سے بھاگ گئے تھے انہیں جزیہ ادا کرنے کی دعوت دی جو انہوں نے منظور کرلی۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت عمر فاروق اور عتبہ کو صورت حال سے مطلع کیا تو حضرت عمرؓ نے حرقوص اور انہیں (جزء بن معاویہ) کو لکھا کہ وہ اپنے مقبوضہ علاقے میں رہیں تا آنکہ ان کے پاس ان کا دوسرا حکم آئے۔ اس عرصہ میں جزء بن معاویہ نے اس علاقہ کو بسایا، نہریں کھودیں اور بنجر اراضی کو آباد کیا۔

آخر کار ہرمزان نے مسلمانوں سے صلح کرنے کے لیے خط و کتابت کی تو حضرت عمر فاروقؓ نے اس کے ساتھ صلح کرنا اس شرط پر منظور کیا کہ مسلمانوں کے مقبوضہ علاقے انہیں کے پاس رہیں گے۔ جب صلح ہوگئی تو کردوں کے حملوں کے موقعہ پر مسلمان اس کی حمایت کرنے لگے، اس عرصہ میں حُرقوص اہواز کے پہاڑوں میں مقیم ہوگئے، جہاں لوگوں کے لیے آمد و رفت کی دقت ہوتی تھی جب حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع ملی تو حضرت عمرؓ نے انہیں حکم دیا کہ وہ میدانی علاقے میں رہیں تا کہ کسی مسلمان یا ذمی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ آپ نے انہیں نصیحت کی کہ وہ نہ تو سستی کریں اور نہ جلد بازی سے کام لیں، ایسا نہ ہو کہ ان کی دنیا بھی خراب ہو اور آخرت بھی جاتی رہے۔

حُرقوص جنگ صفین تک زندہ رہے، اس وقت وہ خارجی ہوگئے تھے اور خارجیوں کے ساتھ نھروان کی جنگ میں شریک ہوئے۔

رامھرمز اور تستر کی فتح

رامھرمز، تستر اور سوس کی فتح کے سالوں میں اختلاف ہے۔ بعض روایات کے مطابق یہ شہر ۱۷ھ یا ۱۹ھ میں یا ۲۰ھ میں فتح ہوئے۔ ان کی فتح کا باعث یہ ہوا کہ مرو میں پہنچ کر شاہ یزدگرد نے

Marfat.com

اہل فارس کو بھڑکانا شروع کیا اور ان کے ملک کے جاتے رہنے پر افسوس کرنے لگا، اس طرح ان میں جوش پیدا ہوا اور اہل اہواز کے ساتھ ان کی خط و کتابت ہونے لگی۔ آخر کار ان میں امداد باہمی کے عہد و پیمان ہو گئے۔ یہ خبریں حُرقوص بن زہیر، جزء بن معاویہ، سلمیٰ و حرملہ تک بھی پہنچ گئیں۔ انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ کو صورت حال سے آگاہ کیا تو انہوں نے سعد کو تحریر کیا ''اہواز کی طرف نعمان بن مقرن کی زیر سرکردگی میں جلد ایک بھاری لشکر بھیجو، وہ ہرمزان کے مقابلہ پر اتر جائیں اور اس کے معاملے کی تحقیقات کریں۔'' پھر حضرت ابوموسیٰ کو یہ لکھا ''اہواز کی طرف ایک بھاری فوج بھیجو اس کا سردار سہیل بن عدی کے بھائی سہل بن عدی کو بناؤ۔ ان کے ساتھ براء بن مالک، مجزاۃ بن ثور، عرفجہ بن ہرثمہ وغیرہ کو بھی بھیجو، مگر اہل کوفہ اور بصرہ دونوں کی قیادت ابوسبرہ بن ابورُھم کریں۔''

نعمان بن مقرن اہل کوفہ کو لے کر نکلے، وہ اہواز کی طرف خچروں پر روانہ ہوئے ان کے پہلو میں گھوڑے بھی تھے۔ حرقوص، سلمیٰ اور حرملہ کو چھوڑ کر سیدھے ہرمزان کی طرف پہنچے، جو رامھرمز میں تھا۔ جب ہرمزان نے سنا کہ نعمان آرہے ہیں تو اس نے جلدی سے حملہ کرنا چاہا۔ اس کے ساتھ اہل فارس تھے اس لیے اربک کے مقام پر نعمان کے ساتھ اس کی جنگ ہوئی، آخر میں اللہ تعالیٰ نے ہرمزان کو شکست دے دی اور وہ رامھرمز سے بھاگ کر تستر پہنچ گیا، نعمان رامھرمز آکر مقیم ہو گئے۔ اس کے بعد وہ ایذج کی طرف روانہ ہوئے، وہاں شیرویہ نے ایذج والوں کی طرف سے صلح کرلی تو وہ پھر رامھرمز کی طرف روانہ ہونے کا قصد کر رہے تھے تو انہیں اس کے فتح ہونے کی خبر ملی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہرمز بھاگ کر تستر چلا گیا ہے اس لیے وہ تستر کی طرف روانہ ہو گئے۔ مروان کے مقابلے کے لیے، وہاں ہرمزان کے لشکر میں اہل فارس و جبال اور اہواز کے سپاہی سب شامل ہو گئے اور انہوں نے خندقیں کھود رکھی تھیں۔

حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کی امداد کے لیے ابوموسیٰ اشعری کو بھیجا اور انہیں اہل بصرہ کا سپہ سالار مقرر کیا مگر تمام اسلامی فوجوں کے سپہ سالار اعلیٰ ابوسبرۃ تھے۔ مسلمانوں نے کافروں کا کئی ملکوں تک محاصرہ کیا اور ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کیا۔ چنانچہ براء بن مالک نے جو انس بن مالک کے بھائی تھے۔ اس محاصرہ میں فتح ہونے تک ان سو سُورماؤں کو قتل کیا جو مقابلہ کے لیے للکارے گئے تھے۔ دوسرے افراد جو مقتول ہوئے وہ اس کے علاوہ ہیں، اسی قدر تعداد میں مجزاۃ بن ثور، کعب بن ثور اور دیگر

Marfat.com

اہل بصرہ اور اہل کوفہ نے کافروں کو ٹھکانے لگایا۔ مشرکوں نے اس تستر کی جنگوں میں اسی دفعہ اس حملے کیے جن میں کبھی وہ کامیاب ہوتے تھے اور کبھی شکست کھاتے تھے۔ آخری حملہ بہت سخت تھا۔ اس موقع پر مسلمانوں نے حضرت براء سے، جن کی دعا قبول ہوتی تھی، یہ درخواست کی کہ وہ خدا سے کافروں کی شکست کے لیے دعا مانگیں، چنانچہ انہوں نے یہ دعا مانگی "اے اللہ تو ان کافروں کو شکست دے اور مجھے شہادت عطا فرما۔" اس دعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں نے کافروں کو شکست دے کر خندقوں کے اندر گھسا دیا پھر خندقوں میں گھس کر انہیں اس قدر مارا کہ وہ شہر میں داخل ہو کر محصور ہو گئے۔ مسلمانوں نے بھی ان کا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا اور یہ محاصرہ اس قدر طویل ہو گیا کہ لوگ تنگ آ گئے، آخر کار ان کے ایک آدمی نے پناہ دینے کی شرط پر نعمان سے یہ کہا کہ وہ ایک ایسا راستہ بتا سکتا ہے جہاں سے وہ داخل ہو سکتے ہیں۔ نیز کسی نے ابوموسیٰ کی سمت ایک تیر بھی پھینکا جس میں یہ تحریر تھا کہ اگر اسے پناہ دی جائے تو وہ ایسے مقام کا پتہ دے سکتا ہے جہاں سے وہ شہر میں داخل ہو سکتے ہیں۔ مسلمانوں نے بھی تیر پھینک کر اسے پناہ دینے کا وعدہ کیا، لہٰذا اس نے دوسرا تیر پھینک کر یہ بتایا "تم پانی کے خارج ہونے کے مقام پر چلے جاؤ جہاں سے تم شہر میں داخل ہو سکو گے۔" لہٰذا مسلمان اس طرف جانے کے لیے تیار ہوئے، بلکہ اس مقصد کے لیے عامر بن عبد قیس اپنے ساتھیوں کے ساتھ آگے بڑھا، وہ سب رات کے وقت وہاں پہنچے۔ نعمان نے اپنے ساتھیوں کو یہ ہدایت کر دی تھی کہ وہ اس راہنما کے ساتھ، شہر میں داخل ہونے کے مقام تک پہنچ جائیں۔ چنانچہ بہت سے لوگ وہاں پہنچ گئے۔ اہل بصرہ بھی اس مقام پر ان کے ساتھ مل گئے۔ کچھ لوگ باہر رہے اور کچھ لوگ سرنگ میں سے گزر کر شہر میں داخل ہو گئے۔ داخل ہوتے ہی انہوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ باہر کے مسلمانوں نے بھی نعرہ تکبیر سے اس کا جواب دیا، اتنے میں شہر کے دروازے کھول دیئے گئے، مسلمان داخل ہو کر بہادری کے ساتھ لڑے اور ہر طرف جنگجو حریف کو سلا دیا گیا مگر ہرمزان قلعہ میں داخل ہو کر قلعہ نشین ہو گیا، تاہم جو مسلمان داخل ہو گئے تھے انہوں نے قلعہ کا محاصرہ کر دیا آخر کار جب وہ حضرت عمرؓ کے فیصلے کو ماننے کے لیے تیار ہو گیا تو مسلمانوں نے بیڑیوں سے جکڑ لیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے جو مال غنیمت انہیں عطا کیا تھا، اسے آپس میں تقسیم کر لیا، ہر سوار کے حصے میں تین ہزار آئے اور ہر پیادے کو ایک ہزار ملا۔ اس کے بعد وہ تیر انداز جس نے تیر کے ذریعے پیغام بھیجا تھا اور وہ آدمی، جو نکل کر رہنمائی کر رہا تھا، آئے، ان دونوں کو پناہ دی گئی۔

Marfat.com

اس رات مسلمانوں کی کافی تعداد شہید ہوئی اور جن لوگوں کو ہرمزان نے بذات خود شہید کیا تھا ان میں مجزاۃ بن ثور اور براء بن مالک بھی شامل تھے۔ (فتح کے بعد) حضرت ابوسبرۃ بذات خود شکست خوردہ فوج کے تعاقب میں سوس تک گئے۔ وہاں پہنچ کر وہ ٹھہر گئے۔ ان کے ساتھ ساتھ نعمان بن مقرن اور ابوموسیٰ اشعری بھی تھے۔ پھر جب حضرت عمرؓ کو صورت حال سے لکھ کر مطلع کیا گیا تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو بصرہ کی طرف لوٹ جانے کا حکم دیا۔ اس طرح تیسری مرتبہ انہیں بصرہ کی حکومت ملی اور وہ سوس سے بصرہ کی طرف لوٹ آئے۔

زرّ بن عبداللہ بن کلیب جندیسا پور آئے اور وہیں ٹھہر گئے۔ یہ صحابی تھے۔ حضرت عمرؓ نے مُقترب کو، جن کا اصلی نام اسود بن ربیعہ تھا، اور جن کا قبیلۂ ربیعہ بن مالک سے تعلق تھا، بصرہ کی فوج کا حاکم بنایا۔ یہ بھی صحابی تھے اور یہ دونوں مہاجر بھی تھے۔ اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اسود، رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک وفد میں آئے تھے، انہوں نے آپ سے عرض کیا "میں آپ کے پاس اس لیے حاضر ہوں کہ آپ کی صحبت میں رہ کر اللہ کا قرب حاصل کروں۔" اس وجہ سے ان کا نام مقترب پڑ گیا۔

ابوسَبرہ نے (حضرت) عمرؓ بن خطاب کے پاس ایک وفد بھیجا جن میں انس بن مالک اور احنف بن قیس بھی شامل تھے، ان کے ساتھ ہرمزان بھی تھا۔ اسے وہ مدینہ منورہ لے کر آئے تو اسے اس کا ریشمی اور سونے سے مرصع لباس پہنایا گیا اور وہ تاج بھی سر پر رکھا گیا تھا جو زیوروں اور یاقوت و جواہرات سے آراستہ تھا۔ یہ کام اس لیے کیا گیا تھا کہ (حضرت) عمرؓ اور مسلمان اس کی حیثیت کو اچھی طرح سے دیکھ سکیں۔ پھر انہوں نے حضرت عمرؓ کو ڈھونڈا مگر آپ نہیں ملے جب آپ کے بارے میں پوچھا گیا تو بتایا گیا کہ آپ مسجد میں بیٹھے ہوئے کوفہ کے وفد سے مل رہے ہیں، چنانچہ انہوں نے آپ کو مسجد کے اندر اس حالت میں دیکھا کہ آپ ایسی لمبی ٹوپی کو تکیہ بنائے ہوئے تھے جسے آپ نے وفد کے آنے کے موقعہ پر پہنا تھا اور جب وفد چلا گیا تو اسے تکیہ بنا کر سو گئے تھے۔ چنانچہ جب وہ لوگ وہاں پہنچے تو آپ اس حالت میں سوئے ہوئے تھے اور آپ کے ہاتھ میں درہ تھا۔ یہ لوگ وہاں بیٹھ گئے تو ہرمزان نے پوچھا "عمر کہاں ہیں؟" وہ کہنے لگے "وہ یہ (سوئے ہوئے) ہیں۔" وہ کہنے لگا کہ "ان کے دربان اور محافظ کہاں ہیں؟" وہ بولے "ان کا کوئی دربان، محافظ اور سیکریٹری نہیں ہے۔" وہ کہنے لگا "پھر تو کیا وہ پیغمبر نہیں؟" وہ بولے "(وہ پیغمبر نہیں ہیں) مگر وہ پیغمبروں جیسے کام کرتے ہیں۔" اتنے میں حضرت عمرؓ لوگوں کے شور و غل سے

Marfat.com

بیدار ہو گئے اور اٹھ کر بیٹھ گئے پھر انہوں نے ہرمزان کی طرف نگاہ کی تو پوچھا ''کیا یہ ہرمزان ہے؟'' وہ بولے ہاں (یہ وہی ہے)۔ اس پر آپ نے فرمایا ''خدا کا شکر ہے کہ اُس نے اسلام کو غالب کر کے ان جیسے افراد کو ذلیل کیا۔'' پھر آپ نے حکم دیا کہ اس کا لباس اتار دیا جائے۔ چنانچہ اس کا (شاہانہ) لباس اتار کر اسے معمولی لباس پہنا دیا گیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے اس سے فرمایا ''تمہیں غداری اور اللہ کی حکومت کا انجام کیسا نظر آیا۔'' وہ بولا ''اے عمر دور جاہلیت میں اللہ نے ہمیں اور آپ لوگوں کو تنہا چھوڑ رکھا تھا تو ہم آپ پر غالب آ گئے تھے مگر اب اللہ آپ کے ساتھ ہے تو آپ ہم پر غالب آ گئے ہیں۔''

پھر آپ نے فرمایا ''تم نے کیوں بار بار عہد شکنی کی؟'' وہ بولا ''مجھے اندیشہ تھا کہ اس سے پیشتر کہ میں آپ سے بات کروں آپ مجھے قتل کر دیں گے۔'' آپ نے فرمایا ''تم اس بات کا قطعی اندیشہ نہ کرو۔'' پھر اس نے پانی مانگا تو ایک معمولی پیالے میں پانی لایا گیا۔ وہ بولا ''میں پیاسا مر جاؤں گا مگر ایسے برتن میں پانی نہیں پیوں گا۔'' لہٰذا اس کی پسند کے مطابق برتن میں پانی لایا گیا۔ پھر وہ کہنے لگا ''مجھے اندیشہ ہے کہ مجھے پانی پیتے ہوئے قتل کر دیا جائے گا۔'' آپ نے فرمایا جب تک تم پانی نہ پی لو گے اس وقت تک تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔'' یہ سن کر اس نے اسے (برتن کو) الٹ دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ''اسے دوبارہ (پانی) لا کر دو تا کہ اسے قتل اور پیاس (دو چیزوں) کی سزا نہ ملے۔'' اس پر وہ بولا ''مجھے پانی پینے کی خواہش نہیں ہے بلکہ اس سے میرا مقصد یہ تھا کہ میں پناہ حاصل کروں۔''

آپ نے فرمایا ''میں تمہیں قتل کروں گا۔'' وہ بولا ''آپ نے مجھے پناہ دی ہے۔'' آپ نے فرمایا ''تم جھوٹ بولتے ہو۔'' انس نے کہا ''نہیں! وہ سچا ہے، آپ نے اسے پناہ دی ہے۔'' آپ نے فرمایا ''اے انس! کیا میں مجزاۃ بن ثور اور براء بن مالک کے قاتل کو پناہ دے سکتا ہوں؟ خدا کی قسم! تم ثبوت لاؤ ورنہ میں تم کو سزا دوں گا۔'' وہ بولے ''آپ نے فرمایا تھا تم پر کوئی حرج نہیں ہے جب تک کہ تم بات نہ کر لو اور تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا، جب تک کہ تم پانی نہ پی لو۔'' آپ کے ارد گرد جو بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے اس کی تائید کی۔ اس وقت آپ ہرمزان سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے ''تم نے مجھے دھوکا دیا۔ خدا کی قسم! میں اس وقت دھوکے میں آ سکتا ہو جب تم مسلمان ہو جاؤ۔'' لہٰذا وہ مسلمان ہو گیا اور آپ نے اس کے لیے دو ہزار مقرر کیے اور اسے مدینہ مین آباد کیا۔ ابتداء میں مغیرہ بن شُعبہ اس کی ترجمانی کر رہے تھے۔ وہ کسی قدر فارسی زبان جانتے تھے۔ بعد میں صحیح ترجمان بھی آ گیا تھا۔

Marfat.com

حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کے وفد سے یہ کہا ''غالباً مسلمان ذمی لوگوں کو تکلیف دیتے ہیں اسی وجہ سے وہ تمہارے ساتھ عہد شکنی کرتے ہیں۔'' وہ بولے ''ہم تو ان کی طرف سے ایفائے عہد دیکھتے رہے ہیں۔'' آپ نے فرمایا ''پھر اس قسم کے واقعات کیوں رونما ہوتے ہیں؟'' اس بات کا کوئی جواب نہ دے سکا البتہ احنف بن قیس نے یہ کہا ''اے امیر المومنین! آپ نے ہمیں ان کے ملک میں پھیل جانے سے منع کر رکھا ہے حالانکہ ان کا بادشاہ ان میں موجود ہے اور جب تک وہ بادشاہ زندہ رہے گا وہ ہم سے جنگ کرتے رہیں گے کیونکہ دو بادشاہ کبھی اتفاق کے ساتھ نہیں رہ سکتے، جب تک کہ ان میں سے ایک دوسرے کو نکال نہ دے۔ اس لیے کہ ان کا بادشاہ ان کو بھڑ کا رہا ہے۔ ان کا یہ طریقہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ آپ ہمیں ان کے ملک میں بڑھنے کی اجازت نہیں دیتے کیونکہ...... اس صورت حال میں ہم ملک میں پیش قدمی کر کے ان کے بادشاہ کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔ اور اس وقت ایرانیوں کی توقعات منقطع ہو سکتی ہیں۔''

حضرت عمرؓ نے (یہ سن کر) فرمایا ''تم سچ کہتے ہو۔'' پھر آپ نے ان مقالات پر غور کر کے انہیں رخصت کیا تھوڑے عرصے کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس ان کا یہ خط آیا کہ اہل نہاوند جمع ہو رہے ہیں، تو آپ نے انہیں ان کے ملک میں بڑھنے کا حکم دیا۔

ایک روایت کے مطابق محمد بن جعفر بن ابو طالب بھی تستر میں شہید ہوئے۔

فتح سوس:

کہتے ہیں کہ جب ابو سبرۃ، سوس کے قریب پہنچے تو وہاں ہرمزان کا بھائی شہر یار موجود تھا۔ مسلمانوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور کئی مرتبہ ان سے جنگ کی مگر ہر دفعہ اہل سوس نے مسلمانوں کو نقصان پہنچایا۔ آخر کار وہاں کے راہبوں اور پادریوں نے جھانک کر مسلمانوں سے کہا ''اے اہل عرب ہمارے علماء نے ہمیں بتایا ہے کہ سوس کو دجال یا اس کے قوم کے علاوہ اور کوئی فتح نہیں کر سکے گا اگر دجال تم میں موجود ہو تو تم اسے فتح کر لو گے۔''

ابو موسیٰ، سوس سے بصرہ کی طرف چلے گئے اور ان کے بجائے اہل بصرہ کے سپہ سالار مقترب بن ربیعہ ہوئے۔ اس عرصہ میں میں نہاوند کے مقام پر ایرانی لشکر جمع ہو گیا۔ اس وقت نعمان

Marfat.com

اہل کوفہ اور ابو سبرہ سے مل کر محاصرہ کر رہے تھے اور زر جندیسا پور کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ اتنے میں حضرت عمرؓ کا حکم نامہ آیا کہ نعمان کو اہل نہاوند کی طرف روانہ کیا جائے۔ جانے سے پیشتر انہوں نے پھر حملہ کیا مگر وہاں کے لوگوں نے اس دفعہ بھی مسلمانوں کو کامیاب نہ ہونے دیا اور وہ غیض وغضب میں آ گئے۔ نعمان کے سواروں میں مناف بن صیاد بھی شریک تھا۔ وہ سوس شہر کے پھاٹک کے قریب پہنچا اور غیض وغضب کی حالت میں اس پر لات مار کر کہا ''کھل جا'' تو اس وقت زنجیریں اور قفل کھل گئے اس لیے مشرکوں نے اسی وقت ہتھیار ڈال دیئے اور صلح صلح پکارنے لگے۔ جب مسلمان بزور شمشیر وہاں داخل ہو گئے تو انہوں نے مصالحت قبول کر لی اور جو مال غنیمت ملا اسے تقسیم کر کے وہاں سے چلے گئے۔

نعمان بھی وہاں سے روانہ ہو کر نہاوند پہنچ گئے اور مقترب، زر کے پاس جندیسا پور پہنچ گئے۔ ابو سبرہ سے سوس کی فتح کے بعد کہا گیا ''حضرت دانیال (نبی) کا جسد مبارک اس شہر میں محفوظ ہے۔'' آپ نے فرمایا ''مجھے اس کا علم نہیں ہے۔'' اس لیے (جسد دانیال) کو انہی لوگوں کے قبضے میں رہنے دیا گیا۔

(ان کا واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ) حضرت دانیال بخت نصر (شاہ بابل) کے فارس کے علاقے میں رہنے لگے تھے۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا اور کسی کو مومن نہیں دیکھا تو آپ نے کافروں سے اللہ کی کتاب کو محفوظ رکھنا چاہا، لہٰذا آپ نے اپنے فرزند سے کہا ''تم ساحل بحر کی طرف جا کر یہ کتاب وہاں پھینک دو۔'' وہ لڑکا کتاب لے کر چلا گیا اور پھر واپس آ کر کہنے لگا ''میں نے یہ کام کر دیا ہے۔'' آپ نے دریافت کیا ''سمندر پر اس کا کیا اثر ہوا؟'' وہ بولا ''کچھ بھی نہیں۔'' یہ سن کر آپ بہت ناراض ہو کر فرمانے لگے ''خدا کی قسم تم نے میرے حکم کی تعمیل نہیں کی۔'' یہ سن کر وہ پھر نکل گیا اور پہلے کی طرح واپس آیا تو آپ نے فرمایا ''تم نے سمندر میں کیا مشاہدہ کیا؟'' وہ بولا ''سمندر میں لہریں آئیں اور تلاطم برپا ہو گیا۔'' اس پر آپ پہلے سے زیادہ غضب ناک ہو گئے اور فرمانے لگے ''خدا کی قسم! میں نے جو کہا تھا وہ تم نے نہیں کیا۔'' اس دفعہ وہ سمندر کی طرف گیا اور کتاب اللہ کو سمندر میں پھینک دیا تو فوراً سمندر زمین سے الگ ہو گیا اور زمین تنور کی طرح پھٹ گئی اور (وہ کتاب) اس میں گر گئی پھر زمین پھٹ گئی اور پانی اس میں شامل ہو گیا (یہ حال دیکھ کر) جب وہ لوٹا اور جو کچھ دیکھا تھا وہ سب حال بیان کیا تو حضرت دانیال فرمانے لگے ''اب تم نے سچ بات کہی ہے۔'' حضرت دانیال کی وفات سوس میں ہوئی۔ ان کے جسد مبارک کے ذریعے بارش طلب کی جاتی تھی۔ جب ان کی لاش کے

Marfat.com

بارے میں حضرت عمرؓ سے مشورہ طلب کیا گیا تو آپ نے اسے دفن کرنے کا حکم دیا۔

سوس کے سلسلے میں ایک دوسری روایت یہ بیان کی جاتی ہے کہ (شاہ) یزدگرد جلولاء کی جنگ کے بعد اصطخر آیا تو اس کے ساتھ سیاہ، ایران کے ستر اکابرین کے ساتھ تھا۔ بادشاہ نے اسے سوس کی طرف اور ہرمزان کو تستر کی طرف بھیجا۔ سیاہ، کلتانیہ میں جا کر ٹھہر گیا۔ چونکہ اہل سوس کو جلولاء کی جنگ اور یزدگرد کے اصطخر آنے کی اطلاع مل چکی تھی، اس لیے انہوں نے ابوموسیٰ سے جوان کا محاصرہ کر رہے تھے، صلح کر لی اور وہ رامھر مزروانہ ہو گئے، پھر وہ تستر کی طرف لوٹ گئے۔ سیاہ، رامھر مزاور تستر کے درمیان ٹھہر گیا اور اس نے ایران کی بڑی بڑی شخصیتوں کو بلا کر کہا ''تمہیں معلوم ہے کہ ہم یہ گفتگو کیا کرتے تھے کہ یہ قوم اس ملک پر غالب آجائے گی اور ان کے مویشی اصطخر کے میدانوں میں لید کریں گے اور یہ لوگ اپنے گھوڑے اس کے درختوں سے باندھیں گے اور اب جیسا کہ تم نے دیکھا ہے، وہ غالب آگئے ہیں، اس لیے تم اپنے بارے میں غور کرو۔'' وہ بولے ''ہماری وہی رائے ہے جو تمہاری رائے ہے۔'' وہ کہنے لگا ''میری رائے یہ ہے کہ تم ان کا مذہب قبول کر لو۔'' اس کے بعد انہوں نے شیرویہ کو اساورہ کے دس آدمیوں کے ساتھ ابوموسیٰ کے پاس بھیجا تو انہوں نے یہ شرائط پیش کیں کہ وہ ان کے ساتھ مل کر ایرانیوں سے جنگ کریں گے اور عربوں سے جنگ نہیں کریں گے اور اگر کوئی عرب ان سے جنگ کرے گا تو وہ ان کی حفاظت کریں گے نیز وہ جہاں چاہیں، ٹھہریں گے اس کے بدلے میں انہیں بہترین عطیات ملیں گے اور حضرت عمرؓ ان سے ایک معاہدہ کریں گے بشرطیکہ وہ مسلمان ہو جائیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے ان کے مطالبات قبول کر لیے اور وہ سب مسلمان ہو گئے اور مسلمانوں کے ساتھ تستر کے محاصرہ میں شریک ہوئے۔

جب مسلمانوں نے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا تو سیاہ ایرانیوں کے لباس میں ملبوس ہو کر قلعے کی طرف گیا اور اپنے کپڑوں پر خون چھڑک کر وہاں لیٹ گیا۔ قلعہ والوں نے اسے اپنا ایک زخمی آدمی سمجھ کر دروازہ کھول دیا تا کہ اسے اندر لے آئیں۔ جب وہ اسے اندر لائے تو اس نے جھپٹ کر جنگ شروع کر دی، اس لیے وہ دروازہ ہی میں اسے چھوڑ کر بھاگ گئے اس لیے اس نے تن تنہا اس پر قبضہ کر لیا۔ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ اس نے یہ کام تستر کے مقام پر کیا۔

Marfat.com

اہل جندیسا پور کی مصالحت:

اس سال مسلمان سوس سے روانہ ہو کر جندیسا پور کے قریب صف آرا ہوئے اس وقت زر بن عبداللہ شہر کا محاصرہ کر رہے تھے، لہٰذا وہ بھی وہاں ٹھہر کر ان لوگوں سے جنگ کرتے رہے، آخر میں مسلمانوں کے لشکر میں سے کسی نے تیر پھینک کر ان لوگوں کو پناہ دینے کا پیغام بھیجا تو (اس کا نتیجہ یہ ہوا) کہ اچانک مسلمانوں نے دیکھا کہ شہر کے دروازے کھل گئے ہیں اور لوگ بھی باہر نکل آئے ہیں۔ مسلمانوں نے جب وجہ دریافت کی تو وہ کہنے لگے ''تم نے تیر کے ذریعے پناہ دی تھی جسے ہم نے قبول کر لیا ہے اور اب جزیہ ادا کرنے کا اقرار کرتے ہیں۔'' مسلمانوں نے کہا ''ہم نے ایسا نہیں کیا ہے۔'' بعد میں تحقیقات سے یہ معلوم ہوا کہ مکنف نامی ایک غلام نے یہ حرکت کی تھی۔ ان سے کہا گیا وہ تو غلام ہے۔ یہ لوگ کہنے لگے ''ہم غلام اور آزاد میں کوئی تمیز نہیں کر سکتے، ہم نے جزیہ قبول کر لیا ہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی ہے اگر آپ چاہیں تو غداری کر لیں۔''

آخر کار حضرت عمرؓ کو یہ حال لکھا گیا تو آپ نے غلام کی پناہ کو جائز قرار دیا اس لیے انہیں پناہ دی گئی اور مسلمان وہاں سے واپس چلے گئے۔

کرمان وغیرہ کی طرف جنگی مہمیں:

کہتے ہیں کہ ۱۷ھ میں حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو اجازت دے دی کہ ایرانی علاقوں کی طرف پیش قدمی کریں۔ یہ فیصلہ احنف بن قیس کی رائے کے مطابق کیا گیا تھا، چنانچہ آپ نے ابو موسیٰ اشعری کو یہ حکم دیا کہ وہ بصرہ کی عملداری کے آخری حصے تک پہنچ جائیں اور حکم ثانی تک وہاں رہیں۔ آپ نے سہیل بن عدی کے ساتھ ان لوگوں کے لیے علم بھیجے جنہیں مختلف علاقوں میں جنگ کرنے کے لیے علم بردار بنایا گیا تھا، چنانچہ خراسان کی جنگ کا علم بردار احنف بن قیس کو بنایا گیا اور اردشیر، خرہ اور سابور کا علم بردار مجاشع بن مسعود السلمی کو اور اصطخر کا علم بردار حضرت عثمان بن العاص الثقفی کو بنایا گیا۔ فسا اور داراب جرد کی جنگ کا جھنڈا حضرت ساریہ بن زُنیم کنانی کو اور کرمان کا جھنڈا سہیل بن عدی کو اور بجستان کا جھنڈا عاصم بن عمرو کو دیا گیا جو صحابی تھے۔ مکران کا علم حکم بن عمیر التغلبی کو دیا گیا۔ مکران

Marfat.com

لوگوں کی روانگی ۱۸ھ تک نہیں ہو سکی۔

(حضرت) عمر نے ان کی امداد کے لیے کوفہ کے معزز افراد کو مقرر فرمایا چنانچہ سہیل بن عدی کی امداد کے لیے عبداللہ بن عتبان کو بھیجا اور احنف بن قیس کی امداد کے لیے علقمہ بن نضر، عبداللہ بن ابو عقیل اور ربعی بن عامر کو مقرر فرمایا۔ عاصم بن عمرو کی امداد کے لیے عبداللہ بن عمیر الاشجعی کو مقرر فرمایا۔ حکم بن عمیر کی امداد کے لیے شہاب بن المخارق کو ایک لشکر کے ساتھ بھیجا۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ سب تقرریاں ۲۱ھ یا ۲۲ھ میں ہوئیں، اس لیے ہم ان کی فتوحات اور ان کے اسباب کا ان شاء اللہ اسی مقام پر ذکر کریں گے۔

مختلف علاقوں کے حکام

اس سال ایک روایت کے مطابق مکہ معظمہ کے امیر، عتاب بن اسید تھے۔ یمن کے حاکم یعلی بن منیہ[۲] یمامہ اور بحرین کے عثمان بن ابو العاص اور عمان کے حذیفہ بن محصن تھے۔ شام پر وہی حکام تھے جن کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ کوفہ اور اس کے علاقے پر سعد بن ابی وقاص تھے، اس کے قاضی ابو قرہ تھے۔ بصرہ اور اس کے علاقے کے حاکم ابو موسیٰ اشعری تھے اور قاضی ابو مریم الحنفی تھے۔ جزیرہ اور موصل کے حکام کا ذکر اس سے پہلے آچکا ہے۔ حضرت عمرؓ بن خطاب نے اس سال بھی حج کیا۔

۞ ۞ ۞

حواشی و حوالہ جات:

۱۔ دریائے دجلہ اور فرات کا درمیانی شمالی علاقہ الجزیرہ کہلاتا تھا۔ یہ علاقہ آج بھی الجزیرہ (*Mesopotamia*) کہلاتا ہے۔

۲۔ تاریخ طبری میں یمن کے حاکم کا نام یعلی بن امیہ لکھا ہے جو غلط ہے۔

۞ ۞ ۞

Marfat.com

آٹھواں باب

۱۸ھ کے واقعات

طاعون اور قحط سالی (عام الرمادہ)

مسلمان ۱۸ھ میں سخت قحط اور خشک سالی سے دوچار ہوئے، اسے عام الرمادہ کہتے ہیں کیونکہ اس سال ہوا راکھ کی طرح خاک اڑاتی تھی، اس وجہ سے یہ سال اس نام سے موسوم ہوگیا۔ خوراک کی کمی اس قدر زیادہ ہوگئی تھی کہ جنگلی جانور بھی انسانوں کے پاس پناہ لینے کے لیے آتے تھے اور اگر کوئی شخص بکری ذبح کرتا تھا تو اسے اس کی بدنمائی اور بدبو کی وجہ سے بہت کراہیت محسوس ہوتی تھی۔ اسی سال عمواس کا طاعون بھی نمودار ہوا۔

اس اثناء میں ابوعبیدہ کی طرف سے حضرت عمرؓ کے پاس ایک خط آیا جس میں انہوں نے یہ تحریر کیا تھا کہ چند مسلمانوں نے شراب پی ہے، ان میں ضرار اور ابوجندل بھی ہیں، جب ہم نے باز پرس کی تو انہوں نے توبہ کر لی، وہ کہتے تھے کہ انہیں اختیار دیا گیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے جواب میں یہ لکھا:

> ''لوگوں کے سامنے ان سے بلا کر پوچھو کہ آیا شراب حلال ہے یا حرام ہے؟ اگر وہ یہ کہیں کہ شراب حرام ہے، تو ان میں سے ہر ایک کو اسّی کوڑے مارو اور اگر وہ یہ کہیں کہ شراب حلال ہے تو ان کی گردن اڑا دو۔''

چنانچہ جب ان سے پوچھا گیا تو وہ کہنے لگے ''شراب حرام ہے۔'' اس پر انہیں کوڑے مارے گئے پھر وہ اپنے اصرار اور ضد پر پشیمان ہوئے بلکہ ان سے کہا گیا ''اے اہل شام! تمہارے ہاں ضرور کوئی حادثہ رونما ہوگا۔'' چنانچہ قحط سالی رونما ہوئی۔

Marfat.com

حضرت عمرؓ نے قسم کھا رکھی تھی کہ وہ گھی، دودھ اور گوشت کا ذائقہ اس وقت تک نہیں چکھیں گے جب تک لوگ خوشحال نہ ہو جائیں۔ آخر کا بازار میں گھی کا پیالہ اور دودھ کا مشکیزہ آ گیا تو آپ کے غلام نے ان دونوں چیزوں کو چالیس درہم میں خرید لیا اور آ کر کہنے لگا ''اے امیر المومنین! اللہ نے آپ کی قسم پوری کی اور آپ کا اجر بڑھا دیا کہ بازار میں گھی اور دودھ آ گیا ہے اور میں نے ان دونوں چیزوں کو چالیس درہم میں خرید لیا ہے۔'' آپ فرمانے لگے ''تم نے ان دونوں کو گراں خریدا ہے، انہیں صدقہ میں دے دو کیونکہ مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ میں کھانے میں فضول خرچی کروں اس کے علاوہ میں کیسے رعایا کا حال معلوم کر سکتا ہوں جبکہ مجھے بھی ویسی ہی تکلیف نہ ہو جیسی انہیں ہوتی ہے۔''

حضرت عمرؓ نے اسلامی شہروں کے حکام کو لکھا کہ وہ مدینہ اور اس کے آس پاس کے لوگوں کی امداد کریں، چنانچہ سب سے پہلے ابو عبیدہ بن جراح نے چار ہزار اونٹوں پر غلہ لاد کر بھیجا جسے آپ نے مدینہ منورہ کے آس پاس کے لوگوں میں تقسیم کر دیا اور پھر اپنے کام میں مشغول ہو گئے، اس کے بعد امداد لگاتار آتی رہی یہاں تک کہ اہل حجاز خوش حال ہو گئے پھر عمرو بن العاص نے بحر قلزم کو درست کر کے اس راستہ سے مدینہ کی طرف غلہ بھیجا جس کا نتیجہ یہ ہوگیا کہ مدینہ منورہ اور مصر دونوں مقامات پر غلہ کا بھاؤ یکساں ہوگیا بلکہ قحط سالی کے بعد مدینہ میں خوشحالی رہی۔ یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد بحری راستہ رک گیا اس وقت اہل مدینہ کی حالت خراب ہوگئی اور وہ خستہ حال ہو گئے۔

قحط سالی کی وجہ سے اہل مدینہ اور حضرت عمرؓ محاصرہ جیسی حالت میں ہو گئے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ قبیلہ مزینہ کے بلال بن حارث کے گھر والوں نے ان سے کہا ''ہم تباہ ہو گئے ہیں، ہمارے لیے بکری ذبح کرو۔'' تو وہ کہنے لگے ''ان جانوروں میں کچھ نہیں رکھا ہے، جب انہوں نے بہت اصرار کیا اور اسے ذبح کیا گیا تو وہ سرخ ہڈیوں کا ڈھانچہ نکلا۔ اس وقت انہوں نے یا محمداہ کا نعرہ مارا پھر انہوں نے یہ خواب دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لا کر فرمانے لگے۔ ''تمہیں زندگی کی خوشخبری حاصل ہو۔ تم عمر کے پاس جاؤ اور انہیں میری طرف سے سلام پہنچا کر یہ کہو، میں نے تمہیں دیکھا ہے کہ تم اپنی ذمہ داریوں میں بہت سخت ہو، اس لیے اے عمر تم عقلمندی کا طریقہ اختیار کرو۔'' (یہ خواب دیکھ کر) وہ حضرت عمرؓ کے دروازے پر آئے اور آپ کے غلام سے کہا ''تم رسول اللہ ﷺ کے قاصد کے لیے اجازت حاصل کرو۔'' چنانچہ اس نے یہی الفاظ کہے تو آپ گھبرا کر پوچھنے لگے ''کیا تم

Marfat.com

نے اس کے دماغ میں کوئی خلل دیکھا ہے؟'' وہ کہنے لگا ''نہیں۔'' آپ نے انہیں اندر بلایا اور انہوں نے تمام باتیں بتائیں۔ اس پر آپ نے باہر نکل کر لوگوں کو بلوایا اور منبر پر چڑھ کر پوچھا:

''تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس نے تمہیں ہدایت دی ہے کہ کیا تم نے کوئی ایسی بات دیکھی ہے جسے تم ناپسند کرتے ہو؟''

وہ بولے ''نہیں! مگر یہ بات آپ کیوں پوچھتے ہیں؟'' اس پر آپ نے پورا واقعہ سنایا، تو لوگ اصل بات کو سمجھ گئے مگر حضرت عمرؓ نہیں سمجھے، وہ کہنے لگے ''حضورؐ نے نماز استسقاء کی طرف اشارہ فرمایا ہے، لہٰذا آپ ہمارے ساتھ مل کر نماز استسقاء پڑھیں۔''

لہٰذا آپ نے لوگوں میں اعلان کروایا اور آپ کے ساتھ عباس بھی پیدل نکلے، آپ نے مختصر خطبہ پڑھا اور نماز پڑھی پھر دوزانو ہو کر یہ دعا مانگنے لگے:

''اے اللہ ہماری امداد سے ہمارے مددگار عاجز آ گئے ہیں اور ہماری طاقت وقوت جواب دے گئی ہے اور خود ہم بھی اپنے آپ سے عاجز آ گئے ہیں، تو ہی ہماری طاقت اور قوت کا ذریعہ ہے۔ اے خدا تو ہمیں سیراب کر۔ نیز مخلوق اور شہروں کو زندہ کر۔''

آپ رسول اللہ ﷺ کے عم محترم حضرت عباس بن المطلب کا ہاتھ پکڑ کر لائے، اس وقت حضرت عباس کے ریش مبارک پر آنسو بہہ رہے تھے۔ پھر آپ نے یہ دعا مانگی:

''اے اللہ! ہم تیرے پیغمبر ﷺ کے عم محترم اور ان کے آبائے کرام اور اکابر شخصیتوں کو پیش کر رہے ہیں کیونکہ تیرا یہ قول برحق ہے، وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ (الکہف:۸۲) [وہ دیوار شہر میں دو یتیم لڑکوں کی تھی۔] تو نے اس دیوار کی (حضرت خضر علیہ السلام کے ذریعے) ان دونوں لڑکوں کے باپ کی دین داری کی وجہ سے حفاظت کی تھی اس لیے اب ہمارے رسول کریم ﷺ کے عم محترم کے ذریعے (ہماری) حفاظت کر، ہم انہیں سفارش کے لیے لائے ہیں اور ہم اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔''

پھر آپ نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ''تم اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کرو اور حقیقت میں وہی معاف کرنے والا ہے۔''

حضرت عباسؓ کی عمر طویل تھی اس وقت ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور ریش

Marfat.com

مبارک سینہ پر حرکت کر رہی تھی اور وہ بھی یہ دعا مانگ رہے تھے:

''اے اللہ تو ہی نگہبان ہے، تو بھٹکے ہوئے کو تنہا نہ چھوڑ اور شکستہ حال کو تباہی کے مقام پر نہ پھینک کیونکہ چھوٹے تک فریاد کرنے لگے ہیں اور بڑوں پر بھی رقت طاری ہوگئی ہے، اب تو فریاد بلند ہونے لگی ہے، حالانکہ کافروں کی جماعت ہی مایوس ہوتی ہے۔''

دعا کے فوراً بعد بادلوں کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا اور وہ لوگ کہنے لگے وہ دیکھو (ابر) نمودار ہو رہا ہے، پھر ہوا چلی اور بارش ہونے لگی خدا کی قسم شام نہیں ہونے پائی تھی کہ جل تھل ہوگیا اور لوگ پائینچے اٹھا کر گھر پہنچے (یہ حالت دیکھ کر) لوگ حضرت عباسؓ کی دست بوسی کرنے لگے اور کہنے لگے ''اے ساقی حرمین آپ کو مبارک ہو۔''

فضل بن عباس بن عتبہ بن ابولہب (مندرجہ ذیل اشعار میں) اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

[میرے چچا کے ذریعے اللہ نے حجاز اور اہل حجاز کو سیراب کیا تھا چونکہ عمرؓ نے ان کی بزرگی کے واسطے سے سیرابی کی دعا مانگی تھی۔

قحط سالی میں وہ عباس کو لے کر خدا کی طرف متوجہ ہوئے۔ پھر انہوں نے دعا مانگی ہی تھی کہ بارش آگئی۔

رسول اللہ ﷺ ہم میں سے تھے اور ہم ان کی میراث کے مستحق ہیں، لہٰذا اس سے زیادہ قابل فخر کارنامہ کونسا ہو سکتا ہے۔]

طاعون عمواس:

اس سال شام میں عمواس کے مقام پر طاعون پھیلا جس میں مسلمانوں کے سپہ سالار ابو عبیدہ ابن الجراح، معاذ بن جبل، یزید بن ابوسفیان، حارث بن ہشام، سہیل بن عمرو اور عتبہ بن سہیل وفات پا گئے۔ عامر بن غیلان الثقفی بھی فوت ہوگئے۔ حالانکہ اس کے باپ زندہ تھے۔ اس طاعون کی وجہ سے بہت لوگ فناء ہوگئے۔

طارق بن شہاب فرماتے ہیں ''ہم ابوموسیٰ کے پاس کوفہ گئے وہاں ہم باتیں کر رہے تھے تو

Marfat.com

انہوں نے فرمایا ''تمہارے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ تم سفر کرو محض اس وجہ سے کہ گھر میں کوئی بیماری میں مبتلا ہو گیا ہو اور نہ تمہارے لیے یہ ضروری ہے کہ تم اس بستی سے نکل کر ملک کے کھلے مقامات کی طرف چلے آؤ تا آنکہ وبا دور ہو، اس لیے مکروہ اور پرہیز کے قابل یہ بات ہے کہ کوئی یہ خیال کرے کہ اگر وہ یہاں رہے گا تو مرجائے گا اور جو کوئی یہاں قیام کرے اور اسے بیماری لگ جائے تو وہ یہ خیال کرے کہ اگر وہ چلا جاتا تو اسے بیماری نہ لگتی (یہ بات بری ہے) اور اگر وہ اس قسم کا عقیدہ نہ رکھتا ہو تو اس کے نکلنے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ میں خود ابو عبیدہ کے ساتھ طاعون عمواس کے زمانے میں تھا۔

جب یہ وبا عام ہو گئی اور حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے ابو عبیدہ بن جراح کو وہاں سے نکالنے کے لیے یہ خط لکھا ''مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ سے اس بارے میں بالمشافہ گفتگو کروں اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ میرا خط دیکھتے ہی فوراً روانہ ہو جائیں۔''

خط پڑھتے ہی ابو عبیدہ کو آپ کے مقصد کا علم ہو گیا تو انہوں نے جواب میں یہ تحریر فرمایا ''مجھے امیر المومنین کے مقصد اور منشاء کا علم ہو گیا ہے مگر میں مسلمانوں کے لشکر میں ایسی حالت میں ہوں کہ وہاں سے ہل نہیں سکتا اور نہ انہیں چھوڑ کر جا سکتا ہوں تا آنکہ اللہ تعالیٰ میرے اور ان کے بارے میں کوئی قطعی فیصلہ نہ کر دے، لہٰذا آپ مجھے اس بات سے معاف فرمائیں۔''

جب حضرت عمرؓ نے یہ خط پڑھا تو آپ رونے لگے، لوگوں نے دریافت کیا ''اے امیر المومنین! کیا ابو عبیدہ وفات پا گئے ہیں؟'' آپ نے فرمایا ''نہیں! مگر اس کے قریب پہنچ گئے ہیں۔'' اس کے بعد آپ نے انہیں لکھا ''مسلمانوں کو اس علاقے سے منتقل کر دیا جائے۔'' اس پر انہوں نے ابو موسیٰ کو بلوایا اور ان سے فرمایا ''مسلمانوں کے لیے کوئی مقام تلاش کرو۔'' ابو موسیٰ فرماتے ہیں ''میں کوچ کرنے کے لیے اپنے گھر گیا تو دیکھا کہ میری بیوی بیمار ہو گئی ہے، اس لیے ان کے پاس لوٹ کر گیا اور کہا ''میرے گھر میں بیماری ہو گئی ہے۔'' انہوں نے فرمایا ''شاید تمہاری بیوی بیمار ہو گئی ہے۔'' میں نے کہا ''جی ہاں۔'' اس پر انہوں نے اپنے اونٹ کو تیار کرنے کا حکم دیا۔ جونہی انہوں نے رکاب میں پاؤں رکھا انہیں طاعون ہو گیا۔ اس پر انہوں نے فرمایا ''بخدا میں بھی مبتلا ہو گیا ہوں۔'' پھر وہ لوگوں کو لے کر مقام جابیہ میں آ گئے۔ اور لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر یوں مخاطب ہوئے۔

Marfat.com

''اے لوگو! (وبا کی) یہ تکلیف تمہارے پروردگار کی طرف سے رحمت اور تمہارے پیغمبر کا بلاوا ہے۔ یہ ان نیک بندوں جیسی موت ہے جو تم سے پہلے گذرے تھے۔ اس لیے ابوعبیدہ اللہ سے دعا مانگتا ہے کہ وہ اسے اس تکلیف سے بہرہ ور کرے۔''

(اس دعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ) انہیں طاعون ہو گیا اور وہ اس مرض میں دنیا سے رخصت ہو گئے۔ ان کے جانشین معاذ بن جبل ہوئے، انہوں نے بھی اسی طرح کی تقریر فرمائی ''اے لوگو! یہ تکلیف تمہارے رب کی رحمت اور تمہارے پیغمبر کی طرف سے بلاوا ہے اور تم سے پہلے نیک بندوں جیسی موت ہے، اس لیے معاذ، اللہ سے دعا گو ہے کہ وہ اس کے خاندان کو اس تکلیف سے بہرہ ور کرے۔'' چنانچہ پہلے ان کے فرزند عبدالرحمٰن طاعون میں مبتلا ہو کر فوت ہو گئے پھر معاذ نے کھڑے ہو کر اپنے لیے دعا مانگی تو وہ بھی طاعون میں مبتلا ہو گئے۔ طاعون کا اثر ان کی ہتھیلی سے شروع ہوا تھا اور وہ اسے چوما کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے ''میں نہیں چاہتا ہوں کہ مجھے دنیا کا کوئی حصہ ملے۔'' جب وہ بھی وفات پا گئے تو عمرو بن العاص ان کے جانشین ہوئے وہ لوگوں کو پہاڑ کی طرف لے گئے اس طرح اللہ نے ان سے اس وبا کو دور کر دیا اور حضرت عمر فاروقؓ نے ان کے اس فعل کو ناپسند نہیں فرمایا۔

ایک روایت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب شام کے علاقے میں تشریف لائے جہاں آپ سرغ کے علاقے میں پہنچے تو اسلامی سپہ سالار آپ سے ملے جن میں ابوعبیدہ بن الجراح بھی شامل تھے انہوں نے اس علاقے میں وبا کے پھیلنے اور اس کی شدت کا حال بیان کیا۔ آپ کے ساتھ مہاجرین و انصار کی ایک بڑی جماعت بھی تھی کیونکہ آپ جہاد کے ارادے سے نکلتے تھے اس لیے (خبر سن کر) آپ نے مہاجرین اور انصار کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا تو ان لوگوں نے مختلف خیالات کا اظہار کیا، ایک صحابی نے یہ مشورہ دیا ''آپ اللہ کی راہ میں نکلے ہیں اس لیے اس خبر کی وجہ سے آپ اپنے ارادے سے باز نہ آئیں۔'' دوسرے صحابی نے کہا ''یہ بلا اور فنا ہے اس لیے آپ اس کی طرف پیش قدمی نہ کریں۔'' آپ نے انہیں رخصت کر کے فتح مکہ کے مہاجرین قریش کو بلوایا اور ان سے مشورہ کیا تو انہوں نے مختلف خیالات کا اظہار نہیں کیا بلکہ متفقہ طور پر لوٹ جانے کا مشورہ دیا۔ لہٰذا آپ نے لوگوں میں یہ اعلان کرا دیا کہ ''آپ واپس جا رہے ہیں۔'' آپ نے فرمایا ''ہم اللہ کی ایک تقدیر سے فرار اختیار کر کے اللہ کی دوسری تقدیر کی طرف جا رہے ہیں۔ اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم

Marfat.com

ایک ایسی وادی میں اترو جس کے دو حصے ہوں، ان میں سے ایک حصہ سر سبز ہو اور دوسرا حصہ خشک ہو تو اگر وہ اونٹ سر سبز حصے میں چرتے رہے تو یہ فعل بھی عین تقدیر الٰہی کے مطابق ہوگا۔" ان لوگوں نے عبدالرحمٰن بن عوف کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جب تم کسی شہر میں اس وبا کی خبر سنو تو تم وہاں نہ جاؤ اور کسی شہر میں یہ وبا نمودار ہو جائے اور تم وہاں موجود ہو تو اس سے بھاگ کر وہاں سے نہ نکلو۔ بہر حال حضرت عمرؓ لوگوں کو لے کر مدینہ واپس آ گئے۔

یہ روایت زیادہ صحیح ہے کیونکہ امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے صحیح بخاری اور مسلم میں اس روایت کو شامل کیا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس سال ابو موسیٰ بصرہ میں تھے، شام میں نہیں تھے لیکن چونکہ ایک روایت اس طرح مذکور تھی اس لیے ہم نے اسے بیان کیا ہے کہ ہم اس کی تردید کر سکیں۔

(ابو عبیدہ کی تقریر میں) یہ لفظ آیا ہے کہ "یہ تمہارے پیغمبر کا بلاوا ہے۔" (اس میں اس چیز کی طرف اشارہ ہے کہ) آپ کے پاس حضرت جبرئیل نے آ کر کہا تھا "تمہاری امت کی فنا اور ہلاکت نیزہ زنی یا طاعون سے ہے۔" آپ نے فرمایا "طاعون سے ہو۔"

جب یزید بن ابو سفیان فوت ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے ان کے بھائی معاویہ بن سفیان کو دمشق کی حکومت اور خراج پر مقرر فرمایا اور شرحبیل بن حسنہ کو اردن کے لشکر اور خراج پر مقرر کیا۔ اس قسم کی موت میں جس قدر لوگ فنا ہوئے اس سے پہلے اس قدر فنا نہیں ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ دشمن کو بھی اس سے فائدہ پہنچا اور وہ اپنے علاقے میں کئی ماہ تک آرام سے رہا۔ بصرہ میں اسی قدر جانی نقصان ہوا تھا، چنانچہ طاعون عمواس میں جو لوگ فوت ہوئے ان کی تعداد پچیس ہزار ہے۔

طاعون کے بعد حضرت عمرؓ کا سفر شام:

جب لوگ طاعون میں ہلاک ہو گئے تو اسلامی سپہ سالاروں نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ ان کے قبضے میں لوگوں کی میراث ہے، لہٰذا آپ نے لوگوں کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا اور ان سے کہنے لگے "میرا ارادہ ہے کہ میں گشت کر کے مسلمانوں کے شہروں میں جاؤں تاکہ میں ان کے حالات معلوم کروں۔" اس جماعت میں کعب الاحبار بھی موجود تھے جو اس سال مسلمان ہوئے تھے، اس لیے کعب نے دریافت فرمایا "اے امیر المومنین آپ کون سے ملک سے ابتداء کر رہے ہیں؟" آپ نے فرمایا

Marfat.com

''عراق سے۔'' اس پر وہ کہنے لگے ''آپ ایسا نہ کیجئے کیونکہ برائی کے دس حصے ہیں جن میں سے نو مشرق میں ہیں اور ایک حصہ مغرب میں ہے اور بھلائی کے دس حصے ہیں جن میں سے نو مغرب میں ہیں اور ایک حصہ مشرق میں ہے اور وہاں شیطان کا سینگ اور ہر پیچیدہ بیماری موجود ہے۔''

حضرت علیؓ فرمانے لگے ''اے امیر المومنین! درحقیقت کوفہ ہی ایسا مقام ہے جہاں ہجرت کے بعد ہجرت کی جاسکتی ہے، اور وہ قبہ اسلام ہے، ایک دن ایسا آئے گا کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں رہے گا جو اس کا مشتاق نہ ہو، وہاں کے لوگوں کے ذریعے اسی طرح امداد حاصل ہوگی جس طرح قوم لوط کو سنگباری سے مغلوب کیا گیا تھا۔''

حضرت عمرؓ فرمانے لگے ''اہل شام کی میراث ضائع ہوگئی ہے اس لیے میں شام سے اس سفر کا آغاز کروں گا تاکہ ان کی میراث تقسیم کروں اور جو کچھ میرے دل میں ہے اس کے بارے میں اظہار خیال کروں، پھر وہاں سے لوٹ کر دوسرے شہروں میں جاؤں گا اور وہاں کے لوگوں سے اپنے خیالات کا اظہار کروں گا۔''

آخر کار حضرت عمرؓ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور حضرت علیؓ کو جانشین بنا کر ایلۃ کا راستہ اختیار کیا، جب آپ اس کے قریب آئے تو آپ اپنے اونٹ پر سوار ہوئے جس پر الٹی پوستیں پڑی ہوئی تھی اور غلام کو اپنی سواری دے دی، جب لوگ اس سے ملے تو پوچھنے لگے ''امیر المومنین کہاں ہیں؟'' وہ بولا ''تمہارے آگے جا رہے ہیں۔'' اس وقت وہ آگے بڑھے مگر آپ ایلۃ پہنچ کر اتر گئے، اس وقت ملاقاتیوں سے کہا گیا ''امیر المومنین شہر میں اتر گئے ہیں۔'' یہ سن کر لوگ واپس آئے۔ حضرت عمرؓ نے وہاں کے بشپ کو اپنی قمیض دی جو پھٹ گئی تھی تاکہ وہ اسے دھلوائے اور مرمت کرے۔ بشپ نے چاہا کہ انہیں دوسری قمیض سلوا کر دے مگر آپ نے اسے قبول نہ کیا۔ جب شام آئے تو آپ نے وظائف تقسیم کیے اور گرما اور سرما کی الگ الگ فوجیں مقرر کیں، اس کے بعد شام کی سرحدیں اور چوکیاں بند کر دیں اور ان کا دورہ کیا۔

آپ نے عبداللہ بن قیس کو ہر ضلع کے ساحلی علاقہ کا حاکم مقرر کیا، معاویہ کو حاکم بنایا اور شرحبیل بن حسنہ کو معزول کیا، اور لوگوں کے سامنے ان کی صفائی پیش کرتے ہوئے آپ نے فرمایا ''میں نے انہیں کسی ناراضگی کی وجہ سے معزول نہیں کیا بلکہ میں چاہتا ہوں کہ طاقتور آدمی کو مقرر کروں۔'' آپ

Marfat.com

نے عمرو بن عتبہ کو اھراء پر حاکم مقرر کیا اور اہل عمواس کی میراث کو تقسیم فرمایا اس طرح لوگ ایک دوسرے کے وارث بن گئے اور ہر خاندان میں سے جو زندہ باقی رہ گئے تھے ان میں میراث تقسیم کی مثلاً حارث بن ہشام کے رشتہ دار ستر تھے مگر ان میں سے صرف چار زندہ رہ گئے تھے۔

حضرت عمرؓ ماہ ذوالقعدہ میں مدینہ منورہ واپس آ گئے۔

ایک دفعہ جب آپ شام میں تھے اور نماز کا وقت آ گیا تھا تو آپ سے لوگوں نے عرض کیا ''آپ بلالؓ کو اذان دینے کا حکم دیں۔'' چنانچہ آپ کے حکم کے مطابق بلالؓ نے اذان دی۔ جب بلال اذان دے رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ کے صحابی رونے لگے یہاں تک کہ رونے سے ان کی داڑھی تر ہوگئی اس وقت عمرؓ سب سے زیادہ رو رہے تھے۔ صحابہ کو روتے دیکھ کر دوسرے مسلمان بھی رونے لگے کیونکہ ان سب لوگوں کو عہد رسالت کا زمانہ یاد آ رہا تھا۔

واقدی کہتے ہیں کہ رُہا، حران اور رَقہ اس سال عیاض بن غنم کے ہاتھوں فتح ہوئے اور عین الوردہ یعنی راس عین، عمیر بن سعد کے ہاتھوں فتح ہوا۔ اس فتح کا حال پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

اس سال حضرت عمرؓ نے مقام کو موجودہ جگہ پر تبدیل کیا اس سے پیشتر وہ خانہ کعبہ سے ملا ہوا تھا۔ اس سال آپ نے شریح بن حارث کندی کو کوفہ کا قاضی اور کعب بن سوراز دی کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا۔ شہروں کے حکام وہی تھے جو گزشتہ سال تھے۔ اس سال بھی حضرت عمرؓ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

۞ ۞ ۞

حواشی و حوالہ جات:

1. سرغ: شام کی آخری حد جس کے بعد حجاز کا علاقہ شروع ہوتا تھا۔ یہ شام سے آنے والے حاجیوں کی منازل میں سے ایک منزل تھی۔

۞ ۞ ۞

Marfat.com

نواں باب

۱۹ھ کے واقعات

ایک روایت یہ ہے کہ جلولاء اور مدائن اس سال فتح ہوئے، اس سال جزیرہ بھی فتح ہوا۔ ان تمام فتوحات کا حال اور اس کے سن فتح میں اختلاف کا تذکرہ پہلے کیا جاچکا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس سال قیساریہ معاویہ کے ہاتھوں فتح ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ سن ۲۰ھ میں فتح ہوا۔ اس کا ذکر بھی ۱۶ھ میں کیا جاچکا ہے۔ اس سال مدینہ منورہ کے قریب حرۂ لیلیٰ[1] میں آگ لگی تو حضرت عمرؓ نے لوگوں کو صدقہ دینے کا حکم دیا، چنانچہ صدقہ دینے سے آگ بجھ گئی۔

اس سال بھی حضرت عمرؓ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا اس سال کے حکام بھی وہی تھے جو گذشتہ سالوں کے تھے۔

وفیات

اس سال صفوان بن معطل سلمی شہید ہوئے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ وہ ۶۰ھ میں معاویہ کی خلافت کے آخری سال میں فوت ہوئے ☆ اسی سال ابی بن کعب فوت ہوئے مگر دوسری روایت کے مطابق وہ ۲۰ھ یا ۲۲ھ میں فوت ہوئے۔ واللہ اعلم۔

حواشی وحوالہ جات:

[1] حرہ، پتھریلے، بنجر علاقے کو کہتے ہیں، ایسا علاقہ جو سیاہ لاوے سے ڈھکا ہوا ہو اور ایسا معلوم ہوتا ہو کہ اسے آگ سے جلا دیا گیا ہے۔ اس قسم کے حرات زمین دوز آتش فشاں پہاڑوں کی وجہ سے بن جاتے ہیں جو صحرا کے نشیب وفراز میں بار بار لاوے کی تہہ جماتے رہتے ہیں۔ ایسے حرات مدینے کے نواح سے حوران تک پائے جاتے تھے۔

Marfat.com

دسواں باب

۲۰ھ کے واقعات

کہتے ہیں کہ اس سال مصر اور اسکندریہ عمرو بن العاص کے ہاتھوں فتح ہوئے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ اسکندریہ ۲۵ھ میں اور مصر ۱۶ھ میں ماہ ربیع الاول میں فتح ہوا۔ بہرحال مصر رمادہ کی قحط سالی سے پہلے فتح ہوا ہوگا کیونکہ عمرو بن العاص نے بحر قلزم کے راستے سے مصر سے مدینہ منورہ غلہ بھیجا تھا۔

فتح مصر کی صورت حال یہ ہے کہ جب حضرت عمرو نے بیت المقدس فتح کیا اور جب وہاں چند دن قیام فرمایا تو عمرو بن العاص کو مصر بھیجا اور ان کے پیچھے زبیر بن العوام کو بھیجا۔ مسلمانوں نے باب الیون پر قبضہ کرلیا پھر وہ مصر کی طرف روانہ ہوئے، وہاں انہیں مصر کا بڑا بشپ ابومریم ملا اور ان کے ساتھ دوسرا بشپ بھی تھا جنہیں مصر کے مقوقس (حاکم) نے مسلمانوں کو روکنے کے لیے بھیجا تھا، جب حضرت عمرو وہاں اترے تو وہ لوگ جنگ کرنے لگے، اس لیے عمرو نے انہیں پیغام بھیجا ''تم (جنگ کرنے میں) جلدی نہ کرو ہم تم پر اتمام حجت کرنا چاہتے ہیں، میرے پاس ابومریم اور ابومریام آئیں۔'' اس پر وہ دونوں لڑائی بند کر کے آئے۔ آپ نے انہیں مسلمان ہونے یا جزیہ ادا کرنے کی پیشکش کی اور انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل مصر کے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت کی تھی، کیونکہ حضرت اسماعیل کی والدہ ہاجرہ مصر کی تھیں۔ وہ کہنے لگے یہ دور کی رشتہ داری ہے بہرحال ہمیں پناہ دی جائے تا آنکہ ہم واپس آجائیں۔

عمرو بن العاص نے فرمایا ''مجھ ایسے آدمی کو دھوکا نہیں دیا جاسکتا تاہم میں تمہیں تین دن کی مہلت دیتا ہوں کہ تم دونوں غور کرسکو۔'' وہ کہنے لگے ''آپ مہلت بڑھا دیجئے۔'' اس پر آپ نے مہلت میں ایک دن اور بڑھا دیا لہٰذا وہ دونوں مقوقس کی طرف آئے (اور انہیں اپنی بات چیت سے مطلع

Marfat.com

کیا) مگر ارطبون نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور فوج کو مقابلہ کا حکم دیا۔ اس وقت اہل مصر سے یہ کہا گیا ''ہم کوشش کریں گے کہ تمہاری حفاظت کریں۔'' پھر اچانک عمرو بن العاص پر شب خون مارا گیا مگر وہ بھی اس کے لیے تیار تھے چنانچہ مقابلہ ہوا اور جنگ میں ارطبون اور اس کے بہت سے ساتھی مارے گئے۔ جو باقی بچے وہ شکست کھا کر بھاگ گئے۔

عمرو اور زبیر عین الشمس کی طرف روانہ ہوئے جہاں اہل مصر کی جماعت موجود تھی، فرما کی طرف ابرھہ بن الصباح کو اور اسکندریہ کی طرف عوف بن مالک کو بھیجا گیا جہاں وہ مقیم ہو گئے۔ کہتے ہیں، اسکندر اور فرما دونوں بھائی تھے (جن کے نام سے یہ دونوں شہر موسوم ہوئے۔) خود عمرو بن العاص عین الشمس میں خیمہ زن ہوئے۔ یہ صورت حال دیکھ کر اہل مصر اپنے بادشاہ سے کہنے لگے:

''آپ اس قوم سے جنگ کا ارادہ کر رہے ہیں جنہوں نے قیصر و کسریٰ کو شکست دی ہے اور ان کے ملک پر قابض ہو گئے ہیں۔ لہٰذا نہ تو آپ ان کا مقابلہ کریں اور نہ ہمیں ان کے مقابلے کے لیے بھیجیں۔''

یہ بات انہوں نے چوتھے دن کہی، بہر حال جنگ جاری رہی۔ جب مسلمان اور مقوقس کی فوجیں عین الشمس کے مقام پر جنگ کرنے لگیں تو کچھ مسلمان بھاگنے لگے، عمرو نے انہیں ملامت کی تو ایک یمنی شخص نے کہا ''ہم لوہے کے بنے ہوئے نہیں ہیں۔'' عمرو نے فرمایا ''خاموش ہو جاؤ تم کتے ہو۔'' اس پر وہ کہنے لگا ''آپ کتوں کے سردار ہیں۔'' ایسی صورت میں عمرو بن العاص نے صحابہ کرام کو بلوایا۔ جب وہ آئے تو آپ نے فرمایا ''آپ آگے بڑھئے تاکہ آپ لوگوں کے طفیل نصرت الٰہی حاصل ہو۔'' چنانچہ صحابہ نے پیش قدمی کی۔ ان سب میں ابو بردہ اور ابو برزہ بھی شامل تھے، ان کے پیچھے دوسرے لوگ بھی گئے۔ آخر کار اللہ نے مسلمانوں کو کامیابی عطا کی اور انہوں نے مشرکوں کو شکست دے دی، پھر زبیر بن العوام شہر کی فصیل پر چڑھ گئے۔ جن مشرکین کو اس بات کا پتا چلا تو انہوں نے عمرو بن العاص کے لیے دروازہ کھول دیا اور جب وہ مصالحت کے لیے نکل کر آپ کے پاس آئے تو آپ نے ان سے صلح کر لی، مگر زبیر ان پر بزور شمشیر غالب آئے تھے، اس لیے انہیں لے کر دروازے سے نکل کر عمرو کے پاس آئے چونکہ وہ لوگ تباہی کے قریب پہنچ چکے تھے۔ اس لیے انہوں نے بھی صلح کر لی اور ان سے جو چیزیں زبردستی لی گئی تھیں، وہ بھی شرائط صلح میں داخل ہو گئیں اور سب لوگ ذمی بن گئے۔

Marfat.com

اہل روم وحبشہ میں سے جو بھی صلح میں شامل ہوا وہ اہل مصر کے برابر سمجھا گیا اور جو شخص دوسری جگہ جانا چاہے اسے اجازت دی گئی کہ وہ اپنی پناہ گاہ تک پہنچ سکتا ہے۔ اس عرصہ میں مسلمانی سواروں کی بہت بڑی تعداد مصر میں جمع ہوگئی تھی لہٰذا مسلمانوں نے شہر فسطاط بسایا اور وہاں آکر رہنے لگے۔

ابومریم اور ابومریام (دونوں پادری) عمرو کے پاس آئے اور ان سے قیدیوں کی واپسی کا مطالبہ کیا جو لڑائی کے بعد پکڑے گئے تھے۔ آپ نے ان دونوں کو نکال دیا، وہ کہنے لگے ''ہر وہ چیز جو آپ نے ہماری واپسی سے پہلے حاصل کی ہو، وہ معاہدہ کے مطابق واپس ہونی چاہئے کیونکہ ہم ذمی ہیں۔'' عمرو نے قیدیوں کو لوگوں میں تقسیم کیا اور وہ عرب کے شہروں میں منتشر ہوگئے۔ اس کے بعد خمس ایک وفد کے ساتھ حضرت عمرؓ کو بھجوایا۔ اس وفد نے حضرت عمرؓ بن الخطاب کو پورا حال بتایا اور ابومریم نے جو کہا تھا، اس سے بھی مطلع کیا تو حضرت عمرؓ نے ان لوگوں کے قیدی لوٹا دیئے جنہوں نے ان چار دنوں میں جنگ نہیں کی تھی، اور جن لوگوں نے جنگ کی تھی ان کے قیدی مسلمانوں کے قبضے میں رکھے۔ لہٰذا پہلی قسم کے قیدی لوٹائے گئے۔

مصر کے قبطی (حضرت) عمرو (بن عاص) کے دروازے پر حاضر ہوئے اس سے پیشتر عمرو کو یہ خبر مل گئی تھی کہ وہ یہ کہتے تھے ''اہل عرب سب سے زیادہ شکستہ حال ہیں اور انہی لوگوں کے فرماں بردار ہمارے جیسے آدمی ہوگئے ہیں۔'' حضرت عمرو کو اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ بات ان کے دل میں نہ بیٹھ جائے اس لیے آپ نے حکم دیا کہ مویشی ذبح کرکے پکوائے جائیں۔ پھر آپ نے سپہ سالاروں کو بلوایا اور انہوں نے اپنے ساتھیوں کو اطلاع دی اور وہ سب آپ کے پاس آئے اور عربی طریقے سے کھانا کھایا۔ اس وقت وہ اپنے عباؤں میں ہتھیار کے بغیر تھے۔ یہ دیکھ کر انہیں اور زیادہ تعجب ہوا۔ پھر آپ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ کل وہ مصر کے دروازے کے قریب ہی آجائیں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اہل مصر کو بھی حکم دیا کہ وہ آکر دیکھیں انہوں نے معاملہ گزشتہ دن سے بالکل مختلف دیکھا کیونکہ انہیں مصری معاشرت کے مطابق دیکھا اور انہیں مصری کھانا کھلایا گیا تھا، یہ دیکھ کر قبطیوں کی غلط فہمی دور ہونی شروع ہوئی۔

پھر عمرو نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ وہ کل معاینہ کرانے کے لیے مسلح ہوکر آئیں۔ آپ نے اہل مصر کو بھی (دیکھنے کی) اجازت دی اور ان کے سامنے (مسلح فوج کو) گزارا۔ پھر آپ نے فرمایا

Marfat.com

''مجھے حالت کا پتا چل گیا تھا جب تم نے عربوں کی کفایت شعاری دیکھی اس وقت مجھے یہ خیال ہوا کہ کہیں تم (غلط فہمی کی وجہ سے) ہلاک نہ ہو جاؤ اس لیے میں نے یہ چاہا کہ تمہیں دکھاؤں کہ عربوں کی اپنی سرزمین میں کیا حالت تھی، پھر تمہاری سرزمین میں آ کر کیا حالت ہوگئی، پھر میں نے تمہیں یہ بھی دکھایا کہ جنگ کی حالت میں کیا صورت ہوئی ہے۔ اب تمہیں معلوم ہو گیا ہے کہ ان کی زندگی کیسی ہے اور وہ تم پر کیسے غالب آ گئے۔ دوسرے دن جو کچھ ان کی حالت تھی اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ تمہارے ملکی حالات کے عادی ہو گئے ہیں تاہم میں نے یہ چاہا کہ تمہیں یہ بھی معلوم ہو جائے کہ تم نے تیسرے دن جو کچھ دیکھا ہے اس سے یہ پتہ چل جائے کہ وہ دوسرے دن کی زندگی چھوڑنے والے نہیں ہیں اور پہلے دن کی زندگی کی طرف نہیں لوٹیں گے۔'' یہ سن کر وہ منتشر ہو گئے اور یہ کہہ رہے تھے ''تمہیں عربوں نے اپنے پاؤں سے روند ڈالا ہے۔''

جب حضرت عمرؓ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا ''خدا کی قسم! اس کی یعنی عمرو بن العاص کی جنگ نرم ہوتی ہے، اس میں دوسری جنگوں جیسی سطوت و دبدبہ نہیں ہوتا۔''

پھر عمرو بن عاص اسکندریہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اسکندریہ اور فسطاط کے درمیان رومیوں اور قبطیوں کی فوجیں جمع ہو گئی تھیں اور وہ یہ کہہ رہے تھے ''ہمیں مسلمانوں سے جنگ کرنی چاہیے، اس سے پیشتر کہ وہ ہم سے اور اسکندریہ کے رومیوں سے جنگ کرنے کے لیے ہمارے پاس پہنچ جائیں۔'' چنانچہ جنگ شروع ہوئی اور مسلمانوں نے انہیں شکست دی اور انہیں بری طرح سے مارا پھر وہاں سے روانہ ہو کر آپ اسکندریہ پہنچے، وہاں کے لوگ لڑائی کے لیے تیار تھے۔ مقوقس نے پیغام بھیجا کہ تھوڑے عرصے کے لیے صلح رکھی جائے، مگر آپ نے اس کی یہ بات نہیں مانی بلکہ یہ فرمایا ''ہم شہنشاہ ہرقل سے مقابلہ کر چکے ہیں اور اس کا نتیجہ تمہیں معلوم ہے۔'' اس پر مقوقس نے کہا ''یہ لوگ سچے ہیں، ہمارے لیے یہ بہتر ہے کہ ہم ہتھیار ڈال دیں۔'' مگر اس کے ساتھیوں نے سخت باتیں کہیں اور اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ مسلمانوں کے ساتھ ان کی جنگ ہوئی اور وہ تین مہینے تک محصور رہے۔ آخر کار عمرو بن العاص نے یہ شہر بزور شمشیر فتح کیا اور جو کچھ اس میں تھا اس پر قبضہ کر لیا اور اہل اسکندریہ کو ذمی بنایا۔ کہتے ہیں کہ مقوقس نے عمرو بن العاص سے بارہ ہزار دینار پر مصالحت کی تھی اور یہ شرط بھی تھی کہ جو جانا چاہے وہ چلا جائے اور جو رہنا چاہے وہ رہے۔ پھر انہوں نے وہاں فوج مقرر کر دی تھی۔

Marfat.com

جب مصر فتح ہوا تو مسلمانوں نے نوبہ کے علاقے پر حملہ کیا مگر مسلمان زخمی ہو کر واپس آئے، ان کی آنکھیں بھی جاتی رہی تھیں کیونکہ وہاں کے لوگ تیر اندازی میں ماہر تھے اور وہ ''آنکھوں کے تیر انداز'' کے نام سے موسوم تھے۔ جب حضرت عثمانؓ کے عہد خلاف میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح مصر کے حاکم ہوئے تو انہوں نے ان لوگوں کے ساتھ اس شرط پر صلح کی کہ وہ ہر سال مقررہ تعداد ہدیہ کے طور پر بھیجیں گے اور مسلمان ہر سال انہیں غلہ اور کپڑا بھیجا کریں گے۔ چنانچہ حضرت عثمان اور بعد کے حکمرانوں نے اس معاہدہ کو قائم رکھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب مسلمان بلھیب پہنچے تو اس وقت ان کے گرفتار شدہ قیدی یمن جا چکے تھے، تاہم وہاں کے حاکم نے حضرت عمرو کے پاس یہ پیغام بھیجا ''میں فارس وروم کی حکومتوں کو جو میرے نزدیک تم سے زیادہ قابل نفرت تھیں جزیہ ادا کرتا تھا۔ اب اگر چاہیں تو میں جزیہ آپ کو ادا کر سکتا ہوں بشرطیکہ آپ میرے علاقے کے قیدیوں کو لوٹا دیں۔ عمرو نے اس بارے میں حضرت عمرؓ سے اجازت طلب کی اور خط کا جواب آنے تک جنگ ملتوی کر دی گئی۔ حضرت عمرؓ کی طرف سے یہ جواب آیا ''ہمارے لیے مال غنیمت کی تقسیم سے مستقل جزیہ کی ادائیگی بہتر ہے، لہٰذا اگر ان کا بادشاہ جزیہ ادا کرنا اس شرط پر قبول کرے کہ تمہارے مقبوضہ قیدیوں کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ یا تو اسلام قبول کریں یا اپنے قومی مذہب پر قائم رہیں۔ اس وقت جو لوگ اسلام قبول کرلیں تو وہ مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہو جائیں گے اور جو اپنے قومی مذہب کو اختیار کریں انہیں جزیہ ادا کرنا ہوگا، مگر وہ قیدی جو مختلف شہروں میں منتشر ہو گئے ہیں انہیں ہم نہیں لوٹا سکتے۔''

حضرت عمرو بن العاص نے یہ تمام باتیں اسکندریہ کے حاکم کے سامنے پیش کیں تو اس نے یہ باتیں مان لیں، اس لیے قیدیوں کو جمع کیا گیا اور عیسائی لوگ بھی جمع ہو گئے، اس وقت جو کوئی مسلمانوں کو پسند کرتا تو مسلمان نعرہ تکبیر بلند کرتے اور جو عیسائیوں کو پسند کرتا تھا، اس پر جزیہ مقرر کیا جاتا تھا، یہاں تک کہ وہ اس کام سے فارغ ہو گئے۔ ان قیدیوں میں ابو مریم عبدالرحمٰن بھی تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا اور وہ بعد میں زبید کے چودھری بنا دیئے گئے۔

بنوامیہ کے بادشاہ یہ کہتے تھے ''مصر بزور شمشیر فتح ہوا ہے اس لیے اس کے باشندے ہمارے غلام ہیں، ہم جیسا چاہیں ان پر تصرف کر سکتے ہیں۔'' مگر اصل حیثیت یہ نہیں ہے۔

Marfat.com

متفرق واقعات:

اس سال یعنی ۲۰ھ میں ابو بحریہ عبداللہ بن قیس نے رومی علاقے پر فوج کشی کی اور وہی سب سے پہلے اس علاقے میں داخل ہوئے تھے، بعض لوگ کہتے ہی کہ وہاں سب سے پہلے میسرہ بن مسردق العبسی گئے تھے۔ وہاں لوگوں کو قیدی بنایا گیا اور مال غنیمت حاصل کیا گیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس سال حضرت عمرؓ نے قدامہ بن مظعون کو بحرین کی حکومت سے معزول کیا تھا اور شراب نوشی پر حد جاری کی تھی اور ابو بکرہ کو بحرین اور یمامہ پر مقرر فرمایا۔

اس سال حضرت عمرؓ نے فاطمہ بنت ولید ام عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے نکاح کیا۔

اسی سال آپ نے سعد بن ابی وقاص کو کوفہ سے معزول کیا کیونکہ وہاں کے لوگوں نے ان کی شکایت کی تھی، وہ لوگ یہ کہتے تھے کہ وہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھاتے ہیں۔

اسی سال حضرت عمرؓ نے خیبر کے علاقے کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم کیا اور وہاں سے یہودیوں کو جلا وطن کیا اور وادی القریٰ کو بھی تقسیم کیا۔

اسی سال نجران کے یہودیوں کو جلا وطن کر کے کوفہ میں آباد کیا گیا۔

اسی سال آپ نے علقمہ بن مُجَزِّز المدلجی کو حبشہ بھیجا اس مہم میں مسلمانوں کو نقصان پہنچا تو حضرت عمرؓ نے اپنے دل میں یہ فیصلہ کیا کہ وہ سمندری راستے سے جنگی مہم نہیں بھیجیں گے۔ بعض کہتے ہی کہ یہ واقعہ ۳۱ھ میں ہوا۔

وفیات:

اسی سال اسید بن حضیر فوت ہوئے نیز ہرقل (شاہ روم) بھی فوت ہوا اور اس کا بیٹا قسطنطین بادشاہ ہوا۔ اسی سال حضرت زینبؓ بن جحش کی وفات ہوئی اور انہیں قبر میں حضرت اُسامہ بن زید اور ان کے بھتیجے محمد بن عبداللہ بن جحش نے اتارا۔ اس سال بھی حضرت عمرؓ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ اس سال آپ کے حکام وہی تھے جو گذشتہ سال تھے۔ سوائے ان لوگوں کے جنہیں آپ نے معزول کیا۔ قاضی بھی گذشتہ سال کے مطابق تھے۔ اسی سال حضرت عیاض بن غنم کا انتقال ہوا۔ یہ وہی تھے جنہوں

Marfat.com

نے جزیرہ فتح کیا تھا اور سب سے پہلے درے میں سے گزر کر روم کے علاقے میں گئے تھے۔

اسی سال رسول اللہ ﷺ کے موذن بلال بن رباح نے بمقام دمشق یا بقول بعض بمقام حلب وفات پائی۔

انیس بن مرثد بن ابومرثد الغنوی کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔ وہ اور ان کے باپ اور دادا تینوں صحابی تھے۔ ان کے والد غزوۂ رجیع میں شہید ہوئے تھے۔

اسی سال سعید بن عامر بن حِذیَم بن جُمَحیؔ بھی وفات پا گئے، وہ فتح خیبر میں شریک تھے اور بہت بڑے فاضل تھے، وفات کے وقت وہ حمص میں مقرر تھے۔ بقول بعض وہ ۱۹ھ یا ۲۱ھ میں فوت ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر چالیس سال تھی۔ دیگر حضرات جو اس سال فوت ہوئے، یہ تھے:

(۱) ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب۔ (۲) رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب۔ (۳) مُظہر بن رافع الانصاری بھی اس سال شہید ہوئے وہ شام سے چند شامیوں کے ساتھ آ رہے تھے کہ خیبر کے مقام پر یہودیوں نے انہیں اور ان کے ساتھیوں کو قتل کر دیا، اس لیے حضرت عمرؓ نے ان یہودیوں کو جلاوطن کر دیا۔

Marfat.com

گیارہواں باب

۲۱ھ کے واقعات

جنگ نہاوند

اس سال جنگ نہاوند ہوئی۔ دوسری روایت کے مطابق یہ جنگ ۱۸ھ یا ۱۹ھ میں ہوئی۔ بہرحال جنگ نہاوند کا سبب یہ ہے کہ جب مسلمانوں نے علاء کے لشکر کو فارس کے علاقے سے چھڑا لیا اور اہواز کو فتح کرلیا تو ایرانیوں نے اپنے بادشاہ سے، جو مرو میں تھا، خط و کتابت کی، چنانچہ ان کی تحریک پر اس نے باب، سند، خراسان اور حلوان کے درمیانی علاقوں کے امراء وسلاطین سے خط و کتابت کی۔ اس خط وکتابت سے یہ لوگ آمادۂ جنگ ہوگئے اور نہاوند کے مقام پر جمع ہونے لگے جب ان کا ابتدائی لشکر وہاں پہنچا تو اس وقت سعد کو اس کی اطلاع ہوئی۔ انہوں نے تحریری طور پر حضرت عمرؓ کو صورت حال سے آگاہ کیا۔

اس اثناء میں ایک جماعت سعد کے خلاف ہوگئی اور ان کے خلاف شکایتیں اور سازشیں کرنے لگی۔ اس وقت مسلمانوں پر جو مصیبت نازل ہوگئی تھی، اس کا انہیں کچھ خیال نہیں تھا، اس مخالفانہ سرگرمی میں جراح بن سنان اُسدی اور ان کے ساتھی پیش پیش تھے (اور وہ حضرت عمرؓ کے پاس شکایت لے کر گئے) حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا ''خدا کی قسم! تمہاری یہ مصیبت مجھے تمہارے معاملے پر غور کرنے سے نہیں روک سکتی ہے۔ لہٰذا آپ نے محمد بن مسلمہ کو اس وقت بھیجا جب مسلمان ایرانیوں سے جنگ کی تیاریاں کررہے تھے۔ محمد بن مسلمہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں حکام کے خلاف شکایات کی تحقیقات کرنے پر مقرر تھے، اس لیے وہ سعد کو لے کر اہل کوفہ میں گھوم کر ان کے بارے میں سوالات کرتے رہے جراح الاسدی کے ساتھیوں کے علاوہ باقی تمام لوگوں نے سعد کی تعریف کی، البتہ یہ لوگ

Marfat.com

خاموش رہے اوران کے خلاف بری بات کہنے کی جرأت نہ کر سکے جب وہ قبیلہ بنوعبس میں پہنچے اوران سے دریافت کیا تو اُسامہ بن قتادہ نے یہ کہا:

''وہ مساویانہ تقسیم نہیں کرتے اور مقدمہ میں انصاف نہیں کرتے ہیں اور نہ کسی مہم میں خود جنگ کرتے ہیں۔''

سعد نے یہ سن کر بددعا کی ''اے خدا! اگر اس نے یہ بات ریاکاری، دروغ گوئی اور بدنام کرنے کے لیے کہی ہو تو اسے اندھا کر دے۔ اس کی عیالداری بڑھا اور اسے فتنہ وفساد کی تباہ کاریوں میں مبتلا کر۔''

چنانچہ وہ اندھا ہو گیا اور اس کی دس بیٹیاں ہوئیں اور وہ یہ کہا کرتا تھا کہ اسے سعد جیسے مبارک شخص کی بددعا لگی۔

سعد نے دوسرے مخالفوں کے حق میں بھی بددعا کی چنانچہ آپ نے فرمایا ''اے اللہ! اگر وہ غرور، تکبر اور ریاکاری کے لیے نکلے ہوں تو ان کی بستیوں کو مصیبت میں مبتلا کر۔'' چنانچہ وہ تکلیف میں مبتلا ہوئے۔ نیز جراح بھی تہ تیغ ہوا جبکہ ساباط کے مقام پر وہ امام حسن بن علی علیہ السلام کو اچانک قتل کرنا چاہتا تھا۔ قبیصہ بھی سنگسار ہوا اور اربد بھی مقامِ ورج میں مقتول ہوا۔

سعد نے فرمایا ''میں پہلا شخص ہوں جس نے مشرکوں کا خون بہایا تھا نیز رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے اپنے والدین کو جمع کیا اور کسی دوسرے کو یہ فضیلت حاصل نہ ہوئی۔ میں اسلام لانے میں پانچویں درجہ پر ہوں مگر بنو اسد یہ خیال کرتے ہیں کہ میں اچھی طرح نماز نہیں پڑھتا ہوں اور سیر و شکار میں مشغول رہتا ہوں۔''

محمد بن مسلمہ، سعد اور ان کے مخالفوں کو لے کر مدینہ پہنچے اور وہاں آ کر حضرت عمرؓ کو صورت حال سے مطلع کیا، حضرت عمرؓ نے پوچھا ''اے سعد تم کیسے نماز پڑھتے ہو؟'' وہ کہنے لگے کہ میں پہلی دو رکعتوں کو طویل پڑھتا ہوں اور آخری دو رکعتوں کو مختصر کرتا ہوں۔'' اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا ''اے ابو اسحاق! تمہارے بارے میں یہ خیالات ہیں۔'' پھر پوچھا ''کوفہ میں تمہارا جانشین کون ہے؟'' وہ کہنے لگے ''عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان ہیں۔'' لہٰذا آپ نے انہیں برقرار رکھا۔ بہر حال جنگ نہاوند کے اسباب اور اس طرف لشکر کشی تو سعد کے زمانے میں شروع ہو گئی تھی، مگر اصل جنگ عبداللہ کے زمانے میں ہوئی۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ شاہ یزدگرد کے خط سے اہل عجم بہت متاثر ہوئے اور وہ فیروزان کے زیر قیادت

Marfat.com

ڈیڑھ لاکھ جنگجو سپاہیوں کو لے کر جمع ہو گئے۔ اس سے پیشتر سعد نے حضرت عمرؓ کو تمام حالات سے مطلع کر دیا تھا، اور پھر جب وہ ان کے پاس گئے تو بالمشافہ گفتگو بھی کی تھی، اور عرض کیا تھا ''اہل کوفہ آپ سے پیش قدمی کی اجازت مانگتے ہیں تا کہ وہ خود حملہ کی ابتداء کریں، اس طرح دشمن زیادہ مرعوب ہوگا۔''

(یہ سن کر) حضرت عمرؓ نے لوگوں کو جمع کر کے ان سے مشورہ طلب کیا اور فرمایا ''اس دن کے بعد ایک اور دن آئے گا، اس لیے میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ میں ان لوگوں کو لے کر، جو مجھے مل سکیں، روانہ ہو جاؤں، اور ایسے مقام پر قیام کروں جو ان دونوں شہروں کے درمیان ہو، اس وقت انہیں جنگ کے لیے بلاؤں گا اور اس وقت ان کی مدد کروں گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں فتح نصیب کرے اور اپنی مرضی کے مطابق فیصلہ کرے۔ جب اللہ انہیں فتح عطا کرے گا تو اس کے بعد انہیں ان کے شہروں میں بھیج دوں گا۔''

طلحہ بن عبید اللہ نے فرمایا ''اے امیر المومنین! آپ کے تمام کام مستحکم ہیں۔ مصائب اور تجارب نے آپ کو تجربہ بتا دیا ہے آپ کی رائے صائب ہوتی ہے اور آپ کو پورے اختیارات حاصل ہیں، اس لیے آپ حکم دیجیے، ہم اطاعت کریں گے۔ آپ ہمیں بلائیں گے تو ہم لبیک کہیں گے، اگر آپ سوار کرائیں گے تو ہم سوار ہو جائیں گے، اگر آپ قیادت کریں گے تو ہم آپ کی قیادت قبول کریں گے، کیونکہ آپ حکمراں ہیں۔ میں نے بارہا آزمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو انجام کار کامیابی عطا فرمائی۔'' یہ کہہ کر وہ بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عمر نے اپنی بات دہرائی تو حضرت عثمان کھڑے ہو کر یوں فرمانے لگے:

> ''میری رائے یہ ہے کہ اے امیر المومنین! آپ اہل شام کو لکھیں تا کہ وہ شام سے فوج لے کر چلیں۔ نیز اہل یمن بھی یمن سے فوج لے کر روانہ ہوں پھر آپ خود اہل حرمین کو لے کر کوفہ اور بصرہ کی طرف جائیں اور وہاں مسلمانوں کی فوج کو جمع کر کے مشرکوں کا مقابلہ کریں، کیونکہ جب آپ روانہ ہوں گے تو لوگوں کی کثیر تعداد بھی آپ کو کم معلوم ہوگی، بلکہ اے امیر المومنین! آپ ہی غالب ہوں گے، آپ کے بعد عرب میں کوئی آپ جیسا شخص نہیں ہے چونکہ یہ دن (ایسا اہم) ہے کہ اس کے بعد (اور اہم) ایام آئیں گے۔ اس لیے آپ اس میں شریک ہو کر اپنی رائے اور مددگاروں کے ذریعے (اسے کامیاب بنائیے) اور اس جنگ سے غیر حاضر نہ رہیں۔''

Marfat.com

یہ کہہ کر وہ بیٹھ گئے۔ حضرت عمر نے پھر یہ مسئلہ اٹھایا تو حضرت علی بن ابو طالب کھڑے ہو کر یوں مخاطب ہوئے۔

''اے امیر المومنین! اگر آپ شام سے اہل شام کو روانہ کر دیں گے تو اہل روم ان کے اہل وعیال پر ٹوٹ پڑیں گے اور اگر اہل یمن کو یمن سے بھیجیں گے تو اہل حبشہ ان کے بال بچوں پر حملہ کر دیں گے، اس صورت میں آپ کے لیے بیرونی حملوں کے بجائے اندرون ملک کی سرحدوں اور اہل وعیال کو سنبھالنا زیادہ مشکل ہو جائے گا۔ لہٰذا ان لوگوں کو ان کے پیشروؤں میں برقرار رکھئے اور اہل بصرہ کو لکھئے کہ وہ تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں۔ ان کا ایک گروہ اپنے اہل وعیال کی حفاظت کرے اور دوسرا گروہ زمینوں کی نگرانی کرے تاکہ وہ عہد شکنی نہ کریں اور تیسرا گروہ اپنے بھائیوں یعنی اہل کوفہ کی امداد کے لیے روانہ ہو جائے۔ جب اہل عجم مستقبل قریب میں آپ کو دیکھیں گے 'یہ امیر المومنین ہیں جو اُن کی اصل بنیاد ہیں' اس طرح (آپ کا وجود) انہیں زیادہ مرعوب کرے گا۔ آپ نے فرمایا ہے کہ دشمن (کثیر تعداد میں) روانہ ہو چکا ہے تو یہ وہ عمل ہے جسے اللہ تعالیٰ آپ سے زیادہ خود ناپسند کرتا ہے اور وہ اس ناپسندیدہ عمل کو دور کرنے پر ہم سب سے زیادہ قادر ہے۔ جہاں تک ان کی تعداد کی کثرت کا تعلق ہے تو ہم نے گذشتہ زمانے میں کثرت تعداد کے بل بوتے پر جنگیں نہیں کی تھیں بلکہ نصرت خداوند کی بنیاد پر لڑے تھے۔''

اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا ''یہی وہ مشورہ ہے جس پر عمل کرنا مجھے پسند ہے، لہٰذا اب تم مجھے وہ آدمی بتاؤ جسے میں اس سرحد کا حاکم مقرر کر سکوں، ایسا شخص عراقی ہونا چاہیے۔'' لوگ کہنے لگے ''آپ اپنے لشکر کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں اور وہ سب لوگ آپ کے پاس آئے ہوئے بھی ہیں۔'' آپ نے فرمایا ''خدا کی قسم! میں ایسے شخص کو سپہ سالار مقرر کروں گا جو کل جنگ شروع ہوتے ہی سب سے پہلے ہتھیار اٹھائے۔'' لوگوں نے پوچھا ''ایسا کون ہے؟'' آپ نے فرمایا ''وہ نعمان بن مقرن المزنی ہے۔'' لوگ کہنے لگے ''بے شک وہ اس جنگ کے لیے موزوں ترین شخص ہیں۔''

نعمان بن مقرن اس زمانے میں کوفہ کے ایک دستے کے حکمران تھے، جو جندیسا پور اور سوس میں گھسا ہوا تھا۔ لہٰذا حضرت عمرؓ نے انہیں تحریر کیا کہ وہ ماہ کی طرف روانہ ہو جائیں تاکہ اسلامی لشکر وہاں

Marfat.com

ان کے زیر قیادت جمع ہو جائے۔ جب سب لوگ آ گئے تو انہیں لے کر فیروزان اور ان کے ساتھیوں کے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے۔ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت نعمان کسکر کے مقام پر تھے کہ انہوں نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ وہ انہیں وہاں سے معزول کر کے کسی دوسرے اسلامی لشکر کی طرف بھیجیں اس لیے حضرت عمرؓ نے انہیں تحریری حکم بھیجا کہ وہ نہاوند چلے جائیں، چنانچہ وہ روانہ ہو گئے۔

حضرت عمرؓ نے عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان کو تحریر کیا کہ وہ لوگوں کو نعمان کے ساتھ جنگ کرنے پر آمادہ کریں اور وہ سب ماہ کے مقام پر جمع ہو جائیں۔ چنانچہ وہ لوگوں کو آمادۂ جنگ کر کے باقی فوجی دستوں سے پہلے انہیں وہاں لے آئے تا کہ ان کی دینداری کی آزمائش بھی ہو اور انہیں اچھا صلہ بھی ملے۔ جب لوگ وہاں سے نکلے تو حضرت حذیفہ بن الیمان ان کی قیادت کر رہے تھے ان کے ساتھ نعیم بن مقرن بھی تھے۔ آخر کار وہ سب نعمان کے پاس پہنچ گئے۔

اہواز میں جو اسلامی فوجیں تھیں، ان کی قیادت مقترب، حرملہ اور زر کر رہے تھے۔ انہیں حضرت عمرؓ نے پیغام بھیجا کہ وہ اہل فارس کو جنگ میں مشغول رکھیں تا کہ وہ اسلامی لشکر کی طرف نہ بڑھ سکیں لہٰذا وہ اصفہان اور فارس کی سرحد پر ڈٹے رہے اور انہوں نے وہاں سے اہل نہاوند کو ایرانی فوجی کمک بھیجنی بند کرا دی۔

وہ مشہور حضرات جو نعمان کے ساتھ شریک ہوئے، یہ تھے۔ (۱) حذیفہ بن الیمان۔ (۲) ابن عمر۔ (۳) جریر بن عبداللہ البجلی۔ (۴) مغیرہ بن شعبہ وغیرہ۔ نعمان نے طلیحہ بن خویلد، عمرو بن معدیکرب اور عمرو بن مثنیٰ (جو ابن ابی السلمیٰ کے نام سے مشہور ہیں) کو دشمن کی خبر رسانی کے لیے مقرر کیا۔ وہ لوگ روانہ ہو گئے اور تمام دن چلتے رہے یہاں تک کہ رات ہو گئی۔ جب عمرو بن مثنیٰ لوٹنے لگے تو انہوں نے پوچھا تم کیوں لوٹ رہے ہو۔'' تو وہ کہنے لگے ''میں ایرانی علاقے میں نہیں رہا ہوں۔'' ناواقف شخص کو زمین تباہ کر دیتی ہے اور واقف کار زمین کو تباہ کر دیتا ہے۔'' مگر طلیحہ اور عمرو بن معدیکرب آگے بڑھتے گئے جب رات کا آخری حصہ آ گیا تو عمرو بھی واپس ہونے لگے۔ جب پوچھا گیا ''تم کیوں واپس ہو رہے؟'' تو وہ بولے ہم دن بھر اور رات بھر چلتے رہے مگر ہمیں کچھ نظر نہیں آیا اس لیے میں واپس جا رہا ہوں۔

طلیحہ لگاتار چلتے رہے یہاں تک کہ وہ نہاوند کے مقام پر پہنچ گئے، یہ مقام جہاں مسلمان مقیم

Marfat.com

تھے، اس کے اور نہاوند کے درمیان بیس فرسخ سے زائد کا فاصلہ تھا (اس لیے جب طلیحہ واپس نہ ہوئے تو) لوگ کہنے لگے کہ طلیحہ دوبارہ مرتد ہوگیا ہے۔" جب طلیحہ کو اس بات کا علم ہوا تو وہ واپس آ گئے۔ انہیں دیکھ کر مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ انہوں نے پوچھا "کیا ماجرا ہے؟" تو لوگوں نے اپنی بدگمانی کا ذکر کیا۔ یہ سن کر وہ کہنے لگے "خدا کی قسم! اگر یہ صرف عربی مذہب ہوتا تو میں اس صورت میں بھی عجمیوں کے پاس نہ جاتا۔" پھر انہوں نے نعمان کو بتایا کہ مسلمانوں کے مقام اور نہاوند کے درمیان کوئی خطرہ نہیں ہے اور نہ درمیان میں کوئی شخص حائل ہے۔"

یہ سن کر نعمان نے صف بندی کر کے کوچ کیا۔ اس وقت مسلمانوں کا لشکر تیس ہزار پر مشتمل تھا۔ آپ نے ہراول دستے پر نعیم بن مقرن کو مقرر کیا اور دونوں پہلوؤں (دائیں بائیں) پر حذیفہ بن نعمان اور سوید بن مقرن کو متعین فرمایا۔ ایک حصے پر قعقاع بن عمرو کو اور پچھلے حصے پر مجاشع بن مسعود کو مقرر کیا۔ اس وقت مدینہ کی امدادی فوج بھی پہنچ گئی تھی، جس میں مغیرہ بن شعبہ بھی شامل تھے۔ آخر کار وہ اِسبیذُھان کے مقام پر پہنچ گئے، اس وقت ایرانی اپنی صف بندی کے مطابق کھڑے ہوئے تھے، ان کا سپہ سالار فیرزان تھا۔ اس کے دونوں پہلوؤں پر زردق کے علاوہ بہمن جاذویہ بھی تھا جو ذوالحاجب کی جگہ مقرر ہوا۔ نہاوند کے مقام پر ان کے پاس فوجی کمک بھی پہنچ گئی تھی یعنی جو لوگ جنگ قادسیہ میں شریک نہیں تھے، وہ اس جنگ میں شرکت کر رہے تھے۔

نعمان نے جب دشمن کو دیکھا تو نعرہ تکبیر بلند کیا۔ ان کے ساتھ دوسرے مسلمانوں نے بھی نعرہ تکبیر کہا، اس سے ایرانیوں کی صفوں میں ہلچل برپا ہوگئی۔ آخر کار عربوں نے سامان اتارا۔ سب سے پہلے نعمان بن مقرن کا خیمہ نصب کیا گیا۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل کوفہ کے سرداروں نے اپنے خیمے نصب کیے (۱) حذیفہ بن الیمان (۲) عقبہ بن عامر (۳) مغیر بن شعبہ (۴) بشیر بن خصاصیہ (۵) حنظلہ الکاتب (۶) جریر بن عبداللہ البجلی (۷) اشعث بن قیس (۸) سعید بن قیس الھمدانی (۹) وائل بن حجر وغیرہ۔ چنانچہ ان لوگوں کے خیموں کی مانند عراق میں خیمے نہیں دیکھے گئے۔

سامان اترنے کے بعد نعمان نے جنگ کا آغاز کیا، چہار شنبہ اور پنج شنبہ دو دنوں تک خوب لڑائی ہوتی رہی جس میں فریقین ہم پلہ رہے۔ آخر کار دشمن کی فوج جمعہ کے دن اپنے خندقوں میں گھس گئی اور مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر لیا اور جب تک اللہ نے چاہا وہاں مقیم رہے، اس وقت ایرانیوں کو اختیار

Marfat.com

حاصل تھا۔ وہ اسی وقت نکلتے جب وہ نکلنے کا ارادہ کرتے۔ ایسی صورت میں مسلمانوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ جنگ طویل نہ ہو جائے۔ اس لیے بروز جمعہ ان کا ایک اجتماع ہوا اور مسلمانوں کے اہل الرائے حضرات جمع ہوئے، وہ کہنے لگے دشمن ہمارے مقابلے میں خود مختار ہے، آخر وہ نعمان کے پاس مشورہ کے لیے آئے اور جس معاملہ میں وہ غور و خوض کر رہے تھے۔ نعمان بھی اسی بات پر غور کر رہے تھے، اس لیے جب انہوں نے نعمان کو صورت حال سے باخبر کیا تو انہوں نے باقی ماندہ بہادر افسروں اور عقلمند حضرات کو بلا بھیجا، جب وہ آ گئے تو نعمان نے فرمایا "تم دیکھ رہے ہو کہ مشرکین اپنی خندقوں اور شہروں میں پناہ گزین ہو گئے ہیں اور وہ اسی وقت نکلتے ہیں جب وہ خود چاہتے ہیں، مسلمان انہیں نکال نہیں سکتے۔ تم یہ بھی دیکھ رہے ہو کہ مسلمان اس معاملے میں کس قدر پریشان ہیں لہٰذا اب یہ بتاؤ کہ انہیں باہر نکال کر لانے اور جنگ پر آمادہ کرنے کا کون سا طریقہ ہو سکتا ہے، جس سے جنگ طویل نہ ہو سکے۔" چونکہ اس زمانے میں جو سب سے زیادہ عمر رسیدہ ہوتا تھا، وہی بولتا تھا، اس لیے عمرو بن مثنیٰ، جو سب سے بڑے تھے، یوں بولے:

"دشمنوں کے لیے قلعہ نشیں ہونا آپ کے ساتھ جنگ کرنے سے زیادہ مضر ہے، لہٰذا آپ انہیں اسی حالت پر چھوڑے رکھیے جو آپ کے پاس آئے اس سے جنگ کیجیے۔"

تو لوگوں نے ان کی یہ بات نہیں مانی۔ پھر عمرو بن معدیکرب کہنے لگے "آپ ان کا مقابلہ کیجیے اور ان سے بالکل نہ ڈریں۔" لوگوں نے ان کی یہ رائے بھی رد کر دی۔ وہ بولے "صرف دیواریں ہمارا مقابلہ کرتی ہیں اور وہ ہمارے برخلاف دشمن کی مددگار ہیں۔"

طلیحہ بولے "میری رائے یہ ہے کہ آپ گھوڑ سواروں کا ایک دستہ بھیجیں تاکہ وہ جنگ شروع کرے، جب وہ ان سے گتھم گتھا ہو جائے تو وہ ہماری طرف واپس آ جائے چونکہ ہم اس طویل جنگ میں پیچھے نہیں ہٹے تھے، اس لیے یہ حال دیکھ کر ان کے حوصلے بڑھیں گے اور وہ نکل آئیں گے۔ اس وقت ہم ان سے جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ اپنی مرضی کے مطابق ہمارے اور ان کے درمیان قطعی فیصلہ صادر فرمائے۔"

یہ سن کر نعمان نے قعقاع بن عمرو کو بھیجا اور انہوں نے لڑائی چھیڑ دی اس طرح وہ انہیں خندقوں سے باہر نکال لائے۔ دشمن کے سپاہی لوہے کے پہاڑ بنے ہوئے تھے، انہوں نے عہد و پیمان کر رکھا تھا کہ وہ ہرگز نہیں بھاگیں گے، اس لیے سات سات آدمیوں نے ٹولی بنا کر اپنے آپ کو جکڑ رکھا تھا

Marfat.com

اور اپنے پیچھے لوہے کے خاردار کانٹے بچھا دیئے تھے کہ شکست کھا کر بھاگ نہ جائیں جب وہ نکل آئے تو مسلمان پیچھے ہٹتے گئے، ایرانیوں نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا اور طلیحہ کے خیال و گمان کے مطابق آگے بڑھتے رہے۔ چنانچہ ہر ایک آدمی دروازے سے باہر آ کر سوار ہو گیا۔ قعقاع باقی مسلمانوں کی صفوں میں شامل ہو گئے اس طرح ایرانی اپنے قلعے سے کافی دور ہو گئے تھے۔ مسلمان صبح سویرے سے ہی جمعہ کے دن صف آرا تھے۔ اس وقت نعمان نے اپنی فوجوں سے یہ عہد و پیمان لے رکھا تھا کہ وہ اپنے اپنے مقام پر ڈٹے رہیں گے اور جب تک کہ وہ خود اجازت نہ دیں جنگ شروع نہیں کریں گے۔ چنانچہ مسلمانوں نے ایسا ہی کیا اور لڑنے کے لیے آگے نہیں بڑھے۔ ان کے برخلاف مشرکوں نے مسلمانوں پر تیر برسانے شروع کر دیئے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کو زخمی کر دیا، اس لیے مسلمان نعمان کے پاس جا کر شکایت کرنے لگے اور کہنے لگے ''آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارا کیا حال ہو گیا ہے، آپ کس بات کا انتظار کر رہے ہیں؟ آپ انہیں مشرکوں سے جنگ کرنے کی اجازت دیجئے۔'' نعمان بولے ''ذرا ٹھہر جاؤ!'' (اس تاخیر کی وجہ یہ تھی کہ) نعمان اس پسندیدہ گھڑی کا انتظار کر رہے تھے جس وقت دشمن سے رسول اللہ ﷺ جنگ کیا کرتے تھے، بالعموم وہ زوال کا وقت ہوتا تھا، چنانچہ جب وہ وقت قریب آیا تو آپ گھوڑے پر سوار ہو کر لوگوں میں گشت کرنے لگے اور ہر علمبردار کے قریب جا کر وہاں کے لوگوں کا حوصلہ بڑھاتے اور انہیں فتح و نصرت کی توقع دلاتے تھے، آخرکار آپ نے انہیں یہ عام ہدایت دی ''میں تین تکبیریں کہوں گا، تیسری تکبیر کہہ کر میں حملہ کروں گا، اس وقت تم بھی حملہ کرو اگر میں شہید ہو جاؤں تو میرے بعد امیر حذیفہ ہوں گے، اگر وہ بھی شہید ہو گئے تو فلاں شخص ہوگا۔'' یہاں تک کہ آپ نے سات آدمیوں کے نام لیے، آخری نامزد امیر، مغیرہ تھے۔ پھر آپ نے یہ دعا مانگی:

''اے اللہ! اپنے دین کو عزت دے اور اپنے بندوں کی مدد کر اور نعمان کو اپنے دین کی لاج رکھنے اور اپنے بندوں کی مدد کرنے کی خاطر سب سے پہلے شہادت عطا فرما۔''

دوسری روایت یہ ہے انہوں نے اس طرح دعا مانگی:

''اے اللہ! میں تجھ سے دعا گو ہوں کہ آج کے دن تو میری آنکھوں کو ایسی فتح کے ساتھ ٹھنڈک عطا کر جس سے اسلام کا بول بالا ہو۔ اور مجھے شہادت بھی عطا کر۔''

یہ سن کر لوگ رونے لگے، اس کے بعد اپنے مقام کی طرف لوٹ آئے اور تین مرتبہ نعرۂ

Marfat.com

تکبیر بلند کیا۔ مسلمان اسے سن کر تعمیل حکم بجالائے اور جنگ کے لیے تیار ہوگئے۔ اب نعمان اور ان کے ساتھیوں نے حملہ کیا اور ان کا علم عقاب کی طرح جھپٹنے لگا۔ نعمان سفید قبا اور سفید ٹوپی میں تھے، اس وقت ایسی گھمسان کی جنگ شروع ہوئی کہ اس سے پیشتر ایسی لڑائی نہیں سنی گئی تھی۔ صرف لوہے کے ہتھیاروں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں، بہر حال مسلمان اس جنگ میں ڈٹے رہے اور انہوں نے زبردست صبر و استقلال کا ثبوت دیا۔ آخر ایرانیوں کو شکست ہوئی اور زوال کے وقت سے لے کر شام تک اتنے افراد مارے گئے کہ تمام میدان کارزار لہولہان ہوگیا اور خون کی کثرت کی بدولت انسان اور مویشی ان پر سے پھسلنے لگے تھے۔

جب اللہ نے فتح دے کر نعمان کی آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرمائی تو اس وقت اللہ نے ان کی دعا کو اس طرح قبول کیا کہ ان کا گھوڑا پھسل گیا، جس سے گر کر وہ شہید ہوگئے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کی کمر میں تیر لگا جس سے وہ شہید ہوگئے۔ ان کے بھائی نعیم نے انہیں کپڑے سے ڈھک دیا اور جھنڈا لے کر حذیفہ کو دے دیا، جو نعمان کے مقام پر پہنچ گئے تھے اور نعیم کو اپنے جگہ پر مقرر کردیا تھا۔ مغیرہ نے فرمایا ''اپنے امیر کی وفات کو پوشیدہ رکھو جب تک کہ اللہ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی فیصلہ نہ کردے۔'' یہ قدم اس لیے اٹھایا گیا تھا کہ مسلمان کمزور نہ ہوجائیں چنانچہ جنگ جاری رہی۔ جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو مشرکوں کو شکست ہوگئی، وہ بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا تو وہ راستے میں بھٹک گئے، اس لیے انہیں چھوڑ دیا گیا یہاں تک کہ وہ آگ کے شعلوں کے قریب پہنچ گئے اور اس میں گر گئے۔ اس وقت ایک گرتا تو اس کے ساتھ مزید چھ آدمی بھی ایک دوسرے پر گرتے تھے، کیونکہ وہ سات آدمی آپس میں بندھے ہوئے تھے، اس طرح وہ ہلاک ہونے لگے۔ (ان کے پیچھے) لوہے کی باڑیں بھی انہیں زخمی کر رہی تھیں، یوں آگ میں جل کر ایک لاکھ سے زیادہ افراد مر گئے، میدان جنگ میں جو مارے گئے وہ اس کے علاوہ ہیں۔

دوسری روایت یہ ہے کہ آگ سے اسی ہزار ہلاک ہوگئے اور میدان جنگ میں تیس ہزار مارے گئے۔ تعاقب کرنے میں جو ہلاک ہوئے وہ اس کے علاوہ ہیں۔ صرف وہی بچ سکے جو بھاگ گئے تھے۔ فیرزان (ایرانی لشکر کا سردار) بھی بچ نکلا تھا وہ ہمدان کی طرف بھاگ گیا تھا۔ نعیم بن مقرن نے اس کا پیچھا کیا اور قعقاع نے آگے بڑھ کر ہمدان کی گھاٹی میں اسے جا پکڑا۔ اس وقت وہ گھاٹی ان

Marfat.com

خچروں اور گدھوں سے بھری ہوئی تھی جن پر شہد لدا ہوا تھا، ان مویشیوں کی وجہ سے وہ محصور ہو گیا، جب اسے راستہ نہ ملا تو وہ اپنی سواری سے اترا اور پہاڑ پر چڑھ گیا۔ حضرت قعقاع نے پاپیادہ اس کا تعاقب کر کے پکڑ لیا پھر اس گھاٹی کے اندر مسلمانوں نے اسے قتل کیا۔ وہ کہتے تھے ''اللہ تعالیٰ نے شہد کا لشکر بھیجا تھا بہر حال مسلمانوں نے شہد کا ذخیرہ اور اس کے ساتھ کے تمام سامان پر قبضہ کر لیا، اسی واقعہ کی بدولت یہ گھاٹی ثنیة العسل (شہد کی گھاٹی) کہلائی جانے لگی۔

اب وہ ایرانی ہمدان میں داخل ہو گئے تھے جن کا تعاقب مسلمان کر رہے تھے، لہٰذا مسلمانوں نے اس کے آس پاس کے علاقے پر قبضہ کر لیا اور وہاں مقیم ہو گئے۔ جب خشرشنوم نے یہ صورت حال دیکھی تو اس نے ان سے پناہ طلب کی۔

جب مسلمانوں کو مکمل فتح حاصل ہوئی تو وہ اپنے امیر نعمان بن مقرن کے بارے میں دریافت کرنے لگے۔ اس وقت ان کے بھائی معقل نے کہا ''تمہارے امیر کی آنکھوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت کے ذریعے ٹھنڈک عطا فرمائی اور شہادت پر ان کا خاتمہ ہوا اب تم حذیفہ کی اطاعت کرو۔''

جنگ کے بعد کافروں کو شکست ہوگئی تو مسلمان نہاوند کے شہر میں داخل ہوئے اور اس میں جو ساز و سامان تھا ان سب پر قبضہ کر لیا اور امیر سامان، سائب بن اقرع کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد جو لوگ نہاوند میں موجود تھے وہ انتظار کرنے لگے کہ ان کے وہ بھائی جو قعقاع اور نعیم کے ساتھ ہمدان (تعاقب کے لیے) گئے تھے، وہ کیا خبر لے کر آتے ہیں۔ آخر کار وہاں کے آتشکدہ کا منتظم ہربذ پناہ کی درخواست کے ارادے سے آیا، اسے حذیفہ کے پاس پہنچایا گیا تو وہ کہنے لگا ''اگر آپ مجھے اور میرے پسندیدہ لوگوں کو پناہ دیں تو میں آپ لوگوں کو کسریٰ کا وہ خزانہ نکال کر دوں جو میں نے حوادث زمانہ سے محفوظ رہنے کے لیے جمع کر رکھا تھا۔'' حذیفہ نے فرمایا ''ہاں (میں پناہ دیتا ہوں)۔'' اس پر اس نے دو صندوقچوں میں نفیس جواہرات پیش کیے جسے حذیفہ نے خُمس کے ساتھ حضرت عمرؓ کے پاس روانہ کر دیا، حذیفہ نے ان میں سے کچھ جواہرات نکال لیے تھے اور باقی حصے کو سائب بن اقرع الثقفی کے ساتھ بھیج دیا۔ سائب بن اقرع الثقفی بہت بڑے حساب داں منشی تھے، جنہیں حضرت عمرؓ نے ان کے پاس اس مقصد کے لیے بھیجا تھا کہ اگر اللہ مسلمانوں کو فتح و نصرت عطا فرمائے تو وہ ان کا مال غنیمت تقسیم کر کے پانچواں حصہ نکال لیں اور اگر یہ لشکر ہلاک ہو جائے تو وہ چلے جائیں کیونکہ اس صورت میں زمین کا

Marfat.com

اندرونی حصہ اس کے بیرونی حصے سے بہتر ہوگا۔

سائب کہتے ہیں ''جب اللہ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت عطا کی اور اس ایرانی نے وہ دو صندوقچے پیش کیے جو اس کے پاس نخیر جان نے امانتاً رکھوائے تھے تو اس میں موتی زبرجد اور یاقوت نکلے۔ جب میں تقسیم سے فارغ ہوا تو میں دو صندوقچوں کو اپنے ساتھ لے گیا۔ جب میں حضرت عمرؓ کے پاس آیا تو معلوم ہوا کہ واقعہ کا اندازہ لگاتے ہوئے رات بھر تلملاتے رہے اور (خبر معلوم کرنے کے لیے) باہر نکلتے رہے۔ اس زمانے میں ایک مسلمان اپنے کسی کام کے لیے گیا ہوا تھا، وہ رات کے وقت مدینہ منورہ واپس آ رہا تھا کہ اس کے پاس سے ایک سوار گزرا، اس نے پوچھا کہ وہ کہاں سے آ رہا ہے، وہ بولا، وہ نہاوند سے آ رہا ہے، اس نے مسلمانوں کی فتح اور نعمان کی شہادت کی خبر دی۔ پھر اس شخص نے تین دن بعد اس واقعہ کی خبر دی مگر حضرت عمرؓ کے پاس خبر پہنچ چکی تھی، پوچھنے پر بتایا گیا کہ وہ جناتی قاصد تھا، پھر اصل قاصد بھی آ گیا، اس نے مسرت انگیز خبر سنائی مگر نعمان کی شہادت کا حال نہیں بتایا۔ دوسرے دن پھر حضرت عمرؓ خبریں معلوم کرنے کے لیے نکلے تو اس وقت میری آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے پوچھا ''کیا خبر ہے؟'' میں نے کہا ''خیریت ہے، اللہ نے آپ کو عظیم ترین فتح عطا فرمائی اور نعمان بن مقرن شہید ہو گئے۔'' آپ نے فرمایا ''انا للہ و انا الیہ راجعون۔'' پھر آپ رونے لگے اور دیر تک روتے رہے۔ جب میں نے آپ کی یہ حالت دیکھی تو میں نے کہا ''اے امیر المومنین! ان کے بعد کوئی مشہور شخص شہید نہیں ہوا۔'' آپ نے فرمایا ''یہ کمزور مسلمان ہیں مگر جنہیں اللہ تعالیٰ شہادت عطا فرماتا ہے، ان کا نام و نسب مشہور ہو جاتا ہے پھر انہیں عمر کے پہچاننے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔''

جب میں نے دونوں صندوقچوں کا حال بتایا تو آپ نے فرمایا ''انہیں بیت المال میں داخل کر دو، ہم ان کے بارے میں غور کریں گے۔ تم اپنے لشکر کی طرف واپس چلے جاؤ۔'' چنانچہ تعمیل حکم کرتے ہوئے میں جلد کوفہ واپس چلا گیا رات گزرنے کے بعد جب صبح ہوئی تو حضرت عمر نے میرے پیچھے ایک قاصد بھیجا مگر وہ مجھے نہیں پکڑ سکا۔ جب کوفہ میں داخل ہو کر میں نے اونٹ کو ٹھہرایا، تو وہ قاصد بھی میرے اونٹ کے پیچھے ایک اونٹ ٹھہرا کر کہنے لگا ''تم امیر المومنین کے پاس فوراً جاؤ انہوں نے مجھے تمہارے بلانے کے لیے بھیجا تھا مگر میں تمہیں اب پکڑ سکا ہوں۔''

یہ سن کر میں اس کے ساتھ سواری پر روانہ ہو گیا۔ آخر کار میں حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا جب

Marfat.com

آپ نے مجھے دیکھا تو فرمانے لگے "مال اور سائب کو لے کر میرے پاس آؤ" میں نے پوچھا "کیوں؟" فرمانے لگے "جب تم نکل کر گئے تھے تو اس رات کو میں تھوڑی دیر نہ سونے پایا تھا کہ رات بھر فرشتے مجھے ان دونوں صندوقوں کی طرف کھینچ کر لے جاتے رہے جن میں آگ لگی ہوئی تھی، وہ کہہ رہے تھے کہ "ہم تمہیں انہیں گرم کر کے ان کے داغ لگائیں گے۔" میں ان سے یہی کہتا رہا "بہت جلد میں انہیں مسلمانوں میں تقسیم کر دوں گا۔" لہٰذا میرے پاس سے ان کو لے جاؤ اور انہیں فروخت کر کے اس کی رقم مسلمانوں کو عطیات کے طور پر دے دو۔"

سائب فرماتے ہیں "میں ان دونوں (جواہرات کے صندوقچوں) کو لے گیا اور انہیں کوفہ کی مسجد میں لے آیا جہاں انہیں عمرو بن حریث المخزومی نے مجھ سے بیس لاکھ درہم میں خریدا پھر انہی کو عجمی علاقے میں لے جا کر چالیس لاکھ درہم میں فروخت کر دیا۔ اس طرح وہ سب کوفہ والوں سے زیادہ مالدار ہو گیا۔"

جنگ نہاوند کے ہر مسلم سوار کا حصہ چھ ہزار تھا اور ہر پیادے کا حصہ دو ہزار تھا۔ جب نہاوند کے قیدی مدینہ منورہ آئے تو مغیرہ بن شعبہ کا غلام ابولؤلؤ (قاتل حضرت عمرؓ) ہر نو عمر قیدی کے سر پر ہاتھ پھیر کر روتا تھا اور کہتا تھا "عمر نے میرا جگر کھا لیا ہے۔" وہ بھی دراصل نہاوند کا رہنے والا تھا، رومیوں نے اسے گرفتار کر لیا تھا اور پھر مسلمان اسے رومیوں سے پکڑ لائے تھے، اسی لیے وہ رومی قیدی کی حیثیت سے مشہور ہو گیا۔ مسلمان نہاوند کی فتح کو "فتح الفتوح" کہتے ہیں کیونکہ ایرانی اس کے بعد اس قدر مجتمع ہو کر نہیں لڑے اور مسلمان ان کے تمام علاقے پر قابض ہو گئے تھے۔

دَنیَوَر اور صَیمرہ کی فتح:

ابوموسیٰ جنگ نہاوند میں اہل بصرہ کے لیے امدادی فوج لے کر آئے تھے۔ جب وہاں سے لوٹے تو راستے میں دَنیَوَر کے مقام پر پانچ دن ٹھہرے۔ وہاں کے لوگوں نے جزیہ ادا کرنے کی شرط پر ان سے صلح کر لی۔ جب وہ اس سے آگے بڑھے تو اہل سیروان نے بھی اسی طرح صلح کر لی۔ سائب بن اقرع الثقفی کو صَیمرہ بھیجا گیا جو مِہرجان قذق کے علاقے کا شہر تھا۔ انہوں نے بھی اسے مصلحت کے ساتھ فتح کر لیا۔ اور دوسری روایت یہ ہے کہ جب حضرت سائب کو اہواز کے مقام سے بھیجا گیا تو اس وقت انہوں نے مِہرجان قذق کا علاقہ فتح کیا تھا۔

Marfat.com

فتح ہمدان و ماہین:

جب مشرکوں کو شکست ہوئی تو ان میں سے جو بچ نکلا، وہ ہمدان میں پناہ گزین ہوا۔ نُعیم بن مقرن اور قعقاع بن عمرو نے ان کا محاصرہ کیا۔ جب خسر شنوم نے یہ معاملہ دیکھا تو اس نے پناہ طلب کی اور لوگوں کی طرف سے جزیہ دینے کی پیشکش کی اور اس سلسلے میں ہمدان اور دستبیٰ کے مقامات کی ذمہ داری لی۔ لہٰذا اسے اور اس کے ایرانی ساتھیوں کو پناہ دی گئی اور اس کی پیشکش قبول کر لی گئی۔ اس کے بعد جو لوگ بھاگ گئے تھے وہ بھی وہاں آ گئے۔

جب ہمدان کے مفتوح ہونے کی خبر ماہین پہنچی اور یہ پتہ چلا کہ نعیم اور قعقاع وہاں داخل ہو گئے ہیں، تو وہاں کے لوگوں نے بھی خسر شنوم کی تقلید کرتے ہوئے، حذیفہ سے خط و کتابت کی۔ انہوں نے ان لوگوں کے مطالبات تسلیم کر لیے، اس لیے ان لوگوں نے طے کیا کہ وہ حذیفہ کے پاس جائیں، مگر ان کے ایک بادشاہ نے، جس کا نام دینار تھا، ان کو دھوکا دیا اور کہا تم سب لوگ نہ جاؤ۔ وہ ان کے پاس ریشمی لباس اور زیورات سے آراستہ ہو کر آیا تو مسلمانوں نے اس کے ساتھ عہد و پیمان کر لیا۔ دوسرے لوگوں کے لیے بھی اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں رہا کہ وہ اس کی اطاعت کریں، اس وجہ سے اس مقام کا نام ''ماہ دینار'' ہو گیا۔

نعمان بن مقرن نے بھی بھراذان کے ساتھ اس طرح کا عہد و پیمان کیا تھا، اس وجہ وہ بھراذان کی طرف منسوب ہو گیا۔ انہوں نے نسر بن ثور کو ایک قلعہ پر مقرر کر دیا تھا جہاں لوگ جمع ہو گئے تھے چونکہ ان لوگوں نے ان سے جہاد کر کے اسے فتح کر لیا تھا اس لیے وہ نُسیر کے نام سے مشہور ہو گیا۔ نُسیر، نسر کا اسم تصغیر ہے۔

کہتے ہیں کہ دینار امیر معاویہ کے عہد خلافت میں کوفہ آیا تھا تو اس نے کہا تھا ''اے اہل کوفہ! سب سے پہلے تم ہی لوگ ہمارے پاس آئے تھے، اس وقت تم بہترین انسان تھے۔ عمرؓ اور عثمانؓ کے زمانے میں بھی تم ایسے ہی رہے مگر اس کے بعد تم تبدیل ہو گئے اور تم میں یہ چار برائیاں پیدا ہو گئیں، بخل، فریب، غداری اور تنگ نظری۔ حالانکہ اس سے پہلے تم میں ایسی کوئی برائی نہ تھی۔ میں نے تمہارے معاملہ پر اچھی طرح غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ برائیاں تمہاری گھٹی میں پڑ گئی ہیں۔ مجھے یہ بھی

Marfat.com

معلوم ہے کہ یہ کہاں سے آئی ہیں۔ مکروفریب نبطی قوم کے ذریعے آیا، بخل کی عادت ایرانیوں سے ملی، غداری خراسان کے ذریعے پیدا ہوئی اور تنگ نظری اہواز کے علاقے کا اثر ہے۔

عجمی علاقوں میں مسلمانوں کا داخلہ:

اس سال حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ ایرانی علاقوں میں گھس جائیں اور جہاں ایرانی ملیں، ان کا تعاقب کیا جائے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ حکم ۱۸ھ میں دیا گیا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ شاہ یزدگرد بار بار گشت کرتا تھا، اس لیے نہاوند کی فتح کے بعد بصرہ اور کوفہ کے سرداروں کو بھیجا گیا۔ سعد اور عمار کی حکومت کے درمیانی عرصے میں دو نئے حاکم مقرر کیے گئے تھے۔ ان میں سے ایک عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان تھے جن کے زمانے میں جنگ نہاوند ہوئی۔ دوسرے زیاد بن حنظلہ تھے، جن کے زمانے میں عجمی علاقوں میں پیش قدمی کا حکم دیا گیا۔ عبداللہ بن عبداللہ کو معزول کر کے دوسرے مقام پر بھیجا گیا اور ان کی جگہ زیاد کو مقرر کیا گیا، جو مہاجر تھے، انہوں نے تھوڑے عرصے کام کرنے کے بعد مستعفی ہونے پر اصرار کیا تو حضرت عمرؓ نے ان کا استعفیٰ منظور کر لیا، پھر آپ نے عمار بن یاسر کو امیر مقرر کیا اور ان کے ساتھ اہل کوفہ کو یہ تحریری حکم بھیجا ''میں نے عمار کو امیر بنا کر بھیجا ہے اور ان کے ساتھ عبداللہ بن مسعود کو معلم بنا کر بھیجا ہے۔'' ابن مسعود حمص میں تھے کہ حضرت عمرؓ نے انہیں کوفہ بھیج دیا نیز اہل بصرہ کی امداد کے لیے عبداللہ بن عبداللہ کو بھیجا اور اہل کوفہ کی امداد کے لیے ابوموسیٰ کو بھیجا۔

اہل ہمدان نے صلح کرنے کے بعد عہد شکنی کی تو حضرت عمرؓ نے نُعیم بن مقرن کو علم بردار بنایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ ہمدان کا قصد کریں اور اسے فتح کرنے کے بعد آگے خراسان کی طرف پیش قدمی کریں۔ نیز عتبہ بن فرقد اور بکیر بن عبداللہ کو آذر بائیجان اس طرح روانہ کیا کہ ان میں سے ایک حلوان کے راستے سے جائیں اور دوسرے موصل کی راہ سے داخل ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عبداللہ کو اصفہان بھیجا اور سراقہ کو بصرہ کا امیر مقرر کیا۔

فتح اصفہان:

اصفہان کو فتح کرنے کے لیے حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان کو روانہ کیا گیا تھا جو

Marfat.com

بہت بہادر اور مشہور صحابی تھے اور انصار کے معزز فرد تھے۔ ان کی امداد کے لیے ابوموسیٰ اشعری کو بھیجا گیا تھا اور ان کے دونوں پہلوؤں پر حضرات عبداللہ بن ورقاء الریاحی اور عصمت بن عبداللہ تھے۔ وہ سب نہاوند گئے۔ حذیفہ دریائے دجلہ کے علاقے کی اراضی کی طرف اپنے کام پر چلے گئے اور عبداللہ اپنے ساتھیوں اور نعمان کی فوج کو لے کر اصفہان کی طرف روانہ ہوئے، وہاں کے ایرانی لشکر کا سردار اسبیدان تھا۔ اس کے ہراول دستے پر شہریار بن جاذویہ تھا جو بہت بوڑھا آدمی تھا اور اس کے ساتھ بہت بڑی جمعیت تھی، یہ ہراول دستہ اصفہان کے ایک نواحی علاقے میں مقیم تھا جہاں گھمسان کی لڑائی شروع ہوگئی آخر بوڑھے نے انفرادی جنگ کے لیے چیلنج کیا تو عبداللہ بن ورقاء الریاحی اس کے مقابلے کے لیے نکلے اور اس کا کام تمام کردیا۔ اس کے بعد اہل اصفہان کو شکست ہوئی، تاہم اس بوڑھے کی وجہ سے وہ علاقہ ''رستاق الشیخ'' کے نام سے مشہور ہوگیا، یہ اصفہان کا پہلا علاقہ تھا جو فتح ہوا، کیونکہ اسبیدان نے رستاق الشیخ کی طرف سے مصالحت کرلی تھی، پھر عبداللہ جی شہر کی طرف گئے جو اصفہان کا شہر تھا۔ اصفہان کا بادشاہ فاذوسفان تھا۔ آخر کار جنگ کے بعد اس شہر کا محاصرہ کرلیا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فاذوسفان نے اصفہان کی طرف سے اس شرط پر صلح کرلی کہ جو وہاں رہے گا اس پر جزیہ ہوگا اور جس کی زمین پر بزور شمشیر قبضہ کرلیا گیا ہو اس پر بھی اس معاہدہ کا اطلاق ہوگا اور جو اس شرط کو قبول نہ کرے اور چلا جائے اس کی زمین مسلمانوں کے قبضے میں چلی جائے گی۔

ابوموسیٰ اہواز کے راستے سے حضرت عبداللہ کے پاس اس وقت آئے جب کہ وہ صلح کرچکے تھے، بہر حال جی کے باشندے ذمی بن گئے۔ اصفہان کے تیس آدمی بھاگ کر کرمان چلے گئے، ابوموسیٰ اور عبداللہ شہر میں داخل ہوگئے اور پھر حضرت عمرؓ کو صورت حال سے مطلع کیا گیا تو حضرت عمرؓ کا نامہ مبارک آیا کہ وہ روانہ ہوجائیں اور سہیل بن عدی کے پاس پہنچ کر کرمان کے لوگوں سے جنگ کریں لہٰذا وہ اصفہان میں سائب بن الاقرع کو اپنا جانشین بنا کر حضرت سہیل کے پاس اس وقت پہنچے جبکہ وہ ابھی کرمان کے راستے پر تھے۔

معقل بن یسار کی روایت ہے کہ اس لشکر کے امیر جس نے اصفہان فتح کیا، نعمان بن مقرن تھے۔ حضرت عمرؓ نے انہیں مدینہ منورہ سے اصفہان بھیجا تھا۔ نیز اہل کوفہ کو بھی تحریر کیا تھا کہ وہ ان کی امداد کریں۔ بہر حال جب وہ اصفہان کی طرف روانہ ہوئے تو اس کا بادشاہ ذوالحاجبین تھا، اس کی

Marfat.com

طرف مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا گیا تھا۔ جب وہ واپس آ گئے تو جنگ شروع ہو گئی اس جنگ میں نعمان شہید ہوئے اور ذوالحاجبین (شاہ اصفہان) اپنی سواری سے گر پڑا جس سے اس کا پیٹ پھٹ گیا اور اس کے ساتھیوں کو شکست ہوئی۔ معقل فرماتے ہیں "میں نعمان کے پاس اس حالت میں آیا جب کہ وہ گھرے ہوئے تھے۔ میں نے ان پر جھنڈا رکھ دیا۔ جب مشرکوں کو شکست ہوئی تو میں پانی کا مشکیزہ لے کر ان کے پاس آیا اور ان کے روئے مبارک سے مٹی دھوئی تو انہوں نے پوچھا "لوگوں نے کیا کیا؟" میں نے کہا "اللہ نے انہیں فتح عنایت فرمائی۔" اس پر "الحمد للہ" کہہ کر وہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

معقل کی روایت اس طرح ہے مگر صحیح یہ ہے کہ نعمان نہاوند میں شہید ہوئے۔ (اصفہان کی فتح کے بعد) ابو موسیٰ نے قُم و قاشان کو فتح کیا۔

کوفہ پر حضرت مغیرہ بن شُعبہ کا تقرر:

اس سال حضرت عمرؓ نے عمار بن یاسر کو کوفہ کا حاکم اور عبداللہ بن مسعود کو بیت المال کا افسر مقرر کیا۔ جب اہل کوفہ نے عمار کی شکایت کی تو انہوں نے استعفیٰ دے دیا، پھر حضرت عمرؓ نے جبیر بن مطعم کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا اور ان سے کہا "اس کا ذکر کسی سے مت کرنا۔" مگر مغیرہ کو معلوم ہو گیا کہ حضرت عمرؓ جبیر سے تنہائی میں ملے تھے، اس لیے انہوں نے اپنی بیوی کو جبیر بن مطعم کی بیوی کے پاس بھیجا تا کہ وہ انہیں سفر کا کھانا پیش کریں، جب ایسا ہی کیا گیا تو ان کی زوجہ محترمہ نے فرمایا "ہاں تم نے بہت اچھا تحفہ دیا۔" مغیرہ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو وہ حضرت عمرؓ کے پاس آ کر کہنے لگے "آپ نے جس کو حاکم مقرر کیا ہے، اللہ اس میں برکت دے۔" پھر انہوں نے سب حال سنا دیا، لہٰذا حضرت عمرؓ نے انہیں معزول کر کے مغیرہ بن شعبہ کو مقرر کر دیا اور وہ حضرت عمرؓ کی وفات تک وہاں کے حاکم رہے۔

بعض لوگ یہ روایت کرتے ہیں کہ عمار ۲۲ھ میں معزول ہوئے اور ان کے بعد ابو موسیٰ حاکم ہوئے۔ اس کا ذکر ان شاء اللہ آگے چل کر آئے گا۔

متفرق واقعات:

کہتے ہیں اس سال حضرت عمرو بن العاص نے عقبہ بن نافع الفہری کو بھیجا۔ انہوں نے

Marfat.com

مصالحت کے ساتھ زویلہ کو فتح کرلیا۔ برقہ اور زویلہ کے درمیانی علاقوں میں مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ تھا۔ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ یہ واقعہ ۲۰ھ میں ہوا۔ اس سال (مختلف علاقوں کے) امراء مندرجہ ذیل تھے۔

۱۔ دمشق، حوارن، حمص، قنسرین اور جزیرہ کے حکمران عمیر بن سعید تھے۔

۲۔ بلقاء، اردن، فلسطین، ساحلی علاقوں، انطاکیہ، قلقیہ اور معرہ مصر کے حاکم حضرت معاویہ تھے کیونکہ اس سال ابو ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ نے قلقیہ، انطاکیہ اور معرہ مصرین والوں سے صلح کرلی تھی۔

اس سال امام حسن بصری اور شعبی پیدا ہوئے ☆ اس سال حضرت عمرؓ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا اور مدینہ منورہ میں اپنا جانشین زید بن ثابت کو بنایا ☆ مکہ معظمہ، طائف، یمن، یمامہ، مصر اور بصرہ کے حکام وہی تھے جو پہلے تھے۔ کوفہ کے حاکم عمار بن یاسر تھے اور شریح وہاں کے قاضی تھے ☆ اسی سال عثمان بن ابوالعاص نے ساحل فارس کی طرف فوجی مہم بھیجی جس نے وہاں جنگ کی۔ مسلمانوں کے ساتھ جارود العبدی بھی تھے جو ایک گھاٹی میں شہید ہوئے جو بعد میں ''عقبۃ الجارود'' کے نام سے مشہور ہوگئی۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ نہاوند میں نعمان کے ساتھ شہید ہوئے۔

وفیات

اسی سال اصفہان کی فتح کے بعد حُممہ صحابی فوت ہوئے ☆ بحرین کے حاکم العلاء بن حضرمی بھی فوت ہوئے، انہوں نے حضرت عمر بن الخطاب کے لیے وصیت کی۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ ۲۳ھ میں فوت ہوئے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ ان کی مدینہ منورہ میں وفات ہوئی مگر پہلی روایت زیادہ صحیح ہے۔

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ صَیمرہ، دیارِ جبل اور دیارِ خوزستان کے درمیان ایک علاقہ۔

۲۔ دستبی: رے اور ہمدان کے درمیان ایک وسیع علاقہ۔

Marfat.com

بارہواں باب

۲۲ھ کے واقعات

اس سال آذر بائیجان فتح ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ ۱۸ھ میں فتح ہوا۔ بہر حال یہ ہمدان، رے اور جرجان کے بعد فتح ہوا اس سے پہلے ہم ان شہروں کی فتوحات کا حال بیان کرتے ہیں۔

ہمدان کی دوبارہ فتح:

پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ نُعیم بن مقرن ہمدان گئے تھے اور انہوں نے قعقاع بن عمرو کے ساتھ ہمدان فتح کرلیا تھا، جب وہ دونوں واپس آئے تو خُسر شُنوم کے ساتھ مل کر وہاں کے لوگوں نے عہد شکنی کی۔ جب حضرت عمرؓ کے ہاں سے حضرت نُعیم کے نام فرمان آگیا تو انہوں نے حضرت حذیفہ کو رخصت کیا وہ ہمدان کے لیے روانہ ہوئے اور حذیفہ کوفہ کی طرف چلے گئے۔ جب نُعیم صف آرا ہو کے ہمدان کے قریب پہنچے تو وہاں کے علاقے پر قابض ہو کر شہر کا محاصرہ کرلیا۔ جب وہاں کے لوگوں نے یہ حالت دیکھی تو انہوں نے صلح کی درخواست کی جو منظور ہوگئی اور ان سے جزیہ لینا تسلیم کرلیا گیا۔

بعض کہتے ہیں کہ حضرت عمر کی شہادت کے چھ مہینے کے بعد ۲۴ھ میں ہمدان فتح ہوا۔ جب نُعیم بارہ ہزار لشکر کے ساتھ ہمدان میں مصروف تھے تو دیلم اور رے کے باشندوں نے آذر بائیجان سے خط و کتابت کی اس لیے موتا دیلم کو لے کر بواج روذ[۱] میں آگیا تھا اور زینبی ابوالفرُ خان رے والوں کو لے کر آگیا تھا۔ رستم کا بھائی اسفندیار آذر بائیجان والوں کو لے کر نکلا تھا۔ جب وہ سب اکٹھے ہوگئے تو فوجی چوکیوں کے افراد قلعہ بند ہوگئے اور انہوں نے نُعیم کو خبر بھجوائی چنانچہ انہوں نے یزید بن قیس الہمدانی کو اپنا جانشین بنایا اور خود مقابلے کے لیے نکلے۔ بواج روذ پر ان کے ساتھ گھمسان کی جنگ ہوئی جو جنگ نہاوند کے ہم پلہ تھی آخر میں ایرانیوں کو بری طرح شکست ہوئی اور ان میں سے بے شمار

Marfat.com

افراد مارے گئے، پھر جب مسلمانوں نے حضرت عمرؓ کو فتح کی بشارت دینے کے لیے ایک قاصد بھیجا تو عمرؓ نے نُعیم کو حکم دیا کہ وہ مقام رے کا قصد کریں اور وہاں کے لوگوں سے جنگ کریں اور جب یہ شہر فتح ہو جائے تو وہاں قیام کریں۔

ایک روایت یہ ہے کہ جب حضرت مغیرہ بن شعبہ کوفہ کے حاکم تھے تو انہوں نے جریر بن عبداللہ کو ہمدان بھیجا وہاں کے لوگوں نے ان سے جنگ کی تو ایک تیر کے زخم سے ان کی ایک آنکھ جاتی رہی، اس پر وہ فرمانے لگے ''میں اس کا ثواب اللہ سے حاصل کروں گا۔ جس نے اس آنکھ کے ذریعے میرے چہرے کو آراستہ کیا اور جب تک اس نے چاہا اس آنکھ کو روشن رکھا۔ پھر اپنے راہ میں اس کو چھین لیا۔'' پھر نہاوند کے معاہدہ کی طرح انہوں نے ہمدان کو فتح کر لیا اور وہاں کے علاقے پر بزور شمشیر قابض ہو گئے۔ ایک تیسری روایت یہ ہے کہ حضرت مغیرہ نے بذات خود اس شہر کو فتح کیا۔ حضرت جریر اس وقت ان کے ہراول دستے پر تھے۔ ایک اور روایت کے مطابق اس کے فاتح حضرت قرظ بن کعب انصاری تھے۔

فتح قزوین وزنجان:

جب حضرت مغیرہ نے حضرت جریر کو ہمدان بھیجا اور انہوں نے اسے فتح کر لیا تو براء بن عازب کو فوج دے کر قزوین بھیجا گیا، انہیں حکم ملا تھا کہ جب وہ قزوین کو فتح کر لیں تو وہاں سے دیلم پر فوج کشی کریں۔ دراصل دستبی سے آگے کا علاقہ ان کی فوج کشی کا مقام تھا۔ حضرت براء پہلے ابھر کے قلعے کے قریب پہنچے اور ان سے جنگ کی جب اہل قلعہ نے پناہ طلب کی تو پناہ دی گئی اور ان سے صلح کر لی گئی، پھر انہوں نے قزوین پر فوج کشی کی جب وہاں کے لوگوں کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے دیلم سے امداد طلب کی، انہوں نے مدد دینے کا وعدہ بھی کر لیا مگر جب مسلمان وہاں پہنچے اور وہ ان سے جنگ کرنے کے لیے نکلے تو دیلمی پہاڑ پر کھڑے رہے اور ان کی کوئی مدد نہ کی۔ جب اہل قزوین نے یہ حالت دیکھی تو انہوں نے اہل ابھر کے معاہدے کی طرح معاہدہ صلح کر لیا۔ کسی مسلمان نے اس واقعہ پر دو شعر کہے ہیں۔ (ترجمہ)

[دیلم قوم کو معلوم ہو گیا کہ جب براء بن عازب لشکر لے کر آئے تو وہ جنگ کرنا چاہتے ہیں۔
مشرکوں کا خیال غلط ہے کیونکہ ہم نے سخت اندھیرے میں دشوار گذار پہاڑ اور جنگل طے کیے۔]

Marfat.com

حضرت براء بن عازب نے دیلم پر بھی حملہ کیا۔ یہاں تک کہ وہ خراج ادا کرنے پر مجبور ہوئے۔ پھر انہوں نے جیلان۳ اور طیلسان۴ پر بھی فوج کشی کی اور زنجان۵ کو بزور شمشیر فتح کیا۔ جب ولید بن عتبہ کوفہ میں آئے تو وہ بھی دیلم، جیلان، موقان۶، الببر اور طیلسان کے علاقوں پر حملہ کر کے واپس چلے گئے تھے۔

فتح رے:

حضرت نُعیم واج روذ سے لوٹ کر رے آئے تو زینبی ابوفرخان باہر نکل کر نُعیم سے ملا اور مصالحت کا طالب ہوا۔ مگر رے کا بادشاہ سیاوخش بن مھران بن بھرام چوبین آمادۂ جنگ رہا کیونکہ اس نے اہل نہاوند، طبرستان، قومس اور جرجان سے فوجی امداد طلب کی تھی انہوں نے مسلمانوں کے خوف سے اس کی امداد کی اور رے کے پہاڑ کے دامن میں مسلمانوں کے مقابلے کے لیے آگئے اور جنگ شروع ہوگئی اس وقت زینبی نے نُعیم سے کہا ''یہ لوگ بہت زیادہ ہیں اور آپ لوگوں کی تعداد قلیل ہے اس لیے آپ میرے ساتھ سواروں کا دستہ بھیجئے میں ایسے راستے سے ان کے شہر میں داخل ہوں گا کہ انہیں احساس تک نہ ہوگا، اس عرصہ میں آپ ان سے مقابلہ کرتے رہیں، جب ہم اندر گھس جائیں تو وہ آپ کے مقابلے میں ٹھہر نہیں سکیں گے۔''

نعیم نے اپنے بھتیجے منذر بن عمرو کی قیادت میں رات کے وقت سواروں کا ایک دستہ بھیجا جنہیں زینبی نے شہر میں داخل کر دیا۔ لوگوں کو اس کی خبر نہیں ہوسکی۔ اس وقت نُعیم نے شب خون مارا اور اس کی وجہ سے وہ لوگ شہر کو چھوڑ کر ان کے مقابلے کے لیے ڈٹ گئے۔ مگر جب انہوں نے پیچھے سے نعرۂ تکبیر سنا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بری طرح مارے گئے اور اللہ تعالیٰ نے مدائن کی طرح رے میں بھی بہت سا مال غنیمت دلوایا۔ آخر کار زینبی نے رے شہر کی طرف سے صلح کر لی اس طرح رے کا اقتدار زینبی خاندان میں باقی رہا۔ نعیم نے رے کا شہر تباہ کر دیا تھا جو پرانا شہر کہلاتا ہے پھر نُعیم نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں مضارب العجلی کے ذریعے فتح کی بشارت پہنچائی اور خُمس ارسال کیا۔ مَصْمُغان نے دُنباوند کے علاقے کی طرف سے صلح میں فدیہ پیش کیا جو قبول کر لیا گیا۔

ایک روایت یہ ہے کہ رے کی فتح حضرت قرظہ بن کعب انصاری کے دست مبارک پر

Marfat.com

ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ فتح رے ۲۱ھ میں ہوئی۔

فتح قُومِس وجُرجان وطبرستان:

جب نُعیم نے حضرت عمرؓ کو فتح کی بشارت پہنچائی اور رے کا خُمس ارسال کیا تو حضرت عمرؓ نے انہیں لکھا کہ وہ اپنے بھائی سوید بن مقرن کے ساتھ ہند بن عمرو الجملی وغیرہ کو قومس بھیجیں چنانچہ سوید قُومس گئے۔ وہاں کوئی ان کے مقابلے کے لیے نہیں آیا، اس لیے انہوں نے اس شہر پر صلح کے ساتھ قبضہ کرلیا اور وہاں اپنے لشکر کو ٹھہرایا۔ وہ لوگ جو وہاں سے بھاگ گئے تھے اور جنگلوں کا راستہ طے کر کے طبرستان چلے گئے تھے۔ انہوں نے بھی حضرت سوید سے خط و کتابت کر کے جزیہ ادا کرنے کا معاہدہ کرلیا جو انہیں لکھ کر دے دیا گیا۔

وہاں سے حضرت سوید جُرجان گئے۔ جب وہ بسطام کے مقام پر صف آرا ہوئے تو جُرجان کے بادشاہ زُرنان صول سے خط و کتابت کی۔ لہٰذا زُرنان نے بذریعہ خط و کتابت جرجان کے علاقے کی طرف سے جزیہ کا معاہدہ کرلیا اور حضرت سوید نے اس کی شرط کو منظور کرلیا۔ چنانچہ حضرت سوید زُرنان صول کے ساتھ جُرجان میں داخل ہوئے اور کچھ عرصہ تک وہاں اپنی فوج کو ٹھہرایا، اس اثناء میں انہوں نے خراج وصول کیا اور وہاں کی سرحدوں کو مستحکم کیا۔ جو لوگ ان سرحدوں کی حفاظت کے ذمے دار تھے ان پر سے جزیہ معاف کردیا گیا۔ باقی لوگوں سے جزیہ لیا گیا۔

(فتح جرجان کے سن میں اختلاف ہے) بقول بعض یہ ۱۸ھ میں اور بقول دیگر عہد عثمانی میں ۳۰ھ میں فتح ہوا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ طبرستان کے حاکم اصبَہبذ نے حضرت سوید سے مصالحت کی خط و کتابت کی تو انہوں نے اس کی پیشکش کو قبول کرلیا۔

فتح طرابلس الغرب وبرقہ:

اس سال حضرت عمرو بن العاص مصر سے برقہ کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں کے لوگوں نے جزیہ دینے پر صلح کرلی۔ شرائط صلح میں یہ بھی شامل تھا کہ وہ لوگ اپنے فرزندوں میں سے جسے فروخت کرنا چاہیں، فروخت کرسکتے ہیں۔ برقہ سے فارغ ہو کر وہ طرابلس الغرب گئے اور ایک مہینہ تک اس کا

Marfat.com

محاصرہ کیے رہے مگر فتح نہیں کرسکے وہ مشرقی سمت میں مقیم تھے۔ اس اثناء میں قبیلہ بنی مدلج کا ایک شخص سات آدمیوں کو لے کر شکار کے لیے نکلا، وہ شہر کی مغربی سمت میں روانہ ہوئے جب وہ واپس آنے لگے تو انہیں بہت گرمی محسوس ہوئی، اس لیے انہوں نے سمندر کا راستہ اختیار کیا۔ شہر کی فصیل سمندر سے ملی ہوئی نہ تھی، البتہ رومیوں کی کشتیاں ان کے گھروں کے سامنے بندرگاہ پر لنگر انداز تھیں، لہٰذا واپس آتے ہوئے، قبیلہ مدلج کے اس شخص نے اوراس کے ساتھیوں نے سمندر اور شہر کے درمیان ایک راستہ دیکھا، اس لیے فوراً وہ لوگ اس راستہ سے شہر میں داخل ہوکر نعرۂ تکبیر بلند کرنے لگے۔ رومیوں نے یہ خیال کیا کہ تمام مسلمان شہر میں داخل ہوگئے ہیں اس لیے انہوں نے اپنے لیے یہی بہتر سمجھا کہ اپنا ہلکا سامان لے کر کشتیوں میں سوار ہوکر بھاگ جائیں۔ اس اثناء میں عمرو بن العاص نے جب یہ دیکھا کہ شہر کے اندر تلواریں چمک رہی ہیں اور وہاں کے لوگ چیخ و پکار کر رہے ہیں تو وہ بھی اپنے لشکر کو لے کر شہر میں داخل ہوگئے (اس طرح یہ شہر فتح ہوا)۔

سبرہ کے قلعہ داروں نے جب دیکھا کہ عمرو طرابلس پہنچ گئے ہیں تو وہ قلعہ بند ہوگئے، جب انہیں معلوم ہوا کہ مسلمان طرابلس کو نہیں فتح کرسکے تو وہ بے خوف ہوکر باہر نکل گئے۔ اس لیے جب طرابلس فتح ہوا تو عمرو بن العاص نے ایک لشکر جرار تیار کرکے سبرہ بھیجا، جس نے صبح سویرے جاتے ہی وہاں حملہ کردیا (وہ لوگ فتح طرابلس اور مسلمانوں کے متوقع حملے سے بالکل بے خبر تھے) اس وقت ان لوگوں نے قلعہ کا دروازہ کھول کر اپنے مویشیوں کو باہر گھاس چرنے کے لیے چھوڑ رکھا تھا کیونکہ اس وقت تک انہیں فتح طرابلس کی خبر نہیں ملی تھی، اس لیے (بے خبری میں) مسلمان ان پر ٹوٹ پڑے اور زبردستی قلعہ میں داخل ہوگئے اور وہاں کے تمام ساز و سامان پر قبضہ کرکے وہاں سے واپس آگئے۔

بربر قبائل:

پھر عمرو بن العاص برقہ گئے جہاں بربر کا قبیلہ لواتہ مقیم تھا۔ وہاں بربر قوم کی آمد کی تاریخ اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ بربر قوم سب سے پہلے شام کے علاقہ فلسطین کے گرد و نواح میں رہتی تھی۔ ان کا بادشاہ جالوت تھا۔ جب وہ مارا گیا تو بربری قبیلہ وہاں سے ہجرت کرکے مغرب کی طرف روانہ ہوگیا۔ جب وہ مغربی مصر کے دو اضلاع لوبیہ اور مراقیہ میں پہنچے تو ان کے قبائل وہاں سے الگ

Marfat.com

الگ ہوکر مختلف علاقوں کی طرف جانے لگے چنانچہ بربر قوم کے دو قبیلے زناتہ اور مغیلہ مغرب کی طرف بڑھ کر پہاڑوں میں رہنے لگے قبیلہ لواتہ برقہ میں مقیم ہوا جو قدیم زمانے میں انطابلس کے نام سے مشہور تھا۔ وہاں ان کی آبادی اس قدر بڑھ گئی تھی کہ وہ سوس کے علاقے تک بس گئے تھے، ھوارۃ (بربری قبیلہ) بـغـلـدۃ میں رہنے لگا اور نفوسہ کا قبیلہ سبرۃ میں مقیم ہوا (ان لوگوں کے آنے پر) رومی باشندے جلاوطن ہوگئے۔ رومیوں کے خدام نے، جو افارق کہلاتے تھے، فاتحین سے صلح کر لی تھی اور وہ انہیں ایک مقرر رقم ادا کرتے تھے۔ جب عمرو بن العاص وہاں پہنچے تو جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے وہاں کے لوگوں نے تیرہ ہزار دینار جزیہ ادا کرنے پر صلح کر لی اور یہ شرط بھی کی کہ جزیہ میں اپنی اولاد میں سے جس کو چاہیں گے، فروخت کر دیں گے۔

فتح آذربیجان:

جب نُعیم نے رے کو فتح کر لیا تو انہوں نے حضرت عمرؓ کے حکم سے سماک بن خرشہ انصاری کو بکیر بن عبداللہ کی امداد کے لیے آذربیجان بھیجا اس وقت تک حضرت بُکیر جُرمیذان کے پہاڑوں میں پہنچ چکے تھے وہاں ان کا آمنا سامنا اسفندیار بن فرخ زاد سے ہوا جو واج روذ سے شکست کھا کر فوج کے ساتھ آرہا تھا، اس لیے آذربیجان میں سب سے پہلی لڑائی اسی سے ہوئی۔ آخرکار ایرانیوں کو شکست ہوئی اور بُکیر نے اسفندیار کو قید کر لیا۔ اس وقت اسفندیار نے ان سے کہا "آپ کو صلح زیادہ پسند ہے یا جنگ؟" انہوں نے فرمایا "صلح۔" اس پر وہ بولا "آپ مجھے اپنے پاس رکھئے کیونکہ اہل آذربیجان اس وقت تک صلح نہیں کریں گے جب تک کہ میں ان کی طرف سے صلح نہیں کروں گا یا ان کے پاس نہیں جاؤں گا۔ چنانچہ اس کے کہنے کے مطابق حضرت بُکیر نے اسے اپنے پاس رکھا۔ اس اثناء میں قلعوں کو چھوڑ کر اردگرد کے علاقوں پر ان کا قبضہ ہوگیا۔ البتہ قلعہ والے اپنے قلعوں میں محصور ہو جاتے تھے۔

سماک بن خرشہ ان کے پاس اس وقت آئے جبکہ آس پاس کے علاقے فتح ہوگئے تھے اور اسفندیار ان کی قید میں تھا۔ عتبہ بن فرقد نے بھی آس پاس کا علاقہ فتح کر لیا تھا، پھر بکیر نے حضرت عمرؓ سے پیش قدمی کی اجازت طلب کی، آپ نے انہیں باب کی طرف بڑھنے کی اجازت دی بشرطیکہ وہ مفتوحہ علاقے پر اپنا جانشین مقرر کر کے جائیں۔ لہٰذا انہوں نے عتبہ بن فرقد کو اپنا جانشین بنایا اور انہوں نے

Marfat.com

سماک بن خرشہ کو بکیر کے مفتوحہ علاقے پر مقرر کیا اتنے میں بھرام بن فرخ زاد نے لشکر کشی کر کے عتبہ کا راستہ روک لیا تھا، آخر کار جب عتبہ وہاں پہنچے تو لڑائی ہونے لگی جس میں بھرام کو شکست ہوئی۔ جب اس کے مارے جانے کی خبر اسفندیار کو ملی جو بکیر کی قید میں تھا، تو وہ بولا ''اب صلح کی تکمیل ہو سکتی ہے کیونکہ آتشِ جنگ بجھ گئی ہے۔'' لہٰذا اس نے اہل آذربیجان کو صلح پر آمادہ کیا اور جب یہ لوگ صلح کے لیے تیار ہو گئے تو ان کی طرف سے اس نے مسلمانوں سے معاہدہ کر لیا اور تمام آذربیجان میں امن وامان قائم ہو گیا۔

بکیر و عتبہ نے حضرت عمرؓ کو صلح کی اطلاع دی اور ان دونوں نے (مال غنیمت کا) خُمس بھی ارسال کیا چونکہ حضرت عمرؓ نے حضرت بکیر کا کام حضرت عتبہ کے سپرد کر دیا تھا اس لیے اہل آذربیجان کا صلح نامہ انہوں نے تحریر کیا اور حضرت عمرؓ کی طرف ہدیہ بھی روانہ کیا۔ حضرت عمرؓ اپنے حکام کو ہدایت فرماتے تھے کہ وہ ہر سال حج کے موسم میں آیا کریں تا کہ انہیں ظلم سے باز رکھنے کی تدابیر پر غور کیا جائے۔

فتح باب کے:

اس سال باب بھی فتح ہوا اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوموسیٰ کو بصرہ کی طرف واپس کر دیا تھا اور سُراقہ بن عمرو کو جو ذوالنور کے لقب سے مشہور تھے، باب کی طرف بھیجا۔ ان کے ہراول دستے پر عبدالرحمٰن بن ربیعہ کو مقرر کیا، وہ بھی ذوالنور کے لقب سے مشہور تھے۔ ان کے ایک پہلو پر حذیفہ بن اسید غفاری کو اور دوسرے پہلو پر بکیر بن عبداللہ لیثی کو مقرر کیا جو ان سے پہلے باب پہنچ گئے تھے۔ (مال غنیمت کی) تقسیم کے کام پر حضرت سلمان بن ربیعہ باہلی کو مقرر کیا۔

جب سُراقہ آذربیجان سے نکلے اس وقت بکیر باب پہنچ چکے تھے، ان کے علاوہ حضرت عمرؓ نے حضرت سُراقہ کی امداد کے لیے حبیب بن مسلم کو جزیرہ سے روانہ کیا تھا اور ان کی جگہ بھی حضرت زیاد بن حنظلہ کو مقرر کیا تھا، بہرحال جب عبدالرحمٰن بن ربیعہ باب کے قریب پہنچے تو اس وقت وہاں کا بادشاہ شہریار ۸ تھا جو اس شہریار کی اولاد میں سے تھا، جس نے بنو اسرائیل میں فساد برپا کرایا تھا اور اہل شام سے ان پر حملہ کروایا تھا۔

شہریار نے ان سے خط وکتابت کی اور ان سے ملاقات کے لیے پناہ کی درخواست کی۔ جب اسے پناہ دی گئی تو وہ آ کر اس طرح گویا ہوا۔ ''میں ایسے سگ صفت دشمن اور ایسی مختلف قوموں

Marfat.com

میں گھرا ہوا ہوں جن کی کوئی عزت و شرافت نہیں ہے، اس لیے ایک عقلمند اور شریف انسان کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ شریفوں کے برخلاف ان لوگوں کی مدد کرے۔ میرا ارمنی قوموں سے کوئی تعلق نہیں ہے چونکہ آپ لوگ میرے ملک اور قوم پر غالب آگئے ہیں، اس لیے میں بھی آپ کی رعیت ہوں اور میری حمایت اور امداد صرف آپ کے لیے ہوگی۔ میں جزیہ دینے کے لیے بھی تیار ہوں اور جیسا آپ فرمائیں گے ویسا ہی ہوگا، مگر آپ اس وقت جزیہ کا نام لے کر ہمیں دشمنوں کے آگے ذلیل نہ کریں۔''

(اس کی یہ گفتگو سن کر) عبدالرحمٰن بن ربیع نے اسے سُراقہ کے پاس بھیج دیا۔ ان سے بھی اس نے یہی گفتگو کی۔ سراقہ نے اس کے مطالبات منظور کر لیے تاہم انہوں نے یہ فرمایا ''اس شخص کے لیے جو یہاں قیام کرے گا اور دشمن سے جنگ نہیں کرے گا، جزیہ دینا ضروری ہوگا'' شہریار نے ان کی یہ بات مان لی۔ پھر حضرت عمرؓ کے پاس یہ تجویز بھیجی گئیں جو آپ نے نہ صرف انہیں منظور کیا بلکہ انہیں پسند بھی فرمایا۔

فتح موقان:

جب سُراقہ، باب کی فتح سے فارغ ہوئے تو انہوں نے بُکیر بن عبداللہ، حبیب بن مسلمہ، حذیفہ بن اسید اور سلمان بن ربیعہ کو ان پہاڑی علاقوں کی طرف بھیجا جو آرمینیہ کے علاقے کو گھیرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ بکیر کو موقان، حبیب کو تفلیس، حذیفہ کو کوہ لان اور سلمان کو ان سے مختلف سمت کی طرف بھیجا، اس کے بعد سراقہ نے فتح کا حال لکھ کر حضرت عمرؓ کے پاس بھیجا اور مذکور بالا حضرا کو مختلف علاقوں میں بھیجنے کی اطلاع دی۔

جب حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ کو یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ کہیں ان لوگوں کو بہت نقصان نہ اٹھانا پڑے اور ان سے یہ مہمیں آسانی سے سر نہ ہوسکیں گی کیونکہ یہ بہت بڑے سرحدی مقامات ہیں اور یہاں (دشمن) کی بہت بڑی فوج موجود ہے۔ بہر حال سُراقہ (ان مقامات کے مفتوح ہونے سے پہلے) وفات پا گئے۔ ان کے جانشین عبدالرحمٰن بن ربیعہ ہوئے اس وقت تک بکیر کے علاوہ کوئی سپہ سالار فتح و کامرانی حاصل نہیں کر سکا تھا، البتہ بکیر نے اہل موقان کو شکست دے دی تھی اور یہ لوگ ہر بالغ کی طرف سے ایک دینار دینے کو تیار ہو گئے تھے۔ یہ علاقہ ۲۱ھ میں فتح ہو گیا تھا۔ جب حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا کہ سراقہ وفات پا گئے ہیں اور عبدالرحمٰن بن ربیعہ اس کے جانشین ہوئے ہیں تو

Marfat.com

آپ نے عبدالرحمٰن کو باب کی سرحد پر برقرار رکھا اور انہیں حکم دیا کہ وہ ترکوں پر حملہ کریں۔

ترکوں پر فوج کشی:

جب (حضرت) عمرؓ نے عبدالرحمٰن بن ربیعہ کو ترکوں پر فوج کشی کا حکم دیا تو وہ فوج لے کر نکلے جب وہ باب سے آگے بڑھے تو شہریار نے ان سے پوچھا ''آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟'' انہوں نے فرمایا ''میں بلنجر اور ترکوں پر حملہ کرنا چاہتا ہوں۔'' وہ بولا ''ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ ہمیں باب کے اندر رہتے ہوئے دعوت جنگ دیں۔'' عبدالرحمٰن فرمانے لگے ''مگر ہم یہی چاہتے ہیں کہ ان کے ملک کے اندر جا کر حملہ کریں۔ خدا کی قسم ہمارے اندر ایسے لوگ شامل ہیں کہ اگر ہمارے امیر انہیں پیش قدمی کرنے کی اجازت دیں تو وہ روم تک پہنچ جائیں۔'' وہ بولا ''ایسے کون لوگ ہیں؟'' انہوں نے فرمایا ''یہ وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے اور انہوں نے خلوص دل سے اسلام قبول کیا، اس لیے نصرت خداوندی ہمیشہ ان کے شامل حال رہے گی تا آنکہ وہ لوگ جو ان کے حاکم ہوں، انہیں تبدیل نہ کر دیں اور ان کی (پُر خلوص) زندگی میں تبدیلی نہ پیدا کر دیں۔'' بہرحال عہد فاروقی میں انہوں نے غازیوں کی طرح حملہ کیا، اس وقت دشمن یہ سمجھ رہے تھے کہ مسلمانوں نے ان کے برخلاف حملہ کرنے کی اس لیے جرأت کی ہے کہ ان کے ساتھ فرشتے ہیں جو انہیں موت سے روکتے ہیں، لہٰذا وہ بھاگ کر قلعہ نشین ہو گئے اور عبدالرحمٰن وہاں سے مال غنیمت حاصل کر کے واپس آ گئے۔ وہاں ان کے گھوڑے بلنجر کے اندر دو سو فرسخ کے فاصلے تک پہنچ گئے تھے اور جب واپس آئے تو کوئی مسلمان شہید نہیں ہوا۔

عہد عثمانی میں بھی انہوں نے کئی حملے کیے اور ہر حملے میں حسب معمول فتحیاب ہوتے رہے۔ آخر کار جب اہل کوفہ بدل گئے، یہ صورت اس وقت پیدا ہوئی جب حضرت عثمانؓ نے ایک سابق مرتد شخص کو ان کی اصلاح کے لیے حاکم بنایا تو ان کی نیتوں میں خرابی پیدا ہو گئی تھی مگر عبدالرحمٰن بن ربیعہ نے اس زمانے میں بھی (ترکوں پر) فوج کشی کی۔ اس وقت سب ترک مل کر جھاڑیوں میں جمع ہو گئے تھے۔ لہٰذا موقع پا کر ان کے ایک آدمی نے ایک مسلمان کو غافل دیکھ کر شہید کر دیا، اس کی شہادت تیراندازی سے ہوئی۔

اس کے ساتھیوں نے جب یہ حالت دیکھی تو وہ سب بھاگ گئے (اس سے ترکوں میں

Marfat.com

جرأت پیدا ہوئی) اور وہ جھاڑیوں سے نکل کر جنگ کرنے لگے۔ گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ آخر کار فضا میں یہ ندائے غیبی بلند ہوئی ''اے عبدالرحمٰن صبر کرو کیونکہ تمہارے لیے جنت کا وعدہ ہے۔'' یہ سن کر وہ جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ ان کے بعد ان کے ساتھی چھٹ گئے تاہم ان کے بھائی سلمان بن ربیعہ نے علم سنبھالا اور وہ ان سے جنگ کرتے رہے تا آنکہ فضا میں پھر یہ غیبی صدا بلند ہوئی ''اے آل سلمان! صبر کرو۔'' اس پر حضرت سلمان نے فرمایا ''کیا تم ہمارے اندر گھبراہٹ دیکھتے ہو؟'' پھر وہ لوگوں کو لے کر نکل آئے، ان کے ساتھ ابو ہریرہ دوسی بھی تھے۔ وہاں سے وہ جیلان گئے پھر وہاں سے گزر کر جرجان کی طرف چلے گئے۔ بہر حال انہیں حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ سے اس قدر عقیدت ہوگئی تھی کہ وہ ابھی تک ان کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگتے ہیں۔

اہل کوفہ و بصرہ کے مفتوحہ علاقوں کی تقسیم:

اس سال حضرت عمرؓ نے اہل کوفہ اور اہل بصرہ میں مفتوحہ علاقوں کی مساویانہ تقسیم فرمائی۔ اس کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ عمر بن سراقہ نے آپ کو لکھا کہ اہل بصرہ کی تعداد اس قدر زیادہ ہوگئی ہے کہ ان کا خراج کفالت نہیں کرتا ہے، اس لیے خلیفہ سے یہ درخواست کی گئی تھی کہ ماہ کے دو شہروں میں سے ایک کو یا ماسبذان کے علاقے کو ان کے قلمرو میں شامل کیا جائے۔

جب اہل کوفہ کو ان کے اس مطالبہ کا علم ہوا تو انہوں نے عمار بن یاسر سے جو گزشتہ ایک سال سے کوفہ کے حاکم تھے، یہ کہا ''آپ حضرت عمر کو یہ لکھئے کہ رامہرمز اور ایذج کا علاقہ ہمارا ہے کسی دوسرے کا نہیں ہے کیونکہ ان علاقوں کو ہم نے تن تنہا فتح کیا ہے، دوسرے لوگوں نے نہ ہماری مدد کی اور نہ ہمارے ساتھ شامل ہوئے تھے۔''

جب حضرت عمار نے ان کا یہ مطالبہ لکھ نہیں بھیجا تو عطارد نامی ایک شخص نے (نہایت سخت لہجہ میں) ان سے کہا ''اے ذلیل غلام! کیوں ہم اپنے مال غنیمت کو چھوڑیں۔'' حضرت عمار نے فرمایا ''تم نے مجھے کیوں گالی دی ہے؟'' آخر کار اس معاملہ کی وجہ سے اہل کوفہ ان سے بغض رکھنے لگے۔

پھر اہل کوفہ اور اہل بصرہ کا ایک معاملہ میں جھگڑا ہو گیا، اہل بصرہ نے دعویٰ کیا کہ اصفہان کے قریب چند دیہات ابوموسیٰ اشعری نے اس وقت فتح کیے تھے جب حضرت عمرؓ نے انہیں اہل کوفہ کی

Marfat.com

امداد کے لیے بھیجا تھا۔ اہل کوفہ یہ کہتے تھے ''تم صرف ہماری مدد کے لیے آئے تھے ورنہ دراصل وہ علاقہ ہم نے فتح کیا تھا، تاہم تمہیں بھی مال غنیم میں شامل کرلیا گیا تھا، ورنہ اس کے فتح کرنے کی پوری ذمہ داری ہماری تھی، اس لیے وہ ہمارا علاقہ ہے۔''

حضرت عمرؓ نے بھی انہی کے بیان کی تصدیق کی تاہم جنگ قادسیہ اور دوسری جنگوں میں شریک ہونے والے ان لوگوں نے جو بصرہ میں رہنے لگے تھے، یہ کہا ''ہم جس جنگ میں شریک تھے وہاں کے علاقے میں سے ہمیں ضرور حصہ ملنا چاہیے۔'' اس پر حضرت عمرؓ نے اہل کوفہ کی رضامندی سے ان لوگوں کو جو جنگ قادسیہ اور دوسری جنگوں میں شریک ہوئے تھے، ایک سو دینار دیئے۔

جب حضرت معاویہؓ خلیفہ ہوئے تو حضرت علیؓ کے زمانے کے کچھ لوگ عراق سے ان کے پاس آگئے تو انہوں نے ان لوگوں کو قنسرین کی فوجی چھاؤنی میں آباد کیا حالانکہ قنسرین حمص کا ایک ضلع تھا۔ انہوں نے اپنے عہد حکومت میں عراق، آذربیجان، موصل اور باب کی فتوحات میں سے اہل کوفہ کو حصہ دیا کیونکہ یہ ان کے مفتوحہ علاقے تھے۔

اہل جزیرہ اور اہل موصل بھی وظیفہ خوار تھے، کیونکہ حضرت علیؓ کے زمانے میں کچھ لوگ ہجرت کر کے ان دو شہروں میں پہنچ چکے تھے اس لیے حضرت معاویہ نے انہیں بھی اس میں شریک کیا۔

عہد معاویہ میں اہل آرمینیہ نے عہد شکنی کی تھی اس لیے انہوں نے حبیب بن مسلمہ کو باب کا حاکم بنایا تھا۔ اس وقت حضرت حبیب جرزان میں تھے۔ وہاں سے انہوں نے اہل تفلیس اور وہاں کے پہاڑی لوگوں سے (مصالحت کے لیے) خط و کتابت کی چنانچہ وہاں کے باشندوں نے ان کے شرائط صلح منظور کر لیے تھے۔

حضرت عمار بن یاسر کی معزولی:

اس سال حضرت عمرؓ نے عمار بن یاسر کو کوفہ کی حکومت سے معزول کر دیا اور حضرت ابوموسیٰ اشعری کو وہاں کا حاکم مقرر فرمایا۔ معزولی کی وجہ یہ ہوئی کہ اہل کوفہ نے ان سے شکایت کی تھی۔ وہ یہ کہتے تھے کہ ''وہ اپنے فرائض خوش اسلوبی سے نہیں بجالاتے ہیں بلکہ وہ امانت دار بھی نہیں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اہل کوفہ انہیں شک و شبہ کی نظر سے دیکھتے ہیں۔''

Marfat.com

(یہ شکایتیں سن کر) حضرت عمرؓ نے انہیں بلوایا چنانچہ جب وہ (دربار خلافت میں) پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ اہل کوفہ ان کے پیشرو سے بھی زیادہ ان کے مخالف ہیں۔ وہ یہ الزام بھی لگاتے تھے کہ وہ بالکل نااہل ہیں اور سیاست سے قطعی طور پر ناآشنا ہیں۔ وہ یہ بھی دعویٰ کرتے تھے کہ حضرت عمار کو یہ بھی نہیں معلوم کہ ان کی ذمہ داریاں اور فرائض کیا ہیں۔ شکایت کرنے والوں میں مختار ثقفی کے چچا سعد بن مسعود ثقفی اور جریر بن عبداللہ پیش پیش تھے۔ آخر کار حضرت عمرؓ نے انہیں معزول کر دیا۔ معزولی کے بعد آپ نے خود ان سے سوال کیا ''کیا تمہیں یہ معزولی بری معلوم ہوئی ہے؟'' وہ بولے ''جب آپ نے مجھے حاکم مقرر کیا تھا تو مجھے اس تقرر پر زیادہ خوشی نہیں ہوئی تھی تاہم اس طرح معزول کرنا مجھے ضرور ناگوار معلوم ہوا ہے۔'' حضرت عمرؓ نے فرمایا ''مجھے یہ معلوم تھا کہ تم عملی انسان نہیں ہو، تاہم میں نے (قرآن کی) اس آیت پر عمل کیا، [ہم چاہتے ہیں کہ ہم ان لوگوں پر احسان کریں جو دنیا میں کمزور سمجھے جاتے ہیں اور انہیں پیشوا بنا کر زمین کا وارث بنا دیں۔]'' 9

پھر آپ اہل کوفہ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے ''تم کس کو پسند کرتے ہو؟'' وہ بولے ''ابو موسیٰ اشعری کو۔'' لہٰذا عمار کے بعد انہیں کوفہ کا حاکم بنایا گیا اور وہ ایک سال تک کوفہ کے حاکم رہے۔ ایک دفعہ ان کے غلام نے گھاس اور چارہ فروخت کر دیا تو ولید بن عبد شمس ایک جماعت کو لے کر حضرت ابو موسیٰ اشعری کی شکایت کرنے کے لیے آپ کے پاس پہنچے اور وہ بولے ''ان کا غلام ہماری چیزوں کی تجارت کرتا ہے۔'' اس پر آپ نے ابو موسیٰ کا تبادلہ بصرہ کر دیا اور عمر بن سراقہ کو جزیرہ بھیج دیا۔

(اس واقعہ کے بعد) جب حضرت عمرؓ مسجد میں تنہا رہ گئے تو آپ سو گئے۔ اتنے میں حضرت مغیرہ آئے اور وہ آپکی حفاظت کرتے رہے جب آپ بیدار ہوئے تو وہ بولے ''آپ نے ایک عظیم کام سرانجام دیا۔'' آپ نے فرمایا ''اس سے زیادہ بڑی بات کیا ہوگی کہ ایک لاکھ آدمیوں کی بستی کسی امیر سے خوش نہیں ہے۔'' اس زمانے میں کوفہ کے اندر ایک لاکھ جنگجو سپاہی آباد ہو گئے تھے اس اثناء میں دوسرے صحابی بھی آ گئے اور وہ پوچھنے لگے، ''کیا بات ہے؟'' آپ نے فرمایا ''اہل کوفہ نے مجھے پریشان کر رکھا ہے۔'' پھر آپ نے ان سے مشورہ طلب کیا کہ وہاں کا حاکم کس کو مقرر کیا جائے؟ آپ نے یہ بھی دریافت کیا ''تمہاری کیا رائے ہے آیا ایک کمزور مسلمان کو حاکم بنایا جائے یا ایک طاقتور اور سخت مزاج مسلمان کو وہاں کی حکومت سپرد کر دی جائے؟''

Marfat.com

مغیرہ نے عرض کیا" کمزور مسلمان کی دینداری اس کی ذات کے لیے مفید ہے مگر اس کی کمزوری آپ کے لیے مضر ہوگی۔ اس کے برخلاف اگر کوئی مسلمان طاقتور اور سخت مزاج ہے تو اس کی طاقت سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچے گا اور وہ اپنی سخت مزاجی کے نفع ونقصان کا خود ذمہ دار ہوگا۔"

یہ بات سن کر آپ نے مغیرہ بن شُعبہ کو حاکم کوفہ مقرر فرمایا اور وہ آپ کی وفات تک اس عہدے پر برقرار رہے۔ ان کا دور حکومت دو سال سے زائد رہا۔ جب آپ نے انہیں حاکم مقرر فرمایا تو انہیں یہ ہدایت فرمائی تھی "نیک لوگ تمہاری ذات سے مطمئن رہیں اور بدکار افراد تم سے ڈرتے رہیں۔" کچھ عرصہ کے بعد آپ کا ارادہ ہوا کہ مغیرہ کی بجائے سعد کو حاکم بنائیں مگر اس پر عمل کرنے نہیں پائے تھے کہ آپ شہید ہوگئے تاہم آپ نے اس بارے میں وصیت فرمائی تھی۔

فتح خراسان:

اس سال احنف بن قیس نے خراسان پر فوج کشی کی۔ بعض کہتے ہیں ۱۸ھ میں یہ واقعہ رونما ہوا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ جب اہل جلولاء کی شکست کے بعد (شاہ ایران) یزدگرد، رے پہنچا تو وہاں کے حاکم ابان جاذویہ نے حملہ کر کے اسے گرفتار کرلیا اس وقت شاہ یزدگرد بولا "کیا تم میرے ساتھ غداری کر رہے ہو؟" اس نے کہا "نہیں، مگر چونکہ تم نے اپنا ملک چھوڑ دیا ہے اور وہ دوسروں کے قبضے میں چلا گیا ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اپنے لیے کچھ لکھوالوں۔" یہ سن کر اس نے شاہ یزدگرد کی انگوٹھی لی اور حسب منشاء دستاویز لکھوائی پھر ان پر (بادشاہ کی انگوٹھی سے) مہر لگا کر وہ انگوٹھی واپس کردی۔ اس کے بعد وہ حضرت سعد کے پاس آیا اور جو چیزیں لکھی ہوئی تھیں وہ واپس کردیں۔

شاہ یزدگرد، رے سے اصفہان گیا وہاں سے وہ کرمان کی طرف منتقل ہوا۔ (مقدس) آگ اس کے ساتھ تھی۔ پھر اس نے خراسان کا قصد کیا اور شہر مرو میں آکر مقیم ہوگیا اور وہاں (مقدس) آگ کے لیے آتشکدہ بنوایا اور امن وامان کے ساتھ رہنے لگا۔ وہاں جو ایرانی گئے تھے سب کے سب اس کے مطیع ہوگئے، پھر اس نے ہرمزان سے خط وکتابت کی اور اہل فارس کو ورغلایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے عہد شکنی کی۔ اس نے اہل جبال اور فیرزان کو بھی ورغلایا۔ وہ بھی معاہدہ سے پھر گئے، لہٰذا حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو (پیش قدمی کرنے کی) اجازت دے دی اور وہ ہر طرف سے ایرانی علاقوں میں داخل ہوگئے۔

Marfat.com

احنف بن قیس، طبسین کی راہ سے خراسان میں داخل ہوئے اور ہرات پر بزور شمشیر قبضہ کرلیا اور وہاں صحار بن فلاں العبدی کو اپنا جانشین بنایا، پھر وہ مروشاہجہاں کی طرف روانہ ہوئے۔ مطرف بن عبداللہ بن الشخیر، نیشاپور کی طرف روانہ ہوئے اور حضرت حارث بن حسان نے مرخس کے علاقے کا رخ کیا۔

جب احنف مروشاہجہاں کے نزدیک پہنچے تو شاہ یزدگرد وہاں سے نکل کر مرورود پہنچ چکا تھا اور وہاں رہنے لگا تھا۔ آخر کار احنف مروشاہجہاں میں داخل ہوگئے۔ اس اثناء میں شاہ یزدگرد نے مرو روذ سے خاقان (شاہ ترکستان) شاہ صغد اور شاہ چین کو خطوط لکھ کر ان سے امداد طلب کی۔

ادھر احنف کو بھی کوفہ سے فوجی امداد مل گئی اور وہ اپنی مکمل فوج کے ساتھ مروشاہجہاں سے باہر آگئے۔ انہوں نے وہاں اپنا جانشین حارثہ بن نعمان باہلی کو بنایا اور خود مرورود کے قریب آکر صف آرا ہوگئے۔ اہل کوفہ یزدگرد کے مقابلے کے لیے آگے آگے تھے اور احنف کا لشکر ان کے پیچھے تھا آخر کار بلخ کے قیام پر اہل کوفہ نے یزدگرد کی فوج سے جنگ کی، وہ شکست کھا کر بھاگ گیا اور دریا کو عبور کر کے نکل گیا۔ اتنے میں احنف بھی اہل کوفہ کے پاس پہنچے دریا کو عبور کر کے نکل گیا۔ اتنے میں احنف بھی اہل کوفہ کے پاس پہنچ گئے اور خدا کے فضل وکرم سے بلخ فتح ہوگیا اور اس کا شمار اہل کوفہ کی فتوحات میں ہوگیا۔ اہل خراسان میں سے جو لوگ بھاگ گئے تھے انہوں نے نیشاپور سے طخارستان تک کے درمیانی علاقوں کے لیے معاہدہ صلح کرلیا۔ پھر احنف مرورود واپس آگئے اور وہیں رہنے لگے۔ انہوں نے طخارستان کے علاقے پر ربعی بن عامر کو اپنا جانشین بنایا۔

جب احنف بن قیس نے حضرت عمرؓ کو فتح کی خبر بھجوائی تو آپ فرمانے لگے ''میں چاہتا ہوں کہ ہمارے اور ان کے درمیان آگ کا پل ہوتا۔'' اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا ''اے امیر المومنین! یہ بات آپ کیوں کہہ رہے ہیں؟'' آپ نے فرمایا ''اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ تین مرتبہ عہد شکنی کریں گے اور تیسری مرتبہ انہیں مغلوب کرنے کی ضرورت محسوس ہوگی اگر وہ لوگ یہ فعل کریں تو یہ اس سے بہتر ہے کہ مسلمان عہد شکنی کے مرتکب ہوں۔'' آپ نے احنف کو تحریر کیا تھا کہ وہ دریا سے پرے رہیں اور اسے عبور نہ کریں بہرحال جب یزدگرد شکست کھا کر اور دریا پار کر کے پہنچا تو خاقان نے ترکوں اور اہل فرغانہ وصغد کی ملی جلی فوجوں سے اس کی امداد کی چنانچہ یزدگرد، خاقان اور اس کی فوجوں کو لے کر خراسان آیا اور وہ دونوں بادشاہ بلخ میں مقیم ہوگئے، اس وقت اہل کوفہ احنف کے پاس مرورود واپس آگئے تھے، اس لیے

Marfat.com

مشرکین بھی وہاں پہنچ گئے۔ جب احنف کو معلوم ہوا کہ یزدگرد اور خاقان دریا کو عبور کر کے وہاں پہنچ گئے ہیں تو وہ رات کے وقت نکلے تاکہ وہ کارآمد مشورہ سُن سکیں۔ اس وقت وہ چند آدمیوں کے پاس سے گزرے جو چارہ کو صاف کر رہے تھے ان میں سے ایک آدمی اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا ''اگر ہمارا امیر ہمیں اس پہاڑ کے پاس لے آئے تو یہ دریا ہمارے اور ہمارے دشمن کے درمیان خندق کا کام دے گا۔ چونکہ ہماری پشت پر پہاڑ ہوگا، اس لیے پیچھے کی طرف سے ہمارے پاس کوئی نہیں آسکے گا اور ہماری جنگ کا رخ صرف ایک طرف ہوگا ایسی صورت میں یہ توقع کی جاسکے گی کہ اللہ ہمیں فتح و نصرت عطا کر سکے۔''

یہ بات سن کر احنف لوٹ آئے۔ جب صبح ہوئی تو وہ لوگوں کو اکٹھا کر کے انہیں پہاڑ کے دامن میں لے گئے۔ اس وقت اہل بصرہ کے سپاہی دس ہزار تھے اور کوفہ کے بھی اسی قدر تھے۔ ترک سپاہی اپنے ساتھیوں کے ساتھ آکر مقابلہ کرنے لگے۔ وہ صبح شام جنگ کرتے تھے۔ رات کے وقت وہ جنگ بند کر دیتے تھے۔ ایک رات احنف اپنے ساتھیوں کے ساتھ خبر رسانی کے لیے نکلے۔ جب وہ خاقان کے لشکر کے قریب پہنچے تو ٹھہر گئے، اتنے میں صبح کا وقت قریب آگیا، اس وقت ایک ترک سوار اپنا طوق لے کر نکلا اور بگل بجانے لگا، پھر وہ لشکر میں ایک مقررہ مقام پر جا کر ٹھہر گیا۔ احنف نے اس پر نیزہ کا وار کر کے اسے قتل کر دیا اور اس ترک کے طوق پر قبضہ کر کے وہیں کھڑے ہو گئے اب تیسرا ترک سپاہی نکلا، اس نے بھی وہی کام کیا جو اس کے دوسرے ساتھی نے کیا تھا، لہٰذا احنف نے اس کا کام بھی تمام کیا۔ اس کے بعد احنف اپنے لشکر میں چلے گئے۔

ترکوں کا یہ دستور تھا کہ وہ (جنگ کے لیے) اس وقت تک نہیں نکلتے تھے جب تک کہ ان کے تین بہادر سوار نکل کر بگل نہ بجائیں۔ لہٰذا وہ تیسرے سوار کے بعد نکلے تو انہوں نے دیکھا کہ اس کے سوار مرے پڑے ہیں۔ یہ دیکھ کر خاقان نے اسے بدشگونی پر محمول کیا اور وہ کہنے لگا ''ہمارا قیام یہاں پر دراز ہوگیا ہے اور ہمارے سوار مارے گئے ہیں اس لیے ہمیں ان لوگوں کے ساتھ جنگ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا'' یہ کہہ کر وہ اپنی فوج کو لے کر واپس چلا گیا۔ جب دن چڑھ گیا تو مسلمانوں نے ان کا کوئی آدمی وہاں نہیں دیکھا، آخر کار یہ پتہ چلا کہ خاقان اور اس کی ترک فوج بلخ واپس چلی گئی ہے۔

شاہ یزدگرد نے خاقان کو مسلمانوں کے مقابلے میں مرو روذ چھوڑ دیا تھا اور خود مرو شاہجہاں چلا گیا۔ وہاں حارثہ بن نعمان اور ان کے ساتھی قلعہ بند ہو گئے۔ اس لیے اس نے ان کا

Marfat.com

محاصرہ کر کے اپنا خزانہ مقررہ مقام سے نکال لیا تھا۔ اس اثناء میں خاقان واپس آ کر بلخ میں مقیم ہو گیا تھا لہٰذا شاہ یزدگرد نے بھی ارادہ کیا کہ وہ اپنے عظیم الشان خزانے کو اکٹھا کر کے اسے خاقان کے پاس لے جائے۔ (جب ایرانیوں کو اس بات کا علم ہوا تو وہ اس کے پاس گئے اور) اس سے پوچھنے لگے "اب آپ کہاں کا قصد کر رہے ہیں؟" وہ بولا "فی الحال میں خاقان کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ یا تو میں وہاں رہوں گا یا چین چلا جاؤں گا۔" ایرانی سردار بولے، "یہ بہت برا ارادہ ہے، بلکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں ان لوگوں (مسلمانوں) کے پاس لے جائیں تا کہ ہم ان سے صلح کر سکیں، ہمارے خیال میں وہ دیندار اور وفا شعار ہیں، اس لیے ایک دیندار پڑوسی دشمن اس بے دین پڑوسی دشمن سے بہتر ہے جس کے بارے میں ہمیں یہ نہ معلوم ہو سکے کہ وہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟"

جب شاہ ایران نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا تو وہ بولے "آپ ہمارے خزانے چھوڑ جائیں تا کہ وہ ہمارے ملک میں رہیں۔ انہیں ہمارے ملک سے نکال کر مت لے جائیں۔" جب اس نے یہ بات نہیں مانی تو وہ اس کے برخلاف آمادہ جنگ ہو گئے اور اسے شکست دے کر اس کے خزانوں پر قابض ہو گئے۔ وہاں سے شکست کھا کر وہ خاقان کے پاس پہنچا پھر بلخ کے مقام پر دریا کو عبور کر کے فرغانہ چلا گیا اور ترکستان میں رہنے لگا۔ وہ عہد فاروقی تک وہیں رہا مگر اہل خراسان کے ساتھ اس کی خط و کتابت بدستور جاری رہی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں اہل خراسان نے عہد شکنی کی جس کا ذکر آگے چل کر اپنے مقام پر آئے گا۔

شاہ یزدگرد کے چلے جانے کے بعد ایرانی احنف کے پاس آئے اور ان سے معاہدہ کر کے تمام خزانوں اور مال و دولت کو ان کے حوالے کر دیا پھر جب وہ اپنے وطن واپس آئے تو کسریٰ کے عہد سے زیادہ خوش حال ہو گئے، اس لیے وہ آخر دم تک مسلمانوں کی حکومت سے مطمئن رہے۔

یزدگرد کے واقعہ کے بعد ہر سوار کو جنگ قادسیہ جیسا حصہ ملا پھر احنف بلخ کی طرف روانہ ہوئے۔ چونکہ خاقان دریا کو عبور کر چکا تھا اس لیے وہ بلخ ہی میں مقیم ہو گئے اور اہل کوفہ بھی چاروں طرف کے علاقوں میں ٹھہرے رہے۔ بعد ازاں احنف، مرورود چلے آئے اور وہیں رہنے لگے۔ وہاں سے حضرت عمرؓ کو خاقان اور یزدگرد پر غالب آنے کی اطلاع دی گئی تھی۔

جب خاقان اور یزدگرد دریا پار کر کے (دوسرے ملک میں) پہنچے تو اس وقت انہیں یزدگرد

Marfat.com

کا وہ قاصد ملا جسے چین کے بادشاہ کی طرف بھیجا گیا تھا۔ اس نے ان دونوں (بادشاہوں) کو اپنی سرگذشت اس طرح سنائی، شاہ چین نے مجھ سے کہا ''مجھے ان لوگوں کا حال بتاؤ جنہوں نے تم لوگوں کو تمہارے ملک سے نکالا ہے۔ تم بیان کرتے ہو کہ ان کی تعداد قلیل ہے اور تمہاری تعداد زیادہ ہے مگر یہ قلیل تعداد تمہاری کثیر تعداد پر غالب نہیں ہو سکتی جب تک کہ ان میں بہت بڑی خوبیاں نہ ہوں اور تم میں برائیاں نہ پائی جائیں۔'' اس پر میں نے کہا ''آپ جو چاہیں مجھ سے پوچھ سکتے ہیں۔'' اس پر چین کے بادشاہ نے پوچھا ''جنگ سے پہلے وہ تم سے کیا کہتے ہیں؟'' میں نے جواب دیا ''وہ ہمیں تین باتوں میں سے ایک کی دعوت دیتے ہیں۔ یا تو ہم ان کا مذہب قبول کریں، اس صورت میں وہ ہمیں اپنے مساوی درجہ دیں گے۔ یا ہم جزیہ قبول کر کے ان کی حفاظت میں آجائیں اور ان کی اطاعت قبول کرلیں۔ آخری صورت یہ ہے کہ ہم ان سے جنگ کریں۔'' پھر اس نے پوچھا ''وہ اپنے حکام کی اطاعت کیسے کرتے ہیں؟'' میں نے کہا ''وہ اپنے حکام کے سب سے زیادہ فرماں بردار اور مطیع ہیں۔'' پھر پوچھا ''وہ کن باتوں کو حلال جانتے ہیں اور کن باتوں کو حرام سمجھتے ہیں؟'' اس کے جواب میں ان کے حرام و حلال کی سب تفصیلات بتائی گئیں۔ پھر پوچھا ''کیا وہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دیتے ہیں؟'' میں نے کہا ''نہیں۔'' اس پر اس نے کہا ''یہ قوم ہمیشہ فاتح اور ظفر مند رہے گی جب تک کہ حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہ سمجھنے لگے۔'' پھر پوچھا ''مجھے ان کا لباس بتاؤ۔'' چنانچہ میں نے ان کے لباس کا حال بتایا اور ان کی سواریوں سے بھی مطلع کیا۔ جب میں نے عربی گھوڑوں کا حال بیان کیا تو وہ کہنے لگا ''وہ کیسے عمدہ قلعے ہیں۔'' پھر میں نے ان کے اونٹوں اور ان کے بیٹھنے اور چلنے کا حال بتایا تو اس نے کہا ''یہ لمبی گردن والے مویشیوں کی خصوصیت ہے۔ اس کے بعد اس نے یزدگرد کو یہ خط لکھا،

> ''مجھے آپ کی طرف ایک ایسے عظیم الشان لشکر کو بھیجنے سے جس کا ایک حصہ مرو میں اور دوسرا چین میں ہو، صرف اس بات نے روکا تھا کہ میں اس قوم کے حال سے ناواقف تھا مگر جیسا آپ کے قاصد نے بیان کیا ہے یہ قوم ایسی ہے کہ اگر وہ پہاڑوں سے مقابلہ کرے تو ان کو بھی پاش پاش کر سکتی ہے۔ اور اگر وہ میرے مقابلے کے لیے آجائے تو مجھے ہرا سکتی ہے بشرطیکہ ان میں یہ خصوصیات باقی رہ گئی ہیں، اس لیے (میرا مشورہ یہ ہے کہ) آپ اس قوم سے مصالحت کرنے پر رضامند ہو جائیں اور جب تک وہ آپ کو آمادۂ جنگ

Marfat.com

نہ کریں اس وقت تک آپ ان کی مخالفت مول نہ لیں۔''

(اس جواب کے بعد) یزدگرد فرغانہ میں رہنے لگا اس کا تمام خاندان بھی اس کے ساتھ رہتا تھا۔ خاقان ان سب کی خبر گیری کرتا تھا۔ جب حضرت عمرؓ کے پاس فتح کی خبر پہنچی تو آپ نے مسلمانوں کو جمع کر کے ان کے ساتھ تقریر کی۔ پہلے نامۂ فتح ان کے سامنے پڑھا گیا، پھر آپ نے اپنے خطبے میں اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ آگے چل کر آپ نے فرمایا:

''مجوسیت کی بادشاہت کا خاتمہ ہو گیا ہے اب وہ اپنے ملک کی بالشت بھر زمین پر قابض نہیں ہو سکیں گے اور نہ وہ آئندہ مسلمانوں کو کوئی نقصان پہنچا سکیں گے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کی سرزمین، ان کے ملک، ان کے مال و دولت اور ان کے فرزندوں کا مالک اس لیے بنایا ہے کہ معلوم کر سکے کہ تم کیسا کام کرتے ہو۔ خبردار! بدل نہ جانا ورنہ اللہ تم پر دوسری قوم کو مسلط کر دے گا، مجھے اس امت کی تباہی کا اندیشہ صرف تمہیں سے ہے۔''

بعض کہتے ہیں کہ خراسان کی فتح حضرت عثمان کے زمانہ میں ہوئی جس کا ذکر اس کے موقع پر آئے گا۔

فتح شہرزور[۱۰] وصامغان[۱۱]:

جب حضرت عمرؓ نے عزرہ بن قیس کو حلوان کا حاکم بنایا تو انہوں نے شہرزور کو فتح کرنے کا ارادہ کیا، مگر فتح نہیں کر سکے۔ پھر حضرت عتبہ بن فرقد نے اس پر فوج کشی کی تو انہوں نے جنگ کے بعد حلوان کے معاہدہ کی طرح ان لوگوں سے صلح کر لی۔ وہاں بچھو بہت تھے جن کے کاٹنے سے مسلمان مر جاتے تھے۔ اہل صامغان اور دارا باذ نے جزیہ اور خراج ادا کرنے پر مصالحت کر لی۔ وہاں بہت سے کردی مارے گئے تھے۔ پھر انہوں نے حضرت عمرؓ کو لکھا ''میری فتوحات آذربیجان تک پہنچ گئی ہیں۔'' اس لیے آپ نے انہیں وہاں کا حاکم بنا دیا اور ھرثمہ بن عرفجہ کو موصل کا حاکم بنایا اس طرح شہرزور اور اس کے اضلاع موصل کے ساتھ شامل رہے۔ البتہ خلیفہ ہارون الرشید کی خلافت کے آخری زمانے میں انہیں الگ کر دیا گیا تھا۔

Marfat.com

متفرق واقعات:

اس سال (حضرت) معاویہ نے رومی علاقے پر دس ہزار مسلح سواروں کے ساتھ حملہ کیا۔

اس سال یزید بن معاویہ اور عبدالملک بن مروان پیدا ہوئے۔ نیز حضرت عمرؓ نے اس سال بھی لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ مختلف شہروں کے حکام وہی تھے جو گذشتہ سال تھے، البتہ کوفہ کے حاکم حضرت مغیرہ اور بصرہ کے حاکم حضرت ابوموسیٰ اشعری ہو گئے تھے۔

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ اسے "واج رُوذ" بھی کہتے ہیں۔ یہ ہمدان اور قزوین کے درمیان ایک موضع تھا۔ (معجم البلدان، ج۵،ص۳۴۱)

۲۔ ابھر نام کے تین علاقے تھے۔ حجاز میں ایک پہاڑ کا نام ابھر تھا، قزوین اور ہمدان کے درمیان ایک شہر بھی ابھر کے نام سے مشہور تھا۔ اور قزوین کی ایک بستی بھی ابھر کہلاتی تھی۔

۳۔ جیلان، طبرستان کے آگے ایک شہر۔

۴۔ طیلسان، دیلم اور خزر کے نواح میں کئی شہروں پر مشتمل وسیع و عریض علاقہ۔ (معجم البلدان، ج ۴،ص۵۶)

۵۔ زنجان، بحیرۂ خزر کے جنوب مغرب میں قزوین سے شمال کی طرف ایک شہر۔

۶۔ بَغدَة، برقہ اور افریقہ کے درمیان ایک شہر۔ (معجم البلدان، ج۵،ص۱۰)

۷۔ باب، بحر خزر (بحر طبرستان) کے قریب بہت بڑا شہر اور سرحدی مقام تھا۔

۸۔ تاریخِ طبری میں یہ نام "شہر بزار" ہے۔ ۹۔ القصص:۵۔

۱۰۔ زُور بن ضحاک سے منسوب شہر زُور، اربل اور همذان کے درمیان واقع تھا۔ (معجم البلدان، ج ۳،ص۳۷۵)

۱۱۔ صامغان، طبرستان کے حدود میں ایک پہاڑی علاقہ۔ (معجم البلدان، ج۳،ص۳۹۰)

Marfat.com

تیرہواں باب

۲۳ھ کے واقعات

بعض کہتے ہیں کہ اصطخر کی فتح ۲۳ھ میں ہوئی۔ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ یہ شہر توّج کے آخری واقعہ کے بعد ہوا۔

فتح توّج :

جب بصرہ کے سرداروں کو ایران کے مختلف علاقوں کی مہم پر امیر مقرر کیا گیا اور وہ لوگ امیر کی حیثیت سے فارس کی طرف روانہ ہوئے تو ان کے ساتھ ساریہ بن زُنَیم الکنانی بھی تھے۔ اس وقت اہل فارس توّج کے مقام پر جمع ہو گئے تھے لیکن مسلمانوں نے ان کا مقابلہ نہیں کیا بلکہ ان کا ہر حاکم اس سمت چلا گیا جہاں کی حکومت اسے عطا کی گئی تھی۔ اہل فارس کو جب اس بات کا علم ہوا تو وہ بھی اپنے اپنے شہروں کی طرف لوٹ گئے، اس طرح ان کا لشکر منتشر ہو گیا۔ جب ان میں ضعف اور انتشار پیدا ہو گیا تو حضرت مجاشع بن مسعود نے سابور اور اردشیر کا رخ کیا۔ توّج کے مقام پر ایرانیوں سے مسلمانوں کا مقابلہ ہوا۔ کافی عرصہ تک جنگ ہوتی رہی آخر کار ایرانیوں کو شکست ہوئی اور وہ بے دریغ قتل ہوئے اور ان کے لشکر میں جو کچھ تھا، اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد توّج کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا اس کے اندر بھی بہت سے ایرانی مارے گئے اور مال غنیمت حاصل ہوا۔ یہ توّج کی آخر جنگ کہلاتی ہے۔ پہلی جنگ وہ تھی، جب طاووس کے زمانے میں علاء بن حضرمی کے لشکر نے پیش قدمی کی تھی۔ پھر انہیں جزیہ دینے کی دعوت دی گئی تو وہاں کے باشندے لوٹ کر وہیں رہنے لگے۔ بعد میں مجاشع بن مسعود السلمی نے فتح کی بشارت اور خُمس حضرت عمرؓ کی طرف بھجوا دیا۔

Marfat.com

فتح اصطخر ۲ و جُور ۳:

عثمان بن ابوالعاص الثقفی نے اصطخر کا رخ کیا، لہٰذا اہل اصطخر کے ساتھ ان کا مقابلہ جُور کے مقام پر ہوا، جنگ کرنے کے بعد ایرانیوں کو شکست ہوئی اور مسلمانوں نے جور کو فتح کر لیا پھر اصطخر بھی فتح کر لیا اور ایرانیوں کو تہ تیغ کیا۔ ان میں سے کچھ بھاگ گئے تھے۔ آخر میں عثمان بن ابوالعاص نے انہیں جزیہ دینے اور ذمی بننے کی دعوت دی جو ھربذ نے منظور کر لی اور مسلمان واپس آ گئے۔ ایرانیوں کی شکست کے بعد عثمان نے مال غنیمت کو جمع کیا، خُمس حضرت عمرؓ کے پاس بھیجا اور باقی مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

عثمان بن ابوالعاص نے کازرون ۴ اور نُوبند جان ۵ کے مقامات بھی فتح کر لیے اور ان پر قابض ہو گئے۔ انہوں نے ابوموسیٰ اشعری کے ساتھ مل کر شیراز کا شہر بھی فتح کر لیا نیز ارّجان کو فتح کر لیا۔ سینیز ۶ کا مقام بھی جزیہ اور خراج کے معاہدے کے ساتھ زیر نگین آ گیا۔ عثمان بن العاص نے جنّابا ۷ کی طرف پیش قدمی کر کے اسے بھی مسخر کر لیا۔ جَھرم کے قریب ایرانی فوج جمع ہو گئی تھی لہٰذا انہیں شکست دے کر اس علاقہ پر بھی قبضہ کر لیا گیا۔

عہد فاروقی کے آخر زمانے میں اور حضرت عثمانؓ کے ابتدائی عہد خلافت میں شہرک نے بغاوت کی تو عثمان بن ابی العاص نے اپنے فرزند کو اس کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ بصرہ سے بھی ان کے پاس فوجی امداد پہنچ گئی تھی، جس کی قیادت عبیداللہ بن معمر اور شبل بن معبد کر رہے تھے، چنانچہ سرزمین فارس میں پھر ان کا مقابلہ ہوا تو میدان جنگ میں شہرک نے اپنے بیٹے سے پوچھا ''اے میرے فرزند! ہم دن کا کھانا کہاں کھائیں گے، یہاں یا شہرک میں؟'' شہرک وہاں سے تین میل کے فاصلے پر ایک گاؤں تھا۔ بیٹے نے (جواب میں) کہا ''ابا جان! یہ لوگ اگر ہمیں چھوڑ دیں تو ہم دن کا کھانا نہ یہاں کھائیں گے اور نہ شہرک میں بلکہ گھر میں کھائیں گے، مگر میرے خیال میں وہ ہمیں چھوڑنے والے نہیں ہیں۔''

ابھی وہ دونوں یہ گفتگو کر رہے تھے کہ مسلمانوں نے آتش جنگ مشتعل کر دی اور گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ آخر کار شہرک، اس کا لڑکا اور بہت سے لوگ مارے گئے۔ شہرک کو عثمان کے بھائی حضرت حکم بن ابی العاص نے قتل کیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ سوار بن ہمام العبدی نے اس کو نیزہ مار کر مار

Marfat.com

ڈالا پھر شہرک کے بیٹے نے سوار پر حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا۔

ایک روایت یہ ہے کہ اصطخر کی جنگ ۲۸ھ میں ہوئی اور اہل فارس کی آخری جنگ ۲۹ھ میں ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن ابی العاص نے اپنے بھائی حکم کو بحرین سے دو ہزار سپاہیوں کے لشکر کے ساتھ فارس بھیجا انہوں نے راستے میں جزیرہ برکاوان کو فتح کر لیا پھر وہ تَوَّج گئے۔ کسریٰ نے شہرک کو بھیجا تھا، اس لیے مسلمانوں نے شہرک سے مقابلہ کیا۔ اسلامی فوج کے دونوں پہلوؤں پر جارود اور ابوصفرہ تھے۔ یہ ابوصفرہ وہی ہیں جو مہلب کے والد تھے۔ ایرانیوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا، آخر کار ان کو شکست دی گئی اس وقت جارود بولے ''اے امیر! لشکر بھاگ گیا ہے۔'' انہوں نے فرمایا ''بہت جلد تمہیں حقیقت کا پتہ چل جائے گا۔'' تھوڑی دیر میں ان کے گھوڑے ایسی حالت میں آئے کہ ان پر سوار موجود نہیں تھے، کیونکہ مسلمان تعاقب کر کے انہیں قتل کر رہے تھے۔ (ایرانی اس قدر مارے گئے تھے کہ) انسانوں کے سر چاروں طرف بکھرے ہوئے تھے۔ مُکَعْبَر ۸ نے ایک بہت بڑا سر دیکھا تو بولا ''اے امیر! یہ ازدھاق یعنی شہرک کا سر ہے۔''

شہر سابور میں ایرانیوں کا محاصرہ کیا گیا تو اس کے بادشاہ ارزنبان نے مسلمانوں سے صلح کر لی، لہٰذا حضرت حکم نے اہل اصطخر کے ساتھ جنگ کرنے میں اس سے مدد لی۔

حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد حضرت عثمان بن عفان نے ان کے بجائے عبیداللہ بن معمر کو بھیجا۔ حضرت عبیداللہ کو پتہ چلا کہ ارزنبان ان کے ساتھ غداری کرنا چاہتا ہے اس لیے وہ اس سے کہنے لگے، ''میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھیوں کی دعوت کرو اور ان کے لیے گائے ذبح کرو اور اس کی ہڈیاں میرے قریب کسی بڑے پیالے میں رکھ دینا کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ ہڈیوں کو توڑ کر کھاؤں۔'' اس نے ایسا ہی کیا تو عبیداللہ ان ہڈیوں کو، جو کلہاڑی سے توڑی جاتی ہیں، اپنے ہاتھ سے توڑ کر اس کا گودا کھاتے جاتے تھے، کیونکہ وہ بہت شہزور اور طاقتور تھے۔ (ارزنبان نے جب یہ حال دیکھا تو) اس نے کھڑے ہو کر ان کے پاؤں پکڑ لیے اور کہنے لگا ''میں پناہ گزین کی حیثیت سے آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔'' پھر اس نے معاہدہ لکھ کر پیش کیا۔

عبیداللہ، منجنیق کی چوٹ کا شکار ہو گئے تھے۔ اس وقت انہوں نے یہ وصیت کی کہ ''اگر اللہ نے چاہا تو عنقریب اس شہر کو فتح کر لو گے۔ اس وقت میرا انتقام لینے کے لیے تم ان لوگوں کو تہ تیغ

Marfat.com

کردینا۔ چنانچہ مسلمانوں نے بہت سے لوگوں کو قتل کردیا۔ اس عرصے میں عبید اللہ بن معمر وفات پا گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کی شہادت ۲۹ھ میں ہوئی۔

فتح فساء۹ اور داراب گرد۱۰:

ساریہ بن زُنیم الدئلی فسا اور داراب گرد کی طرف روانہ ہوئے جب ان کے لشکر کے قریب پہنچے تو ٹھہر گئے اور ان کا محاصرہ کرتے رہے۔ اس عرصے میں انہوں نے فوجی امداد حاصل کرلی۔ وہاں ایران کے کردی سپاہی جمع ہونے لگے بلکہ ہر طرف سے ان کی امداد کے لیے ایرانی آنے لگے، لہٰذا مسلمانوں کو بہت خطرہ لاحق ہوا۔

اس رات حضرت عمرؓ کو خواب میں مسلمانوں کا یہ معرکہ اور ان کی تعداد نظر آئی تو دوسرے دن آپ نے مسلمانوں کو مدینہ میں مطلع کیا کہ وہ سب نماز میں شریک ہوں۔ جب نماز کا وقت آیا تو آپ تشریف لائے، اس وقت ساریہ بن زنیم اور مسلمان سپاہی جنگل میں تھے، اگر وہ اسی جگہ قیام کرتے تو چاروں طرف سے انہیں گھیرا جاسکتا تھا، اگر وہ پہاڑ کا سہارا لیتے تو صرف ایک طرف سے حملہ ہوسکتا تھا۔ لہٰذا آپ نے کھڑے ہوکر فرمایا ''میں نے فریقین کو دیکھا ہے۔'' پھر آپ نے ان لوگوں کا حال بتایا، یکایک خطبہ دیتے ہوئے آپ چلائے ''ساریہ بن زنیم الجبل الجبل۔'' یعنی ''اے ساریہ! تم پہاڑ کی طرف جاؤ۔'' یہ کہہ کر آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ''اللہ کا بھی ایک لشکر موجود رہتا ہے، غالباً ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے یہ آواز ان تک پہنچادی ہوگی۔''

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت ساریہ، ان کے ساتھیوں نے یہ آواز سن لی اور وہ پہاڑ کے دامن میں چلے گئے۔ پھر انہوں جنگ کی اور اللہ نے کافروں کو شکست دی۔ اس جنگ میں بہت سا مال غنیمت حاصل ہوا جس میں جواہرات کا ایک صندوقچہ بھی تھا جسے ساریہ نے مسلمانوں کی اجازت لے کر فتح کی خبر کے ساتھ ایک قاصد بھیجا۔

جب وہ قاصد حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا تو آپ اس وقت کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے کہا تو وہ بھی بیٹھ کر کھانے لگا۔ جب آپ لوٹنے لگے تو وہ بھی آپ کے پیچھے ہولیا۔ آپ نے خیال کیا شاید اس کا پیٹ نہیں بھرا، اس لیے آپ اسے گھر کے اندر لے گئے، جب وہ بیٹھ گیا تو آپ اپنے دن کا کھانا

Marfat.com

جَو روٹی، روغن زیتون اور نمک پر مشتمل تھا، لے کر اس کے پاس آئے۔ دونوں نے مل کر کھانا کھایا۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد اس شخص نے کہا ''اے امیر المومنین! میں ساریہ کا قاصد ہوں۔'' آپ نے اس کا خیر مقدم کیا اور اسے اپنے گھٹنوں کے قریب بٹھا کر اس سے مسلمانوں کا حال پوچھتے رہے، پھر اس نے (جواہرات کے) صندوقچے کا حال بتایا تو آپ اسے دیکھتے ہی چلا کر فرمانے لگے'' ہرگز نہیں۔ میں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک کہ تم اپنی فوج میں جا کر اسے اس میں تقسیم نہ کر دو گے۔'' یہ کہہ کر آپ نے اسے فوراً لوٹ جانے کا حکم دیا۔ وہ بولا ''اے امیر المومنین! میرا اونٹ تھک کر لاغر ہو گیا ہے، لہٰذا آپ مجھے کوئی دوسرا اونٹ عطا کریں جس پر سوار ہو کر وہاں پہنچ سکوں۔'' آخر کار اس کے بے حد اصرار پر آپ نے اس کے اونٹ کے بدلے میں صدقہ کا صرف ایک اونٹ دیا اور قاصد پر اظہار غضب کر کے اسے محروم لوٹا دیا۔

اہل مدینہ نے قاصد سے پوچھا ''کیا تم مسلمانوں نے جنگ کے دن کوئی آواز سنی تھی؟'' وہ بولا ''ہاں! ہم نے یہ جملہ سنا تھا ''اے ساریہ! پہاڑ کی طرف چلے جاؤ۔'' اس وقت ہم تباہی کے قریب تھے لہٰذا جب ہم پہاڑ کے دامن میں چلے گئے تو اللہ نے ہمیں فتح عطا کی۔

فتح کرمان [1]:

سہیل بن عدی نے کرمان کا رُخ کیا اور عبداللہ بن عتبان بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ جب وہاں پہنچے تو اہل کرمان مقابلے کے لیے تیار ہو گئے اور اپنی سرزمین میں مسلمانوں سے جنگ کرنے لگے۔ آخر کار اللہ نے مشرکوں کو منتشر کر دیا اور مسلمانوں نے ان کا راستہ روک لیا۔ پھر نُسیر بن عمرو العجلی نے اس کے زمیندار کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد وہ دیہاتوں کے راستے سے جیرفت میں داخل ہو گئے اور عبداللہ بن عبداللہ سیر کے جنگل کے راستے سے داخل ہوئے، وہاں انہیں حسب منشا اونٹ اور بھیڑ بکریاں ملیں تو انہوں نے اونٹوں اور بکریوں کی قیمت لگائی تاہم انہوں نے (قیمت میں) اضافہ کرنا پسند نہیں کیا البتہ اس بارے میں حضرت عمرؓ بن الخطاب سے رائے طلب کی۔ آپ نے تحریر کیا ''اگر تمہیں ان میں کوئی خوبی معلوم ہو، تو اضافہ کر سکتے ہو۔''

یہ روایت بھی مذکور ہے کہ عمرؓ کے عہد خلافت میں عبداللہ بن بدیل بن ورقاء الخزاعی نے

Marfat.com

گرمان کو فتح کیا۔ پھر وہ گرمان سے طبسین آئے، وہاں سے پھر وہ حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے "مجھے آپ طبسین کا علاقہ جاگیر میں دے دیجئے۔" جب آپ ان کی درخواست منظور کرنے لگے تو لوگوں نے آپ کو بتایا "یہ علاقہ دو اضلاع کا مجموعہ ہے۔" اس وقت آپ نے اسے منظور نہیں کیا۔

فتح سیستان:

عاصم بن عمرو نے سجستان (سیستان) کا رخ کیا عبداللہ بن عمیر بھی ان کے ساتھ شامل ہوگئے۔ نزدیک کے علاقے میں ان کا اہل سجستان سے مقابلہ ہوا اور مسلمانوں نے انہیں شکست دے دی۔ پھر ان کا تعاقب کیا گیا یہاں تک کہ زرنج کے مقام پر ان کا محاصرہ کر لیا گیا آخر کار اہل سیستان نے زرنج اور مفتوحہ علاقوں کی طرف سے مصالحت کر لی اور ان کا معاہدہ منظور کر لیا گیا۔ ان لوگوں نے اپنے معاہدہ میں یہ طے کرالیا تھا کہ ان کے جنگل محفوظ چراگاہیں قرار دی جائیں گی، اس لیے مسلمان اس سے بچ کر نکلتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ وہ انہیں نقصان پہنچا کر سیستان کے ساتھ خراج کی عہد شکنی کے مرتکب ہوں۔

سیستان (سجستان) کا علاقہ خراسان سے بڑا ہے اور اس کی سرحدیں دور تک پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ لوگ اہل قندھار ترک اور دوسری قوموں سے جنگ کرتے تھے۔ ایسے حالات امیر معاویہ کے عہد تک رہے۔

امیر معاویہ کے زمانے میں وہاں کا بادشاہ اپنے بھائی رتبیل سے بھاگ کر شہر آمل میں چلا گیا اور سلم بن زیاد کا مطیع ہوگیا جو اس زمانے میں سیستان کے علاقے پر مقرر تھے، انہوں نے اس کے ساتھ معاہدہ کر کے اسے ملک میں داخل کرادیا پھر حضرت معاویہ کو یہ لکھ کر بھیجا کہ انہوں نے اسے فتح کر لیا ہے۔" معاویہ نے فرمایا کہ "میرا بھتیجا اپنی امارت پر خوش ہے مگر مجھے اس کا رنج ہے۔" وہ بولے "اے امیر المومنین! یہ کیوں ہے؟" آپ نے فرمایا "آمل وہ شہر ہے جس کا زرنج سے راستہ پیچدار اور دشوار گذار ہے چونکہ یہ قوم غدار ہے اس لیے جب ان میں غداری پھیل جائے گی تو وہ آسانی کے ساتھ تمام علاقے پر غالب آجائیں گے۔"

بہر حال آپ نے مسلم بن زیاد کے معاہدہ کو برقرار رکھا۔ حضرت معاویہ کے بعد جب فتنہ و فساد شروع ہوا تو شاہ بدعہدی کر کے آمل پر غالب آ گیا۔ رتبیل نے بھی اس کی پناہ لی۔ پھر اس نے اسی پر

Marfat.com

اکتفانہیں کیا بلکہ جب دیکھا کہ لوگ دوسرے کاموں میں مشغول ہیں تو اس نے زرنج پر قبضہ کرنے کا ارادہ کرلیا اور وہاں کے لوگوں کا محاصرہ کرلیا۔ آخر کار بصرہ سے ان لوگوں کے لیے فوجی امداد بھیجی گئی۔ رتبیل اور اس کے ساتھ ایک گروہ ہو گئے۔ تاہم حضرت معاویہ کی وفات تک یہ مسلمانوں کا مطیع و فرماں بردار تھا۔

فتح سیستان کے بارے میں ایک اور روایت بھی مروی ہے جس کا ذکر عنقریب کیا جائے گا۔

فتح مکران ۱۲ھ:

حکم بن عمرو تغلبی نے مکران کا رخ کیا۔ وہ جب وہاں پہنچے تو حضرات شہاب بن المخارق، سہیل بن عدی اور عبداللہ بن عتبان بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ وہ سب دریا کے قریب جمع ہو گئے تھے۔ اہل مکران دریا کے کنارے پر تھے۔ جب ان کے بادشاہ نے شاہ سندھ سے امداد طلب کی تو اس نے ایک بھاری لشکر امداد کے لیے بھیجا۔ آخر کار مسلمانوں کے ساتھ ان کی جنگ ہوئی جس میں مشرکوں کو شکست ہوئی اور ان کے بہت سے افراد میدان جنگ میں مارے گئے۔ مسلمان ان کا تعاقب کر کے کئی دنوں تک انہیں قتل کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ دریا پار کر کے بھاگ گئے۔ مسلمان دریا تک ان کا تعاقب کر کے واپس آ گئے اور مکران میں رہنے لگے۔ حکم بن عمرو نے حضرت عمرؓ کے پاس فتح کی خوش خبری اور خمس صحار العبدی کے ہاتھ بھیجا۔ جب وہ مدینہ منورہ آئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے مکران کے بارے میں پوچھا تو وہ کہنے لگے:

> ''اے امیر المومنین! اس کے میدانی علاقے بھی پہاڑ ہیں وہاں پانی بہت کم ہے۔ وہاں کے پھل بہت خراب ہیں اور دشمن بہادر ہیں۔ وہاں بھلائی کمیاب اور برائی بہ افراط ہے وہاں کثیر تعداد بھی تھوڑی معلوم ہوتی ہے اور قلیل تعداد تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ اس کا پچھلا علاقہ اس سے بھی بدتر ہے۔''

آپ نے فرمایا ''کیا تم قافیہ پیمائی کر رہے ہو یا سچ اطلاع دے رہے ہو (اگر یہ بات صحیح ہے تو) ہمارا لشکر وہاں کبھی حملہ نہیں کرے گا۔'' پھر آپ نے سہیل اور حکم بن عمرو کو لکھا:

> ''تم دونوں میں سے کسی کا لشکر مکران سے آگے نہ بڑھے۔ آپ نے یہ حکم بھی صادر فرمایا کہ وہ ہاتھی جو مسلمانوں نے اسلامی علاقے میں رکھا ہوا ہے، فروخت کر دیا جائے اور

Marfat.com

اس کی قیمت فاتح فوج میں تقسیم کر دی جائے۔"

اہواز میں بیروذ کا واقعہ:

جب مسلم سواروں کے کئی دستے مختلف اضلاع کی طرف روانہ ہوئے تو اہواز کے ایک مقام بیروذ میں کُردوں کا ایک بہت بڑا لشکر جمع ہو گیا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو یہ ہدایات دی تھیں کہ وہ بصرہ کی انتہائی سرحد تک جائیں تا کہ پیچھے سے مسلمانوں پر کوئی حملہ نہ کر سکے۔ آپ کو اندیشہ تھا کہ کہیں اسلامی لشکر ہلاک نہ ہو جائے یا مسلمان پیچھے نہ رہ جائیں۔

کُردی فوج بیروذ میں جمع ہو گئی تھی، حضرت ابو موسیٰ اشعری وہاں دیر سے پہنچے آخر کار جب وہ آ گئے تو ماہ رمضان میں نہر تیری اور مناذر کے درمیان جنگ شروع ہوئی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری کی ہدایت پر لوگوں نے روزے نہیں رکھے۔ سب سے پہلے حضرت مہاجر بن زیاد میدان جنگ میں آئے اور نہایت بہادری کے ساتھ لڑتے رہے یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔ اس کے بعد اللہ نے مشرکوں کو کمزور کر دیا اور ان کی تعداد کم ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ وہ ذلت کے ساتھ قلعہ بند ہونے پر مجبور ہوئے۔ حضرت ربیع بن زیاد کو اپنے بھائی کی شہادت کا بہت رنج تھا اس لیے حضرت ابو موسیٰ اشعری نے ازراہ ہمدردی انہیں ایک فوجی دستے پر ان کا جانشین بنا دیا۔

پھر حضرت ابو موسیٰ اشعری وہاں سے روانہ ہو کر اصفہان پہنچ گئے اور ان مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو گئے، جو جیّ کا محاصرہ کر رہے تھے۔ جب وہ فتح ہو گیا تو ابو موسیٰ واپس بصرہ چلے گئے اور ربیع بن زیاد الحارثی نے نہر تیری کے علاقے میں بیروذ کے مقام کو فتح کر لیا اور جو کچھ دشمنوں کے پاس تھا اس پر قابض ہو گئے۔

پھر ابو موسیٰ نے ایک وفد کے ساتھ خُمس بھجوایا تو ضبّہ بن محصن عَنَزِیّ نے مطالبہ کیا کہ انہیں وفد میں شامل کیا جائے، مگر ابو موسیٰ نے ان کا مطالبہ منظور نہیں کیا۔ اسی زمانے میں ابو موسیٰ نے بیروذ کے قیدیوں میں سے ساٹھ لڑکے چن لیے تھے، اس لیے ضبّہ حضرت عمرؓ کے پاس شکایت کرنے کے لیے چلے گئے۔ اس اثناء میں ابو موسیٰ نے بھی آپ کو یہ اطلاع دے دی تھی، بہر حال جب آپ کے پاس ضبہ آئے تو آپ نے پوچھا "تم کون ہو؟" انہوں نے اپنا نام بتایا تو آپ نے فرمایا، "تمہارے لیے مرحبا

Marfat.com

اور اھلاً وسھلاً نہیں ہے (یعنی تمہارا خیر مقدم نہیں کیا جاسکتا)۔'' وہ بولے ''مرحبا اگر خدا کی طرف سے ہو تو وہی بہتر ہے نیز میرے اہل وعیال بھی نہیں ہیں۔'' پھر آپ نے ان کا حال دریافت کیا تو وہ بولے:

''ابوموسیٰ نے زمینداروں کے فرزندوں میں سے اپنی ذات کے لیے ساٹھ غلام چھانٹ لیے ہیں نیز ان کی ایک لونڈی عقیلہ نامی ہے جو صبح شام ایک پیالے میں بہت کھاتی ہے اس کے علاوہ ابوموسیٰ نے اپنے لیے دو قفیز (ناپنے کے پیمانے) رکھے ہوئے ہیں اور ان کی دو انگوٹھیاں ہیں مزید براں انہوں نے بصرہ کی حکومت کے تمام کام زیاد بن ابوسفیان کو سونپ رکھے ہیں اور حطیہ شاعر کو ایک ہزار کا انعام دیا ہے۔''

حضرت عمرؓ نے ابوموسیٰ کو بلوایا جب وہ آئے تو کئی دنوں تک انہیں روکے رکھا۔ اس کے بعد انہیں بلوایا اور (ان کے سامنے) ضبہ سے ان کے خلاف باتوں کا اعادہ کروایا تو سب سے پہلے وہ یہ بولے ''انہوں نے اپنی ذات کے لیے ساٹھ غلام حاصل کیے۔'' ابوموسیٰ نے (اس کے جواب میں) فرمایا ''اس کی وجہ یہ تھی کہ جب میں نے تحقیقات کرائی تو پتہ چلا کہ ان کے ذمہ فدیہ تھا اس لئے میں نے فدیہ لے کر مسلمانوں میں تقسیم کردیا۔'' اس پر ضبہ بولے ''نہ وہ جھوٹے ہیں اور نہ میں نے دروغ گوئی کی اور یہ حقیقت ہے کہ ان کے پاس دو قفیز ہیں۔'' ابوموسیٰ نے فرمایا ''قفیز کا ایک پیمانہ میرے اہل وعیال کے لیے ہے جس کے ذریعے انہیں خوراک مہیا کرتا ہوں اور قفیز کا دوسرا پیمانہ مسلمانوں کے لیے ہے اور وہ ان کے قبضے میں ہے۔ اس کے ذریعے وہ اپنا رزق حاصل کرتے ہیں۔'' اس پر ضبہ نے کہا ''نہ وہ دروغ گو ہیں اور نہ میں نے دروغ گوئی کی۔'' پھر انہوں نے عقیلہ کا تذکرہ کیا تو ابوموسیٰ خاموش رہے اور کوئی معذرت پیش نہیں کی، اس سے یہ ظاہر ہوا کہ ضبہ اس معاملے میں حق بجانب ہیں، پھر ضبہ نے یہ الزام لگایا کہ انہوں نے زیاد کو حاکم بنا رکھا ہے، اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا ''مجھے وہ عقلمند نظر آتے ہیں اس لیے میں نے اپنا کام ان کے سپرد کر رکھا ہے۔'' پھر ضبہ نے یہ الزام لگایا کہ انہوں نے حطیہ (شاعر) کو ایک ہزار انعام میں دیئے ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت ابوموسیٰ نے فرمایا ''میں نے اپنی عزت و آبرو بچانے کے لیے اپنے مال میں سے یہ عطیہ دیا۔'' آخر کار حضرت عمرؓ نے ابوموسیٰ اشعری کو اس حکم کے ساتھ (انہیں اپنے علاقے کی طرف) واپس بھیج دیا کہ وہاں جا کر عقیلہ اور زیاد کو آپ کے پاس بھجوا دیں، چنانچہ تعمیل حکم میں دونوں بھیج دیئے گئے۔ جب زیاد مدینہ منورہ

Marfat.com

آئے تو آپ نے ان سے ان کا حال پوچھا، نیز عطیات کے بارے میں بھی سوال کیا۔ اس کے علاوہ آپ نے انہیں واپس بھیج دیا اور بصرہ کے حکام کو لکھا کہ وہ زیاد کے مشورہ پر عمل کریں۔ عقیلہ کو آپ نے مدینہ میں روک لیا۔ آپ نے فرمایا ''ضبہ حصہ نہ ملنے کی وجہ سے ناراض ہوکر چلے آئے تھے، انہوں نے سچ باتیں بھی کیں اور جھوٹ بھی بولا۔ تاہم ان کے جھوٹ نے ان کی سچائی کو بگاڑ دیا، لہٰذا تم جھوٹ سے بچو کیونکہ دروغ گوئی دوزخ کے راستے کی طرف لے جاتی ہے۔

سلمی بن قیس اور کُردوں کی جنگ:

حضرت عمرؓ کے پاس جب کبھی اسلامی لشکر جمع ہو جاتا تھا وہ آپ اہل علم میں سے کسی شخص کو اس کا امیر مقرر کر دیتے تھے۔ ایک دفعہ جب آپ کے پاس مسلمانوں کا ایک لشکر جمع ہو گیا تو آپ نے ان پر حضرت سلمٰی بن قیس اشجعی کو امیر مقرر فرمایا اور انہیں یہ ہدایات دیں:

''تم اللہ کے نام پر روانہ ہو جاؤ، وہ لوگ جو اللہ کا انکار کریں، ان سے اللہ کی راہ میں جنگ کرو۔ جب تم اللہ کے دشمن سے ملو تو انہیں اسلام کی دعوت دو، اگر وہ دعوت اسلام قبول کریں اور اپنے گھروں میں رہنا چاہیں تو ان پر زکوٰۃ فرض ہے مگر مال غنیمت میں سے انہیں کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ اور اگر وہ تمہارے ساتھ (جہاد کے لیے) روانہ ہو جائیں تو انہیں تمہارے جیسے حقوق و فرائض حاصل ہوں گے۔

اگر وہ مسلمان ہونے سے انکار کریں تو انہیں جزیہ کی دعوت دو، اگر وہ جزیہ قبول کر لیں تو ان سے جزیہ لو اور اگر انکار کریں تو ان سے جنگ کرو لیکن اگر تمہارے مقابلے میں قلعہ بند ہو جائے اور تم سے درخواست کرے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے فیصلوں اور ان کی ذمہ داریوں کے مطابق ان کا فیصلہ کیا جائے، تو تم ان کی (یہ مبہم بات) نہ مانو کیونکہ تم نہیں جانتے ہو کہ آیا تم اللہ اور اس کے رسول کے فیصلوں اور ذمہ داریوں کے مطابق ان کے ساتھ صحیح معاہدہ کر سکو گے یا نہیں۔ تم نہ غداری کرو اور نہ کسی کو قتل کرو اور نہ ان کے اعضاء کاٹو۔''

جب مسلمان روانہ ہو گئے تو آگے چل کر مشرک کردوں سے ان کا مقابلہ ہوا۔ سب سے پہلے انہیں اسلام کی دعوت دی گئی پھر جزیہ قبول کرنے کی تجویز پیش کی گئی، مگر انہوں نے کوئی بات نہیں

Marfat.com

مانی۔ آخر کا لڑائی شروع ہوگئی اور مسلمانوں نے کردوں کو شکست دی ان میں سے جو افراد لڑنے والے تھے، ان کا کام تمام کیا گیا اور ان کے اہل وعیال کو قید کیا گیا۔ پھر مال غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کیا گیا ان میں جواہرات کا ایک صندوقچہ بھی تھا جسے سلمہ نے مسلمانوں کی رضامندی سے الگ نکال کر حضرت عمرؓ کے پاس بھیجا۔ جب قاصد وہ صندوقچہ اور فتح کی بشارت لے کر آپ کے پاس آیا تو آپ نے سب سے پہلے اس سے مسلمانوں کے حالات دریافت کیے۔ جب اس نے جواہرات کے صندوقچے کا حال بتایا تو آپ بہت ناراض ہوئے اور فرمانے لگے ''اگر تمہارے واپس جانے سے پیشتر مسلمان منتشر ہوگئے اور سلمہ اسے تقسیم نہ کر سکے تو میں تمہارے ساتھ برا سلوک کروں گا۔'' چنانچہ وہ بہت جلد سلمہ کے پاس واپس آیا، انہوں نے اسے فروخت کر کے اس کی قیمت لوگوں میں تقسیم کردی اس وقت ایک نگینہ جس کی قیمت بیس ہزار تھی، پانچ درہم میں فروخت ہوا۔

حضرت عمرؓ نے اس سال بھی حج کیا اور آپ کے ساتھ تمام ازواج مطہرات نے بھی حج کیا۔ یہ آپ کا آخری حج تھا۔ اس کے بعد آپ شہید ہوگئے۔

حضرت عمرؓ کی شہادت:

مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں ''حضرت عمرؓ ایک دن بازار میں نکلے وہاں مغیرہ بن شعبہ کا عیسائی غلام ابولولوء آپ سے ملا اور کہنے لگا ''اے امیر المومنین! آپ میرے بارے میں مغیرہ بن شعبہ سے سفارش کردیجئے کیونکہ مجھ پر بہت خراج مقرر ہے۔'' آپ نے فرمایا ''تم پر کتنا خراج مقرر ہے؟'' اس نے کہا ''دو درہم روزانہ۔'' پھر آپ نے پوچھا ''تمہارا پیشہ کیا ہے؟'' وہ بولا ''میں بڑھئی ہوں اور نقاش و لوہار ہوں۔'' آپ نے فرمایا ''جو کام تم کرتے ہو اس کے لحاظ سے میری رائے میں تمہارا خراج زیادہ نہیں ہے۔'' پھر آپ نے فرمایا ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم کہتے ہو کہ میں ایسی چکی بنا سکتا ہوں جو ہوا کے زور سے آٹا پیس دے۔'' اس نے کہا ''ہاں (میں یہ کام کرسکتا ہوں)۔'' آپ نے فرمایا ''میرے لیے ایسی چکی بنا دو۔'' وہ بولا ''اگر میں زندہ رہا تو آپ کے لیے ایسی چکی بنا دوں گا، جس کا مشرق ومغرب میں ہمیشہ چرچا رہے۔'' یہ کہہ کر وہ چلا گیا، اس وقت آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا ''اس غلام نے مجھے دھمکی دی ہے۔'' اس کے بعد آپ اپنے گھر تشریف لے گئے۔ جب دوسرا دن آیا تو کعب الاحبار آپ کے پاس

Marfat.com

آ کر کہنے لگے ''اے امیر المومنین! میرا خیال ہے کہ آپ تین دن میں وفات پا جائیں گے۔'' آپ نے پوچھا ''تمہیں کیسے معلوم ہوا؟'' وہ بولے ''مجھے تورات کی کتاب سے اس بات کا پتہ چلا ہے۔'' آپ نے فرمایا ''کیا تم نے عمرؓ بن الخطاب کا نام تورات میں دیکھا ہے؟'' وہ کہنے لگے ''آپ کا نام تو مذکور نہیں ہے لیکن آپ کا حلیہ اور آپ کی صفت موجود ہے اور اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ آپ کی زندگی ختم ہوگئی ہے۔''

راوی کا بیان ہے کہ اس زمانے میں آپ کو کوئی بیماری یا تکلیف لاحق نہ تھی۔ دوسرے دن بھی کعب آئے اور کہنے لگے ''آپ کے دو دن گذر گئے ہیں اور صرف ایک دن باقی رہ گیا ہے۔ اگلے دن حضرت عمرؓ صبح کے وقت نماز کے لیے نکلے آپ نے صف بندی کے لیے لوگوں کو ہدایت فرمائی، جب صف بندی ہوگئی تو آپ نے تکبیر کہہ کر نماز شروع کر دی۔ اس وقت ابولؤلؤ نے لوگوں کی صفوں میں گھس کر اپنے خنجر سے، جس کے دونوں طرف تیز دھاروں کے پھل تھے اور اس کا دستہ درمیان میں تھا، آپ پر چھ دفعہ حملہ کیا اس کا ایک وار ناف کے نیچے پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ اسی وقت اس نے کلیب بن ابو البکیر کو بھی قتل کیا جو آپ کے پیچھے تھے، اس کے علاوہ دوسرے لوگوں کو بھی قتل کیا۔ جب آپ نے ہتھیار کی تپش محسوس کی تو آپ گر گئے اس وقت آپ نے عبدالرحمٰن بن عوف کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔

پھر لوگ آپ کو اٹھا کر آپ کے گھر لے گئے، جہاں آپ نے عبدالرحمٰن بن عوف کو بلوایا اور ان سے فرمایا ''میں چاہتا ہوں کہ تم سے ایک بات کروں۔'' وہ بولے کیا آپ اس چیز (خلافت) کی طرف اشارہ کر رہے ہیں؟'' آپ نے فرمایا ''نہیں۔'' وہ بولے ''خدا کی قسم! میں اس میں ہرگز دخل نہیں دوں گا۔'' آپ نے فرمایا ''تم خاموش رہو، یہاں تک کہ میں ان لوگوں سے گفتگو کروں جن سے رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک خوش رہے تھے۔'' پھر آپ نے حضرات علیؓ، عثمانؓ، زبیر اور سعد کو بلوایا اور ان سے فرمایا ''تم اپنے بھائی طلحہ کا تین دن تک انتظار کرنا اس کے بعد اس معاملہ کا فیصلہ کر لینا۔ اے علیؓ! میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اگر تم لوگوں کے حاکم بنو تو تم بنو ہاشم کو لوگوں کے سروں پر سوار نہ کر دینا۔ اے عثمانؓ! اگر تم حاکم بن جاؤ تو بنو ابو معیط کو لوگوں پر مسلط نہ کر دینا اور اے سعد! میں تمہیں بھی اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اگر تم حاکم بنو تو تم اپنے رشتہ داروں کو لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ کرو کھڑے ہو جاؤ مشورہ کر کے اپنے معاملہ کا فیصلہ کرو، اس وقت تک صہیب لوگوں کو نماز پڑھائیں۔''

پھر آپ نے ابوطلحہؓ انصاری کو بلایا اور فرمایا ''تم ان کے دروازے پر کھڑے ہو جاؤ اور کسی کو

Marfat.com

ان کے پاس نہ آنے دو۔ میں اپنے بعد کے آنے والے خلیفہ کو انصار کے بارے میں، جو نہ صرف ایمان لائے (مومنوں کو) گھروں میں بسایا، یہ وصیت کرتا ہوں کہ ان کے نیکوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور ان کے بروں کو معاف کیا جائے۔ میں (نئے) خلیفہ کو عرب کے بارے میں بھی جو اسلام کی بنیاد ہیں، یہ ہدایت کرتا ہوں کہ ان کے صدقات میں ان کا حق لے کر ان غریبوں کو دیا جائے نیز میں (نئے) خلیفہ کو رسول اللہ ﷺ کے ذمیوں کے حق میں بھی وصیت کرتا ہوں کے ان کے معاہدات پورے کیے جائیں۔ اے اللہ! میں نے اپنا پیغام پہنچا دیا۔ میں نے آنے والے خلیفہ کو پاک وصاف چھوڑا ہے۔"

"اے عبداللہ بن عمرؓ! تم نکل کر دیکھو کہ کس نے مجھے قتل کیا ہے؟" انہوں نے عرض کیا "آپ کو مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابولولو نے شہید کیا ہے۔" اس پر آپ نے فرمایا "خدا کا شکر ہے کہ میری موت ایسے شخص کے ہاتھوں نہیں واقع ہوئی جس نے اللہ کے لیے ایک سجدہ کیا ہو۔ اے عبداللہ! تم (حضرت) عائشہؓ کے پاس جا کر ان سے درخواست کرو کہ مجھے اجازت دیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن ہوسکوں۔ اے عبداللہ! اگر مسلمان اختلاف کریں تو تم اکثریت کے ساتھ رہو۔ اگر تم مشورہ کرو تو اس جماعت کے ساتھ رہو جس میں عبدالرحمٰن بن عوف شریک ہوں۔ اے عبداللہ! تم لوگوں کو داخلہ کی اجازت دے دو۔"

(اجازت ملتے ہی) مہاجرین وہ انصار داخل ہوئے اور سلام کرنے لگے، آپ نے فرمایا کیا تمہارے مشورہ سے یہ کام ہوا۔ وہ بولے معاذ اللہ (ایسا ہم نہیں کرسکتے) پھر کعب الاحبار لوگوں کے ساتھ داخل ہوگئے، جب حضرت عمرؓ نے انہیں دیکھا تو یہ دو شعر پڑھے۔

تـوعـدنـی کـعـب ثـلاثـاً اعـدهـا　　ولا شک ان القول ما قال لی کعب

ومـا بـی حـذار الموت، انی لمیت　　ولا کـن حـذار الـذنـب یتبعه الزنب

[کعب نے مجھے تین دن کی مہلت دی تھی۔ بے شک کعب نے جو کہا تھا وہی ہوا۔

مجھے موت کا خوف نہیں کہ میں مرنے والا ہوں، بلکہ مجھے پے در پے گناہوں کا خوف ہے۔]

حضرت علیؓ بھی آپ کی عیادت کے لیے آئے اور آپ کے سرہانے بیٹھ گئے، پھر ابن عباسؓ بھی آئے اور انہوں نے آپ کی تعریف کی تو آپ نے ان سے فرمایا "اے ابن عباس! تم میرے لیے یہ بات کہتے ہو؟" حضرت علیؓ نے ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ کہہ دو "ہاں"۔ چنانچہ ابن عباسؓ

Marfat.com

نے اثبات میں جواب دیا۔ اس پر آپ نے فرمایا ''تم اور تمہارے ساتھی مجھے فریب میں مبتلا نہ کریں۔''
پھر آپ نے فرمایا ''اے عبداللہ! تم میرا سر تکیے پر سے اٹھا کر مٹی میں ڈال دو شاید اللہ تعالیٰ میری یہ حالت دیکھ کر مجھ پر رحم کرے۔ خدا کی قسم! اگر میرے قبضے میں وہ تمام چیزیں ہوں، جن پر آفتاب طلوع ہوتا ہے تو میں قیامت کے خوف کی وجہ سے وہ سب فدیہ میں ادا کر دوں۔''

اس وقت بنوالحارث بن کعب میں سے ایک طبیب آپ کے لیے بلایا گیا۔ اس نے آپ کو نبیذ پلائی وہ اسی طرح منہ سے نکل گئی، پھر اس نے دودھ پلایا وہ بھی اس حال میں نکل گیا۔ اس وقت وہ بولا ''اے امیر المومنین! آپ اللہ کو یاد کیجئے۔'' آپ نے فرمایا ''میں اس سے فارغ ہو گیا ہوں۔'' جب جان کنی کا وقت آیا تو اس وقت آپ کا سر آپ کے صاحبزادے عبداللہ کی گود میں تھا اور آپ یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

ظلوم لنفسی غیر انی مسلم — اصلی الصلوٰۃ کلھا و اصوم

[میں نے اپنی ذات پر ظلم کیا ہے تاہم اتنی بات ضرور ہے کہ میں مسلمان ہوں، تمام نمازیں پڑھتا ہوں اور روزے رکھتا ہوں۔]

اس اثناء میں آپ اللہ کا ذکر کرتے اور کلمۂ شہادت پڑھتے رہے یہاں تک ۲۳ھ بتاریخ ۲۷/ ذوالحجہ چہار شنبہ کے دن زخمی ہوئے اور یکم محرم ۲۴ھ کو اتوار کے دن مدفون ہوئے۔ آپ کی مدت خلافت دس سال چھ مہینے اور آٹھ دن رہی اور حضرت عثمانؓ کی بیعت خلافت ۴/ محرم ۲۴ھ کو ہوئی۔ ایک روایت یہ ہے کہ آپ کی وفات ۲۶/ ذوالحجہ کو ہوئی اور حضرت عثمانؓ کی بیعت خلافت ۲۹/ ذوالحجہ کو ہوئی اور ان کی خلافت کا استقبال یکم محرم ۲۴ھ کو ہوا۔

اس روایت کے مطابق حضرت عمرؓ کی مدت خلافت دس سال چھ مہینے چار دن رہی۔ صہیب نے آپ پر نماز جنازہ پڑھائی، پھر آپ کا جنازہ حضرت عائشہ کے گھر لے جایا گیا اور آپ کو رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر کے پہلو بہ پہلو دفن کیا گیا۔ مندرجہ ذیل حضرات نے آپ کا جنازہ قبر میں اتارا۔ حضرات عثمانؓ، علیؓ، زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، سعدؓ اور عبداللہ بن عمرؓ۔

نسب اور حلیہ:

آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے۔ عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن

Marfat.com

عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوئی۔ آپ کی کنیت ابوحفص ہے۔ آپ کی والدہ کا نسب نامہ اس طرح ہے حنتمہ بنت ھشام بن المغیر ہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ آپ کی والدہ ابوجہل کی چچازاد بہن تھیں۔ کچھ لوگوں نے یہ کہا تھا کہ وہ ابوجہل کی حقیقی بہن تھیں، مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کا لقب فاروق رکھا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ اہل کتاب نے آپ کا نام فاروق رکھا تھا۔

آپ کا حلیہ یہ تھا کہ آپ درازقد گندم گوں تھے، سر پر بال نہیں تھے۔ اپنے دونوں ہاتھوں سے کام کرتے تھے۔ آپ اپنے لمبے قد کی وجہ سے ایسے معلوم ہوتے تھے جیسا کہ آپ کسی چیز پر سوار ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ کا رنگ بہت زیادہ سفید تھا جس پر سرخی غالب تھی۔ آپ مہندی کا اپنی داڑھی میں خضاب لگاتے تھے اور سر میں کنگھی کرتے تھے۔ آپ (قریش کی) جنگ فجار سے چار سال پہلے پیدا ہوئے۔ (وفات کے وقت) آپ کی عمر پچپن سال تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ ساٹھ سال کے تھے، ایک روایت یہ ہے کہ آپ تریسٹھ سال اور چند مہینے کے تھے، اور یہی روایت صحیح ہے۔ ایک روای کے مطابق آپ کی عمر اکسٹھ سال کی تھی۔

اہل وعیال:

حضرت عمر فاروقؓ نے عہد جاہلیت میں زینب بنت مظعون الجمحیہ سے نکاح کیا تھا۔ ان کے بطن سے حضرات عبداللہ، عبدالرحمٰن اکبر اور حضرت حفصہؓ (ام المومنین) پیدا ہوئیں۔ پھر آپ نے عہد جاہلیت میں ایک دوسری خاتون مُلَیکہ بنت جرول الخزاعی سے نکاح کیا اور ان کے بطن سے عبیداللہ بن عمر پیدا ہوئے۔ آپ صلح کے زمانے میں ان سے الگ ہوئے تو ابوجہم بن حذیفہ نے ان سے نکاح کیا۔ عبیداللہ جنگ صفین میں امیر معاویہ کی حمایت میں شہید ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کی اور زید اصغر دونوں کی والدہ ام کلثوم بنت جرول الخزاعی تھیں۔ لہٰذا مسلمان ہونے کے بعد آپ کو ان سے جدا ہونا پڑا۔ آپ نے عہد جاہلیت میں قُریبہ بنت ابوامیہ المخزومی سے بھی نکاح کیا، پھر چھوڑنا پڑا اور ان سے عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ نے نکاح کیا۔ اس طرح آپ دونوں حضرات رسول اللہ ﷺ کے ہم زلف تھے کیونکہ قریبہ ام المومنین حضرت ام سلمہ کی ہمشیرہ تھیں۔

اسلامی عہد میں آپ نے ام حکیم بنت حارث بن ہشام المخزومی سے نکاح کیا اور ان کے

Marfat.com

بطن سے فاطمہ پیدا ہوئیں، پھر آپ نے انہیں طلاق دے دی۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ نے طلاق نہیں دی۔ آپ نے جمیلہ بنت عاصم الاوسی الانصاری سے بھی اسلامی عہد میں نکاح کیا اور ان کے بطن سے عاصم پیدا ہوئے۔ ان کے بعد ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب سے نکاح کیا، جن کی والدہ حضرت فاطمہ بنت رسول تھیں۔ ان کا مہر آپ نے چالیس ہزار مقرر کیا تو ان کے بطن سے رقیہ اور زید پیدا ہوئے۔ آپ نے یمن کی ایک خاتون فلیہہ سے بھی شادی کی۔ ان سے عبدالرحمٰن الاوسط اور بقول بعض عبدالرحمٰن اصغر پیدا ہوئے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ فلیہہ آپ کی ام ولد (لونڈی) تھیں اور انکے بطن سے زینب پیدا ہوئیں، جو آپ کی اولاد میں سب سے چھوٹی تھیں۔

آپ نے عاتکہ بنت زید بن عمرو سے بھی نکاح یا جو آپ سے پہلے عبداللہ بن ابو بکر کے عقد میں تھیں، تو وہ انہیں بیوہ چھوڑ کر شہید ہوئے۔ جب حضرت عمر فاروق شہید ہوئے تو انہوں نے حضرت زبیر بن العوامؓ سے بھی نکاح کیا۔ جب وہ بھی شہید ہو گئے تو حضرت علیؓ نے پیغام بھیجا مگر وہ بولیں میں نکاح نہ کر کے تمہیں قتل ہونے سے بچانا چاہتی ہوں کیونکہ (ایسے لوگوں میں سے) صرف آپ باقی رہ گئے ہیں۔'' اس پر انہوں نے یہ ارادہ ترک کر دیا۔

آپ نے حضرت عائشہؓ کے پاس حضرت ام کلثوم بنت ابوبکر کے ساتھ نکاح کرنے کا پیغام بھیجا تو حضرت ام کلثومؓ کہنے لگیں ''میں ان کے ساتھ نکاح نہیں کروں گی، کیونکہ وہ سخت زندگی بسر کرتے ہیں اور خواتین سے بہت سختی کرتے ہیں۔'' حضرت عائشہؓ نے عمرو بن العاصؓ کو بلوا بھیجا تو وہ بولے ''میں آپ کے لیے کافی ہوں۔'' پھر وہ حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے ''مجھے ایک اطلاع ملی ہے، مگر میں آپ کو اس سے بچانا چاہتا ہوں۔'' آپ نے فرمایا ''وہ کیا ہے؟'' وہ بولے ''کیا آپ نے ام کلثوم بنت ابوبکرؓ کے لیے پیغام بھیجا ہے؟'' آپ نے فرمایا ''ہاں، مگر کیا تم مجھے ان سے الگ کرنا چاہتے ہو یا تم ان کے خواستگار ہو؟'' وہ بولے ''میں ان میں سے کسی بات کا طالب نہیں ہوں مگر یہ بتانا چاہتا ہو کہ ام کلثوم بہت نوعمر ہیں، انہوں نے حضرت امیر المومنین (ابوبکر صدیقؓ) کے زیر سایہ نہایت نرمی اور خوشحالی کی زندگی بسر کی ہے، مگر آپ کے مزاج میں اس قدر سختی ہے کہ ہم لوگ بھی آپ سے ڈرتے ہیں اور آپ کی کسی عادت کو دور نہیں کر سکتے، اس لیے وہ کسی بات میں آپ کی مخالفت نہیں کریں گی لہٰذا آپ ان پر مسلط ہو سکیں گے اور حضرت ابوبکرؓ کی اولاد کے ساتھ انصاف نہیں کر سکیں گے۔''

Marfat.com

آپ نے فرمایا ''میں عائشہ سے گفتگو کر چکا ہوں، میں اب ان کو کیا جواب دوں۔'' وہ بولے ''میں ان سے بات کرلوں گا اور آپ کو ان سے بہتر رشتہ کا پتہ دوں گا، وہ ہیں ام کلثوم بنت علی بن ابو طالب۔ اس طرح آپ کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رشتہ بھی قائم ہو جائے گا۔''

آپ نے ام ابان بنت عقبہ بن ربیعہ کے لئے بھی پیغام بھیجا مگر انہوں نے آپ کو پسند نہیں کیا، وہ کہنے لگی ''وہ اپنے دروازے بند رکھتے ہیں اور بھلائی سے روکتے ہیں اور آتے جاتے وقت ان کا منہ بنا رہتا ہے۔''

سیرت و خصائل:

حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ ''عرب ایک فرماں بردار اونٹ کی طرح ہیں جو اپنے قائد کی پیروی کرتا ہے لہٰذا ان کے قائد کو غور کرنا چاہئے کہ وہ انہیں کہاں لے جا رہا ہے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں کعبہ کے پروردگار کی قسم کھا کر کہتا ہو کہ میں سیدھے راستے پر لے جاؤں گا۔''

نافع عبسی فرماتے ہیں ''میں پوشیدہ طور پر صدقہ کے کام کے لیے حضرت عمرؓ بن الخطاب اور حضرت علیؓ بن ابو طالب کے ساتھ گیا، اس وقت حضرت عثمانؓ سایہ میں بیٹھے ہوئے لکھ رہے تھے۔ حضرت علیؓ ان کے سر پر کھڑے ہوئے، حضرت عمرؓ جو بتاتے تھے، اسے لکھوا رہے تھے۔ حضرت عمرؓ سخت گرمی کے دن دھوپ میں کھڑے ہوئے تھے۔ ان کے بدن پر دو چادریں سیاہ تھیں ایک چادر باندھے ہوئے تھے اور دوسری چادر کو سر پر اوڑھے ہوئے تھے۔ وہ صدقے کے اونٹ شمار کر رہے تھے اور اس کا رنگ اور دانت لکھوا رہے تھے۔ پھر حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا ''اللہ کی کتاب میں یہ مذکور ہے [جن اشخاص سے تم اجرت پر کام لو ان میں سے بہترین وہ شخص ہے جو طاقتور اور امانت دار ہو۔]''

آپ نے حضرت عمرؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ فرمایا ''ایسے قوی اور امین آپ ہیں۔''

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ فرماتے ہیں ''میں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ نے زمین پر سے ایک تنکا اٹھایا اور فرمانے لگے ''کاش میں ایک تنکا ہوتا۔ کاش کہ میں کچھ نہ ہوتا اور کاش کہ میری ماں مجھے نہ جنتی، کاش کہ میں معدوم ہو کر بھلا دیا جاتا۔''

حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا:

Marfat.com

''اگر میں زندہ رہا تو ان شاء اللہ میں ایک سال تک رعایا (کے علاقوں) میں دورہ کروں گا مجھے معلوم ہے کہ لوگوں کی بہت سی ضرورتوں کا مجھے علم نہیں ہوتا کیونکہ ان کے حکام انہیں میرے سامنے پیش نہیں کرتے ہیں اور تمام لوگ مجھ تک نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ لہٰذا میں دو مہینے شام میں رہوں گا اور دو مہینے جزیرہ میں گذاروں گا۔ دو مہینے بحرین میں اور دو مہینے کوفہ میں اور دو مہینے بصرہ میں بسر کروں گا۔ خدا کی قسم! یہ سال بہت ہی عمدہ ہوگا۔''

آپ سے کہا گیا ''یہاں انبار کا رہنے والا ایک شخص موجود ہے جسے دفتر کے حساب کتاب میں بہت مہارت ہے، اسے آپ کاتب بنالیں۔'' آپ نے فرمایا ''ایسی صورت میں مومنوں کو چھوڑ کر (غیر مسلم) کو رازدان بناؤں گا۔''

ایک دفعہ آپ نے لوگوں کے سامنے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا ''اس ذات کی قسم! جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کو برحق رسول بنا کر بھیجا، اگر فرات کے کنارے کوئی اونٹ ہلاک ہوجائے تو اندیشہ ہے کہ خدا مجھ سے ان کی بھی بازپرس کرے گا۔''

حضرت ابوفراس فرماتے ہیں ''حضرت عمرؓ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا، 'اے لوگو! میں نے تمہاری طرف حکام اس لیے نہیں بھیجے کہ وہ تمہاری چمڑیاں ادھیڑیں اور نہ اس لیے کہ وہ تمہارا مال چھینیں بلکہ میں انہیں اس لیے بھیجتا ہوں کہ وہ تمہیں دین اور سنت کی تعلیم دیں۔ لہٰذا جو کوئی اور کام کرے تو مجھے اس کی اطلاع دی جائے۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں عمر کی جان ہے، میں اس سے ضرور بدلہ لوں گا۔''

اس پر عمرو بن العاص کہنے لگے ''اے امیر المومنین! کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ اگر کوئی حاکم اپنی رعایا کے کسی فرد کو محض ادب سکھانے کے لیے کچھ سزا دے تو کیا آپ اس سے بھی قصاص لیں گے؟''

آپ نے فرمایا ''ہاں! اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے، اس وقت بھی اس سے قصاص لوں گا۔ میں کیوں اس سے قصاص نہ لوں جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ اپنی ذات سے بھی بدلہ لیا کرتے تھے۔ دیکھو! مسلمانوں کو زدوکوب نہ کرو، اس طرح تم ان کو ذلیل کرو گے اور نہ ان کی تعریف کرو ورنہ وہ فریب میں مبتلا ہوجائیں گے اور نہ ان کی حق تلفی کرو ورنہ وہ کفرانِ نعمت کریں گے اور نہ انہیں دلدلوں میں آباد کرو، اس طرح تم انہیں تباہ و برباد کردو گے۔''

Marfat.com

بکیر بن عبداللہ فرماتے ہیں ''حضرت عمر بن الخطاب، عبدالرحمٰن بن عوف کے گھر رات کے وقت گئے جب وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے دریافت کیا ''آپ کیسے تشریف لائے؟'' آپ نے فرمایا ''کچھ ساتھی بازار میں ٹھہرے ہوئے ہیں، مجھے مدینہ کے چوروں سے چوری کا اندیشہ ہے، آؤ ہم چل کر ان کی حفاظت کریں۔ لہٰذا وہ دونوں بازار گئے اور ایک اونچی جگہ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے، اتنے میں ایک چراغ جلتا ہوا نظر آیا آپ نے فرمایا کیا میں نے سونے کے بعد چراغ جلانے سے منع نہیں کیا تھا؟ آپ آگے بڑھے تو معلوم ہوا کہ کچھ لوگ شراب پی رہے ہیں، آپ فرمانے لگے ''آگے چلو کیونکہ میں نے انہیں پہچان لیا ہے۔''

جب صبح ہوئی تو آپ نے اس آدمی کو بلا بھیجا اور فرمایا ''تم اور تمہارے ساتھی شراب پی رہے تھے۔'' وہ بولا ''آپ کو کیسے معلوم ہوا؟'' آپ نے فرمایا ''میں نے خود دیکھا ہے۔'' وہ بولا ''کیا اللہ نے آپ کو ٹوہ لگانے سے منع نہیں کیا تھا؟'' اس پر آپ نے اسے چھوڑ دیا۔

آپ نے (سونے کے بعد) چراغ جلتے رہنے سے اس بنا پر منع کیا تھا کہ چوہا چراغ کی بتی کو لے جا کر گھر کی چھت پر پھینک دیتا تھا اس طرح چھت جل جاتی تھی، (اس زمانے میں) چھتیں لکڑی کی ہوتی تھیں۔ اس سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے بھی اس بات سے منع فرمایا تھا۔

اسلم فرماتے ہیں ''حضرت عمرؓ (مدینہ سے باہر) سیاہ سنگلاخ زمین کی طرف گئے اس وقت میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ جب آپ اونچے مقامات کی طرف پہنچ تو آپ نے دیکھا کہ ایک گھر میں آگ جل رہی ہے، آپ نے فرمایا ''آؤ ہم ان کے پاس چلیں۔'' چنانچہ ہم تیز رفتاری کے ساتھ ان کے قریب پہنچ گئے۔ (وہیں آپ نے دیکھا کہ) ایک عورت کے پاس بچے بیٹھے ہوئے ہیں اور آگ پر ہنڈیا چڑھی ہوئی ہے اور بچے بلک رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ''اے روشنی والو! السلام علیکم'' آپ نے اصحاب انصار کہنا پسند نہ فرمایا۔ اس عورت نے جواب میں وعلیکم السلام کہا۔ آپ نے فرمایا ''کیا ہم قریب آسکتے ہیں؟'' وہ بولی ''اگر شرافت کے ساتھ آنا چاہتے ہو تو آجاؤ'' اس پر آپ قریب آکر پوچھنے لگے ''تمہارا کیا حال ہے؟'' وہ بولی ''رات اور سردی نے تنگ کر رکھا ہے۔'' آپ نے پوچھا ''یہ بچے کیوں بلک رہے ہیں؟'' وہ بولی ''بھوک سے پریشان ہیں۔'' آپ نے فرمایا ''بھلا آگ پر کیا چیز ہے؟'' وہ بولی ''پانی ہے، جس کے ذریعے میں انہیں خاموش کر رہی ہوں تاکہ وہ سو جائیں۔ میں انہیں بہلا رہی ہوں

Marfat.com

اور تصور دلا رہی ہوں کہ میں ان کے لیے کھانا تیار کر رہی ہوں تا کہ وہ سو جائیں۔ اللہ ہمارے اور عمرؓ کے درمیان فیصلہ کرے گا۔'' آپ نے فرمایا ''اللہ تم پر رحم کرے، عمرؓ کو تمہاری حالت کیسے معلوم ہو؟'' وہ بولی ''وہ ہم پر حکومت کرتا ہے اور ہم سے غافل ہے؟'' اس پر آپ میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے ''آؤ ہم چلیں۔'' لہٰذا ہم تیز رفتاری کے ساتھ آٹے کے گودام میں آئے۔ آپ نے وہاں سے ایک بوری نکالی جس پر چربی کا برتن بھی تھا، پھر آپ نے فرمایا ''تم اسے میری پیٹھ پر لاد دو۔'' اسلم کہنے لگے ''آپ کی طرف سے میں اٹھالوں گا۔'' انہوں نے یہ الفاظ دو تین مرتبہ دہرائے (مگر آپ نہیں مانے) آخر آپ نے فرمایا ''تم قیامت کے دن میرے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھا سکو گے۔'' لہٰذا میں نے وہ بوری آپ پر لاد دی اور آپ کے ساتھ تیز رفتاری کے ساتھ چلنے لگا جب ہم اس عورت کے گھر پہنچے تو آپ نے وہ (بوری) اتار دی اور اس میں سے کچھ آٹا نکالا اور اس عورت سے فرمانے لگے ''تم یہ کام (کھانا پکانے کا مجھ پر چھوڑ دو، میں اسے اچھی طرح سرانجام دوں گا۔'' پھر آپ ہنڈیا کے نیچے (آگ جلانے کے لیے) پھونک مارنے لگے۔ آپ کی داڑھی بہت بڑی تھی اس لیے میں نے آپ کی داڑھی میں سے دھواں گزرتا دیکھا۔ جب کھانا پک گیا تو آپ نے ہنڈیا کو اتارا، وہ عورت پیالے لے آئی اور آپ نے اس میں کھانا نکالا پھر فرمایا ''اے خاتون! تم ان (بچوں) کو کھانا کھلاؤ۔'' آپ اس وقت تک وہاں بیٹھے رہے جب تک کہ انہوں نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور کچھ بچ بھی گیا۔ اس کے بعد آپ کھڑے ہو گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ کھڑا ہو گیا، اس وقت وہ بولی ''اللہ آپ کا بھلا کرے، آپ امیر المومنین سے زیادہ اس کام (خلافت) کے حقدار ہیں۔'' آپ نے فرمایا ''تم اچھی بات کہنا جب تم امیر المومنین کے پاس آؤ گی تو ان شاء اللہ وہاں پاؤ گی۔'' پھر آپ ایک کونے میں دبک کر بیٹھ گئے (آپ خاموش تھے) مجھ سے بات نہیں کر رہے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ وہ بچے ہنس رہے تھے اور ایک دوسرے سے کشتی لڑ رہے تھے۔ اس کے بعد جب وہ سو گئے اور خاموشی طاری ہو گئی تو آپ کھڑے ہو گئے اور خدا کا شکر ادا کر کے فرمانے لگے ''اے اسلم! بھوک نے انہیں بیدار اور رلا رکھا تھا اس لیے میں نے یہی پسند کیا کہ میں اس وقت تک نہ لوٹوں جب تک کہ ان کی وہ حالت نہ دیکھ لوں جو میں نے ابھی مشاہدہ کی ہے۔''

سالم بن عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا ''حضرت عمرؓ جب کسی بات سے لوگوں کو منع کرتے تو اس کے بعد اپنے اہل و عیال کو جمع کر کے فرمایا کرتے تھے:

Marfat.com

''میں نے لوگوں کو ان باتوں سے منع کیا ہے اور سب لوگ نظریں اٹھا اٹھا کر تمہاری طرف اس طرح دیکھ رہے ہیں جس طرح پرندہ گوشت کی طرف اپنی نظریں جماتا ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میں نے کسی کو ایسا کام کرتے ہوئے دیکھا تو میں اس کو دوگنی سزا دوں گا۔''

سلام بن مسکین فرماتے ہیں ''حضرت عمرؓ کو جب ضرورت پیش آتی تھی تو صاحب بیت المال کے پاس جا کر اس سے قرض لیتے تھے۔ بعض اوقات آپ تنگی کی حالت میں ہوتے تھے اور بیت المال کا افسر آپ کے پاس سخت تقاضا کرتا تو آپ اس کے لیے کوئی نہ کوئی تدبیر نکالتے تھے۔ بعض اوقات آپ کی تنخواہ آجاتی تھی تو آپ اس میں سے ادا کر دیتے تھے۔''

یہی راوی فرماتے ہیں'' آپ ہی سب سے پہلے امیر المومنین کے لقب سے موسوم کیے گئے، اس کی وجہ یہ ہوئی کہ آپ جب خلیفہ ہوئے مسلمان آپ کو اس طرح پکارتے تھے''اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ'' آپ نے فرمایا اس طرح بات بہت لمبی ہو جائے گی۔ چنانچہ جب کوئی نیا خلیفہ آئے گا تو لوگ کہیں گے ''یا خلیفۂ خلیفۂ خلیفۂ رسول اللہ''۔ تم سب مومن ہو اور میں تمہارا امیر ہوں۔'' اس طرح آپ کا لقب ''امیر المومنین'' ہو گیا۔

اولین کارنامے:

آپ سب سے پہلے خلیفہ تھے جنہوں نے تاریخی سن (ہجری) کو جاری کرایا، جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ آپ ہی نے سب سے پہلے بیت المال بنوایا اور سب سے پہلے رات کے وقت گشت کا طریقہ جاری کیا اور آپ ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہجو گوئی پر سزا دی اور سب سے پہلے ام ولد (اولاد جننے والی لونڈی) کی فروخت کی ممانعت کی۔ آپ ہی نے سب سے پہلے نماز جنازہ کی جماعت کے لیے چار تکبیریں مقرر فرمائیں۔ اس سے پہلے لوگ (نماز جنازہ میں) چار، پانچ اور چھ تکبیریں تک کہتے تھے۔

کہتے ہیں'' آپ ہی نے سب سے پہلے ماہ رمضان میں تراویح کی نماز باجماعت مقرر فرمائی اور اس کے بارے میں تمام شہروں میں تحریری احکام جاری فرمائے۔ سب سے پہلے آپ ہی نے

Marfat.com

درّہ [141] (کوڑا) کا استعمال جاری فرمایا اور اس کے ذریعے لوگوں کو سزائیں دیں اور آپ ہی نے سب سے پہلے عہد اسلام میں رجسٹر اور دفاتر قائم کیے۔ ایک دفعہ آپ نے سلمان سے دریافت فرمایا ''کیا میں بادشاہ ہوں، یا خلیفہ؟'' سلمان نے جواب دیا ''اگر آپ اسلامی علاقے میں سے کوئی درہم یا اس سے کم وبیش کوئی چیز وصول کریں اور اس کا ناجائز استعمال کریں تو اس وقت آپ بادشاہ ہیں اور خلیفہ نہیں ہیں۔'' اس پر آپ رونے لگے۔

ابو ہریرہ نے فرمایا ''اللہ ابن حنتمہ پر رحم کرے۔ (فاروق اعظمؓ کی والدہ کا نام حنتمہ تھا۔) میں نے انہیں رمادہ کے سال (قحط سالی میں) اس حالت میں دیکھا کہ وہ اپنی کمر پر دو بوریاں لادے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھوں میں تیل کا پیپا تھا اور وہ اور اسلم باری باری انہیں لاد کر لے جا رہے تھے۔ جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا ''اے ابو ہریرہ! کہاں سے آ رہے ہو؟'' میں نے کہا ''قریب سے آ رہا ہوں۔'' میں بھی آپ کے پیچھے ہو گیا اور ہم باری باری اس سامان کو اٹھاتے رہے یہاں تک کہ ہم ایک اونچی بستی میں پہنچے جہاں قبیلہ محارب کے بیس گھر تھے، آپ نے ان سے پوچھا ''تمہارا کیا حال ہے؟'' وہ بولے بھوک نے بے حال کر رکھا ہے، پھر انہوں نے ہمیں دکھایا کہ وہ مردار کی کھال بھون کر کھا رہے ہیں اور بوسیدہ ہڈیوں کو پیس کر ان سے پانی کا کام لے رہے ہیں۔ میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی چادر کو اتار کر تہبند کو مضبوطی سے باندھ لیا، پھر آپ نے کھانا پکایا اور لوگوں کو پیٹ بھر کھلایا۔ اس کے بعد آپ نے اسلم کو مدینہ منورہ کی طرف بھیجا۔ وہ اونٹ لے کر آئے جن پر آپ نے ان کو سوار کرایا اور جبانہ کے علاقے میں انہیں ٹھہرایا اور وہاں انہیں پوشاک پہنوائی۔ اس کے بعد آپ ان لوگوں کے پاس اور دوسرے لوگوں کے پاس امداد کے لیے آمد و رفت کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے قحط سالی کو دور کر دیا۔

ابو خثیمہ فرماتے ہیں ''شفاء بنت عبداللہ نے کچھ نوجوانوں کو دیکھا کہ وہ درمیانی چال چل رہے تھے اور آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے، انہوں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا ''یہ لوگ عبادت گذار ہیں'' آپ نے فرمایا ''خدا کی قسم! حضرت عمرؓ جب گفتگو کرتے تھے تو آپ کی آواز سب لوگوں کے کانوں تک پہنچ جاتی تھی، جب آپ چلتے تھے تو تیز چلتے تھے اور جب کسی کو مارتے تھے تو سخت مارتے تھے، اس کے باوجود خدا کی قسم! وہ صحیح معنوں میں عبادت گذار تھے۔''

حسن فرماتے ہیں ''حضرت عمرؓ ایک مرتبہ خطبہ دے رہے تھے اس وقت آپ کے تہبند پر بارہ

Marfat.com

پیوند تھے، جن میں چمڑے کے پیوند بھی شامل تھے۔''

ابوعثمان نہدی فرماتے ہیں ''میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ وہ حج میں کنکریاں پھینک رہے تھے، اس وقت آپ کے تہبند پر چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے۔''

حضرت علیؓ فرماتے ہیں ''میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ آپ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں، اس وقت آپ ایک ایسا تہبند باندھے ہوئے تھے جس میں اکیس پیوند لگے ہوئے تھے، جن میں چمڑے کے پیوند بھی شامل تھے۔''

حضرت حسن فرماتے تھے ''حضرت عمرؓ جب گزرتے ہوئے کوئی آیت (وعید) سن لیتے تھے تو آپ (اس سے متاثر ہوکر) وہیں گر جاتے تھے۔ پھر آپ کی خبر گیری اسی طرح کی جاتی تھی جس طرح ایک مریض کی خبر گیری ہوتی ہے۔''

کہتے ہیں کہ آپ نے ایک دفعہ ایک قاری کو سورۃ الطور پڑھتے ہوئے سنا جب اس نے آیت کا یہ حصہ پڑھا:

إِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهُ مِن دَافِعٍ (الطور: ۷-۸)

[بے شک تمہارے پروردگار کا عذاب آنے والا ہے، جسے کوئی روکنے والا نہیں ہے۔]

اسے سن کر آپ فوراً گر پڑے۔ جب آپ کو اٹھا کر آپ کے گھر لے جایا گیا تو آپ ایک مہینے تک بیمار رہے۔ امام شعبی فرماتے ہیں ''حضرت عمر فاروقؓ بازاروں میں گشت فرماتے تھے۔ قرآن پڑھتے تھے اور جہاں جھگڑا ہوتا تھا وہیں لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیتے تھے۔''

موسیٰ بن عقبہ فرماتے ہیں ''ایک جماعت آپ کے پاس آئی وہ لوگ کہنے لگے ''اہل وعیال کی کثرت ہے اور تکلیف بہت زیادہ ہے۔ اس لیے آپ ہمارے وظائف میں اضافہ کیجیے۔'' آپ نے فرمایا ''تم نے ایسا کام کیا ہے کہ تمام تکالیف کو جمع کر لیا ہے اور اب اللہ کے مال کے ذریعے خدمت لے رہے ہو۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اور تم ایک کشتی میں بیٹھے ہوں جو منجدھار میں ہوکر مشرق ومغرب کی طرف جائے، اس وقت بھی لوگ اپنی جماعت میں سے ایک شخص کو حاکم بنائیں گے اگر وہ سیدھا رہا تو اس کی پیروی کریں گے اور اگر اس نے بے انصافی کی تو اسے قتل کر دیں گے۔''

طلحہ نے فرمایا ''آپ نے یہ کیوں ارشاد نہیں فرمایا کہ ''اس نے کجروی اختیار کی تو اسے

Marfat.com

معزول کردیں گے۔'' آپ نے فرمایا ''نہیں، قتل کی سزا آنے والوں کے لیے زیادہ عبرت ناک ہے۔ تم قریش کے اس نوجوان سے ڈرو جو معزز اور شریف انسان کا بیٹا ہو، مگر وہ خوشی کی حالت میں سوتا رہتا ہو اور غیظ وغضب کے موقع پر ہنستا ہو اور پھر بھی وہ اوپر سے اور نیچے سے سمجھ بوجھ حاصل کرتا رہے۔''

مجالد بیان کرتے ہیں ''حضرت عمرؓ کی محفل میں ایک شخص کا ذکر آیا تو لوگ کہنے لگے ''وہ بہت قابل شخص ہے، برائی سے تو بالکل ناآشنا ہے۔'' آپ نے فرمایا ''(لاعلمی کی وجہ سے) برائی میں اس کے گر پڑنے کا زیادہ احتمال ہے۔''

صالح بن قیسان، مغیرہ شعبہ کی زبانی یہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا ''جب حضرت عمرؓ کو دفن کر دیا گیا تو میں حضرت علیؓ کے پاس آیا، کیونکہ میں یہ چاہتا تھا کہ میں حضرت عمرؓ کے بارے میں ان کے خیالات سنوں۔ آپ غسل کرنے کے بعد اس حالت میں نکلے کہ آپ اپنے سر اور داڑھی کے بالوں کو جھاڑ رہے تھے اور ایسی پوشاک پہنے ہوئے تھے کہ اس کی وجہ سے کوئی شک باقی نہیں رہا کہ معاملہ (خلافت) آپ کے سپرد ہوگا۔ اس وقت آپ نے فرمایا ''اللہ ابن الخطاب (حضرت عمر فاروقؓ) پر رحم کرے۔ بنت ابوحنتمہ نے سچ کہا ہے، ''وہ دنیا کی بھلائی سمیٹ کر لے گئے اور اس کی برائی سے محفوظ رہے۔'' خدا کی قسم! بنت ابوحنتمہ نے خود کچھ نہیں کہا بلکہ اس سے کہلوایا گیا ہے۔'' عاتکہ بنت زید بن عمرو نے حضرت عمرؓ بن الخطاب (کی وفات) پر یہ اشعار کہے (اس کا یہ ترجمہ ہے۔)

[فیروز (قاتل عمرؓ) نے ہمیں ایسی گوری چٹی شخصیت کا صدمہ دیا ہے جو کتاب اللہ کی تلاوت کرتے تھے اور شریف تھے۔ خدا اس (قاتل) کو بھلائی سے محروم رکھے۔

آپ اپنے قریبی لوگوں پر بہت مہربان تھے اور دشمنوں کے لیے سخت تھے، آپ قابل اعتماد تھے اور مصائب میں (لوگوں کے) مددگار تھے۔

جو بات آپ فرماتے تھے اپنے عمل کے ذریعے اسے جھٹلاتے نہیں تھے بلکہ آپ ترش روئی کے بغیر تیز رفتاری کے ساتھ نیک کام انجام دیتے تھے۔]

انہی شاعرہ (عاتکہ بنت زید) کے دوسرے اشعار کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:

[اے آنکھ! تو آنسو بہا اور ماتم کر بلکہ نجیب الطرفین امام پر آنسو بہانے سے دریغ نہ کر۔

موت نے مجھے اس علم بردار شہسوار کا صدمہ پہنچایا ہے جو میدان جنگ میں مشہور تھا۔

Marfat.com

آپ لوگوں کے لیے حوادث زمانہ کے مقابلے میں لوگوں کے لیے پناہ گاہ اور امداد کا مرکز تھے نیز مصیبت زدہ اور غم کے ماروں کے فریادرس تھے۔

تم غریب وامیر سے کہہ دو کہ مرجاؤ کیونکہ موت نے انہیں قومی تباہی کا پیالہ پلایا ہے۔]

ابن المسیّب فرماتے ہیں ''حضرت عمرؓ نے حج کیا، جب آپ ضجنان میں پہنچے تو آپ نے فرمایا:

''لا الٰه الا الله العظیم العلی المعطی ماشاء مَن شاء.

[اللہ کے سوا جو بزرگ و بلند ہے کوئی معبود نہیں، وہ جس کو چاہے دے دے۔]

میں اس وادی میں خطاب (آپ کے والد کا نام) کے اونٹ، اون کا لباس پہنے ہوئے، چرایا کرتا تھا۔ وہ بہت سخت مزاج تھے۔ جب میں کوئی کام کرتا تھا تو وہ مجھے تھکا دیتے تھے اور جب کوئی قصور کرتا تھا تو مجھے مارا کرتے تھے۔ اب میری حالت یہ ہے کہ اللہ اور میرے درمیان کوئی (حاکم) نہیں ہے۔'' اس کے بعد آپ نے مناسب حال یہ اشعار پڑھے:

[جیسا کہ تم دیکھتے ہو، ہر چیز کی روح اور تازگی باقی نہیں رہے گی۔ صرف اللہ کی ذات باقی ہے لیکن مال اور اولاد سب فنا ہو جائے گی۔

شاہ ہرمز کو کسی دن بھی اس کے خزانوں نے فائدہ نہیں پہنچایا۔ عاد نے بہشت تیار کرنے کی کوشش کی مگر وہ غیر فانی نہیں رہے۔

اور نہ سلیمان باقی رہے جن کے اختیار سے ہوائیں چلتی تھیں اور جن وانس پر ان کا قبضہ تھا۔

وہ بادشاہ کہاں ہیں جن کے عطیات کو ہر سمت سے سوار اٹھا کر لایا کرتے تھے۔

موت کے حوض میں کسی دروغ گوئی کے بغیر ہر ایک کو اسی طرح داخل ہونا ہے جس طرح گذشتہ زمانے کے لوگ داخل ہوتے تھے۔]

اسلم کہتے ہیں ''ھند بنت عتبہ (ابوسفیان کی زوجہ) نے حضرت عمرؓ سے بیت المال سے چار ہزار کی رقم قرض کے طور پر طلب کی۔ اس شرط پر کہ ان کے ذریعے تجارت کر کے پھر واپس کر دیں گی۔ چنانچہ آپ نے انہیں قرضہ دے دیا۔ وہ یہ رقم لے کر قبیلہ کلب کے علاقے میں چلی گئیں اور وہیں خرید و فروخت کرنے لگیں۔ اتنے میں انہیں یہ خبر ملی کہ ابوسفیان اور ان کے فرزند عمر دونوں معاویہ کے پاس پہنچے ہیں تو وہ بھی وہاں پہنچ گئیں۔ ابوسفیان نے انہیں طلاق دے دی تھی (جب وہ وہاں پہنچیں تو

Marfat.com

معاویہ نے ان سے پوچھا ''اماں جان! آپ کیسے تشریف لائیں؟'' وہ بولیں ''تمہیں دیکھنے کے لیے آئی ہوں۔ اے میرے بیٹے! عمر، اللہ کے لیے کام کرتے ہیں چونکہ تمہارے والد تمہارے پاس آئے ہوئے ہیں اس لیے مجھے اندیشہ ہے کہ تم ہر چیز انہیں نکال کر دے دو گے اور وہ اس کے مستحق بھی ہیں مگر لوگوں کو یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ تم انہیں کہاں سے دے رہے ہو، اس لیے وہ اعتراض کریں گے اور عمرؓ بھی تمہیں ملامت کریں گے اس لیے ان دونوں کا بہت استقبال نہ کرنا۔''

لہٰذا امیر معاویہ نے اپنے والد اور بھائی کو سو دینار دیئے اور ان دونوں کو پوشاک بھی پہنائی اور اپنی والدہ کو سوار کرایا۔ (ان کے بھائی) عمرو اپنی والدہ پر ناراض ہوئے تو ابوسفیان کہنے لگے ''تم ان پر ناراضگی کا اظہار نہ کرو کیونکہ یہ وہ بخشش ہے جو ھند کو ہمیشہ ملتی رہتی ہے۔'' اس کے بعد وہ سب واپس ہو گئے۔ ابوسفیان نے ھند سے پوچھا ''کیا تمہیں تجارت میں نفع حاصل ہوا یا نہیں؟ وہ بولیں ''اللہ زیادہ واقف ہے۔'' جب وہ مدینہ منورہ آئیں اور (مال) فروخت کیا تو انہوں نے نقصان کی شکایت کی، اس پر حضرت عمرؓ فرمانے لگے ''اگر یہ میرا مال ہوتا تو میں اسے تمہاری خاطر چھوڑ دیتا مگر یہ مسلمانوں کا مال ہے۔'' پھر آپ نے ابوسفیان سے پوچھا ''معاویہ نے تمہیں کتنا دیا ہے؟ وہ بولے ایک سو دینار۔''

ابن عباس فرماتے ہیں ''ایک دفعہ حضرت عمرؓ بن الخطاب اور ان کے ساتھی شعر و شاعر پر گفتگو کر رہے تھے۔ کسی نے کہا ''فلاں شخص سب سے بڑا شاعر ہے'' اور کسی نے کہا ''فلاں شخص سب سے بڑا شاعر ہے'' جب میں آ گیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا ''تمہارے پاس اس کا عالم آ گیا ہے۔ کون سب سے بڑا شاعر ہے؟'' میں نے کہا زھیر بن ابوسلمیٰ۔ آپ نے فرمایا اس کے کچھ اشعار پڑھ کر سناؤ جس سے تمہارا دعویٰ ثابت ہو سکے۔'' میں نے عرض کیا ''زھیر نے غطفان کے کچھ افراد کی تعریف میں یہ اشعار کہے ہیں، (جن کا ترجمہ یہ ہے):

[اگر کوئی جماعت اپنی اولیت یا بزرگی کی وجہ سے شرافت کے آفتاب تک پہنچ سکتی تو وہ اس پر پہنچ جائیں گے۔

یہ وہ جماعت ہے جس کے والد کا نام سنان ہے اور جب ان کے خاندان کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے (آباؤ اجداد) بھی پاکیزہ ہیں اور اولاد بھی پاکیزہ نسب ہے۔

امن و امان کی حالت میں وہ انسان ہیں اور جنگ کی حالت میں جنات۔ جب وہ جمع

Marfat.com

ہوتے ہیں تو ہمت والے سردار ہوتے ہیں۔

انہیں قابل رشک وحسد نعمتیں عطا ہوئی ہیں مگر اللہ ان سے ان قابل رشک وحسد نعمتوں کو نہیں چھینتا۔]

حضرت عمرؓ نے فرمایا ''اس نے بہت خوب اشعار کہے ہیں اور میرے علم میں قبیلہ بنو ہاشم سے بڑھ کر ان اشعار کا اور کوئی حق دار نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے قرابت داری کی وجہ سے انہیں فضیلت حاصل ہے۔'' میں نے کہا ''اے امیر المومنین! آپ نے صحیح بات کی اور ہمیشہ توفیق خداوندی آپ کے شامل حال رہی ہے۔'' پھر آپ نے فرمایا ''اے ابن عباس! کیا تم جانتے ہو کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد تمہاری قوم کو تم سے کس نے روکا ہے؟'' میں نے اس کا جواب دینا پسند نہیں کیا اس لیے میں نے کہا ''اگر میں نہیں جانتا ہوں تو امیر المومنین مجھے اس سے باخبر کر دیں گے۔'' آپ نے فرمایا ''وہ نہیں چاہتے تھے کہ تمہارے اندر نبوت اور خلافت دونوں جمع ہو جائیں، مبادا کہ تم اپنی قوم سے بدسلوکی کرو اس لیے قریش نے اسے (خلافت) کو اپنے لیے پسند کیا، ان کی یہ رائے درست تھی اور اس میں وہ کامیاب رہے۔''

میں نے کہا ''اے امیر المومنین! اگر آپ مجھے گفتگو کرنے کی اجازت دیں اور مجھ پر ناراض نہ ہوں تو کچھ عرض کروں؟'' آپ نے فرمایا ''کہو۔'' میں نے عرض کیا ''آپ نے فرمایا ہے کہ قریش نے اسے اپنے لیے پسند کیا ہے اور اس معاملے میں وہ درست تھے اور کامیاب ہوئے (اس کے بارے میں یہ عرض ہے) کہ اگر قریش اپنے لیے یہ انتخاب اس وقت کر لیتے جب اللہ نے انہیں اختیار دیا تھا تو اس وقت یہ معاملہ ناقابل رد اور ناقابل رشک وحسد ہوتا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ نبوت اور خلافت دونوں چیزیں ہمارے اندر اکٹھی ہو جائیں تو اللہ نے بھی ایک قوم کی ناپسندیدگی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے [انہوں نے اس (وحی) کو جو اللہ نے نازل فرمائی، ناپسند کیا، تو اس نے ان کے اعمال غارت کر دیئے۔] ۱۵

حضرت عمرؓ فرمانے لگے ''افسوس! خدا کی قسم! اے ابن عباس! میرے پاس تمہارے بارے میں ایسی خبریں ملتی تھیں، جن پر مجھے یقین نہیں آتا تھا، کیونکہ میرے دل میں تمہاری بڑی وقعت تھی۔''

میں نے کہا ''اے امیر المومنین! وہ کیا باتیں ہیں؟ اگر وہ سچی ہیں تو آپ کے لیے مناسب نہیں ہے کہ آپ میرا مرتبہ گھٹائیں اور اگر جھوٹی ہیں تو میرے جیسا آدمی اسے دور کر سکتا ہے۔''

Marfat.com

آپ نے فرمایا ''مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم یہ کہتے ہو'انہوں نے اس (خلافت) کو ہم سے حسد، سرکشی اور ظلم کی وجہ سے الگ کر رکھا ہے۔'' میں نے کہا '' آپ نے ظلم کا ذکر کیا ہے وہ تو ہر جاہل اور عقلمند پر ظاہر ہے۔ مگر حسد تو حضرت آدم پر بھی کیا گیا تھا اور حاسدوں نے ان کے بیٹے کو ذبح کیا۔''

آپ نے فرمایا ''اے بنو ہاشم! تمہارے دلوں سے حسد بھی نہیں جائے گا۔'' میں نے کہا ''امیر المومنین! ٹھہر جایئے۔ آپ ایسے لوگوں کے دلوں پر الزام نہ لگائیں جن کی آلائش کو اللہ نے دور کر دیا ہو اور ان کے دلوں کو حسد، مکر و فریب سے بالکل پاک و صاف کر دیا ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا قلب مبارک بھی بنو ہاشم کے قلوب کا ایک حصہ ہے۔''

آپ نے فرمایا ''اے ابن عباس! تم میرے پاس سے چلے جاؤ۔'' میں نے کہا ''بہت بہتر۔'' میں جانے کے لیے کھڑا ہوا تو آپ کو شرمندگی محسوس ہوئی اور آپ فرمانے لگے ''اے ابن عباس! تم بیٹھے رہو مجھے تمہارے حقوق کا خیال ہے اور مجھے تمہاری خوشی پسند ہے۔'' میں نے عرض کیا ''اے امیر المومنین! میرے آپ پر اور ہر مسلمان پر کچھ حقوق ہیں، جو کوئی ان حقوق کی حفاظت کرے گا تو وہ اپنا حق ادا کرے گا اور جس نے حق تلفی کی تو ان کی قسمت نے ٹھوکر کھائی۔'' بعد ازاں آپ اٹھ کر چلے گئے۔

مجلس شوریٰ کا حال:

عمرو بن میمون الازدی فرماتے ہیں جب حضرت عمرؓ بن خطاب زخمی ہوئے تو آپ سے کہا گیا ''آپ کسی کو خلیفہ بنائیں۔'' آپ نے فرمایا ''اگر ابو عبیدہ زندہ ہوتے تو میں انہیں ضرور خلیفہ بناتا اور اگر میرا پروردگار مجھ سے باز پرس کرتا تو میں یہ جواب دیتا ''میں نے تیرے پیغمبر ﷺ کو یہ فرماتے سنا ''ابو عبیدہ اس امت کے امین ہیں۔'' اور اگر ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم زندہ ہوتے تو انہیں خلیفہ بناتا اور اگر میرا رب ان کے بارے میں باز پرس کرتا تو میں یہ عرض کرتا ''میں نے تیرے پیغمبر ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا ''سالم اللہ تعالیٰ سے بہت محبت رکھتے ہیں۔''

ایک شخص نے کہا ''میں آپ کے سامنے عبداللہ بن عمر کا نام پیش کرتا ہوں۔'' آپ نے فرمایا ''خدا تمہیں غارت کرے۔ خدا کی قسم! میں نے اس طرح اللہ سے کوئی درخواست نہیں کی۔ تم پر افسوس ہے، میں کیسے اس شخص کو خلیفہ بنا سکتا ہوں جو اپنی بیوی کو طلاق دینے سے بھی عاجز رہا ہو۔

Marfat.com

ہمارے خاندان کا تمہارے معاملات سے کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ میں نے خود اپنے لیے اس منصب کو پسند نہیں کیا جو میں اپنے خاندان کے کسی فرد کے لیے اس کی تمنا کروں، اگر یہ چیز اچھی ہے تو ہم نے اسے حاصل کر لیا اور اگر بری ہے تو یہ ہم سے دور رہے گی۔ اگر عمرؓ کے خاندان میں سے کسی شخص کی باز پُرس ہوئی تو پورا خاندان اس کا ذمہ دار ہوگا اور ہر ایک سے امت محمدیہ کے معاملات کی باز پرس ہوگی خبردار ہو جاؤ کہ میں نے مقدور بھر کوشش کی اور اپنے گھر والوں کو محروم رکھا، اور اگر میں مساوی حالت میں ہی چھوٹ جاؤں کہ نہ تو مجھ پر بار گناہ ہو اور نہ ثواب ہو تو اس صورت میں بھی میں اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھوں گا۔ تم یہ بات ذہن نشین کر لو کہ اگر میں کسی کو خلیفہ بناؤں تو مجھ سے بہتر شخصیت (رسول اللہ ﷺ) نے اس کام کو چھوڑ دیا تھا (ہر حالت میں) اللہ اپنے دین کو تباہ و برباد نہیں کرے گا۔''

(یہ باتیں سن کر) لوگ چلے گئے پھر واپس آ کر کہنے لگے ''اے امیر المومنین! آپ کوئی وصیت نامہ تحریر کر دیں۔'' آپ نے فرمایا ''میں نے اس گفتگو کے بعد عزم مصمم کر لیا تھا کہ غور و فکر کے بعد تمہارا حاکم ایسے قابل ترین شخص کو بناؤں جو تمہیں حق و صداقت کی راہ کی طرف لے جائے (آپ کا اشارہ حضرت علیؓ کی طرف تھا) مگر اس اثناء میں مجھ پر بے ہوشی طاری ہوگئی اور میں نے (خواب میں) دیکھا کہ ایک شخص جنگ میں داخل ہو کر ہر تر و تازہ اور پختہ پھل توڑ رہا ہے اور اسے اپنے نیچے رکھ رہا ہے، اس سے مجھے پتہ چلا کہ اللہ اپنے کام پر غالب ہے، اس لیے میں نے پسند نہیں کیا کہ میں اپنی زندگی اور موت کے بعد اس بار کا متحمل بنوں۔ تمہارے سامنے وہ جماعت ہے جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ جنتی ہیں وہ لوگ یہ ہیں۔ (۱) علیؓ، (۲) عثمانؓ، (۳) عبدالرحمٰنؓ بن عوف، (۴) سعدؓ، (۵) زبیر بن العوام، (۶) طلحہ بن عبید اللہ۔ یہ لوگ اپنے میں سے کسی شخص کا انتخاب کر لیں۔ جب وہ کسی کو خلیفہ مقرر کر لیں تو اس کی اچھی طرح حمایت کریں اور اس کے ساتھ مکمل تعاون کریں۔'' یہ سُن کر سب نکل گئے۔ اس وقت حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ سے کہا ''تم ان کے ساتھ شامل نہ ہونا۔ انہوں نے فرمایا ''میں مخالفت کو ناپسند کرتا ہوں۔'' اس پر انہوں نے فرمایا ''ایسی صورت میں تمہیں بری باتیں نظر آئیں گی۔''

اگلے دن صبح کے وقت حضرت عمرؓ نے حضرات علیؓ، عثمانؓ، سعدؓ، عبدالرحمٰنؓ اور زبیرؓ کو بلا کر فرمایا ''میں نے غور و فکر کرنے کے بعد تمہیں مسلمانوں کا سردار اور رہنما پایا اور یہ معاملہ (خلافت)

Marfat.com

تمہارے اندر ہی رہے گا کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ تم لوگوں سے خوش تھے، اگر تم درست رہے تو مجھے عوام کے بارے میں تمہارے خلاف کسی قسم کا اندیشہ نہیں ہے۔ البتہ اس بات کا اندیشہ ضرور ہے کہ تم آپس میں اختلاف کرو گے اور اس سے لوگوں میں اختلاف پیدا ہوگا۔ لہٰذا حضرت عائشہ کی اجازت سے ان کے کمرے میں جا کر باہم صلاح و مشورہ کرو۔'' یہ کہہ کر جب آپ نے سر رکھا تو خون جاری تھا۔ بہر حال یہ سب لوگ اندر چلے گئے اور وہاں مشورہ کرنے لگے تو ان کی آواز بلند ہونے لگی، اس وقت حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا ''سبحان اللہ! امیر المومنین ابھی فوت نہیں ہوئے ہیں (مگر شور وغل ہونے لگا ہے) جب آپ نے یہ آوازیں سُنیں تو آپ ہوش میں آ کر یوں فرمانے لگے'' فی الحال تم مشورہ سے کنارہ کشی کرو۔ جب میں مر جاؤں تو تین دن تک مشورہ کرو، اس عرصے میں صہیب نماز پڑھائیں مگر چوتھا دن نہ آنے پائے کہ تم پر کوئی امیر مقرر ہو جائے، اس مجلس میں عبداللہ بن عمرؓ صرف مشیر کی حیثیت سے حاضر رہیں گے، ان کا اس معاملہ میں کوئی دخل نہ ہوگا۔ طلحہ تمہارے معاملے میں شریک ہوں گے بشرطیکہ وہ تین دنوں کے اندر آ جائیں تو اس وقت انہیں اپنے معاملے میں شریک کر لینا اور اگر ان کے آنے سے پہلے تین دن گزر جائیں تو تم خود ہی اس معاملے کا فیصلہ کر لینا، مگر مجھے طلحہ کے بارے میں کون اطمینان دلائے گا۔'' سعد بن ابی وقاص نے فرمایا ''میں اس کا ذمہ لیتا ہوں، اللہ نے چاہا تو وہ مخالفت نہیں کریں گے۔'' آپ نے فرمایا ''مجھے بھی یہ توقع ہے کہ وہ مخالف نہیں ہوں گے۔ گمان غالب ہے کہ یہ دونوں اشخاص یعنی علیؓ اور عثمانؓ میں سے کوئی ایک خلیفہ ہوگا، اگر عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو وہ نرم مزاج شخص ہیں اور اگر علیؓ خلیفہ ہوئے تو ان میں ظرافت ہے اور وہ اس قابل ہیں کہ لوگوں کو حق و صداقت کی راہ پر لے جائیں، اگر سعد بن ابی وقاص کو حاکم بنایا جائے تو وہ بھی اس کے اہل ہیں، ورنہ جو کوئی حاکم ہو وہ ان کی امداد حاصل کرے کیونکہ میں نے انہیں کسی کمزوری یا خیانت کی بنا پر معزول نہیں کیا تھا۔ رہے عبدالرحمٰن بن عوف تو وہ بہت عقلمند انسان ہیں۔ جب تم ان کی بات سنو تو اس پر عمل کرو۔''

آپ نے ابوطلحہؓ انصاری سے فرمایا ''اے ابوطلحہ اللہ نے تمہارے ذریعے اسلام کو طویل مدت تک غالب رکھا ہے لہٰذا تم انصار میں سے پچاس آدمیوں کا انتخاب کرو اور ان لوگوں کو آمادہ کرو کہ وہ اپنی جماعت میں سے ایک آدمی کا انتخاب کریں آپ نے مقداد بن اسود سے فرمایا ''جب تم مجھے قبر میں دفن کر چکو تو اس جماعت (مجلس شوریٰ) کو کسی گھر میں جمع کرو تا کہ وہ کسی آدمی کا انتخاب کریں۔''

Marfat.com

آپ نے صہیب سے فرمایا ''تم تین دن تک لوگوں کو نماز پڑھاؤ اور اس جماعت (مجلس شوریٰ) کو کسی گھر میں اکٹھا کروتا کہ وہ کسی ایک آدمی کا (خلافت کے لیے) انتخاب کریں اور تم ان کے سر پر کھڑے ہو جاؤ اگر پانچ متفق ہوں اور ایک اختلاف کرے تو اس کا سر اڑا دو اور اگر چار متفق ہوں اور دو شخص اختلاف کریں تو ان دونوں کی گردنیں اڑا دو اور اگر تین افراد ایک شخص کی حمایت کر رہے ہوں اور تین افراد دوسرے شخص کی حمایت کریں تو عبداللہ بن عمرؓ کو ثالث بناؤ اور اگر وہ لوگ عبداللہ بن عمرؓ کے فیصلے پر رضامند نہ ہو سکیں تو ان لوگوں کی حمایت کرو جن کے ساتھ عبدالرحمٰن بن عوف ہوں اور باقی لوگوں کو قتل کر دو اگر وہ لوگوں کے متفقہ فیصلے سے انکار کریں۔''

اس کے بعد وہ لوگ باہر نکل آئے تو حضرت علیؓ نے اپنے بنو ہاشم کے ساتھیوں سے کہا ''اگر میں تمہارے مشورے پر عمل کروں تو تم کبھی امیر نہ بن سکو گے۔'' اتنے میں ان کے چچا حضرت عباسؓ ملے تو حضرت علیؓ نے فرمایا ''ہمارے پاس سے (خلافت) چلی گئی۔'' وہ پوچھنے لگے ''تمہیں کیسے معلوم ہوا؟'' وہ فرمانے لگے ''(حضرت) عثمانؓ کو میرے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے اور انہوں نے فرمایا ہے ''اکثریت کے ساتھ رہو۔ نیز اگر دو افراد کسی ایک کی حمایت کریں اور دوسرے دو کسی دوسرے شخص کی تائید کریں، تو تم اس جماعت کے ساتھ رہو جس میں عبدالرحمٰن بن عوف شامل ہوں۔ لہٰذا سعد اپنے چچازاد بھائی کی مخالفت نہیں کریں گے۔

(حضرت) عبدالرحمٰن اور (حضرت) عثمانؓ رشتہ دار ہیں اس لیے ان تینوں میں کوئی اختلاف نہ ہوگا وہ ایک دوسرے کی حمایت کریں گے اس لیے اگر باقی دو بھی (طلحہ و زبیر) میرے ساتھ رہے تو ان دونوں سے بھی میرا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔''

حضرت عباس نے فرمایا ''میں نے تم سے کوئی بات کہی (تم نے اسے قبول نہ کیا بلکہ) آخر میں وہی بات لے کر آئے جو مجھے ناپسند تھی، میں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات پر تمہیں مشورہ دیا تھا کہ ''رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرو کہ 'کون خلیفہ ہوگا؟' مگر تم نے یہ بات نہیں مانی۔ پھر آپ کی وفات کے بعد میں نے یہ مشورہ دیا تھا کہ جلد یہ معاملہ طے کر لو مگر اس وقت بھی تم نے انکار کیا۔ اس کے بعد جب عمرؓ نے تمہارا نام مجلس شوریٰ میں شامل کیا تھا، اس وقت بھی میں نے یہ کہا تھا کہ تم ان کے ساتھ شامل نہ ہونا، مگر اس سے بھی تم نے انکار کیا۔ اب میرا ایک بات ذہن نشین کر لو۔ یہ جماعت جو بات پیش کرے تو تم

Marfat.com

اپنی خلافت کے علاوہ کسی بات کو تسلیم نہ کرنا اور اس جماعت میں ڈرتے رہنا کیونکہ وہ ہمیں خلافت کے معاملے سے دور رکھتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ دوسرے لوگ اس پر قابض ہو جائیں گے۔ خدا کی قسم! اس وقت ہمیں ایسی برائی ملے گی جس کے مقابلے میں کوئی بھلائی کار آمد نہ ہوگی۔

حضرت علیؓ نے فرمایا ''اگر (حضرت) عثمانؓ رہ گئے تو میں ان کی باتیں یاد دلاتا رہوں گا اور اگر وفات پا گئے تو پھر وہ اسے اپنے درمیان گردش دیتے رہیں گے اور اس وقت وہ لوگ مجھے اپنی مرضی کے خلاف پائیں گے۔''

پھر انہوں نے مڑ کر دیکھا تو ابوطلحہؓ موجود تھے۔ آپ نے ان کی موجودگی کو پسند نہیں کیا تاہم حضرت ابوطلحہؓ نے فرمایا ''اے ابوالحسن! آپ مت ڈریئے۔''

جب حضرت عمر فاروقؓ کی وفات ہوگئی اور ان کا جنازہ باہر لایا گیا تو صہیب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جب آپ مدفون ہو گئے تو مقداد نے اہل شوریٰ کو مسور بن مخرمہ کے گھر یا ایک روایت کے مطابق بیت المال میں یا حضرت عائشہؓ کی اجازت سے ان کے کمرہ میں جمع کیا، اس میں طلحہ شریک نہیں تھے انہوں نے ابوطلحہؓ کو حکم دیا کہ وہ ان کی دربانی کریں اتنے میں عمرو بن العاص اور مغیرہ بن شعبہ بھی آ کر دروازے کر قریب بیٹھ گئے تو سعد نے کنکریاں مار کر انہیں اٹھوا دیا اور فرمایا ''تم یہ چاہتے ہو کہ تم کہہ سکو'' ہم بھی اہل شوریٰ میں تھے۔'' پھر یہ جماعت اس معاملے میں اختلاف کرنے لگی اور ان کی باتیں بڑھتی گئیں۔ اس موقع پر ابوطلحہؓ نے کہا ''مجھے یہ خطرہ پیدا ہو رہا ہے کہ تم معاملہ (خلافت) کا فیصلہ کرنے کے بجائے باہمی رشک و رقابت میں پڑ جاؤ گے۔ اس ذات کی قسم! جس نے عمرؓ کی جان لی ہے میں ان تین دنوں پر اضافہ نہیں کروں گا جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے، بلکہ اپنے گھر میں بیٹھ کر یہ دیکھوں گا کہ تم کیا کرتے ہو۔''

عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا ''تم میں سے کون ہے جو خود بخود دستبردار ہو کر اس بات کی کوشش کرے کہ تم میں سے بہترین فرد کو امیر بنوائے۔'' کسی نے اس بات کا جواب نہیں دیا لہٰذا انہوں نے فرمایا ''میں خود اس حق سے دستبردار ہوتا ہوں۔'' حضرت عثمانؓ نے فرمایا ''میں سب سے پہلے آپ پر رضا مند ہوں۔'' دوسرے لوگوں نے بھی کہا ''ہم بھی رضامند ہیں۔'' مگر حضرت علیؓ نے فرمایا ''آپ مجھ سے پختہ عہد لیں کہ آپ حق و صداقت کو ترجیح دیں گے اور نفسانی خواہش کی پیروی نہیں کریں گے اور کسی رشتہ دار کی رعایت نہیں کریں گے اور قوم کے ساتھ خیر خواہی کرنے میں کوتاہی نہ کریں گے۔'' وہ بولے ''تم بھی

Marfat.com

پختہ عہد کرو کہ تم بدل جانے والے لوگوں کے مقابلے میں میرا ساتھ دو گے اور تمہارے لیے جس شخص کا میں انتخاب کروں، اس پر رضا مند ہو جاؤ گے۔ اور میں بھی اللہ سے یہ عہد کرتا ہوں کہ میں کسی رشتہ دار کی رعایت نہیں کروں گا اور نہ ہی مسلمانوں کی خیر خواہی میں کوتاہی کروں گا۔'' چنانچہ انہوں نے سب لوگوں سے عہد لیا اور خود بھی ان کے ساتھ اس قسم کا معاہدہ کیا۔ پھر حضرت علیؓ سے دریافت کیا ''آپ یہ دعوی کرتے ہیں کہ آپ حاضرین میں سب سے زیادہ اس معاملے کے حق دار ہیں کیونکہ آپ کی (رسول اللہ ﷺ سے) رشتہ داری ہے اور آپ پہلے اسلام لائے ہیں اور دینداری میں آپ کی اچھی شہرت ہے اور آپ خود بھی اپنے آپ کو حق سے الگ نہیں سمجھتے ہیں۔ تاہم اگر آپ کو اس کا موقع دیا جائے اور آپ اس مجلس میں شریک نہ ہوتے تو آپ کی رائے میں پھر اس جماعت میں سے کون سا شخص اس (خلافت) کا زیادحقدار ہے؟'' حضرت علیؓ نے فرمایا ''وہ شخص (حضرت) عثمانؓ ہیں۔'' پھر وہ تنہائی میں حضرت عثمانؓ سے ملے اور یہ پوچھا ''تم کہتے ہو کہ عبد مناف کے شیخ ہو اور رسول اللہ ﷺ کے داماد اور ان کے چچازاد بھائی ہو اور تمہیں سابقہ فضیلت بھی حاصل ہے، تاہم اگر تمہیں اس کا موقع نہ ملے اور تم اس مجلس میں شریک نہ ہوتے تو موجودہ مجلس کے کس رکن کو اس کا زیادہ مستحق سمجھو گے؟ وہ بولے ''(حضرت) علیؓ کو۔''

حضرت علیؓ سعد سے ملے اور ان سے فرمایا ''تم اللہ سے ڈرو جس کے ذریعے تم رشتہ داروں کا واسطہ دیتے ہو۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے بیٹے کی رشتہ داری اور اپنے چچا حضرت حمزہؓ کی قرابت دار کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم عبدالرحمٰن بن عوف کے ساتھ عثمانؓ کے مددگار نہ بن جانا۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ان راتوں میں اکابر صحابہ اور ان کے سپہ سالاروں اور معزز لوگوں سے ملاقاتیں کیں، جو مدینہ منورہ میں موجود تھے اور ان سے مشورے کرتے رہے۔ آخر کار جب وہ رات آئی جس کی صبح کو وہ مدت پوری ہوتی تھی تو وہ مسور بن مخرمہ کے گھر آئے اور انہیں جگا کر فرمایا ''میں اس رات نہیں سو سکا۔ تم جا کر زبیر اور سعد کو بلا لاؤ۔'' تو وہ ان دونوں کو بلا لائے۔ انہوں نے سب سے پہلے حضرت زبیر سے بات کی تو وہ بولے میری رائے علیؓ کے لیے ہے۔'' آپ نے سعد سے فرمایا ''تم اپنی رائے مجھے دو۔'' وہ بولے ''اگر آپ خود اپنا انتخاب کرتے ہیں تو کیا ہی اچھا ہے اور اگر عثمانؓ کو منتخب کرتے ہیں تو (حضرت) علیؓ بھی مجھے زیادہ پسند ہیں۔ اے شخص تم اپنی ذات کے لیے بیعت کر کے ہمیں چھٹکارا دو اور ہمیں سر بلند کرو۔'' آپ نے فرمایا ''میں خود بخود دستبردار ہو چکا ہوں،

Marfat.com

اس شرط پر کہ میں کسی دوسرے کا انتخاب کروں گا اور اگر میں کامیاب نہیں ہوسکا تو دوبارہ اپنے آپ کو امیدوار نہیں بناؤں گا، کیونکہ میں نے (خواب میں) دیکھا ہے کہ ایک بہت سرسبز باغ ہے جس میں بہت گھاس اُگی ہوئی ہے، وہاں ایک ایسا سانڈ داخل ہوا کہ میں نے اس سے زیادہ اصیل کوئی نہیں دیکھا وہ تیر کی طرح گزر گیا اور اس نے کسی چیز کو بھی نظر بھر کر نہیں دیکھا بلکہ وہاں سے گزر گیا اور کہیں نہیں ٹھہرا۔ اس کے بعد دوسرا اونٹ داخل ہوا وہ بھی اس کی پیروی کر کے نکل گیا پھر ایک اور اصیل سانڈ اپنی نکیل کھینچتے ہوئے داخل ہوا، وہ بھی پہلے دو اونٹوں کی راہ پر چلتا ہوا گزر گیا، پھر چوتھا اونٹ داخل ہوا اور وہ باغ میں گر گیا۔ خدا کی قسم! میں چوتھا (اونٹ) نہیں بننا چاہتا ہوں کیونکہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے بعد کوئی ان کا (صحیح) قائم مقام نہیں بن سکتا ہے کہ سب لوگ اسے پسند کریں۔''

راوی کا بیان ہے کہ آپ نے مسور بن مخرمہ کو بھیجا اور وہ حضرت علیؓ کو بلا لائے۔ آپ نے ان سے طویل عرصے تک اس طرح سرگوشی کی کہ انہیں اس بات کا یقین ہوگیا کہ وہی خلیفہ ہوں گے پھر وہ اٹھ کر چلے گئے۔ اس کے بعد آپ نے (حضرت) عثمانؓ کو بلا بھیجا اور دونوں طویل عرصے تک بات کرتے رہے یہاں تک کہ صبح نے ان دونوں کو جدا کر دیا۔

عمرو بن میمون فرماتے ہیں'' مجھے عبداللہ بن عمرؓ نے یہ بتایا'' جو شخص تمہیں یہ اطلاع دے کہ اسے ان تمام باتوں کا علم ہے جو عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت عثمانؓ و علیؓ سے کی تھیں، تو وہ صحیح علم کے بغیر باتیں کر رہا ہے۔ بہرحال تمہارے پروردگا کا فیصلہ (حضرت) عثمانؓ کے حق میں ہوا۔''

جب مسلمانوں نے صبح کی نماز پڑھی تو عبدالرحمٰن بن عوف نے مجلس شوریٰ کو اکٹھا کیا نیز مہاجرین اور قدیم صاحب فصیلت انصار اور سپہ سالاران لشکر کو بھی بلایا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے اور مسجد نبوی لوگوں سے کھچا کھچ بھر گئی تو آپ نے (لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے) فرمایا'' اے لوگو! مسلمانوں کا اس امر پر اتفاق ہوگیا ہے کہ شہر والے اپنے شہروں کی طرف واپس چلے جائیں، اس لیے آپ لوگ مجھے (خلافت کے معاملے میں) مشورہ دیں۔

عمار نے فرمایا'' اگر آپ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں اختلاف نہ ہو تو آپ علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کریں۔'' مقداد بن اسود نے فرمایا'' عمار سچ کہتے ہیں، اگر آپ علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے تو ہم بھی آپ کی بات سن کر اس کی تعمیل کریں گے۔'' ابن ابوسرح نے

Marfat.com

فرمایا ''اگر آپ چاہتے ہیں کہ قریش میں اختلاف نہ ہوتو آپ عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کریں۔'' عبداللہ بن ابوربیعہ نے کہا ''آپ سچ کہہ رہے ہیں، اگر آپ (حضرت) عثمان کے ہاتھ پر بیعت کریں تو ہم بھی اطاعت کریں گے۔'' اس پر ابن ابوسرح مسکرائے تو عمار کہنے لگے ''تم کب سے مسلمانوں کے خیر خواہ بنے ہو؟'' اتنے میں بنو ہاشم اور بنوامیہ میں تکرار ہونے لگی تو عمار بولے ''اے لوگو! حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے ہمیں صرف اپنے پیغمبر (ﷺ) اور اپنے مذہب کے ذریعے عزت بخشی ہے کب تک تم اس امر خلافت کو اپنے پیغمبر کے اہل بیت سے الگ رکھو گے؟'' اس پر قبیلہ بنی مخزوم کا ایک شخص کہنے لگا ''اے ابن سمیہ (عمار) تم اپنی حد سے آگے بڑھ گئے ہو۔ تمہارا اس چیز سے کیا تعلق ہے؟ اہل قریش اپنے امیر کا انتخاب خود کریں گے۔'' اس پر سعد ابن ابی وقاص کہنے لگے ''اے عبدالرحمٰن! جلد فیصلہ کرو اس سے پہلے کہ لوگ فتنہ وفساد میں مبتلا ہو جائیں۔''

عبدالرحمٰن نے فرمایا ''میں نے اچھی طرح غور وخوض کیا ہے اور مشورہ بھی کیا ہے اس لیے تم لوگ دخل نہ دو۔'' پھر آپ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور فرمایا ''ہم تم سے اللہ کا پختہ عہد و پیمان لے کر دریافت کرتے ہیں کہ کیا تم کتاب اللہ، سنت نبوی اور آپ کے بعد کے دونوں خلفاء کے طریقے پر چلو گے؟ آپ نے فرمایا ''مجھے توقع ہے کہ میں یہ کام کرسکوں گا اور اپنی طاقت اور علم کے مطابق اس پر عمل کروں گا۔'' پھر آپ نے حضرت عثمانؓ کو بلایا اور ان کے سامنے بھی وہی الفاظ دہرائے جو حضرت علیؓ کے سامنے دہرائے تھے۔ اس کے جواب میں حضرت عثمانؓ نے فرمایا ''ہاں! ہم اس طرح عمل کریں گے۔'' اس پر آپ نے اپنا سر مسجد نبوی کی چھت کی طرف بلند کر کے اپنا ہاتھ حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں دے دیا اور فرمانے لگے ''اے اللہ تو سن لے اور گواہ رہ۔ اے اللہ! میں نے اپنی گردن کا بوجھ (حضرت) عثمانؓ کی گردن پر ڈال دیا''

اس کے بعد آپ نے (حضرت) عثمان سے بیعت کی۔ اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا ''یہ پہلا دن نہیں ہے جبکہ تم نے ہم پر غلبہ حاصل کیا ہو۔ [بہر حال صبر بہتر ہے اور جو کچھ تم بیان کرتے ہو اس پر ہی اللہ سے مدد حاصل کی جائے گی۔] [16] خدا کی قسم! تم نے (حضرت) عثمانؓ کو اس لیے امیر مقرر کیا ہے تا کہ معاملہ خلافت تمہارے ہاتھ میں چلا جائے۔ اس طرح اللہ روزانہ نئی نئی شان دکھاتا ہے۔''

Marfat.com

حضرت عبدالرحمٰن نے فرمایا ''اے علی! تم اپنی ذات کے برخلاف دلیل و حجت قائم نہ کرو۔''

اس پر حضرت علیؓ یہ کہتے ہوئے نکل گئے ''بہت جلد لکھی ہوئی بات اپنی مقررمدت تک پہنچ جائے گی۔''

مقداد نے فرمایا ''اے عبدالرحمٰن! خدا کی قسم! آپ نے ایسے شخص کو نظر انداز کیا ہے جو ان لوگوں میں سے ہے جو حق و صداقت کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں اور عدل و انصاف کو قائم کرتے ہیں۔''

آپ نے فرمایا ''اے مقداد میں نے مسلمانوں کے لیے مقدور بھر کوشش کی ہے۔'' وہ بولے ''اگر آپ کا ارادہ اللہ کی خوشنودی ہے اللہ تمہیں ان لوگوں کی طرح ثواب دے گا جو احسان کرتے ہیں۔'' مقداد نے یہ بھی فرمایا ''پیغمبر اسلام کے بعد اہل بیت پر ایسا وقت نہیں پڑا جو میں نے اس وقت مشاہدہ کیا مجھے قریش پر تعجب ہے کہ انہوں نے میرے علم و قول کے مطابق ایسے شخص کو نظر انداز کر دیا جس سے بڑھ کر کوئی عالم اور منصف نہیں ہے۔ خدا کی قسم! کاش کہ مجھے اس کے مددگار ملتے۔''

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا ''اے مقداد! اللہ سے ڈرو کیونکہ مجھے تم سے فتنہ و فساد کا اندیشہ ہے۔'' ایک دوسرے آدمی نے (حضرت) مقداد سے پوچھا ''اہل بیت کون ہیں اور یہ آدمی کون ہیں؟'' وہ بولے اہل بیت سے مراد فرزندان عبدالمطلب ہیں اور یہ آدمی علیؓ بن ابو طالب ہیں۔''

حضرت علیؓ نے فرمایا ''لوگوں کی نگاہیں قریش کی طرف لگی ہوئی ہیں اور اہل قریش آپس میں سوچ رہے ہیں کہ اگر بنو ہاشم خلیفہ ہو گئے تو خلافت ان کے خاندان سے ہرگز نہیں نکلے گی اور اگر دوسرے لوگوں میں رہی تو آپس میں گردش کرتی رہے گی۔''

حضرت طلحہؓ اس دن آئے جس دن حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی تھی۔ لوگوں نے کہا ''تم بھی عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کرو۔'' وہ پوچھنے لگے ''کیا تمام اہل قریش ان سے خوش ہیں؟'' وہ بولے ''ہاں۔'' پھر وہ (حضرت) عثمانؓ کے پاس آئے تو حضرت عثمانؓ نے ان سے فرمایا ''تمہیں اپنے معاملے کا اختیار ہے، اگر تم انکار کرو گے تو میں معاملہ کو لوٹا دوں گا۔'' وہ پوچھنے لگے ''کیا آپ اسے لوٹا دیں گے؟'' آپ نے فرمایا ''ہاں۔'' پھر پوچھا ''کیا تمام لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے؟'' آپ نے فرمایا ''ہاں۔'' اس پر انہوں نے فرمایا ''میں بیعت پر رضامند ہوں، میں لوگوں کے متفقہ فیصلے سے الگ ہونا نہیں چاہتا ہوں۔'' یہ کہہ کر انہوں نے بیعت کر لی۔

مغیرہ بن شعبہ نے عبدالرحمٰن سے کہا ''اے ابو محمد! آپ نے عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے

Marfat.com

صحیح فیصلہ کیا۔ پھر وہ حضرت عثمانؓ سے کہنے لگے ''اگر عبدالرحمٰن آپ کے علاوہ اور کسی شخص کے ہاتھ پر بیعت کرتے تو ہم اس پر رضامند نہ ہوتے۔'' حضرت عبدالرحمٰن نے فرمایا ''اے کانے (مغیرہ کو خطاب ہے)! تم دروغ گوئی کر رہے ہو، اگر میں کسی دوسرے شخص کے ہاتھ پر بیعت کرتا تو تم بھی اس کی بیعت کرتے اور اس کے سامنے بھی یہی بات کہتے۔''

حضرت مسور فرماتے ہیں ''میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ محفل پر اس قدر چھا گیا ہو جس قدر عبدالرحمٰن بن عوف اس وقت محفل پر چھا گئے تھے۔'' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو بعض لوگ حضرت عثمانؓ کا رشتہ دار، بہنوئی اس نسبت سے بتاتے تھے کہ انہوں نے ام کلثوم بنت عقبہ بن ابومعیط سے نکاح کیا تھا۔ وہ حضرت عثمانؓ کی ان کی والدہ کی طرف سے اخیافی ہمشیرہ تھیں، حضرت عثمانؓ کے بعد عقبہ ان کے نگراں مقرر ہوئے تھے۔

ابوجعفر طبری نے حضرت مسور بن مخرمہ کی روایت سے ایک اور واقعہ بھی تحریر کیا تھا جو تقریباً اس واقعہ سے ملتا جلتا ہے، جس کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے، البتہ اتنا فرق ہے کہ جب لوگ حضرت عمرؓ بن خطاب کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو عبدالرحمٰن بن عوف نے مسلمانوں کو اکٹھا کیا اور ان کے سامنے تقریر کی، جس میں انہوں نے اتحاد و اتفاق کی تلقین کی اور نا اتفاقی اور انتشار سے بچنے کی ہدایت کی۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

''حمد و ثناء اس ذات کے لیے سزاوار ہے جس نے محمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا اور ان کے لیے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور آپ کو اپنے قریبی اور دور کے لوگوں کے مقابلے میں فتح و نصرت عطا کی۔ اللہ آپ پر رحمت نازل فرمائے اور ہمیں آپ کا فرماں بردار بنائے اور آپ کے حکم سے ہدایت یاب کرے کیونکہ آپ ہمارے لیے نور ہیں، اس لیے ہم باہمی اختلاف اور دشمن سے جھگڑا ہونے کی صورت میں صرف آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ اللہ نے آپ کے طفیل اور آپ کی اطاعت کی بدولت ہمیں لوگوں کا پیشوا اور امیر بنایا، ہماری حکومت ہمارے اندر قائم ہے اور ہمارے معاملات میں کوئی دوسرا دخل انداز نہیں ہے سوائے اس شخص کے جو حق اور اعتدال کی راہ سے بھٹک گیا ہو۔ اے عبدالرحمٰن بن عوف! اگر تمہارے حکم کی خلاف ورزی ہوئی اور تمہاری دعوت قبول نہ کی گئی تو میں سب سے پہلے

Marfat.com

تمہاری بات تسلیم کروں گا اور جو بات میں کہتا ہوں، اس کا ذمہ دار ہوں۔ میں اللہ سے اپنے اور تمہارے لیے معافی کا خواستگار ہوں۔"

اس کے بعد زبیر نے اپنی تقریر میں یہ فرمایا:

"وہ شخص جو اللہ کی طرف دعوت دے، اس سے ناواقف نہیں رہا جا سکتا اور باہمی اختلاف وافتراق کے وقت اس دعوت کو لبیک کہنے والا ذلیل ورسوا نہیں ہو سکتا۔ آپ نے جو بات فرمائی ہے، اس میں ایک گمراہ کوتاہی کر سکتا ہے اور جو آپ کی دعوت کو نہ مانے وہ بدبخت ہے۔ اگر اللہ کے حدود وفرائض مقرر نہ ہوتے تو موت، امارت سے نجات حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتی اور حکومت سے گریز کر کے گناہوں سے پرہیز کیا جا سکتا تھا مگر اللہ کی دعوت کو قبول کرنا ہم پر فرض ہے اور اس نعمت کا اظہار ضروری ہے تاکہ ہم اندھی موت نہ مریں اور جاہلیت کی طرح اندھا دھند نہ بھٹکتے رہیں۔ میں آپ کی دعوت پر لبیک کہتا ہوں اور جس کام پر آپ مامور ہیں، میں اس میں آپ کا مددگار ہوں تاہم قدرت واختیار اللہ ہی کو حاصل ہے اور میں اپنے اور تم سب کے لیے اللہ سے معافی کا خواستگار ہوں۔"

پھر سعد بن ابی وقاص نے اس طرح تقریر فرمائی:

"محمد ﷺ کے ذریعہ اللہ نے راہ روشن کی اور آپ ہی کی بدولت راہیں درست ہوگئیں۔ حق وصداقت کا بول بالا ہوا اور باطل مٹ گیا، اس لیے اے لوگو! دروغ گوئی اور مغروروں کی جھوٹی تمناؤں سے بچو کیونکہ ان ہی تمناؤں نے تم سے پہلے لوگوں کا خاتمہ کیا، وہ لوگ بھی ان علاقوں کے وارث تھے، جن پر تم قابض ہو گئے ہو اور جو کچھ تم نے حاصل کیا ہے وہ سب انہیں بھی حاصل تھا مگر (ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے) اللہ نے انہیں اپنا دشمن قرار دے دیا اور ان پر سخت لعنت بھیجی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے [عیسیٰ اور داؤد کی زبانی بنو اسرائیل کے کفار پر لعنت بھیجی گئی کیونکہ وہ نافرمانی کرتے تھے اور حد سے متجاوز ہو گئے تھے، وہ برے کاموں سے نہیں بچتے تھے اور جو کام وہ کرتے تھے بہت ہی برا ہوتا تھا۔] لہٰذا میں نے جو کچھ اپنے لیے پسند کیا وہ طلحہ بن عبداللہ کے لیے بھی پسند کیا ہے اور میں اس کا بھی ذمہ دار ہوں نیز میں نے جو قول وقرار کیا ہے اس کا پابند ہوں۔ اے ابن عوف! معاملہ تمہارے

Marfat.com

سپرد کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا تم خیر خواہی کے ارادے سے مقدور بھر کوشش کرو، صحیح راستہ دکھانا اللہ کے ذمے ہے اور اسی کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ میں اپنے اور تمہارے لیے اللہ سے معافی کا خواستگار ہوں اور تمہاری مخالفت سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں''

پھر حضرت علیؓ بن ابو طالب نے اس طرح تقریر فرمائی:

''اللہ کی تعریف ہے جس نے ہم میں سے محمد ﷺ کو ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا اس لیے ہم خاندان نبوت، معدن حکمت اور اہل زمین کے لیے باعث پناہ ہیں، ہم طالب نجات کے لیے نجات کا باعث ہیں۔ یہ حق ہمارا ہے اگر تم دو گے تو ہم لیں گے اور اگر منع کرو گے تو ہم اونٹوں کی پشت پر سوار ہو جائیں گے خواہ ہماری شب کتنی طویل ہو، اگر رسول اللہ ﷺ ہم سے کوئی عہد لیتے تو ہم اس معاہدہ کو پورا کرتے اور اگر وہ کوئی بات ہم سے کہتے تو ہم اپنی موت تک اس پر ڈٹے رہتے۔ دعوت حق اور صلح رحمی کی طرف مجھ سے پہلے کوئی تیز رفتاری نہیں کر سکتا۔ قدرت و اختیار صرف اللہ کو حاصل ہے۔ تم میرا کلام سنو اور میری بات ذہن نشین کرو کیونکہ ممکن ہے کہ اس اجتماع کے بعد اس معاملے میں تلواریں بے نیام ہو جائیں اور امانت میں خیانت ہونے لگے اور تم ایسی جماعت بناؤ جن میں سے بعض لوگ گمراہوں کے سردار ہو جائیں اور کچھ لوگ جاہل لوگوں کے پیرو ہو جائیں۔

آخر میں عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا ''تم میں سے کون ہے جو اپنی خوشی سے (خلافت کی امیدواری سے) دستبردار ہو جائے۔'' بعد کے واقعات وہی ہیں جو گزر چکے ہیں۔

بیعت خلافت کے بعد حضرت عثمانؓ مسجد نبوی کے ایک گوشے میں بیٹھ گئے اور عبید اللہ بن عمرؓ بن الخطاب کو بلوایا۔ انہوں نے اپنے والد کے قاتل ابولؤلؤ اور حیرہ کے ایک عیسائی جفینہ کو قتل کر دیا تھا، جو سعد بن مالک کا مددگار تھا۔ نیز انہوں نے ہرمزان کو بھی قتل کر دیا تھا۔ جب انہوں نے اس پر تلوار ماری تو اس نے لاالٰہ الا اللہ پڑھا تھا۔ جب یہ سب لوگ مارے گئے تو سعد بن وقاص نے عبید اللہ کو گرفتار کر کے اپنے گھر میں قید کر دیا تھا اور ان کی تلوار لے کر حضرت عثمانؓ کو دے دی۔ عبید اللہ یہ کہتے ہیں ''خدا کی قسم! میں ان تمام اشخاص کو قتل کروں گا جو میرے والد کا خون بہانے میں شریک تھے، ان کا اشارہ بعض مہاجرین و انصار کی طرف تھا۔ ان لوگوں کو قتل کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ جس صبح کو

Marfat.com

حضرت عمرؓ شہید ہوئے تھے، اسی صبح کو حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ نے یہ بیان کیا تھا ''میں نے کل ہرمزان، ابولولؤ اور جفینہ کو باہم سرگوشیاں کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے پاس سے وہ خنجر گر گیا جس سے حضرت عمرؓ پر وار کیا گیا تھا۔'' لہٰذا اس بیان کے مطابق حضرت عبیداللہ ابن عمرؓ نے ان لوگوں کو شہید کر دیا۔

جب انہیں حضرت عثمانؓ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا ''مجھے اس شخص کے بارے میں مشورہ دو جس نے اسلام میں یہ رخنہ ڈالا۔'' حضرت علیؓ نے فرمایا ''میری رائے یہ ہے کہ آپ انہیں قتل کر دیں۔'' اس پر کسی مہاجر نے کہا ''کل عمرؓ شہید ہوئے اور آج ان کے بیٹے کو قتل کیا جا رہا ہے۔''

عمرو بن العاص نے فرمایا ''اللہ نے آپ کو اس سے معاف کر رکھا ہے کیونکہ یہ واقعہ آپ کے عہد خلافت سے پہلے ہوا تھا۔'' آپ نے فرمایا ''میں ان کا ولی ہوں اس لیے میں نے دیت مقرر کی ہے جسے میں اپنے مال سے ادا کروں گا۔''

زیاد بن لبید البیاضی الانصاری جب حضرت عبیداللہ کو دیکھتے تو یہ اشعار پڑھتے تھے، جن کا ترجمہ یہ ہے:

[اے عبیداللہ تم ابن اروی ۱۸ کی پناہ اور حفاظت سے بھاگ کر نہیں جا سکتے۔

تم نے اللہ کی ذمہ داریوں کو حرام اور بے جا طریقہ سے توڑا اس لیے ہرمزان کے قتل کی بڑی اہمیت ہے۔

تم نے صرف ایک کہنے والے کے بیان پر ایسا کیا، کیا تم ہرمزان کو عمرؓ کے قتل کا ملزم گردانتے ہو؟

ایک بیوقوف ہی یہ بات کہہ سکتا ہے کہ جب حوادث بہت زیادہ ہوں کہ ہاں میں اسے ملزم سمجھتا ہوں کیونکہ وہ مشورہ میں شامل تھا۔]

جب عبیداللہ نے زیاد بن لبید کی شکایت کی تو حضرت عثمانؓ نے زیاد کو منع کر دیا تھا۔ جب انہوں نے حضرت عثمانؓ کے بارے میں بھی چند اشعار کہے تھے تو آپ نے انہیں بلا کر سختی کے ساتھ تنبیہ کی۔

عبیداللہ کے فدیہ کے بارے میں ایک دوسری روایت بھی مذکور ہے، یعنی ہرمزان کا لڑکا غماذیان راوی ہے ''اہل عجم مدینہ منورہ میں ایک دوسرے سے ملتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ ابولولؤ فیرو،

Marfat.com

ہرمزان کے پاس سے گزرا، اس کے پاس ایک خنجر تھا جس کے دوسرے تھے، اس کو اس نے اپنے ہاتھ میں لے کر پوچھا ''تم اس کا کیا کرو گے؟'' فیروز بولا ''میں اس کی دھار لگواؤں گا۔''

ایک آدمی نے اسے دیکھ لیا کہ اس نے وہ خنجر فیروز کو دیا تھا۔ یہ سن کر (حضرت) عبید اللہ نے آ کر انہیں قتل کر دیا۔ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے مجھے اس معاملہ میں ان کا مختار بنایا۔ تمام لوگ مجھے ان کے قتل کے بارے میں مطالبہ کرتے تھے، پھر انہوں نے عبید اللہ کو قید کر دیا۔'' میں نے لوگوں سے پوچھا ''کیا تم انہیں بچانا چاہتے ہو؟'' وہ کہنے لگے ''نہیں۔'' پھر وہ قید میں رہے۔ آخر کار میں نے اللہ کی خوشنودی کے لیے انہیں چھوڑ دیا تو لوگ مجھے اپنے سروں پر سوار کر کے گھر لے گئے۔'' بہرحال پہلی روایت صحیح ہے کیونکہ جب حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے عبید اللہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا، وہ بھاگ کر (حضرت) معاویہ کے پاس شام چلے گئے۔ اگر ان کی رہائی مقتول کے ولی کے حکم سے ہوتی تو حضرت علیؓ ان کے درپے نہ ہوتے۔

متفرق واقعات

اس سن (۲۳ھ) میں حضرت عمرؓ کے حکام مندرجہ ذیل تھے۔ مکہ معظمہ کے حاکم نافع بن عبدالحارث الخزاعی، طائف کے سفیان بن عبداللہ الثقفی، صنعا کے یعلی بن منیہ، جُند کے عبداللہ بن ابی ربیعہ، کوفہ کے حاکم مغیرہ بن شعبہ، بصرہ کے ابوموسیٰ اشعری، مصر کے عمرو بن العاص، حمص کے عمیر بن سعد، دمشق کے معاویہ، بحرین اور آس پاس کے علاقوں کے عثمان بن ابوالعاص الثقفی تھے۔

اس سن میں حضرت معاویہ نے موسم گرما کا حملہ کیا جس میں ان کے ساتھ حضرات عبادہ بن الصامت، ابوایوب انصاری، ابوذر اور شداد بن اوس تھے۔ اسی سال معاویہ نے مصالحت کے ساتھ عسقلان کو فتح کیا۔ کوفہ کے قاضی شریح تھے اور بصرہ کے قاضی کعب بن سُور تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرات ابوبکرؓ اور عمرؓ کا کوئی قاضی نہیں تھا۔

وفیات:

☆ اسی سال قتادہ بن نعمان انصاری کی وفات ہوئی حضرت عمرؓ نے ان کی نماز جنازہ

Marfat.com

پڑھائی۔ وہ جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ایک روایت یہ ہے کہ ان کی وفات ۲۴ھ میں ہوئی ☆ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں ☆ حُباب بن منذر بن الجموح انصاری کی وفات ہوئی اور وہ بھی بدری صحابی تھے ☆ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب، وہ حضرت عباس سے زیادہ سن رسیدہ تھے ☆عمیر بن عوف، جو سہیل بن عمرو کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے اور بدری صحابی بھی تھے ☆عمیر بن وہب بن خلف جُمحی، یہ جنگ احد میں شریک تھے ☆عتبہ بن مسعود کا بھی انتقال اسی سال ہوا جو عبداللہ بن مسعود کے بھائی تھے، وہ مہاجرِ حبشہ تھے اور جنگ اُحد میں بھی شریک ہوئے تھے ☆عدی بن ابوالزغباء الجھنی، یہ جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے مخبر تھے اور دوسرے غزوات میں بھی شریک تھے ☆عویم بن ساعدہ انصاری، یہ عقبہ اور جنگ بدر دونوں میں شریک تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ قبیلہ بلی کے تھے اور انصار کے حلیف تھے ☆سہیل بن رافع الانصاری۔ یہ جنگ بدر میں شریک تھے ☆مسعود بن اوس بن زید انصاری۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ اس سال کے بعد تک بھی زندہ رہے اور حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہوئے ☆ واقد بن عبداللہ تمیمی، یہ خطاب کے حلیف تھے اور سب سے پہلے شخص تھے جنہوں نے اسلامی زمانے میں اللہ کی راہ میں جنگ کی اور عمرو بن حضرمی کو قتل کیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں داخل ہونے سے قبل مسلمان ہوئے تھے ☆ ابو جندل بن سہیل اور ان کے بھائی ☆عبداللہ، عبداللہ بدری تھے مگر ابو جندل جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے کیونکہ ان کے والد نے انہیں مکہ معظمہ میں قید کر دیا تھا اور صلح حدیبیہ تک انہیں ہجرت کرنے سے روک رکھا تھا۔ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ وہ کیسے رہا ہوئے ☆ ابو خالد حارث بن قیس بن خالد، وہ جنگ یمامہ میں زخمی ہو گئے تھے پھر ان کے زخم مندمل ہو گئے تھے، مگر آخر میں ان کی تکلیف پھر عود کر آئی تھی اور اسی وجہ سے وہ فوت ہو گئے۔ عقبہ اور بدر میں شریک تھے ☆ ابو خراش ہذلی، یہ شاعر تھے، ان کی موت کی خبر مشہور ہے ☆غیلان بن سلمہ ثقفی، یہ جب مسلمان ہوئے تھے تو ان کی دس بیویاں تھیں ☆اس سال کے آخر میں صعب بن جثامہ بن قیس لیثی بھی فوت ہوئے۔

۞ ۞ ۞

حواشی وحوالہ جات:

۱ توّج: کازرون کے قریب ایک ایرانی شہر۔

Marfat.com

۲۔ اصطخر: صوبہ فارس کا مرکزی شہر ہے۔ یہ ساسانی بادشاہوں کا قدیم مسکن تھا۔ یہاں ان کا مقدس آتش کدہ بھی تھا جس کی نگرانی خود شاہ فارس کرتا تھا۔ شیراز سے ۱۲ فرسخ کے فاصلے پر آباد تھا۔

۳۔ جُور: فارس کا ایک شہر جو شیراز سے بیس فرسخ کے فاصلے پر تھا۔ (معجم البلدان، ج ۲، ص ۱۸۱)

۴۔ کازرون: ایران کا شہر جو بحر اور شیراز کے درمیان واقع ہے۔ (معجم البلدان، ج ۴، ص ۴۲۹)

۵۔ نُوبند جان: ایران کا ایک شہر جو اَرجان سے ۲۶ فرسخ کے فاصلے پر واقع ہے۔ (معجم البلدان، ج ۵، ص ۳۰۷)

۶۔ سینیز: بصرہ کے قریب بحر فارس کا ایک شہر۔ (معجم البلدان، ج ۳، ص ۳۰۰)

۷۔ جَنّابا: سواحل فارس کا ایک چھوٹا شہر۔ (معجم البلدان، ج ۳، ص ۱۶۵)

۸۔ مُکَعْبِر: ایرانی سرداروں میں سے ایک جو کسریٰ کی فوج سے الگ ہو کر عربوں سے مل گیا تھا۔

۹۔ فسا: صوبۂ فارس کا ایک اہم شہر۔

۱۰۔ داراب جرد: فارسی میں یہ نام داراب گرد ہے، عرب اسے داراب جرد کہتے ہیں۔ فارس کا ایک ضلع اور سواد اصطخر میں ایک گاؤں، نیز نیشاپور کا ایک موضع۔ (معجم البلدان، ج ۳، ص ۴۱۹)

۱۱۔ کُرمان: ابن اثیر نے اسے کُرمان لکھا ہے جبکہ یہ زیر (ـِ) کے ساتھ کِرمان بھی بولا جاتا ہے۔ یہ فارس اور بلوچستان کے درمیان کا علاقہ ہے۔

۱۲۔ مُکران (مَکران): بحرۂ عرب کے شمالی ساحل پر تقریباً تین سو میل لمبا ایک علاقہ جو ایران میں بندر عباس کے مشرق سے شروع ہو کر بلوچستان میں گوادر تک چلا جاتا ہے۔

۱۳۔ القصص: ۲۶۔

۱۴۔ عربی میں "دِرّہ" ہے جبکہ اردو میں یہی لفظ "دُرّہ" مستعمل ہے۔

۱۵۔ سورۂ محمد: ۹۔

۱۶۔ یوسف: ۱۸۔

۱۷۔ المائدہ: ۷۸-۷۹۔

۱۸۔ مراد ہیں حضرت عثمانؓ بن عفان جن کی والدہ کا نام اروی تھا۔

Marfat.com

چودھواں باب

۲۴ھ کے واقعات

بیعت حضرت عثمانؓ کا ذکر

محرم کی تیسری تاریخ حضرت عثمان ابن عفانؓ کی بیعت کی گئی اور جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا۔ دیگر اقوال بھی ہیں۔ اس سال کو ''عام الرُّعاف'' بھی کہتے ہیں کیونکہ لوگوں کا ہجوم بہت زیادہ تھا اہل شوریٰ نے آپ کی ذات پر اتفاق رائے کر لیا۔ اس اثناء میں عصر کا وقت ہو گیا تو حضرت صہیب نے اذان دی اور لوگ اذان اور اقامت کے درمیان جمع ہو گئے۔ آپ باہر تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی اور لوگوں کے وظیفہ میں سوسو درہم کا اضافہ کیا۔ (اسی زمانہ میں) مختلف لوگوں کے وفد آئے اور یہ پہلی مرتبہ آپ ہی کے وقت میں ہوا۔ آپ نے منبر پر چڑھنے کا قصد کیا اور آپ لوگوں میں سب سے زیادہ غمگین تھے۔ بعد ازاں آپ نے خطبہ پڑھا ان کو نصیحت کی اور وہ لوگ آگے بڑھ کر بیعت کرنے لگے۔

ولایت کوفہ سے مغیرہ بن شُعبہ کی معزولی

اسی سال حضرت عثمانؓ نے مغیرہ بن شعبہ کو کوفہ کی ولایت سے معزول کر کے حضرت سعد بن ابی وقاص کو وہاں کا عامل بنا دیا۔ یہ حضرت عمرؓ کی وصیت تھی۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ سعد کو عامل بنا دیں کیونکہ میں نے انہیں کسی برائی یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا۔ لہٰذا وہ پہلے عامل تھے جن کو حضرت عثمانؓ نے بھیجا تھا۔ وہ ایک سال سے زیادہ مدت تک عامل رہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے ایک سال تک حضرت عمرؓ کے عاملوں

Marfat.com

کو بحال رکھا کیونکہ حضرت عمرؓ نے اس امر کی وصیت کی تھی پھر ایک سال کے بعد مغیرہ کو معزول کیا اور سعد کو عامل بنایا۔ اس قول کے بموجب حضرت سعد کا تقرر ۲۵ھ میں ہوا ہوگا۔

حضرت عثمانؓ نے اس سال لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے حکم سے عبدالرحمٰن ابن عوف نے فریضہ (امارت حج) ادا کیا۔ ان فتوحات کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے جن کو بعض علماء بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ہوئیں۔ اس سلسلے کے اختلاف کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔

وفیات

اسی سن میں عبدالرحمٰن ابن کعب انصاری نے وفات پائی، وہ شرکائے بدر میں سے تھے۔

اسی سن میں سراقہ ابن مالک نے وفات پائی اور یہ وہی سراقہ تھے جو ہجرت کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ کا تعاقب کرتے ہوئے آپ تک پہنچ گئے تھے۔

Marfat.com

پندرھواں باب

۲۵ھ کے واقعات

اہل اسکندریہ کی معاہدہ شکنی

اس سال اہل اسکندریہ نے صلح کا معاہدہ توڑ ڈالا اور اس کا سبب یہ تھا کہ رومیوں کو یہ امر ناگوار تھا کہ مسلمانوں نے اسکندریہ فتح کر لیا تھا اور ان کا خیال تھا کہ اگر اسکندریہ ان کے قبضہ سے نکل گیا تو اپنے ملک میں ان کا رہنا دشوار ہو جائے گا۔ لہٰذا ان رومیوں نے جو وہاں موجود تھے اپنے ارباب اقتدار کو لکھا اور صلح توڑنے پر آمادگی کا اظہار کیا ان لوگوں نے یہ تجویز قبول کر لی اور قسطنطنیہ سے ایک بڑا لشکر روانہ کیا اس لشکر کا سردار منویل خصی تھا۔ وہ لشکر وہاں لنگر انداز ہوا اور جو رومی وہاں موجود تھے انہوں نے موافقت کی۔ مگر مقوقس اپنی صلح پر قائم رہا۔ جب عمرو ابن عاص کو خبر پہنچی تو وہ ان کی طرف روانہ ہوئے اور رومی سردار بھی ان کی طرف روانہ ہوا۔ ان دونوں لشکروں میں سخت لڑائی ہوئی جس میں رومیوں کو شکست ہوگئی۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ اسکندریہ میں داخل ہو گئے شہر کی بڑی تعداد قتل ہوگئی، قتل ہونے والوں میں منویل خصی بھی شامل تھا۔ جب رومی اسکندریہ سے باہر نکلے تو اہل شہر کا مال و اسباب بھی چھین کر لے گئے۔ جب مسلمانوں کو فتح حاصل ہوگئی تو شہر کے ان لوگوں نے جنہوں نے رومیوں کی مخالفت کی تھی، حضرت عمرو بن عاص سے کہا کہ رومیوں نے ہمارے چوپائے لے لیے اور ہمارے مال پر قبضہ کر لیا چونکہ ہم آپ کے اطاعت گزار ہیں لہٰذا ہمارا مال ہمیں واپس کیا جائے۔ چنانچہ جس مال کی انہوں نے شناخت کی اور اس کی شہادت پیش کی وہ ان کو لوٹا دیا گیا۔ عمرو بن عاص نے اسکندریہ کی فصیل کو گرا دیا۔

Marfat.com

رے اور دیلم

حضرت سعد بن ابی وقاص کو یہ خبر ملی کہ اہل رے معاہدہ شکنی پر آمادہ ہیں۔ لہٰذا سعد نے وہاں سفیر بھیجے اور صلح کی تجدید کی، دیلم میں لڑائی ہوئی پھر واپسی ہوگئی۔

کوفہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص کی معزولی اور ولید ابن عقبہ کا تقرر

بعض لوگوں کی روایت ہے کہ اس سال حضرت عثمانؓ ابن عفانؓ نے سعد بن ابی وقاص کو کوفہ کی ولایت سے معزول کیا اور ان کی جگہ ولید بن عقبہ بن ابی معیط کا تقرر کیا۔ معیط کا نام ابان ابن ابی عمرو تھا۔ ابی عمرو کا نام ذکوان بن امیہ بن عبد شمس تھا اور وہ حضرت عثمان کا اخیافی بھائی تھا، ان دونوں کی والدہ اروی بنت کریز تھیں اور اروی کی ماں بیضا بنت عبدالمطلب تھیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کی معزولی کا سبب یہ تھا کہ سعد نے عبداللہ ابن مسعود سے بیت المال سے کچھ قرض لیا، جب ابن مسعود نے اس کا تقاضا کیا تو وہ ادا نہ کر سکے، اس پر دونوں کے مابین تلخ کلامی ہوئی۔ حضرت سعد نے کہا کہ ''تم سے اپنی خاندانی برائی کا اظہار ضرور ہوگا کیونکہ تم ھذیل کے غلام ہو۔'' انہوں نے جواب دیا ''ہاں اللہ کی قسم میں ابن مسعود ہوں اور تم ابن حُمینة ہو۔'' ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص وہاں موجود تھے، انہوں نے کہا کہ تم دونوں رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہو اور وہ تم دونوں کو دیکھا کرتے تھے۔ سعد نے ہاتھ اٹھایا کہ ان پر حملہ کر دیں اور ان کے ہاتھ میں تیز دھار کا آلہ تھا اور یہ کہا کہ اللھم رب السموٰات والارض [اے اللہ آسمانوں اور زمینوں کے پروردگار!] اس پر ابن مسعود نے گھبرا کر کہا کہ تمہارا برا ہو اچھی بات کہو اور لعنت نہ کرو۔ سعد نے کہا اگر خدا کا خوف نہ ہوتا تو تم پر ایسا وار کرتا جو خطا نہ کرتا۔ عبداللہ بن مسعود جلدی سے پیٹھ پھیر کر چلے گئے۔

عبداللہ بن مسعود نے اس مال کی واپسی کے لئے لوگوں سے مدد چاہی۔ دوسری طرف سعد بن ابی وقاص نے بھی لوگوں سے مدد چاہی کہ مہلت مل جائے۔ اس مسئلہ پر لوگ تقسیم ہو گئے، بعض کا کہنا تھا کہ سعد کو مہلت ملنی چاہئے جبکہ کچھ دوسروں کا کہنا تھا کہ سعد کو رقم واپس کرنی چاہئے۔ یہ پہلا جھگڑا تھا جو اہل کوفہ میں شروع ہوا اور یہ پہلا شہر تھا جہاں شیطان نے جھگڑا ڈلوایا۔ حضرت عثمانؓ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ دونوں سے ناراض ہوئے۔ سعد کو معزول کر دیا مگر عبداللہ کو بحال رکھا اور ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو

Marfat.com

سعد کی جگہ مقرر کیا۔ ولید بن عقبہ، حضرت عمرؓ بن خطاب کے زمانہ میں عرب الجزیرہ کے عامل تھے اور حضرت عثمانؓ بن عفان کے زمانے میں اپنے منصب پر بحال رکھے گئے تھے۔ جب ولید بن عقبہ کوفہ پہنچے تو سعد بن ابی وقاص نے کہا "یا تو تم ہمارے بعد عقلمند ہو گئے ہو یا ہم تمہارے بعد احمق ہو گئے ہیں" اس پر ولید بن عقبہ نے کہا "اے ابواسحاق! اس پر واویلا نہ کرو یہ تو امور مملکت ہیں صبح کو ایک گروہ قابض ہوتا ہے شام کو دوسرا ہو جاتا ہے۔" اس پر سعد نے کہا کہ "میں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے اس کو مملکت بنا دیا ہے۔" ابن مسعود نے کہا کہ "میں نہیں جانتا کہ ہمارے بعد تم نے اصلاح کر لی ہے یا لوگ ہی بگڑ گئے ہیں۔"

آرمینیہ اور آذربیجان کی صلح کا بیان

جب حضرت عثمانؓ نے ولید بن عقبہ کو کوفہ کا عامل بنایا تو عتبہ بن فرقد کو آذربیجان سے معزول کر دیا اس پر انہوں نے عہد نامہ توڑ ڈالا۔ ولید نے ۲۵ھ میں ان سے جنگ کی۔ لشکر کے مقدمہ کا سردار عبداللہ بن شُبیل احمسی تھا اس نے اہل موقان، ببر اور طیلسان پر حملہ کیا اور ان کو فتح کر لیا۔ مال غنیمت حاصل کیا اور لونڈی غلام بنائے تو صوبہ آذربیجان کے لوگوں نے صلح چاہی اور حذیفہ کی شرائط پر صلح کر لی۔

اس کے بموجب آٹھ لاکھ درہم ان کو ملے اور پھر ان کے قلعوں کو کھول دیا پھر سلمان ابن ربیعہ باہلی کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ آرمینیہ کی طرف بھیجا۔ وہ آرمینیہ پہنچے، لوگوں کو قتل کیا، لونڈی غلام بنائے اور مال غنیمت حاصل کیا۔ جب واپس آئے تو کثیر مال غنیمت ان کے ساتھ تھا۔

جب وہ ولید کے پاس پہنچے تو ولید موصل کی طرف روانہ ہوئے۔ پھر وہ الحدیثہ پہنچے ہی تھے کہ حضرت عثمان کا خط آیا کہ معاویہ بن ابی سفیان نے لکھا ہے کہ رومیوں نے کثیر تعداد میں مسلمانوں پر حملہ کیا ہے، میری رائے ہے کہ ان کے کوئی بھائی ان کی مدد کریں لہٰذا ایک ایسے آدمی کو ان کی طرف بھیجو جس میں دلیری اور شجاعت ہو اور اس کے ساتھ آٹھ یا نو ہزار فوجی ہوں اور ان کو اسی جگہ سے روانہ کر دو جہاں میرا خط ملے۔ والسلام۔

ولید بن عقبہ لوگوں کے درمیان کھڑا ہوا اور انہیں تمام صورت حال سے آگاہ کیا اور ان سے سلمان بن ربیعہ باہلی کے ساتھ جانے کی درخواست کی۔ تقریباً آٹھ ہزار لوگ آمادہ گئے اور وہاں سے روانہ ہو کر اہل شام کے ہمراہ ارض روم میں داخل ہوئے۔ انہوں نے ارض روم پر حملے شروع کیے، جتنے

Marfat.com

لوگوں کو چاہا گرفتار کیا اور بہت سے قلعے فتح کیے۔

کہا جاتا ہے کہ جس شخص نے سلمان ابن ربیعہ کے ساتھ حبیب ابن مسلمہ کو افواج بہم پہنچائیں وہ سعید ابن العاص تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت عثمانؓ نے معاویہ کو یہ فرمان بھیجا تھا کہ حبیب ابن مسلمہ شامیوں کے لشکر کے ساتھ آرمینیہ میں جنگ کریں۔ لہٰذا معاویہ نے حبیب ابن مسلمہ کو ادھر بھیج دیا۔ وہ قالیقلا پہنچے اور اس کا محاصرہ کرلیا۔ وہاں کے لوگوں نے محاصرے سے تنگی محسوس کی تو انہوں نے امان طلب کی کہ یا جلاوطن ہوجائیں گے یا جزیہ دے کر وہاں رہیں گے۔ ان میں سے بہت سے ترک وطن کرکے چلے گئے اور رومیوں سے جاملے۔ حبیب بن مسلمہ نے وہاں کئی مہینے قیام کیا۔ اس شہر کا نام قالیقلا اس وجہ سے رکھا گیا کہ بطریق (پادری) ارمیناقس کی بیوی کا نام قالی تھا اس نے اس شہر کو آباد کیا اور اس کا نام ''قالی قلعہ'' رکھا۔ عربوں نے اس کا معرب قالیقلا کرلیا۔

بعدازاں حبیب بن مسلمہ کو اطلاع ملی کہ بطریق آرمیناقس ان شہروں میں ہے جو آج کل سلطان قلیج ارسلام کے قبضہ میں ہیں، وہ ملطیہ، سیواس، اقصرا، قونیہ اور ان کے قرب وجوار کے علاقے ہیں جو خلیج قسطنطنیہ تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اس کا نام الموریان تھا وہ تقریباً اسی ہزار رومیوں کے ساتھ جنگ کے لیے تیار تھا۔ حبیب بن مسلمہ نے حضرت معاویہ کو اس کی اطلاع دی۔ معاویہ نے حضرت عثمانؓ کو خبر بھیجی، حضرت عثمانؓ نے سعید ابن العاص کو حبیب کی مدد کا حکم دیا لہٰذا انہوں نے سلمان کو چھ ہزار کے لشکر کے ساتھ ان کی مدد کو بھیجا۔ حبیب بن مسلمہ نے تبیت الروم پر پڑاؤ ڈالا۔ اس کی بیوی ام عبداللہ بنت یزید کلبیہ نے اس سے پوچھا تم نے کس جگہ تک پہنچنے کا عہد کر رکھا ہے؟ اس نے جواب دیا ''الموریان کا سرادق (خیمہ) پھر ان کا گھر اور جو لوگ وہاں ہوں ان کا قتل۔'' بعدازاں حبیب بن مسلمہ جب الموریان کے سرادق تک پہنچا تو اس کی بیوی اس سے پہلے وہاں موجود تھی۔ وہ سب سے پہلی عرب عورت تھی جو سرادق کے پردہ میں چھپی۔ حبیب کا انتقال اس کی زندگی میں ہوگیا تو اس کے بعد وہ ضحاک بن قیس کے تصرف میں آگئی اور وہ اس کے بچوں کی ماں تھی۔

جب رومیوں کو شکست ہوئی تو حبیب، قالیقلا واپس آیا وہاں سے روانہ ہوکر مربال پہنچا تو خلاط کا بطریق عیاض بن غنم کا خط لایا جس میں اس (بطریق) کو امان دی گئی تھی۔ حبیب نے اس کو نافذ کیا۔ بطریق کے پاس جو مال تھا اس نے پیش کردیا۔ حبیب خلاط میں اترا پھر وہاں سے کوچ کیا تو

Marfat.com

صاحب مُکس ۲ نے اس سے ملاقات کی۔ مُکس بُسفر جان کے علاقہ میں ہے۔ حبیب نے وہ علاقہ اس کی جاگیر میں بحال رکھا پھر وہاں سے ازدشاط روانہ ہوا۔ یہ ایک گاؤں ہے جس میں قرمزدستیاب ہوتا ہے جو کپڑے رنگنے کے کام آتا ہے۔ حبیب نے نہر دبیل پر پڑاؤ ڈالا اور گھوڑوں کو چراگاہ میں بھیجا۔ مقامی باشندے قلعہ بند ہو گئے اس نے منجنیق نصب کی تو انہوں نے امان طلب کی۔ اس نے امان دینا قبول کرلیا اور اس نے فوجی ٹولیاں بھیجیں تو اس کے گھوڑے ذات اللُّجم پہنچ گئے تھے۔ اس جگہ کا نام ذات اللُّجم اس وجہ سے رکھا گیا کہ مسلمانوں نے اپنے گھوڑوں کی لگامیں کھول دی تھیں اور قبل اس کے کہ وہ گھوڑوں کو لگامیں دیں، رومیوں نے ناگہانی حملہ کر دیا مگر مسلمانوں نے لگامیں چڑھا دیں اور جنگ میں فتحیاب ہوئے۔ ایک دستہ فوج سراج طیر اور بغروند چلا گیا تو وہاں کے بطریق نے خراج دینے پر صلح کرلی۔ پھر بُسفر جان کے بطریق نے آکر تمام اہل شہر کی طرف سے صلح کرلی۔

اس کے بعد حبیب بن مسلمہ سیسجان آئے، وہاں کے باشندوں نے مقابلہ کیا اور شکست کھائی۔ حبیب ان کے قلعوں پر غالب آ گئے۔ وہاں سے جرزان روانہ ہوئے تو وہاں کے بطریق کے قاصد نے صلح کی درخواست کی۔ حبیب نے ان سے صلح کرلی اور تفلیس روانہ ہوئے، وہاں کے لوگوں نے بھی اس سے صلح کرلی۔ یہ جرزان کا علاقہ ہے اس کے بہت سے قلعوں اور شہروں کے دروازے صلح کی وجہ سے کھول دیئے گئے۔ سلمان بن ربیعہ باہلی اَرَّان کی طرف روانہ ہوئے اور بیلقان میں صلح کے ذریعہ داخل ہوئے۔ اس صلح کی شرائط یہ تھیں کہ ان کی جانیں، مال، شہروں کی دیواریں محفوظ رہیں گی اور وہ جزیہ اور خراج ادا کریں گے۔

اس کے بعد سلمان شہر بَرذَعہ میں آیا اور ثُرثور میں چھاؤنی ڈالی۔ ایک دریا (نہر) اس کے اور مقامی باشندوں کے درمیان حائل تھی جو تقریباً ایک فرسخ کے فاصلے پر تھی۔ سلمان نے ان لوگوں سے جنگ کی اور ان کے دیہاتوں پر حملے کیے۔ ان لوگوں نے بھی بیلقان کی طرح صلح کرلی۔ وہ وہاں داخل ہوا اور اپنے سواروں کو بھیجا جنہوں نے دیہاتوں کو فتح کیا اور بلاشجان کے کردوں کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے جنگ کی، اس جنگ میں مسلمان فتحیاب ہوئے۔ مفتوحین میں سے بعض نے جزیہ دینے پر آمادگی ظاہر کی اور بعض نے صدقہ ادا کیا مگر وہ تعداد میں کم تھے۔ جلد ہی وہ شمکور ۳ کی طرف متوجہ ہوا اور اس کو فتح کرلیا۔ یہ بہت پرانا شہر تھا اور ہمیشہ آباد رہا یہاں تک کہ اس کو سناوردیہ نے

Marfat.com

تباہ کر دیا۔ وہ ایک قوم تھی جو اس وقت مجتمع ہوئی جب یزید بن اسید آرمینیہ سے واپس چلا آیا اور ان کا معاملہ بڑھ گیا۔ بعد ازاں ۲۴۰ھ میں بغانے اس شہر کو آباد کیا اور اس کا نام متوکل کے نام پر متوکلیہ رکھا۔

سلمان، ارس اور الکر کے مقام اتصال پر پہنچا اور قبلۃ فتح کیا تو صاحب سکر وغیرہ نے خراج دینے پر صلح کر لی۔ ملک شروان اور جملہ ملوک جبال، اہل مسقط، شابران اور شہر باب کے باشندوں نے صلاح کر لی۔ اس کے بعد سلمان مزید فتوحات سے رک گیا۔

معاویہ کا روم پر حملہ

اسی سال معاویہ نے روم کی جنگ کی اور عموریہ تک پہنچ گئے تو انہوں نے وہ قلعے خالی پائے جو انطاکیہ اور طرسوس کے درمیان ہیں۔ انہوں نے اہل شام اور اہل جزیرہ کی کثیر تعداد وہاں چھوڑی۔ بعد ازاں مقامی باشندوں کے جنگجو لوگ واپس آئے۔ ان سے یزید ابن الحرب عبسی نے حضرت معاویہ کے حکم کے مطابق صاعقہ میں جنگ کی۔ جب وہ وہاں سے نکلا تو انطاکیہ تک کے تمام قلعے منہدم کر دیئے۔

افریقیہ پر حملہ

اسی سن میں عمرو بن العاص نے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو حضرت عثمانؓ کے حکم کے بموجب افریقیہ کی طرف بھیجا۔ عبداللہ مصر کے لشکر میں تھا لہٰذا جب وہ روانہ ہوا تو عمرو نے دوسری فوجوں سے اس کی مدد کی۔ اس نے اور اس کی فوج نے مال غنیمت حاصل کیا۔ جب عبداللہ واپس آیا تو حضرت عثمانؓ کو لکھ کر افریقیہ پر حملہ کی اجازت طلب کی انہوں نے اس کی اجازت دے دی۔

دیگر واقعات

اسی سال حضرت عثمانؓ نے عبد اللہ بن عامر کو کابل کی طرف روانہ کیا۔ یہ سجستان کی عملداری میں ہے اور خراسان سے بڑا ہے۔ یہاں کے لوگ برابر مقابلہ کرتے رہے تا آنکہ حضرت معاویہ نے وفات پائی۔

اسی سن میں یزید بن معاویہ پیدا ہوا۔

اسی سال سابور کی جنگ ہوئی۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۲۶ھ میں ہوئی۔ یہ ذکر پہلے آچکا

Marfat.com

ہے۔ حضرت عثمانؓ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ حضرت سعد بن ابی وقاص مستجاب الدعوات تھے، ان کی دعا یا بددعا ضرور قبول ہوتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کی گھبراہٹ کی یہی وجہ تھی۔
۲۔ مکس، قالیقلا کے قریب، بُسفُرجان کے نواح میں آرمینیہ کا ایک موضع۔ (معجم البلدان، ج۵، ص۱۸۰)
۳۔ شمکور: ارّان کے نواح میں ایک قلعہ۔

سولہواں باب

۲۶ھ کے واقعات

توسیع حرم

اسی سال حضرت عثمانؓ نے انصاب حرم کی تجدید کی (از سر نو نشان لگائے) اور مسجد حرام کی توسیع کی اور لوگوں سے ان کے مکان اور زمینیں خرید لیں۔ جن لوگوں نے انکار کیا ان کے مکان منہدم کر دیئے اور بیت المال سے قیمت ادا کی۔ انہوں نے حضرت عثمانؓ کے خلاف ہنگامہ کیا تو حضرت عثمانؓ نے انہیں قید کر دیا اور ان سے کہا کہ یہی کام تمہارے ساتھ حضرت عمرؓ کرتے تو تم خاموش رہتے۔ بہرحال حضرت عبداللہ بن خالد بن اسید کی سفارش پر ان کو آزاد کر دیا گیا۔

Marfat.com

سترہواں باب

۲۷ھ کے واقعات

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کا والی مصر مقرر ہونا اور افریقہ کی فتح

اس سال حضرت عمرو ابن عاص کو خراج مصر کی وصولیابی کے عہدے سے معزول کر دیا گیا۔ ان کی جگہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کا تقرر ہوا۔ یہ حضرت عثمانؓ کے رضاعی بھائی تھے۔ اس معزولی اور تقرری کی وجہ یہ تھی کہ عمرو بن عاص اور عبداللہ بن سعد دونوں میں جھگڑا ہوا تو عبداللہ نے حضرت عثمانؓ کو لکھا کہ عمرو نے خراج میں گڑبڑ ہے اور عمرو نے یہ لکھا کہ عبداللہ نے اصولِ جنگ کی خلاف ورزی کی ہے۔ حضرت عثمانؓ نے عمرو بن عاص کو معزول کیا اور ان کی جگہ عبداللہ کو مصر کی جنگ اور خراج کا عامل بنا دیا۔ حضرت عمرو بن عاص غصہ میں بھرے ہوئے حضرت عثمانؓ کے پاس آئے، اس وقت ان کے جسم پر بھرا ہوا جبہ تھا۔ حضرت عثمانؓ نے پوچھا تمہارے جبہ میں کیا چیز بھری ہوئی ہے۔ عمرو نے کہا کہ میں عامل رہا لیکن خیانت کا کبھی ارادہ نہیں کیا۔

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو حضرت عثمانؓ نے ۲۵ھ میں افریقہ پر حملہ کرنے کی اجازت دی تھی اور اس سے یہ کہا تھا کہ اگر اللہ تجھے فتح دے گا تو مال غنیمت کے خمس میں سے تم کو پانچواں حصہ زائد دیا جائے گا۔ حضرت عثمانؓ نے عبداللہ بن نافع ابن عبدالقیس اور عبداللہ بن نافع بن حارث کو لشکر کا سردار مقرر کیا ان دونوں کو افریقہ بھیجا اور یہ حکم دیا کہ عبداللہ ابن سعد، صاحب افریقہ کے ساتھ اتفاق رائے سے کام کریں۔ عبداللہ اپنے منصب پر قائم رہے۔ انہوں نے مصر کو طے کیا اور ارض افریقہ میں داخل ہوئے ان کے ساتھ دس ہزار مسلمان بہادروں کا بہت بڑا لشکر تھا۔ وہاں کے لوگوں نے اس شرط پر صلح کی کہ وہ مال دے دیں گے۔ چنانچہ مسلمان افریقہ میں داخل نہ ہوئے اور نہ ہی اندرون ملک پہنچے۔

Marfat.com

وہاں کی آبادی بہت زیادہ تھی۔

بعد ازاں عبداللہ بن سعد جب واپس آئے تو انہوں نے حضرت عثمانؓ کو جنگ افریقہ اور وہاں کی کثرت آبادی کے بارہ میں لکھا اور اس کو فتح کرنے کی اجازت چاہی۔ حضرت عثمانؓ نے صحابہ سے مشورہ کیا جو وہاں تھے، ان کی اکثریت نے جنگ کا مشورہ دیا لہٰذا مدینہ منورہ میں افواج ترتیب دی گئیں۔ ان میں نمایاں صحابہ کی جماعت تھی، جس میں عبداللہ ابن عباس وغیرہ شامل تھے۔ ان سب لوگوں کے ساتھ عبداللہ ابن سعد نے افریقہ کی طرف کوچ کیا جب یہ برقہ پہنچے تو عقبہ بن نافع مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ ملے اور سب نے طرابلس الغرب کی طرف کوچ کیا اور ان رومیوں کو، جو وہاں تھے، لوٹ لیا۔ بعد ازاں افریقہ کی طرف کوچ کیا اور فوجی دستے ہر طرف پھیلا دیئے۔ ان کے حکمران کا نام جُرجیر تھا۔ وہ طرابلس سے طنجہ تک کے علاقوں پر حکمران تھا۔ اور رومی بادشاہ ہرقل کو خراج دیا کرتا تھا۔ جب اس کو مسلمانوں کی آمد کی اطلاع ملی تو اس نے لڑائی کا سامان کیا اور لشکر اور وہاں کے رہنے والوں کو جمع کیا۔ اس کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار سواروں تک پہنچ گئی۔ اس نے مسلمانوں کا مقابلہ اس مقام پر کیا جس کا فاصلہ سُبیطلہ سے ایک دن رات کی مسافت پر تھا۔ اس زمانہ میں یہی شہر دارالحکومت تھا۔ وہاں جنگ جاری رہی۔ عبداللہ ابن سعد نے اس کو پیغام بھیجا کہ اسلام لاؤ یا جزیہ دو۔ جرجیر نے دونوں باتوں کا انکار کیا اور ان میں سے کسی ایک امر کو قبول کرنے کو بھی شان تکبر کے خلاف سمجھا۔

اس اثنا میں جب مسلمانوں کی کوئی خیر خبر حضرت عثمانؓ کو نہ پہنچی تو آپ نے عبداللہ ابن زبیرؓ کو ان کی خبر لانے کے لئے بھیجا۔ وہ تیز رفتاری سے وہاں پہنچے اور مسلمانوں کے ساتھ قیام کیا۔ جب وہ وہاں پہنچے تو مسلمانوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور خاصے جوش وخروش کا مظاہرہ کیا۔ جرجیر نے جب شور سنا تو اس کے متعلق معلوم کیا۔ اسے بتایا گیا کہ مسلمانوں کا لشکر آ گیا ہے۔ تو ان کے خوف سے اس کے ساتھیوں میں پھوٹ پڑ گئی۔ عبداللہ بن زبیر نے مسلمانوں کو صبح سے ظہر تک لڑتے ہوئے دیکھا جب ظہر کی اذان ہوئی تو دونوں گروہ اپنے اپنے خیموں میں چلے گئے اور دوسرے دن بھی لڑائی دیکھی مگر ابن ابی سرح نظر نہ آئے تو ان کے بارے میں دریافت کیا۔ انہیں بتایا گیا کہ ابن ابی سرح نے جرجیر کے منادی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جو عبداللہ ابن سعد کو قتل کرے گا اس کو ایک لاکھ دینار انعام ملے گا اور جرجیر اپنی بیٹی کے ساتھ اس کی شادی کرے گا۔ اس اعلان کے بعد عبداللہ بن سعد پر خوف طاری ہے۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ ابن زبیر نے کہا کہ اپنے منادی کو حکم دو کہ وہ یہ اعلان کرے کہ جو ہمارے پاس جرجیر کا سر لائے گا اس کو ایک لاکھ انعام دیا جائے گا اور جرجیر کی بیٹی سے اس کی شادی ہوگی اور اسے اس ملک پر عامل بنا دیا جائے گا۔ اس نے ایسا ہی کیا تو جرجیر، عبداللہ سے بھی زیادہ خوف زدہ ہو گیا۔

عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن سعد سے کہا کہ ہمارا معاملہ طول پکڑ رہا ہے۔ یہ لوگ تو اپنی حدود میں ہیں اور ان کے علاقے ملے ہوئے ہیں جبکہ ہم مسلمانوں سے اور ان کے علاقوں سے کٹے ہوئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ کل جب جنگ شروع ہو تو بہادروں کا ایک دستہ اپنے خیموں ہی میں قیام کرے۔ باقی لشکر کے ساتھ ہم رومیوں سے لڑیں اور ان کو پریشانی میں ڈال دیں۔ جب وہ اپنے خیموں کی طرف واپس جائیں اور مسلمان بھی واپس آ جائیں تو جو مسلمان خیموں میں آرام کر رہے تھے وہ اچانک حملہ کر دیں۔ شاید اللہ ہماری مدد کرے۔ عبداللہ ابن سعد نے منتخب صحابہ کی ایک جماعت کو بلایا اور ان سے مشورہ کیا انہوں نے اس رائے سے موافقت کی۔ جب دوسرا دن ہوا تو عبداللہ نے وہی کیا جس پر اتفاق رائے ہو چکا تھا اور مسلمانوں میں سے بہادروں کا ایک دستہ خیموں ہی میں رہا اور ان کے گھوڑے جن پر زین کسی ہوئی تھی، ان کے قریب رہے۔ باقی لوگ رومیوں سے لڑنے چلے گئے۔ انہوں نے رومیوں سے ظہر تک سخت جنگ کی۔ جب ظہر کی اذان ہوئی تو حسب سابق رومیوں نے واپس جانے کا ارادہ کیا مگر ابن زبیر نے ان کو جانے نہ دیا اور ان سے لڑائی جاری رکھی یہاں تک کہ ان کو تھکا دیا۔ جب رومی اور مسلمان اپنے اپنے ٹھکانوں پر واپس چلے گئے اور ہر گروہ نے اپنے ہتھیار اتار دیئے تو اس موقعہ پر عبداللہ ابن زبیر نے مسلمانوں کے ان بہادروں کو ساتھ لیا جو خیموں میں آرام کر رہے تھے اور رومیوں پر اچانک حملہ کر دیا۔ ابھی وہ پورے طور سے سمجھ بھی نہ پائے تھے کہ یہ لوگ ان سے جا بھڑے۔ انہوں نے متفقہ حملہ کیا اور تکبیر کہی۔ رومیوں کو اتنا موقع بھی نہ ملا کہ ہتھیار پہن لیتے۔ مسلمان ان پر چھا گئے اس موقع پر جرجیر قتل ہو گیا اس کو عبداللہ ابن زبیر نے قتل کیا۔ رومیوں کو شکست ہوئی اور ان کی بڑی تعداد قتل ہوئی۔ جرجیر کی بیٹی گرفتار ہو کر کنیزوں میں شامل ہوئی۔ عبداللہ ابن سعد نے رومیوں کے دارالحکومت کا محاصرہ کر لیا، یہاں تک کہ وہ فتح ہو گیا۔ وہاں سے اتنا مال غنیمت ہاتھ آیا کہ اس کا مثل مسلمانوں نے نہیں دیکھا تھا۔ ہر سوار کو تین ہزار دینار اور ہر پیدل کو ایک ہزار دینار ملے۔

جب عبداللہ بن سعد نے شہر سُبیطلہ فتح کر لیا تو فوجیں مختلف علاقوں میں پھیلا دیں ان

Marfat.com

میں سے ایک فوج قفصہ پہنچی وہاں لونڈی غلام بنائے گئے۔ مال غنیمت حاصل کیا گیا۔ ایک فوج قلعہ اجم پہنچی وہاں کے لوگوں نے اس کی حفاظت کا بندوبست کیا تو اس کا محاصرہ کیا مگر پھر امان کے ذریعہ فتح ہوا بعد ازاں اہل افریقیہ نے پچیس لاکھ دینار پر صلح کر لی اور عبداللہ ابن زبیر کو بادشاہ کی بیٹی ان کے حصہ کے علاوہ ملی اور ان کو حضرت عثمانؓ کی طرف خوشخبری دینے کے لئے بھیجا گیا۔ کہا گیا ہے کہ سردار کی بیٹی ایک انصاری کے حصہ میں آئی تھی اس نے اس کو اونٹ پر سوار کیا اور یہ رجز پڑھا:

يا ابنة جرجير تمشي عقبتك ان عليك بالحجار ربتك

لتحملن قباء قربتك

[اور جرجیر کی بیٹی تو پہاڑ کی گھاٹی میں چل رہی ہے۔ تجھکو پتھروں سے مانوس کیا جا رہا ہے تو ادھر لے جائی جا رہی ہے جہاں قبا تیری رشتہ دار ہو گی۔]

پھر عبداللہ بن سعد افریقہ سے مصر واپس آیا اور افریقیہ میں اس کا قیام ایک سال تین مہینے رہا۔ مسلمانوں میں صرف تین آدمی کم ہوئے ان میں شاعر ابوذویب الھذلی قتل ہوا۔ اور وہیں دفن کیا گیا۔ افریقہ کا خمس مدینہ کی طرف بھیجا گیا اس کو مروان ابن الحکم نے پانچ لاکھ دینار میں خرید لیا۔ حضرت عثمانؓ نے اس میں کمی کر دی اور آپ پر اس سلسلے میں الزام لگایا گیا۔

خمس افریقہ کی یہی روایت سب سے بہتر ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ افریقہ کا خمس حضرت عثمانؓ نے عبداللہ ابن سعد کو عطا کر دیا۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ مروان ابن الحکم کو عطا کر دیا اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ افریقیہ کی پہلی جنگ کا خمس عبداللہ کو دیا اور دوسرے کا جس میں پورا افریقہ فتح ہوا مروان کو دیا واللہ اعلم۔

افریقہ کا نقضِ عہد اور اس کی دوبارہ فتح

قسطنطیہ کے بادشاہ ہرقل کو ہر عیسائی حکمراں مصر، افریقہ، اندلس وغیرہ سے خراج بھیجتا تھا۔ جب اہل افریقہ نے عبداللہ ابن سعد سے صلح کر لی تو ہرقل نے ایک بطریق کو وہاں کے لوگوں کے پاس بھیجا۔ اور اس کو حکم دیا کہ جس قدر رقم مسلمانوں نے لی ہے اس کے برابر وہ بھی وصول کرے۔ بطریق قرطاجنہ میں اترا اور اہل افریقہ کو جمع کر کے بادشاہ کے حکم کی اطلاع دی۔ انہوں نے انکار کیا اور

Marfat.com

کہا کہ ہرقل کو چاہئے کہ ہم سے جو کچھ مسلمانوں نے لے لیا ہے اس کی وجہ سے ہمارے ساتھ کچھ رعایت کرے۔ جرجیر کے قتل کے بعد افریقہ میں دوسرا رومی حاکم مقرر ہو گیا تھا اس کو بہت سی ایذائیں دے کر بطریق نے نکال دیا۔ وہ شام چلا گیا جہاں معاویہ کی حکمرانی تھی اور حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد ان کی حکومت قائم ہوگئی تھی۔ اس نے حضرت معاویہ کے سامنے افریقہ کی تعریف کی اور یہ چاہا کہ اس کے ساتھ ایک فوج بھیجی جائے۔ امیر معاویہ بن سفیان نے اس کے ساتھ معاویہ بن حُدیج سکونی کو بھیج دیا۔ جب وہ اسکندریہ پہنچے تو رومی حاکم مرگیا اور ابن حُدیج آگے بڑھ کے افریقہ پہنچے۔ وہاں اتنی شدید گرمی ہوتی ہے گویا آگ تپتی ہے۔ وہ اپنی بڑی فوج کے ساتھ قمونیہ[3] میں اترے۔ بطریق نے ان کے مقابلہ کے لئے تیس ہزار فوجی بھیجے۔ جب معاویہ ابن حدیج نے سنا تو وہ مسلمانوں کی فوج کے ساتھ آگے بڑھے اور ان سے جنگ کی، رومیوں کو شکست ہوئی۔ معاویہ نے قلعہ جلولا کا محاصرہ کیا مگر اس کی تسخیر نہ کر سکا بعد ازاں قلعہ کی دیواریں گر گئیں اس وقت مسلمانوں نے اس پر قبضہ کر لیا اور جو کچھ اس میں تھا اس کو لوٹ لیا اور پھر فوجی دستے بھیجے اور مقامی لوگوں نے اطاعت قبول کر لی۔ اس کے بعد معاویہ بن حُدیج مصر واپس آ گئے۔

ہشام بن عبدالملک کے زمانے تک اہل افریقہ تمام شہروں سے زیادہ مطیع و فرماں بردار رہے۔ اس زمانہ میں اہل عراق خفیہ طریقہ سے وہاں پہنچے اور ان میں شورش پیدا کر دی۔ اس وقت سے آج تک ان میں دشمنی چلی آتی ہے۔ اہل عراق یہ کہتے تھے کہ جو ظلم عمال کرتے ہیں خلفاء ان کی مخالفت نہیں کرتے بلکہ انہوں نے یہاں تک کہا کہ حکام یہ ظلم خلفاء ہی کے کہنے پر کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آؤ ہم ان کو اطلاع دیں اس غرض سے میسرہ بیس آدمیوں سے کچھ زیادہ لے کر وہاں سے روانہ ہوا۔ یہ لوگ ہشام کے دربار میں پہنچے مگر ان کو اجازت نہ ملی وہ الابرش کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ امیر المومنین کو یہ اطلاع دے دو کہ ہمارا امیر اپنے لشکر کو اور ہمیں ساتھ لے کر جہاد کرتا ہے۔ جب ہم مال غنیمت لاتے ہیں تو وہ اس کو ان میں تقسیم کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ خاص تمہارے جہاد کے صلہ میں ہے اور جب ہم کسی شہر کا محاصرہ کرتے ہیں اور ہمارے ساتھ اور لوگ بھی ہوتے ہیں تو ان کو معاوضہ زیادہ دیتا ہے حالانکہ اس کے بھائیوں کو ہمارے برابر رقم کافی ہے۔ پھر انہوں نے ہمارے جانوروں کا قصد کیا اور ان کے پیٹ پھاڑ کر ان کے بچے نکالنے لگے اور ان میں سے سفید بچے امیر المومنین کے

Marfat.com

لئے طلب کرتے ہیں اور ایک وقت میں ہزار ہزار بکریاں ذبح کر ڈالتے ہیں۔ اور ہم ان کو اٹھاتے ہیں پھر اس سے زیادہ مشکل بات یہ ہے کہ ہم اپنی خوبصورت لڑکیاں پیش کریں۔ ہم نے کہا کہ نہ یہ کتاب میں ہے نہ سنت میں اور ہم مسلمان ہیں۔ ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ہمارا امیر یہ سب امیر المومنین کے حکم سے کرتا ہے یا نہیں۔ ان کا قیام بہت طویل ہو گیا اور ان کا توشہ ختم ہو گیا تو انہوں نے اپنے نام لکھ کر اس کے وزیروں کو دے دیئے اور کہہ دیا کہ اگر امیر المومنین ہمارے بارے میں دریافت کریں تو ان کو بتا دینا اور افریقہ واپس چلے گئے۔ وہاں ہشام کے عامل پر حملہ کیا اور قتل کر دیا اور افریقہ پر قابض ہو گئے۔ یہ خبر ہشام کو پہنچی تو اس نے ان لوگوں کے بارے میں دریافت کیا تو ان کے نام بتائے گئے اور وہ وہی لوگ تھے جنہوں نے یہ سب کیا۔

اندلس پر حملہ

جب افریقہ فتح ہو گیا تو حضرت عثمانؓ نے عبداللہ بن نافع بن حصین اور عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس کو حکم دیا کہ اندلس جائیں تو وہ بحری راستہ سے گئے۔ حضرت عثمانؓ نے جن لوگوں کو اس طرف آگے بھیجا تھا ان کو یہ لکھا۔ اما بعد ہم قسطنطنیہ کو اندلس کی طرف سے جا کر فتح کریں گے پس وہ نکلے اور ان کے ساتھ بربر بھی تھے۔ اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی اور مسلمانوں کا اقتدار افریقہ کی طرح وہاں بھی ہو گیا۔

جب حضرت عثمانؓ نے عبداللہ ابن سعد کو افریقہ سے معزول کیا تو ان کی جگہ عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس کو مقرر کیا۔ عبداللہ ابن سعد مصر واپس آ گئے۔ بعد ازاں انہوں نے حضرت عثمانؓ کو مصر کا خراج بھیجا۔ حضرت عمرو بن عاص، حضرت عثمانؓ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا ''اے عمرو! کیا تم جانتے ہو کہ ان اونٹوں نے تمہارے بعد زیادہ دودھ دیا ہے۔'' عمرو بن عاص نے جواب دیا ''ہاں مگر اونٹوں کے بچے ہلاک ہو گئے۔''

متفرق واقعات

اس سال حضرت عثمانؓ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

Marfat.com

اس سال عثمان بن ابی العاص کے ہاتھ پر اصطخر دوبارہ فتح ہوا۔

اسی سال معاویہ بن ابی سفیان نے قنسرین پر حملہ کیا۔

اسی سال شاعر ابوذویب ھذلی مصر میں وفات پا گیا۔ وہ افریقہ سے واپس آ رہا تھا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ مکہ کے راستے میں ایک جنگل میں وفات پا گیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ روم کے شہروں میں مرا۔ تاہم سب نے یہ کہا کہ اس کا انتقال خلافت عثمانؓ میں ہوا۔

اسی سال میں ابو رمثۃ بلوی افریقہ میں انتقال کر گئے۔ وہ صحابی تھے۔

اسی سال میں رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی زوجہ حضرت حفصہ بنت عمرؓ وفات پا گئیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کی وفات ۴۱ھ یا ۴۵ھ میں ہوئی۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ سُبَیطلہ، افریقہ کے شہروں میں سے ایک شہر، اُس کے اور قیروان کے درمیان ۷۰ میل کا فاصلہ ہے۔ (معجم البلدان، ج ۳، ص ۱۸۷)

۲۔ قفصہ، قیروان سے تین یوم کی مسافت پر تونس میں ایک قصبہ۔

۳۔ قمونیہ، تونس کا ایک شہر تھا جس کے کھنڈرات پر مسلمانوں نے قیروان کا شہر آباد کیا۔

Marfat.com

اٹھارہواں باب

۲۸ھ کے واقعات

فتح قبرص

کہا گیا ہے کہ معاویہ کے ہاتھ پر ۲۸ھ میں قبرص فتح ہوا۔ ایک روایت کی رو سے ۲۹ھ اور ایک دوسری روایت کی رو سے ۳۳ھ میں فتح ہوا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۳۳ھ میں وہاں کے لوگوں نے بدعہدی کی تھی اس لئے لڑائی ہوئی تھی اس کا ذکر آگے آئے گا۔ بہر حال اس جنگ میں (حضرت) معاویہ کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت تھی جس میں حضرت ابوذر، حضرت عبادہ بن الصامت اور ان کی زوجہ ام حرام، حضرت ابوالدردا اور شداد بن اوس تھے۔ اس سے پہلے امیر معاویہ نے حضرت عمرؓ سے سمندر میں جو حمص سے روم کے قریب ہے۔ بحری جنگ کی بار بار اجازت طلب کی تھی اور یہ کہا تھا کہ حمص کے دیہات کا ایک گاؤں ایسا ہے کہ اس کے کتوں کے بھونکنے کی آواز اور مرغیوں کے کڑکڑانے کی آواز آتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے عمرو ابن العاص کو لکھا کہ سمندر اور اس کے سوار (یعنی سفر کرنے کا) وصف بیان کرو تو عمرو ابن العاص نے لکھا کہ میں نے ایک بڑی مخلوق کو اس میں سوار ہوتے دیکھا ہے۔ سمندر ایک چھوٹی سی دنیا ہے جس میں آسمان اور پانی کے سوا کچھ نہیں ہے اگر ساکن ہو تو دل پھٹ جائیں اور اگر حرکت میں ہو تو عقلیں بھٹک جائیں۔ اس میں یقین کم اور شک زیادہ ہوتا ہے۔ گویا لکڑی پر کیڑا رکھا ہوا ہے۔ اگر جھک جائے تو ڈوب جائے اور اگر بچ جائے تو خوف میں رہے۔ جب حضرت عمرؓ نے اس کو پڑھا تو معاویہ کو لکھا کہ اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا میں اس میں کبھی مسلمانوں کو نہ بھیجوں گا اور مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ شام کا سمندر (یعنی بحر

Marfat.com

روم) زمین کے ایک طویل علاقہ کو محیط ہے اور وہ ہر روز اور ہر رات خدا سے زمیں کو ڈبونے کی اجازت مانگتا ہے تو میں ایسے کافر پر لشکر کو جانے کی اجازت کیسے دے سکتا ہوں خدا کی قسم مجھے ایک مسلمان پوری رومی سلطنت سے زیادہ عزیز ہے۔ دوبارہ اس درخواست سے اجتناب کرنا۔ کیونکہ تم جانتے ہو کہ مجھ سے اس کی اجازت نہ ملے گی۔

راوی نے کہا کہ شاہ روم نے بھی جنگ بند کردی اور حضرت عمرؓ سے خط وکتابت کی اور نرم لہجہ میں خط لکھا۔ حضرت عمرؓ بن الخطاب کی زوجہ ام کلثومؓ بنت علی ابن ابی طالب نے شاہ روم کی بیوی کو خوشبو اور ایسی چیزیں جو عورتوں کو مطلوب ہوتی ہیں نامہ بر کے ذریعے بطور ہدیہ بھیجیں۔ شہنشاہ روم کی بیوی نے ایک بیش قیمت ہار ہدیہ میں بھیجا۔ جب قاصد واپس آیا تو حضرت عمرؓ نے جو کچھ اس کے پاس تھا لے لیا اور الصلوٰۃ جامعۃ کی ندا دی جب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے ان کو خبر دی تو کہنے والوں نے کہا کہ وہ ہار اسی کا ہے جس کا تھا اور شہنشاہ روم کی بیوی ذمیوں میں سے نہیں ہے۔ اس بارے میں آپ جو مناسب سمجھیں فیصلہ کریں۔ دوسروں نے کہا کہ ہم اس غرض سے ہدیہ دیتے ہیں کہ اس کا معاوضہ ملے اس پر حضرت عمرؓ نے کہا کہ قاصد مسلمانوں کا تھا اور نامہ بر بھی انہیں کا تھا۔ اور مسلمانوں نے اس ہار کے آنے پر اس کو قیمتی سمجھا اس لئے اس کو بیت المال کو واپس کرنے کا حکم دیا اور ام کلثوم کو ان کے خرچ کے مساوی رقم دے دی۔

بعدازاں جب حضرت عثمانؓ کا زمانہ آیا تو امیر معاویہ نے ان کو لکھا اور بحری جنگ کی بار بار اجازت چاہی تو حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ اس میں توقف کرو اور ان سے کہا کہ اس کے لئے نہ لوگوں کا انتخاب کرو نہ بہترین لوگوں کے درمیان قرعہ اندازی کرو بلکہ جو شخص خوشی سے جانا چاہے اس کو لے جاؤ انہوں نے ایسا ہی کیا اور عبداللہ بن قیس الجاسی کو جو بنی فزارہ کے حلیف تھے ان کا سردار مقرر کیا۔ مسلمان شام سے قبرص گئے اور عبداللہ بن سعد نے مصر سے وہاں کا سفر کیا۔ سب لوگ وہاں مل گئے اور انہوں نے ابن سعد کو اپنا قائد بنالیا۔ اہل قبرص نے سالانہ سات ہزار دینار کے جزیہ پر اس شرط کے ساتھ صلح کی کہ اتنی ہی رقم وہ رومیوں کو دیا کریں گے اور مسلمان ان کو اس سے نہ روکیں اور نہ مسلمان ان لوگوں کو روکیں جو ان سے آگے رہتے ہیں۔ اور اہل قبرص کی یہ بھی ذمہ داری ہوگی کہ مسلمانوں کو رومیوں کے علاقے کی طرف محفوظ راہداری فراہم کریں۔

Marfat.com

جُبیر بن نُفیر نے کہا کہ جب قُبرُس فتح ہوگیا اور قیدی ہاتھ آگئے تو میں نے ابوالدردا کو دیکھا کہ رو رہے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ جس دن اللہ نے اسلام اور اہل اسلام کو معزز کیا ہے اس دن آپ رو رہے ہیں۔ تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے میرے مونڈھے تھپتھپائے اور کہا کہ وہ قوم خدا کی نگاہوں میں حقیر ہے جو خدا کے فرمان کو ترک کردے خواہ دوسری قوموں کے مقابلہ میں وہ زبردست ہوں اور اس کی حکمرانی ہو لیکن وہ خدا کے حکم کو چھوڑ دے تو اس کی وہ حالت ہو جاتی ہے جو تم دیکھ رہے ہو، یعنی قیدی ان پر مسلط ہو جاتے ہیں اور جب کسی قوم پر قیدی مسلط ہو جائیں تو پھر ان کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔[۳]

اسی جنگ میں ام حرام بنت ملحان انصاریہ کی وفات ہوئی۔ ان کے خچر نے ان کو جزیرہ قبرس میں نیچے گرا دیا اور ان کی گردن ٹوٹ گئی جس سے ان کی موت واقع ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے جو پیشین گوئی فرمائی تھی وہ پوری ہوگئی۔ آپؐ نے فرمایا تھا کہ ان کی موت پہلی بحری جنگ میں ہوگی۔

عبداللہ بن قیس الجاسی سمندر ہی میں رہے اور موسم سرما و گرما کی پچاس بری و بحری لڑائیاں لڑیں۔ اس اثناء میں نہ کوئی آدمی ڈوبا نہ کوئی حادثہ ہوا۔ وہ اللہ سے دعا کرتے رہتے تھے کہ ان کے لشکر میں عافیت رہے اور خدا نے اس کو قبول کیا۔ جب خدا نے یہ ارادہ کیا کہ اس کے جسم کو ایذا پہنچے تو وہ طلیعہ[۴] کی کشتی میں سوار ہو کر رومیوں کے علاقے مرفا میں پہنچ گئے۔ وہاں کچھ فقیر تھے جو اُن سے خیرات مانگنے لگے۔ عبداللہ نے انہیں خیرات دی۔ ان میں سے ایک عورت تھی جو اپنے گاؤں واپس گئی اور اپنے مردوں سے کہا کہ عبداللہ بن قیس، مرفا میں موجود ہیں۔ وہ غضبناک ہوگئے اور اکٹھا ہو کر وہاں پہنچ گئے۔ عبداللہ بن قیس نے ان لوگوں سے جنگ کی تاہم وہ شہید ہوگئے۔ اس جھڑپ کے وہ واحد شہید تھے۔ ان کا ملاح بچ گیا۔ وہ ان کے رفقا کے پاس واپس آیا اور عبداللہ بن قیس کی شہادت کی خبر دی۔ مسلمانوں کی فوج سفیان بن عوف ازدی کی قیادت میں مرفا پہنچی۔ اہل مرفا سے جنگ کی۔ جنگ کے دوران کبھی وہ گھبرا کر اپنے ہی رفقاء کو برا بھلا کہنے لگتا تو عبداللہ کی ایک کنیز نے اس سے کہا کہ یہ کیا ہے۔ عبداللہ جب جنگ کرتے تھے تو مصیبت کے وقت کہتے تھے "الغمرات" تو وہ مصیبت دور ہو جاتی تھی۔ سفیان بن عوف نے بھی اسی لفظ کا ورد کیا تاہم مسلمانوں کو اس دن نقصان پہنچا۔

اس کے بعد مرفا کی اس فقیرنی سے پوچھا گیا کہ تم نے عبداللہ کو کیسے پہچانا۔ تو اس نے کہا کہ بظاہر وہ سوداگر معلوم ہوتا تھا مگر جب اس سے خیرات مانگی تو اس نے بادشاہ کی طرح خیرات دی،

Marfat.com

اس سے میں نے اس کو پہچان لیا۔

متفرق واقعات

اس سن میں حبیب ابن مسلمہ نے رومیوں کے علاقہ سوریا میں جنگ کی۔

اسی سن میں حضرت عثمانؓ نے نائلہ بنت الفرافصہ سے شادی کی، وہ عیسائی تھیں لیکن زفاف سے پہلے مسلمان ہوگئی تھیں۔[۵]

اسی سن میں حضرت عثمانؓ نے الزوراء[۶] بنایا اور لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ جب کسی غرض سے لوگوں کو مسجد میں جمع کرنا مقصود ہوتا تو الصلوٰۃ جامعة کی آواز لگائی جاتی تھی۔ مقصد یہ ہوتا تھا کہ نمازی جمع ہو جائیں کوئی اہم معاملہ درپیش ہے۔

۲۔ مسلمانوں کا پہلا امیر البحر عبداللہ ابن سعد تھا۔

۳۔ طبری کے الفاظ یہ ہیں کہ پھر اللہ کو ایسی قوم کی حاجت نہیں رہتی۔

۴۔ طلیعہ، لشکر کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو فوج کے آگے رہتا ہے اور دشمن پر نگاہ رکھتا ہے۔

۵۔ نائلہ بنت الفرافصہ پر تفصیلی تاریخی و تحقیقی مقالہ کے لئے دیکھئے ششماہی تحقیقی جریدہ الایام، جلد ۴، شمارہ ۲، (مسلسل عدد۔ ۸)، جولائی - دسمبر ۲۰۱۳ء، کراچی۔

۶۔ الزوراء، حضرت عثمانؓ کے نئے مکان کا نام تھا۔ اسلامی تاریخ میں زوراء نام کے کئی مقامات مشہور ہیں۔ مثلاً بغداد کی ایک نواحی بستی بھی زوراء کہلاتی تھی، مدینہ کا ایک بازار بھی زوراء کہلاتا تھا، بنو اسد کے پانی لینے کا مقام بھی زوراء کے نام سے مشہور تھا، حیرہ میں نعمان بن منذر کے محل کا نام بھی زوراء تھا۔ (بحوالہ معجم البلدان)

Marfat.com

انیسواں باب

۲۹ھ کے واقعات

ابوموسیٰ اشعری کی معزولی اور ابن عامر کا تقرر

کہا گیا ہے کہ اسی سن میں حضرت عثمانؓ نے ابوموسیٰ اشعری کو بصرہ سے معزول کیا اور عبداللہ ابن عامر بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس کو مقرر کیا۔ وہ حضرت عثمانؓ کے ماموں کا بیٹا تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ واقعہ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے تین سال گزرنے کے بعد پیش آیا۔

(حضرت) ابوموسیٰ اشعری کے معزول ہونے کا سبب یہ تھا کہ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے تیسرے سال اہل ایذج اور کردوں نے کفر اختیار کر لیا تھا۔ ابوموسیٰ نے لوگوں میں منادی کی اور ان کو جہاد پر ابھارا اور پیدل جہاد کے فضائل بیان کیے۔ لوگوں نے کہا ہمیں جلدی نہیں کرنی چاہئے ہم کو یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ خود کیا کرتے ہیں اگر ان کا فعل ان کے قول کے مطابق ہوگا تو ہم بھی ویسا ہی کریں گے جیسا وہ کریں گے۔ مگر جب وہ برآمد ہوئے تو ان کا سامان چالیس خچروں پر لدا ہوا تھا ان لوگوں نے ان کی باگ تھام لی اور کہا کہ ان میں جو زائد ہیں ان پر ہمیں سوار کرو اور خود پیدل چلو جس کی ہم کو رغبت دلائی تھی۔ انہوں نے لوگوں کو اپنے کوڑوں سے مارا۔ انہوں نے ان کی سواری کو چھوڑ دیا وہ چلے گئے۔ بعد ازاں یہ لوگ حضرت عثمانؓ کے پاس آئے اور ان کے استعفے کا مطالبہ کیا اور کہا کہ ان کے بارے میں جو کچھ ہم جانتے ہیں وہ سب ہم سے نہ پوچھیں صرف ان کو بدل دیں۔ حضرت عثمانؓ نے پوچھا تم کس کو چاہتے ہو انہوں نے جواب دیا غیلان بن خرشہ کو اور ہر شخص اس غلام کا بدلہ ہو سکتا ہے جس نے ہماری زمیں کو کھا لیا۔ یہ تمہارے سامنے حقیر ہو کر آتا ہے تم اس کو بلند کرتے ہو۔ یہ فقیر بن کر

Marfat.com

آتا ہے تم اس کی حالت درست کر دیتے ہو۔ اے گروہ قریش! یہ اشعری بڈھا کب تک ان شہروں کو کھاتا رہے گا۔ حضرت عثمانؓ نے ان کی شکایت توجہ سے سنی اور ابوموسیٰ کو معزول کر کے عبداللہ ابن عامر ابن کریز کو ان کی جگہ مقرر کر دیا۔ جب ابوموسیٰ نے سنا تو کہا کہ ''تمہارے پاس ایک سازش کرنے والا نوجوان آئے گا جس کی دادیاں، نانیاں، پھوپھیاں اور خالائیں شریف تھیں۔ اس کے لئے دو لشکر جمع کیے جائیں گے۔'' ابن عامر کی عمر اس وقت پچیس سال تھی۔ اس کے لئے ابوموسیٰ اور عثمان بن ابی العاص ثقفی کے لشکر جمع عمان اور بحرین سے جمع کیے گئے۔

حضرت عثمانؓ نے خراسان پر عمیر بن عثمان بن سعد اور بجستان پر عبداللہ بن عمیر لیثی کو مقرر کیا۔ یہ قبیلہ ثعلبہ کا تھا۔ یہ کابل میں داخل ہو گیا اور عمیر خراسان میں داخل ہو کر فرغانہ تک پہنچ گیا اور وہاں کوئی جگہ ایسی نہ چھوڑی جس سے اس نے صلح نہ کی ہو۔ اس نے مکران کی طرف عبیداللہ ابن معمر کو بھیجا۔ وہ مکران کے دریا تک پہنچا۔ کرمان کی طرف عبدالرحمٰن بن عُبَیس کو بھیجا اور اھواز اور فارس کی طرف بھی کچھ لوگوں کو بھیجا۔ بعد ازاں عبداللہ ابن عمیر کو معزول کر کے عبداللہ بن عامر کو مقرر کیا۔ وہ وہاں ایک سال رہا۔ پھر معزول کیا گیا۔ اس کی جگہ عاصم بن عمرو مقرر ہوا۔ عبدالرحمٰن بن عبیس کو معزول کر کے عدی بن سُہیل بن عدی کو دوبارہ بھیجا۔ عبیداللہ بن معمر کو فارس سے معزول کر کے اس کی جگہ عمیر بن عثمان کو مقرر کیا۔ خراساں پر امیر بن احمر یَشْکُری کا تقرر ہوا۔ اور چوتھے سال عمران بن الفُضیل کا تقرر بجستان پر ہوا اور عاصم بن عمرو کرمان میں انتقال کر گئے۔

اہل فارس کی عہد شکنی

بعد ازاں اہل فارس نے عبیداللہ بن مَعْمَر سے وعدہ خلافی اور عہد شکنی کی۔ وہ ان کی طرف روانہ ہوئے۔ اصطخر کے دروازہ پر لڑائی ہوئی، عبیداللہ شہید ہوئے اور مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ عبداللہ بن عامر کو خبر پہنچی تو اس نے اہل بصرہ کو لڑائی پر آمادہ کیا۔ اور ایک جماعت کے ساتھ فارس گیا۔ اصطخر میں جنگ ہوئی۔ فوج کے میمنہ پر ابوبرزہ اسلمی۔ میسرہ پر مَعقِل بن یسار سواروں پر عمران بن حصین مامور تھے۔ ان میں سے ہر ایک کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل تھا۔ لڑائی بہت سخت ہوئی اہل فارس کو شکست ہوئی ان کی بڑی تعداد قتل ہوئی اور مسلمانوں نے اصطخر کو فتح کر لیا۔ عبداللہ بن عامر وہاں

Marfat.com

سے دارب گرد آیا اور اس کو فتح کر لیا پھر شہر جُور کی طرف روانہ ہوا۔ اس کو ''اردشیر خرہ'' بھی کہتے ہیں۔ پھر اہل اصطخر نے عہد شکنی کی تو وہ ان کی طرف واپس نہ آیا بلکہ جُور تک گیا۔ ھرم بن حیان نے جُور کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ مسلمان وہاں سے اصطخر جاتے تھے اور اس کے گرد ونواح میں جنگ کرتے تھے۔ اہل فارس بار بار بدعہدی کرتے تھے۔ بہر حال جب ابن عامر وہاں پہنچا تو اس نے اس کو فتح کر لیا۔

اس فتح کا سبب یہ ہوا کہ ایک رات کو بعض مسلمان نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو ایک طرف تھیلا تھا جس میں روٹی اور گوشت تھا، اتنے میں ایک کتا آیا اس نے اس تھیلے کو گھسیٹا اور اس کو لے بھاگا اور ایک خفیہ راستے سے شہر میں داخل ہوا۔ مسلمانوں نے بھی اسی راستے کو اختیار کیا اور شہر میں داخل ہو گئے اور اس کو جنگ کر کے فتح کر لیا۔

جب ابن عامر اس سے فارغ ہوا تو اصطخر کی طرف واپس آیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں شدید جنگ ہوئی منجنیقوں سے پتھر پھینکے گئے اور بہت سے عجمی قتل کیے گئے۔ بہت سے مشہور گھرانے تباہ ہو گئے۔ تیراندازوں کے وہ سردار مارے گئے جنہوں نے وہاں پناہ لی تھی۔ اس طرح اصطخر کو جنگ کے ذریعے فتح کیا گیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب اہل اصطخر نے بدعہدی کی تھی تو ابن عامر جُور جانے سے پہلے وہاں آیا تھا اور اس پر فاتحانہ قبضہ کر لیا تھا۔ وہاں سے جُور گیا تھا تو دارا اپنے سوار لے کر آیا اور اس پر بھی قبضہ کر لیا اور انہوں نے بھی بدعہدی کی تھی۔ اہل فارس نے بدعہدی اور عہد شکنی کی وہ روش اختیار کی تھی کہ اس کی بدولت ہمیشہ ذلت میں رہے۔

عامر نے اس کی اطلاع حضرت عثمانؓ کو دی۔ انہوں نے یہ لکھا کہ فارس کے علاقہ پر ھَرِم بن حیان یشکری اور ھَرِم بن حیان العبدی، خریت بن راشد، منجاب بن راشد اور الترجمان الھُجَیمی کو مقرر کرے اور اس کو یہ بھی حکم دیا کہ خراسان کے علاقوں کو ایک جماعت پر تقسیم کر دے۔ احنف کو مردین پر مقرر کرے، حبیب بن قُرّہ یربوعی کو بلخ پر، خالد بن عبداللہ بن زُھیر کو ہرات پر، امیرین احمر کو طُوس پر، قیس بن ھُبیرہ سُلَمی کو نیشاپور پر مقرر کریں نیز عبداللہ بن حازم کو جو اس کے چچا کا بیٹا تھا خراج وصول کرنے پر مقرر کیا مگر اپنی وفات سے پہلے حضرت عثمانؓ نے دونوں امور قیس کے سپرد کر دیئے اور امیر بن احمر کو سجستان پر مقرر کیا۔ پھر اس پر عبدالرحمٰن بن سمرہ کو مقرر کیا، وہ آل حبیب بن عبد شمس سے تھا۔ جب حضرت عثمانؓ کی وفات ہوئی تو وہ اپنے عہدہ پر فائز تھا اور عمران مکران میں تھا عمیر بن عثمان

Marfat.com

بن سعد فارس میں تھا ابن کندیر القشیر ی کرمان میں تھا۔

پھر قیس بن ھیثم نے عبداللہ بن خازم کو بطور وفد ابن عامر کے پاس حضرت عثمان کی زندگی میں بھیجا۔ ابن عامر اس کی عزت کرتا تھا۔ اس نے عامر سے کہا کہ مجھے یہ تحریر دے دو کہ اگر قیس خراسان سے جائے تو وہاں میری تقرری ہوگی۔ ابن عامر نے اس کو یہ تحریر لکھ دی۔ اس کے بعد وہ خراسان واپس آ گیا۔ جب حضرت عثمان شہید کر دیئے گئے اور دشمن کا زور بڑھ گیا تو ابن خازم نے قیس سے کہا کہ میرا مشورہ یہ ہے کہ تم مجھے جانشین بنا کر جاؤ اور حالات کا جائزہ لو۔ اس نے ایسا ہی کیا اور اس کے بعد اپنی جانشینی کا عہد لے لیا اور وہ خراسان میں اس وقت تک رہا جب تک حضرت علی بن ابی طالب کی خلافت قائم ہوئی۔ قیس کو ابن خازم کی اس حرکت پر بہت غصہ آیا۔

مسجد نبوی کی توسیع

اسی سنہ میں حضرت عثمان نے مسجد نبوی کی توسیع، ماہ ربیع الاول میں کی۔ اس کے لئے گچ کا سامان بطن نخل سے لایا گیا۔ اس کی تعمیر میں نقشین پتھر لگائے گئے اور اس کے ستون پتھر کے بنائے گئے جن کی گولائی اوپر کو کم ہوتی گئی۔ اس کا طول ایک سو ساٹھ ہاتھ اور عرض ایک سو پچاس ہاتھ تھا اس کے دروازے حضرت عمر کے عہد کے دروازوں کی جگہ پر چھوڑ رکھے گئے۔

حضرت عثمان کا نماز میں قصر نہ کرنا

اسی سال حضرت عثمانؓ نے حج کیا اور اپنا خیمہ منیٰ میں نصب کیا اور یہ پہلا خیمہ تھا جو حضرت عثمانؓ نے منیٰ میں نصب کیا اور وہاں اور عرفات میں پوری نماز پڑھی یعنی مسافر کی طرح قصر نہ کیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ لوگوں نے حضرت عثمانؓ پر کھلم کھلا اعتراض کیا جب کہ انہوں نے منیٰ میں نماز پوری پڑھی، اس پر صحابہ میں سے ایک سے زائد نے اعتراض کیا۔ اور ان سے کہا کہ یہ نئی بات ہے اور پرانے دستور کے خلاف ہے۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کا عہد پایا ہے اور وہ دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور آپ بھی اپنی خلافت کے شروع میں دو رکعت پڑھتے تھے۔ اب کیا بات ہوئی کہ آپ نے پوری نماز پڑھی (یعنی قصر نہیں کیا)۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا یہ میری رائے ہے۔ یہ خبر

Marfat.com

عبدالرحمٰن بن عوف تک پہنچی تو وہ ان کے پاس آئے اور کہا کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ، ابوبکر اور عمر کے ساتھ اس جگہ پر دو رکعت نماز نہیں پڑھی اور کیا آپ خود دو رکعت نماز نہیں پڑھتے رہے؟ حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ "ہاں لیکن مجھے خبر ملی ہے کہ جو لوگ یمن سے حج کرنے آئے ہیں انہوں نے اور کچھ درشت مزاج لوگوں نے کہا ہے کہ مقیم کی نماز بھی دو رکعت ہے اور انہوں نے میری نماز سے استدلال کیا۔ مکہ مکرمہ میں، میں نے شادی کر لی ہے اور طائف میں میری جائیداد ہے۔" عبدالرحمٰن نے کہا "یہ کوئی عذر نہیں ہے۔ یہ کہنا کہ یہاں شادی کر لی ہے تو آپ کی بیوی مدینہ میں ہے۔ جب چاہیں اس کے ساتھ سفر کر سکتے ہیں اور آپ تو اپنے مکان ہی میں رہتے ہیں۔ اور یہ کہنا کہ طائف میں آپ کی ملکیت اور جائیداد ہے تو وہاں سے یہاں کا فاصلہ تین رات کا سفر ہے اور یہ کہنا کہ حجاج یمن نے اعتراض کیا تو رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی اور انہوں نے اسلام کی تعلیم دی، اس کو تھوڑا زمانہ گذرا ہے۔ بعد ازاں ابوبکر اور عمر نے دو رکعت نماز پڑھی ہے۔" اس پر حضرت عثمان نے کہا کہ یہ میری رائے ہے۔ عبدالرحمٰن نے ابن مسعود سے ملاقات کی اور کہا اے ابو محمد! یہ اس کے علاوہ ہے جو تم دیکھتے اور جانتے ہو۔ ابن مسعود نے کہا کہ اختلاف کرنا برا ہے اس لئے میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ چار رکعت نماز پڑھی ہے۔ عبدالرحمٰن نے کہا میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی مگر اب چار پڑھوں گا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ۳۰ھ کا واقعہ ہے۔

Marfat.com

بیسواں باب

۳۰ھ کے واقعات

ولید بن عقبہ کی کوفہ سے معزولی

اس سن میں حضرت عثمانؓ نے ولید بن عقبہ کو کوفہ سے معزول کیا اور ان کی جگہ سعید بن العاص کو مقرر کیا۔ حضرت عثمان کی خلافت کے دوسرے سال ولید کی کوفہ پر تقرری کا سبب پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ یعنی وہ لوگوں کی نگاہوں میں پسندیدہ تھا۔ وہ اس عہدہ پر پانچ سال رہا۔ اس کے گھر میں کوئی دروازہ نہ تھا (یعنی آنے والوں پر کوئی روک ٹوک نہیں تھی)۔ پھر کوفہ کے کچھ نوجوانوں نے ابن الحیسمان الخزاعی پر نقب لگایا اس کے ساتھ بدسلوکی کی تو اس نے ان کو ڈرایا اور تلوار لے کر نکل آیا اور چلایا تو ابو شریح خزاعی اس کی مدد کے لیے آگے بڑھا۔ وہ مدینہ سے کوفہ اس غرض سے آیا تھا کہ وہاں جہاد کی جگہ قریب تھی۔ ابوشریح چلایا مگر انہوں نے کوئی توجہ نہیں دی اور ابن الحیسمان الخزاعی کو قتل کر دیا۔ اس سلسلہ میں جو لوگ گرفتار ہوئے ان میں زُہیر بن جُندب الازدی، مُورّع ابن ابی مُورّع اسدی، شُبَیل بن اُبی الازدی تھے۔ ان کے خلاف ابوشریح اور اس کے بیٹے نے گواہی دی۔ ولید نے حضرت عثمان کو لکھا حضرت عثمان نے حملہ آور قاتلوں کے قتل کا حکم دیا۔ ولید بن عقبہ نے ان کو محل کے دروازے پر قتل کر دیا۔ مقتول کے ولی نے لوگوں کے سامنے جھوٹی قسم کھانے کا الزام لگایا تا کہ لوگ ولید کو قتل سے باز رکھیں۔

ابو زُبید جو بنی تغلِب کے عہد جاہلی اور اسلام کا شاعر تھا اس کے ماموں نے اس کے حق کے بارے میں اس پر ظلم کیا۔ ولید نے بطورِ عامل اس کا حق دلوا دیا۔ ابو زبید نے ولید کا شکریہ ادا کیا اور اس کا دوست بن گیا۔ اور مدینہ اور کوفہ میں اس کے ساتھ رہا۔ ابو زبید عیسائی تھا پھر مسلمان ہو گیا اور اس

Marfat.com

کا اسلام اچھا تھا۔ (ایک دن) کوئی آنے والا ابوزینب ابومُوَرّع اور جُندب کے پاس آیا۔ جب سے ان کے بیٹے قتل کیے گئے تھے وہ ولید کے خلاف دانت پیستے رہتے تھے۔ اس کے لئے جاسوس لگا رکھے تھے۔ اس آنے والے نے ان سے کہا کہ ولید اور ابوزبید شراب پیتے ہیں لہٰذا وہ خوں کا بدلہ لینے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے ساتھ کچھ کوفیوں کو لیا اور جھپٹ پڑے۔ انہوں نے اس کو نہ دیکھا تو ملامت کرنے لگے۔ لوگوں نے ان کو گالیاں دیں۔ ولید نے اس معاملہ کو حضرت عثمان سے پوشیدہ رکھا۔

بعد ازاں جُندب اور ایک گروہ ابن مسعود کے پاس آیا اور کہا کہ ولید ایک گوشہ میں شراب پیتا ہے اور انہوں نے اس کو ظاہر کر دیا ہے۔ ابن مسعود نے کہا کہ جو شخص چھپا کے کام کرتا ہے ہم اس کی جستجو نہیں کرتے۔ ولید نے ابن مسعود کے اس قول پر غصہ کیا یہاں تک کہ ایک دوسرے سے غضبناک ہو گئے۔ اسی اثنا میں ولید کے پاس ایک جادوگر لایا گیا۔ اس نے ابن مسعود کے پاس بھیجا تا کہ وہ بتائیں کہ اس پر کیا حد لگائی جائے۔ جادوگر نے ابن مسعود کے سامنے یہ اعتراف کیا کہ میں لوگوں کے خیال میں یہ بٹھا دیتا ہوں کہ میں گدھے کے پاخانے کے مقام سے اندر داخل ہو کر اس کے منہ سے نکل آتا ہوں۔ ابن مسعود نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ جب ولید نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تو لوگ آ گئے۔ ان کے ساتھ جُندب بھی تھا اس نے جادوگر کو مارا اور قتل کر دیا۔ لہٰذا ولید نے اس کو قید کر دیا اور حضرت عثمان کو لکھا۔ انہوں نے اس کی رہائی کا حکم دیا البتہ کہا کہ اس کی سرزنش کی جائے۔ جُندب کی وجہ سے اس کے ساتھی غصہ میں بھر گئے اور حضرت عثمان کے پاس جا کر ولید کے استعفے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے ان کو محروم واپس کر دیا۔ جب یہ واپس آئے تو ہر وہ شخص جس کو ولید سے شکایت تھی ان کے پاس آیا اور سب نے ایک رائے قائم کر لی۔ ابوزینب اور ابومُوَرّع وغیرہ ولید کے پاس گئے اور اس سے گفتگو کی۔ اس اثنا میں وہ سو گیا تو ان دونوں نے اس کی انگوٹھی اتار لی اور مدینہ چلے گئے۔ جب ولید کی آنکھ کھلی تو اپنی انگوٹھی نہ پائی۔ اس نے اپنی بیویوں سے دریافت کیا تو انہوں نے یہ خبر دی کہ آخر میں صرف دو آدمی رہ گئے تھے جن کا حلیہ یہ تھا۔ ولید نے ان کو ملزم سمجھا اور کہا کہ وہ ابوزینب اور ابومُوَرّع تھے۔ ان کو بلانے کے لئے آدمی بھیجا مگر ان دونوں کو نہ پایا۔

وہ دونوں حضرت عثمان کے پاس پہنچے اور ان کے ساتھ کچھ اور آدمی بھی تھے ان دونوں نے ولید پر یہ الزام لگایا کہ اس نے شراب پی تھی۔ ولید کو بلوایا گیا، وہ مدینہ آیا تو حضرت عثمان نے ان

Marfat.com

دونوں کو طلب کیا اور کہا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ تم نے اس کو شراب پیتے ہوئے دیکھا۔ ان دونوں نے کہا 'نہیں'۔ اس پر حضرت عثمان نے کہا کہ تم نے کیونکر جانا۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے اس کی داڑھی کو نچوڑا اور وہ شراب کی قے تھی۔ اس پر حضرت عثمان نے سعید بن العاص کو حکم دیا اور انہوں نے حد جاری کرتے ہوئے کوڑے مارے۔ اس وجہ سے دونوں خاندانوں میں عداوت موروثی ہوگئی۔ ولید کے جسم پر اس وقت لباس تھا، حضرت علی نے اس کو اتارنے کا حکم دیا۔

یہ روایت اسی طرح ہے مگر صحیح یہ ہے کہ جس نے کوڑے لگائے وہ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب تھے۔ کیونکہ حضرت علی نے اپنے بیٹے حسن کو کوڑے مارنے کا حکم دیا تو حضرت حسن نے کہا کہ اس گرمی پر اس کو مامور کیجئے جو اس کی خنکی سے مستفید ہو، تو آپ نے عبداللہ بن جعفر کو حکم دیا اور انہوں نے چالیس کوڑے مارے تو حضرت علی نے کہا بس کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر دونوں نے شراب کی حد میں چالیس کوڑے لگوائے تھے اور حضرت عمر نے اسّی۔ دونوں سنت ہیں مگر مجھے یہ زیادہ پسند ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ولید نے اہل کوفہ کو نشہ کی حالت میں چار رکعت نماز پڑھائی اور پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا کیا اور پڑھاؤں۔ تو ابن مسعود نے کہا کہ آج سے زیادہ نماز پڑھنے کے لئے ہم تیرے ساتھ نہ رہیں گے۔ اور انہوں نے حضرت عثمان کے سامنے شہادت دی انہوں نے حضرت علی کو کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ حضرت علی نے عبداللہ بن جعفر کو حکم دیا اور انہوں نے کوڑے لگائے اس کے بارے میں حُطَیئة نے کہا ہے۔

شهد الحطيئة يوم يلقى ربه — وان الوليد احق بالعذر
نادى وقد تمت صلاتهم — أ أزيد كم؟ سكراً. وما يدرى
فابوا ابا وهب ولو اذنوا — لقرنت بين الشفع والوتر
كفوا عنانك اد جريت ولو — تركوا عنانك لم تزل تجرى

[حطیئہ جس دن اپنے پروردگار سے ملاقات کرے گا۔ گواہی دے گا کہ ولید کا عذر حق بجانب ہے۔ جب لوگوں کی نماز پوری ہوگئی تو اس نے پکار کر کہا کیا اور پڑھاؤں یہ بات اس نے نشہ میں کہی جب کہ وہ سمجھ نہیں سکتا تھا۔ انہوں نے ابووہب سے انکار کر دیا۔ اگر وہ اجازت دے دیتے تو وہ طاق اور جفت جمع ہو جاتے۔ اگر تم دوڑو تو باگ کو قابو میں رکھو اور

Marfat.com

اگر اپنی باگ چھوڑ دو گے تو تم دوڑتے ہی رہو گے۔]

جب حضرت عثمان کو ولید کی شراب خوری کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے اس کو معزول کر دیا اور سعید بن العاص بن امیہ کو مقرر کیا۔ سعید نے حضرت عمر کے گھر میں پرورش پائی تھی۔ جب شام فتح ہو گیا تو اس کو وہاں بھیج دیا گیا تھا۔ اور وہ امیر معاویہ کے ساتھ تھا۔ ایک دن حضرت عمر نے قریش کا کچھ ذکر کیا اور اس کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ شام میں ہے تو اس کو بلوایا وہ آیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے تمہاری مصیبت (بلا) اور اچھائیوں (صلاح) کی اطلاع ملی ہے۔ تم اپنی خوبیاں بڑھاؤ اللہ اپنی مہربانی میں اضافہ کرے گا۔ پھر پوچھا کیا تمہاری بیوی ہے۔ سعید نے جواب دیا نہیں۔ تو حضرت عمر، سفیان بن عوف کی بیٹیوں کے پاس گئے ان کی ماں ان کے ساتھ تھیں۔ ان کی ماں نے کہا کہ ہمارے مرد ہلاک ہو گئے ہیں اور جب مرد ہلاک ہو جاتے ہیں تو عورتیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ آپ میری بیٹیوں کو ان کے برابر والوں میں بیاہ دیں۔ آپ نے ان میں سے ایک کو سعید کے ساتھ بیاہ دیا دوسری کے ساتھ عبدالرحمٰن بن عوف نے شادی کر لی۔

آپ (حضرت عمر) کے پاس مسعود بن نُعیم نہشلی کی بیٹیاں آئیں اور انہوں نے کہا کہ ہمارے مرد ہلاک ہو گئے ہیں اور بچے باقی رہ گئے ہیں ہمیں بھی ہمارے برابر والوں میں بیاہ دیجئے۔ ان میں سے ایک کے ساتھ سعید نے اور دوسری کے ساتھ جبیر بن مطعم نے بیاہ کر لیا۔ اس (سعید) کے چچا مصیبت زدہ اور سابقین اسلام تھے۔ سعید، حضرت عمر کی وفات سے پہلے ہی قریش کے اہم لوگوں میں شمار ہونے لگے تھے۔ جب حضرت عثمان نے ان کو عامل بنایا تو وہ کوفہ گئے اور ان کے ساتھ اشتر، ابوخشہ غفاری اور جُندب بن عبداللہ واپس گئے۔ ابن صعب بن جثامہ اور جو لوگ ولید کی مدد میں نمایاں تھے وہ اسی کی طرف جھکے رہے۔ اس پر کوفہ کے کسی شاعر نے کہا۔

فررت من الولید الی سعید　　کاهل الحجر اذ جزعوا فباروا

یلینا من قریش کل عام　　امیر محدث او مستشار

لنا نار نخوفها فنخشی　　ولیس لهم فلا یخشون، نار

[میں ولید سے سعید کی طرف بھاگا، مثل اہل حجر کے جو ڈرتے ہیں تو دوسروں کی آزمائش کرتے ہیں۔ ہم پر قریش کا امیر خواہ نیا ہو یا تجربہ کار ہو ہر سال مسلط کیا جاتا۔ ہمارے

Marfat.com

پاس آگ ہے جس کے پاس ہم خریف میں جمع ہوتے ہیں، پس ڈرتے ہیں۔ ان کے پاس آگ نہیں ہے لہٰذا نہیں ڈرتے۔]

جب سعید کوفہ پہنچے تو منبر پر چڑھے۔ اللہ کی حمد وثنا کی پھر کہا ''میں تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں میں اس کو پسند نہیں کرتا تھا مگر جب مجھے حکم دیا گیا تو اس کی بجا آوری ضروری تھی۔ آگاہ ہو جاؤ کہ فتنے نے اپنی باگ ڈھیلی چھوڑ دی ہے اور آنکھیں کھول دی ہیں (یعنی اس علاقہ میں فتنہ بڑھ رہا ہے)۔ خدا کی قسم میں اس کے منہ پر ماروں گا یہاں تک کہ اس کی جڑیں اکھاڑ پھینکوں۔ یہ میرا پختہ ارادہ ہے میں آج ہی سے اس کے لئے آمادہ ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ نیچے اتر آئے۔ وہ کوفیوں کے حالات دریافت کرتے رہے۔ جب ان کے احوال معلوم ہوگئے تو حضرت عثمان کو لکھا، ''کوفیوں کے حال میں اضطراب و پریشانی ہے جو لوگ حسب ونسب میں شریف اور سابقین اسلام ہیں وہ مغلوب ہیں۔ یہاں روادف (جو لوگ لشکر کے ساتھ آئے تھے) جو پہلے آئے تھے غالب ہیں اور ان کے بعد بدوی آکر مل گئے ہیں۔ لہٰذا کوئی شریف آدمی جس نے مصیبت اٹھا کر نیابت کی ہو یا قیام کیا ہو نظر نہیں آتا۔''

حضرت عثمان نے جواب میں لکھا، ''امابعد بزرگی ان لوگوں کو ہے جو سابقین اسلام ہیں اور جن کے ہاتھوں پر اللہ نے ان شہروں کو فتح کیا ہے اور جو لوگ ان کے علاوہ مقیم ہیں وہ ان کے پیرو ہیں۔ البتہ جو لوگ اپنے حق سے دست بردار ہوگئے ہوں یا وہاں مقیم نہیں ہیں اور یہی لوگ قیام کئے ہوئے ہیں تو تم ہر ایک کے درجہ کا لحاظ رکھو۔ ہر ایک کو اس کے حق کے مطابق دیتے رہو کیونکہ لوگوں کو پہچاننے سے ہی ان میں عدل ہو سکتا ہے۔''

سعید نے ان لوگوں کو بلایا جو دوسری لڑائیوں اور جنگ قادسیہ میں شریک تھے اور کہا کہ تم لوگوں کے سربراہ ہو اور چہرہ سے جسم کا حال ظاہر ہوتا ہے لہٰذا تم حاجت مندوں کی حاجت ہمیں بتاؤ۔ انہوں نے بعد میں آکر کوفہ میں آباد ہونے والوں کو ان سے منسلک کر دیا۔

انہوں نے رات کی قصہ گوئی ؎ کے لئے قاری مقرر کئے تو کوفیوں نے اس پر اعتراضات شروع کر دیئے۔ سعید نے حضرت عثمان کو لکھا انہوں نے لوگوں کو جمع کیا اور جو کچھ اس نے لکھا تھا اس کی اطلاع دی تو انہوں نے کہا کہ آپ نے درست کیا ہے اور ان کو اس کا لالچ نہ دیجیے۔ جس کے وہ اہل نہیں ہیں۔ کیونکہ جو شخص جس کام کا اہل نہیں ہوتا اور وہ کام اس کے سپرد کیا جاتا ہے تو وہ اس کو خراب کر

Marfat.com

دیتا ہے۔ حضرت عثمان نے کہا اے اہل مدینہ! تم تیار ہو جاؤ اور جو فتنے تمہاری طرف بڑھ رہے ہیں ان کی روک تھام کرو۔ خدا کی قسم میں تم کو یہ مشورہ دونگا کہ اگر تم سمجھو تو یہاں سے منتقل ہو جاؤ۔ تاکہ جو وہاں موجود ہو وہ اہل عراق کے ساتھ اپنا حصہ پائے۔ اور ان کے ساتھ ان کے شہروں میں مقیم ہو جائے۔ لوگوں نے کہا کہ زمینوں کا حصہ کیونکر منتقل کیا جائے گا۔ حضرت عثمان نے کہا کہ جو چاہے حجاز یمن وغیرہ کی املاک فروخت کر دے اور عراق میں خرید لے۔ اس تجویز پر وہ خوش ہو گئے۔ اس طرح اللہ نے ان کے لئے ایک راستہ کھول دیا۔ جو ان کے تصور میں نہ تھا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور ہر قبیلہ کے آدمیوں نے ان کی جائداد خرید لی اور یہ معاملہ لوگوں کی رضامندی سے ہوا اور لوگوں نے ان کا حق تسلیم کر لیا۔

سعید بن العاص کی جنگ طبرستان

اسی سن میں سعید بن العاص نے طبرستان میں جنگ کی۔ اس سن سے پہلے وہاں جنگ نہیں ہوئی تھی۔ حضرت عمر کے زمانہ کے متعلق اختلافی اقوال نقل کئے جا چکے ہیں اور وہاں کے فوجی سردار نے حضرت عمر کے زمانہ میں سوید بن مُقَرّن سے صلح کر لی تھی اس شرط پر کہ وہ کچھ مال دیا کرے گا۔ اس روایت کے بموجب سعید بن العاص نے ۳۰ھ میں کوفہ سے جنگ کی اور ان کے ساتھ حسن، حسین، ابن عباس، ابن عمر بن خطاب، عبداللہ بن عمرو بن عاص، حذیفہ بن یمان، ابن زبیر اور نبی ﷺ کے صحابہ میں سے کچھ لوگ تھے۔ ابن عامر خراسان کے ارادہ سے بصرہ سے نکلا اور سعید سے پہلے نیشاپور میں جا اترا۔ سعید قُومس میں اترے اور وہ اسی صلح پر قائم تھے جو حذیفہ نے نہاوند کے بعد کی تھی۔ وہ جرجان گئے وہاں کے باشندوں نے دولاکھ پر صلح کر لی۔ پھر وہ طمیسہ پہنچے، یہ پورا علاقہ طبرستان میں ہے اور جرجان کی بحری سرحد پر ہے۔ وہاں کے باشندوں نے ان سے جنگ کی اور اس موقع پر انہوں نے نماز خوف ادا کی۔ نماز خوف کا طریقہ حذیفہ نے اس کو بتایا تھا۔ وہ لوگ لڑ رہے تھے کہ ایک شخص کے کاندھے پر سعید نے تلوار ماری وہ اس کی کہنی سے نکل گئی۔ اس کے بعد انہوں نے ان کا محاصرہ کر لیا تو انہوں نے امان مانگی۔ سعید بن عاص نے اس شرط پر امان دی کہ صرف ایک آدمی کے علاوہ سب کو قتل کر دیا جائے گا۔ انہوں نے قلعہ کھول دیا۔ مجاہدین نے ایک آدمی کے سوا سب کو قتل کر دیا اور جو کچھ قلعہ میں تھا اس کو جمع کر لیا۔ بنی نہد کے ایک آدمی کو زنانہ زیورات کا ڈبہ ملا جس کو تالا لگا ہوا تھا اس نے خیال

Marfat.com

کیا کہ اس میں جواہرات ہیں۔ یہ اطلاع سعید کو ملی انہوں نے اس نہدی کو بلایا۔ جب وہ ڈبہ لایا اس کا تالا توڑا تو اس کے اندر دوسرا ڈبہ تھا۔ اس کو کھولا تو اس میں ایک سرخ خرقہ تھا اس کو پھیلایا تو اس میں زرد خرقہ تھا اور ان میں دو آلات تناسل تھے ایک کمیت کا اور ایک سرخ گھوڑے کا۔ اس موقع پر بنی نہد کی ہجو میں ایک شاعر نے کہا۔ ۲ سعید نے نامیہ کو فتح کیا یہاں کوئی شہر نہ تھا صرف جنگل تھا۔ سعید کے ساتھیوں میں سے محمد بن الحکم بن ابی عقیل کی وفات ہوئی۔ یہ یوسف بن عمرو کا دادا تھا۔ پھر سعید واپس آئے تو کعب بن جُعَیل نے اس کی تعریف کی۔

فنعم الفتی اذحال جیلان دونه واذهبطوا من دستبی ثم ابهرا

[بہت اچھا نوجوان ہے جب دو قبیلے اس کو حائل ہوئے اور یہ اس وقت ہوا جب وہ دستبی اور ابھرا سے اترے۔]

یہ کئی اشعار تھے۔ جب سعید نے اہل جرجان سے صلح کی تو وہ کبھی ایک لاکھ کبھی دو لاکھ کبھی تین لاکھ لاتے اور یہ کہتے تھے کہ ہم نے اس پر صلح کی ہے۔ اور کبھی (خراج) روک بھی لیتے تھے۔ پھر انہوں نے بالکل روک لیا اور ادائیگی سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد قُومِس کی طرف سے خراسان کا راستہ منقطع ہو گیا اور راستہ میں شدید خوف پیدا ہو گیا۔ البتہ خراسان کا راستہ فارس سے کرمان اور وہاں سے خراسان کھلا ہوا تھا۔ سب سے پہلے قُومِس کی طرف سے جس نے راستہ بنایا وہ قتیبہ بن مسلم تھا۔ وہ خراسان کا والی ہوا اور وہاں یزید بن مہلب پہنچا تو اس نے صولا والوں سے صلح کر لی۔ اور بحیرہ دِہستان کو فتح کر لیا اور جرجان کے لوگوں نے سعید کی شرائط پر صلح کر لی۔

اس سن میں حذیفہ جنگ رے سے عبدالرحمٰن بن ربیعہ کی مدد کے لئے باب کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان کے ساتھ سعید بن العاص بھی نکلے اور آذربیجان پہنچے۔ وہاں کے لوگ دوسروں کی مدد کر رہے تھے۔ اس لئے وہ ٹھہر گئے یہاں تک کہ حذیفہ رَے سے واپس آ گئے۔ پھر وہ دونوں لوٹ آئے۔

جمع قرآن کا مسئلہ

جب حضرت حذیفہ آئے تھے تو انہوں نے سعید بن العاص سے کہا کہ میں نے اس سفر میں یہ دیکھا ہے کہ اگر لوگوں کو اس حالت میں چھوڑ دیا جائے کہ وہ قرآن کے بارے میں اختلاف کرتے

Marfat.com

رہے تو وہ کبھی متفق نہ ہوں گے۔ سعید نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ تو حذیفہ نے کہا کہ میں نے اہل حمص کو دیکھا کہ وہ اپنی قرآت کو جو انہوں نے مقداد سے سیکھی ہے، سب سے بہتر کہتے ہیں۔ اسی طرح اہل دمشق اپنی قرات کو سب سے بہتر کہتے ہیں اور کوفی اپنی قرات کو سب سے بہتر سمجھتے ہیں، انہوں نے ابن مسعود سے قرآن پڑھا ہے۔ اہل بصرہ بھی اسی طرح کہتے ہیں۔ انہوں نے ابو موسیٰ سے قرآن سیکھا ہے۔ اور اپنے مصحف کو ''لباب القلوب'' کہتے ہیں۔ جب یہ لوگ کوفہ پہنچے تو حذیفہ کو جو اندیشہ تھا انہوں نے لوگوں کو بتایا تو اصحاب رسول اللہ ﷺ اور بیشتر تابعین نے ان کی موافقت کی۔ مگر ابن مسعود کے ساتھیوں نے یہ کہا کیا تم اس کا انکار کرتے ہو کہ ہم ابن مسعود کی قرات کے مطابق نہیں پڑھتے۔ اس پر حذیفہ اور جو لوگ اس کے ہم خیال تھے، ان کو غصہ آ گیا اور کہا کہ تم بدوی (اعراب) ہو لہٰذا خاموش رہو کیونکہ تم غلطی پر ہو۔ حذیفہ نے کہا کہ خدا کی قسم اگر میں زندہ رہا تو امیر المومنین کے پاس جاؤں گا اور یہ مشورہ دوں گا کہ اس اختلاف کو دور کریں۔ اس پر ابن مسعود نے ان کو برا بھلا کہا تو سعید کو غصہ آ گیا اور وہ کھڑے ہو گئے اور لوگ منتشر ہو گئے۔ حذیفہ غصہ کی حالت میں حضرت عثمانؓ کے پاس گئے اور جو کچھ دیکھا تھا اس کی خبر دی اور کہا کہ میں نذیر العریان (راز کو کھولنے والا) ہوں تم امت کی خبر لو۔ حضرت عثمان نے صحابہ کو جمع کر کے اس امر کی خبر دی۔ انہوں نے اس کو اہمیت دی اور جو کچھ حذیفہ نے سمجھا تھا سب نے سمجھا۔

بعد ازاں حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہ بنت عمر کو یہ کہلا بھیجا کہ ہمیں صحف بھیج دیجئے تا کہ ہم اس کی نقل کرا لیں۔ یہ صحف وہ تھے جو حضرت ابوبکر کے زمانے میں لکھے گئے تھے۔ بہت سے صحابہ جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ جنگ یمامہ میں قتل بہت زیادہ ہوا اس سے بہت سے قراء شہید ہو گئے اور مجھے اندیشہ ہے کہ اس وجہ سے قرآن کا اکثر حصہ تلف ہو جائے گا۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن جمع کرنے کا حکم دیں۔ حضرت ابوبکر نے حضرت زید بن ثابت کو حکم دیا کہ چمڑے کے ٹکڑوں سے ہڈیوں سے اور لوگوں کے سینوں سے قرآن جمع کریں۔ وہ صحف حضرت ابوبکر کے پاس تھے، آپ کے بعد حضرت عمر کے پاس رہے۔ ان کے انتقال کے بعد یہ صحف (ام المومنین حضرت) حفصہ کے پاس محفوظ تھے۔

اس موقع پر حضرت عثمانؓ نے یہ صحف ان سے منگوا لیے اور حضرت زید بن ثابت، عبداللہ بن الزبیر، سعید بن عاص اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کو حکم دیا انہوں نے مصاحف کی نقلیں تیار

Marfat.com

کیں۔ حضرت عثمان نے ان سے کہہ دیا تھا کہ اگر تم میں اختلاف ہو تو قریش کی زبان میں لکھنا کیونکہ یہ انہی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور جب صحف کی نقل کر لی تو (حضرت) عثمان نے وہ نسخہ حضرت حفصہ کو واپس کر دیا اور ہر علاقہ میں ایک ایک مصحف (قرآن) بھیج دیا اور اس کے علاوہ (اور لوگوں کے پاس) جو تھے ان کو جلا دیا اور حکم دیا کہ اس پر اعتماد کریں اور ان کے سوا جو بھی ہیں ان کو ترک کر دیں۔ ہر شخص نے اس فعل کی فضیلت کو سمجھ لیا بجز کوفیوں کے جب وہاں مصحف پہنچا تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ خوش ہوئے مگر اصحاب عبداللہ اور جو لوگ ان کے ہم خیال تھے انہوں نے روکا اور لوگوں پر عیب لگایا۔ ابن مسعود نے ان میں کھڑے ہوئے اور کہا کہ (تمہارا فعل) کل یہی نہیں ہے خدا کی قسم تم ان سے پہلے واضح طور سے پڑھ چکے ہو اس غلطی سے باز رہو۔ (مصحف) جب کوفہ پہنچا تو ایک شخص کھڑا ہوا اور حضرت عثمان پر یہ الزام لگایا کہ وہ لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کرنا چاہتے ہیں پھر وہ چلا یا۔ اور ایک آدمی نے کہا کہ خاموش رہو یہ ہماری پوری جماعت کا کام ہے اور جس طرح حضرت عثمان فرماں روا ہیں تو بھی ہوتا تو یہی طریقہ اختیار کرتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا چاہ اریس میں گرنا

اس سن میں رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی حضرت عثمان کے ہاتھ سے چاہ اریس میں گر گئی۔ یہ کنواں مدینہ منورہ سے دو میل کے فاصلہ پر ہے اس میں پانی کم تھا۔ مگر اس کے بعد اس کی گہرائی کا پتہ نہ چل سکا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ انگوٹھی اس وقت تیار کرائی تھی جب انہوں نے غیر عرب لوگوں سے خط و کتابت شروع کی تھی اور وہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلا رہے تھے۔

ان سے کہا گیا کہ وہ لوگ کوئی مکتوب بغیر مہر کے قبول نہیں کرتے۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ایک لوہے کی انگوٹھی تیار کی جائے۔ جب وہ تیار ہو گئی تو آپ نے اپنی انگلی میں پہنی۔ حضرت جبریل آئے تو آپ کو اس سے منع کیا تو آپ اس کو پھینک دیا اور پھر حکم دیا تو ایک پیتل کی انگوٹھی تیار کی گئی آپ نے اس کو انگلی میں پہنا پھر حضرت جبریل آئے اور آپ کو روک دیا آپ نے اس کو بھی پھینک دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی کا حکم دیا۔ وہ تیار کی گئی تو اس کو اپنی انگلی میں پہنا۔ حضرت جبریلؑ نے فرمایا اس کو برقرار رکھیں آپ نے اس کو برقرار رکھا۔ اس کا نقش تین سطر میں تھا۔

Marfat.com

یعنی ''محمد'' ایک سطر میں ''رسول'' دوسری سطر میں ''اللہ'' تیسری سطر میں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے وقت وفات تک اسی سے مہر لگائی تھی۔ پھر حضرت ابوبکر نے اسی سے مہر لگائی۔ پھر جب آپ کی وفات ہوگئی تو حضرت عمر نے اپنی وفات تک اسی سے مہر لگائی پھر حضرت عثمان نے چھ سال تک اس سے مہر لگائی۔ اسی زمانے میں مدینہ منورہ میں مسلمانوں کے پانی پینے کے لئے ایک کنواں کھودا گیا آپ اس کنویں کی منڈیر پر بیٹھے تھے کہ وہ انگوٹھی سے کھیلنے لگے اور وہ ان کے ھاتھ سے کنویں میں گر گئی۔ اس کو تلاش کیا اور کنویں کا پورا پانی نکال ڈالا مگر وہ نہ ملی۔ آپ نے اس کے واپس لانے والے کے لئے بڑا انعام مقرر کیا اور آپ کو بہت غم ہوا جب ناامید ہوگئے تو دوسری انگوٹھی ویسی ہی بنوائی اور اس کا وہی نقش تھا وہ آپ کی شہادت تک آپ کی انگلی میں تھی جب آپ شہید ہوگئے تو یہ پتہ نہ چلا کہ وہ کس نے لے لی۔

ابوذر کا معاویہؓ سے اختلاف

اس سن میں وہ واقعہ پیش آیا جو حضرت ابوذر اور ہوا خواہان امیر معاویہؓ کے درمیان ہوا۔ جس کی وجہ سے وہ شام سے مدینہ آئے۔ اس کے بہت سے اسباب بیان کئے گئے ہیں کہ ابوذر، امیر معاویہؓ کو برا بھلا کہتے تھے اور انہوں نے ان کو قتل کی دھمکی دی تھی (امیر معاویہ نے ان کو) ملک شام سے مدینہ منورہ بغیر زین کی سواری سے بھیجا تھا اور مدینہ سے ایک بہت بری وجہ سے جلا وطن کیا تھا کہ اس کی روایت صحیح نہیں ہے اور اگر روایت درست ہوتی تو یہ ضروری تھا کہ وہ حضرت عثمانؓ سے معذرت کرتے کیونکہ امام کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی رعیت کی تادیب وتنبیہ کرے اور اس میں اس کو معذور سمجھا جائے نہ یہ کہ اس کو طعن وتشنیع کا سبب قرار دیا جائے بنابراں میں نے (یعنی ابن اثیر نے) اس کا بیان نامناسب سمجھا۔

جو لوگ عذر پیش کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب ابن السودا شام میں آیا تو ابوذر سے ملا اور کہا کہ اے ابوذر کیا معاویہ کی یہ رائے عجیب نہیں ہے کہ مال تو خدا کا ہے آگاہ ہوجاؤ کہ ہر چیز خدا کی ہے۔ گویا وہ اس کو آدمیوں سے علیحدہ رکھنا اور مسلمانوں کا نام مٹانا چاہتے ہیں۔ ابوذر، امیر معاویہ کے پاس گئے اور کہا کہ تمہیں کیا حق ہے کہ اسی وقت سے مسلمانوں کے مال کو اللہ کا مال کہو۔ امیر معاویہ نے کہا اے ابوذر! اللہ تم پر رحم کرے! کیا ہم اللہ کے بندے نہیں ہیں اور مال خدا ہی کا ہے۔ ابوذر نے کہا یہ کہو نہیں۔ امیر معاویہ نے کہا تو میں مسلمانوں کا مال کہوں گا۔ بعدازاں ابن السودا، ابوالدردا کے پاس

Marfat.com

آیا اور ان سے بھی یہی بات کہی تو انہوں نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں تم یہودی ہو۔ بعد ازاں وہ عبادہ بن الصامت کے پاس آیا تو عبادہ نے اس کو پکڑ لیا اور امیر معاویہ کے پاس لائے اور کہا کہ خدا کی قسم یہ وہ شخص ہے جس نے ابوذر کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔

ابوذر ہر مسلمان کے پاس جا کر یہ کہا کرتے تھے کہ کسی مسلمان کو جائز نہیں ہے کہ اس کے پاس ایک دن اور ایک رات کی خوراک سے زیادہ ہو اور جو چیز ہو اس کو اللہ کے راستے میں خرچ کر دے یا کسی شریف آدمی سے وعدہ کر لے اور وہ قرآن کے الفاظ کا ظاہری مطلب لیتے تھے کہ [جو لوگ گاڑ رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ سو ان کو خوش خبری سنا دکھ دینے والی آگ کی۔][۳۴] حضرت ابوذر (غفاری)، شام میں مالداروں سے کہتے کہ ان لوگوں کو خوش خبری سنا دو جو سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، اس آگ کی جس سے ان کی پیشانیاں، گردنیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی۔ ابوذر باز نہ رہے جب تک کہ فقیروں کو اس طرح نہیں ابھار دیا اور ان کو مالداروں کے پیچھے نہیں لگا دیا۔ مالداروں نے ان کے ناروا برتاؤ کی شکایت کی اس پر معاویہ نے ابوذر کو ایک ہزار دینار رات کے اندھیرے میں بھیجے انہوں نے وہ سب خرچ کر ڈالے۔ جب معاویہ نے صبح کی نماز پڑھی تو اپنے قاصد کو بلایا جس کو ان کے پاس بھیجا تھا اور کہا کہ ابوذر کے پاس جا کر کہو کہ میرے جسم کو معاویہ کے عذاب سے بچاؤ کیونکہ انہوں نے کسی دوسرے کے پاس بھیجا تھا۔ میں غلطی سے آپ کو دے گیا۔ اس نے ایسا ہی کیا تو ابوذر نے کہا اے میرے بیٹے ان سے کہو کہ تمہارے دیناروں میں سے ایک دینار بھی ہمارے پاس صبح تک باقی نہیں رہا۔ ہمیں تین دن کی مہلت دو تو ہم تمہارے لئے یہ روپیہ جمع کر دیں۔ جب معاویہ نے یہ دیکھا کہ ان کا فعل ان کے قول کے مطابق ہے تو انہوں نے حضرت عثمانؓ کو لکھا کہ ابوذر نے میری زندگی تلخ کر دی ہے اور وہ ایسی ایسی باتیں فقیروں سے کہتے ہیں معاویہ کو حضرت عثمان نے (جواب میں) لکھا کہ فتنہ نے اپنی نکیل توڑ ڈالی ہے اور آنکھیں کھول دی ہیں۔ اور اب کچھ باقی نہیں رہا ہے مگر یہ کہ تم اس کو روکو اور صرف کھرنڈ نہ اتارو۔ لہذا ابوذر کو سامان سفر کے ساتھ میرے پاس بھیجو اور ان کے ساتھ ایک رہنما بھی ہو۔ اور جہاں تک ہو سکے لوگوں کو اور اپنے آپ کو قابو میں رکھو۔ انہوں نے ابوذر کو ان کے پاس بھیج دیا۔

جب وہ مدینہ پہنچے اور کوہ سلع کے دامن کے پاس مجلسیں دیکھیں تو انہوں نے اہل مدینہ کی

Marfat.com

برائی اس طرح کی گویا کہ انہوں نے دشمن کے علاقہ پر حملہ کیا ہے اور غیر جگہ جا کر لڑائی کی ہے۔ وہ حضرت عثمانؓ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ اے ابوذر اہل شام کس وجہ سے تمہاری تیزی زبان کی شکایت کرتے ہیں۔ انہوں نے سرگزشت سنائی تو انہوں نے کہا کہ اے ابوذر! مجھ پر ضروری ہے کہ اپنا فرض پورا کروں۔ مجھ پر یہ تو لازم ہے کہ رعیت کو سخت محنت کرنے اور کفایت شعاری کا حکم دوں، لیکن مجھ پر یہ لازم نہیں ہے کہ ان کو زہد پر مجبور کروں۔ اس پر ابوذر نے کہا مالدار آدمیوں سے راضی نہ رہو جب تک وہ نیکی میں خرچ نہ کریں ہمسایہ اور بھائیوں کے ساتھ احسان نہ کریں اور رشتے داروں کے ساتھ صلہ رحمی نہ کریں۔ اس پر کعب احبارؒ نے جو وہاں موجود تھے یہ کہا کہ جس شخص نے فرض ادا کر دیا اس نے اپنا حق ادا کر دیا۔ اس پر ابوذر نے ان کے ایک لات ماری اور کہا کہ اے یہودیہ کے بیٹے تو یہاں کیا کر رہا ہے۔ حضرت عثمان نے کعب سے کہا کہ اس لات کو معاف کر دو، انہوں نے معاف کر دیا۔ اس پر ابوذر نے کہا کہ مجھے مدینہ سے باہر جانے کی اجازت دیجئے کیونکہ رسول اللہؐ نے مجھے اس وقت باہر جانے کا حکم دیا ہے جب عمارت میں شگاف پڑ جائے۔ آپ نے اجازت دے دی۔ انہوں نے ربذہ ۵ میں قیام کیا اور ایک مسجد بنالی۔ حضرت عثمان نے ان کو اونٹوں کا ایک گلہ دے دیا، دو غلام دے دئے اور روزینہ مقرر کر دیا۔ اسی طرح رافع بن خدیج کو بھی اس قسم کی بات پر مدینہ سے باہر بھیج دیا تھا۔ ابوذر مدینہ اس خوف سے بار بار آتے رہتے تھے (کہ ربذہ میں متواتر رہتے رہتے) اعرابی (دیہاتی) نہ ہو جائیں۔ معاویہ نے (شام سے) ان کے خاندان کو بھی نکال دیا۔ جب وہ لوگ نکلے تو ان کے پاس ایک بھاری تھیلی تھی۔ امیر معاویہ نے کہا اس کو دیکھو کہ دنیا میں زہد دکھاتا ہے اس کے پاس یہ ہے۔ تو ان کی بیوی نے کہا کہ اللہ کی قسم اس میں دینار ہیں نہ درہم البتہ پیسے (فلوس) ہیں۔ جب ان (ابوذر) کا وظیفہ آیا تھا تو اس سے ہماری حاجتوں کے لئے پیسے جمع کر لیا کرتے تھے۔ جب ابوذر ربذہ میں قیام فرما ہوئے اور نماز کی صفیں کھڑی ہو گئیں تو جو شخص صدقہ وصول کرنے پر مامور تھا، اس نے کہا کہ اے ابوذر! آگے بڑھئے۔ آپ نے کہا کہ نہیں، تم بڑھو، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا تھا سنو اور اطاعت کرو خواہ تم کو نکٹا غلام حکم دے۔ تم غلام تو ہو مگر تمہارا کوئی عضو ناقص نہیں ہے۔ وہ صدقہ کے غلاموں میں تھا۔ اس کا نام مجاشع تھا۔

متفرق واقعات/ وفیات

Marfat.com

اسی سن میں حضرت عثمان نے الزَّ ورا میں جمعہ کے دن تیسری اذان کا اضافہ کیا۔

☆اسی سال حضرت حاطب بن ابی بلتعہ لخمی کی وفات ہوئی۔ وہ بدری تھے۔ ☆اسی سال عمرو بن ابی سرح فہری کی وفات ہوئی وہ بھی بدری تھے۔ ☆ اسی سال مسعود بن ربیع کی وفات ہوئی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ابن ربیعہ بن عمرو القاری تھے اور قبیلہ قارہ سے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے ایمان لائے تھے۔ بدری تھے اور ان کی عمر ساٹھ سال سے کچھ بڑھ گئی تھی۔ ☆اسی سال عبداللہ بن کعب بن عمرو انصاری کی وفات ہوئی، یہ بھی بدری تھے اور جنگوں کے مواقع پر رسول اللہ ﷺ کے مال غنیمت کی نگرانی کرتے تھے۔ ☆اسی سال عبداللہ بن مظعون، جو حضرت عثمان کے بھائی تھے، کی وفات ہوئی۔ وہ بدری تھے۔ ☆اسی سال جبار بن صخر کی بھی وفات ہوئی، یہ بھی غزوہ بدر میں شریک تھے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ عرب میں قدیم سے دستور تھا کہ چاندنی رات میں لوگ ایک جگہ جمع ہو کر باتیں کیا کرتے تھے کچھ قصہ گوئی ہوتی تھی کچھ اپنے کارنامے سناتے تھے۔ سعید نے اس میں اصلاح کی کہ قرآن کی تلاوت کی جائے اور قاری مقرر کیے گئے۔

۲۔ اشعار حذف کیے جا رہے ہیں۔ ۳۔ القران، سورہ التوبہ، آیت ۳۴۔

۴۔ ابو اسحٰق کعب بن ماتع بن ھیسوع، یہود یمن میں سے تھے۔ اپنی فراواں دینی معلومات کی وجہ سے کعب الاحبار کہلاتے۔ حبر یہود کا ایک لقب ہے جو عربی لفظ عالم کا مترادف ہے۔ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق یا حضرت عمر کے عہد خلافت میں اسلام قبول کیا۔ حضرت عمرؓ کی وفات کے تین دن پہلے کعب نے ان سے ان کی شہادت کی پیش گوئی کر دی تھی۔ بعد میں یہ حمص چلے گئے اور وہیں ان کا انتقال ہوا اور انہیں حمص ہی میں دفن کیا گیا۔ کعب الاحبار بہت بڑے عالم تھے۔ ان کی وسعت علم اور ثقاہت کے بارے میں کسی کو اختلاف نہیں۔

۵۔ صحرائے نجد میں ایک مقام تھا۔

Marfat.com

اکیسواں باب

۳۱ھ کے واقعات

جنگ صواری

روایت ہے کہ اسی سن میں جنگ صواری ہوئی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ۳۴ھ میں ہوئی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۳۱ھ میں جنگ اساورہ ہوئی تھی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۳۱ھ میں دونوں جنگیں ساتھ ہوئی تھیں۔ مسلمانوں کے والی معاویہ تھے۔ اور حضرت عثمان کے زمانہ میں پورا شام ان کے زیر حکومت تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی جب حضرت ابوعبیدہ ابن الجراح کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنا جانشین عیاض بن غنم کو مامور کیا۔ وہ ان کے خالو اور چچا کے بیٹے تھے اور سخاوت میں بہت مشہور تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ معاذ بن جبل کو جانشین مقرر کیا تھا جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ جب عیاض بن غنم کی وفات ہوئی تو حضرت عمر نے ان کا جانشین سعید بن حزیم جمحی کو مقرر کیا۔ جب سعید کی وفات ہوئی تو حضرت عمر نے عمیر بن سعد انصاری کو مقرر کیا۔ جب حضرت عمر کی وفات ہوئی تو عمیر، حمص اور قنسرین کے والی تھے۔ دوسری طرف جب یزید بن ابی سفیان کی وفات ہوئی تو حضرت عمر نے ان کی جگہ ان کے بھائی معاویہ بن ابی سفیان کا تقرر کیا۔ تو امیر معاویہ کے زیر حکومت اردن اور دمشق جمع ہو گئے جب عمیر بن سعد بیمار ہوئے تو انہوں نے حضرت عثمان سے درخواست کی کہ مجھے میرے منصب سے سبکدوش کر دیا جائے۔ آپ نے ان کو اپنے گھر والوں کے پاس جانے کی اجازت دے دی اور حضرت عثمان نے حمص اور قنسرین کو بھی معاویہ کی امارت میں شامل کر دیا۔ جب عبدالرحمٰن بن علقمہ کی وفات ہوئی جو فلسطین کے والی تھے تو اس کو بھی حضرت عثمان نے معاویہ کی امارت میں شامل کر دیا۔ اس طرح

Marfat.com

پورا شام حضرت عثمان کے خلیفہ ہونے کے دو سال بعد معاویہ کے زیر حکومت آ گیا۔ یہ شام کے علاقوں کے متحد ہو جانے کے اسباب تھے۔

جنگ صواری کا سبب یہ تھا کہ مسلمانوں نے اہل افریقہ کے ہاتھوں مصیبتیں اٹھائی تھیں، ان لوگوں نے انہیں قتل کیا تھا اور قیدی بنایا تھا۔ قسطنطین بن ہرقل رومیوں کا ایک بڑا لشکر لے کر نکلا، آغاز اسلام سے اس وقت تک رومیوں کی اتنی بڑی فوج کبھی نہیں نکلی تھی۔ یہ لوگ پانچ سو یا چھ سو کشتیوں میں سوار تھے۔ مسلمان بھی برآمد ہوئے تو اہل شام معاویہ بن ابی سفیان کے ماتحت تھے اور بحری فوج کا سپہ سالار عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تھا۔ ہوا مسلمانوں کے خلاف تھی۔ جب رومیوں کو دیکھا تو مسلمان لنگر انداز ہو گئے، ہوا رک گئی۔ مسلمانوں نے کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان امان یعنی عارضی صلح کی مہلت ہے۔ لہٰذا مسلمانوں نے رات قرآن کی تلاوت، نماز اور دعاؤں میں گزاری اور رومی رات بھر ناقوس بجاتے رہے۔ جب دوسرا دن ہوا تو وہ اپنی کشتیاں مسلمانوں کے قریب لائے اور آپس میں بھڑ گئے اور تلواروں اور خنجروں سے لڑنے لگے۔ مسلمان بڑی تعداد میں شہید ہوئے اور رومی بھی مارے گئے۔ انہوں نے ایسے استقلال کا مظاہرہ کیا جو آج تک کبھی نہیں کیا تھا۔ پھر اللہ نے مسلمانوں پر اپنی نصرت نازل فرمائی اور قسطنطین زخمی ہو کر بھاگ گیا۔ رومیوں میں سے جو بھاگ کھڑے ہوئے تھے ان کے سوا کوئی نہ بچا تھا۔ رومیوں کی شکست کے بعد عبداللہ بن سعد کچھ دن صواری ٹھہرا تھا اور پھر واپس آ گیا۔

محمد بن حذیفہ اور محمد بن ابی بکر کی مخالفت کی ابتدا

یہ پہلا موقع تھا کہ محمد ابن حذیفہ اور محمد ابن ابی بکر نے حضرت عثمانؓ کے خلاف اس جنگ کے معاملہ میں لب کشائی کی اور ان پر یہ الزام لگایا کہ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے طریق کار کے خلاف کیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ عبداللہ بن سعد کو عامل بنا دیا ہے۔ باوجودیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مباح الدم [1] قرار دیا تھا اور قرآن (کی آیت) اس کے کفر کے بارے میں نازل ہوئی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ جن لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے شہر بدر کیا تھا ان کو حضرت عثمانؓ نے شہر میں آنے کی اجازت دی۔ اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو معزول کر کے سعید ابن العاص اور ابن عامر کو مقرر

Marfat.com

کیا۔ یہ خبر عبداللہ ابن سعد کو پہنچی تو اس نے ان دونوں سے کہا کہ تم لوگ میرے ساتھ سوار نہ ہونا۔ لہٰذا وہ ایسی کشتی میں سوار ہوئے جس میں قبطیوں کے علاوہ کوئی نہ تھا۔ انہوں نے دشمن سے مقابلہ کیا تو مسلمانوں میں سب سے کم زخم کھائے اور سب سے کم لڑے تھے۔ ان سے اس بارے میں کہا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم عبداللہ بن سعد کے ماتحت ہو کر کیسے جنگ کریں۔ اسے تو حضرت عثمانؓ نے مقرر کر دیا ہے۔ انہوں نے فلاں فلاں کام کئے ہیں۔ عبداللہ نے ان کو پیغام بھیجا کہ ایسا نہ کرو اور ان کو تہدید بھی کی اور ان کے کہنے پر کچھ لوگوں نے فساد بھی کیا اور انہوں نے ایسی باتیں کہیں جن سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا۔

اب رہا قسطنطن کا معاملہ وہ اپنی کشتی میں صقلیہ چلا گیا۔ وہاں کے باشندوں نے اس کا حال دریافت کیا تو ان کو بتا دیا۔ لوگوں نے کہا کہ نصرانیت تباہ ہو گئی۔ اور اس کے پیرو فنا ہو گئے۔ اگر اس حالت میں عرب آ گئے تو ہمارے یہاں کوئی روک تھام کرنے والا نہیں ہے۔ پھر اس کو حمام میں داخل کیا اور اس کو قتل کر دیا۔

یزدگرد ابن شہریار کا قتل

اسی سن میں یزدگرد ابن شہریار فارس سے خراسان کی طرف بھاگا۔ یہ بعض لوگوں کا قول ہے اور اس کے اختلاف کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے جب ابن عامر بصرہ کا عامل ہوا تو وہ خراسان کی طرف گیا اور اس کو فتح کر لیا اور یزدگرد جور سے ۳۰ھ میں بھاگا اسی کو ''اردشیر خرہ'' بھی کہتے ہیں۔ ابن عامر نے اس کے تعاقب کیلئے مجاشع بن مسعود کو بھیجا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ھَرِم بن حیان عبدی کو بھیجا اور ایک روایت یہ ہے کہ ھَرِم بن حیان یشکری کو بھیجا۔ اس نے کرمان تک اس کا تعاقب کیا۔ یزدگرد خراسان کی طرف بھاگ گیا۔ مجاشع اور اس کے ساتھیوں کو برف باری نے گھیر لیا۔ سردی بہت بڑھ گئی۔ برف ایک نیزہ کی بقدر گری تھی۔ اس میں پورا لشکر تباہ ہو گیا صرف مجاشع محفوظ رہا اور ایک شخص بچ گیا تھا جس کے ساتھ ایک کنیز بھی تھی، اس کو ایک اونٹ کا پیٹ چاک کر کے اس میں چھپا دیا تھا اور وہاں سے راہ فرار اختیار کی تھی۔ جس جگہ یہ لشکر ہلاک ہوا تھا اس کا نام ان کی یادگار کے طور پر ''قصر مجاشع'' رکھا گیا۔ یہ جگہ سیرجان سے پانچ یا چھ فرسخ کے فاصلہ پر ہے اور کرمان کے علاقہ میں ہے۔

یہ بیان ان لوگوں کے قول کے مطابق ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یزدگرد نے فارس سے راہ فرار

Marfat.com

اختیار کی تھی اور وہ واقعہ اسی سن کا ہے۔

اس کے قتل کی وجہ کے متعلق جیسا کہ پہلے فتح فارس وخراسان میں ذکر کیا جا چکا ہے، اختلاف ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ ایک جماعت کے ساتھ کرمان سے مرو کی طرف بھاگا۔ اس کے ساتھ رستم کا بھائی خرزاد تھا۔ جو اس کے پاس سے عراق چلا گیا۔ اس کے متعلق مرو کے مرزبان ماہویہ کو وصیت کی۔ بعد ازاں یزدگرد نے اس سے مال طلب کیا تو اس نے انکار کیا۔ اس وجہ سے اہل مرو کو اپنی جانوں کا خوف ہو گیا۔ لہٰذا انہوں نے ترکوں سے مدد مانگی۔ وہ آئے اس پر رات کو حملہ کر کے اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ مگر یزدگرد بھاگ نکلا اور دریائے مرغاب کے کنارے پہنچا۔ اور ایک ایسے شخص کے گھر میں پناہ لی جو چکیاں بناتا تھا۔ جب یزدگرد سو گیا تو چکی بنانے والے نے اس کو قتل کر دیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ خود اہل مرو نے اس کو رات کے وقت گھیر لیا تھا اور انہوں نے ترکوں سے مدد نہیں لی تھی۔ اہل مرو نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا مگر وہ بھاگ نکلا۔ اس کو چکی والے نے قتل کر دیا۔ اہل مرو اس کے قدم کے نشانات کے سہارے اس مکان تک گئے جس میں چکیاں بنانے والا رہتا تھا۔ اس کو پکڑ کے مارا تو اس نے اس کے قتل کا اقرار کیا۔ لہٰذا انہوں نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو قتل کر دیا۔

یزدگرد نے اس سے پہلے ایک عورت سے ہم بستری کی تھی۔ اس سے ایک لڑکا مقررہ میعاد سے پہلے پیدا ہوا۔ اس کی پیدائش یزدگرد کی وفات کے بعد ہوئی۔ اس لئے اس کا نام مُخدَج رکھا گیا۔ اس کی اولاد خراسان میں تھی۔ جب قتیبہ بن مسلم نے صغد وغیرہ فتح کیا تو مُخدَج کی نسل کی دو لڑکیاں ملیں۔ قتیبہ نے ان دونوں کو یا ان میں سے ایک کو حجاج کے پاس بھیج دیا۔ اس نے ولید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔ اس کے بطن سے ولید کا بیٹا یزید ناقص پیدا ہوا۔ یزگرد کی لاش دریا سے نکال کر ایک تابوت میں اصطخر لے جائی گئی اور وہاں کے قبرستان میں رکھی گئی۔

ایک روایت یہ ہے کہ یزدگرد جنگ نہاوند کے بعد اصفہان کی طرف فرار ہوا۔ یہاں پر ایک شخص مطیار تھا جس کو عربوں سے کچھ مل گیا۔ اس نے ایک بڑا محل تیار کیا۔ ایک دن یزدگرد کے پاس گیا۔ اس کو دربان نے روکا کہ میں اجازت حاصل کرلوں۔ اس پر مطیار نے اس کو مارا اور سر پھاڑ دیا۔ وہ دربان اس حالت میں کہ اس کا خون بہہ رہا تھا یزدگرد کے پاس گیا۔ وہ فوراً اصفہان سے رے کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہاں پر طبرستان کا والی آیا اور اس نے اپنا علاقہ اس کو پیش کیا۔ اور اس کے

Marfat.com

استحکام کے متعلق بتایا مگر یزدگرد نے کوئی جواب نہ دیا۔

ایک روایت کے مطابق وہ اسی وقت سجستان چلا گیا پھر ایک ہزار سواروں کے ساتھ مرو گیا۔ ایک روایت یہ ہے کہ اس نے فارس کا قصد کیا۔ اور وہاں چار برس قیام کیا۔ پھر کرمان آیا اور وہاں دو یا تین سال رہا پھر اس کے دہقان نے کچھ مطالبہ کیا اس نے جواب نہ دیا تو اس نے ٹانگیں پکڑ کے گھسیٹا اور اپنے علاقہ سے نکال دیا۔ اس کے بعد وہ سجستان چلا گیا۔ وہاں تقریباً پانچ سال رہا پھر خراسان کا ارادہ کیا کہ وہاں لشکر جمع کر کے عربوں پر فوج کشی کرے۔ وہ مرو گیا اور اس کے پاس دہقانوں کے بچے بطور ضمانت رہن تھے۔ اس کے ساتھ فرخ زاد بھی تھا۔ جب وہ مرو پہونچا تو اس نے چین، فرغانہ، کابل، خزر کے حکمرانوں سے مدد مانگی۔ اس زمانہ میں مرو کا دہقان براز کا باپ ماہویہ تھا۔ اس نے اپنے بیٹے براز کو مقرر کیا کہ وہ مرو کی حفاظت کرے اور یزدگرد کو شہر میں داخل ہونے سے روکے تا کہ وہ کوئی دھوکا نہ دے سکے۔ ایک دن یزدگرد سوار ہوا اور شہر کے چاروں طرف گھوما۔ اور اس کے کسی دروازے سے اندر داخل ہونے کا ارادہ کیا۔ براز نے روکا تو اس کے باپ نے چلا کر کہا کہ دروازہ کھول دے۔ مگر اشارہ کیا کہ نہ کھولنا۔ یزدگرد کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے اس کو بھانپ لیا۔ اس نے یزدگرد کو بتایا اور اس کے قتل کی اجازت چاہی مگر اس نے اجازت نہ دی۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ یزدگرد نے یہ ارادہ کیا تھا کہ ماہویہ کہ دہقانی اس کے بھتیجے سنجان کو دی دے۔ اس کی خبر ماہویہ کو ہوگئی ۔، چنانچہ اس نے یزدگرد کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے نیزک طرخان کو بلانے کا خط لکھا تا کہ دونوں اس کے قتل پر متفق ہو جائیں۔ اور عربوں سے صلح کر لی جائے۔ اور اگر نیزک اس پر تیار ہو گیا تو ماہویہ اس بات کا ذمہ دار ہوگا کہ اس کو ایک ہزار درہم روزانہ ادا کرے۔ نیزک نے یزدگرد کو لکھا کہ میں عربوں کے خلاف تمہاری مدد کو تیار ہوں اور میں خود تمہارے پاس آؤں گا بشرطیکہ تم اپنے لشکر کو دور بھیج دو اور فرخزاد کو اپنے پاس سے علیحدہ کر دو۔ یزدگرد نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ لیا تو سنجان نے کہا کہ میں مناسب نہیں سمجھتا کہ تم اپنے ساتھیوں کو اور فرخزاد کو علیحدہ کرو۔ ابو براز نے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ نیزک سے دوستی بڑھا لیں اور اس نے جو درخواست کی ہے اس کا جواب بھیج دیں۔ یزدگرد نے ابو براز کی رائے قبول کر لی اور لشکر کو منتشر کر دیا۔ فرخزاد چلایا اور اپنا گریبان چاک کیا اور کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ تم مجھے قتل کرنی والے ہو۔ اور اس وقت تک مطمئن نہ ہوا جب تک

Marfat.com

یزدگرد نے اپنے قلم سے یہ لکھ نہ دیا کہ اس کو امان ہے۔اور یزدگرد نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو اور جو کچھ اس کے ساتھ تھا اس کو ماہویہ کے سپرد کردیا۔اور اس پر گواہی بھی دلوادی۔نیزک آیا اور یزدگرد گانے بجانے کے ساز و سامان کے ساتھ اس کو ملا۔اس کا ابو براز نے مشورہ دیا تھا۔جب وہ اس سے ملا تو ابو براز پیچھے رہا۔اور نیزک پیدل چلتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔یزدگرد نے اپنی گھوڑیوں میں سے ایک گھوڑی کا اس کے لئے حکم دیا۔وہ اس پر سوار ہوگیا۔جب وہ لشکر گاہ میں پہونچا تو دونوں ٹھہر گئے۔ نیزک نے اس سے درخواست کی کہ اپنی ایک لڑکی کی مجھ سے شادی کردو تاکہ میں خلوص دل سے تمہارے دشمنوں سے لڑوں۔اس پر یزدگرد نے اس کو گالی دی۔نیزک نے اپنی لاٹھی سے اس کو مارا۔ یزدگرد چلایا اور منہزم ہو کر پیچھے ہٹا۔اس کے ساتھیوں کو نیزک کے ساتھیوں نے مار ڈالا یہاں تک کہ یزدگرد ایک چکی والے کے گھر پہنچا۔وہاں تین دن ٹھہرا۔اس اثناء میں اس نے کھانا نہیں کھایا تو چکی والے نے کہا کہ بدنصیب اٹھ اور کھانا کھالے کیونکہ تو بھوکا ہے۔اس پر اس نے کہا کہ میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاتا جب تک گانا نہ ہو۔چکی والے کے پاس ایک گویا تھا۔اس سے چکی والے نے کہا تو اس نے گانا شروع کردیا۔یزدگرد نے کھانا کھایا۔جب وہ گویا واپس گیا تو اس نے لوگوں سے یزدگرد کا ذکر سنا۔گویے نے اس کا حلیہ پوچھا۔ان لوگوں نے بیان کردیا۔تو گویے نے ان کو یزدگرد کی موجودگی کی خبر دی اور اس کا حلیہ بتا دیا۔اس پر نیزک نے ایک سوار کو بھیجا کہ یزدگرد کا گلا گھونٹ دے اور لاش دریا میں ڈال دے۔وہ چکی والے کے پاس آیا اور اس کو مارا کہ اس کو یزدگرد کے پاس پہنچادے۔اس نے ایسا نہ کیا حالانکہ اس نے بہت کوشش کی۔مگر جب واپسی کا ارادہ کیا تو اس کے ساتھیوں میں سے کسی نے کہا کہ مشک کی خوشبو آرہی ہے۔اسی دوران انہیں دریا کے کپڑے پانی میں تیرتے نظر آئے۔اس کو کھینچا گیا تو دیکھا کہ کپڑوں میں یزدگرد موجود ہے۔یزدگرد نے کہا کہ مجھے قتل نہ کرو اور نہ کسی اور کو میرا پتہ بتاؤ میری انگوٹھی اور کنگن لے لو۔اس نے کہا مجھے چار درہم دے دو تو میں تم کو جانے دوں گا۔یزدگرد کے پاس چار درہم نہ تھے۔اس نے کہا کہ میری انگوٹھی تو بہت بیش قیمت ہے اس کو لے لو۔مگر سوار نے انکار کیا تو یزدگرد نے کہا کہ مجھے خبر دی گئی تھی کہ میں چار درہم کے لئے محتاج ہو جاؤں گا۔چنانچہ آج یہ دیکھ لیا۔اس کے بعد اس نے اپنی بالی نکال کر چکی والے کو دی کہ مجھے چھپا دے۔انہوں نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تو کہا تم پر افسوس ہے کیونکہ ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ جو بادشاہوں کو قتل کرے گا اللہ

Marfat.com

اس کو دنیا کی آگ میں جلائے گا۔ لہٰذا مجھے قتل نہ کرو بلکہ دہقان کے پاس یا عربوں کے پاس لے جاؤ کیونکہ وہ مجھ جیسے آدمی کو آگے بڑھائیں گے مگر انہوں نے ہر وہ چیز چھین لی جو اس کے پاس تھی اور اس کا گلا کمان کے تانت سے گھونٹ ڈالا اور اس کو پانی میں ڈال دیا۔ اس کے بعد اس کو مرو کے پادری (اسقف) نے نکال لیا اور ایک تابوت میں رکھ کے دفن کر دیا۔ ابو براز نے بالی کے بارے میں پوچھا اور اس شخص کو پکڑ لیا جس نے اس کی نشان دہی کی تھی اور اس کو اتنا مارا کہ وہ تباہ ہو گیا۔

ایک اور روایت یہ بھی ہے کہ یزدگرد کرمان سے مرو کی طرف جو طبسین اور قوہستان کے علاقہ میں ہے، عربوں کی آمد سے پہلے روانہ ہو گیا تھا۔ اس کے ساتھ چار ہزار فوج تھی۔ جب وہ مرو کے قریب پہنچا تو اس کو دو سردار ملے جن میں سے ایک کا نام براز اور دوسرے کا سنجان تھا۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ براز نے سنجان کی چغلی کھائی۔ یہاں تک کہ یزدگرد نے اس کے قتل کا ارادہ کیا۔ مگر یہ راز اپنی ایک بیوی کو بتا دیا اس طرح یہ بات پھیل گئی۔ اس پر سنجان نے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور اس نے یزدگرد کے محل کا ارادہ کیا۔ براز فرار ہو گیا اور یزدگرد خوف زدہ ہو گیا۔ وہ بھی ایک چکی کی طرف بھاگا جو مرو سے دو فرسخ کے فاصلہ پر تھی۔ وہ چکی چلانے والے کے مکان میں داخل ہوا۔ چکی والے نے اس کو کھانا کھلایا۔ اس کے بعد اس سے کچھ مانگا اس نے اپنا پٹکا دے دیا۔ اس نے کہا مجھے تو چار درہم کافی ہوں گے۔ مگر وہ اس کے پاس نہ تھے۔ پھر یزدگرد سو گیا۔ تو اس چکی والے نے کلہاڑی سے قتل کر دیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا لے لیا اور اس کی لاش پانی میں ڈال دی اور اس کا پیٹ چاک کر کے آنتیں نکال دیں۔ اس کے قتل کی خبر ایک پادری نے سنی جو مرو میں تھا۔ اس نے عیسائیوں کو جمع کیا اور کہا کہ شہریار کا بیٹا قتل کر دیا گیا ہے، شہریار شیریں کا بیٹا تھا۔ جو ایمان رکھتی تھی اور اس کا حق اور احسان ہمارے مذہب والوں پر ہے اس سے تم بخوبی واقف ہو۔ اور اس کی وجہ سے اس کے دادا نوشیرواں کے ملک میں عیسائیوں کی جو عزت ہے اس کا تقاضا ہے کہ ہم یزدگرد کے قتل پر سوگ منائیں اور اس کا مقبرہ بنائیں۔ انہوں نے اس کو قبول کیا اور اس کا مقبرہ تعمیر کیا۔ اس کی لاش کو کفن پہنایا اور مقبرہ میں دفن کر دیا۔

اس کی مدت سلطنت بیس سال تھی اس میں چار سال اطمینان کے تھے اور بعد کے سولہ سال پریشانیوں کے تھے۔ جو عربوں کی لڑائی کی وجہ سے اس کو پیش آئے۔ وہ خاندان اردشیر ابن بابک کا آخری بادشاہ تھا اور اس کے بعد عربوں کی حکومت قائم ہو گئی۔

Marfat.com

ابن عامر کے ہاتھوں خراسان کی فتح

جب حضرت عمرؓ بن خطاب شہید ہوگئے تو اہل خراسان نے عہد شکنی کی اور غداری کی۔ جب ابن عامر نے فارس فتح کرلیا تو حبیب بن اوس تمیمی اس کے سامنے کھڑے ہوئے اور کہا اے امیر! جو سرزمین آپ کے سامنے ہے اس کو ہماری چھوٹی سی جماعت نے فتح کیا تھا۔ آپ اس طرف تشریف لے جائیں تو خدا آپ کی مدد کرے گا۔ ابن عامر نے کہا کیا میں نے روانگی کا حکم نہیں دیا ہے۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ظاہر کرے کہ یہ رائے دوسرے نے پہلے پیش کی۔

ایک روایت یہ ہے کہ جب ابن عامر نے فارس فتح کیا تو بصرہ کی طرف لوٹ آیا۔ اور اصطخر پر شریک بن اعور حارثی کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ شریک نے اصطخر میں مسجد بنائی۔ جب ابن عامر بصرہ میں داخل ہوا تو احنف بن قیس اس کے پاس آیا اور یہ بھی کہا گیا ہے کوئی دوسرا آیا اور اس سے کہا کہ تمہارا دشمن تم سے بھاگتا پھرتا ہے۔ تمہاری ہیبت اس کے دل میں پیدا ہوگئی ہے۔ ملک بہت وسیع ہے لہٰذا اس طرف روانہ ہو جاؤ اللہ تمہاری مدد کرے گا اور وہ اپنے دین کو عزت دینے والا ہے۔ لہٰذا اس نے سامان سفر درست کیا اور فوج لے کر روانہ ہوگیا اور بصرہ پر زیاد کو اپنا جانشین مقرر کیا اور کرمان کی طرف روانہ ہوگیا اور وہاں مجاشع بن مسعود سلمی کو عامل مقرر کیا۔ مجاشع صحابی تھے۔ اور وہاں کے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا کیونکہ انہوں نے بدعہدی کی تھی۔ سجستان پر ربیع بن زیاد حارثی کو عامل بنایا۔ وہاں کے لوگوں نے فساد برپا کر دیا تھا اور صلح برقرار نہیں رکھی تھی۔ ابن عامر نیشاپور کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے مقدمۃ الجیش پر احنف بن قیس کو مقرر کیا وہ طبسین پہنچا۔ خراسان کے دروازے پر یہ دو قلعے ہیں، وہاں کے لوگوں نے صلح کرلی۔ وہاں سے قوہستان روانہ ہوا تو وہاں کے لوگوں نے مقابلہ کیا اور جنگ ہوئی یہاں تک کہ لوگوں قلعہ میں پناہ لی۔ ابن عامر آگے بڑھا تو انہوں نے چھ لاکھ درہم پر صلح کرلی۔
ایک روایت یہ ہے کہ قوہستان کی طرف امیر بن احمر یشکری گیا تھا کیونکہ یہ علاقہ بکر بن وائل کا تھا۔

ابن عامر نے رستاق زام کی طرف فوج بھیجی جو نیشاپور کے علاقہ میں ہے اور اس کو طاقت سے فتح کرلیا۔ اس نے نیشاپور کے علاقوں میں سے باخرز اور جوین کو بھی فتح کرلیا۔

ابن عامر نے اسود بن کلثوم عدوی کو جو قبیلہ عدی رباب سے تھا۔ اور ایک زاہر تھا بیہق کی

Marfat.com

طرف بھیجا۔ یہ بھی نیشا پور کے علاقے میں تھا۔ اسود اس شہر کی دیواروں میں ایک نقب کے ذریعہ داخل ہو گیا اور اس کے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت بھی داخل ہوئی۔ دشمن نے اسی نقب پر اس کا مقابلہ کیا۔ اسود نے جنگ کی یہاں تک کہ وہ مارا گیا اور اس کے ساتھ جو لوگ تھے وہ بھی مارے گئے۔ اس کے بعد اس کے بھائی ادہم ابن کلثوم نے مسلمانوں کی کمان اپنے ہاتھ میں لی۔ وہ کامیاب ہوا اور اس نے بیہق کو فتح کر لیا۔ اسود نے اللہ سے دعا مانگی تھی کہ اس کا حشر درندوں اور پرندوں کے پیٹ سے ہو۔ اس لئے اس کے بھائی نے اس کی لاش کو دفن نہ کیا اور باقی لوگوں کی لاشیں دفن کر دی گئیں۔ ابن عامر نے نیشاپور کے علاقہ میں بُشت کو فتح کیا۔ بُست، داؤن کے علاقہ میں ہے جبکہ بُشت خراسان کے علاقے نیشاپور میں ہے۔

اس کے بعد خواف، اسفرایین اور ارغیان کو فتح کیا۔ اور اتنے علاقے فتح کرنے اور قبضہ کرنے کے بعد اس نے نیشاپور کا قصد کیا۔ وہاں کے لوگوں کا کئی مہینے تک محاصرہ کیا۔ اس کے ہر چوتھائی حصہ پر ایرانیوں کا ایک مرزبان (جاگیردار) تھا جو اس کی حفاظت کرتا تھا۔ ان چاروں میں سے ایک نے اس شرط پر امان طلب کی کہ مسلمانوں کو شہر میں داخل ہونے دے گا۔ اس کو قبول کر لیا گیا۔ اس نے ایک رات میں ان لوگوں کو داخل کر لیا تو لوگوں نے دروازے کھول دئے۔ سب سے بڑا مرزبان جو تھا وہ قلعہ بند ہو گیا۔ اس کے ساتھ ایک جماعت تھی۔ بالآخر اس نے امان طلب کی اور پورے نیشاپور کے بارے میں دس لاکھ درہم پر صلح ہوئی۔ نیشاپور پر قیس ابن ہیثم سُلمی کو حاکم بنایا گیا اور لشکر نساء اور ابی ورد کی طرف گیا اور ان پر صلح کے ساتھ قبضہ کیا۔ فوج کا دوسرا دستہ عبداللہ ابن خازم سُلمی کی سربراہی میں سَرخس بھیجا۔ وہاں لڑائی ہوئی۔ پھر وہاں کے لوگوں نے امان طلب کی اور صلح چاہی کہ سو آدمیوں کو امان دی جائے۔ انہوں نے اس کو قبول کر لیا۔ اور ان سے وہاں کے مرزبان نے صلح کر لی۔ اس نے سو آدمیوں کی فہرست تیار کی، مگر اپنا نام لکھنا بھول گیا لہٰذا اس کو قتل کر دیا گیا اور مسلمان سَرخس میں فاتحانہ داخل ہوئے۔

اس کے بعد طوس کا مرزبان ابن عامر کے پاس آیا اور اس نے طوس کے بارے میں چھ سو درہم پر صلح کر لی۔ وہاں کے لشکر کو ہرات کی طرف بھیج دیا۔ ان کا سپہ سالار عبداللہ بن خازم تھا۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ کوئی دوسرا تھا۔ اس کی اطلاع ہرات کے مرزبان کو ہوئی تو وہاں کے باشندوں نے جنگ کی۔ مگر آخر الامر وہاں کے مرزبان نے دس لاکھ درہم پر صلح کی۔ جب ابن

Marfat.com

عامران شہروں پر قابض ہو گیا تو اس کے پاس مرو کے مرزبان نے قاصد بھیجا اور بائیس لاکھ درہم پر صلح ہوئی۔ اس کے علاوہ دوسری روایتیں بھی ہیں۔ ابن عامر نے حاتم بن النعمان الباہلی کو قاصد بنا کے وہاں کے مرزبان کے پاس بھیجا کہ پورے مرو نے صلح کی ہے۔ صرف ایک گاؤں سنج اس میں شریک نہ تھا اس پر زبردستی قبضہ کیا۔

ابن عامر نے احنف بن قیس کو طخارستان کی طرف بھیجا تو وہ رستاق سے گزرا جس کو رستارق احنف کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ اور اس کو سوانجرد کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس نے وہاں کے لوگوں کا محاصرہ کر لیا تو انہوں نے تین لاکھ درہم پر صلح کر لی۔ احنف نے یہ کہا کہ میں اس شرط پر صلح کرتا ہوں کہ ہمارا ایک شخص تمہارے محل میں مقیم رہے گا۔ وہ اس پر رضامند ہو گئے۔ احنف مروالروذ کی طرف گیا۔ وہاں کے لوگوں نے اس سے جنگ کی تو اس نے بھی جنگ کی اور ان کو شکست دی۔ ان کا محاصرہ کر لیا۔ اس کا مرزبان یمن کے حاکم باذان کے رشتہ داروں میں سے تھا۔ اس نے احنف کو لکھا کہ باذان کے اسلام لانے کے باعث میں بھی صلح کرنے کو تیار ہوں۔ لہٰذا اس سے چھ لاکھ درہم پر صلح کی۔ احنف نے ایک دستہ بھیجا جس نے رستاق بغ پر غلبہ حاصل کر لیا۔ اور ان کے مویشی ہنکا لائے۔ اس پر وہاں کے لوگوں نے صلح کر لی۔ بعد ازاں اہل طخارستان نے ایک لشکر جمع کیا۔ جس میں جوزجان، طالقان، فاریاب اور ان کے اطراف کے لوگ بڑی تعداد میں شریک ہوئے۔ انہوں نے مقابلہ کیا اور جنگ کی اور صغانیوں کے حکمراں نے احنف پر حملہ کیا تو احنف نے اپنے ہاتھ سے نیزہ نکال کر اس کا سخت مقابلہ کیا۔ مشرکوں کو شکست ہوئی اور مسلمانوں نے ان کا قتل عام کیا۔ اس کے بعد وہ مروالرُوذ واپس آیا۔ دشمن کے کچھ لوگ جوزجان میں جمع ہوئے احنف نے ان کی طرف اقرع بن حابس تمیمی کو سواروں کے دستے کے ساتھ بھیجا اور کہا اے بنی تمیم! آپس میں محبت رکھو ایک دوسرے پر فیاضی سے خرچ کرو تو تمہارے معاملات درست ہو جائیں گے۔ اپنے شکم اور شرمگاہوں کے خلاف جہاد کرو یعنی عمدہ کھانوں کی رغبت نہ کرو اور جنسی اختلاط میں بے اعتدالی نہ کرو۔ تو تمہارا دین درست ہو جائے گا۔ حد سے زیادہ نہ بڑھو تو تمہارا جہاد درست رہے گا۔ بعد ازاں اقراع روانہ ہوا اور دشمن سے جوزجان میں مقابلہ ہوا۔ پہلے مسلمانوں کی فوج پیچھے ہٹی پھر دوبارہ حملہ کیا اور مشرکوں کو شکست دی اور جوزجان پر غلبہ حاصل کر لیا۔ ابن غریزہ نہشلی نے کہا۔

Marfat.com

سقی صوب السحاب اذا استهلت　　مصارع فتیة بالجوزجان

الی القصرین من رستاق خوت　　اقادهم هناک الاقرعان

[جب جوزجان میں نوجوانوں کے بچھڑنے کی جگہ پہلی بارش ہوئی تو اچھی طرح سیراب کر دیا۔ رستاق کے دومحلوں کی طرف جو تباہ ہو چکے تھے ان کو دواقرع نامی آدمیوں نے ہنکایا۔]

احنف نے طالقان کو صلح سے فتح کیا اور فاریاب فتح کیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کو امیر ابن احمر نے فتح کیا۔ پھر احنف بلخ کی طرف گیا جو طخارستان کا شہر ہے وہاں کے لوگوں نے چار لاکھ پر صلح کر لی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سات لاکھ پر صلح کی۔ اس نے اسید بن متشمس کو بلخ کا عامل مقرر کیا۔ پھر خوارزم کی طرف روانہ ہوا وہ دریائے جیحون کے کنارے آباد ہے مگر اس کو فتح نہ کر سکا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا تو اس سے حصین بن منذر نے کہا کہ عمرو بن معدیکرب نے کہا ہے۔

اذا لم تستطع امرا فدعه　　وجاوزه الی ما تستطیع

[جب تم کوئی کام نہ کر سکو تو اس کو چھوڑ دو اور اس کام کی طرف بڑھ جاؤ جو تم کر سکتے ہو۔]

لہٰذا وہ بلخ کی طرف لوٹ گیا۔ اس پر اسید نے صلح کے ذریعہ سے قبضہ کر لیا تھا اتفاق سے وہ ایرانیوں کے ایک تہوار، مہرجان کا زمانہ تھا۔ وہاں کے لوگوں نے تہوار کی مناسبت سے اسے درہم، دینار اور ملبوسات کے کثیر تحائف دیئے۔ اس نے اہل بلخ سے کہا کہ ہماری صلح میں یہ تحائف شامل نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا یہ ہم نے مہرجان کی خوشی میں کیا ہے۔ اُسید نے کہا ہم اس پر اپنا حق نہیں سمجھتے۔ تاہم فی الحال اس کو قبول کرتا ہوں یہاں تک کہ میں کوئی رائے قائم کرلوں۔ جب احنف بن قیس بلخ پہنچے تو ان تحائف کے بارے میں انہیں آگاہ کیا گیا۔ انہوں نے اہل بلخ سے پوچھا، پھر یہ خبر ابن عامر کو پہنچائی گئی۔ ابن عامر نے احنف سے کہا ابو بحر! یہ تحائف تم لے لو۔ احنف نے کہا مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے تو وہ تحائف ابن عامر نے لے لیے۔ حضرت حسن بصری کہتے ہیں (ابن عامر) پہلا حاکم ہے جس نے تحائف اور دیگر چیزیں قبول کیں۔

فتح کرمان کا بیان

Marfat.com

جب ابن عامر کرمان سے خراسان کی طرف روانہ ہوا اس نے کرمان کا عامل مجاشع بن مسعود سُلمی کو مقرر کیا۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جب اہل کرمان نے عہد شکنی کی تھی تو ابن عامر نے مجاشع کو کرمان فتح کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس نے ہمید کو زور بازو سے فتح کرلیا اور وہاں کے لوگوں کو امان دے دی۔ وہاں ایک محل بنایا جو ''قصر مجاشع'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے بعد السیر جان پہونچا۔ یہ کرمان کا شہر ہے۔ وہاں کچھ دن قیام کیا ور وہاں کے لوگ قلعہ بند ہو گئے۔ اس نے جنگ کی اور اپنے زور بازو سے اس کو بھی فتح کرلیا۔ وہاں کے بہت سے رہنے والے شہر چھوڑ کر چلے گئے۔ اس نے جیرفت کو زور بازو سے فتح کیا اور پھر کرمان کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں کے لوگوں کو مغلوب کیا۔ وہاں سے القفص پہنچا وہاں پر عجمی کثیر تعداد میں جمع ہو گئے۔ اس نے ان سے جنگ کی اور کامیابی حاصل کی اور ان پر غلبہ حاصل کیا۔ کرمان کے بہت سے لوگ فرار ہو گئے۔ ان میں سے بعض سمندری راستے سے مکران پہنچ گئے اور بعض سجستان۔ عربوں نے ان کے گھروں اور زمینوں کے حصے بخرے کر لئے اور ان زمینوں کو آباد کیا۔ انہوں نے وہاں مختلف مقامات پر نہریں کھودیں اور عشر ادا کیا۔

فتح سجستان اور کابل وغیرہ کا ذکر

حضرت عمر بن خطاب کے زمانے میں فتح سجستان کا ذکر ہو چکا ہے۔ اس کے بعد وہاں کے لوگوں نے نقض عہد کیا۔ جب عامر کرمان سے خراسان کی طرف گیا اس نے وہاں سے ربیع بن زیاد حارثی کو ادھر روانہ کیا۔ اس نے جنگلات طے کیے اور قلعہ زالق تک پہنچا اور وہاں کے لوگوں پر مہرجان کے دن حملہ کیا۔ اور وہاں کے دہقان[۲] کو گرفتار کرلیا۔ اس نے اپنی جان کا فدیہ دیا کہ ایک بکری کے برابر سونا اور چاندی دیا اور فارس کی شرائط پر صلح کر لی۔

اس کے بعد وہ شہر کرکویہ پہنچا اور وہاں کے لوگوں سے صلح کر لی اور زرنج کی طرف روانہ ہوا۔ شہر رُوشت میں جو، زرنج کے قریب تھا، پڑاؤ ڈالا۔ وہاں کے لوگوں نے جنگ کی۔ جس میں بہت سے مسلمان شہید ہوئے۔ پھر مشرکوں کو شکست ہوئی اور ان کی بڑی تعداد قتل کی گئی۔ اس کے بعد ربیع ناشروذ آیا اور اس کو فتح کرلیا۔ بعد ازاں شرواذ پہنچا اور وہاں غالب رہا۔ وہاں سے زرنج روانہ ہوا اور وہاں پڑاؤ ڈالا۔ وہاں کے لوگوں نے جنگ کی۔ ان کو شکست دی۔ اور ان کا محاصرہ کرلیا۔ وہاں کے

Marfat.com

مرزبان نے قاصد بھیجا کہ صلح کرلی جائے اور اپنی جان کی امان مانگی تا کہ وہ اس کے پاس حاضر ہو جائے۔ ربیع نے اس کو امان دی اور مقتولوں میں سے ایک کی لاش پر اسے بٹھایا اور دوسری لاش پر سہارا دیا اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ بھی ایسا ہی کریں۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔ جب مرزبان نے دیکھا تو وہ خوف زدہ ہوگیا۔ اور اسے اس شرط پر صلح کی کہ ایک ہزار خادم پیش کیے جائیں گے۔ اور ہر ایک کے پاس ایک سونے کا جام ہوگا۔

مسلمان شہر میں داخل ہوئے اور پھر سناروذ کی جانب روانہ ہوئے۔ سناروذ ایک وادی ہے اس کو عبور کر کے اس شہر کے پاس پہنچے جہاں بہادر رستم کے گھوڑوں کا مربط تھا۔ وہاں کے لوگوں سے لڑائی ہوئی اور مسلمان فتح یاب ہوئے۔ پھر ربیع نے زرنج واپس آکر ایک سال قیام کیا پھر ابن عامر کے پاس گیا اور وہاں ایک عامل کو اپنا قائم مقام بنایا۔ ربیع کے جانے کے بعد وہاں کے لوگوں نے اس کے عامل کو نکال دیا اور واپسی کا راستہ روک دیا۔ اس طرح ربیع کا دور ڈیڑھ سال رہا۔ اس نے وہاں چالیس ہزار آدمیوں کو قید کیا تھا۔ اس کے کاتب حسن بصریؒ تھے۔

ابن عامر نے عبدالرحمٰن ابن سمرہ ابن حبیب ابن عبدالشمس کو سجستان کا سربراہ مقرر کیا۔ اس نے زرنج کا محاصرہ کیا۔ اس کے مرزبان نے بیس لاکھ اور دو ہزار غلاموں کی پیشکش پر صلح کی۔ عبدالرحمٰن نے ہندوستان کی سرحد کے قریب علاقہ پر غلبہ حاصل کیا جو زرنج اور کش کے درمیان ہے۔ اور رُخج کے قریب اس علاقہ پر غلبہ حاصل کیا جو وہاں سے داور تک ہے۔ جب شہر داور پر پہنچا تو وہاں کے لوگوں کا محاصرہ زور کے پہاڑ میں کیا پھر ان سے صلح کرلی اور زور میں داخل ہوگیا۔ زور ایک سونے کا بت تھا۔ جس کی آنکھیں یاقوت کی تھیں۔ اس نے اس بت کا ہاتھ کاٹا اور یاقوت نکال لیے پھر مرزبان سے کہا کہ یہ سونا اور جواہرات تیرے ہیں، میں تو صرف یہ دکھانا چاہتا تھا کہ بت نہ نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع۔ کابل اور زابلستان بھی فتح کرلیا۔ یہ ولایت غزنیں کا علاقہ ہے۔ پھر زرنج واپس آگیا اور اس وقت وہاں ٹھہرا جب تک حضرت عثمانؓ کی حکومت میں اضطراب شروع ہوا۔ اس نے امیر ابن احمر کو نکال دیا اور اپنا علاقہ مضبوط کرلیا۔ زیاد بن الاعجم امیر کے بارے میں کہتا ہے۔

لو لا امیر هلکت یشکر   ویشکر هلکی کل حال

[اگر امیر نہ ہوتا تو یشکر ہلاک ہو جاتا۔ مگر یشکر کو تو ہر حال میں ہلاک ہونا تھا۔]

Marfat.com

متفرق واقعات/ وفیات

حضرت عثمانؓ نے اس سال لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ اسی سال میں حضرت ابوالدرداء انصاری کی وفات ہوئی، آپ بدری صحابہ میں تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کی وفات ۳۲ھ میں ہوئی۔ اسی سال ابوطلحہ انصاری کی بھی وفات ہوئی وہ بھی بدری صحابی تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وفات ۳۲ھ میں ہوئی یا ۵۱ھ میں ہوئی۔ اسی سال ابواسید الساعدی کی بھی وفات ہوئی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۶۰ھ میں وفات ہوئی۔ اگر یہ صحیح ہے تو اہل بدر میں ان کی وفات سب سے آخر میں ہوئی۔ اسی سن میں ابوسفیان ابن الحارث ابن عبدالمطلب ابن ہاشم اور ان کے بھائی الطفیل کی اور ابوسفیان ابن حرب بن امیہ کی وفات ہوئی۔ ان کی عمر اٹھاسی سال تھی۔

۞ ۞ ۞

حواشی وحوالہ جات

۱۔ مباح الدم اس شخص کو کہتے ہیں جس کے متعلق یہ اعلان کر دیا جائے کہ وہ جہاں بھی ملے قتل کر دیا جائے۔

۲۔ ایران میں بڑے زمیندار کو دہقان کہتے ہیں۔

۳۔ مربط اس جگہ کو کہتے تھے جہاں گھوڑے رکھے جاتے تھے۔

۴۔ ابوسعید بن ابی الحسن یسار البصری ۲۱ھ/۶۴۲ء میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام پیروز تھا، عراق میں میسان کی فتح کے موقع پر اسیر ہو گئے تھے۔ اس کے بعد انہیں مدینہ لایا گیا۔ حسن بصری کی والدہ کا نام خیرہ تھا، حسن کی پرورش وادی القریٰ میں ہوئی، جنگ صفین کے بعد وہ بصرہ چلے گئے۔ اپنی نوجوانی میں انہوں نے مشرقی ایران کی فتوحات میں حصہ لیا۔ یہ ۴۳ھ اور اس کے بعد کے برسوں کی بات ہے۔ بعد ازاں وہ اپنے انتقال (۱۱۰ھ/ ۷۲۸ء) تک بصرہ ہی میں رہے۔ اموی عہد میں بصرہ کے مشہور واعظ اور صوفی سمجھے جاتے تھے۔ ان کا تعلق طبقہ تابعین سے تھا۔

۞ ۞ ۞

Marfat.com

بائیسواں باب

۳۲ھ کے واقعات

کہا گیا ہے کہ اس سال معاویہ ابن ابی سفیان نے تنگنائے قسطنطیبہ میں جنگ کی۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی عاتکہ بنت قرظہ تھیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ فاختہ تھیں۔

ترکوں کی کامیابی اور عبدالرحمٰن ابن ربیعہ کی شہادت

اس سال خزر اور ترک مسلمانوں پر غالب ہوئے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ جب پے بہ پے لڑائیاں ہوتی رہیں تو وہ ایک دوسرے کو اکسانے لگے اور کہنے لگے کہ ہمارے مقابلہ میں کوئی نہیں لڑتا تھا لیکن اب یہ چھوٹا سا گروہ (مسلمانوں کا) آیا اور اب ہم نہیں لڑتے۔ ان میں سے بعض نے یہ کہا کہ یہ لوگ مرتے ہی نہیں اور ان میں سے کوئی زخمی بھی نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس سے پہلے مسلمانوں نے جو لڑائیاں لڑی تھیں ان میں کوئی قتل نہیں ہوا تھا۔ انہوں نے یہ خیال کیا کہ یہ لوگ مرتے ہی نہیں۔ ان میں سے بعض نے یہ کہا کہ کیا یہ لوگ لشکر کی ٹکریاں نہیں بناتے ہیں؟ وہ جنگلوں میں چھپ گئے۔ ان کے پاس سے لشکر کی ایک ٹکڑی گزری، انہوں نے ان پر تیر پھینکے اور ان کو قتل کر دیا۔ ان کے سردار ان سے لڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ بعد ازاں انہوں نے ایک دن جنگ کی تیاری کر لی۔ اس اثنا میں حضرت عثمانؓ نے عبدالرحمٰن ابن ربیعہ کو لکھا، جو اس زمانہ میں باب میں موجود تھے، کہ چھپ جانے والوں نے تمہارا حوصلہ بڑھا دیا ہے۔ مسلمانوں کو اندھا دھند آگے نہ بڑھاؤ کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ (کفار) تمہیں قتل کریں گے۔ مگر عبدالرحمٰن اپنے ارادے سے باز نہ رہے اور بلنجر کے قریب لڑائی کی۔ ترک، خزر کے ساتھ متحد ہو گئے تھے۔ انہوں نے مسلمانوں سے سخت جنگ کی اور عبدالرحمٰن کو شہید کر دیا گیا۔ ان کو

Marfat.com

''ذوالنور'' کہا جاتا تھا جو ان کی تلوار کا نام تھا۔ بلنجر کے لوگ ان کی لاش لے گئے اور ایک تابوت میں محفوظ کی اور ان کے واسطہ سے بارش کی دعا کیا کرتے تھے۔ جب عبدالرحمٰن شہید ہو گئے تو مسلمانوں کو شکست ہو گئی اور ان کے دو گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ باب کی طرف چلا گیا وہاں عبدالرحمٰن کے بھائی سلمان ابن ربیعہ سے ملا۔ اس کو حضرت عثمانؓ کے حکم سے سعید ابن العاص نے مسلمانوں کی مدد کے لئے بھیجا تھا۔ اس گروہ نے اس کی وجہ سے نجات پائی۔ دوسرا گروہ جیلان اور جرجان کی طرف گیا۔ اس میں سلمان فارسی اور ابو ہریرہ بھی تھے۔ ان کے ساتھ یزید ابن معاویہ نخعی، علقمہ ابن قیس مِعْضَد شیبانی۔ ابو مفرز تمیمی ایک خیمہ میں تھے۔ عمرو بن عتبہ، خالد بن ربیعہ، حلحال بن ذری اور قرثع ایک خیمہ میں تھے۔ یہ لوگ اس لشکر کے پہلو بہ پہلو تھے۔ قرثع یہ کہا کرتا تھا کہ کپڑوں پر خون کی سرخی کتنی اچھی معلوم ہوگی۔ یزید ابن معاویہ نخعی نے ایک ہرن کو خواب میں دیکھا جو اس کے پاس لایا گیا تھا۔ اس سے بہتر اس نے نہیں دیکھا تھا۔ اس کو ایک لحاف میں لپیٹا گیا اور ایک قبر میں دفن کر دیا گیا۔ اس پر تین آدمی بیٹھے تھے۔ جب وہ بیدار ہوا اور لوگ لڑنے لگے تو اس کے ایک پتھر لگا، اس کا سر پھٹ گیا اور وہ مر گیا گویا اس کے کپڑوں کی زینت خون سے ہوئی اور ایک قبر میں لہو آلودہ کپڑوں میں اسی طرح دفن کیا گیا۔ جس طرح خواب میں دیکھا تھا۔ مِعْضَد نے علقمہ سے کہا کہ مجھے اپنی چادر مستعار دے۔ اس (معضد) نے چادر سر پر باندھ لی اور برج بلنجر پر اس جگہ گیا تھا جہاں یزید کا حادثہ ہوا تھا۔ اس کو بھی نشانہ بنایا گیا اور پتھر آ کر لگا جس سے اس کا سر پھٹ گیا۔ اس کے ساتھیوں نے اٹھایا۔ اور یزید کے پہلو میں دفن کر دیا۔ علقمہ نے اپنی چادر لے لی۔ اس کو دھویا مگر خون کے دھبے نہ چھوٹے۔ وہ اسی میں جمعہ کی نماز پڑھا کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ اس میں مِعْضَد کا خون ہے اور وہی مجھے اس پر آمادہ کرتا ہے۔ عمر بن عتبہ کو بھی زخم لگا۔ اور اس کی قبا بھی ویسی ہی ہو گئی جیسی وہ چاہتا تھا۔ پھر وہ قتل کر دیا گیا۔ اب رہا قرثع، اس نے لڑائی کی یہاں تک کہ نیزہ کا زخم لگا۔

اس جنگ کی خبر حضرت عثمانؓ کو پہنچی تو انہوں نے کہا اللہ اہل کوفہ کو معاف کرے اور ان کی (شہادت) قبول کرے۔ حضرت عثمانؓ نے سعید ابن العاص کو لکھا کہ سلمان کو باب کی لڑائی کا معاملہ سونپ دو۔ سعید ابن عاص نے سلمان کو بھیج دیا۔ جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے شکست خوردہ لوگ اسے ملے اور وہ (دشمنوں سے) نجات پا گئے۔

جب عبدالرحمٰن اس جنگ میں شہید ہو گئے تو سعید نے سلمان ابن ربیعہ کو باب کا عامل مقرر کیا

Marfat.com

اور اہل کوفہ سے جنگ کے لئے حذیفہ بن یمان کا تقرر کیا اور حضرت عثمانؓ نے شامیوں کو حبیب ابن مسلمہ کے تحت ان کی مدد کو بھیجا۔ سلمان ان کا حاکم بن گیا۔ اس پر شامیوں نے کہا کہ ہم نے سلمان کو ختم کرنے کا قصد کرلیا ہے۔ اس پر کوفیوں نے کہا اللہ کی قسم! ہم حبیب کو ختم کردیں گے یا قید کردیں گے۔ اور اگر تم نے انکار کیا تو تمہارے اور ہمارے بے شمار آدمی قتل ہوجائیں گے۔ اوس بن مغراء نے اس موقع پر کہا۔

[اگر تم سلمان کو مارو گے تو ہم حبیب کو ماریں گے۔
اور اگر تم ابن عفان کے پاس جاؤ گے تو ہم بھی جائیں گے۔
اگر تم انصاف کرو تو یہ سرحد ہمارے امیر کی سرحد ہے۔
اور یہ امیر فوجوں کے ساتھ آنے والا ہے۔
ہم حکومت کے دست و بازو ہیں اور ہم اس کے حامی ہیں۔
ہم راتوں کو سرحد کا پہرا دیتے اور اس کی حفاظت کرتے ہیں۔]

حبیب نے یہ ارادہ کیا کہ صاحب الباب پر اسی طرح حکم چلائے جس طرح کوفہ کے لشکر کا سردار چلاتا ہے۔ اور یہ پہلا اختلاف تھا جو کوفیوں اور شامیوں کے درمیان ہوا۔

حذیفہ ابن الیمان نے تین لڑائیاں لڑیں اور تیسری کے دوران میں حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے۔ جب شہادت عثمانؓ کی اطلاع ملی حذیفہ ابن الیمان نے کہا۔

'اے اللہ! ان کے قاتلوں اور دشنام طرازوں پر لعنت کر۔ اے اللہ! وہ ہم پر عتاب کرتے تھے۔ ہم ان پر عتاب کرتے تھے۔ اس بات کو ان لوگوں نے فتنہ کا بہانہ بنالیا ہے۔ اے اللہ! ان کو موت نہ دے مگر تلواروں سے۔'

ابوذر غفاری کی وفات کا بیان

اسی سن میں ابوذر کی وفات ہوئی۔ انہوں نے اپنی بیٹی سے کہا، اے بیٹی! کیا تجھ کو کوئی نظر آتا ہے۔ اس نے جواب دیا، نہیں، تو انہوں نے کہا ابھی میرا وقت نہیں آیا۔ پھر اس کو حکم دیا تو اس نے ایک بکری ذبح کی اور اس کو پکایا پھر یہ کہا کہ جب تیرے پاس وہ لوگ آئیں جو مجھے دفن کریں گے اور عنقریب میرے پاس نیک لوگ آئیں گے تو ان سے کہنا کہ تمہیں ابوذر نے قسم دلائی ہے کہ جب تک تم

Marfat.com

کھانا نہ کھالو اس وقت تک سوار نہ ہونا۔ جب وہ اپنی ہانڈی پکا چکی تو (حضرت) ابوذر نے پھر بیٹی سے پوچھا کہ دیکھ! کیا تجھے کوئی آدمی نظر آتا ہے۔ اس نے کہا ہاں! کچھ سوار ہیں۔ تو انہوں نے کہا میرا منہ کعبہ کی طرف کر دے۔ اس نے ایسا ہی کیا تو انہوں نے کہا۔

بسم الله ربا الله وعلى ملة رسول الله صلى الله عليه وسلم

(اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر) بعد ازاں ان کی وفات ہوگئی۔ ان کی بیٹی باہر نکلیں۔ ان (سواروں) سے ملاقات کی اور کہا۔ اللہ آپ پر رحمت فرمائے ابو ذرؓ کے پاس چلو۔ انہوں نے پوچھا وہ کہاں ہیں؟ اس نے ان کی طرف اشارہ کیا۔ تو انہوں نے کہا کیا اچھا ہے! وہ آنکھ کتنی اچھی ہے جس کی بدولت خدا نے ہم کو یہ عزت بخشی۔ ان میں عبداللہ ابن مسعود بھی تھے۔ وہ روئے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی پوری ہوگئی کہ وہ تنہا مریں گے اور تنہا قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے۔ ان لوگوں نے ان کو غسل دیا، کفن پہنایا، نماز جنازہ پڑھی اور دفن کر دیا۔ ان کی بیٹی نے کہا کہ ابوذرؓ تم کو سلام کہتے تھے اور میں تمہیں قسم دلاتی ہوں کہ جب تک کھانا نہ کھاؤ سوار نہ ہونا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور ان کے اہل خاندان کو اپنے ساتھ سوار کیا اور ان کو مکہ مبارکہ میں پہنچا دیا اور ان کی موت کی خبر حضرت عثمانؓ کو سنائی انہوں نے ان کی بیٹی کو اپنے خاندان میں شامل کر لیا۔ اور فرمایا کہ اللہ ابوذر پر رحمت کرے۔ اور ان کے ربذہ کے قیام پر ان کی مغفرت فرمائے۔

جب وہ لوگ وہاں (ربذہ) حاضر ہوئے تو خیمہ میں مشک کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ انہوں نے اس لڑکی سے اس کے بارے میں دریافت کیا۔

لڑکی نے جواب دیا کہ جب ابوذر پر نزع کا وقت ہوا تو انہوں نے کہا کہ جب میت کے پاس لوگ آتے ہیں تو وہاں بو ہوتی ہے جس کی وجہ سے لوگ کھانا نہیں کھاتے ان کے لئے پانی میں مشک گھولا گیا اور خیمہ میں چھڑکا گیا۔

جو لوگ ان کے جنازے کے ساتھ گئے ان میں ابن مسعود، ابومفرز تمیمی، بکر بن عبداللہ تمیمی، الاسود ابن یزید، علقمہ ابن قیس النخعی، مالک اشتر نخعی، حلحال ضبی، حارث ابن سُوید تمیمی، عمرو بن عتبہ سُلمی، ابن ربیعہ سُلمی، ابورافع مزنی، سُوید ابن شعبہ تمیمی، یزید ابن معاویہ نخعی، قرثع ضبی کے بھائی، مِعضد شیبانی کے بھائی تھے۔ کہا گیا ہے کہ ان کے وفات ۳۱ھ میں ہوئی۔

Marfat.com

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابن مسعود نے ابوذر کے خاندان والوں کو اپنے ساتھ سوار نہیں کیا تھا بلکہ مکہ آ کر حضرت عثمانؓ کو اطلاع دی اور انہوں نے اپنے ایک سردار کو بھیجا اور وہ ان کو اپنے ساتھ سوار کر کے لایا۔

قارن کے خروج کا ذکر

بعد ازاں قارن نے ایک بڑی جماعت بہم پہنچائی جس میں طَبَسَین۲ کے قرب و جوار کے لوگ، بادغیس، ہرات اور قوہستان کے باشندے شامل تھے۔ اور چالیس ہزار کا لشکر لے کر آیا۔ قیس نے ابن خازم سے کہا تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ تم یہ علاقہ خالی کر دو اور میں یہاں کا حکمراں ہوں اور میرے پاس ابن عامر کا فرمان (عہد) ہے۔ یہ بات قیس کو ناگوار گزری مگر اس نے علاقہ خالی کر دیا اور ابن عامر کے پاس چلا گیا۔ ابن عامر نے اس کو ملامت کی اور کہا کہ تم نے پورا علاقہ برباد کر دیا۔ دوسری طرف ابن خازم چار ہزار کا لشکر لے کر قارن کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ اس نے لوگوں کو اپنے ساتھ تیل لے جانے کا حکم دیا۔ جب وہ قارن کے قریب پہنچے تو لوگوں کو حکم دیا کہ ہر شخص اپنے نیزہ کی نوک پر کپڑا یا روئی باندھے اور اسے تیل سے تر کرے۔ وہ آگے بڑھے یہاں تک کہ شام ہوگئی۔ اس کا مقدمہ الجیش جس میں چھ سو آدمی تھے آگے بڑھ گیا۔ دیگر لوگ ان کے پیچھے تھے۔ رات میں ابن خازم نے اپنے لوگوں کو حکم دیا کہ اپنے نیزوں کے سروں پر آگ لگا لیں۔ آدھی رات کے وقت اس کا مقدمہ الجیش قارن کے لشکر کے قریب پہنچ گیا اور اس پر حملہ کر دیا۔ دشمنوں میں دہشت پھیل گئی کیونکہ وہ رات کے حملہ سے بے خوف آرام کر رہے تھے۔ جب ابن خازم اس کے قریب پہنچا تو قارن کے فوجیوں نے دائیں بائیں آگ دیکھی جو کبھی آگے بڑھتی تھی کبھی پیچھے ہٹتی تھی کبھی نیچے آتی تھی کبھی اوپر جاتی تھی۔ اس سے وہ خوف زدہ ہوگئے۔ ابن خازم کے مقدمہ الجیش کے لوگ لڑائی میں مصروف تھے کہ ابن خازم نے مسلمانوں کی پوری جماعت کے ساتھ حملہ کر دیا۔ قارن قتل ہو گیا اور مشرکوں کو شکست ہوگئی اور وہ ان کا پیچھا کر کے ان کو قتل کر رہے تھے۔ اور ان کے بے شمار قیدی ہاتھ آئے۔ ابن خازم نے اس فتح کی خبر ابن عامر کو دی۔ وہ اس سے راضی ہوگیا اور اس کو خراسان پر مستقل کر دیا۔ جہاں وہ جنگ جمل کے زمانہ تک رہا۔ بعد ازاں بصرہ آیا اور ابن الحضرمی کی جنگ میں شریک ہوا۔ اور وہ اس کے ساتھ دار سنبیل میں تھا۔

Marfat.com

ایک دوسری روایت کے مطابق جب قارن نے افواج جمع کرلیں تو قیس ابن الہیثم نے عبداللہ ابن خازم سے مشورہ کیا کہ کیا کیا جائے۔ تو اس نے کہا کہ میرے خیال سے ان کی کثرت فوج کے باعث تم ان کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ لہٰذا تم ابن عامر کے پاس جاؤ اور دشمن کی کثیر تعداد کی اس کو خبر دو اور ہم یہاں قلعوں میں قیام کریں گے۔ اس وقت تک قلعہ بند رہیں گے جب تک تمہاری مدد آ جائے گی۔ قیس روانہ ہوا اور تیزی سے ابن عامر کے پاس پہنچا اس اثناء میں ابن خازم نے اس فرمان کا ذکر کیا کہ ابن عامر نے مجھے خراسان کا والی مقرر کردیا ہے۔ وہ قارن کی طرف روانہ ہوا اور کامیاب ہوا۔ اس فتح کی خبر ابن عامر کو دی اس نے خراسان پر اس کو مستقل کردیا۔

وفیات

اسی سن میں رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس نے وفات پائی۔ ان کی عمر اٹھاسی سال تھی۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے عمر میں تین سال بڑے تھے۔

اسی سال عبدالرحمٰن ابن عوف نے وفات پائی ان کی عمر ۷۵ سال تھی۔

اسی سال حضرت عبداللہ ابن مسعود نے وفات پائی۔ ان کی نماز جنازہ حضرت عمار ابن یاسر نے پڑھائی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے پڑھائی۔

اسی سال حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ نے وفات پائی جن کو اذان خواب میں سنائی گئی تھی۔

حواشی وحوالہ جات

۱ بحر خزر (Caspian Sea) کے کنارے آباد ایک قوم کا نام ہے۔

۲ اسے طبسان بھی لکھا گیا ہے۔ یہ نیشاپور اور اصفہان کے درمیان ایک قصبہ تھا۔ (معجم البلدان، ج۴، ص۲۰)

Marfat.com

تینتیسواں باب

۳۳ھ کے واقعات

اس سن میں معاویہ نے سرزمین روم کے شہر ملطیہ کے قرب وجوار میں قلعہ مراۃ پر حملہ کیا۔

اسی سن میں افریقہ میں عبداللہ ابن سعد نے دوبارہ جنگ کی اور اس کی وجہ وہاں کے باشندوں کی عہد شکنی تھی۔

اسی سن میں احنف ابن قیس خراسان گئے اور دونوں مرو[1] فتح کیے۔

اسی سن میں ابن عامر نیشا پور گئے اور بعض لوگوں کی روایت کے بموجب اس کو فتح کیا۔ اس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔

بعض لوگوں کی روایت کے بموجب قبرس کی جنگ اسی سن میں ہوئی۔ اس کا ذکر پورے طور سے پہلے کیا جا چکا ہے۔ ایک روایت کے بموجب اس کی فتح ۲۸ھ میں ہوئی۔ ۳۲ھ میں وہاں کے باشندوں نے رومیوں کے خلاف بحری جنگ میں مدد کی اور اپنی کشتیاں مسلمانوں کو دیں لہٰذا معاویہ نے ۳۳ھ میں ان سے جنگ کی۔ اور قوت بازو سے اس کو فتح کیا۔ ان میں بہت سے لوگوں کو قتل کیا قیدی بنایا اور پھر ان سے صلح کر لی۔ اور ان کی طرف بارہ ہزار آدمی بھیجے۔ جنہوں نے وہاں مسجدیں تعمیر کیں اور ایک شہر آباد کیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ دوسری لڑائی ۳۵ھ میں ہوئی۔

کوفیوں کو شام کی طرف منتقل کرنا

اس سن میں حضرت عثمانؓ نے کوفہ کے بعض باشندوںؒ کو شام کی طرف بھیج دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عثمانؓ نے سعید ابن العاص کو کوفہ کا والی بنایا جب اس نے ولید (والی کوفہ) کے خلاف

Marfat.com

شراب نوشی کی شہادت دی اور سعید کو یہ حکم دیا کہ ولید کو ان کی طرف روانہ کر دے۔ سعید کوفہ آیا اور ولید وہاں سے روانہ ہو گیا۔ اس (سعید) نے منبر دھویا تو بنی امیہ کے لوگوں نے جو اس کے ساتھ آئے تھے۔ اس کو روکا۔ اس نے ان کو جواب نہیں دیا۔ سعید نے نمایاں افراد کو اور اہل قادسیہ کو اور کوفہ کے قاریوں کو اجازت دی کہ ان میں سے ہر شخص اس کے پاس آ سکتا تھا۔ ایک دن وہ لوگ اس کے سامنے آئے اور ان کی گفتگو کے دوران میں حُبیش ابن فلاں اسدی نے کہا کہ طلحہ بن عبید اللہ کیا سخی ہے! اس پر سعید نے کہا کہ جس کے پاس اس قدر مال و جائیداد ہو وہ ضرور سخی ہوگا۔ اللہ کی قسم اگر میرے پاس اس کے مساوی ہو تو میں تمہیں پورا عیش کرا دوں۔ اس پر عبدالرحمٰن بن حُبیش نے جو نوجوان تھا کہا اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ دریا کا یہ کنارا تمہارا ہو۔ اس کی مراد یہ تھی کہ سعید کو فرات کا وہ کنارا مل جائے جو شاہان ایران کے قبضہ میں تھا۔ اور وہ کوفہ کے قریب تھا۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ اللہ تیرا منہ بند کرے۔ اللہ کی قسم! کیا یہ مہمات ہم نے تیرے لئے سر کی ہیں۔ عبدالرحمٰن کے باپ نے کہا ابھی لڑکا ہے اس کے منہ نہ لگو۔ انہوں نے کہا کہ اس کی خاطر وہ ہمارے علاقہ پر قبضہ کرے گا۔ حُبیش نے کہا کہ تمہارے لئے اس سے کئی گنہ زیادہ پر قبضہ کرے۔ اس کے بعد اشتر، جُندب، ابن ذی الحنکۃ، صعصعہ، ابن الکواء، کُمیل، عمیر بن ضابی نے اس پر حملہ کیا اور اس کو گرفت میں لے لیا۔ اس کے باپ نے اس کو بچانے کے لئے حملہ کیا۔ انہوں نے دونوں کو اس قدر مارا کہ وہ غش کھا کر گر پڑے۔ سعید ان سے التجا کرتا رہا لیکن انہوں نے ایک نہ سنی۔ جب یہ خبر بنی اسد نے سنی تو وہ لوگ آ گئے۔ ان میں طلحہ بھی تھے۔ انہوں نے قصر کو گھیرے میں لے لیا۔ دوسرے قبائل کے لوگ بھی سوار ہو کر آ گئے۔ انہوں نے سعید کی حمایت کی۔ سعید لوگوں کے سامنے برآمد ہوا اور کہا کہ اے لوگو! قوم کے لوگوں میں جھگڑا ہوا۔ مگر خدا نے عافیت رکھی اور ان کو لوٹا دیا۔ وہ واپس چلے گئے اور وہ دونوں آدمی بھی ٹھیک ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ وہ کبھی میری خدمت نہیں کریں گے۔ مگر تم اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔ اور لوگوں کو اس طرح جمع نہ ہونے دو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور لوگ اپنے گھروں میں جا بیٹھے اور حضرت عثمانؓ کے پاس آئے۔

بھی کہا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ تھا کہ کوفہ کے بڑے لوگ رات کو سعید ابن العاص کی شبینہ محفل میں گفتگو کر رہے تھے۔ ان میں مالک ابن کعب ارجی۔ اسود ابن قیس نخعی، علقمہ ابن قیس نخعی، مالک اشتر وغیرہ تھے۔ اس اثنا میں سعید نے کہا کہ سواد کا علاقہ قریش کا باغ ہے۔ اشتر نے سخت اعتراض کرتے

Marfat.com

ہوئے کہا، تمہارا کیا خیال ہے جو علاقہ ہماری تلواروں کی بدولت ہم کو بطور فے، اللہ نے عطا فرمایا ہے وہ تیرے اور تیری قوم کا باغ ہے؟ دوسرے لوگ بھی اس بحث میں شریک ہو گئے۔ اس پر عبدالرحمٰن اسدی نے جو سعید کے اصحاب شرطہ میں تھا یہ کہا کیا تم امیر کے قول کی تردید کرتے ہو۔ ساتھ ہی کوئی سخت لفظ کہا۔ اس پر اشتر نے لوگوں سے کہا کہ یہ آدمی تمہیں گزرنے نہیں دے گا۔ انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اپنے قدموں کے نیچے خوب روندا۔ وہ غش کھا کر گر پڑا پھر اسکا پیر پکڑ کر گھسیٹا۔ پھر اس پر پانی چھڑکا تو اس کو ہوش آ گیا۔ اس نے کہا کہ میں نے جس کو منتخب کیا اسی نے مار ڈالا۔ پھر کہا اللہ کی قسم! کوئی شخص مجھ سے کبھی چھپا نہ رہے گا۔ پس وہ لوگ اپنی مجالس میں حضرت عثمانؓ اور سعید کو گالیاں دیا کرتے تھے۔ پھر اور لوگ بھی ان کے ساتھ شریک ہو گئے یہاں تک کہ ان کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ سعید نے اور کوفہ کے شریف لوگوں نے حضرت عثمان کو ان کے جلاوطن کرنے کے لئے لکھا۔ آپ نے ان کو لکھا کہ ان کو معاویہ کے پاس بھیجدو اور معاویہ کو لکھا کہ کچھ لوگ فتنہ پردازی کر رہے ہیں ان کے مقابلہ میں کھڑے ہو جاؤ اور ان کو روکو۔ اگر ان میں رشد و ہدایت پاؤ تو ان کو قبول کر لو۔ اگر تم ناکامیاب رہو تو میرے پاس بھیج دو۔

جب وہ لوگ معاویہ کے پاس آئے تو ان کو کنیسۂ مریم میں اتارا گیا۔ اور حضرت عثمانؓ کے حکم کے بموجب جو کچھ (یعنی وظائف وغیرہ) ان کو عراق میں ملتا تھا وہ جاری کیا گیا۔ معاویہ ان کے ساتھ صبح اور شام گزارتے تھے۔ ایک دن ان سے کہا کہ تم عرب قوم سے ہو۔ تمہارے دانت بھی ہیں اور زبانیں بھی۔ تمہیں اسلام کی بدولت شرف ملا ہے۔ تم اقوام عالم پر غالب ہوئے اور انکی میراث تمہیں پہنچی۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے قریش کی تذلیل کی۔ اگر قریش نہ ہوتے تو تم نہایت ذلیل ہوتے۔ تمہارے خلیفہ تمہاری ڈھال ہیں اپنی ڈھال سے جدا نہ ہو جاؤ۔ تمہارے سربراہ تم سے سختیوں کی برداشت چاہتے ہیں۔ اور تم نے منہ کا نوالا بھی چھین لیتے ہیں۔ اللہ کی قسم! تم باز رہو ورنہ اللہ تم کو ان لوگوں کے ذریعے آزمائے گا جو ان سے زیادہ برے ہوں گے۔ اور برداشت نہ کرنے پر تمہاری تعریف نہ کی جائے گی۔ پھر تم ان کے شریک ہو جاؤ گے جنہوں نے اپنی زندگی میں اپنی رعیت کے مقابلہ میں زیادہ گناہ کئے ہیں۔

ان میں سے ایک شخص نے جس کا نام صعصعہ تھا یہ کہا کہ تم نے قریش کا جو ذکر کیا ہے وہ عہد جاہلیت میں عرب کی بڑی جماعت نہ تھے۔ نہ ہی ایسے جنگجو تھے کہ تم ہم کو ان سے ڈراؤ اور ڈھال کا جو ذکر کیا تو جب ڈھال جل جائے تو ہم کو بخش دینا۔

Marfat.com

معاویہ نے کہا کہ اب میں نے تم کو پہچان لیا اور تمہارے مفاد کو بھی جان لیا جس نے تمہیں اس پر اکسایا ہے۔ وہ عقل کی کمی ہے۔ تو ان کا مقرر ہے اور میں تیرے اندر عقل نہیں پاتا۔ میں تیرے سامنے اسلام کی بڑائی بیان کرتا ہوں اور تو مجھے عہد جاہلیت کی یاد دلاتا ہے۔ اللہ اس قوم کو برباد کرے جو اپنے ذاتی معاملہ کو بڑا سمجھے۔ تم میری بات سمجھو مگر میں سمجھتا ہوں کہ تم نہیں سمجھتے کہ عہد جاہلیت یا عہد اسلام میں کسی کو عزت نہیں ملی مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ وہ (یعنی قریش) عرب کی بڑی جماعت نہ تھے نہ ان میں سب سے زیادہ قوت تھی۔ مگر حسب میں سب سے زیادہ باعزت تھے اور نسب میں خالص تھے۔ اور مروت و مردانگی میں سب سے کامل تھے۔ عہد جاہلیت میں جب لوگ ایک دوسرے کو کھارہے تھے تو اللہ نے اپنے محفوظ حرم میں ان کو قیام کا موقع دیا۔ اور لوگ ان کے چاروں طرف چھینا جھپٹی کرتے تھے۔ کیا تم پہچانتے ہو کسی عرب کو یا عجمی کو یا کسی سیاہ فام یا سرخ فام کو کہ خدا کے شہر اور اس کے حرم میں کبھی نقصان پہنچایا ہو۔ یہ سب قریش کی عزت کی وجہ سے تھا۔ ان کے پاس کوئی شخص فریب کے ساتھ وارد ہوا تو اللہ نے اس کے چہرے کو پست کر دیا۔ مگر جب خدا نے یہ چاہا کہ جو خدا کا احترام کرتے ہیں اور اس کے دین کی پیروی کرتے ہیں۔ ان کو دنیا کی آلودگیوں اور آخرت کے برے انجام سے بچائے تو اپنی مخلوق کے بہترین شخص سے رضامند ہوا۔ پھر اس کے صحابہ سے راضی ہوا۔ جو قریش میں سب سے بہتر تھے۔ پھر اس حکومت کو ان کے لئے بنایا اور یہ خلافت ان میں قائم کی۔ اس کی صلاحیت ان کے سوا کسی اور میں نہیں ہے۔ عہد جاہلیت میں خدا ان کے کفر کے باوجود ان کی حفاظت کرتا تھا۔ تو یہ الزام لگاتا ہے کہ اپنے دین کے باوجود (خدا) ان کی حفاظت نہیں کرتا۔ تجھ پر اور تیرے ساتھیوں پر افسوس ہے۔ اے صعصعہ تیری بستی تو سب سے خراب ہے۔ گھروں کے اعتبار سے سب سے زیادہ شکایت والی۔ وادی سب سے گرمی اور برائی کے لئے سب سے زیادہ مشہور اور پڑوسی سب سے زیادہ ملامت کے مستحق۔ اس میں کوئی شریف آدمی کبھی نہیں رہا اور نہ کوئی ادنیٰ درجہ کا آدمی۔ مگر اس کو گالیاں دی جاتی رہیں۔ پھر القاب اور صہری رشتوں کے اعتبار سے عربوں میں سب سے زیادہ ملامت کے قابل تھے۔ قوموں میں سب سے زیادہ جھگڑالو اور ایرانی مزدوروں کے پڑوسی ہو۔ تم کو رسول اللہ ﷺ کی دعوت اسلام پہنچی، تو نے اس میں شرکت نہ کی، تو اپنی قوم کا بدترین شخص ہے۔ بہرحال تجھ پر اسلام واضح ہوا اور تجھے لوگوں سے ملایا۔ تو نے قبول کیا تاکہ دین الٰہی میں کجی تلاش

Marfat.com

کرے اور تو ذلت کی طرف بڑھے۔ مگر اس سے قریش کو ضرر نہیں پہنچے گا۔ نہ وہ پست ہوں گے، اور جو کچھ ان کے پاس ہے اس کو دوسروں تک پہنچانے سے باز نہ رہیں گے۔ شیطان تم سے غافل نہیں ہے۔ اس نے تم کو بدی کے ساتھ آلودہ کر دیا ہے اور تمہارے ذریعہ سے دوسرے لوگوں کو بہکایا ہے۔ وہ تم کو پچھاڑ دے گا۔ اور تم اپنی بدی سے کچھ فائدہ نہیں پاؤ گے۔

اس کے بعد معاویہ کھڑے ہو گئے اور ان لوگوں کو چھوڑ دیا۔ پھر ان کی کج فہمی بڑھ گئی۔ اس کے بعد معاویہ نے ان سے کہا میں تمہیں اجازت دیتا ہوں جہاں چاہے جاؤ۔ اللہ تم سے کسی کو کبھی فائدہ نہیں پہنچائے گا ضرر پہنچائے گا۔ نہ تم لوگوں کے لئے نفع رساں ہو نہ ضرر رساں۔ اگر تم نجات چاہتے ہو تو اپنی جماعت (مسلمانوں) کو لازم پکڑو۔ تم کو چاپایوں کی سی خوشی نہ ہونی چاہئے۔ کیونکہ خوشی نیکوں کو رنج میں مبتلا نہیں کرتی۔ جہاں تم چاہو چلے جاؤ میں تمہارے بارے میں امیر المومنین کو لکھ دوں گا۔

جب وہ باہر نکل گئے تو ان کو واپس بلایا اور کہا میں تمہارے سامنے اس امر کا اعادہ کرنا چاہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ معصوم تھے۔ انہوں نے مجھ کو والی بنایا اور مجھے اپنے امور میں دخیل کیا۔ پھر ابو بکرؓ خلیفہ ہوئے انہوں نے بھی مجھ کو والی بنایا پھر عمرؓ خلیفہ ہوئے انہوں بھی مجھ کو والی بنایا۔ اور جس کسی نے مجھ کو والی بنایا مجھ سے خوش رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے معاملات حکومت سپرد کرنے کے لئے ایسے لوگوں کو تلاش کیا جو مسلمانوں میں نیک صلہ کے مستحق تھے اور غنی تھے۔ اللہ بڑے رعب وادب والا اور بدلہ لینے والا ہے۔ جو اس سے فریب کرتا ہے اس کو خدا فریب کی سزا دیتا ہے۔ لہٰذا حکومت کے معاملات میں تم دخل نہ دو۔ تم اپنے دلوں کا حال خوب جانتے ہو جس کو تم ظاہر نہیں کرتے۔ اللہ تم کو نہیں چھوڑے گا تاوقتیکہ تم کو نہ آزمائے اور تمہارے بھید لوگوں پر ظاہر کر دے گا۔

معاویہ نے حضرت عثمانؓ کو لکھا کہ میرے پاس ایسے لوگ آئے جن میں عقل نہیں ہے اور نہ ان میں دین ہے۔ عدل وانصاف سے پریشان ہوئے ہیں۔ اللہ سے کچھ نہیں چاہتے ہیں۔ کسی دلیل سے بات نہیں کرتے ہیں۔ ان کا ارادہ فتنہ پردازی کا ہے اور ذمیوں کا مال چھین لینے کا ہے۔ اللہ ان کی آزمائش کرے گا۔ پھر ان کی رسوائی ہوگی۔ اور وہ تباہ ہو جائیں گے۔ جن لوگوں کی وہ توہین کرتے ہیں وہ دوسروں کی نگاہوں میں نیک بخت ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ فتنہ پرداز اور تفرقہ انداز ہیں۔

وہ دمشق سے چلے گئے پھر انہوں نے کہا کہ ہمیں کوفہ واپس نہیں جانا چاہئے کیونکہ وہ ہمیں

Marfat.com

گالیاں دیتے ہیں۔ لہٰذا وہ الجزیرہ کی طرف چلے گئے۔ یہ خبر عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کو پہنچی جو حمص کا والی تھا۔ اس نے ان لوگوں کو بلایا اور کہا کہ اے لوگو جو شیطان کے آلہ کار ہو تمہیں خوش آمدید نہ کہا جائے گا۔ شیطان تو نقصان اٹھا کے جا چکا ہے۔ اللہ عبدالرحمٰن کو خسارہ پہنچائے اگر وہ تمہیں ٹھیک نہ کردے۔ اے گروہ جس کے متعلق میں نہیں جانتا کہ وہ عرب ہے یا عجم۔ جو تم نے معاویہ سے کہا ہے اس کی مجھے اطلاع ملی ہے وہ مجھ سے نہ کہو۔ میں خالد بن ولید کا بیٹا ہوں۔ میں اس کا بیٹا ہوں جس کو تجربہ کار عورتوں نے تربیت دی ہے۔ میں اس کا بیٹا ہوں جس نے اہل ردہ کا مغز نکال دیا۔ اللہ کی قسم! اگر مجھے یہ اطلاع ملی کہ جو لوگ میرے ساتھ ہیں ان میں سے کسی نے تیری ناک پر مارا اور تیری توہین کی تو میں تجھ سے بری فال لوں گا۔

اس نے ان کو ایک مہینے تک وہاں ٹھہرایا۔ جب وہ سوار ہوتا تھا تو ان کو ساتھ چلاتا تھا۔ جب اس کے ساتھ صعصعہ ہوتا تھا وہ اس سے کہتا تھا کہ اے حطیئہ کے بیٹے! کیا تو جانتا ہے کہ جس میں نیکی کی صلاحیت نہیں ہوتی اس میں بدی کی صلاحیت ہوتی ہے۔ کیا سبب ہے کہ مجھے جو اطلاع ملی ہے کہ تو نے سعید اور معاویہ سے کیا کہا ہے وہ مجھ سے کیوں نہیں کہتا۔ وہ لوگ کہتے تھے کہ ہم اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ تم ہمارے قصور معاف کردو خدا تمہارے قصور معاف کرے۔ وہ یہی کہتے رہے۔ یہاں تک کہ اس نے کہہ دیا کہ خدا نے تمہارا قصور معاف کر دیا ہے۔

اشتر حضرت عثمانؓ کے پاس دوبارہ آیا تو اس سے حضرت عثمانؓ نے کہا جہاں چاہے وہاں ٹھہرو۔ اس نے کہا عبدالرحمٰن بن خالد کے ساتھ؟ آپ نے کہا کہ یہ تجھ پر موقوف ہے۔ لہٰذا وہ عبدالرحمٰن بن خالد کے پاس چلا گیا۔ اس کے بعد وہی روایت کیا گیا جس کا تذکرہ اوپر کیا جا چکا ہے۔ راویوں نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ اگلے سال جب معاویہ ان کے پاس لوٹے اور ان کو یاد دلایا جو انہوں نے کہا تھا اس میں یہ بھی تھا کہ اللہ کی قسم! میں تمہیں کسی کام کا حکم نہیں دیتا۔ مگر میں نے اپنی ذات سے اور اپنے گھر والوں سے شروع نہ کیا ہے۔ قریش جانتے ہیں کہ ابوسفیان ان میں سب سے زیادہ معزز تھے اور سب سے زیادہ معزز باپ کے بیٹے تھے۔ بجز اس امر کے جس کے لئے خدا نے اپنے نبی ﷺ کو بنایا۔ پس وہ خدا کے منتخب کردہ اور معزز ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اگر ابوسفیان کے کتنے ہی بچے ہوتے سب عقلمند ہوتے اس پر صعصعہ نے کہا تو جھوٹ بول رہا ہے۔ لوگ اس کی بھی اولاد ہیں جو ابوسفیان سے بہتر تھے۔ اللہ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا تھا ان میں اپنی روح پھونکی تھی۔ اور فرشتوں کو ان کو سجدہ کرنے کا

Marfat.com

حکم کیا تھا۔ ان کی اولاد میں بھی نیک اور بد تھے۔ عقلمند اور بے وقوف تھے۔ وہ اس رات میں ان کے پاس سے چلے گئے۔ اگلی شب آئے اور ان سے طویل گفتگو کی۔ اور کہا اے لوگو! نیکی کی طرف لوٹ آؤ یا خاموش رہو۔ غور وفکر کرو اور دیکھو تمہیں اور تمہارے خاندان والوں کو اور مسلمانوں کو کیا چیز فائدہ دیتی ہے۔ اسی کو چاہو، صعصعہ نے تو اس کا اہل نہیں ہے اور نہ تجھے بزرگی حاصل ہے۔ کہ تیری فرماں برادری کی جائے اللہ کی نافرمانی میں۔ معاویہ نے کہا کیا میں نے شروع ہی میں یہ تم کو حکم نہیں دیا تھا کہ اللہ سے ڈرو، اس کے نبی کی فرماں برادری کرو۔ اور اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو۔ اور پراگندہ نہ ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ تو نے تفرقہ اندازی کا حکم کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ لائے تھے اس کی خلاف ورزی کا حکم دیا۔ معاویہ نے کہا کہ میں تمہیں اب حکم دیتا ہوں اگر میں پہلے غلطی کر چکا ہوں تو خدا کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اور تمہیں اس سے ڈرنے کا حکم دیتا ہوں، اور اس کی فرماں برداری کا حکم دیتا ہوں۔ اور جماعت کے ساتھ رہنے کا حکم دیتا ہوں۔ اپنے فرماں رواؤں کی عزت کرو اور جہاں تک تم سے ہو سکے ان کا احترام کرو۔ اس پر صعصعہ نے کہا کہ ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ مسلمانوں پر جو تمہاری سربراہی ہے اس سے اس شخص کے حق میں دست بردار ہو جاؤ جو تم سے بہتر ہے۔ جس کا باپ تمہارے باپ سے پہلے حلقۂ اسلام میں داخل ہوا۔ اور اس کا اسلام بہتر تھا اور وہ خود تم سے پہلے اسلام میں داخل ہوا اور اس کا اسلام بہتر ہے۔ معاویہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں حلقۂ اسلام میں داخل ہونے والوں میں مقدم ہوں اور جن کا اسلام مجھ سے بہتر تھا اور مجھ سے مقدم تھے ان میں سے کوئی اس زمانے میں اس منصب کی مجھ سے زیادہ اہلیت نہیں رکھتا جس پر میں فائز ہوں۔ عمرؓ بن خطاب نے اس امر کا مشاہدہ کر لیا تھا۔ اگر کوئی شخص اس منصب کا مجھ سے زیادہ اہل ہوتا تو میں اس پر فائز نہ ہوتا۔ اور میں نے اس زمانے میں کوئی ایسا کام نہیں کیا ہے کہ اپنے منصب سے علیحدہ ہو جاؤں اور اگر ایسی کوئی بات امیر المومنین ملاحظہ فرماتے اور مجھے لکھتے تو میں اپنے منصب سے علیحدہ ہو جاتا۔ دیکھو اس قسم کے معاملات میں شیطان روکتا بھی ہے اور حکم بھی دیتا ہے۔ اپنی جان کی قسم! اگر معاملات تمہاری رائے اور تمہارے مشورہ سے طے کئے جاتے ہیں تو اہل اسلام کے لئے ایک دن اور ایک رات بھی اطمینان سے نہ گزریں گے۔ نیکی کی طرف لوٹ آؤ اور یہی کہو۔ اللہ کی گرفت سخت ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر تم شیطان کی پیروی اور رحمان کی نافرمانی کرتے رہے تو بہت جلد یا بہ دیر تم ذلت کے مقام پر اتارے جاؤ گے۔

Marfat.com

انہوں نے معاویہ پر حملہ کیا۔ ان کا سر اور داڑھی پکڑ لی۔ اس پر معاویہ نے کہا کہ ٹھہرو! یہ کوفہ نہیں ہے اور جو کچھ تم نے کیا ہے اہل شام نے دیکھ لیا تو میرے اندر اتنی قدرت نہیں کہ میں انہیں روک سکوں یہاں تک کہ وہ تمہیں قتل کر دیں۔ میری جان کی قسم تم میں سے ایک کا فعل دوسرے سے مشابہہ ہے۔

پھر معاویہ ان کے پاس سے کھڑے ہو گئے اور حضرت عثمانؓ کو پہلے خط کے مضمون پر مشتمل دوسرا خط لکھا حضرت عثمانؓ نے ان کو لکھا کہ ان کو سعید ابن العاص کے پاس کوفہ واپس کر دو۔ انہوں نے ان کو واپس کر دیا تو انہوں نے اپنی زبانوں کو چھوٹ دے دی۔ یعنی جو منہ میں آیا ان کے خلاف کہا۔ سعید نے ان کی شکایت حضرت عثمانؓ سے کی تو انہوں نے لکھا کہ عبدالرحمٰن ابن خالد کے پاس حمص بھیج دو۔ اس نے ان کو بھیج دیا۔ عبدالرحمٰن نے اپنے پاس اتارا اور ان کا روزینہ مقرر کر دیا۔ ان لوگوں میں اشتر، ثابت ابن قیس ھمدانی، کُمیل ابن زیاد، زید ابن صوحان، اور اس کا بھائی صعصعہ، جُندب ابن کعب ازدی، عروہ ابن جعد، عمرو ابن الحمق خزاعی اور ابن الکواء تھے۔ کہا گیا ہے کہ معاویہ نے ابن الکواء سے اپنے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا ''تو بہت مالدار ہے، چراگاہیں بہت ہیں، اچھی عادت والا ہے، بہت قابل ہے، تجھ پر بردباری غالب ہے جو اسلام کا ایک رکن ہے، تیری وجہ سے خوفناک شگاف بند ہوا۔'' معاویہ نے کہا کہ مختلف شہروں کے اہل حوادث کے بارے میں بتاؤ، کیونکہ تم اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ عقلمند ہو۔ اس نے کہا ''اہل مدینہ مسلمانوں میں بدی کے سب سے زیادہ حریص ہیں، مگر سب سے زیادہ مجبور ہیں۔ اہل کوفہ سب کچھ جانتے ہیں اور بہت کچھ کر گزرتے ہیں۔ اہل مصر لوگوں میں بدی کے لئے سب سے زیادہ تیار ہیں اور شرمندہ ہونے میں بھی سب سے زیادہ جلدی کرتے ہیں، اب رہے اہل شام، لوگوں میں سب سے زیادہ اپنے رہنما کے فرماں بردار ہیں اور اپنے بہکانے والے کے سب سے زیادہ نافرمان ہیں۔''

بعض اہل بصرہ کو شام کی طرف جلاوطن کرنا

جب بصرہ پر عبداللہ ابن عامر کی امارت کو تین سال گزر گئے تو اس کو اطلاع ملی کہ ایک شخص حکیم ابن جبلہ عبدی کے پاس آ کر ٹھہرا ہے۔ وہ عبداللہ ابن سبا تھا۔ جو ابن سوداء کے نام سے مشہور تھا۔ اس کے پاس بہت سے لوگ جمع ہوئے۔ ان کے سامنے ابن السوداء نے کچھ ڈال دیا اور اس کی

Marfat.com

وضاحت نہ کی۔ لوگوں نے اس کو قبول کرلیا۔ اس کو ابن عامر نے بلوایا اور پوچھا تو کون ہے اس نے جواب دیا کہ میں اہل کتاب سے ہوں، مجھے اسلام کی طرف رغبت ہے اور تیرے زیر سایہ رہنا چاہتا ہوں۔ ابن عامر نے کہا کہ تیرے متعلق جو اطلاع مجھے ملی ہے اس کی وجہ سے میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ تو یہاں سے نکل جا۔ وہ وہاں سے نکل کر کوفہ گیا۔ وہاں سے بھی نکالا گیا تو مصر کا قصد کیا۔ وہیں قیام کیا۔ وہ لوگوں سے خط وکتابت کرتا رہا اور قاصد آتے جاتے رہے۔

حمران بن ابان نے ایک عورت سے اس کی عدت کے زمانے میں نکاح کرلیا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے دونوں میں جدائی کرادی۔ اس کو سزا دی اور بصرہ کی طرف جلا وطن کردیا وہ ابن عامر کے ساتھ رہنے لگا۔ اس نے ایک دن عامر بن عبدالقیس کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ حمران نے کہا کیا تم سے پہلے جاکر اسے اطلاع نہ کردوں۔ وہ وہاں سے باہر نکلا، اور اس کے پاس گیا وہ قرآن کی تلاوت کررہا تھا۔ اس سے کہا کہ امیر تیرے پاس آنے کا ارادہ کررہا ہے۔ میں نے یہ چاہا کہ تجھے اطلاع دے دوں۔ اس نے قرات بند نہ کی۔ وہ اس کے پاس سے اٹھ کر چلا گیا۔ جب دروازے پر پہنچا تو ابن عامر ملا۔ اس نے قرآن کو لپیٹ دیا اور اس سے گفتگو کی۔ ابن عامر نے اس سے کہا کیا تو ہمیں کپڑے نہیں پہنائے گا؟ اس پر سعد ابن ابی القرحا نے کہا کہ وہ بزرگی چاہتا ہے۔ اس نے کہا کیا ہم تجھے عامل نہ بنادیں؟ حصین ابن الحر نے کہا کہ وہ عامل ہونے کو پسند کرتا ہے۔ اس نے کہا کیا ہم تیری شادی نہ کردیں؟ ربیعہ ابن عسل نے کہا اس کو عورتیں بہت پسند ہیں۔ اس پر اس نے کہا کہ وہ خیال کرتا ہے کہ تو آل ابرہیم کو اپنے سے بہتر نہیں سمجھتا۔ اس نے قرآن کھولا تو پہلی آیت جو پڑھی وہ یہ تھی کہ

۲

[اللہ نے آدم، نوح، آل ابرہیم اور آل عمران کو اپنے لئے تمام عالموں کے مقابلہ میں پسند کیا۔]

حمران نے اس کی چغلی کھائی اور جب تک اللہ نے چاہا وہ بصرہ میں مقیم رہا۔ حضرت عثمانؓ نے حمران کو اجازت دے دی وہ مدینہ آیا اس کے ساتھ کچھ لوگ تھے انہوں نے عامر بن عبدالقیس کی چغلی کھائی کہ وہ شادی کرنا پسند کرتا ہے، گوشت نہیں کھاتا ہے اور جمعہ کی نماز میں حاضر نہیں ہوتا ہے۔ اس کو معاویہ کے پاس بھیج دیا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو ان کے پاس ثرید[۳] دیکھا۔ اس میں سے عربوں

Marfat.com

کے طریقے سے کھایا۔ ان کو معلوم ہو گیا کہ اس کے خلاف جھوٹا الزام لگایا ہے بعدازاں معاویہ نے اس کے جلاوطن کئے جانے کا سبب دریافت کیا تو اس نے جواب دیا جمعہ کے دن مسجد کے آخری حصہ میں نماز ادا کرتا ہوں اور نمازیوں کے پہلے گروہ کے ساتھ باہر آجاتا ہوں۔ رہا شادی کا معاملہ تو میں یہاں چلا آیا اور ایک عورت کو پیام دیا گیا تھا۔ رہا گوشت کا معاملہ تو تم خود دیکھ چکے ہو۔ البتہ میں قصابوں کا ذبیحہ اس دن سے نہیں کھاتا جب سے میں نے ایک قصاب کو بکری ذبح کرنے کی جگہ تک گھسیٹتے ہوئے دیکھا پھر اس نے اس کے گلے پر چھری رکھی اور النفاق النفاق کہتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے اس کو ذبح کیا۔ معاویہ نے کہا کہ تم واپس چلے جاؤ۔ عامر نے کہا میں اس شہر میں واپس نہیں جاؤں گا جہاں کے لوگوں نے وہ چیز (یعنی عامل کے خلاف چغلی) جائز کرلی۔ وہ ساحل پر رہنے لگا۔ وہ معاویہ سے ملتا رہتا تھا۔ معاویہ اس سے پوچھتے تھے کہ تیری کوئی حاجت ہے؟ وہ کہتا مجھے کوئی حاجت نہیں ہے۔ جب بار بار پوچھا تو عامر نے کہا کہ میرے لئے بصرہ کی گرمی کا انتظام کر دیجئے تا کہ مجھے روزہ کی سختی معلوم ہو۔ کیوں کہ آپ کے علاقے میں روزہ بہت ہلکا ہے۔

متفرق واقعات / وفیات

اس سال حضرت عثمانؓ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

اس سال مقداد ابن عمرو کی وفات ہوئی جو مقداد بن اسود کے نام سے مشہور تھے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے۔ انہوں نے یہ وصیت کی تھی کہ ان کی نماز جنازہ (حضرت) زبیر پڑھائیں گے۔ اسی سال طفیل اور حصین کی وفات ہوئی، یہ دونوں بھائی حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف کے بیٹے تھے۔ دونوں بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ کہا گیا ہے کہ ان کی وفات ۳۱ھ یا ۳۲ھ میں ہوئی تھی۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ یعنی مرو اور مروالروذ۔ ۲۔ سورہ آل عمران ۳ آیت ۳۳

۳۔ شوربے میں بھگوئی ہوئی روٹی کو ثرید کہتے ہیں۔

Marfat.com

چوبیسواں باب

۳۴ھ کے واقعات

بعض لوگوں کے قول کے مطابق جنگ صواری جس کا ذکر کیا جا چکا ہے اس سن میں ہوئی۔

اسی سن میں حضرت عثمانؓ سے انحراف کرنے والوں نے لکھا کہ ایک مجمع میں ان امور پر مناظرہ کیا جائے جس کو وہ لوگ کہتے تھے کہ ہم کو سزا دی گئی ہے۔

مناظرہ اور یوم جرعہ کا بیان

ہم پہلے ان لوگوں کا ذکر کر چکے ہیں جو کوفہ سے نکالے گئے تھے اور عبدالرحمٰن ابن خالد ابن ولید کے پاس جا کر ٹھہرے تھے۔ سعید ابن العاص، حضرت عثمانؓ کی خلافت کے گیارہویں سال وفد لے کر حضرت عثمانؓ کے پاس گئے۔ اس سے قبل کئی سردارانِ کوفہ مختلف علاقوں پر مقرر کیے جا چکے تھے مثلاً اشعث ابن قیس کو آذربیجان بھیجا گیا تھا۔ سعید بن قیس کو رے، نُسیر عجلی کو ہمدان، سائب بن اقرع کو اصفہان، مالک ابن حبیب کو ماہ، حکیم بن سلام حزامی کو موصل، جریر بن عبداللہ کو قرقیسیا، سلمان بن ربیعہ کو باب، قعقاع بن عمرو کو حرب، عتیبہ بن نہاس کو حلوان بھیجا گیا اور کوفہ ان سرداروں سے خالی ہو گیا۔ بعد ازاں یزید ابن قیس نے خروج کیا اور وہ حضرت عثمانؓ کو خلافت سے ہٹانا چاہتا تھا۔ اس کے ساتھ جو لوگ تھے ان میں ابن السودا بھی تھا۔ جو ان سے خط و کتابت کرتا رہتا تھا۔ اس کو قعقاع بن عمرو نے ساتھ لیا اور کہا کہ ہم سعید سے استعفیٰ لیں گے۔ اس نے کہا اگر ایسا ہو جائے تو اچھا ہے۔ یزید نے جلا وطن لوگوں کو (جو عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے) اپنے پاس آنے کو لکھا۔ اشتر سب سے پہلے پہنچا۔ جمعہ کی نماز کے لئے لوگ جمع نہیں ہوئے تھے کہ اشتر مسجد کے دروازے پر تھا

Marfat.com

اور یہ کہہ رہا تھا کہ میں امیر المومنین عثمانؓ کے پاس سے آیا ہوں اور میں نے سعید کو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ وہ تمہاری عورتوں کا نقصان صرف سو درہم کے عوض چاہتا ہے۔ تمہارے مصیبت زدہ لوگوں کو دو ہزار کے عوض لوٹانا چاہتا ہے۔ اس کا خیال ہے تمہاری نے قریش کا باغ ہے۔ اس صورت حال سے لوگ ڈر گئے۔ دانش ور لوگ ان کو روکتے رہے مگر ان کی بات کسی نے نہ سنی۔

اس اثنا میں یزید باہر آیا اور ایک منادی کو حکم دیا جس نے یہ آواز لگادی کہ جو شخص چاہے وہ سعید کو واپس لانے کے لئے یزید کے ساتھ مل جائے۔ بردبار اور شریف لوگ مسجد میں رہ گئے۔ اس وقت عمرو ابن حریث، سعید کا نائب تھا۔ وہ منبر پر چڑھا، اس نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور ان کو حکم دیا کہ متفق رہیں اور فرماں برداری اختیار کریں۔ اس پر قعقاع نے کہا کیا تو سیلاب کو اس کے راستے میں روک لے گا۔ افسوس ایسا نہ ہوگا۔ یہ غوغا اپنی بلندی پر پہنچے بغیر نہ ٹھہرے گا۔ قریب ہے کہ لکڑیوں کا شور زیادہ بلند ہو جائے اور آج جو کچھ ان میں ہے پانی کی نالیاں بن جائیں اور پھر کبھی اس حالت میں واپس نہ آئیں۔ لہٰذا صبر کر۔ عمرو بن حریث نے کہا میں صبر کرتا ہوں اور اپنے گھر چلا گیا۔

یزید ابن قیس برآمد ہوا اور جرعہ میں اترا۔ یہ جگہ قادسیہ کے قریب ہے۔ اس کے ساتھ اشتر بھی تھا۔ سعید ابن العاص ان سے آکر ملا تو اس نے کہا ہمیں تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ سعید نے انہیں سمجھایا کہ بہتر ہو کہ تم ایک آدمی امیر المومنین کے پاس بھیجو اور ایک میرے پاس بھیجو۔ کیا تمہارے ہزار آدمیوں میں ایک بھی عقل مند نہیں؟ پھر سعید ان کے پاس سے واپس ہو گیا۔ انہوں نے محسوس کیا کہ سعید کا ایک غلام جو ایک اونٹ پر تھا تھک گیا تھا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! سعید کے لیے ضروری نہیں کہ وہ واپس جائے۔ اس کو اشتر نے قتل کر دیا۔

ابوموسیٰ اشعری کا کوفہ کی امارت پر تقرر

سعید بن العاص، حضرت عثمانؓ کے پاس واپس گئے۔ اور جو کچھ انہوں نے کہا تھا اس کی خبر دی اور کہا کہ وہ مجھ کو بدلنا چاہتے ہیں اور میری جگہ ابوموسیٰ اشعری کو پسند کرتے ہیں۔ حضرت عثمانؓ نے ابوموسیٰ اشعری کو امیر کوفہ مقرر کر دیا اور ان کو یہ خط لکھا:

اما بعد میں نے اس شخص کو تمہارا امیر مقرر کیا ہے جس کو تم چاہتے ہو اور سعید کو اس

Marfat.com

منصب سے ہٹا دیا ہے۔ بہ خدا! میں تم پر اپنی آبرو بھی قربان کردوں گا اور تمہاری زیادتیوں کو برداشت کروں گا۔ اور جہاں تک ہو سکے گا تمہاری بھلائی چاہوں گا۔ اس امر کا سوال نہ کرو جو تمہیں پسند ہو اور اس میں اللہ کی نافرمانی ہوتی ہے، تو میں اس کو تمہارے حسب منشا پورا کردوں گا تا کہ اللہ کے سامنے میرے خلاف تمہاری کوئی حجت باقی نہ رہے۔ اور ہم اپنے معاملہ میں اس وقت تک برداشت کریں گے جب تک تم اپنا مقصد حاصل کرلو گے۔

وہ سردار جو کوفہ سے قریب تھے واپس آ گئے۔ جریر، قرقیسیا سے اور عتیبہ بن نھاس حلوان سے واپس آ گئے۔ ابو موسی نے ان کو خطبہ دیا اور ان کو حکم دیا کہ جماعت کے ساتھ رہنے کو لازم جانیں اور حضرت عثمانؓ کے فرماں بردار رہیں۔ انہوں نے قبول کیا اور ان سے کہا ہمیں نماز پڑھایئے۔ ابو موسی نے کہا نہیں! تاوقتیکہ تم حضرت عثمانؓ کا حکم سن کر بجا آوری کا وعدہ نہ کرو۔ انہوں نے کہا درست ہے۔ ابو موسی نے ان کو نماز پڑھائی۔ ان کے والی آئے اور ان کو بحال رکھا۔

کہا گیا ہے کہ یوم الجرعہ کا سبب یہ تھا کہ بہت سے مسلمان جمع ہوئے انہوں نے حضرت عثمانؓ کے کاموں کا جائزہ لیا اور اس رائے پر ان کا اتفاق ہوا کہ عامر بن عبداللہ تمیمی العنبری کو ان کے پاس بھیجا جائے۔ اور یہ وہی شخص ہے جو عامر ابن قیس کے نام سے مشہور ہے۔ وہ آپ کے پاس آیا اور کہا کہ بہت سے مسلمان جمع ہوئے تھے اور انہوں نے تمہارے اعمال کا جائزہ لیا تو یہ پتا چلا کہ تم نے برے برے کام کیے ہیں۔ پس اللہ سے ڈرو اور اس سے توبہ کرو۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے کہا کہ اس کو دیکھو لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ قاری ہے اور میرے پاس آ کر تحقیر آمیز باتیں کرتا ہے۔ اور خدا کی قسم یہ بھی نہیں جانتا کہ خدا کہاں ہے۔ اس پر عامر نے کہا۔ ہاں! اللہ کی قسم میں جانتا ہوں ان اللہ لبا لمرصادا۔

بعد ازاں حضرت عثمانؓ نے معاویہ۔ عبداللہ ابن سعد، سعید ابن العاص، عمرو ابن العاص، عبداللہ ابن عامر کو بلوایا۔ اور ان کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ اور ان سے یہ کہا کہ ہر شخص کے وزیر اور مشیر ہوتے ہیں۔ تم میرے وزیر و مشیر اور معتمد لوگ ہو۔ لوگوں نے جو کچھ کیا ہے وہ تم نے دیکھا ہے۔ انہوں نے مجھ سے یہ مطالبہ کیا کہ اپنے عاملوں کو معزول کردوں اور جس امر کو وہ ناپسند کرتے ہیں اس کو چھوڑ کر وہ اختیار کروں جو وہ پسند کرتے ہیں۔ تم غور و فکر کر کے اپنی رائے دو۔ ابن عامر نے یہ مشورہ دیا کہ اے امیر المومنین! ان کو جہاد میں لگا دیجیے۔ تا کہ وہ اپنے آپ کو حقیر سمجھیں اور ان میں سے ہر ایک کا حوصلہ

Marfat.com

اپنی ذات تک محدود ہو۔ اور اپنے جانور کی پشت تک ہو۔ اور اپنے پشمینہ کی جوئیں مارنے میں لگے رہیں۔ سعید نے کہا کہ اپنے مرض کا علاج کیجیے۔ جن لوگوں سے اندیشہ ہو ان کو ایک دوسرے سے جدا کر دیجیے کیونکہ ہر گروہ میں کچھ رہنما ہوتے ہیں۔ جب وہ ہلاک ہو جائیں گے تو وہ سب منتشر ہو جائیں گے۔ اور ان کا معاملہ اجتماعی نہ رہے گا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ رائے تو ٹھیک ہے مگر اس میں وہ امر نہ ہوتا جو اس میں ہے (یعنی لوگوں میں ہلاکت اور تفرقہ پردازی)۔ معاویہ نے کہا میں آپ کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ آپ اپنے لشکر کے سرداروں کو حکم دیں کہ ہر ایک اپنے علاقہ کا بندوبست کرے، اور میں شام کا بندوبست کروں گا۔ عبداللہ ابن سعد نے کہا کہ لوگ لالچی ہیں لہٰذا مال میں سے ان کو کچھ دیجیے تا کہ ان کے دل آپ کی طرف مائل ہو جائیں۔ بعد ازاں عمرو بن العاص کھڑے ہوئے اور کہا کہ آپ نے لوگوں کے ساتھ وہی سلوک کیا جو بنی امیہ کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ آپ نے کہا اور انہوں نے بھی کہا آپ کچھ جھکے تو وہ بھی جھک گئے۔ پس آپ میانہ روی اختیار کریں یا خلافت چھوڑ دیں۔ اگر آپ کو انکار ہے تو پختہ ارادہ کیجیئے اور قدم بڑھائیے۔ حضرت عثمانؓ نے اس سے کہا کہ جو تیرے دل میں ہے سب کہہ دے۔ عمرو خاموش ہو گئے اور وہ لوگ جدا جدا ہو گئے۔ تو عمرو نے کہا اے امیر المومنین! اللہ کی قسم! آپ میرے لئے اس سے زیادہ قابل تعظیم ہیں لیکن میں جانتا ہوں کہ دروازے پر کوئی ہے جو ہم میں سے ہر ایک کی سب باتیں لوگوں کو پہنچا دیتا ہے۔ پس میں نے یہ چاہا کہ میرا قول ان کو پہنچ جائے تا کہ وہ مجھ پر بھروسہ کریں اور میں آپ کو فائدہ پہنچاؤں اور نقصان سے محفوظ رکھوں۔

حضرت عثمانؓ نے اپنے عاملوں کو ان کے علاقوں میں واپس کر دیا۔ اور ان کو حکم دیا کہ لوگوں کو جہاد کے لئے تیار کریں۔ اور انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ لوگوں کو اپنے عطیات سے گرانبار کر دیں تا کہ وہ ان کی اطاعت کریں۔ سعید کوفہ آیا تو لوگ اس کو مقام الجرعہ میں ملے اور اس کو واپس کر دیا جس کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔

ابو ثور حدانی نے کہا کہ میں حذیفہ اور ابو مسعود انصاری کے ساتھ کوفہ کی مسجد میں یوم الجرعہ میں بیٹھا تھا۔ ابو مسعود نے کہا کہ میں نہیں خیال کرتا کہ تو اس کے نقش قدم پر واپس جائے گا۔ جب تک خوں ریزی نہ ہو جائے۔ حذیفہ نے کہا اللہ کی قسم! تو اس کے نقش قدم پر لوٹے گا اور پچھنے لگانے کی برابر بھی خون نہ گرایا جائے گا۔ اور جو کچھ میں آج دیکھ رہا ہوں میں رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں سمجھ چکا تھا۔

Marfat.com

سعید، حضرت عثمانؓ کی طرف واپس گئے اور بالکل خوں ریزی نہ ہوئی۔ ابوموسیٰ امیر بن کر آئے اور حضرت عثمانؓ نے حذیفہ بن یمان کو حکم دیا کہ وہ باب جا کر جنگ کریں لہٰذا وہ اس طرف روانہ ہو گئے۔

شہادت حضرت عثمانؓ

اس سال میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے بہت سے لوگوں نے اور دوسرے حضرات نے ایک دوسرے کو خطوط لکھے کہ یہاں چلے آؤ۔ کیونکہ یہاں جہاد کا موقع ہے۔ بہت سے لوگوں نے حضرت عثمانؓ پر تشدد کیا مگر صحابہ میں سے ان کو کوئی منع نہیں کرتا تھا اور نہ مخالف کرتا تھا۔

البتہ چند اشخاص نے جن میں زید بن ثابت، ابوسعید الساعدی، کعب بن مالک، حسان بن ثابت تھے حضرت عثمانؓ کی حمایت کی بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے اور حضرت علی ابن ابی طالب سے گفتگو کی۔ حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ کے پاس گئے اور ان سے کہا،

> ''میرے پیچھے بہت سے لوگ ہیں اور انہوں نے آپ کے بارے میں مجھ سے گفتگو کی ہے۔ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ میں آپ سے کیا کہوں۔ میں کوئی ایسی بات نہیں جانتا جس کو آپ نہیں جانتے اور نہ کسی ایسے معاملہ میں آپ کی رہنمائی کر سکتا ہوں جس سے آپ واقف نہیں ہیں۔ آپ وہ سب کچھ جانتے ہیں جو میں جانتا ہوں۔ ہمیں آپ سے پہلے کوئی ایسی بات نہیں معلوم ہوئی جس کو آپ نہ جانتے ہوں اور کوئی بات ایسی نہیں ہے جس کو ہم جانتے ہوں اور آپ کو پہنچا دیں۔ اور ہمیں آپ سے زیادہ کسی امر میں خصوصیت حاصل نہیں ہے۔ آپ کو رسول اللہ ﷺ کا دیدار مبارک ہوا ہے۔ اور ان کے شرف صحبت سے بھی فیض یاب ہوئے ان کے ارشادات مبارک بھی سنے ہیں ان کا شرف دامادی بھی حاصل ہے۔ ابن ابی قحافہ (یعنی حضرت ابوبکرؓ) حق کام کرنے میں تم سے بڑھے ہوئے نہیں تھے۔ اور ابن الخطابؓ نیک کام کرنے میں تم سے بہتر نہیں تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے تمہاری رشتہ داری بھی قریب کی تھی۔ اور جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ تمہیں وہ شرف دامادی حاصل ہے جس پر وہ فائز نہ تھے۔ ان دونوں کو آپ پر ترجیح نہ تھی۔ لہٰذا اپنے معاملہ میں اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو! اللہ کی قسم! آپ اندھے کو بینا نہیں کر سکتے اور نہ نادان کو علم سکھا سکتے ہیں۔

Marfat.com

راستہ صاف ہے اور دین کے شعار قائم ہیں۔ اے عثمانؓ! اللہ کے بندوں میں سب سے افضل امام عادل ہے، جو خود ہدایت یافتہ ہو اور دوسروں کی رہنمائی کرے۔ جو سنت معلوم ہے اس کو قائم کرے اور چھوڑی ہوئی بدعت کو فنا کرے۔ اللہ کی قسم! ان میں سے ہر ایک بالکل واضح ہے۔ سنت کی نشانیاں واضح ہیں۔ اسی طرح بدعات کی نشانیاں واضح ہیں۔ اللہ کے نزدیک بدترین انسان ظلم کرنے والا فرماں روا ہے جو خود گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرتا ہے۔ جس نے واضح سنت کو فنا کیا اور چھوڑی ہوئی بدعت کو زندگی بخشی۔ میں تم کو اللہ سے ڈراتا ہوں اس کے رعب اور انتقام کا خوف دلاتا ہوں، کیونکہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہے۔ میں تم کو اللہ سے ڈراتا ہوں کہ تم اس امت کے فرماں روانہ ہونا جو قتل کر دیا جائے گا۔ اور پھر قیامت تک کے لئے قتل اور باہمی جنگ کا دروازہ کھل جائے گا۔ معاملات مشتبہ ہو جائیں گے اور گروہ بندیاں قایم ہو جائیں گی اور باطل کے سر بلند ہونے کہ وجہ سے وہ حق کو نہ دیکھیں گے وہ غوطہ لگائیں گے اور نقصان اٹھائیں گے۔"

حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں جانتا تھا کہ اللہ کی قسم! تم نے جو باتیں کہیں وہ بھی یہی کہتے ہوں گے۔ اگر تم میری جگہ ہوتے (یعنی خلیفہ ہوتے) تو میں تمہیں نہ ملامت کرتا نہ چھوڑتا نہ تم پر عیب لگاتا، اگر تم رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتے تو میں اس کو برا نہ کہتا اور اگر کسی کی حاجت برآری یا کسی بیکس کو پناہ دیتے یا جس قسم کے آدمیوں کو عمرؓ والی بناتے تھے، تم بناتے تو کوئی برائی نہ ہوتی۔ اے علی! میں تمہیں یاد دلاتا ہوں اور تم جانتے ہو کہ مغیرہ ابن شعبہ یہاں نہیں ہیں۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا 'ہاں'۔

حضرت عثمانؓ نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ حضرت عمرؓ نے ان کو والی مقرر کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا 'ہاں'۔ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ اگر رشتہ داری اور قرابت داری کی وجہ سے ابن عامر کو مقرر کیا تو مجھے ملامت کیوں کرتے ہو۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ عمرؓ جس کو والی بناتے تھے اس کو سنا دیتے تھے کہ اگر تمہارے خلاف کوئی شکایت آئی تو تمہیں اس کا خمیازہ بھگتنا ہوگا۔ اور ایسے موقع پر وہ حد کو پہنچا دیتے تھے مگر آپ کمزوری کی وجہ سے ایسا نہیں کرتے اور اپنے رشتہ داروں سے نرمی برتتے ہیں۔

حضرت عثمانؓ نے کہا کہ وہ تمہارے بھی تو قرابت دار ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں! ان کی قرابت داری مجھ سے بھی ہے مگر ان کے مقابلہ میں فضیلت دوسروں کی ہے۔

Marfat.com

حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو معاویہ کو عمرؓ نے والی بنایا تھا میں نے ان کو بحال رکھا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں آپ کو خدا کا خوف دلاتا ہوں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ معاویہ، عمرؓ کے غلام یرفا سے زیادہ عمرؓ سے ڈرتے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا 'ہاں'

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اب معاویہ آپ کی اجازت کے بغیر جملہ امور سلطنت انجام دیتے ہیں اور لوگوں سے یہ کہتے ہیں کہ یہ عثمانؓ کا حکم ہے مگر آپ جانتے ہیں اور اس کو تنبیہ نہیں کرتے،

اس کے بعد حضرت علیؓ باہر چلے گئے، حضرت عثمان بھی باہر آئے اور منبر پر بیٹھ کر فرمایا۔

''اما بعد ہر چیز میں کوئی آفت ہوتی ہے اور ہر معاملہ میں کوئی دشواری ہوتی ہے۔ اس امت کی آفت اور اس نعمت کی دشواری برائیاں ڈھونڈنے والے نکتہ چینی کرنے والے ہیں جو تم کو وہی چیز دکھاتے ہیں جو تم چاہتے ہو۔ اور جس کو تم ناپسند کرتے ہو اس کو پوشیدہ رکھتے ہیں یعنی ریاکار ہیں۔ وہ تم کو جانوروں کی طرح سے بلاتے ہیں جو پہلے چیخنے والے کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ ان کے اترنے کی سب سے اچھی جگہیں وہ ہیں جو دور ہیں۔ وہ گدلا پانی پیتے ہیں اور گندی جگہوں پر اترتے ہیں۔ یہ لوگ ہر کوشش میں ناکام ہو چکے ہیں۔ معاش کے دروازے بند ہیں۔ اللہ کی قسم! تم ان امور کو عیب کہتے ہو جن کا اقرار تم ابن خطابؓ کے عہد میں کر چکے ہو۔ انہوں نے تم کو پامال کیا۔ ہاتھوں سے مارا اور زبان سے برا بھلا کہا مگر طوعاً و کرہاً تم ان کے تابع فرمان رہے۔ میں تمہارے لئے نرم ہوا اپنے کندھے جھکا دئے اپنے ہاتھ اور زبان کو تم سے روکا۔ اس وجہ سے تم مجھ پر دلیر ہو گئے۔ خدا کی قسم! میرے مددگار بھی بہت ہیں۔ رفیق بھی بے شمار ہیں۔ اگر میں ان کو بلاؤں تو وہ فوراً آجائیں۔ تمہارا مقابلہ کرنے کے لئے لوگ میرے پاس بہت ہیں۔ تم چاہتے ہو کہ مجبور ہو کر اپنا طریقہ بدل دوں اور جس کو میں اچھا نہیں سمجھتا ہوں اس کو اختیار کروں اور زبان سے وہ باتیں کہوں جو میں نے نہیں کہی ہیں۔ اپنی زبانوں کو مجھ سے روک لو۔ اور مجھ پر الزام نہ لگاؤ اور اپنے حاکموں پر نکتہ چینی نہ کرو۔ میں نے تم سے ان لوگوں کو روک رکھا ہے جو میری اس تقریر کے بغیر تمہارے ساتھ وہ سلوک کرتے کہ تم رضامند ہو جاتے۔ تمہاری حق تلفی نہ کی جائے گی۔ اللہ کی قسم! میں نے اپنی طرف سے تمہارے حقوق ادا کرنے میں

Marfat.com

کوتاہی نہیں کی ہے۔اورتم لوگ باہم اختلاف نہ کرو۔''

اس کے بعد مروان بن حکم کھڑا ہوااورلوگوں کو مخاطب کر کے اس نے کہا اگرتم چاہوتو اللہ کی قسم! تمہارے اور ہمارے معاملات کا فیصلہ تلوار کردیگی۔اورتم ایسے ہوجیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔

فرشنالکم اعراضنا فنبت بکم　　　معارسکم تبنون فی دمن الثری

[ہم نے اپنی تلواریں تمہارے لئے بچھادیں۔اورتم سے ایسے پودے اگے جوتم زیرآب کوڑا گھر میں لگاتے ہو۔]

حضرت عثمانؓ نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا خاموش! مجھےاور میرے رفیقوں کو ہمارے حال پر چھوڑ دو، یہ تیرے بولنے کا موقع نہیں ہے۔کیا میں اس سے پہلے نہیں کہہ چکا ہوں کہ نہ بولا کر۔مروان خاموش ہوگیااور حضرت عثمانؓ منبر سے نیچے اترے۔

متفرق واقعات/ وفیات

اس سال حضرت عثمانؓ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

اسی سال کعب الاحبار کی وفات ہوئی۔ان کا نام کعب ابن ماتع تھا۔حضرت عمرؓ کے زمانے میں اسلام لائے۔اسی سال ابوعبس عبدالرحمٰن ابن جبر انصاری کی وفات ہوئی۔یہ بدر میں شریک ہوئے تھے۔اسی سال مسطح بن اثاثہ مطلبی کی وفات چھپن سال کی عمر میں ہوئی۔یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ زندہ رہےاور صفین میں حضرت علیؓ کی طرف سے شریک ہوئے۔یہ زیادہ لوگوں کی روایت ہے وہ بدری بھی تھے۔اسی سال عبادہ بن صامت انصاری کی وفات ہوئی، وہ بیعت عقبہ کے شرکاء میں تھے۔وہ بدری نقیب تھے۔اسی سال عاقل ابن البکیر کی وفات ہوئی وہ بھی بدری تھے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔　الفجر:۱۴۔مگر قرآن میں اللہ کے بجائے ربک ہے۔

Marfat.com

پچیسواں باب

۳۵ھ کے واقعات

حضرت عثمانؓ کا محاصرہ

کہا گیا ہے کہ اسی سال میں مصر کے کچھ لوگ ذی خُشب آئے اور عراق کے لوگ ذی المروہ آئے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ عبداللہ ابن سبا ایک یہودی تھا۔ وہ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں اسلام لایا تھا۔ پھر حجاز کی طرف منتقل ہوا۔ بعد ازاں بصرہ گیا۔ اس کے بعد کوفہ گیا۔ پھر شام گیا۔ وہ لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتا تھا مگر کامیاب نہ ہوا۔ اہل شام نے اس کو نکال دیا تو وہ مصر پہنچا اور ان سے کہا کہ ان لوگوں پر تعجب ہے جو اس امر کی تو تصدیق کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ لوٹ کر آئیں گے، مگر اس امر کو جھٹلاتے ہیں کہ محمد ﷺ واپس آئیں گے۔ اس نے لوگوں کے سامنے رجعت[1] کا مسئلہ پیش کیا جو قبول کر لیا گیا۔ اس کے بعد لوگوں سے یہ کہا کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے اور محمد ﷺ کے وصی حضرت علیؓ ہیں۔ اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو رسول اللہ ﷺ کی وصیت پوری نہ کرے اور ان کے وصی کی جگہ پر بیٹھ جائے۔ اور حضرت عثمانؓ نے بغیر حق کے اس (خلافت) کو لیا ہے۔ اس کام کے لئے اٹھو اور پہلے اپنے حکام پر طعن و تشنیع کرو اور ظاہر یہ کرو کہ تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر رہے ہو۔ اس طرح تم عوام کو اپنی طرف مائل کر سکو گے۔ اس نے اپنے داعی شہروں میں پھیلا دیے اور جو لوگ شہروں میں فساد برپا کرتے تھے ان سے خط و کتابت کی اور خفیہ طور سے اپنی تحریک میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ وہ مختلف شہروں کو خطوط لکھتے تھے جس میں اپنے حاکموں پر اتہام لگاتے تھے اور ہر شہر والے دوسرے شہر والوں کو یہ اطلاع دیتے تھے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ لوگ مدینہ میں پہنچ گئے اور یہاں

Marfat.com

بھی تحریک شروع کی۔ ہر ایک ان میں سے یہ کہتا تھا کہ ہم بخیریت ہیں اور دوسرے لوگ سوائے اہل مدینہ کے ہر مصیبت میں مبتلا ہیں۔ جب ہر شہر سے اس قسم کی خبریں مدینہ پہنچیں کہ ہمارے علاوہ اور سب لوگ مصیبت میں مبتلا ہیں تو انہوں نے حضرت عثمانؓ سے کہا اے امیر المومنین! کیا آپ کے پاس وہ خبریں پہنچی ہیں جو ہم کو ملی ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ میرے پاس خیریت کی اطلاعات آئی ہیں اور تم تو میرے شریک ہو۔ اور مومنین کے گواہ ہو، مجھ کو مشورہ دو۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو مختلف شہروں میں بھیجئے جن پر ہمیں اعتماد ہوتا کہ وہ وہاں کی صحیح خبریں لائیں۔

اس پر تحقیقِ احوال کے لئے آپ نے محمد بن مسلمہ کو بلایا اور کوفہ بھیجا۔ اسامہ ابن زید کو بصرہ بھیجا۔ عمار ابن یاسر کو مصر بھیجا۔ عبداللہ ابن عمرؓ کو شام بھیجا کچھ اور لوگ بھی دوسرے شہروں کی طرف بھیجے گئے۔ عمار سے پہلے سب لوگ واپس آ گئے۔ اور انہوں نے بیان کیا ہم نے کوئی ناخوشگوار واقعہ نہیں دیکھا اور مسلمانوں کے سربرآوردہ لوگ اور عوام نے بھی کسی ناخوشگوار واقعہ کا ذکر نہیں کیا۔

عمار کو تاخیر ہوئی تو لوگوں کو خیال ہوا کہ ان کو دھوکہ دیا گیا ہے۔ اسی اثنا میں عبداللہ ابن ابی سرح کا خط پہنچا کہ لوگوں نے ان کو اپنی طرف مائل کر لیا۔ اور ان کے پاس کچھ لوگ جمع ہو گئے ہیں جن میں عبداللہ ابن السودا، خالد ابن ملجم، سودان بن حمران، کنانہ بن بشر شامل ہیں۔

اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے مختلف شہروں کو یہ خطوط لکھے ہیں کہ میں اپنے حاکموں سے حج کے موقع پر ملاقات کرتا ہوں اور میرے پاس اہل مدینہ نے یہ شکایت پہنچائی ہے کہ بہت سے لوگ گالیاں دیتے ہیں اور مارتے ہیں اگر تم میں سے کسی کو دعویٰ ہو تو حج کے موقع پر آئے اور مجھ سے اور میرے عمال سے بدلہ لے لے یا اللہ کے لئے معاف کر دے اللہ صدقہ دینے والے کو اجر دیتا ہے۔

جب شہروں میں یہ خط پڑھا گیا تو لوگ روئے اور حضرت عثمانؓ کے لئے دعائیں مانگیں۔

آپ نے شہروں کے حاکموں کو حج کے موقع پر بلایا ان میں سے عبداللہ ابن عامر۔ عبداللہ ابن سعد۔ معاویہ آئے ان کے ساتھ سعید ابن العاص اور عمرو بھی آئے۔ آپ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا افسوس! یہ کیسی شکایات ہیں۔ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ یہ باتیں سچ نہ ہوں۔ انہوں نے کہا کیا آپ نے کچھ لوگوں کو تحقیقِ احوال کے لئے نہیں بھیجا تھا اور کیا آپ کو عوام کی خبر نہیں ملی۔ کیا آپ کے قاصد خبر لے کر واپس نہیں آئے۔ ان کے سامنے کسی نے کوئی شکایت نہیں کی۔ خدا کی قسم یہ افواہیں ہیں، یہ بے بنیاد باتیں ہیں

Marfat.com

اوران افواہوں کی بنیاد پر کسی کی گرفت جائز نہیں ہے حضرت عثمان نے فرمایا مجھے مشورہ دو۔ سعید نے کہا یہ سب بناوٹی باتیں ہیں جو خفیہ طور سے پھیلائی جا رہی ہیں۔ اور لوگ ان کا چرچا کرنے لگتے ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ افواہ پھیلانے والوں کو بلایا جائے اور جس کے متعلق معلوم ہو کہ اس نے یہ خبر گھڑی ہے اس کو قتل کر دیا جائے۔ عبداللہ ابن سعد نے کہا لوگوں سے ان کے واجبات بھی لیں۔ جس طرح آپ ان کو عطیات دیتے ہیں۔ معاویہ نے کہا کہ آپ نے مجھ کو ایک علاقہ کا حاکم مقرر کیا ہے اور میرے علاقہ سے آپ کے پاس کوئی شکایت نہیں آئے گی۔ یہ دونوں آدمی اپنے علاقے سے خوب واقف ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ حسن ادب ضروری ہے۔ عمرو نے کہا کہ میں یہ دیکھتا ہوں کہ آپ نہایت نرم مزاج ہیں اور ان کو چھوٹ دے رکھی ہے اور جو کچھ عمرؓ کرتے تھے اس میں اضافہ کر دیا ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ اپنے دونوں ساتھیوں (حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ) کا طریقہ اختیار کیجئے۔ یعنی سختی کے موقع پر سختی اور نرمی کے موقع پر نرمی برتیے۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا تم لوگوں نے جو مشورہ دیا ہے وہ میں نے سن لیا۔ ہر معاملہ کا ایک دروازہ ہوتا ہے اور اس امت پر جو مصیبت آنے والی ہے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کا بھی دروازہ کھلنے والا ہے۔ ہم اس کو نرمی سے اور دوسروں کے حق دینے سے اس کو روکنا چاہتے ہیں۔ البتہ احکام الٰہی کی خلاف ورزی برداشت نہیں کی جائے گی تاکہ فتنہ کا دروازہ کھلنے پر میرے خلاف کوئی حجت نہ رہے۔ اللہ جانتا ہے کہ میں لوگوں کی بھلائی کس قدر چاہتا ہوں۔ فتنہ کی چکی گردش کر رہی ہے، عثمان کے لئے بھلائی یہ ہے کہ وہ مر جائے۔ اور وہ حرکت میں آئے۔ تم لوگوں کو مطمئن رکھو ان کے حقوق ادا کرو اور جب خدا کے حقوق ادا کر دئے جائیں تو اس معاملہ میں سستی نہ کرو۔

جب حضرت عثمانؓ مع اپنے حاکموں کے روانہ ہوئے تو راستہ میں حدی خوان نے یہ رجز پڑھا۔

قد علمت ضوامر المطی　　وضمرات عوج القسی
ان الامیر بعده علی　　وفی الزبیر خلف رضی

[تمام لاغر سواریوں والے اور کمزور ٹیڑھی کمانوں والے جانتے ہیں کہ ان کے بعد امیر علیؓ ہوں گے اور زبیر پسندیدہ جانشین ہو سکتے ہیں۔]

Marfat.com

اس پر کعب نے کہا کہ تو نے جھوٹ بولا۔ اس کے بعد سرخ خچر والا یعنی معاویہ خلیفہ ہوگا۔ اسی دن سے معاویہ کے دل میں خلافت کی خواہش پیدا ہوگئی۔

جب حضرت عثمان مدینہ واپس آئے تو حضرت علیؓ، طلحہ، زبیر کو بلایا جبکہ معاویہ ان کے پاس تھے۔ معاویہ نے اللہ کی حمد بیان کی پھر کہا آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ہیں اور خدا کی مخلوق میں سب سے بہتر ہیں اور اس امت کے معاملات کے ذمہ دار ہیں۔ آپ کے علاوہ اس کی خواہش کسی اور کو نہ ہونی چاہیے آپ نے اپنے رفیق کو بغیر اس کے غلبہ کے پسند کیا تھا۔ آپ لوگوں کو کسی قسم کا لالچ بھی نہیں تھا۔ اب وہ بوڑھے ہو گئے ہیں۔ ان کی عمر بہت زیادہ ہوگئی ہے اور اگر آپ لوگ ان کے بڑھاپے کی انتہائی حالت کا انتظار کریں گے تو وہ بھی قریب ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ خدا ان کو اس عمر کو نہ پہنچائے گا۔ وہ افواہ پھیل گئی ہے جس کا مجھ کو اندیشہ تھا۔ آپ کو اس وجہ سے کوئی ملامت نہیں کی جائے گی۔ میرا یہ ہاتھ آپ کے لئے موجود ہے۔ لوگوں کو اپنے معاملہ میں طمع نہ دلائیں۔ اللہ کی قسم! اگر ان کو طمع ہوتی تو آپ بجز پستی کے کچھ اور نہ دیکھیں گے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تجھے کیا ہوگیا ہے! تیری ماں نہ رہے۔

معاویہ نے کہا میری ماں کا نام نہ لیں وہ آپ کی ماں سے زیادہ بری نہ تھی۔ وہ اسلام لائی اور نبی ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی، جو میں کہہ رہا ہوں آپ اس کا جواب دیں۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا میرے بھتیجے نے سچ بولا۔ میں تم کو اپنی اور اپنی خلافت کی خبر دیتا ہوں میرے دونوں رفیق جو مجھ سے پہلے تھے انہوں نے اپنی جان پر سختی کی اور وہ اپنا زبردست احتساب کرتے تھے۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ رسول اللہ صلعم اپنے رشتہ داروں کو دیا کرتے تھے میرے خاندان والوں پر معاش کی تنگی ہے۔ میں نے اپنے ہاتھ کھول دیئے ہیں اور جس حد تک میرے امکان میں ہے ان کی مدد کرتا ہوں اگر تم اس کو غلط سمجھتے ہو تو تردید کرو میں تمہارے کہنے کی تعمیل کروں گا۔

ان لوگوں نے کہا آپ نے صحیح سمجھا اور اچھا کام کیا مگر عبداللہ ابن خالد ابن اسید کو پچاس ہزار اور مروان کو پندرہ ہزار دیئے یہ رقوم ان دونوں سے واپس لے لیجئے۔

وہ رقم ان سے واپس لے لی گئی۔ تو وہ لوگ رضا مند ہوگئے۔ اور رضا مند ہو کر باہر گئے۔

معاویہ نے حضرت عثمانؓ سے کہا آپ میرے ساتھ شام چلئے کیونکہ وہ لوگ فرماں بردار

Marfat.com

ہیں۔اس سے پہلے چلئے کہ آپ پر ہجوم ہو(یعنی وہ آپ کو گھیر لیں)

حضرت عثمانؓ نے کہا کہ رسول اللہﷺ کے پڑوس کو میں کسی قیمت پر نہیں چھوڑوں گا چاہے میری گردن ماری جائے۔

معاویہ نے کہا تو میں آپ کی حفاظت کے لئے لشکر بھیج دوں تا کہ مصیبت کے وقت کام آئے۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں رسول اللہﷺ کے پڑوسیوں پر تنگی نہیں کرنی چاہتا۔

معاویہ نے کہا اللہ کی قسم! آپ کو دھوکہ دیا جائے گا۔اور آپ کے خلاف لڑائی ہوگی۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔اللہ میرے لئے کافی ہے اور وہ اچھا وکیل ہے۔

بعدازاں معاویہ نکلے اور مہاجرین کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے۔جن میں حضرت علیؓ،طلحہؓ اور زبیرؓ تھے۔معاویہ سفر کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔وہ وہاں ٹھہرے اور کہا

''آپ لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ لوگ ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کر رہے تھے یہاں تک کہ اللہ نے اپنے نبیﷺ کو مبعوث فرمایا۔پھر ایک دوسرے پر فضیلت حاصل کرنے لگے۔پہلے ایمان لانے پر اور اسلام کے لئے کوشش کرنے پر۔اگر وہ اسی کو باقی رکھیں گے تو فرماں روائی ان کے پاس رہے گی اور لوگ ان کے پیرو ہوں گے اور اگر دنیا کو غلبہ سے حاصل کرنا چاہیں گے تو ان سے فرماں روئی سلب کر لی جائے گی۔اور اللہ ان کے علاوہ اور لوگوں کو دے دیگا اور اللہ تبدیل کرنے پر قادر ہے۔میں اپنے پیچھے ایک عمر رسیدہ کو چھوڑ کر جا رہا ہوں ان کو نیک کاموں کا مشورہ دیتے رہنا اور ان کو اپنی حفاظت میں لینا یہ امر آپ لوگوں کی خوش نصیبی کا باعث ہوگا۔'' پھر ان سے رخصت ہو کر چلے گئے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا میں اس بھلائی کو دیکھنا چاہتا ہوں

زبیرؓ نے کہا اللہ کی قسم! ان کی عظمت جو آج ظاہر ہوئی ہے۔وہ تمہارے سینے میں اور ہمارے سینوں میں نہ تھی۔

جو لوگ حضرت عثمانؓ کے خلاف تھے انہوں نے ایک دن مقرر کیا کہ سب لوگ اپنے اپنے شہروں سے نکلیں۔مگر جب احکام گئے تھے تو انہوں نے تیاری نہیں کی تھی اور جب وہ حکام واپس آ گئے تو ان کو مشکل پیش آئی اور وہ مدینہ آنے کے لئے خط و کتابت کرنے لگے۔ظاہر یہ کیا کہ ہم حضرت

Marfat.com

عثمانؓ سے کچھ پوچھ گچھ کرنی چاہتے ہیں تا کہ لوگوں کو صحیح حقیقت معلوم ہو جائے۔

مصر میں محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی حذیفہ لوگوں کو حضرت عثمان کے خلاف بھڑکا رہے تھے۔ جب مصریوں نے خروج کیا تو ان میں عبدالرحمٰن بن عُدَیس بلوی بھی تھا جس کے ساتھ ایک روایات کے بموجب پانچ سو اور دوسری روایت کے بموجب ایک ہزار آدمی تھے۔ ان میں کنانہ بن بشر لیثی، سودان بن حُمران سکونی، قُتَیرہ بن فلان سکونی اور ان سب کا سربراہ الغافقی بن حرب عکی تھا۔

اہل کوفہ نے جب خروج کیا تو ان میں زید بن صوحان عبدی، اشتر نخعی، زیاد بن نضر حارثی، عبداللہ بن اصم عامری تھے۔ اور ان کی تعداد اہل مصر کے برابر تھی۔

جب اہل بصرہ نے خروج کیا تو ان میں حکیم بن جبلہ عبدی، ذریح بن عباد، بشر بن شریح قیسی، ابن المحترش تھے اور ان کی تعداد بھی اہل مصر کے برابر تھی۔ ان کا سربراہ حرقوص بن زہیر سعدی تھا۔ یہ سب لوگ شوال کے مہینے میں نکلے اور یہ ظاہر کیا کہ ہم حج کے ارادے سے نکلے ہیں۔ جب وہ مدینہ سے تین منزل کے فاصلے پر تھے تو اہل بصرہ آ گئے اور ذوخُشُب میں اترے۔ وہ طلحہ کے طرفدار تھے۔ کوفہ کے لوگ آئے اور وہ زبیر کے طرفدار تھے۔ وہ الاعوص میں اترے۔ مصر والے آئے ان کے عام لوگ ذی المروہ میں اترے۔ اور وہ حضرت علیؓ کے طرفدار تھے۔

اہل مصر اور اہل بصرہ کے درمیان زیاد بن نضر اور عبداللہ بن اصم آئے اور ان سے کہا جلدی نہ کرو اور ہمیں مدینہ میں داخل ہو جانے دو تا کہ ہم تمہارے لئے صحیح حالات کا پتہ لگائیں۔ ہم کو یہ اطلاع ملی ہے کہ انہوں نے ہمارے خلاف لشکر جمع کر لیا ہے۔ خدا کی قسم اگر یہ صحیح ہے اور انہوں نے ہمارے طریقے کو باطل جاننے کے بعد ہم سے جنگ کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو خبر ہمیں ملی ہے وہ غلط ہو تو ہم بخیریت تمہارے پاس واپس آ جائیں گے۔ ان لوگوں نے کہا تم دونوں جاؤ۔ وہ گئے۔ اور مدینہ میں داخل ہوئے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات حضرت علیؓ، طلحہ زبیر سے ملاقات کی اور ان سے کہا ہم اس گھر کے تابع فرمان ہیں۔ اپنے بعض حاکموں سے استعفا لینا چاہتے ہیں اور ان لوگوں کے داخلہ کی اجازت چاہی۔ ان سے ابی نے بات چیت کی اور انہیں مدینہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ وہ لوگ اپنے ساتھیوں کے پاس چلے گئے۔ پھر کچھ اہل مصر جمع ہو کر حضرت علیؓ کے پاس آئے۔ کچھ اہل بصرہ کے لوگ حضرت طلحہ کے پاس آئے اور اہل کوفہ، زبیر کے پاس

Marfat.com

آئے۔ ان میں سے ہر ایک فریق نے کہا کہ اگر ہم اپنے صاحب کی بیعت کر لیں تو ٹھیک ہے اور ہم ان کو جھٹلائیں گے اور ان کی جماعت کو منتشر کر دیں گے۔ پھر ہم واپس جا کر ان کو قابو میں لائیں گے۔

اس کے بعد مصری حضرت علیؓ کے پاس آئے وہ احجار الزیت کے پاس ایک لشکر میں تھے گلے میں تلوار تھی۔ انہوں نے اپنے بیٹے حسن کو حضرت عثمانؓ کے پاس ان لوگوں کے ساتھ بھیج دیا تھا جو جمع ہو گئے تھے۔ انہوں نے جا کر سلام کیا۔ اور اپنا معاملہ پیش کیا۔ حضرت عثمان چلائے اور اپنے پاس سے نکال دیا۔ اور یہ بھی کہا کہ نیک لوگ جانتے ہیں کہ ذوالمروہ، ذُوخشب اور اعوص کے لشکر کو رسول اللہ ﷺ نے ملعون فرمایا تھا۔ وہ لوگ واپس آ گئے۔ اہل بصرہ طلحہ کے پاس آئے اور ان سے اسی قسم کی گفتگو کی۔ انہوں نے اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ ان لوگوں کو حضرت عثمانؓ کے پاس بھیج دیا۔ اہل کوفہ زبیر کے پاس آئے اور ان سے اسی قسم کی گفتگو کی۔ انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کے ساتھ ان لوگوں کو حضرت عثمانؓ کے پاس بھیج دیا۔ وہاں سے واپس آ کر یہ لوگ جدا جدا ہو کر اپنے اپنے لشکر میں ذوخشب، ذوالمروہ، الاعوص چلے گئے۔ تا کہ جب اہل مدینہ غافل ہوں تو یہ واپس آ جائیں۔ پھر وہ مدینہ کے گرد و نواح سے تکبیر کہتے ہوئے شہر میں داخل ہو گئے اور حضرت عثمانؓ کو گھیر لیا اور کہا جو اپنا ہاتھ روکے گا وہ پناہ میں ہے۔ حضرت عثمان نے کئی دن تک نماز پڑھائی۔ لوگ اپنے گھروں تک محدود ہو گئے۔ اور انہوں نے لوگوں کو حضرت عثمانؓ سے بات چیت کرنے کو نہ روکا۔ اہل مدینہ ان (باغیوں) کے پاس آئے اور ان کے ساتھ حضرت علیؓ بھی تھے اور ان سے پوچھا کہ تم اتنی تعداد میں کیوں واپس آئے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک قاصد کے پاس ایک خط پکڑا ہے جس میں ہمارے قتل کا حکم ہے۔ (حضرت) طلحہ اہل کوفہ کے پاس گئے اور ان کی واپسی کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بھی یہی کہا۔ (حضرت) زبیر اہل بصرہ کے پاس گئے اور ان سے بھی یہی سوال کیا۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ ان میں سے ہر ایک فریق یہ کہتا تھا کہ ہم اپنے بھائیوں کو بچائیں گے اور ان کی مدد کریں گے۔ گویا یہ ایک منصوبہ تھا جو انہوں نے طے کر لیا تھا۔

حضرت علیؓ نے ان سے پوچھا کہ اے اہل کوفہ! اور اے اہل بصرہ! جو کچھ اہل مصر کو پیش آیا اس کی اطلاع تمہیں کیسے ہوئی حالانکہ تم کئی منزل آگے جا چکے تھے۔ خدا کی قسم! تم نے یہ منصوبہ یہیں بنایا تھا۔ اس پر ان لوگوں نے کہا تم جو چاہو سمجھو۔ ہمیں اس آدمی (یعنی خلیفۂ وقت حضرت عثمانؓ) کی

Marfat.com

ضرورت نہیں ہے اس کو معزول ہو جانا چاہیے۔ اس اثنا میں حضرت عثمانؓ نماز پڑھاتے رہے اور یہ لوگ ان کی اقتداء میں نماز پڑھتے رہے۔ وہ لوگ حضرت عثمانؓ کی نگاہ میں خاک سے زیادہ حقیر تھے۔ باغی اس عرصے میں اہل مدینہ کو اجتماع سے روکتے رہے۔ (یعنی انہیں ایک جگہ جمع نہیں ہونے دیتے تھے)

حضرت عثمانؓ نے مختلف شہروں کے حکام کو مدد کے لئے خطوط لکھے اور ان کو آمادہ کیا کہ وہ حفاظت کریں اور ان کی صحیح صورت حالات سے ان حکام کو آگاہ کر رہے تھے۔ مختلف شہروں سے لوگ دشوار گذار اور پیچیدہ راستوں سے روانہ ہوئے۔ معاویہ نے حبیب ابن مسلمہ فہری کو بھیجا۔ عبداللہ ابن سعد نے معاویہ بن حُدَیج کو بھیجا۔ کوفہ سے قعقاع بن عمرو روانہ ہوئے۔ کوفہ میں کچھ لوگ دوسروں کو اہل مدینہ کی مدد کے لئے آمادہ کرنے لگے۔ ان میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ عقبہ بن عامر، عبداللہ بن ابی اوفی، حنظلہ کاتب وغیرہ تھے اور تابعین میں مسروق، اسود، شریح، عبداللہ بن حکیم وغیرہ تھے۔

بصرہ کے صحابہ میں عمران بن حصین، انس بن مالک، ہشام بن عامر وغیرہ اور تابعین میں کعب بن سور اور ھَرِم ابن حیان وغیرہ مدد کے لئے آمادہ ہو گئے۔

شام میں صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت آمادہ ہوگئی۔[2] اسی طرح مصر میں ایک جماعت آمادہ ہوئی۔[3]

مدینہ میں شرپسندوں کے داخلہ کے بعد جب جمعہ آیا تو حضرت عثمانؓ باہر آئے لوگوں کو نماز پڑھائی اور منبر سے یہ تقریر شروع کی۔ ''اے لوگو! اللہ سے ڈرو! البتہ اہل مدینہ جانتے ہیں کہ محمد ﷺ نے تم کو لعنت کی ہے۔[4] پس اپنی غلطی کو صحیح کام کر کے مٹا دو۔''

اس پر محمد بن مسلمہ کھڑے ہوئے اور کہا ''میں اس کی شہادت دیتا ہوں۔'' ان کو حکیم بن جبلہ نے زبردستی بٹھا دیا۔ اس پر حضرت زید بن ثابت کھڑے ہوئے تو ان کو محمد ابن قُتیرہ نے بولنے نہیں دیا۔ اس پر ہنگامہ بڑھ گیا اور شرپسندوں نے سنگ باری کر کے سب کو مسجد سے باہر نکال دیا۔ حضرت عثمانؓ پر بھی سنگ باری کی گئی، وہ بیہوش ہو کر منبر سے گر پڑے، ان کو ان کے گھر پہنچا دیا گیا۔ مدینہ کے کچھ لوگ شرپسندوں سے جنگ کا ارادہ رکھتے تھے، ان میں (حضرت) سعد بن ابی وقاص، (حضرت) حسین بن علیؓ، (حضرت) زید بن ثابت اور (حضرت) ابو ہریرہ تھے۔ ان کو حضرت عثمانؓ نے بلایا اور جنگ کی اجازت نہ دیتے ہوئے واپس جانے کا حکم دیا جس پر وہ لوگ اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔

Marfat.com

حضرت علیؓ، طلحہ، زبیر حضرت عثمانؓ کے پاس ان کی بیہوشی کی عیادت کو آئے اور جو کچھ رونما ہوا تھا اس کی شکایت کر رہے تھے۔ حضرت عثمان کے پاس بنی امیہ کے کچھ لوگ تھے جن میں مروان بن حکم بھی تھا۔ ان سب نے حضرت علیؓ سے کہا تم نے ہم کو ہلاک کر دیا۔ یہ سب آپ کا کیا دھرا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر آپ اپنے منصوبہ میں کامیاب ہوگئے تو دنیا آپ پر حکومت کرے گی۔ وہ غصہ میں کھڑے ہوگئے اور واپس چلے گئے ان کے ساتھ جو لوگ آئے تھے وہ اپنے گھروں کو چلے گئے۔ باغیوں نے مسجد میں ڈیرے ڈال دیئے مگر حضرت عثمانؓ تیس دن تک نماز پڑھاتے رہے۔ پھر ان کو نماز پڑھانے سے روک دیا گیا اور ان (باغیوں) کے سردار الغافقی نے نماز پڑھائی۔ اہل مدینہ اپنے گھروں کی چار دیواریوں میں محصور ہو گئے۔ کوئی شخص نہ بغیر تلوار کے بیٹھتا تھا اور نہ باہر نکلتا تھا۔ یہ محاصرہ چالیس دن تک رہا۔ اگر کوئی ان باغیوں سے الجھتا تو وہ اس پر ہتھیاروں سے حملہ آور ہوتے۔

کہا گیا ہے کہ محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی حذیفہ مصر میں لوگوں کو حضرت عثمانؓ کے خلاف بھڑکا رہے تھے۔ محمد بن ابی بکر باغیوں کے ساتھ مدینہ آیا تھا جبکہ محمد بن حذیفہ مصر ہی میں رہا اور جب مصر کے حاکم عبداللہ بن سعد وہاں سے چلے گئے، تو اس پر قابض ہو گیا۔

جب اہل مصر حضرت عثمانؓ کے خلاف بغاوت کے ارادے سے نکلے تو یہ ظاہر کیا کہ عمرہ کرنے جا رہے ہیں اور یہ رجب کا مہینہ تھا۔ ان کا سردار عبدالرحمٰن بن عدیس بلوی تھا۔ عبداللہ بن سعد نے ایک قاصد حضرت عثمانؓ کو یہ خبر دینے کے لئے بھیج دیا۔ اور یہ بھی اطلاع دی کہ یہ لوگ ظاہر کرتے ہیں کہ عمرہ کی نیت سے نکلے ہیں مگر حقیقت میں وہ آپ کو خلافت سے علیحدہ کر دیں گے یا قتل کر دیں گے۔ حضرت عثمانؓ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور ان کو صورت حال سے آگاہ کیا اور کہا کہ انہوں نے فتنہ کی جلدی کی اور میری عمر کو طویل سمجھ رہے ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر میں ان سے جدا ہو جاؤں تو وہ تمنا کریں گے کہ میری عمر کے ایک ایک دن کے بدلے ایک ایک سال بڑھ جائے بہ سبب اس خون ریزی کے جو وہ دیکھیں گے۔ کینہ پروری اور عداوت کا دور دورہ ہے اور احکام تبدیل کئے جا رہے ہیں۔

(مصر کا گورنر) عبداللہ بن سعد، حضرت عثمانؓ سے ملاقات کی غرض سے مصر سے روانہ ہوا۔ وہ ابھی ایلہ؎ میں تھا کہ اس کو یہ اطلاع ملی کہ اہل مصر نے حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کر لیا ہے۔ محمد بن حذیفہ نے مصر پر قبضہ کر لیا ہے اور اہل مصر اس کے فرماں بردار ہو گئے ہیں۔ عبداللہ مصر کی طرف واپس

Marfat.com

گیا مگر لوگوں نے اس کو روک دیا تو وہ فلسطین چلا گیا اور حضرت عثمانؓ کی شہادت تک وہیں مقیم رہا۔

جب باغی حضرت عثمانؓ کو قتل کرنے کے ارادے سے ذوخشب میں اترے تو حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ کے پاس ان کے گھر گئے اور کہا اے میرے چچا کے بیٹے! تم سے میری بہت قریبی رشتہ داری ہے اور میرا تم پر بڑا حق ہے۔ تم دیکھ رہے ہو کہ یہ لوگ آ گئے ہیں اور وہ لوگ صبح کو میرے پاس آئیں گے۔ ان کی نگاہوں میں آپ کی بہت قدر ہے اور وہ آپ کی بات سنتے ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ سوار ہو کر ان کے پاس جائیں اور ان کو واپس کر دیں کیونکہ میرے پاس ان کے آنے سے میری توہین ہے۔ اور میرے مقابلہ میں ان کا حوصلہ ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا میں کس بنیاد پر ان کو واپس بھیجوں۔

حضرت عثمانؓ نے کہا۔ اس بنیاد پر کہ میں تمہارے مشوروں پر عمل کروں گا۔ جو تم میرے لئے مناسب سمجھو گے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں آپ سے بار بار گفتگو کرتا رہا ہوں ہم یہ سب باتیں آپ کو بتاتے رہے ہیں۔ اور کہتے رہے ہیں مگر آپ مروان، ابن عامر، معاویہ اور عبداللہ بن سعد کا کہنا مانتے ہیں اور میرے خلاف کرتے ہیں۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا اب میں ان کا کہنا نہیں مانوں گا اور آپ کی رائے پر چلوں گا۔ انہوں نے لوگوں کو حکم دیا تو حضرت علیؓ کے ساتھ تیس مہاجر اور انصار روانہ ہوئے۔ ان میں سعید بن زید، ابوجہم العدوی، جبیر بن مطعم، حکیم بن حزام، مروان بن حکم، سعید بن عاص، عبدالرحمٰن بن عتاب بن اسید، مہاجرین کی طرف سے شامل تھے اور انصار میں سے ابواسید الساعدی، ابوحمید، زید بن ثابت، حسان بن ثابت، کعب بن مالک اور دوسرے عربوں کی طرف سے نیار بن مکرز شامل تھے۔

یہ اہل مصر کے پاس پہنچے اور ان سے حضرت علیؓ اور محمد ابن مسلمہ نے گفتگو کی انہوں نے ان کا بیان سنا اور مصر کی طرف واپس ہو گئے۔ بعد ازاں ابن عدیس نے محمد ابن مسلمہ سے کہا کیا آپ کچھ اور ہدایت فرماتے ہیں؟ ابن مسلمہ نے کہا ہاں! اللہ سے ڈرو! اور جو شخص سب سے آگے ہے اس کو واپس لے جاؤ۔ کیونکہ اس نے دھمکی دی ہے کہ وہ واپس آ کر خلافت سے حضرت عثمانؓ کی دست برداری حاصل کر لے گا۔ ابن عدیس نے کہا اگر خدا نے چاہا میں ایسا ہی کروں گا۔

حضرت علیؓ اور جو لوگ ان کے ساتھ گئے تھے، مدینہ واپس آئے اور حضرت عثمانؓ کے پاس

Marfat.com

گئے اور ان کے واپس جانے کی خبر دی۔ اور جو کچھ ان کے دل میں تھا وہ سب زبان پر لائے اور پھر وہاں سے چلے گئے۔

حضرت عثمانؓ اس دن خاموش رہے۔ دوسرے دن صبح کو مروان آیا اور ان سے کہا کہ لوگوں کے سامنے تقریر کیجئے اور ان کو خبر دیجئے کہ اہل مصر واپس چلے گئے ہیں اور اپنے خلیفہ کے بارے میں جو اطلاع ملی تھی وہ غلط تھی۔ یہ تقریر اس وقت سے پہلے ہونی چاہیے جبکہ دوسرے شہروں کے لوگ اس تعداد میں آجائیں کہ ان کا مقابلہ مشکل ہو جائے۔ حضرت عثمانؓ نے یہی کیا مگر جب لوگوں کو خطبہ دیا تو عمرو بن العاص نے کہا اے عثمانؓ! اللہ سے ڈرو! تم نے غلط کام کیے ہیں جن میں ہم تمہارے شریک تھے۔ تم اللہ سے توبہ کرو ہم بھی کریں گے۔

حضرت عثمانؓ نے پکار کر کہا کہ اے نابغہ کے بیٹے تو یہاں ہے جب سے میں نے تجھے معزول کیا ہے اور یہاں سے دور کیا ہے تو کانٹوں میں جوؤں کی طرح بڑھ گیا ہے۔ اسی اثناء میں دوسرے گوشے سے آواز آئی اللہ سے توبہ کرو! آپ نے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے اللہ! میں توبہ کرنے والوں میں سب سے پہلے ہوں۔

اس کے بعد عمرو بن العاص فلسطین اپنے گھر چلے گئے۔ وہ کہا کرتے تھے، اللہ کی قسم! اگر میں کسی چرواہے سے بھی ملتا تھا تو اس کو عثمانؓ کے خلاف بھڑکاتا تھا۔ وہ حضرت علیؓ، طلحہ، زبیر کے پاس آئے اور ان کو بھی حضرت عثمانؓ کے خلاف بھڑکایا۔ جس زمانہ میں وہ فلسطین میں اپنے قصر میں موجود تھے، ان کے ساتھ ان کے دونوں بیٹے اور محمد اور عبداللہ اور سلامہ ابن روح الجذامی تھے۔ وہاں سے مدینہ کا ایک سوار گزرا، عمرو نے اس سے حضرت عثمانؓ کا حال دریافت کیا اس نے کہا کہ وہ محصور ہیں۔ عمرو نے کہا کہ میں ابوعبداللہ ہوں جس کے بوجھ سے اونٹ کی ہوا خارج ہوتی ہے۔ اور داغنے کا آلہ آگ میں ہے۔؟ کچھ وقت کے بعد دوسرا سوار گزرا۔ انہوں نے اس سے بھی حضرت عثمان کا حال پوچھا، اس نے کہا کہ عثمانؓ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ عمرو نے کہا "میں ابوعبداللہ ہوں اور جب کسی زخم کو کھجلاتا ہوں تو اس کا کھرنڈ چھڑا دیتا ہوں۔" اس پر سلامہ بن روح نے کہا "اے گروہ قریش! تمہارے اور دوسروں کے درمیان ایک دروازہ تھا تم نے اس کو توڑ ڈالا۔ عمرو نے کہا کہ ہم یہ چاہتے تھے کہ حق کو باطل کے محاصرہ سے نکالیں تاکہ شرعی حق میں سب برابر ہو جائیں۔"

Marfat.com

کہا گیا ہے کہ جب حضرت علیؓ مصریوں کے واپس جانے کے بعد حضرت عثمانؓ کے پاس آئے تو ان سے کہا کہ آپ لوگوں کے سامنے تقریر کیجیے تا کہ وہ آپ کی باتیں سنیں اور گواہ رہیں اور اللہ بھی گواہ رہے کہ ان جھگڑوں اور امانت کے بارے میں جو آپ کے دل میں ہے وہ زبان پر آ جائے۔ سارے شہر آپ کے خلاف بھڑکائے جا چکے ہیں۔ میں اس امر سے بے خوف نہیں ہوں کہ کوفہ اور بصرہ سے دوسرے قافلے آ جائیں۔ اور آپ کہیں اے علیؓ ان کے پاس جاؤ۔ اگر میں نہ جاؤں تو آپ کو یہ خیال ہوگا کہ رشتہ داری کا پاس نہیں کیا اور آپ کے حق کو خفیف سمجھا۔

حضرت عثمانؓ باہر آئے اور لوگوں نے جو ان سے نزع کیا تھا اس کے وجوہ اور جو کچھ انہوں نے لوگوں کے لئے کیا تھا اس کے متعلق خطبہ دیا۔ انہوں نے اپنی طرف سے توبہ کی اور کہا کہ میں سب سے پہلے نصیحت حاصل کرتا ہوں۔ اور جو کچھ میں نے کیا ہے اس سے اللہ کی مغفرت چاہتا ہوں اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔ مجھ جیسے شخص نے مغفرت چاہی ہے اور توبہ کی ہے۔ جب میں منبر سے اتروں تو تمہارے اشراف میرے پاس آئیں اور اپنی رائے دیں۔ اللہ کی قسم! اگر حق مجھ کو غلام بنا دے تو میں غلام کا طریقہ اختیار کروں گا۔ اور غلام کی ذلت برداشت کروں گا۔ اور کوئی راستہ نہیں ہے جو اللہ کی طرف سے نہ ہو۔ اللہ کی قسم! میں اپنی پسندیدگی تم کو دوں گا۔ اور مروان اور اس کے ساتھیوں کو دوست نہ رکھوں گا اور میں تم سے کچھ نہیں چھپاؤں گا۔ لوگوں پر رقت طاری ہوگئی۔ اور وہ روئے یہاں تک کہ ان کی داڑھیاں تر ہوگئیں اور وہ خود بھی روئے۔

جب حضرت عثمانؓ منبر سے اترے تو مروان، سعید اور بنی امیہ کے دوسرے لوگوں کو اپنے گھر میں پایا وہ لوگ خطبہ میں موجود نہیں تھے۔ جب آپ بیٹھ گئے تو مروان نے کہا۔

اے امیر المومنین! میں گفتگو کروں یا خاموش رہوں۔ حضرت عثمانؓ کی زوجہ نائلہ بنت الفرافصہ نے کہا۔ کچھ نہ کہو بلکہ خاموش رہو۔ اللہ کی قسم! وہ ان کو قتل کر دیں گے اور تم ان کا ماتم کرو گے۔ جو بات انہوں نے کہی ہے انہیں اس کا پابند رہنا چاہیے۔

مروان نے ان سے کہا کہ تمہیں اس سے کیا مطلب۔ خدا کی قسم! تمہارا باپ مر گیا۔ وہ اچھی طرح وضو کرنا نہیں جانتا تھا۔

نائلہ نے کہا "اے مروان! باپوں کا ذکر نہ کرو۔ تم میرے باپ کے متعلق خبر دے رہے ہو

Marfat.com

وہ موجود نہیں ہے۔ تم اس پر جھوٹ بول رہے ہو اور تمہارا باپ تو اپنی مدافعت نہیں کر سکتا۔ جو کچھ اس کے خلاف کہا جائے۔ اللہ کی قسم! اے کاش وہ ان کا (حضرت عثمانؓ کا) چچا نہ ہوتا اور ان کو اس کا غم نہ ہوتا تو میں تم کو بتاتی اور اس پر جھوٹ نہ بولتی۔ مروان نے نائلہ سے غصہ میں کہا اور کہا اے امیر المومنین! کچھ کہوں یا خاموش رہوں حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہو۔

مروان نے کہا "میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! اللہ کی قسم! میری خواہش یہ تھی کہ آپ کی یہ گفتگو اس وقت ہوئی جب آپ دفاع کر سکتے تھے۔ میں پہلا شخص ہوتا جو آپ سے راضی ہوتا اور آپ کی مدد کرتا۔ لیکن یہ بات آپ نے اس وقت کہی جبکہ پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے۔ اور سیلاب کا بند ٹوٹ چکا ہے۔ اللہ کی قسم! اپنی خطا پر قائم رہنا اور اس کی (اللہ سے) مغفرت چاہنا، اس توبہ سے بہتر ہے جس سے خوف دلایا جائے۔ اگر آپ چاہتے تو توبہ سے تقرب حاصل کرتے۔ مگر غلطی کا اظہار کر کے تقرب حاصل نہ کرتے۔ اس دروازے پر لوگ پہاڑ کی طرح سے جم کر کھڑے ہو گئے ہیں۔"
حضرت عثمانؓ نے فرمایا تم جا کر ان سے گفتگو کرو۔ مجھے شرم آتی ہے کہ ان سے گفتگو کروں۔

مروان دروازے پر آیا اور کثرت ہجوم کے باعث لوگ ایک دوسرے پر چڑھے جاتے تھے۔ اس نے کہا کیا معاملہ ہے؟ تم اس طرح جمع ہوئے ہو گویا تم لوٹ مار کے لئے آئے ہو؟ خدا کی قسم! اگر تم نے ہم سے جنگ کا ارادہ کیا تو ہم ایسی کارروائی کریں گے جو تم کو پسند نہیں آئے گی اور اس آویزش کا انجام برا ہوگا۔ تم لوگ اپنے گھروں کی طرف واپس جاؤ۔ خدا کی قسم! ہمارے پاس جو کچھ ہے اس پر ہم مغلوب نہیں ہیں۔ یہ سن کر لوگ واپس ہو گئے اور ان میں سے کچھ حضرت علیؓ کے پاس گئے اور ان کو اس واقعہ کی خبر سنائی۔

حضرت علیؓ وہاں سے عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث کے پاس گئے اور کہا کیا تم عثمانؓ کے خطبہ میں موجود تھے۔ انہوں نے جواب دیا ہاں۔ پھر پوچھا کہ لوگوں کے سامنے جو تقریر مروان نے کی وہ بھی سنی۔ جواب دیا ہاں۔ اس پر حضرت علیؓ نے کہا اے اللہ کے بندو! اے مسلمانو! اگر میں اپنے گھر میں بیٹھ جاتا ہوں تو (عثمان) مجھ سے کہتے ہیں کہ میں نے انہیں چھوڑ دیا۔ میری قرابت کا اور حق کا لحاظ نہیں کیا۔ اگر گفتگو کرتا ہوں تو مروان آ کر جو کھیل چاہتا ہے کھیلتا ہے۔ گویا وہ ان کی تلوار بن جاتا ہے۔ جیسے چاہے چلائے۔ یہ حالت بڑھاپے میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت کے بعد ہے۔

Marfat.com

وہاں سے حضرت علیؓ غصہ میں بھرے ہوئے حضرت عثمانؓ کے پاس گئے اور کہا کہ آپ تو مروان سے خوش ہیں مگر وہ آپ سے خوش نہیں ہے۔ آپ کو آپ کے دین سے اور عقل سے پھیرنا چاہتا ہے۔ گویا آپ اس کی سواری کا اونٹ ہیں جدھر اس کا مالک چاہے ہنکائے۔ اللہ کی قسم! مروان نہ دین میں صاحب رائے ہے اور نہ اپنی زندگی میں۔ اللہ کی قسم! میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ آپ کو تباہی کی طرف لے جائے گا جہاں سے آپ نکل نہیں سکیں گے۔ آئندہ کبھی پ کے پاس نہیں آؤں گا۔ کیونکہ لوگوں کے اس غصہ کی وجہ سے آپ کی عزت کم ہوگئی ہے اور آپ کی عقل جاتی رہی۔

جب حضرت علیؓ تشریف لے گئے تو آپ کی زوجہ نائلہ بنت الفرافصہ اندر تشریف لائیں اور کہا کہ میں نے حضرت علیؓ کا یہ قول سنا کہ وہ آئندہ آپ کے پاس نہیں آئیں گے کیونکہ آپ مروان کی فرماں برداری کرتے ہیں۔ اور وہ جدھر چاہتا ہے آپ کو ہنکاتا ہے۔

آپ نے فرمایا میں کیا کروں؟

نائلہ نے کہا ''آپ اللہ سے ڈریں اور اپنے دونوں ساتھیوں کے طریقے پر عمل کریں کیونکہ جب آپ مروان کہنا مانیں گے تو وہ آپ کو قتل کردے گا۔ اور لوگوں کے نزدیک مروان کی کوئی عزت نہیں ہے۔ نہ اس کا رعب ہے نہ اس کی محبت ہے اور اسی وجہ سے لوگوں نے آپ سے کنارہ کشی اختیار کی ہے۔ آپ علیؓ کو بلوا کر ان سے صلح کیجیے، ان سے رشتہ داری بھی ہے اور ان کی نافرمانی نہیں کی جاتی۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو بلوایا مگر وہ نہ آئے اور کہلوا دیا کہ میں کہہ چکا ہوں اب کبھی نہیں آؤں گا۔ نائلہ کے قول کی اطلاع مروان کو ہوئی تو اس نے حضرت عثمانؓ کے سامنے بیٹھ کر کہا اے بنت الفرافصہ! اس پر حضرت عثمانؓ نے نے فرمایا تیرا منہ کالا ہو اسے کچھ نہ کہو۔ اللہ کی قسم! وہ میری بہت خیر خواہ ہے۔ مروان خاموش ہوگیا۔

رات کو حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ کے گھر گئے اور کہا میں دوبارہ یہ کام نہیں کروں گا اور آپ کے مشورہ پر عمل کروں گا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے منبر پر آپ نے تقریر کی اور وعدہ کیا مگر اس کے بعد جب گھر پہنچے تو مروان وہاں سے نکلا اور دروازے پر لوگوں کو گالیاں دینے لگا اور ان کو ستانے لگا۔

حضرت عثمانؓ وہاں سے یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ تم نے مجھے چھوڑ دیا اور لوگوں کو میرے خلاف دلیر کردیا۔ اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں لوگوں کو آپ سے بہت زیادہ روکتا ہوں اور جب

Marfat.com

کوئی مشورہ دیتا ہوں اور یہ خیال کرتا ہوں کہ یہ آپ کو اچھا معلوم ہوگا تو اتنے میں مروان دوسرا مشورہ دیتا ہے آپ اس کی بات سنتے ہیں اور میری بات چھوڑ دیتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت علیؓ آپ کے پاس بالکل نہیں آئے۔ حضرت عثمانؓ جو چاہتے کرتے یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ پر پانی بند کر دیا گیا۔ حضرت علیؓ نے طلحہ سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ تم ان کے پاس پانی لے کر جاؤ۔ حضرت علیؓ نے بہت غصہ کا اظہار کیا تو حضرت عثمانؓ کے پاس پانی پہنچا دیا گیا۔

ابن اثیر نے کہا یہ کہا گیا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے محاصرہ کے وقت حضرت علیؓ خیبر میں تھے۔ وہ مدینہ واپس آئے اور لوگ طلحہ کے پاس جمع تھے اور ان پر ان کا اثر تھا۔ جب حضرت علیؓ واپس آئے تو حضرت عثمانؓ ان کے پاس آئے اور کہا،

اما بعد کہ میرا تمہارے اوپر اسلام کا بھی حق ہے۔ بھائی ہونے کا بھی حق ہے۔ رشتہ داری اور دامادی کا بھی حق ہے۔ اور ان میں سے کوئی بات نہ ہوتی اور ہم جاہلیت کے زمانہ میں ہوتے تو خاندان عبد مناف کے لئے یہ امر شرم کا باعث ہوتا کہ بنی تیم کا بھائی یعنی طلحہ ہماری حکومت چھین لے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا عنقریب تمہارے پاس خبر آئے گی۔ وہ مسجد میں گئے اور اسامہ کو دیکھا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر لے گئے۔ یہاں تک کہ طلحہ کے گھر میں داخل ہوئے۔ ان کے ساتھ تنہائی میں کچھ لوگ تھے۔ ان سے کہا اے طلحہ! یہ کیا معاملہ ہے جس میں الجھا ہوا میں تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے جواب دیا اے ابوالحسن! اب تو پانی سر سے اونچا ہو گیا۔ حضرت علیؓ واپس آئے اور بیت المال پہنچے اور کہا اس کو کھولو۔ اس کی کنجیاں نہ ملیں تو دروازہ توڑ ڈالا۔ اور ساری رقم ان لوگوں کو دے دی (جو حضرت طلحہ کے پاس جمع تھے)۔ وہ لوگ طلحہ کو چھوڑ کر چلے گئے اور وہ تنہا رہ گئے۔ اس کی خبر حضرت عثمانؓ کو پہنچی۔ اس اثنا میں طلحہ حضرت عثمانؓ کے پاس آئے اور کہا اے امیر المومنین! میں نے ایک کام کا ارادہ کیا تھا مگر اللہ اس منصوبہ کے اور میرے درمیان حائل ہوا۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے فرمایا "اللہ کی قسم! تم توبہ کرتے ہوئے نہیں آئے ہو بلکہ مغلوب ہو کر آئے ہو۔ پس اے طلحہ اللہ تمہیں کافی ہے۔"

حضرت عثمانؓ کی شہادت

حضرت عثمانؓ کو شہید کرنے کے لئے لوگوں کے سفر کا ہم ذکر کر چکے ہیں اور بہت سے ایسے

Marfat.com

اسباب کا ذکر چھوڑ دیا ہے جن کی وجہ سے ان کو شہید کیا گیا اور ان وجوہ کا ذکر نہیں کیا جو ان کی شہادت کا باعث ہوئے۔ اب ہم یہ بیان کریں گے کہ وہ کیوں کر شہید کئے گئے۔ اس کا آغاز کیوں ہوا اور ان پر حملہ کا آغاز کس طرح ہوا۔

اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت عثمانؓ کے پاس صدقہ کے اونٹ آئے اس میں سے ایک اونٹ آپ نے بنی حکم کے کچھ لوگوں کو بخش دیا۔ عبدالرحمٰن بن عوف کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس کو لے لیا اور اس کو لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ اس وقت حضرت عثمانؓ گھر میں تھے۔

کہا گیا ہے کہ جس شخص نے سب سے پہلے گستاخی کی وہ جبلہ بن عمرو الساعدی تھا۔ جو ایک مجلس میں بیٹھا تھا، اس کے ہاتھ میں ایک رسی تھی۔ حضرت عثمانؓ وہاں سے گزرے اور ان کو سلام کیا۔ لوگوں نے سلام کا جواب دیا۔ جبلہ نے ان سے کہا تم ایسے شخص کے سلام کا جواب کیوں دیتے ہو جس نے ایسی ایسی حرکتیں کی ہیں۔ پھر حضرت عثمانؓ سے کہا یہ رسی میں تمہاری گردن میں ڈالوں گا یا تم اپنے رازداروں کو چھوڑ دو، جن میں مروان، ابن عامر، ابن سعد شامل ہیں۔ ان میں سے بعض کی مذمت میں قرآن کی آیات نازل ہوئی ہیں، اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا خون مباح کر دیا تھا۔ اس پر دوسرے لوگوں نے بھی گستاخی کی جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے جو عمرو بن عاص نے خطبہ کے دوران کہا تھا۔

کہا گیا ہے کہ ایک دن حضرت عثمانؓ خطبہ دے رہے تھے اور آپ کے ہاتھ میں نبی ﷺ کا عصا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اس کے سہارے خطبہ دیا کرتے تھے۔ اس کو جہجاہ غفاری نے آپ کے ہاتھ سے چھین لیا اور اس کو اپنے گھٹنے پر رکھ کے توڑ دیا وہ اسی وقت آکلہ کی بیماری میں مبتلا ہو گیا۔

کہا گیا ہے کہ ان سب لوگوں نے جو مدینہ میں صحابہ وغیرہ تھے ان لوگوں کو خط لکھے جو جگہ جگہ پھیلے ہوئے تھے۔ خط کا مضمون یہ تھا۔ اگر تم جہاد کرنا چاہتے ہو تو یہاں آؤ کیونکہ تمہارے خلیفہ نے محمد ﷺ کے دین کو تباہ کر دیا ہے۔ اس کو درست کرو۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ اس سے لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا اور جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں اہل مصر آئے ان کی طرف حضرت علیؓ اور محمد بن مسلمہ گئے۔ ان سے گفتگو کی اور ان کو واپس کر دیا مگر وہ دوبارہ واپس آ گئے تو محمد ابن مسلمہ ان کے پاس گئے۔ اور واپس آنے کا سبب پوچھا۔ انہوں نے سیسہ کی ایک زنبیل سے ایک خط نکالا اور کہا کہ ہم نے حضرت عثمانؓ کے غلام کو مقام بویب میں

Marfat.com

صدقہ کے ایک اونٹ پر دیکھا، اس کے سامان کی تلاشی لی اور اس میں سے یہ خط ملا۔ اس خط میں یہ حکم دیا گیا ہے عبدالرحمٰن بن عدیس، عمرو بن الحمق اور عروہ بن البیاع کے کوڑے لگائے جائیں، قید کیا جائے اور ان کے سر اور داڑھیاں مونڈ دی جائیں۔

یہ کہا گیا ہے کہ جس شخص سے انہوں نے خط لینے کا دعویٰ کیا وہ ابوالاعور سُلمی تھا۔ جب انہوں نے اس کو دیکھا اس سے پوچھا اس کے سفر کا کیا مقصد تھا۔ اور آیا اس کے پاس کوئی خط تھا۔ اس نے انکار کیا تو اس کے بعد انہوں نے پوچھا کہ اس کا مقصد کیا تھا تو اس کا طرز گفتگو بدل گیا۔ انہوں نے اس کو روکا اور اس کی تلاشی لی اور خط حاصل کر لیا اور لوٹ آئے اسی اثنا میں اہل کوفہ اور اہل بصرہ بھی واپس آ گئے۔

جب اہل مصر واپس آئے تو انہوں نے محمد بن مسلمہ کو اطلاع دی اور یہ کہا کہ ہم (حضرت) علیؓ سے گفتگو کر چکے ہیں انہوں نے (حضرت) عثمانؓ سے گفت وشنید کرنے کو کہا ہے اور ہم نے سعد بن ابی وقاص اور سعید بن زید سے گفتگو کی اس دونوں نے کہا ہم تمہارے معاملہ میں دخل نہیں دیں گے۔ انہوں نے محمد بن مسلمہ سے کہا کہ ظہر کے بعد علیؓ کے ساتھ عثمانؓ کے پاس جاؤ۔ ابن مسلمہ نے ایسا ہی کیا اور ظہر کے بعد حضرت علیؓ اور محمد بن مسلمہ، حضرت عثمانؓ کے پاس گئے اور اہل مصر کے لئے اجازت چاہی وہاں مروان موجود تھا اس نے کہا مجھے اجازت دیجئے کہ ان سے گفت وشنید کروں۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا خاموش رہ! خدا تیرا منہ بند کرے۔ تیرا اس معاملہ میں کیا دخل ہے۔ میرے پاس سے چلا جا۔ اس پر مروان چلا گیا۔ حضرت علیؓ اور محمد نے حضرت عثمانؓ سے وہ باتیں کہیں جو اہل مصر نے کہی تھیں۔ انہوں نے اللہ کی قسم کھا کر کہا میں نے نہیں لکھا اور نہ مجھے معلوم ہے۔ محمد نے کہا ''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں یہ مروان کا کام ہے۔''

اس اثنا میں اہل مصر بھی اندر آئے اور ان کو بہ حیثیت خلیفہ سلام نہیں کیا۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ ان کے دلوں میں کھوٹ ہے۔ انہوں نے گفتگو شروع کی۔ ابن عدیس نے بتانا شروع کیا کہ عبداللہ بن سعد نے مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا اور ذمیوں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا تھا۔ اور مال غنیمت میں کیا بے اعتدالیاں کی تھیں۔ جب ان سے یہ کہا گیا کہ یہ خط امیر المومنین کا ہے اور جو واقعات مدینہ میں رونما ہوئے تھے ان کا ذکر کیا۔ اور آپ سے یہ کہا کہ ہم مصر سے اس ارادہ سے نکلے تھے کہ آپ کو قتل کر دیں تو ہم کو علیؓ اور محمد بن مسلمہ نے لوٹا دیا اور ہم کو ضمانت دی کہ جن باتوں کے متعلق ہم نے گفتگو کی ہے ان کی

Marfat.com

تلافی کردی جائے گی تو ہم اپنے ملک کی طرف لوٹ گئے مگر راستہ میں آپ کے غلام کو آپ کے ایک خط کے ساتھ جس پر آپ کی مہر تھی، دیکھا۔ جس میں آپ نے عبداللہ کو حکم دیا کہ ہم کو کوڑے مارے ہاتھ پیر کاٹے اور ایک طویل مدت قید میں رکھے۔ حضرت عثمانؓ نے قسم کھائی کہ یہ خط میں نے نہیں لکھا ہے نہ میں نے حکم دیا ہے اور نہ مجھے کوئی علم ہے۔ حضرت علیؓ اور محمد ابن مسلمہ نے کہا کہ عثمانؓ سچ کہہ رہے ہیں۔

اس پر اہل مصر نے کہا ''پھر یہ خط کس نے لکھا ہے؟'' حضرت عثمانؓ نے کہا ''مجھے معلوم نہیں۔'' اہل مصر نے کہا ''وہ (یعنی مروان) آپ سے گستاخی کرتا ہے، آپ کے غلام کو صدقہ کے اونٹ پر بھیجتا ہے۔ آپ کی مہر لگاتا ہے اور آپ کے عامل کے پاس بھیجتا ہے۔ اتنی بڑی بڑی باتیں لکھتا ہے اور آپ کو خبر تک نہیں ہے۔'' آپ نے فرمایا ''ہاں!'' ابن عدیس نے کہا ''آپ اس معاملہ میں یا تو سچے ہیں یا جھوٹے ہیں۔ اگر آپ جھوٹے ہیں تو آپ کو اس منصب سے دست بردار ہونا چاہئے۔ کیونکہ آپ نے بغیر حق کے ہمارے قتل کا حکم دیا ہے اور اگر آپ سچے ہیں تو اپنی کمزوری کے باعث اس منصب سے دست بردار ہونا چاہئے۔ کیونکہ آپ غافل تھے اور آپ کے رازدار بدسرشت ہیں۔ اور ہمارے لئے مناسب نہیں ہے کہ ایسے شخص کے ہاتھ میں یہ معاملہ (یعنی خلافت وحکومت) چھوڑ دیں جو بہ وجہ کمزوری اور غفلت کے دوسروں کے بھروسہ پر کام کرتا ہے۔ لہٰذا آپ دست بردار ہو جائیں۔''

آپ نے فرمایا ''جو قمیص اللہ نے مجھے پہنائی ہے میں اس کو نہ اتاروں گا۔ مگر میں اللہ سے توبہ کرتا ہوں۔ اور اس کی تلافی کروں گا۔'' انہوں نے کہا اگر یہ پہلی بار ہوتا اور آپ توبہ کرتے تو ہم قبول کرتے مگر ہم دیکھ چکے ہیں کہ آپ توبہ کر کے پھر وہی کام کرتے ہیں اور جب تک آپ سے دست برداری حاصل نہ کریں یا آپ کو قتل نہ کر دیں ہم واپس نہیں جائیں گے۔ یا ہماری روحیں اللہ تعالیٰ سے جاملیں۔ اگر آپ کے ساتھی اور رشتہ دار ہم کو روکیں گے تو ہم ان سے بھی لڑیں گے یہاں تک کہ آپ کے پاس پہنچ جائیں۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ کی خلافت ترک کرنے سے قتل ہو جانا زیادہ محبوب ہے اور تم جو کہہ رہے ہو کہ جو لوگ میری حفاظت کریں گے تم ان سے لڑو گے تو میں کسی کو بھی تم سے لڑنے کا حکم نہیں دوں گا اور جو تم سے لڑیں گے وہ بغیر میرے حکم کے لڑیں گے اگر میں تم سے جنگ کرنا چاہتا تو میں اہل لشکر کو لکھتا وہ میرے پاس آجاتے اور اطراف میں جمع ہو جاتے اور پھر ہنگامہ بڑھ جاتا۔

حضرت علیؓ باہر نکلے اور اہل مصر کو وہاں سے نکل جانے کو کہا۔ پھر حضرت علیؓ اپنے گھر گئے

Marfat.com

اور اہل مصر نے حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کر لیا۔ آپ نے معاویہ اور ابن عامر اور دیگر سپہ سالاروں کو لکھا کہ وہ ان کی مدد کو جلد پہنچیں۔ معاویہ نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اہل شام کا جم غفیر یزید بن اسد القسری کے ساتھ روانہ ہوا۔ یہ یزید، خالد بن عبداللہ القسری کا دادا تھا۔ یہ لوگ حضرت عثمانؓ کی طرف جا رہے تھے۔ جب وادی القریٰ میں پہونچے تو حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر ملی اور یہ لوگ واپس ہو گئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اہل شام حبیب ابن مسلمہ فہری کے ساتھ روانہ ہوئے تھے، اہل بصرہ مجاشع ابن مسعود السلمی کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب یہ لوگ الربذہ پہنچے تو ان کا مقدمۃ الجیش صرار پہنچ گیا۔ جو مدینہ کے قریب ہے ان کو بھی حضرت عثمانؓ کی شہادت کی اطلاع ملی اور وہ بھی واپس ہو گئے۔

حضرت عثمانؓ نے اپنے مخلص لوگوں سے مشورہ کیا تو انہوں نے یہ رائے دی کہ ان کی طرف حضرت علیؓ کو بھیجا جائے تاکہ وہ ان کو واپس کر دیں اور جس چیز سے وہ رضامند ہو جائیں وہ ان کو دے دی جائے تاکہ معاملہ طول نہ پکڑے اور آپ کی بلائی ہوئی کمک آ جائے۔

آپ نے فرمایا کہ اب وہ (یعنی علیؓ) اس کو قبول نہ کریں گے۔ اور جو کچھ میں کر سکتا تھا میں نے پہلی بار کیا تھا۔ مروان نے کہا کہ جو کچھ آپ سے مانگیں دے دیجیے اور معاملہ کو جس قدر طول دے سکتے ہیں طول دیجیے۔ ان لوگوں نے آپ کے خلاف بغاوت کی ہے۔ لہٰذا کسی عہد کی پابندی نہیں ہے۔

آپ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور کہا کہ آپ لوگوں کو دیکھ رہے ہیں مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ ان کو میرے پاس سے لوٹا دیجیے اور جو کچھ وہ مجھ سے چاہتے ہیں میں ان کو دوں گا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ وہ آپ کے قتل سے زیادہ عدل کے حاجتمند ہیں۔ اور وہ اس کے بغیر رضامند نہ ہوں گے۔ میں نے پہلے ان سے وعدہ کیا آپ اس پر قائم نہ رہے۔ مجھے اس مرتبہ نہ بھیجئے کیونکہ میں آپ کہ طرف سے عطیات دوں گا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا دے دیجیے میں پورا کروں گا۔ حضرت علیؓ لوگوں کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ تم نے حق کا مطالبہ کیا اور میں نے پورا کر دیا اور ان کا خیال ہے کہ وہ اپنی جان سے آپ کا انصاف کریں گے۔ لوگوں نے کہا ہم کو قبول ہے لیکن اس کی ضمانت ہونی چاہیے۔ کیونکہ ہم کسی قول کو فعل کے بغیر پسند نہیں کریں گے۔ حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ کے پاس گئے اور اس کی اطلاع دی۔ حضرت عثمانؓ نے کہا مجھے کچھ مہلت ملنی چاہیے۔ کیونکہ وہ جن امور کو ناپسند کرتے ہیں میں ایک دن میں نہیں کر سکتا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ جن امور کا تعلق مدینہ سے ہے ان میں کوئی مہلت نہیں مل

Marfat.com

سکتی۔اور باہر کے لئے آپ کا حکم پہنچنے تک کی مہلت دی جائے گی۔حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ جو کچھ مدینہ کے متعلق ہے اس کے لئے تین دن کی مہلت درکار ہے۔انہوں نے قبول کرلیا اور ایک دستاویز لکھی گئی کہ فریادرسی کی جائے گی اور ہر اس عامل کو معزول کردیا جائے گا جس کو لوگ ناپسند کرتے ہیں۔

لہٰذا وہ لوگ (باغی) باز رہے مگر اس اثنا میں وہ لڑائی کی تیاریاں کرتے رہے۔اسلحہ جمع کرتے رہے اور ایک لشکر بھی بلالیا۔جب تین دن گزر گئے اور جو کچھ آپ سے لوگوں نے مطالبہ کیا تھا اس کو پورا نہیں کیا تو عمرو بن حزم انصاری اہل مصر کے پاس گیا۔وہ لوگ ذوخشب میں تھے۔اس نے ان کو حال سنایا۔وہ لوگ مدینہ آئے اور ان کے عاملوں کے معزول کرنے کا مطالبہ کیا اور اپنی فریادرسی کا مطالبہ کیا۔حضرت عثمانؓ نے فرمایا اگر میں اس کو عامل مقرر کروں جس کو تم چاہو اور اس کو معزول کردوں جس کو تم ناپسند کرو تو میں کچھ بھی نہیں ہوں اور صرف تمہارا ہی حکم ہے۔انہوں نے کہا بے شک آپ کو کرنا پڑے گا۔ورنہ خلافت سے دستبرداری دینی ہوگی۔بصورت دیگر آپ کو قتل کردیا جائے گا۔آپ نے انکار کیا اور کہا کہ جو لباس مجھے خدا نے پہنایا ہے وہ قید کی وجہ سے نہیں اتاروں گا۔

ان لوگوں نے محاصرہ کرلیا اور اس میں سختی کی تو آپ نے حضرت علیؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ کو بلوایا۔وہ آگئے تو حضرت عثمانؓ نے سامنے آکر کہا اے لوگو! بیٹھ جاؤ۔لڑنے والے اور صلح والے بیٹھ گئے۔تو ان سے کہا اے اہل مدینہ! میں تمہیں خدا کے سپرد کرتا ہوں اور اس سے التجاء کرتا ہوں کہ تمہارے درمیان میرے بعد خلافت باقی رہے۔پھر کہا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں کیا تم نے عمرؓ کی مصیبت کے وقت یہ دعا کی تھی کہ اللہ تمہارے لئے پسندیدہ آدمی کو منتخب کرے اور تم کو متحد رکھے۔کیا تم یہ کہتے ہو خدا نے تمہاری دعا قبول نہیں کی۔کیونکہ تم ذلیل تھے۔حالانکہ تم حق دار ہو۔کیا تم یہ کہتے ہو الہ کا دین ذلیل ہوگیا ہے۔اس لئے اس کو پرواہ نہیں ہے۔کہ کوئی بھی والی ہوجائے۔اس دن اہل دین پراگندہ نہیں ہوئے تھے۔کیا تم یہ کہتے ہو کہ باہمی مشورہ سے معاملہ طے نہیں ہوا تھا۔بلکہ تم نے زبردستی یہ کام انجام دیا۔اللہ نے اس امت کو نافرمانی کی سزا دی ہے۔کیونکہ انہوں نے خلافت کے بارے میں صحیح مشورہ نہیں دیا تھا۔کیا تم کہتے ہو خدا کو میرا انجام معلوم نہیں تھا۔میں تمہیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں نے کتنے نیک کام کئے ہیں۔اور کتنے نیک کاموں میں سبقت کی ہے۔کہ میرے بعد جو لوگ آئیں ان پر لازم ہے کہ میرا حق پہچانیں۔ٹھہرو تم لوگ مجھے قتل نہ کرو کیونکہ

Marfat.com

صرف تین قسم کے آدمیوں کا قتل جائز ہے۔ ایک وہ جس نے بیوی کے ہوتے ہوئے زنا کیا۔ یا ایمان لانے کے بعد مرتد ہوا یا کسی کو بغیر حق کے قتل کیا۔ لہذا اگر تم مجھے قتل کرو گے تو گویا وہ تلوار اپنی گردن پر چلاؤ گے۔ اور اللہ تمہارے اختلاف کو کبھی دور نہیں کرے گا۔

لوگوں نے کہا جو کچھ آپ نے فرمایا یہ تو عمرؓ کے بعد لوگوں کی پسند تھی۔ پھر تم کو سربراہ بنالیا۔ جو کچھ اللہ نے کیا درست تھا۔ مگر تمہیں خدا نے ایک مصیبت بنایا اور بندوں کو اس میں پھنسایا اپنے متعلق جو یہ ذکر کیا ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے سابق رفقاء میں تھے، وہ درست ہے اور آپ خلافت کے مستحق بھی تھے مگر آپ نے بہت سے نئے کام کیے جن کو آپ جانتے ہیں اور ہم حق قائم کرنا، آپ کے خلاف فتنہ کے خوف سے اگلے سال تک ملتوی نہ کریں گے۔ آپ نے یہ جو کہا ہے تین قسم کے آدمیوں کے علاوہ اور کسی کا قتل کرنا جائز نہیں ہے تو ہم نے کتاب اللہ میں پڑھا ہے جس نے زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کی وہ قتل کیا گیا۔ اور جس نے بغاوت کی وہ قتل کیا گیا پھر جس نے اس بغاوت کی تائید میں جنگ کی اور جو حق کے قائم کرنے اور اس کی حفاظت کرنے میں حائل ہوا اور اس کے خلاف جنگ کی وہ قتل کیا گیا۔ آپ نے خود کو ظلم کرنے سے نہیں روکا اور ہمارے اوپر حکومت سے چمٹے ہوئے ہیں۔ اگر آپ کا یہ خیال ہے کہ آپ ہم پر زبردستی نہیں کر رہے ہیں۔ اور جو لوگ آپ کی حمایت کرتے اور ہمیں باز رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور ہم سے جنگ کرتے ہیں وہ اس وجہ سے ہے کہ آپ امارت سے چمٹے ہوئے ہیں۔ اگر آپ سبکدوش ہو جائیں تو وہ لوگ واپس ہو جائیں گے۔ اور آپ کے ساتھ رہ کر جنگ نہیں کریں گے۔

حضرت عثمانؓ خاموش ہو گئے اور گھر میں بیٹھ گئے اور اہل مدینہ کو واپس جانے کا حکم دیا اور ان کو قسم دلائی تو وہ لوگ چلے گئے صرف حسن ابن علی، ابن عباس، محمد بن طلحہ، عبداللہ بن زبیر وغیرہ وہاں رہ گئے۔ آپ چالیس دن تک محصور رہے۔ جب اٹھارہ دن گزر گئے تو مصر سے کچھ سوار آئے اور ان کو خبر دی کہ وہاں ایک بڑا لشکر تیار ہے اور انہوں نے لوگوں کے حوصلے بڑھائے اور وہ حضرت عثمانؓ کے اور ان کے درمیان حائل ہو گئے اور انہوں نے ہر چیز اندر جانے سے روک دی یہاں تک کہ پانی بھی روک دیا۔

حضرت عثمانؓ نے پوشیدہ طور سے حضرات علیؓ، طلحہ، زبیر اور رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کو پیغام بھیجا کہ انہوں نے پانی روک دیا ہے اگر ہو سکے تو مجھے پانی بھیجو۔ حضرت علیؓ اور رسول اللہ ﷺ کی زوجہ حبیبہ نے سب سے پہلے جواب دیا۔ حضرت علیؓ منہ اندھیرے آئے اور فرمایا اے لوگو!

Marfat.com

جو کچھ تم کر رہے ہو یہ مومنین کے افعال سے مشابہت نہیں رکھتا بلکہ کافروں کے طرز عمل سے بھی مشابہ نہیں۔ تم لوگ اس آدمی کا پانی اور رزق بند نہ کرو کیونکہ رومی بھی گرفتار کرتے ہیں اور ان کو کھانا پانی دیتے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا ہرگز نہیں۔ حضرت علیؓ نے اپنا عمامہ (حضرت عثمانؓ کے) گھر میں پھینکا یہ ظاہر کرنے کو کہ میں آ کے واپس جا رہا ہوں۔

حضرت ام حبیبہ اپنے خچر پر سوار ہو کر آئیں۔ اس پر کچھ برتن تھے۔ ان لوگوں نے آپ کے خچر کے منہ پر لکڑیاں ماریں تو آپ نے کہا کہ بنی امیہ کی وصیتیں اس شخص (یعنی حضرت عثمانؓ) کے پاس ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ یتیموں اور بیواؤں کے مال تباہ نہ ہو جائیں۔ لوگوں نے کہا آپ جھوٹ بول رہی ہیں اور خچر کی رسی تلوار سے کاٹ دی۔ وہ بھاگا اور قریب تھا کہ وہ گر پڑیں، لوگوں نے بچا لیا اور ان کو گھر پہنچا دیا۔

ایک دن حضرت عثمانؓ ان کے سامنے آئے اور ان کو سلام کیا اور کہا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں! کہ تم جانتے ہو بئر رومہ میں نے اپنے مال سے خریدا تھا تاکہ لوگوں کو شیریں پانی مل سکے۔ اور میں نے تمام مسلمانوں کی طرح رسی ڈول رکھا۔ ان لوگوں نے کہا درست ہے۔ آپ نے کہا پھر مجھے اس کنوئیں کے پانی پینے سے کیوں روکتے ہو۔ مجھے کھارا پانی پینا پڑ رہا ہے۔ پھر کہا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں کہ میں نے فلاں زمین خرید کر مسجد میں توسیع کی۔ کہا گیا کہ درست ہے۔ آپ نے فرمایا کیا میری طرف سے کسی کو نماز پڑھنے سے روکا گیا۔ پھر فرمایا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں کہ نبی ﷺ نے اس شخص کے بارے میں کچھ باتیں کہی تھیں مگر لوگوں میں اعلان کرنے سے روک دیا تھا۔ اب لوگ یہ کہتے ہیں کہ امیر المومنین سے نرمی برتو۔

اس موقع پر اشتر کھڑا ہوا اور کہا کہ شاید یہ فریب ہے۔ حضرت عائشہ حج کے لئے روانہ ہوئیں اور اپنے بھائی محمد بن ابی بکر کو اپنے ساتھ لے جانا چاہا تو انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ جس امر کو وہ فریب سے حاصل کرنا چاہتے ہیں تو میں یہ کوشش کروں گا کہ اللہ انہیں محروم کرے۔ حنظلہ کاتب نے کہا کہ ام المومنین نے تمہیں ساتھ لے جانا چاہا اور تم نے انکار کیا اور عرب کے بھیڑیوں کے ساتھ شامل ہو۔ اگر یہ معاملہ آپس میں غلبہ حاصل کرنے کا رہا تو بنی عبد مناف غالب آئیں گے۔ پھر حنظلہ کوفہ واپس چلے گئے اور یہ شعر پڑھے۔

[مجھے تعجب ہے کہ لوگ اس پر غور کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خلافت ختم ہو جائے۔

Marfat.com

اگر خلاف ختم ہوگئی تو بھلائی بھی ختم ہو جائے گی۔

اور اس کے بعد سب نہایت پست ذلت میں پڑ جائیں گے۔

وہ سب یہود و نصاری کی طرح ہیں، ہر ایک ان میں سے گم کردہ ہے۔]

حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو اس سلوک کی اطلاع ملی جو مصریوں نے حضرت علیؓ اور حضرت ام حبیبہ سے کیا تھا تو وہ اپنے گھروں میں بیٹھ گئے۔ حضرت عثمانؓ کو آل حزم کے لوگ مصریوں کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر پانی پہنچاتے رہے۔

حضرت عثمانؓ نے اس سال حج کے لئے ابن عباس سے درخواست کی کہ وہ امیر حج کے فرائض انجام دیں۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو حضرت عثمانؓ کے دروازے پر رہتے تھے۔ اس وجہ سے انہوں نے کہا کہ ان لوگوں سے جہاد کرنا مجھے حج سے زیادہ محبوب ہے۔ حضرت عثمانؓ نے قسم دلائی تو وہ گئے۔

عبداللہ بن عباس بن ابی ربیعہ نے کہا کہ میں حضرت عثمانؓ کے پاس گیا تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور ان لوگوں کی گفتگو سنوائی جو ان کے دروزے پر تھے۔ ان میں سے کوئی کہتا تھا کہ اب کیا انتظار ہے۔ کوئی یہ کہتا تھا کہ مہلت دو شاید رجوع کرے۔ اس اثنا میں کہ جب ہم وہاں کھڑے تھے طلحہ آئے اور پوچھا ابن عدیس کہاں ہے۔ وہ ان کے پاس گیا اور کانا پھوسی کی پھر ابن عدیس واپس آ گیا۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے مجھ سے فرمایا ابن عدیس کو اس فعل پر طلحہ نے اکسایا ہے۔ اے اللہ! طلحہ کے مقابلہ میں تو میرے لئے کافی ہے۔ اسی نے ان کو اس کام پر ابھارا ہے اور آمادہ کیا ہے۔ اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ یہ جگہ اس سے بھی خالی ہو جائے گی اور اس کا بھی خون بہایا جائے گا۔ ۷ عبداللہ نے کہا کہ جب میں نے واپس جانا چاہا تو باغیوں نے مجھے روک دیا مگر جب محمد بن ابی بکر نے کہا تو مجھے باہر نکلنے دیا گیا۔

کہا گیا ہے کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے پہلے حضرت زبیر مدینہ سے باہر چلے گئے تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ اس موقع پر موجود تھے۔

جب مصریوں نے یہ دیکھا کہ حاجی لوگ ان کے قصد سے آنے والے ہیں اور اس امر کو وہ اپنے حج کے ساتھ ملا لیں گے۔ ۸ اس کے ساتھ ہی ان کو خبر ملی کہ مختلف شہروں کے لوگ آ رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہمارا مقصد اس شخص کو قتل کئے بغیر حاصل نہ ہوگا اور ظاہر ہے لوگ ہم کو رد کیں گے۔ اس مقصد کے پیش نظر انہوں نے حضرت عثمانؓ کے دروازے کا ارادہ کیا۔ ان کو حسن، ابن زبیر، محمد بن طلحہ، مروان، سعید ابن

Marfat.com

العاص اوران کے ساتھ جو صحابہ کے بیٹے تھے انہوں نے روکا اور تلواروں سے حملہ کیا مگر حضرت عثمانؓ نے باہر نکل کے ان کو روکا۔ جب وہ باہر آئے اور مصریوں نے ان کو دیکھا تو وہ واپس چلے گئے۔

حضرت عثمانؓ نے اپنے ساتھیوں کو قسم دلائی کہ گھر کے اندر داخل ہو جائیں۔ جب وہ اندر داخل ہو گئے تو آپ نے دروازہ بند کر لیا اور مصریوں کو اندر آنے سے روک دیا۔ قبیلہ اسلم کے نیار بن عیاض کھڑے ہوئے جو صحابہ میں سے تھے، انہوں نے حضرت عثمانؓ کو آواز دی۔ وہ کہہ رہے تھے کہ وہ ان کے حق میں دست بردار ہو جائیں۔ اس اثنا میں کثیر بن صلت کندی نے ان کو تیر کا نشانہ بنایا اور قتل کر دیا۔ مصریوں نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ قاتل کو ہمارے حوالہ کرو تاکہ ہم اس کو قصاص میں قتل کریں۔

حضرت عثمانؓ نے کہا میں ایسے شخص کو قتل نہ ہونے دوں گا جس نے میری مدد کی اور تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو۔ جب انہوں نے یہ دیکھا تو دروازہ کی طرف دوڑے، کسی نے ان کو نہ روکا مگر دروازہ بند تھا اس لئے داخل نہ ہو سکے۔ انہوں نے آگ لا کر اس کو جلا دیا اور دروازہ پر جو سائبان تھا وہ بھی جل گیا۔ گھر والوں نے مدافعت کی۔ حضرت عثمانؓ اس وقت نماز ادا کر رہے تھے۔ آپ نے سورہ طٰہٰ پڑھی اور جو کچھ آپ سن رہے تھے اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ قرات میں کہیں غلطی نہ ہوئی۔ نہ زبان لڑکھڑائی۔ یہاں تک کہ نماز ختم ہوگئی۔ آپ قرآن کی تلاوت کے لئے بیٹھ گئے اور یہ آیت پڑھی:

الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشو ھم فزاد ھم ایماناً. وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل.۹

[جن سے لوگوں نے کہا کہ تمہارے خلاف بڑی فوجیں جمع ہوئی ہیں ان سے ڈرو۔ تو یہ سن کر ان کا ایمان اور بڑھ گیا اور انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔]

پھر آپ نے ان لوگوں سے جو آپ کے ساتھ گھر میں تھے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا جس کو میں نباہ رہا ہوں۔ مصریوں کا مقصد صرف دروازہ جلانا نہیں تھا بلکہ وہ اس سے بڑا کام کرنا چاہتے ہیں۔ میں ایک آدمی کے پاس جاتا ہوں شاید وہ قتل کرنا چاہتے ہیں۔

حسن سے کہا کہ تمہارے والد ایک بڑے کام میں ہیں، میں تم کو قسم دلاتا ہوں کہ جب تم ان کے پاس جاؤ تو آگے بڑھو اور جنگ کرو۔ انہوں نے ان کی بات نہیں سنی۔ اس اثنا میں مغیرہ بن

Marfat.com

اخنس بن شریق سامنے آئے، وہ حج سے ایک جماعت کے ساتھ جلد واپس آ گئے تھے تا کہ حضرت عثمانؓ کی مدد کر سکیں۔ وہ بھی آپ کے ساتھ آپ کے گھر میں تھے اور رجز کے یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

[سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کو میرا رجحان معلوم ہے۔
زیبائش اور نرم پودوں کو پہچانتی ہے۔
میرے دونوں دوستو! تم میری بیعت کی تصدیق کرو گے۔
میری تیز آب دار تلوار سے۔
جب دوپہر کی نیند پوری کر لیتا ہوں تو پھر آرام نہیں کرتا۔]

حسن بن علی یہ کہتے ہوئے برآمد ہوئے۔

[ان کا دین میرا دین نہیں ہے اور نہ میں ان میں سے ہوں۔ یہاں تک کہ میں ایسی جگہ
پہونچ جاؤں جو بلند اور مہک سے لبریز ہے۔]

محمد بن طلحہ یہ کہتے ہوئے برآمد ہوئے

[میں اس کو امن دوں گا جوان کی مدد کرے گا۔
جو سعد کے علی الرغم مصیبت کے وقت کام آئے گا۔]

سعید ابن العاص یہ کہتے ہوئے نکلے

[ہم نے صبح کو گھر میں صبر کیا اور موت کھڑی رہی۔
ہماری تلواروں کے پاس جو ہم ابن اروی کے پاس چلا رہے تھے۔
خوف کی صبح کے وقت ہم گھر میں مدد کر رہے تھے۔
ہم ان سے تلواروں سے مقابلہ کر رہے تھے اور موت موجود تھی۔]

سب سے آخر میں عبد اللہ ابن زبیر باہر نکلے وہ آخر تک حضرت عثمانؓ سے باتیں کرتے رہے۔ ابو ہریرہ آئے اور لوگ خوفزدہ تھے۔ انہوں نے کہا آج کے دن تلوار چلانا بہتر ہے۔ اور پکار کر کہا اے قوم! کیا وجہ ہے کہ میں تم کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم دوزخ کی طرف بلاتے ہو۔

مروان یہ شعر پڑھتا ہوا نکلا

[سرپٹ دوڑنے والی گھوڑی کو میرا رجحان معلوم ہے۔

Marfat.com

اور ہتھیلی اور نرم پوروں کی شناخت ہے۔

میں آگے بڑھنے والے سیاہ گروں کو ڈراتا ہوں۔

ان کے سست رفتار گھوڑوں کو لوٹ کر۔]

اس اثناء میں بنی لیث کا ایک آدمی جس کا نام البیاع تھا، سامنے آیا۔ اس کو مروان نے ایک ضرب لگائی اس نے مروان کی گردن پر ایک ضرب لگائی۔ اس کی زرہ کی ایک کڑی کٹ کر اس کے جسم میں پیوست ہوگئی۔ مروان گر پڑا۔ عبید ابن رفاعہ الزرقی آگے بڑھا تا کہ اس کو ختم کردے۔ اس وقت ابراہیم ابن عدی کی ماں فاطمہ جو مروان کی مرضعہ تھی آگے بڑھی اور کہا کہ اگر تو قتل کرنا چاہتا ہے تو یہ بری بات ہے۔ اس نے چھوڑ دیا اور وہ مروان کو اپنے گھر میں لے گئی۔ اسی وجہ سے اس کی نسل والوں نے اس کا احسان مانا اور اس کے بیٹے ابراہیم کو حاکم بنادیا۔

مغیرہ بن اخنس بن شریق کے مقابلہ میں ایک آدمی آیا۔ جس نے مغیرہ کو قتل کردیا۔ اس پر باغیوں میں سے کسی نے انا للہ و انا الیہ راجعون کہا۔ عبدالرحمٰن بن عدیس نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ تجھے کیا ہوگیا ہے! اس نے جواب دیا مجھے ایسا معلوم ہوا گویا ایک سونے والا ہاتف کی آواز سنتا ہے جو کہہ رہا ہے کہ مغیرہ بن اخنس کے قاتل کو دوزخ کی خوشخبری دو۔ میں نے اس سے عبرت حاصل کی۔

حضرت عثمانؓ کے مکان کے چاروں طرف جو مکانات تھے، لوگ ان (کی چھتوں پر) سے آپ کے مکان میں کودے۔ عمرو بن حزم انصاری کے مکان سے بھی حضرت عثمانؓ کے مکان میں داخل ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کا پورا گھر باغیوں سے بھر گیا اور جو لوگ داخلی دروازے پر تھے ان کو خبر نہ ہوئی۔ باغی حضرت عثمانؓ پر غالب آگئے۔ انہوں نے ایک شخص کو اشارہ کیا کہ وہ آپ کو قتل کردے۔ وہ کمرے کے اندر داخل ہوا اور کہا آپ خلافت سے دست بردار ہوجائیں تو ہم آپ کو چھوڑ دیں گے۔

آپ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے! میں نے جاہلیت یا اسلام کے زمانے میں کسی عورت کو ناجائز طور سے برہنہ نہیں کیا۔ نہ نغمہ سرائی کی اور نہ کسی برے کام کی خواہش کی اور جب سے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے میں نے اپنی شرمگاہ کو داہنا ہاتھ نہیں لگایا۔ اور میں اس قمیص کو نہیں اتاروں گا جو خدا نے مجھ کو پہنائی ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نیک بختوں کو عزت بخشے اور بدبختوں کو ذلیل کرے۔ وہ شخص ان کے پاس سے چلا گیا۔ باغیوں نے پوچھا تو نے کیا کیا؟ اس نے کہا بجز قتل

Marfat.com

کے اس سے نجات نہیں ملے گی لیکن ہمارے لئے اس کا قتل جائز نہیں ہے۔

اب باغیوں نے بنی لیث کے ایک آدمی کو اندر بھیجا۔ آپ نے فرمایا کہ تم میرے ساتھی نہیں ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تمہارے حق میں دعا کی تھی کہ ایسے ایسے دن تم محفوظ رہو گے۔ کیا تم اس کو ضائع کردو گے۔ وہ واپس چلا گیا اور باغیوں سے جدا ہو گیا۔

قریش کا ایک اور آدمی اندر داخل ہوا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہارے لئے ایسے ایسے دن سے مغفرت چاہی تھی۔ پس تم حرام طریقے سے خون نہیں بہاؤ گے۔ وہ بھی چلا گیا اور اپنے ساتھیوں سے علیحدہ ہو گیا۔

اسی دوران حضرت عبداللہ ابن سلام آئے اور ان کو قتل سے روکنے لگے۔ اور کہا اے لوگو! اپنی تلوار آپس میں لڑنے کے لئے نہ نکالو۔ اللہ کی قسم! اگر تم تلوار میان سے باہر نکالو گے تو پھر کبھی میان میں نہ جائے گی۔ ابھی تم پر درہ کی حکومت ہے اگر تم نے ان کو قتل کر دیا تو تم پر بزور شمشیر حکومت کی جائے گی۔ تم پر افسوس ہے کہ تمہارا شہر مدینہ فرشتوں کی حفاظت میں ہے۔ اگر تم نے اپنے خلیفہ کو قتل کر دیا تو وہ اس شہر کو چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ باغیوں نے کہا اے یہودیہ کے بیٹے! تجھے اس سے کیا مطلب۔ تو وہ واپس چلے گئے۔

سب سے آخر میں جو شخص حضرت عثمانؓ کے پاس داخل ہو کر واپس ہوا وہ محمد ابن ابی بکر الصدیق تھا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا تجھ پر افسوس ہے کیا تو اللہ سے ناراض ہے یا مجھ سے کوئی جرم سرزد ہوا ہے۔ میں نے صرف اللہ کا حق تجھ سے لیا ہے محمد نے آپ کی داڑھی پکڑ لی اور کہا اے نعثل ۱۰ خدا تجھے رسوا کرے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا "میں نعثل نہیں بلکہ عثمان ہوں اور امیر المومنین ہوں۔"

وہ لوگ (یعنی باغی) حضرت عثمانؓ کو اسی لقب سے پکارتے تھے۔ محمد نے کہا کہ معاویہ اور فلاں تمہیں نہیں بچا سکیں گے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا اے بھتیجے! تیرا باپ میری داڑھی نہ پکڑتا۔ محمد نے کہا جو افعال آپ سے سرزد ہوئے اگر میرا باپ ان کا مشاہدہ کرتا تو اس سے زیادہ سختی کرتا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا میں تیرے مقابلہ کے لئے اللہ کی مدد چاہتا ہوں۔ اس کی اعانت چاہتا ہوں۔ اس پر وہ واپس چلا گیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس نے تیر کے پیکان سے جو اس کے ہاتھ میں تھا آپ کی پیشانی کو مجروح کر دیا تھا مگر پہلی روایت صحیح ہے۔

راوی نے بیان کیا ہے جب وہ باہر چلا گیا اور لوگوں نے دیکھا کہ وہ شکستہ دل ہے تو قتیرہ،

Marfat.com

سودان ابن حمران، اور الغافقی جھپٹے اور الغافقی نے لوہا مارا جو اس کے ہاتھ میں تھا اور قرآن کو اپنے پیروں میں روندا مگر وہ گھوم کر حضرت عثمانؓ کے سامنے آ گیا اور اس پر آپ کا خون گرا۔ سودان حملہ کرنے کو آگے بڑھا تو حضرت عثمانؓ کی زوجہ (نائلہ بنت الفرافصہ) آپ کے اوپر جھک گئیں اور اس کی تلوار کو اپنے ہاتھ پر روکا جس سے آپ کی انگلیاں کٹ گئیں۔ آپ نے پیٹھ پھیری تو ان کے کولھوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ بڑے کولہوں والی ہے اور حضرت عثمانؓ کو تلوار مار کر شہید کر دیا۔ جس شخص نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا وہ کنانہ بن بشر تُجیبی تھا۔

حضرت عثمانؓ نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا تھا اور انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ آج رات کو تم ہمارے ساتھ روزہ افطار کرو گے ۔ جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تو آپ کا خون فسیکفیکھم اللہ ؕ پر گرا۔ اس اثنا میں حضرت عثمانؓ کے غلام کچھ لوگوں کے ساتھ ان کی مدد کو وہاں داخل ہوئے تو حضرت عثمانؓ نے باغیوں کی تلوار کو ہاتھ پر روکا تھا مگر سودان نے آپ کو کاری ضرب لگائی۔ اس اثنا میں کسی غلام نے سودان کی گردن کاٹ دی اور اس کو قتل کر دیا۔ قتیرہ اس غلام پر جھپٹا اور اس کو قتل کر دیا۔ جو کچھ گھر میں تھا اس کو انہوں نے لوٹ لیا اور باہر چلے گئے۔ تینوں مقتولوں پر باہر سے دروازہ بند کر دیا۔ جب وہ باہر چلے گئے تو حضرت عثمانؓ کا ایک غلام جھپٹا اور قتیرہ کو قتل کر دیا پھر باغیوں نے لوٹ مار کی اور جو کچھ وہاں ملا اس کو لے لیا۔ یہاں تک کہ جو کچھ مستورات کے پاس تھا وہ بھی لوٹ لیا۔ کلثوم تُجیبی نے حضرت نائلہ کی چادر چھین لی تو حضرت عثمانؓ کے ایک غلام نے اسے قتل کر دیا۔ پھر یہ آواز لگائی کہ بیت المال پر قبضہ نہ کرو اور اس کی طرف نہ بڑھو۔ بیت المال کے محافظوں نے سنا تو وہاں پر صرف دو بوریاں تھیں اور انہوں نے کہا کہ پناہ گاہ میں چلے جاؤ یہ لوگ صرف دنیا چاہتے ہیں۔ لہٰذا محافظ بھاگ گئے باغی بیت المال پہنچے اور اس کو لوٹ لیا اور لوگوں میں پراگندگی پھیل گئی۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ لوگ آپ کو قتل کر کے شرمندہ ہوئے۔ جب حضرت عثمانؓ میں زندگی کی رمق باقی تھی عمرو ابن الحمق آپ کے سینہ پر چڑھ بیٹھا اور نیزے کے نو وار کئے اور کہا کہ تین وار تو اللہ کے لئے ہیں اور چھ وار اپنا انتقام لینے کے لئے کئے ہیں۔ باغیوں نے آپ کا سر کاٹنے کا بھی ارادہ کیا۔ مگر نائلہ اور ام البنین آپ کی لاش سے لپٹ گئیں اور چیخنے لگیں اور اپنا چہرہ پیٹنے لگیں اس پر ابن عدیس نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو (سر نہ کاٹو)۔

Marfat.com

آپ کی شہادت ۱۸رذی الحجہ ۳۵ھ کو جمعہ کے دن ہوئی۔ آپ کی خلافت کا زمانہ بارہ دن کم بارہ سال ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کی شہادت ۳۶ھ میں ہوئی۔ یعنی ۱۸رذی الحجہ ۳۶ھ۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایام تشریق میں شہید کیے گئے۔ آپ کی عمر بیاسی سال تھی یہ بھی کہا گیا ہے کہ اٹھاسی سال تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ نوے سال تھی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ پچھتر سال تھی اور یہ بھی کہا گیا کہ چھیاسی سال تھی۔

آپ کا مدفن اور نماز جنازہ کا بیان

کہا گیا ہے کہ حضرت عثمانؓ تین دن تک دفن نہ کیے گئے۔ بعد ازاں حکیم بن حزام القرشی اور جبیر بن مطعم نے حضرت علیؓ سے گفتگو کی کہ ان کے دفن کی اجازت دی جائے۔ حضرت علیؓ نے اجازت دے دی۔ جب باغیوں نے سنا تو انہوں نے روکنے کا ارادہ کیا اور پتھر لے کر راستہ میں بیٹھ گئے۔ آپ کے خاندان کے چند آدمی اور ان کے ساتھ زبیر، حسن، ابوجہم بن حذیفہ اور مروان شامل تھے۔ مغرب اور عشا کے درمیان جنازہ لے کر چلے اور مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ حش کوکب۱۲ میں پہنچے یہ باغ البقیع سے باہر ہے۔ وہاں پر جبیر ابن مطعم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حکیم بن حزام نے نماز پڑھائی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ مروان نے پڑھائی۔ بعض انصار آئے تاکہ آپ کی نماز جنازہ پڑھانے سے روکیں مگر فتنہ کے خوف سے چھوڑ گئے۔ حضرت علیؓ نے ان لوگوں کو بلوایا جو راستہ میں جنازہ پر پتھراؤ کرنے کے ارادے سے بیٹھے تھے۔ ان کو روک دیا اور وہ حش کوکب میں دفن کیے گئے۔

جب معاویہ ابن ابی سفیان کا دور حکومت آیا تو آپ نے اس کی دیوار گرا کر حش کوکب کو بقیع میں شامل کر دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اپنے مردے یہاں دفن کریں۔ یہاں تک کہ وہ قبریں مسلمانوں کی قبروں سے مل گئیں۔ یہ بھی قول ہے کہ آپ بقیع میں اس جگہ دفن کیے گئے جو حش کوکب کے قریب ہے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ کے جنازہ میں حضرت علیؓ، طلحہ، زید ابن ثابت، کعب ابن مالک اور بہت سے لوگ شامل تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کو غسل نہیں دیا گیا اور اپنے کپڑوں میں دفن کیا گیا۔

حضرت عثمانؓ کی سیرت کا ذکر

حسن بصری نے کہا کہ میں مسجد میں داخل ہوا وہاں حضرت عثمانؓ اپنی چادر سے تکیہ لگائے

Marfat.com

ہوئے تھے۔ دو سقے آئے اور ان سے فیصلہ چاہا۔ آپ نے فیصلہ کر دیا۔ شعبی نے یہ کہا ہے کہ حضرت عمرؓ ابن الخطاب کی وفات اس وقت تک نہیں ہوئی جب تک قریش ان سے ملول نہیں ہوئے۔ آپ نے ان کو صرف مدینہ میں رکھا تھا اور یہ کہا تھا کہ مختلف شہروں میں تمہارے منتشر ہو جانے سے اس امت میں تفرقہ پڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ اگر ان میں سے کوئی شخص آ کر جہاد کہ اجازت چاہتا تھا تو آپ کہہ دیا کرتے تھے کہ تم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں غزوات میں شریک ہو چکے ہو ان جنگوں میں تم کو کیا ملے گا۔ اور آج کی لڑائیوں سے بہتر ہے کہ تم دنیا کو نہ دیکھو اور نہ وہ تمہیں دیکھے۔ یہ سلوک صرف مہاجرین قریش کے ساتھ تھا اور مکہ کے دوسرے لوگوں کے ساتھ نہ تھا۔

جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو ان کو باہر جانے کی اجازت دے دی وہ مختلف مقامات میں چلے گئے اور لوگ ان سے ملے اس وجہ سے وہ (یعنی حضرت عثمانؓ) لوگوں کی نگاہوں میں حضرت عمرؓ سے زیادہ محبوب تھے۔ کہا گیا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت کے دوران ہر سال حج کیا۔ جس طرح حضرت عمرؓ، رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کے ساتھ حج کیا کرتے تھے، آپ بھی کرتے تھے۔ انہوں نے ہر شہر کی طرف یہ لکھ دیا تھا کہ ہر عامل حج کے موقع پر ان کے پاس آئے۔ اور جن لوگوں کو ان سے شکایت ہو، وہ بھی آئیں۔ اور یہ کہ وہ نیک کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں۔ اور وہ زبردست کے مقابلہ میں کمزور کا ساتھ دیتے تھے جب تک ان پر ظلم کیا جاتا تھا۔

جن کاموں سے روکا گیا ہے ان میں سے مدینہ میں جو کام شروع ہوا وہ کبوتروں کا اڑانا تھا اور جلاہقہ (ایک قسم کی کمان) سے نشانہ بازی تھی۔ حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت کے آٹھویں سال میں بنی لیث کے ایک شخص کو عامل مقرر کیا۔ اس نے کبوتروں کے پر کاٹ دیئے اور جلاہقات توڑ ڈالے۔

کہا گیا ہے کہ ایک شخص نے سعید بن مسیّب سے محمد بن ابی حذیفہ کے بارے میں یہ دریافت کیا کہ اس نے حضرت عثمانؓ کے خلاف بغاوت کیوں کی۔ سعید نے جواب دیا کہ وہ یتیم تھا جس نے حضرت عثمانؓ کے گھر پرورش پائی اور ان کے خاندان کے جتنے یتیم تھے ان کی نگرانی میں تھے۔ وہ سب کا خرچ برداشت کرتے تھے۔ ابن ابی حذیفہ نے آپ سے ملازمت کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا اے بیٹے! اگر مجھے اختیار ہوتا تو میں تمہارا تقرر کر دیتا۔ اس نے کہا اچھا! مجھے سفر کی اجازت دیجیے تا کہ میں اپنا رزق تلاش کروں۔

Marfat.com

آپ نے فرمایا اچھا! جہاں چاہو چلے جاؤ اور اپنے پاس سے اس کے سامان سفر کا انتظام کر دیا اور اس کو رقم بھی دی۔ جب وہ مصر پہنچا تو چونکہ اس کو حکومت نہیں دی تھی اس نے باغیوں کی مدد کی۔

کہا گیا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر کی مخالفت کی وجہ یہ تھی کہ عمار اور عباس ابن عتبہ ابن ابی لہب میں تلخ کلامی ہوئی۔ حضرت عثمانؓ نے دونوں کو مارا۔ اس کی وجہ سے دونوں کے خاندان والے ہمیشہ کے لئے دشمن ہو گئے۔ اور انہوں نے ایک دوسرے پر تہمت لگائی تھی۔

کہا گیا ہے کہ سالم ابن عبد اللہ سے محمد ابن ابی بکر کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ حضرت عثمانؓ کا مخالف کیوں ہوا۔ سالم نے کہا غصہ اور لالچ۔ اسلام میں اس کا ایک خاص مقام تھا۔ لوگوں نے اس کو دھوکے میں ڈال دیا۔ اور اس کے دل میں لالچ پیدا ہوئی۔ اس میں بیباکی بھی تھی اور ان کے ذمہ قرض تھا۔ حضرت عثمانؓ نے سختی کی، جس سے اس کی ناراضگی بڑھ گئی۔ اس کا نام محمد (ستودہ صفات) تھا مگر اپنے اعمال کی بدولت مذمم (ناستودہ) ہو گیا۔

کہا گیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت عباس بن عبد المطلب کی توہین کی، اس کو حضرت عثمانؓ نے زدوکوب کیا۔ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے چچا کی تعظیم کریں اور میں ان کی توہین کی اجازت دے دوں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اور جس نے ایسا کیا یا اس کو اچھا سمجھا وہ رسول اللہ ﷺ کا مخالف ہے۔

کہا گیا ہے کہ کعب بن ذی الحبکۃ النہدی ایک شعبدہ باز تھا۔ حضرت عثمانؓ کو اس کی اطلاع ملی تو ولید کو لکھا کہ اس کو زدوکوب کرے۔ ولید نے کعب کی تعزیر کی اور لوگوں کو اس کے متعلق آگاہ کیا۔ اور ان کو حضرت عثمانؓ کا خط پڑھ کر سنایا۔ اس میں تحریر تھا کہ یہ معاملہ سنجیدہ ہے تم بھی سنجیدگی اختیار کرو۔ اور ہنسی مذاق سے بچو۔ کعب کو غصہ آ گیا اور وہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے حضرت عثمانؓ کے خلاف بغاوت کی تھی۔ اس کو دنباوند کی طرف بھیج دیا۔ اس نے ولید سے اس کے بارے میں یہ کہا ہے۔

[میری عمر کی قسم! اگر تو مجھے اس طرف جلا وطن کرتا جس کو میں چاہتا ہوں تو میری کوتاہی کے لئے راستہ ہوتا۔ اے اروی کے بیٹے! تو نے مجھے واپس بلانا چاہا اور میری واپسی ہمیشہ حق کی طرف ہے اور میں اس کو فریب سمجھتا ہوں۔ شہروں شہروں میں میرا سفر کرنا اور ظلم سہنا اور گالیاں کھانا اللہ کی ذات کے لئے بہت کم ہے اور اگر وہ مجھے ہر روز

Marfat.com

بلائے اور ہر رات کو بلائے۔ تجھ پر دنباوند میں رہنا لازم ہے وہ قیام بہت طویل ہے۔]

راوی نے ضابی بن حارث برجمی کے بارے میں بیان کیا کہ اس نے ولید بن عقبہ کے زمانے میں انصار سے ایک کتا مستعار لیا جس کا نام قرحان تھا وہ اس سے ہرنوں کا شکار کیا کرتا تھا۔ انصار نے اس سے زبردستی واپس لے لیا تو اس نے ان کی ہجو میں یہ اشعار پڑھے۔

[قرحان کا حادثہ میرے لئے ایک مصیبت کا پیش خیمہ ہے۔ اس کی قوت زائل ہو رہی ہے اور وہ بہت خستہ ہے وہ رات کو کھانے سے پیٹ بھر کے سوئے گویا ان کے خیمے مرزبان کا گھر ہیں جوان کا سربراہ ہے۔ تم اپنے کتے کو نہ چھوڑو، کیونکہ وہ تمہاری ماں ہے۔ اور ماؤں کی نافرمانی بڑا گناہ ہے۔]

انہوں نے حضرت عثمانؓ سے شکایت کی انہوں نے اس کو سزا دی اور قید میں ڈال دیا۔ وہ قید خانہ میں ہی مر گیا۔ اپنی دیدہ دلیری کے متعلق اپنے ساتھیوں کو معذرت پیش کرتے ہوئے لکھا ہے۔

[میں نے ارادہ کیا تھا مگر میں پورا نہ کرسکا۔ قریب تھا کہ میں عثمان کو اس حالت میں چھوڑتا کہ اس کی بیویاں اس کو روتیں۔ یہ کہنے والی کہ ضابی قید خانہ میں مر گیا۔ آگاہ ہو جاؤ! یہ اس کے لئے ہے جس کا دشمن اس کا مقابلہ نہ کرسکا۔]

اس وجہ سے ضابی کا بیٹا عمیر سبائی ہو گیا۔

راوی نے کہا کہ کمیل ابن زیاد اور عمیر ابن ضابی دونوں حضرت عثمانؓ کو قتل کرنے کے لئے مدینہ گئے۔ عمیر اس ارادے سے باز رہا البتہ کمیل نے دلیری دکھائی۔ حضرت عثمانؓ نے بہ طور حفظ ماتقدم اس پر حملہ کیا۔ مگر منہ کے بجائے اس کے چوتڑ پر چوٹ لگی تو کمیل نے کہا کہ امیر المومنین! آپ نے مجھے ایذا پہنچائی ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تو مجھے قتل کرنے والا نہیں ہے؟ اس نے کہا اللہ کی قسم! نہیں۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے کہا تو مجھ سے بدلہ لے لے اور یہ تیرا حق ہے۔ اس نے معاف کر دیا۔ وہ حجاج کے زمانے تک زندہ رہا۔ اس نے ان دونوں کو قتل کر دیا۔ ان شاء اللہ اس کا ذکر اپنے موقع پر آئے گا۔

کہا گیا ہے کہ طلحہ ابن عبید اللہ کے ذمہ حضرت عثمانؓ کا پچاس ہزار کا مطالبہ تھا۔ طلحہ نے ایک دن کہا کہ آپ کا مال تیار ہے لے لیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے مردانگی کے صلہ میں یہ تمہاری اعانت ہے۔

کہا گیا ہے کہ جب حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کیا گیا تو حضرت علیؓ نے طلحہ سے کہا کہ میں

Marfat.com

تمہیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں کہ تم ان لوگوں کو حضرت عثمانؓ کے پاس سے لوٹا دو۔ طلحہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! ہرگز نہیں۔ یہاں تک کہ بنوامیہ اپنی جانوں سے حق ادا کر دیں۔

حضرت عثمانؓ کا لقب ذوالنورین اس وجہ سے تھا کہ نبی ﷺ کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے آپ کے حبالۂ عقد میں آئیں۔

اصمعی نے کہا کہ عبد اللہ ابن عامر نے قطن ابن عبد عوف کو کرمان کا عامل مقرر کیا۔ مسلمانوں کا ایک لشکر روانہ ہوا، مگر ایک وادی میں سیلاب کی وجہ سے عبور ناممکن تھا۔ قطن کو یہ اندیشہ ہوا کہ موقع ہاتھ سے نکال جائے گا اس لئے کہا کہ جو شخص عبور کرے گا اس کو ایک ہزار درہم دئے جائیں گے۔ انہوں نے اپنی جانوں پر کھیل کر اس کو عبور کیا۔ وہ چار ہزار آدمی تھے۔ قطن نے ان سب کو چالیس لاکھ درہم دئے۔ ابن عامر نے اس رقم کے دینے سے انکار کیا اور حضرت عثمانؓ کو لکھا۔ حضرت عثمان نے جواب میں لکھا کہ میں سمجھتا ہوں کہ قطن نے اللہ کے راستے میں اعانت کی ہے۔ وادی کو عبور کرنے کی وجہ سے انعام کو جائزہ کہتے ہیں۔

حسان بن زید نے کہا میں نے حضرت علیؓ کو خطبہ کے دوران بلند آواز سے کہتے ہوئے سنا ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علیٰ سرر متقابلین ۔۱۳؎ [اور نکال ڈالی ہم نے جو ان کے دلوں میں خفگی تھی، بھائی بھائی ہو گئے، تختوں پر بیٹھے، آمنے سامنے۔]

ابوحُمید الساعدی نے کہا کہ وہ جانتے تھے کہ وہ حضرت عثمانؓ سے پہلو بچاتے تھے مگر جب حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ ہم ان کا قتل نہیں چاہتے تھے۔ اے اللہ! تیری مہربانی ہوگی کہ میں ایسا ایسا کام نہ کروں اور جب تک تجھ سے نہ ملوں نہ ہنسوں۔

حضرت عثمانؓ کے نسب اوصاف اور کنیت کا بیان

آپ کا نسب عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ہے

آپ کی والدہ اروئی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں۔ اروئی کی والدہ یعنی آپ کی نانی ام حکیم بنت عبد المطلب تھیں۔

جہاں تک آپ کے حلیہ کا تعلق ہے نہ آپ دراز قامت تھے نہ پست قد۔ چہرہ خوش نما تھا۔

Marfat.com

البتہ چیچک کے کچھ داغ تھے۔ داڑھی بڑی اور گھنی تھی۔ رنگ گندمی تھا۔ آپ کی ہڈیاں گوشت سے بھری ہوئی تھیں۔ دونوں کندھوں کے درمیاں کا حصہ بہت بڑا تھا۔ سر پر بال بہت تھے۔ ٹانگوں کے درمیاں فاصلہ زیادہ تھا۔

آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہ کے بطن سے یہ عبداللہ پیدا ہوئے تھے۔ یہ چھ سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ ایک مرغ نے عبداللہ کی آنکھ میں ٹھونگ ماردی تھی اس سے بیمار ہوکر جمادی الاولیٰ کے مہینے میں وفات پائی ہجرت کا چوتھا سال تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کی کنیت ابوعمرو تھی۔

حضرت عثمانؓ کے اسلام لانے اور ہجرت کا زمانہ

کہا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دارالارقم میں خانہ نشین ہونے سے پہلے آپ اسلام لائے تھے اور جن لوگوں نے حبشہ کو ہجرت کی تھی آپ دونوں مرتبہ ان کے ساتھ تھے۔ اور آپ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادی آپ کی زوجہ رقیہ تھیں۔

حضرت عثمانؓ کی ازواج واولاد

حضرت عثمانؓ نے رسول اللہ ﷺ کی دو بیٹیوں ☆ حضرت رقیہ اور ☆ حضرت ام کلثوم سے رشتہ ازدواج قائم کیا۔ حضرت رقیہ کے بطن سے ایک صاحبزادے عبداللہ تولد ہوئے۔ ☆ فاختہ بنت غزوان کے بطن سے عبداللہ الاصغر تولد ہوئے جو وفات پا گئے۔ ☆ ام عمرو بنت جندب بن عمرو بن حممہ الدوسیہ سے عقد کیا۔ ان کے بطن سے عمرو، خالد، ابان، عمر اور مریم تولد ہوئے۔ ☆ فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ مخزومیہ سے شادی کی اس کے بطن سے ولید، سعید، ام سعید تولد ہوئے۔ ☆ ام البنین بنت عُیینة بن حصن الفزاریہ سے عقد کیا۔ ان کے بطن سے عبدالملک تولد ہوا جو وفات پا گیا۔ ☆ رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ سے شادی کی ان کے بطن سے عائشہ، ام ابان اور ام عمرو تولد ہوئیں۔ ☆ نائلہ بنت الفرافصہ کلبیہ سے عقد کیا ان کے بطن سے مریم بنت عثمان تولد ہوئیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ نائلہ کے بطن سے عنبسہ اور اس کی بہن ام البنین تھیں۔ اس کا عقد عبداللہ بن یزید بن ابی سفیان سے ہوا تھا۔

Marfat.com

جب حضرت شہید ہوئے تو اس وقت آپ کے عقد میں (۱) رملہ بنت شیبہ (۲) نائلہ (۳) ام البنین بنت عیینہ (۴) فاختہ بنت غزوان تھیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب آپ محصور تھے اس وقت ام البنین کو طلاق دے دی۔ زمانۂ جاہلیت و اسلام میں آپ کی ازواج اور اولاد کی یہ تفصیل تھی۔

اس سال آپ کے عمال کے نام

اس سن میں آپ کے عمال یہ تھے ☆ مکہ میں عبد اللہ بن حضرمی ☆ طائف میں قاسم بن ربیعہ ثقفی ☆ صنعا میں یعلی بن منیہ ☆ جند میں عبد اللہ بن ربیعہ ☆ بصرہ میں عبد اللہ بن عامر۔ جب وہ وہاں سے نکل آیا تو حضرت عثمانؓ نے کسی کو مقرر نہیں کیا۔ ☆ شام میں معاویہ بن ابی سفیان۔ معاویہ کی جانب سے حمص میں عبد الرحمٰن بن خالد بن ولید ☆ قنسرین میں حبیب بن مسلمہ فہری ☆ اردن میں ابو الاعور سلمی ☆ فلسطین میں علقمہ بن حکیم کنانی ☆ بحر پر عبد اللہ بن قیس فزاری۔

بہ قول بعض قاضی ابو الدرداء تھے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے پہلے ان کی وفات ہو گئی تھی۔

کوفہ میں حضرت عثمانؓ کے عامل ابو موسیٰ نماز پڑھانے پر مامور تھے۔ سواد کے علاقہ کا خراج وصول کرنے پر جابر بن فلاں مزنی تھا۔ جو مسناۃ سے کوفہ تک کا خراج وصول کرتا تھا اور سماک انصاری (باقی عارق کا) خراج وصول کرتا تھا۔

سپہ سالار قعقاع ابن عمرو تھا۔

قرقیسیا کے عامل جریر بن عبد اللہ ☆ آذربیجان میں اشعث بن قیس کندی ☆ حلوان میں عتیبہ بن نہاس ☆ ماہ میں مالک بن حبیب ☆ ہمدان میں النسیر ☆ رے میں سعید بن قیس ☆ اصفہان میں سائب بن اقرع ☆ ماسبذان میں خُنیس۔

بیت المال کا مہتمم عقبہ بن عامر تھا اور حضرت عثمانؓ کے قاضی حضرت زید بن ثابت تھے۔

محاصرۂ عثمانؓ کے زمانہ میں نماز کی امامت

کہا گیا ہے کہ جس دن حضرت عثمانؓ کو نماز پڑھانے سے روک دیا گیا، تو سعد القرظ جو

Marfat.com

موذن تھے حضرت علیؓ کے پاس گئے اور کہا کہ لوگوں کو نماز کون پڑھائے گا؟ آپ نے کہا کہ خالد بن زید کو بلاؤ۔ انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ وہ پہلا دن تھا جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ ابوایوب انصاری کا نام خالد بن زید ہے۔ انہوں نے کئی دن نماز پڑھائی۔ اس کے بعد حضرت علیؓ نے نماز پڑھائی۔ مگر یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت علیؓ نے سہل بن حُنیف کو حکم دیا اور انہوں نے پہلی ذی الحجہ سے عید تک نماز پڑھائی۔ پھر حضرت علیؓ نے عید کی نماز پڑھائی اور وہی حضرت عثمانؓ کی شہادت تک نماز پڑھاتے رہے۔ دوسری روایات حضرت عثمانؓ کی شہادت کے موقع پر بیان کی جا چکی ہیں۔

حضرت عثمانؓ کے بارے میں لکھے گئے اشعار

حسان بن ثابت انصاری نے کہا ہے۔

[کیا تم نے سرحدوں پر جنگ ترک کر دی ہے۔

جو محمد ﷺ کی قبر کے پاس ہم سے جنگ کرتے ہو۔

یہ بہت برا راستہ ہے جو مسلمانوں میں تم نے نکالا ہے۔

یہ بہت برا کام ہے جو ان بدکاروں سے سرزد ہوا۔

اگر تم آؤ تو ہم تمہارے سرداروں کی ضیافت کریں۔

مدینہ کے چاروں طرف ہر زم چیز سے جو رنج کو دور کر دے۔

اگر تم واپس چلے جاؤ تو یہ سفر جو تم نے کیا ہے بہت برا ہے۔

اور یہ تمہارے امیر کے حکم کی طرح جس نے رہنمائی نہیں کی۔

نبی ﷺ کے صحابہ اس شام کو۔

قربانی کے جانور تھے جو مسجد کے دروازے پر ذبح کئے جا رہے تھے۔

میں ابو عمرو[14] کے لئے اس کی بہترین آزمائش پر روتا ہوں۔

اب وہ بقیع الغرقد میں استراحت فرما رہا ہے۔]

آپ نے یہ بھی فرمایا ہے

[آج ابن اروی[15] کا مکان خالی ہے۔

Marfat.com

ایک دروازہ گرا ہوا دوسرا جلا ہوا تباہ ہے۔

کبھی اس گھر میں نیکی تلاش کرنے والا اپنی مراد کو پہنچتا تھا۔

اس میں خدا کا ذکر اور اچھے کارناموں کا بیان ہوتا تھا۔

اے لوگو! اپنی حقیقت کو ظاہر کرو۔

اللہ کے نزدیک جھوٹ سچ کے مساوی نہیں ہوتا۔

تم انسانوں کے بادشاہ کا حق ادا کرنے کھڑے ہو جاؤ اور اعتراف کرو۔

ایک گروہ کی غارت گری کا جس کے پیچھے دوسرا گروہ ہے۔

ان میں حبیب [16] ہے اور موت کا ٹوٹنے والا ستارہ ان کے آگے ہے۔

اس کے سینے پر بکتر ہے اور اس کے چہرے سے غصہ ٹپکتا ہے۔]

حسان کی تیسری نظم یہ ہے۔

[جو شخص خالص اور بے میل موت سے خوش ہوتا ہے

اس کو چاہیے کہ عثمانؓ کے گھر میں شیروں کے رہنے کی جگہ آئے

مصیبت زدہ لوگوں کو گھرا ہوا دیکھ کر ڈرنے والے۔ دگنا کر دیا ہے۔

قبل اس کے کہ اونٹ کی محمل کسنے والوں نے تلوار سے اپنے جسموں کو سجایا ہے۔

اے لوگو! صبر کرو۔ میری ماں اور جس کو اس نے جنا تم پر قربان

ناگوار حالات میں صبر نفع دیتا ہے۔

ہم اہل شام سے رضامند ہو گئے کہ وہ ہمارے ہم جنس ہیں۔

ان کے امیر سے بھی، جیسے ہمیں بھائیوں کے بدلے بھائی مل گئے۔

غائب یا حاضر، میں ان ہی کے ساتھ ہوں

جب تک میں زندہ ہوں اور جب تک مجھے حسان پکارا جاتا ہے۔

تم بہت جلد ان کے علاقوں میں انتقام کے نعرے سنو گے۔ [17]

اللہ اکبر! عثمان کا بدلہ لیا جائے گا۔

وہ خورشید کی تابانی میں سجدے کرتا تھا۔

Marfat.com

اور رات تسبیح و تلاوت میں گزارتا تھا۔]

ابو عمر بن عبدالبر نے کہا کہ ان مذکورہ بالا اشعار میں اہل شام نے اضافہ بھی کر دیا ہے۔ [18]

میرا خیال ہے کہ اس شعر کے ذکر کی کوئی وجہ نہیں جس میں حضرت علیؓ کی طرف اشارہ ہے۔

یا لیت شعری ولیت الطیر تخبرنی

ما کان بین علی و ابن عفانا

[اے کاش! میں جان لیتا۔ اے کاش پرندہ مجھے خبر دیتا کہ علیؓ اور ابن عفان کے درمیان کیا

معاملہ تھا۔]

ولید بن عقبہ بن ابی معیط نے اپنے بھائی عمارا کو اکساتے ہوئے لکھا،

[آگاہ ہو جاؤ کہ تین آدمیوں [19] کے بعد سب سے بہتر انسان وہ ہے جس کو مصر سے آئے

تجیبی نے قتل کیا۔

اگر میرا گمان اپنی ماں کے بیٹے کے بارے میں سچا ہے۔

عمارہ کو انتقام کے لئے طلب نہ کیا جائے نہ اس سے کمان کا چلہ مانگا جائے۔

وہ رات اس حال میں گزارتا ہے کہ عثمانؓ کی کمانوں کے چلّے اس کے پاس ہیں۔

وہ خورنق [20] اور قصر کے درمیان خیمہ ڈالے ہوئے ہے۔]

فضل بن عباس نے اس کو جواب دیا

[کیا تو قصاص طلب کرتا ہے، نہ تو اس سے ہے نہ اس کے لئے ہے۔

ابن ذکوان صفوری کا عمرو سے کیا تعلق۔

جس طرح گدھے کی بیٹی اپنی ماں کے قریب رہتی ہے۔

اور اپنے باپ کو بھول جاتی ہے جب اہل فخر کے مقابلہ میں آتی ہے۔

آگاہ ہو جاؤ! کہ تینوں آدمیوں کے بعد بہترین آدمی

جاننے والوں کے نزدیک نبی کے وصی [21] ہیں

جس نے اپنے نبی کے ساتھ سب سے پہلے نماز پڑھی۔

اور جس نے بدر کے قریب گمراہ لوگوں پر سنگ باری کی۔

Marfat.com

اگر تمہارے چچازاد کا ظلم انصار دیکھ لیتے

تو تمہارا گمان یہ ہے کہ وہ مدد کو آجاتے ؟

یہی عیب کافی ہے کہ اس کے قتل کا اشارہ کردیں۔

مصر سے آنے والے لشکروں کو سونپ دیں۔]

ان اشعار میں ابن ذکوان سے مراد ہے ولید بن عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو۔ اس کا نام ذکوان بن امیہ بن عبد شمس ہے۔ مگر علمائے انساب کا ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ ذکوان، امیہ کا مولیٰ تھا۔ اس نے اس کو منہ بولا بیٹا بنالیا تھا اور اس کی کنیت ابوعمرو رکھی تھی۔ مطلب یہ تھا کہ تو مولیٰ ہے۔ بنی امیہ میں سے نہیں ہے۔ یہاں تک کہ تو ان لوگوں میں شریک نہ ہو جو عثمانؓ کا قصاص طلب کریں گے۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد دوسرے شعراء نے بھی نظمیں لکھی تھیں۔ ان میں مدح سرائی بھی تھی اور ہجویہ بھی تھیں۔ گریہ و بکا کا بھی اظہار تھا۔ اور مسرت بھی ظاہر کی گئی تھی۔ مداحین میں حسان اور کعب ابن مالک تھے جیسا کہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے۔ اور دوسرے گروہ میں دیگر شعرا تھے۔

امیر المومنین علیؓ بن ابی طالب کی بیعت

اس سال امیر المومنین علیؓ بن ابی طالب کی بیعت کی گئی۔ انعقاد بیعت کے متعلق اختلافات ہیں۔ جب حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے تو رسول اللہ ﷺ کے جملہ مہاجرین و انصار صحابہ بشمول حضرت طلحہ و زبیر جمع ہوئے اور حضرت علیؓ سے کہا کہ یہ ضروری ہے کہ لوگوں کا کوئی امام ہو۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ تم پر حکمرانی کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ جس کو تم پسند کرو گے میں بھی اس سے راضی ہو جاؤں گا۔ وہ لوگ وہاں سے باہر گئے۔ اور دوبارہ واپس آئے اور ان سے کہا کہ ہم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جو آپ سے زیادہ اس منصب کا اہل ہو۔ آپ نے کہا کہ ایسا نہ کرو میں بہ نسبت امیر ہونے کے وزیر اچھا رہوں گا۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! ہم ہرگز ایسا نہ کریں گے۔ بلکہ آپ کی بیعت کریں گے۔ آپ نے کہا تو مسجد میں (بیعت ہونی چاہیے) میری بیعت خفیہ نہ کی جائے۔ اور مسجد کے علاوہ کہیں اور نہ ہو۔ وہ اس وقت اپنے گھر میں تھے۔ یہ بھی روایت ہے کہ وہ بنی عمرو بن مبذول کے احاطہ میں تھے۔ وہاں سے مسجد گئے وہ تہمد باندھے ہوئے تھے۔ ان کے دونوں جوتے ان کے ہاتھ میں

Marfat.com

تھے، کمان پر تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ لوگوں نے ان کی بیعت کی، سب سے پہلے جس شخص نے بیعت کی وہ (حضرت) طلحہ بن عبید اللہ تھے۔ حبیب بن ذوئب نے ان کو دیکھا تو انہوں نے کہا کہ اللہ کے لئے بیعت کرنے والوں میں پہلا آدمی ہوں اور وہ ہاتھ سوکھ جائے جو اس معاملہ کو پورا نہ کرے۔ حضرت زبیر نے بھی بیعت کی۔ حضرت علیؓ نے ان سے کہا کیا تم یہ چاہتے تھے کہ تم میری بیعت کرو یا میں تمہاری بیعت کرتا ہوں۔ ان دونوں نے کہا کہ ہم آپ ہی کی بیعت کرتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ اپنی جانوں کے خوف سے ہم نے بیعت کی ہے اور ہم یہ جانتے تھے کہ وہ ہماری بیعت نہیں کریں گے۔

وہ دونوں حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد مکہ چلے گئے۔ لوگوں نے حضرت علیؓ کی بیعت کرلی۔ لوگ سعد بن وقاص کو لائے ان سے حضرت علیؓ نے کہا کہ بیعت کرلو۔ انہوں نے کہا کہ جب تک سب لوگ بیعت نہ کریں گے میں نہیں کروں گا۔ اور تمہیں میری طرف سے کوئی خوف نہ ہونا چاہیے۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ ان کا راستہ چھوڑ دو۔ حضرت ابن عمر کو بھی لائے تو ان سے کہا کہ بیعت کرلو۔ انہوں نے کہا کہ جب تک سب لوگ بیعت نہ کریں گے میں نہیں کروں گا۔ تو انہوں نے کہا کہ ضامن پیش کرو۔ انہوں نے جواب دیا کوئی ضامن نہیں ہے۔ اشتر نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں اس کی گردن ماردوں۔ حضرت علیؓ نے کہا "ان کو چھوڑ دو میں ان کا ضامن ہوں۔ تو جانتا ہی نہیں ہر چھوٹے بڑے کے ساتھ برابر برتاؤ کرتا ہے۔"

انصار نے عموماً بیعت کی، صرف چند افراد مثلاً حسان بن ثابت، کعب بن مالک، مسلمہ بن مخلد، ابوسعید خدری، محمد بن مسلمہ، نعمان بن بشیر، زید بن ثابت، رافع بن خدیج، فضالہ بن عبید، کعب بن عجرہ۔ یہ لوگ عثمانی (یعنی حضرت عثمانؓ کے گروہ کے) تھے۔ حسان شاعر تھے۔ اس لئے وہ کیا کرتے تھے کوئی پرواہ نہ تھی۔ زید بن ثابت کو حضرت عثمانؓ نے دیوان اور بیت المال کا والی مقرر کیا تھا۔ جب حضرت عثمان محصور ہو گئے تھے تو زید نے کہا تھا اے گروہ انصار دوسری مرتبہ بھی خدا کے انصار ہو جاؤ۔ ابوایوب نے ان سے کہا کہ تم ان کی مدد اس لئے کر رہے ہو کہ انہوں نے تمہیں بہت سے غلام بخش دیئے ہیں۔ کعب بن مالک کو مزینہ سے صدقات وصول کرنے پر مقرر کیا تھا اور جو کچھ ان سے وصول ہوتا تھا وہ ان ہی کے پاس چھوڑ دیا جاتا تھا۔ ان کے علاوہ عبداللہ بن سلام، صہیب بن سنان، سلمہ بن

Marfat.com

سلامہ بن وقش، اسامہ بن زید، قدامہ بن مظعون مغیرہ بن شعبہ نے بھی بیعت نہیں کی تھی۔

نعمان بن بشیر نے حضرت عثمانؓ کی زوجہ نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیاں اور حضرت عثمان کی وہ قمیص جس میں وہ شہید ہوئے تھے، حاصل کی اور بھاگ کر شام پہنچے۔ امیر معاویہ نے اس قمیص کو اور حضرت نائلہ کی انگلیوں کو مسجد میں لٹکا دیا تھا۔ جب اہل شام نے دیکھا ان کا غصہ بڑھ گیا اور جب یہ محسوس کیا گیا کہ اس کی وجہ سے فتور پڑ جائے گا تو اس کو اٹھا لیا گیا اور عمرو بن العاص نے دوبارہ منبر پر رکھ دیا۔

کہا گیا ہے کہ طلحہ اور زبیر نے حضرت علیؓ کی جبریہ بیعت کی تھی۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ زبیر نے بیعت کی ہی نہیں تھی۔ نہ صہیب نے نہ سلمہ بن سلامہ بن وقش نے نہ اسامہ بن زید نے۔

جو لوگ طلحہ و زبیر کی جبریہ بیعت کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں حضرت عثمان قتل کر دیئے گئے تو پانچ دن تک مدینہ منورہ پر غافقی بن حرب کی حکومت تھی۔ قاتلین اس جستجو میں تھے کہ ان کو وہ شخص مل جائے جو بار خلافت سنبھال لے۔ ان کو حضرت طلحہ ملے انہوں نے بھی بار خلافت سنبھالنے سے انکار کیا۔ وہ سعد اور زبیر سے بھی پہلے مدینہ سے باہر چلے گئے۔ قاتلین نے یہ بھی دیکھا کہ بنی امیہ بھی باہر چلے گئے ہیں۔ سعید، ولید اور مروان مکہ چلے گئے۔ کچھ لوگ ان کے بعد آئے۔

مصر کے لوگ حضرت علیؓ کے پاس آئے مگر وہ اس کو قبول کرنے کے لئے آمادہ نہ تھے۔ کوفہ والے زبیر کے پاس آئے وہ بھی آمادہ نہ ہوئے۔ باغی حضرت عثمانؓ کی شہادت پر تو متفق تھے مگر نئے خلیفہ کے بارے میں متفق نہیں تھے۔ اب انہوں نے حضرت سعد بن وقاص کے پاس قاصد بھیجا مگر انہوں نے یہ کہا کہ جہاں تک میرا اور ابن عمر کا تعلق ہے تو ہم دونوں شروع ہی سے خلافت کے خواہاں نہیں ہیں۔

(جب نمایاں صحابہ نے خلافت سے انکار کر دیا تو باغیوں نے) ایک دوسرے سے کہا کہ اگر یہ لوگ اپنے شہروں کی طرف واپس چلے گئے تو لوگوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا اور امت میں فساد پھیل جائے گا۔ لہٰذا اہل مدینہ کو ایک جگہ جمع کیا اور ان سے کہا کہ۔

''اے اہل مدینہ! تم اصحاب شوریٰ ہو اور تم امامت کو سمجھتے ہو اور تمہارا حکم اپنی امت پر جائز ہے۔ تم اس امر پر غور کرو اور ہم تمہاری پیروی کریں گے اور ہم تم کو ایک دن کی مہلت دیتے ہیں۔ اگر اس اثناء میں تم نے کسی کو امر خلافت تفویض نہیں کیا تو ہم علیؓ، طلحہ، زبیر اور بہت سے لوگوں کو قتل کر دیں گے۔''

Marfat.com

لوگ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اسلام پر کتنا نازک وقت آپڑا ہے اور ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا میرے علاوہ کسی اور کو خلیفہ بنالو کیونکہ روز بروز ایسے واقعات پیش آرہے ہیں جن میں نہ دل ثابت قدم رہ سکتے ہیں نہ عقلیں درست رہ سکتی ہیں۔ اہل مدینہ نے کہا ہم آپ کو خدا کی قسم دلاتے ہیں کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس حالت میں ہیں۔ کیا آپ اللہ سے نہیں ڈرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں جواب دے چکا ہوں۔ یہ سمجھ لو کہ اگر میں قبول کرلوں تو جان بوجھ کر تمہارے ساتھ مبتلا ہو جاؤں۔ اگر تم مجھے تنہا چھوڑ دو گے تو میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں۔ یاد رکھو تم جس کو منصب خلافت پر فائز کرو گے میں سب سے زیادہ اس کا مطیع وفرماں بردار ہوں گا۔

اہل مدینہ یہ بات سن کر وہاں سے چلے گئے۔ اور دوسرے دن پر فیصلہ موقوف رکھا۔ اس دن باہمی مشورہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ اگر طلحہ اور زبیر بھی ہمارے ساتھ شریک ہو جائیں تو معاملہ درست ہو جائے گا۔ اہل بصرہ نے حکیم بن جبلہ عبدی کو حضرت زبیر کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ وہ اختلاف سے پرہیز کریں۔ عبدی کے ساتھ جو لوگ تھے انہوں نے تلوار سے ڈرایا لہٰذا انہوں نے بیعت کرلی۔

ان لوگوں نے حضرت طلحہ کی طرف اشتر نخعی کو چند آدمیوں کے ساتھ بھیجا طلحہ نے کہا کہ مجھے مہلت دو کہ میں دیکھوں لوگ کیا کرتے ہیں۔ مگر باغیوں نے ان کو مہلت نہ دی۔ اور بالجبر اپنے ساتھ لائے۔ انہوں نے منبر پر چڑھ کر بیعت کی۔ زبیر یہ کہا کرتے تھے کہ میرے پاس عبدالقیس کے چوروں میں سے ایک چور آیا اور میں نے اس حالت میں بیعت کی کہ میری گردن پر تلوار تھی۔ جب حضرت علیؓ کی بیعت پر اہل مدینہ متفق ہو گئے تو مصری خوش ہو گئے مگر کوفی اور بصری اس بات سے ڈرے کہ وہ اہل مصر کے تابع ہوں گے۔ اس وجہ سے وہ طلحہ اور زبیر سے بہت زیادہ ناراض ہوئے۔ بیعت کے بعد دوسرے دن جمعہ تھا لوگ مسجد میں جمع ہوئے حضرت علیؓ تشریف لائے اور اس مجمع کے سامنے منبر پر چڑھ کر فرمایا:

> ''اے لوگو! امر خلافت تمہارے علاوہ کسی کا معاملہ نہیں ہے۔ اور اس کا وہی مستحق ہے جس کو تم منتخب کرو۔ کل ہم کچھ طے کرنے کے بعد ایک دوسرے سے جدا ہوئے تھے۔ میں اس ذمہ داری کو سنبھالنے سے ناخوش تھا۔ مگر تم لوگوں نے انکار کیا اور یہ چاہا کہ میں ہی اس امر خلافت کو سنبھالوں۔ آگاہ ہو جاؤ! کہ میری خلافت صرف اس حد تک ہے کہ تمہارے

Marfat.com

اموال کی کنجیاں میرے پاس ہیں۔ میں اس میں سے ایک درہم بھی نہیں لوں گا۔ اگر تم چاہو تو میں امر خلافت پر قائم رہوں ورنہ میں کسی کو مجبور نہیں کرنا چاہتا۔"

لوگوں نے کہا کہ جو معاملہ آپ سے طے کر کے ہم کل ایک دوسرے سے جدا ہوئے تھے۔ ہم اس پر قائم ہیں۔ آپ نے فرمایا اے اللہ! تو گواہ رہنا۔

حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کی بیعت

جب طلحہ کو بیعت کرنے کے لئے لائے تو انہوں نے کہا کہ میں جبریہ بیعت کر رہا ہوں۔ اور بیعت کر لی۔ ان کا ہاتھ لنجا تھا۔ ایک شخص جو انہیں گھور رہا تھا اس نے اسے بدشگونی سمجھا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کہ پہلے جو ہاتھ بیعت کے لئے آگے بڑھا ہے وہ لنجا ہے اس لئے یہ خلافت کامیاب نہیں ہوگی۔ بعدازاں زبیر کو بیعت کرنے کے لئے لایا گیا تو زبیر نے بھی اسی قسم کا کلمہ کہا اور بیعت کر لی۔ مگر زبیر کی بابت اختلاف ہے۔ بعدازاں وہ لوگ لائے گئے جو پیچھے رہ گئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس شرط پر بیعت کرتے ہیں کہ قریبی رشتہ دار ہوں یا دور کے رشتہ دار، عزت والے لوگ ہوں یا ادنیٰ درجہ کے ہوں۔ آپ سب کے معاملہ میں کتاب الٰہی کے احکام نافذ فرمائیں گے۔ جب وہ لوگ بیعت کر چکے تو عام آدمیوں نے بیعت کی اور مدینہ میں جو بیعت ہوئی وہ پوری دنیائے اسلام کی سمجھی گئی۔ باغی اپنے شہروں کی طرف واپس چلے گئے۔ حضرت علیؓ کی بیعت جمعہ ۲۵، ذی الحجہ کو کی گئی۔ اور لوگ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے دن گن رہے تھے۔

حضرت علیؓ کا پہلا خطبہ

حضرت علیؓ نے خلیفہ ہونے کے بعد جو پہلا خطبہ دیا اس میں پہلے خدا کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا:

"خدا نے ایک ایسی کتاب نازل فرمائی ہے جو ہماری رہنمائی کرتی ہے اور خیر و شر کو واضح طور سے بیان کرتی ہے۔ اب تمہیں چاہیے کہ شر کو چھوڑ دو اور خیر کو اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ کے جو فرائض تمہارے ذمہ ہیں ان کو ادا کرو وہ تمہیں جنت میں داخل فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جن امور کو حرام فرمایا ہے وہ پوشیدہ نہیں ہیں۔ جملہ حرام امور میں سب سے بڑا گناہ

Marfat.com

مسلمانوں کا خون بہانا ہے۔اس نے مسلمانوں کے ساتھ خلوص برتنے اور متحد رہنے پر بہت زور دیا ہے۔ مسلمان وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہے۔البتہ خدا کے حکم کے تحت مناسب کارروائی کی جاسکتی ہے۔خدا کے جتنے احکام ہیں خواہ وہ خاص ہوں یا عام، سب پر اپنی زندگی میں موت سے پہلے عمل کرلو۔کیونکہ آدمی تمہارے سامنے ہیں۔اور جو امر تمہارے پیچھے ہے وہ موت ہے۔تم گناہوں کے بار سے ہلکے ہو کر موت سے ملو۔لوگ تو ایک دوسرے کا انتظار ہی کرتے ہیں۔تم لوگ اللہ کے بندوں اور اس کے شہروں کی بربادی کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو کیونکہ تم سے ہر معاملہ کے سوال کئے جائیں گے یہاں تک کہ چوپایوں اور گھاس پھونس کے بارے میں بھی سوال ہوگا۔اللہ کی فرماں برداری کرو۔اس کی نافرمانی نہ کرو۔اور تم کو جو اچھی بات معلوم ہو اس کو قبول کرو۔اور جو بری ہو اس کو چھوڑ دو۔

[اور تم اس وقت کو یاد کرو جب تم تعداد میں کم تھے اور زمین میں کمزور تھے۔]'' ٢٢

حضرت علیؓ خطبہ سے فارغ ہوئے اور ابھی منبر پر ہی تھے کہ ایک سبائی نے یہ شعر پڑھے۔

[اے ابوالحسن! آپ امور خلافت کو لے لیں اور ہمارا یہ عہد یاد رکھیں کہ ہم اس معاملہ کو انتہا تک پہنچائیں گے۔

قوموں کی شان وشوکت کشتیوں کی میخوں کی طرح ہوتی ہے جو اینٹوں کی چنائی کی طرح اوپر ابھری ہوئی ہے۔

ہم بادشاہوں کو نیزوں سے مار مار کر روئی کی طرح اڑا دیتے ہیں۔اور اس کو اس راستہ پر چلاتے ہیں جس کی اس سے امید نہیں ہوتی۔]

حضرت علیؓ نے فرمایا:

انی عجزت عجزۃ لا اعتذر — سوف اکیس بعدھا واستمر

ان لم یشا غبنی العجول المنتصر — ان تترکونی والسلاح یبتدر

[میں اس قدر عاجز ہوں کی عذر بھی نہیں کرسکتا۔شاید اس کے بعد مجھے عقل آجائے اور میں یہ کام کر گزروں۔

میری مدد میں جلدی کرنے والا اگر مجھے اپنی طرف متوجہ نہ کرلیتا اور مجھے میرے حال پر نہ

Marfat.com

چھوڑ دیتا تو ہتھیار نہایت تیزی سے چلتے۔]

قصاص عثمانؓ پر عدم قدرت

حضرت علیؓ اپنے گھر گئے تو حضرت طلحہ، زبیر اور متعدد صحابہ ان کے ساتھ آئے اور کہا اے علیؓ! ہم نے آپ کی بیعت کے وقت شرط کی ہے کہ آپ حدود اللہ کو قائم کریں گے۔ یہ سب لوگ اس شخص (حضرت عثمانؓ) کے قتل میں شریک ہیں۔ اور انہوں نے اس امر کو اپنے لئے حلال کر لیا۔

حضرت علیؓ نے جواب دیا۔ میرے بھائیو! جو کچھ تم جانتے ہو میں اس سے بے خبر نہیں ہوں مگر میں اس گروہ کے ساتھ کیا کروں جو ہمارا مالک بنا ہوا ہے۔ اور ہمارا ان پر کوئی اختیار نہیں ہے۔ یہی نہیں بلکہ تمہارے غلام بھی ان کے شریک تھے۔ اور کچھ اعرابی بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ وہ تمہارے دوست بن گئے اور جو کچھ چاہتے ہیں تم کو مجبور کر کے منوا لیتے ہیں۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ جو کچھ تم چاہتے ہو اس پر قدرت ہے یا نہیں؟ ان لوگوں نے کہا۔ نہیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا۔ اللہ کی قسم! کیا میں اس کو نہیں دیکھ رہا ہوں جس کے متعلق تم نے رائے قائم کی ہے۔ مگر جب خدا چاہے یہ معاملہ درست ہو گا یہ معاملہ بالکل جاہلیت کا سا ہے۔ اس قوم میں ایک مادہ پایا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ شیطان نے صرف ایک شریعت نافذ نہیں کی کہ زمین پر ہمیشہ اس پر عمل ہوتا۔ اس امر خلافت کی وجہ سے بہت سے امور پیدا ہو گئے ہیں۔ ایک گروہ تمہارا ہم خیال ہے اور دوسرا گروہ تمہارے خلاف رائے رکھتا ہے۔ اور ایک گروہ ایسا ہے جو نہ اس طرف ہے نہ اس طرف۔ جب تک لوگ ایک رائے پر جمع نہ ہو جائیں اور قلوب درست نہ ہو جائیں کہ حقوق لئے جا سکیں اس وقت تک قصاص ممکن نہیں۔ فی الحال تم یہاں سے چلے جاؤ۔ واقعات پر غور کرو اور اس کے بعد میرے پاس آؤ۔

یہ امر قریش کو بہت ناگوار گزرا اور انہوں نے اپنی سلامتی مدینہ سے باہر جانے میں سمجھی۔ چونکہ بنی امیہ فرار ہو گئے تھے اس لئے وہ بھی اسی پر آمادہ ہو گئے۔ ان میں سے بعض لوگ وہی بات کہتے تھے جو حضرت علیؓ نے کہی تھی۔ دوسرے لوگ یہ کہتے تھے ہم اس کو (یعنی قصاص عثمانؓ کے معاملہ کو) پورا کریں گے۔ جس کا ہم نے ارادہ کیا ہے۔ اس میں ہمیں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ اللہ کی قسم! علیؓ اپنی رائے میں بے نیاز ہیں وہ غیروں کے مقابلہ میں قریش پر زیادہ سختی کریں گے۔ یہ بات حضرت علیؓ نے سنی تو ان کو خطبہ دیا۔

Marfat.com

ان کے فضائل بیان کئے اور کہا کہ میں خود قریش کا محتاج ہوں۔ مجھے ہر وقت ان کی فکر لگی ہوئی ہے۔ ان کے بغیر میری زندگی بیکار ہے۔ خلافت کے علاوہ ان پر میرا کوئی اختیار نہیں ہے۔ اور اللہ اس کا اجر مجھ کو دے گا۔

اس کے بعد حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہم پر اس غلام کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے جو اپنے آقا کے پاس واپس نہ جائے۔ سبائیوں اور اعراب (بدوی لوگ) کو یہ اعلان بہت ناگوار گزرا۔ انہوں نے آپس میں کہنا شروع کیا کہ اسی قسم کا کوئی حکم ہمارے حق میں بھی نافذ ہو سکتا ہے۔ اس وقت احتجاج بیکار ہوگا لہٰذا اس کا فوری تدارک کیا جائے۔ اس کے بعد (حضرت علیؓ) نے فرمایا کہ اے لوگو! اعراب کو اپنے پاس سے نکال دو۔ تاکہ وہ اپنے پانی کے چشموں پہ چلے جائیں۔ سبائیوں نے انکار کر دیا مگر اعراب نے فرماں برداری کی۔

بعد ازاں حضرت علیؓ اپنے مکان میں داخل ہوئے۔ اور ان کے پاس طلحہؓ، زبیرؓ اور بعض صحابہ آئے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تم لوگ قصاص لے لو اور قاتل کو قتل کر دو۔ صحابہ نے فرمایا قاتل تو بہت چھائے ہوئے ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ آج کے بعد وہ اور زیادہ چھا جائیں گے۔ اور یہ شعر پڑھا۔

ولو ان قومی طاوعتنی سراتهم

امرتهم امرا یذبح الاعادیا

[اگر میری قوم کے سردار میرا حکم مانتے تو میں ان کو ایسا حکم دیتا کہ دشمنوں کو ذبح کر ڈالتے۔]

(حضرت) طلحہؓ نے کہا کہ مجھے بصرہ جانے کی اجازت دیجئے اور آپ کو میری طرف سے کوئی اندیشہ نہ ہونا چاہئے کیونکہ میں لشکر میں رہوں گا۔ (حضرت) زبیرؓ نے کہا کہ مجھے کوفہ جانے کی اجازت دیجئے اور آپ کو میری طرف سے کوئی اندیشہ نہ ہونا چاہیے کیونکہ میں لشکر میں رہوں گا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مجھے اس معاملہ پر غور کرنے دو۔

کہا گیا ہے کہ ابن عباسؓ نے کہا کہ حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد جب میں مکہ سے واپس آیا تو حضرت علیؓ کے پاس گیا تو میں نے ان کو مغیرہ بن شُعبہ سے تنہائی میں باتیں کرتے ہوئے پایا۔ مغیرہ ان کے پاس سے چلے گئے تو میں نے علیؓ سے پوچھا کہ انہوں نے آپ سے کیا کہا۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے پہلے بھی انہوں نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ آپ کا حق ہے کہ آپ کی فرماں برداری کی جائے اور اس میں خلوص ہو۔ آپ لوگوں میں بہت بلند ہیں۔ مگر میرا مشورہ ہے کہ جو کچھ کل پیش آنے

Marfat.com

والا ہے اس کی احتیاط کی جائے اگر آج کا دن ضائع ہو گیا تو کل کو تلافی نہ ہو سکے گی۔ معاویہ، ابن عامر اور عثمانؓ کے دیگر عمال کو برقرار رہنے دیجئے۔ اور جب آپ کی بیعت مکمل ہو جائے اور لوگوں میں سکون پیدا ہو جائے تو جس کو چاہیں معزول کر دیں مگر میں نے اس مشورہ پر عمل کرنے سے انکار کر دیا۔ میں نے کہہ دیا کہ میں اپنے دین کے بارے میں کوئی سستی نہ کروں گا اور نہ حقیر لوگوں کو اپنے معاملہ میں شریک کروں گا۔ انہوں نے کہا کہ اے علیؓ اگر آپ انکار کرتے ہیں تو جس کو چاہیں معزول کر دیں مگر معاویہ کو اسی حال پر رہنے دیں کیونکہ معاویہ میں جرات ہے اور اہل شام اس کا حکم مانتے ہیں اور ان کے قائم رکھنے میں آپ کے پاس یہ دلیل ہے کہ ان کو عمرؓ بن خطاب نے شام کا والی مقرر کیا تھا۔ اس پر میں نے یہ کہا کہ خدا کی قسم! میں تو معاویہ کو دو دن بھی اس عہدے پر فائز نہیں رہنے دوں گا۔ پھر وہ میرے پاس سے چلے گئے۔ مگر میرا خیال یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ میں غلطی پر ہوں۔ وہ آج میرے پاس پھر آئے اور کہا کہ میں نے پہلی بار جو مشورہ آپ کو دیا تھا اور آپ نے مخالفت فرمائی تھی۔ میں نے اس پر غور کیا اور آپ کی رائے صائب ہے۔ جس کو آپ چاہیں معزول کر دیں اور جس پر اعتماد ہو ان کو مقرر کریں اور ان سب کی شان و شوکت میں کمی آ گئی ہے۔"

ابن عباس نے کہا میں نے علیؓ سے کہا کہ انہوں نے پہلی مرتبہ خیر خواہی کی تھی اور دوسری مرتبہ آپ کو فریب دیا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ اس نے میری خیر خواہی کیوں کی؟

میں نے کہا کہ معاویہ اور ان کے ساتھی دنیادار لوگ ہیں اگر وہ اپنی حالت پر برقرار رہیں تو انہیں اس کی پرواہ نہیں کہ خلیفہ کون ہے اور اگر آپ ان کو معزول کر دیں گے تو وہ یہ کہیں گے کہ یہ بغیر شوریٰ کے خلیفہ بن گئے اور انہوں نے ہمارے خلیفہ عثمانؓ کو قتل کیا ہے یوں وہ لوگ آپ کی مخالفت پر آمادہ ہو جائیں گے اور اہل شام اور اہل عراق نقض عہد کریں گے۔ علاوہ ازیں میں طلحہ اور زبیر سے بھی مطمئن نہیں ہوں ایسا نہ ہو کہ وہ بھی آپ پر حملہ کر بیٹھیں۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ معاویہ کو برقرار رکھیں اور وہ آپ کی بیعت کر لیں تو پھر یہ میرا ذمہ ہے کہ ان کو اکھاڑ پھینکوں گا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ بجز تلوار کے میں ان کو کچھ نہ دوں گا۔

وما میتة ان متھا غیر عاجز
بعار اذا ما غالت النفس غولھا

Marfat.com

[اگر میری موت اس حالت میں ہوگی تو وہ ایک عاجز کی موت ہے۔ اور ایک شرم کی بات ہے کہ غول بیابانی نے گھیر لیا ہو۔]

(ابن عباس کہتے ہیں) میں نے کہا کہ اے امیر المومنین! آپ بہادر آدمی ہیں مگر صاحب رائے نہیں ہیں۔ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا کہ الحرب خدعۃ (لڑائی مکر ہے)

حضرت علیؓ نے فرمایا ضرور سنا ہے۔

میں نے کہا کہ اگر آپ میرا کہنا مانیں تو میں ان کے مقابلے میں پیش قدمی کروں اور وہ واقعات کے مابعد پر غور کرتے رہ جائیں گے اور یہ جان نہیں سکیں گے کہ وہ معاملہ کیوں کر رونما ہوا۔ اور آپ کا کوئی نقصان نہ ہوگا۔ اور آپ پر کوئی گناہ بھی نہ ہوگا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا اے ابن عباس! نہ میں تم سے دبنے والا ہوں نہ معاویہ سے۔

ابن عباس نے کہا کہ میں نے ان سے کہا کہ میرا کہنا مانئے اور اپنی جاگیر پر چلے جایئے جو ینبع میں ہے اور اپنا دروازہ بند کر کے بیٹھ جایئے کیونکہ عرب پریشان اور مضطرب ہو کر آپ کے پاس آئیں گے اور آپ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص ایسا نظر نہیں آئے گا جو کاروبار خلافت سنبھال سکے۔ اگر آج آپ نے ان کا ساتھ دیا تو عثمانؓ کے خون کی ذمہ داری آپ پر ڈال دی جائے گی۔

حضرت علیؓ نے انکار کیا اور کہا کہ تم علی کو مشورہ دیتے ہو میرا خیال ہے کہ اگر میں تمہاری رائے نہ مانوں تو بھی تم میری فرماں برداری کرو گے۔ ابن عباس نے کہا کہ میں نے کہا کہ جس میں آپ کو آسانی معلوم ہو وہ کیجیے۔ میں آپ کا فرماں بردار ہوں۔

حضرت علیؓ نے کہا کہ تم شام جاؤ میں نے تمہیں وہاں کا عامل مقرر کیا۔ ابن عباس نے کہا یہ میری رائے نہیں ہے۔ وہاں معاویہ موجود ہیں جو بنی امیہ کے خاندان سے ہیں اور وہ عثمانؓ کے چچیرے بھائی ہیں اور ان کی جانب سے وہاں عامل مقرر ہوئے تھے۔ میں اس بات سے بے خوف نہیں ہوں کہ عثمانؓ کے قتل کے عوض وہ میری گردن ماردیں گے اور اس سے کم تر انتقام یہ ہوگا کہ مجھ کو قید میں ڈال دیں۔

حضرت علیؓ نے کہا کہ میرے ساتھ جو تمہاری قرابت ہے تم نے اس کو کیوں نظر انداز کر دیا۔ جو شخص تم پر حملہ کرے گا وہ درحقیقت مجھ پر حملہ کرے گا۔

ابن عباسؓ نے کہا کہ معاویہ کو ایک خط لکھئے اور کچھ وعدے کیجیے۔

Marfat.com

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ نہیں! خدا کی قسم! نہیں یہ قیامت تک نہیں ہوگا۔

مغیرہ کہا کرتے تھے کہ میں نے ان کو خلوص سے نصیحت کی مگر انہوں نے قبول نہ کی تو میں نے ان سے چال چلی۔ پھر مغیرہ مکہ چلے گئے۔

متفرق واقعات

اسی سال یعنی ۳۵ھ میں قسطنطین ابن ہرقل نے ایک ہزار کشتیوں کے ساتھ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے پہلے مسلمانوں کی سرزمین پر حملہ کیا۔ اللہ نے ایک آندھی مسلط کی جس نے ان سب کو ڈبو دیا مگر قسطنطین بچ گیا اور صِقِلّیہ آیا۔ وہاں کے لوگوں نے اس کے لئے ایک حمام تیار کیا۔ جب وہ اس حمام میں داخل ہوا تو اس کو قتل کر دیا اور کہا کہ تو نے ہمارے اتنے آدمی قتل کیے ہیں۔ ابو جعفر نے اسی طرح روایت کی ہے۔

یہ قسطنطین وہی تھا جس کے خلاف ۳۱ھ میں مسلمانوں نے غزوہ صواری میں حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اہل صِقِلّیہ نے اس کو حمام میں قتل کر دیا۔ اس واقعہ کے سن میں اختلاف ہے۔ راوی کا یہ قول کہ کشتیاں ڈوب گئیں۔ اسی حادثہ کے متعلق ہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ۳۵ھ میں یہ واقعہ پیش آیا۔

وفیات

اس سال حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں ان لوگوں کی وفات ہوئی ☆ اوس بن خَولی انصاری ☆ جلاس بن سوید انصاری، عہد رسالت میں ان کا شمار منافقین میں ہوتا تھا مگر پھر انہوں نے بہترین توبہ کرلی۔ ☆ حارث بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب، ان کا لقب بَبَّہ تھا ☆ حکم بن ابی العاص، وہ مروان کا باپ اور حضرت عثمانؓ کا چچا تھا۔ ☆ حبّان بن منقذ انصاری، وہ یحییٰ بن حبّان کے والد تھے۔ ☆ عبداللہ بن قیس بن خالد انصاری، یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ احد میں شہید ہوئے تھے۔ ☆ قُطبہ بن عامر انصاری، وہ بیعت عقبہ اور غزوہ بدر میں شامل تھے۔ ☆ زید بن خارجہ بن زید انصاری، یہ وہی شخص ہیں جو مرنے کے بعد بھی بولے تھے۔ ☆ معبد بن عباس بن عبد المطلب، ان کا افریقہ میں انتقال ہوا۔ ☆ مُعَیقیب بن ابی فاطمہ، یہ مہاجرین حبشہ میں شامل تھے اور رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی کے

Marfat.com

محافظ تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کی موت ۴۰ھ میں حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں ہوئی۔ ☆ مطیع بن اسود اعدوی، وہ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے تھے۔ ☆ نُعیم بن مسعود اشجعی، یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ جنگ جمل میں مجاشع ابن مسعود کے ساتھ قتل ہوئے۔ ☆ عبداللہ بن حذافہ سہمی، وہ غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ ☆ عمر شاعر کے والد عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومی، وہ حضرت عثمانؓ کے محصور ہونے کے زمانے میں ان کی مدد کے لئے یمن سے آئے تھے۔ اپنی سواری سے گر کر انتقال کر گئے۔ ☆ ابو رافع، مولیٰ رسول اللہ ﷺ، مگر یہ زیادہ صحیح ہے کہ حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں ان کی وفات ہوئی۔ ☆ ابو سَبرہ بن ابی رُہم عامری، جو قبیلہ عامر بن لوی سے تھے اور شرکاء بدر سے تھے۔ ☆ معاویہ کے ماموں ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ، انہوں نے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا اور وہ صالح تھے۔ ☆ ابو درداء، کہا گیا ہے کہ وہ بعد تک زندہ رہے مگر پہلا قول صحیح ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱ رجعت، یعنی رسول اللہ ﷺ کا دوبارہ دنیا میں تشریف لانا۔

۲ شام میں صحابہ میں عبادہ بن صامت، ابو درداء، ابو امامہ وغیرہ اور تابعین میں شریک بن خباشہ نمیری، ابو مسلم خولانی اور عبدالرحمٰن بن غنم وغیرہ شامل تھے۔

۳ صحابہ میں خارجہ بن زید شامل تھے۔

۴ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جس میں رسول اللہ ﷺ نے ذوالمروہ، ذوخُشب اور اعوص پر پڑاؤ ڈالنے والوں پر لعنت کی تھی۔ یہ تینوں بستیاں مدینہ کے نواح میں تھیں۔

۵ ایلہ، بحر قلزم کے ساحل پر ایک شہر تھا۔ یہاں حجاز کی حد ختم اور شام کی حدود شروع ہوتی تھیں۔ (معجم البلدان، ج ۱، ص ۲۹۲)

۶ یہ ایک ضرب المثل ہے۔ المکواة فی النار. یعنی داغنے کا آلہ آگ میں ہے۔ مطلب یہ کہ بہت جلد ہی کچھ ہونے والا ہے۔

۷ حضرت عثمانؓ کی یہ پیش گوئی درست ثابت ہوئی۔ حضرت طلحہؓ، حضرت عثمانؓ کی شہادت کے چند ماہ

Marfat.com

بعد جنگ جمل میں شریک ہوئے اور واپسی میں شہید کر دیئے گئے۔

۸ یہ ذی الحجہ کا مہینہ تھا۔حجاج کرام ادائیگی حج کے بعد مدینہ آیا کرتے تھے، یہ اُسی کی طرف اشارہ ہے۔

۹ آل عمران:۱۷۲۔

۱۰ نعثل کے ایک معنی احمق کے ہیں اور ایک معنی لمبی داڑھی والے کے ہیں۔

۱۱ البقرہ:۱۳۷۔

۱۲ حش کوکب، مدینے میں بقیع کے قریب ایک باغ جسے حضرت عثمانؓ نے خرید کر بقیع میں شامل کر دیا تھا۔کوکب ایک انصاری کا نام ہے جس سے یہ خطۂ ارضی خریدا گیا تھا اور حش کے معنی ہیں باغ یا کھیت۔(دیکھئے معجم البلدان)

۱۳ الحجر:۴۷۔

۱۴ ابوعمرو، حضرت عثمان بن عفان کی کنیت تھی۔

۱۵ مراد ہیں حضرت عثمانؓ۔ان کی والدہ کا نام اروی تھا۔

۱۶ مراد ہے حبیب بن مسلمہ الفہری جو حضرت عثمانؓ کی طرف سے قنسرین کے عامل تھے۔

۱۷ حضرت حسان بن ثابت کی یہ پیش گوئی بالکل درست ثابت ہوئی۔حضرت امیر معاویہ نے قصاص عثمان کا مطالبہ کیا جس کے نتیجے میں صفین کی خون آشام جنگ لڑی گئی۔

۱۸ دیکھئے الاستیعاب، ج ۳، ص ۸۱، اس شعر کی نسبت مختلف شعراء کی طرف ہے۔بعض اس شعر کی نسبت عمران بن حطان کی طرف ظاہر کرتے ہیں جو خوارج کا بڑا نامور شاعر تھا۔

۱۹ تین آدمی یعنی حضرت رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ۔

۲۰ کوفہ میں ایک موضع۔خورنق نام کے کئی اور مقامات بھی ہیں مثلاً مراکش کا ایک شہر بھی خورنق کہلاتا ہے اور بلخ سے نصف فرسخ کے فاصلہ پر بھی خورنق نامی گاؤں آباد ہے۔حیرہ کا ایک محل بھی خورنق کے نام سے مشہور ہے۔(معجم البلدان)

۲۱ مراد ہیں حضرت علیؓ بن ابی طالب۔

۲۲ الانفال:۲۶۔

Marfat.com

چھبیسواں باب

۳۶ھ کے واقعات

حضرت علی کرم اللہ وجہ، کا اپنے عاملوں کو روانہ کرنا

اس سال حضرت علیؓ نے مختلف شہروں میں اپنے عامل بھیجے۔ عثمان بن حُنیف کو بصرہ کا عامل مقرر کیا۔ عُمارۃ بن شہاب کو کوفہ بھیجا، یہ مہاجر تھے۔ عبید اللہ بن عباس کو یمن بھیجا۔ قیس بن سعد کو مصر کا اور سہل بن حُنیف کو شام کا عامل مقرر کیا۔

سہل وہاں سے روانہ ہو کر تبوک پہنچے۔ تو وہاں کچھ سوار ملے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں امیر ہوں۔ سواروں نے پوچھا، کس علاقے کے؟ انہوں نے کہا کہ شام کا۔ سواروں نے کہا کہ اگر تمہیں عثمانؓ نے بھیجا ہے تو خوش آمدید اور اگر کسی اور نے بھیجا ہے تو واپس چلے جاؤ۔ سہل نے کہا کہ جو حادثہ پیش آ چکا ہے اس کے متعلق تم نے نہیں سنا۔ انہوں نے جواب دیا ہاں (سنا ہے)۔ لہٰذا وہ حضرت علیؓ کے پاس لوٹ آئے۔

قیس بن سعد جب ایلہ پہنچا تو اس کو چند سوار ملے اور انہوں نے دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ قیس بن سعد نے جواب دیا کہ میں حضرت عثمانؓ کا قاصد ہوں۔ ان لوگوں نے کہا کہ تم جا سکتے ہو۔ قیس مصر گیا اور اس کی وجہ سے اہل مصر میں گروہ بندی ہوگئی۔ ایک گروہ قیس بن سعد کے ساتھ مل گیا اور اس گروہ کے لوگوں نے بیعت کر لی۔ دوسرے گروہ نے خربتا میں پناہ لی اور کہا کہ اگر عثمانؓ کے قاتلوں کو قتل کر دیا جائے تو ہم تمہارے ساتھ ہیں ورنہ ہم تمہارے مخالف ہیں۔ یا ہم قصاص لیں گے یا اپنی جانیں دیں گے۔ تیسرے گروہ نے کہا کہ ہم علیؓ کے ساتھ ہیں بشرطیکہ ہمارے بھائیوں سے قصاص نہ لیا جائے

Marfat.com

کیونکہ یہ لوگ اسی حمایت میں شامل تھے۔قیس بن سعد نے یہ تمام حالات لکھ کر حضرت علیؓ کو بھیج دیئے۔

عثمان بن حُنیف روانہ ہوا اور اس کو بصرہ داخل ہونے سے کسی نے نہ روکا۔ وہاں کا عامل ابن عامر دانش مند نہ تھا نہ جم کر لڑ سکتا تھا۔ وہاں بھی لوگ گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک گروہ نے قوم (یعنی اپنے قبیلے) کی پیروی کی (یعنی حضرت علیؓ کی مخالفت کی)۔ دوسرے گروہ نے جماعت کا ساتھ دیا (یعنی حضرت علیؓ کی حمایت کی)۔ دوسرے گروہ نے کہا کہ ہم اہل مدینہ کا طرز عمل دیکھیں گے اور جو کچھ وہ کریں گے ہم بھی وہی کریں گے۔

عُمارہ بن شہاب جب زبالہ؎ میں پہنچا تو اس کو طلیحہ بن خُویلد ملا جو حضرت عثمانؓ کا قصاص طلب کرنے کے لئے نکلا تھا۔ اور یہ کہہ رہا تھا افسوس! اس حادثے سے پہلے میں وہاں نہ پہنچ سکا۔ طلیحہ نے اس وقت خروج کیا تھا جب قعقاع نے حضرت عثمانؓ کی مدد کا اعلان کیا تھا۔ جب وہ عمارہ سے ملا تو اس سے کہا کہ واپس چلے جاؤ کیونکہ قوم عثمانؓ کے امیر کے بدلے کسی کو قبول نہ کرے گی اگر تم انکار کرو گے تو میں تمہاری گردن اڑا دوں گا۔ عمارہ واپس چلا گیا اور حضرت علیؓ کو خبر دی۔

عبیداللہ بن عباس یمن کی طرف گئے۔ تو یعلیٰ بن مُنیہ محاصل کی تمام رقم لے کر مکہ کی طرف چلے گئے اور عبیداللہ یمن میں داخل ہوئے۔

جب سہل بن حُنیف شام سے واپس آیا اور حضرت علیؓ کو وہاں کے حالات کی خبر دی تو انہوں نے طلحہ اور زبیر کو بلایا اور کہا کہ میں جس معاملہ سے تمہیں ڈراتا تھا وہ واقع ہو چکا ہے اور وہ ختم نہیں ہوگا جب تک اس کو فنا نہ کیا جائے۔ درحقیقت فتنہ آگ کی طرح ہوتا ہے۔ جب ایک مرتبہ آگ جل اٹھتی ہے تو بھڑک جاتی ہے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہم کو مدینہ سے باہر جانے کی اجازت دیجئے کہ ہم کوئی تدبیر کریں یا آپ ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ''جہاں تک ہو سکے گا میں معاملات سنبھالنے کی کوشش کروں گا اور جب کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی تو مرض کا آخری علاج داغنا ہے، اس پر عمل کروں گا۔''

حضرت علیؓ نے (والی شام) معاویہ اور (والی کوفہ) ابو موسیٰ کو خطوط لکھے تو ابو موسیٰ نے اہل کوفہ کو اطلاع دی کہ وہ بیعت کر چکے ہیں۔ کچھ خوشی سے اور کچھ مجبوری سے اور ایسے لوگ جو نہ ادھر تھے نہ ادھر۔ یہاں تک کہ حضرت علیؓ نے خود جا کر ان کا مشاہدہ کیا۔ حضرت علیؓ نے ابو موسیٰ اشعری کے پاس

Marfat.com

معبد اسلمی کو قاصد بنا کر بھیجا تھا۔ اور معاویہ کے پاس سبرہ جہنی کو بھیجا تھا۔ قاصد معاویہ کے پاس پہنچا مگر انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ قاصد جب جواب لکھنے کے لئے کہتا اور معاویہ یہ شعر پڑھنے لگتے۔

[قلعہ کے مانند جمے رہو یا ایسی ہولناک جنگ شروع کرو جو جوانوں اور بچوں کو بوڑھا کردے۔

تمہارے پڑوسیوں اور لڑکوں کو جب قتل کیا جائے گا تو خوف سے کنپٹی اور سر کے بال سفید ہو جائیں گے۔

غلام اور آقا دونوں عاجز ہو جائیں گے اور ہمارے علاوہ کوئی والی اور حاکم نہ ہوگا۔]

ماہ صفر میں جب حضرت عثمانؓ کی شہادت کا تیسرا مہینہ تھا تو معاویہ نے بنی عبس کے قبیصہ نامی ایک شخص کو بلایا اور اس کو ایک مہر لگا ہوا طومار (لپٹا ہوا کاغذ) دیا جس کا عنوان تھا "معاویہ کی جانب سے علیؓ کو جواب" اور قاصد سے یہ کہہ دیا تھا کہ جب تو مدینہ میں داخل ہو تو طومار کے نچلے حصہ کو پھاڑ لینا۔ پھر اس کو بتایا گیا کہ کیا کہنا ہے اس کے ساتھ حضرت علیؓ کا قاصد بھی واپس ہوا۔ دونوں شام سے روانہ ہو کر ماہ ربیع الاول میں مدینہ پہنچے۔ جیسا کہ عبسی کو حکم دیا تھا اس نے طومار کو پھاڑ لیا۔ لوگ اس کے پیچھے چل رہے تھے اور اس کو دیکھ رہے تھے۔ وہ یہ جان گئے کہ معاویہ کو اس خلافت پر اعتراض ہے۔ قاصد حضرت علیؓ کے پاس گیا ور وہ طومار ان کو دیا۔ انہوں نے اس کی مہر توڑی مگر اس میں کوئی خط نہ تھا حضرت علیؓ نے کہا وہاں کے کیا حالات ہیں؟ قاصد نے پوچھا "کیا میری جان کی امان ہے؟" حضرت علیؓ نے کہا "ہاں! کیونکہ قاصد قتل نہیں کیا جاتا۔" قاصد نے کہا "میں اپنے پیچھے ایک ایسی قوم کو چھوڑ کر آیا ہوں جو قصاص کے علاوہ کسی بات پر راضی نہیں ہوگی۔"

حضرت علیؓ نے پوچھا "وہ قصاص کس سے چاہتے ہیں؟"

قاصد نے کہا "آپ کی گردن اڑا کر کیونکہ ساٹھ ہزار بوڑھوں کو میں نے عثمانؓ کی اس قمیص کے نیچے روتے ہوئے دیکھا ہے جس کو دمشق کے منبر پر آویزاں کیا گیا ہے۔"

حضرت علیؓ نے کہا کیا مجھ سے عثمانؓ کا قصاص طلب کرتے ہیں۔ میں تو بار بار ان کی حفاظت کا انتظام کرتا رہا۔ اے اللہ! میں تیرے سامنے عثمانؓ کے خون سے اپنی برات ظاہر کرتا ہوں۔ اللہ کی قسم! قاتلین عثمانؓ تو بچ جائیں گے بجز ان کے جن کو خدا چاہے۔ کیونکہ جب وہ کسی کو مصیبت میں ڈالتا ہے تو وہ نقصان اٹھاتا ہے۔ (پھر قاصد سے کہا) "تم میرے پاس سے چلے جاؤ۔"

Marfat.com

قاصد نے کہا'' کیا مجھے امان ہے؟'' حضرت علیؓ نے کہا'' ہاں تجھے امان ہے!''

عبسی وہاں سے چلا تو سبائیوں نے چلا کر کہا'' یہ کتا کتوں کا قاصد ہے۔ اس کو قتل کر دو۔''

قاصد نے آواز لگائی'' اے آل مضر! اے آل قیس! جو اونٹوں اور گھوڑوں کے مالک ہو! مجھے بچاؤ۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم پر چار ہزار جوان حملہ کریں گے۔ تم سوچ لو کہ تم میں کتنے شہ سوار ہیں اور کتنے شتر سوار ہیں اور تم اس لشکر کا مقابلہ کرنے کو کس حد تک تیار ہو۔''

آل مضر نے اس کو روکا اور اس سے کہا کہ خاموش رہ۔

قاصد نے کہا نہیں! اللہ کی قسم! یہ لوگ کبھی فلاح نہیں پائیں گے کیونکہ جس امر کی وعید کی گئی تھی وہ نازل ہو چکی ہے۔ اللہ کی قسم! ان کے اعمال ختم ہو چکے ہیں اور ان کی ہوا اکھڑ چکی ہے۔ اللہ کی قسم! شام ہونے سے پہلے اپنی ذلت دیکھ لیں گے۔

اہل مدینہ نے چاہا کہ یہ معلوم کریں کہ معاویہ کے بارے میں حضرت علیؓ کی کیا رائے ہے۔ کیونکہ یہ جنگ اہل قبلہ کے خلاف ہوگی اور وہ اس کی جسارت کرینگے یا اس سے باز رہیں گے۔ انکو یہ بھی اطلاع ملی تھی کہ آپ کے صاحبزادے حضرت حسنؓ نے ان کو یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ اپنی جگہ بیٹھ جائیں اور لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔

اہل مدینہ نے زیاد بن حنظلہ تمیمی کو حضرت علیؓ کی خدمت میں بھیجا۔ زیاد حضرت علیؓ کے حامی تھے۔ یہ وہاں جا کر بیٹھے تو حضرت علیؓ نے کہا کہ'' اے زیاد تیاری کر لو'' زیاد نے پوچھا'' کس بات کی؟'' حضرت علیؓ نے کہا'' جنگ شام کی۔'' زیاد نے کہا'' نرمی اور احسان بہتر ہے۔'' اور یہ کہا

ومن لم یصانع فی امور کثیرۃ
یضرس بانیاب و یوطا بمنسم ۳

[جو شخص بہت سے کام سرانجام نہ دے یا تو اس کو دانتوں میں چبا لیا جاتا ہے۔ یا پھر کھروں سے روند دیا جاتا ہے]

حضرت علیؓ نے تمثیلاً یہ شعر پڑھا۔ اس میں اشارہ تھا کہ وہ خاموش بیٹھنا نہیں چاہتے

متی تجمع القلب الزکی وصارما
وانفا حمیا تجتنبک المظالم ۴

Marfat.com

[جب تو پاکیزہ قلب والوں اور شمشیر زنوں کو جمع کرے گا جو تیری مدد کریں گے تو ظلم وستم تجھ سے دور بھاگیں گے۔]

اس گفتگو کے بعد زیاد باہر آئے جہاں لوگ ان کا انتظار کر رہے تھے انہوں نے دریافت کیا تم کیا خبر لائے ہو؟ زیاد نے جواب دیا ''اے لوگو تلوار!'' وہ لوگ سمجھ گئے کہ اس کا کیا مطلب ہے اور حضرت علیؓ کیا کرنا چاہتے ہیں۔

طلحہ اور زبیر نے حضرت علیؓ سے عمرہ کی اجازت چاہی اور انہوں نے اجازت دے دی۔ وہ مکہ پہنچ گئے۔ حضرت علیؓ نے محمد بن حنفیہ کو بلایا اور ان کو جھنڈا دے دیا۔ عبداللہ ابن عباس کو میمنہ پر اور عمر بن ابی سلمہ یا عمرو بن سفیان بن عبدالاسد کو میسرہ پر مقرر کیا۔ ابوعبیدہ بن جراح کے بھتیجے ابولیلیٰ بن عمر بن جراح کو بلوایا اور ان کو ہراول پر مقرر کیا۔ مدینہ پر قثم بن عباس کو اپنا قائم مقام مقرر کیا اور جن لوگوں نے حضرت عثمانؓ پر خروج کیا تھا ان میں سے کسی کو والی نہیں بنایا۔

حضرت علیؓ نے قیس بن سعد (والی مصر)، عثمان بن حُنیف (والی بصرہ) اور ابوموسیٰ (والی کوفہ) کو یہ لکھا کہ وہ شام کی طرف لشکر روانہ کریں اور اہل مدینہ کو شامیوں سے جنگ کرنے کی دعوت دی اور ان سے یہ کہا کہ خدا کے اقتدار میں تمہارے معاملات کی حفاظت ہے۔ تم اس کے تابع فرمان رہو اور اس میں کسی قسم کی کراہت نہ ہو ورنہ اللہ اسلام کا اقتدار تم سے لے لے گا یا منتقل کر دے گا۔ پھر تمہاری طرف کبھی واپس نہیں آئے گا۔ چونکہ یہ معاملہ واضح ہے اس لئے اس قوم کی طرف بڑھو جو تم میں تفرقہ اندازی چاہتی ہے۔ شاید اللہ تمہاری اصلاح کرے اور ساری دنیا میں جو فسادات پھیلے ہوئے ہیں ان کی اصلاح ہو جائے۔

جنگ جمل

جس زمانہ میں اہل شام سے جنگ کے لئے لشکر کی تیاری ہو رہی تھی۔ اہل مدینہ کو یہ خبر پہنچی کہ طلحہ، زبیر اور عائشہؓ اور اہل مکہ کی مخالفت پر آمادہ ہیں۔ حضرت علیؓ نے لوگوں کو یہ اطلاع دی کہ عائشہؓ، طلحہ، زبیر میری خلافت سے ناراض ہیں اور انہوں نے لوگوں کو اصلاح کی دعوت دی ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا میں اس وقت تک برداشت کروں گا جب تک تمہاری جماعت کی طرف سے اندیشہ نہ ہو گا۔ اگر وہ لڑائی سے باز رہیں گے تو میں بھی باز رہوں گا اور جو اطلاع مجھے ملی ہے اس پر صبر کروں گا۔

Marfat.com

اس کے بعد حضرت علیؓ کو یہ اطلاع ملی کہ وہ لوگ بصرہ کی طرف جا رہے ہیں۔ اس پر ان کو خوشی ہوئی اور انہوں نے کہا کہ کوفہ میں عرب خاندان ہیں اور ان کے گھر ہیں۔

ابن عباس نے کہا کہ جس امر سے آپ خوش ہوئے ہیں اس سے میں غمگین ہوا ہوں کیونکہ کوفہ تو فسطاط ہے۔ اس میں عرب کے نمایاں افراد ہیں۔ اور کوئی شخص ان کو اس کام پر آمادہ نہیں کر سکتا جس کو وہ خود نہیں چاہتے اور جو شخص ان میں سربلندی حاصل کرتا ہے وہ انہی میں رہتا ہے۔ اسی طرح جو شخص ان میں شر پھیلاتا ہے وہ اس چیز کو حاصل کر لیتا ہے جس کا ارادہ کرتا ہے یہاں تک کہ اس کی سختی جاتی رہتی ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو واضح نہیں ہے۔ انہوں نے ان کے خلاف لشکر کشی کا ارادہ کیا اور اہل مدینہ کو روانگی کا حکم دیا مگر ان کو یہ حکم ناگوار گزرا۔ حضرت علیؓ نے کمیل نخعی کو عبداللہ بن عمر کی طرف بھیجا۔ وہ ان کو لے کر آیا۔ حضرت علیؓ نے ان کو اپنے ساتھ چلنے کی دعوت دی۔ ابن عمر نے کہا کہ، میں اہل مدینہ کے ساتھ ہوں اگر وہ اس جنگ میں حصہ لیں گے تو میں بھی حصہ لوں گا اگر وہ اس لشکر کے ساتھ روانہ ہوں گے تو میں بھی روانہ ہو جاؤں گا اگر وہ بیٹھ جائیں گے تو میں بھی بیٹھ جاؤں گا۔

حضرت علیؓ نے کہا کہ ضامن پیش کرو۔

ابن عمر نے کہا کہ میں ضامن پیش نہیں کروں گا۔

حضرت علیؓ نے کہا کہ میں نے بچپن سے اب تک تمہیں بداخلاق پایا ہے۔ اسی بداخلاقی کی وجہ سے میں سمجھتا تھا کہ تم انکار کرو گے۔ بہرحال ان کو چھوڑ دو میں ان کا ضامن ہوں۔

ابن عمر مدینہ کی طرف لوٹ آئے اور اہل مدینہ یہ کہہ رہے تھے ہم نہیں جانتے کیا کریں۔ کیونکہ یہ امر مشتبہ ہے۔ ہم اس وقت تک اپنی جگہ سے نہیں ہلیں گے جب تک یہ امر واضح نہ ہو جائے۔

ابن عمر رات ہی میں مدینہ سے روانہ ہو گئے اور حضرت علیؓ کی صاحبزادی ام کلثوم کو جو حضرت عمرؓ کی بیوی تھیں، یہ بات بتا گئے تھے کہ میں عمرہ کے ارادہ سے جا رہا ہوں۔ میں حضرت علیؓ کی بیعت پر قائم ہوں مگر جنگ میں حصہ نہیں لوں گا۔

صبح کے وقت حضرت علیؓ کو بتایا گیا کہ رات میں کیا حادثہ پیش آیا۔ وہ حادثہ (حضرات) طلحہ، زبیر، عائشہ اور معاویہ کے حادثہ سے زیادہ خطرناک ہے۔

Marfat.com

حضرت علیؓ نے پوچھا کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا کہ ابن عمر شام کی طرف چلے گئے ہیں۔

حضرت علیؓ فوراً بازار پہنچے اور لوگوں کو سواریوں پر ہر طرف دوڑایا۔ لوگوں میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا۔

ام کلثوم نے یہ خبر سنی تو وہ حضرت علیؓ کے پاس آئیں اور ان کو ابن عمر کے جانے کے متعلق صحیح خبر دی۔ اس پر وہ خوش ہو گئے اور لوگوں سے کہا کہ واپس چلے جاؤ۔ اللہ کی قسم! نہ ام کلثوم نے جھوٹ بولا اور نہ ابن عمر نے جھوٹ بولا۔ اللہ کی قسم! میں اسی کو معتبر سمجھتا ہوں۔ لوگ واپس چلے گئے۔

مکہ میں لوگوں کے جمع ہونے کا سبب یہ تھا کہ جب حضرت عثمانؓ محصور تھے اس وقت حضرت عائشہؓ وہاں گئی تھیں۔ حج کی ادائیگی کے بعد جب وہ مدینہ کے قصد سے روانہ ہوئیں اور مقام سرف میں ان کے ماموؤں میں سے بنی لیث کا ایک آدمی انہیں ملا جس کا نام عبید بن ابی سلمہ تھا۔ وہ ام کلاب کا بیٹا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے اس سے احوال پوچھا۔

عبید نے کہا کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیے گئے پھر آٹھ دن تک کوئی بیعت نہیں ہوئی۔

حضرت عائشہؓ نے پوچھا پھر ان لوگوں نے کیا کہا۔

عبید نے کہا کہ حضرت علیؓ کی بیعت پر سب کا اجتماع ہو گیا۔

حضرت عائشہؓ نے کہا اے کاش! یہ نہ ہوا ہوتا۔ مجھے واپس جانے دو۔ مجھے واپس جانے دو۔ پھر وہ مکہ واپس گئیں اور یہ کہتی تھیں اللہ کی قسم! عثمانؓ مظلوم قتل کیے گئے۔ اللہ کی قسم! میں ان کا خون بہا طلب کروں گی۔

عبید نے کہا کیوں؟ خدا کی قسم! جس نے سب سے پہلے انحراف کیا تھا وہ آپ ہی تھیں اور آپ ہی کہتی تھیں کہ اس نعثل کو قتل کر دو کیونکہ وہ کافر ہو چکا ہے۔

حضرت عائشہؓ نے کہا کہ باغیوں نے ان سے توبہ چاہی اور پھر قتل کیا۔ میں نے کچھ کہا تھا۔ انہوں نے بھی کچھ کہا۔ مگر میرا بعد کا قول پہلے قول سے بہتر ہے۔

ابن کلاب نے کہا۔

[آپ ہی سے آغاز ہوا۔ آپ ہی سے غبار اڑا۔ آپ ہی سے ہوائیں چلیں اور آپ ہی سے بارش ہوئی۔

آپ نے امام کے قتل کا حکم دیا اور ہم سے یہ کہا کہ وہ کافر ہو گیا ہے۔

Marfat.com

ہم نے اس کے قتل میں آپ کی فرماں برداری کی اور اس کا قاتل ہمارے نزدیک وہ ہے
جس نے حکم دیا۔

ہمارے اوپر چھت نہیں گری نہ سورج اور چاند کو گرہن لگا۔

لوگوں نے ایسی ہستی کی بیعت کی ہے جو بے وقوفوں کو ختم کر کے بچوں کو قائم رکھے۔

وہ لڑائی کے لئے اس کے کپڑے پہنتا ہے اور جو چیز مقدر ہے اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے۔]

حضرت عائشہ مکہ کی طرف واپس گئیں۔ حجرے میں جانے کا ارادہ کیا تو وہاں پردہ کر دیا گیا۔ آپ کے گرد بہت سے لوگ جمع ہو گئے تو حضرت عائشہ نے فرمایا:

''اے لوگو! مختلف شہروں کے لوگوں نے اور چشموں کے فتنہ پردازوں نے اور مدینہ کے غلاموں نے اس شہید کے خلاف ہجوم کیا اور اس پر یہ الزام لگایا کہ انہوں نے ایسے نو عمروں کو عامل بنایا ہے جن کے دودھ کے دانت بھی نہیں ٹوٹے۔ اور اس سے پہلے بھی اسی قسم کے لوگوں کا تقرر کیا۔ اور بہت سے مواقع پر ان لوگوں نے تحفظ کیا تھا۔ مگر یہ فتنہ پرداز ان کے پیچھے پڑ گئے اور ان سے جھگڑا کیا۔ جب کوئی دلیل نہ ملی نہ کوئی بہانہ ملا تو انہوں نے بغاوت کی اور انہوں نے مقدس خون بہایا۔ اور جو مال ان کے لئے حرام تھا اس کو لوٹ لیا۔ خدا کی قسم! اگر قاتلین عثمان کی تعداد اتنی ہو کہ روئے زمین پر نہ سما سکیں تو بھی حضرت عثمانؓ کی ایک انگلی ان سب سے بہتر ہے۔ خدا کی قسم! اگر ایسا ہی تھا کہ وہ ان کے کسی گناہ کی بدولت بغاوت پر آمادہ ہوئے تھے تو حضرت عثمانؓ اس گناہ سے پاک ہو گئے جس طرح سونا کھوٹ اور کپڑا میل سے صاف ہو جاتا ہے۔ جب کہ ان کو اس طرح غوطے دیئے جس طرح کپڑے کو پانی میں غوطے دیئے جاتے ہیں۔ یعنی دھویا جاتا ہے۔''

اس پر عبداللہ بن عمرو بن حضرمی نے کہا وہ مکہ مکرمہ پر حضرت عثمانؓ کا عامل تھا کہ میں سب سے پہلا خوں بہا طلب کرنے والا ہوں۔ وہ سب سے پہلا جواب دینے والا تھا۔ اس کے بعد بنو امیہ نے اس کی پیروی کی۔ یہ لوگ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد مدینہ سے بھاگ کر مکہ آ گئے تھے۔ اور حجاز میں جن لوگوں نے اس گفتگو کا آغاز کیا۔ ان میں سعید بن العاص اور ولید بن عقبہ اور سارے بنی امیہ شامل تھے۔ عبداللہ بن عامر بصرہ سے بہت مال لے کر آ گیا اور یعلی بن منیہ جو ابن منیہ کے نام

Marfat.com

سے مشہور ہے یمن سے آ گیا۔ اور اس کے ساتھ چھ سو اونٹ اور چھ لاکھ درہم تھے۔ وہ ابطح میں ٹھہرا۔

حضرات طلحہ اور زبیر مدینہ سے آ گئے اور حضرت عائشہؓ سے ملاقات کی۔

حضرت عائشہؓ نے کہا اپنے پیچھے کیا معاملہ چھوڑ کے آئے ہو؟

دونوں نے کہا کہ لوگوں کو فتنہ پردازوں اور اعراب کے خوف سے مدینہ سے بھاگتے ہوئے چھوڑ کر آئے ہیں۔ ہم ایک ایسی قوم سے جدا ہو کر آئے ہیں جو حیران و پریشان ہے نہ حق کو پہچانتی ہے نہ باطل کا انکار کرتی ہے۔ نہ اپنی جانوں کو بچا سکتی ہے۔

حضرت عائشہ نے کہا کہ انہی فتنہ پردازوں کی طرف جاؤ۔

ان سب نے کہا کہ ہم شام جاتے ہیں۔ ابن عامر نے کہا کہ شام میں معاویہ تمہاری طرف سے کافی ہوں گے۔ تم لوگ بصرہ آؤ کیونکہ وہاں میری صنعتیں ہیں اور وہاں کے لوگ طلحہ کے خواہش مند ہیں۔

ان لوگوں نے کہا اللہ تیرا برا کرے۔ اللہ کی قسم! تو مصیبت زدہ لوگوں میں نہ تھا۔ نہ لڑنے والوں میں تھا۔ نہ تو اتنی مدت بصرہ میں رہا جتنی مدت معاویہ شام میں رہے۔ اگر یہ ہوتا تو ہم تیرے ساتھ چلتے پھر کوفہ جاتے اور ان لوگوں کا راستہ روک لیتے۔

اس کا وہ جواب نہ دے سکا۔ مگر بالآخر لوگوں کی رائے یہی ہوئی کہ بصرہ چلنا چاہئے۔

ان لوگوں نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ ہم مدینہ کا خیال چھوڑتے ہیں کیونکہ ہمارے ساتھی ان فتنہ پردازوں کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ ہم ایسے شہر میں جانا چاہتے ہیں جہاں آسانی سے قابو پایا جا سکے۔ اہل بصرہ ہمارے سامنے بیعت علیؓ کا عذر پیش کریں گے۔ ہم ان کو اسی طرح توڑ لیں گے جس طرح اہل مکہ کو توڑ لیا ہے۔ اگر اللہ نے ان کا معاملہ ٹھیک کر دیا تو ہمارا مقصد پورا ہو جائے گا۔ اگر کوئی خطرہ پیش آیا تو ہم اپنی کوشش سے اس کی مدافعت کریں گے یہاں تک کہ اللہ کوئی فیصلہ کر دے۔

حضرت عائشہ نے اس مشورہ کو قبول کر لیا۔ انہوں نے عبداللہ ابن عمر کو بھی اپنے ساتھ چلنے کے لئے بلایا۔ ابن عمر نے انکار کر دیا اور یہ کہا کہ میں اہل مدینہ میں سے ہوں جو کچھ وہ کریں گے میں بھی وہی کروں گا۔

حضرت عائشہؓ کے ساتھ نبی ﷺ کی دوسری بیویاں بھی تھیں جو مدینہ کا ارادہ رکھتی تھیں۔ جب حضرت عائشہؓ کی رائے بصرہ کی ہوگئی تو انہوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ حضرت حفصہؓ نے ان کے ساتھ

Marfat.com

جانے کا قصد کیا مگر ان کے بھائی عبداللہ بن عمر نے روک دیا۔

یعلی بن منیہ نے چھ سو اونٹ اور چھ لاکھ درہم کا سامان بہم پہنچا دیا۔ ابن عامر نے بھی بہت سامال دیا۔

حضرت عائشہؓ کے منادی نے آواز لگائی کہ ام المومنینؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ بصرہ جا رہے ہیں۔ جو اسلام کی سر بلندی چاہے اور حرام کو حلال قرار دینے والوں سے جہاد کرنا چاہے اور حضرت عثمانؓ کا قصاص طلب کرنا چاہے اور اس کے پاس نہ سواری ہو نہ سامان وہ یہاں آ جائے۔ انہوں نے چھ سو آدمیوں کو چھ سو اونٹوں پر سوار کیا۔ ایک ہزار، اور ایک روایت کے مطابق مکہ اور مدینہ کے نو سو افراد نے سفر کیا۔ راستہ میں بہت سے لوگ آ کر ان سے مل گئے اور اس طرح تین ہزار افراد ہو گئے۔

عبداللہ بن عباسؓ کی والدہ ام الفضل بنت حارث نے جہینہ کے ایک آدمی کو بلایا اس کا نام ظفر تھا۔ اس کو کچھ معاوضہ دے کر اس کام پر مامور کیا کہ وہ حضرت علیؓ کو اطلاع دے دے۔ وہ ان کا خط لے کر حضرت علیؓ کے پاس گیا۔ اس اثنا میں حضرت عائشہؓ اور ان کے ساتھی مکہ سے روانہ ہو گئے۔ جب یہ لوگ شہر سے باہر آ گئے تو مروان بن حکم نے اجازت چاہی۔ پھر وہ آیا اور طلحہؓ اور زبیرؓ کے پاس ٹھہرا۔ ان سے پوچھا کہ تم دونوں میں سے خلیفہ کا سلام کس کو کروں اور نماز کی اجازت کس سے لوں۔

عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا کہ ابو عبداللہ یعنی ان کے باپ زبیر سے۔

محمد ابن طلحہ نے کہا کہ ابو محمد سے ان کی مراد اپنے باپ طلحہ سے تھی۔

حضرت عائشہؓ نے مروان کو بلوایا اور کہا کیا تو ہمارے درمیان تفرقہ ڈالنا چاہتا ہے۔ میرے بھانجے کو چاہیے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ اس سے ان کی مراد عبداللہ بن زبیر تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ لوگوں کو نماز عبدالرحمٰن بن عتاب بن اسید پڑھاتے تھے یہاں تک کہ وہ قتل کر دیئے گئے۔

معاذ بن عبید یہ کہا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم! اگر ہم کامیاب بھی ہو گئے تو آپس میں کٹ مریں گے۔ تاوقت یہ کہ زبیر، طلحہ کے حق میں اور طلحہ، زبیر کے حق میں دست بردار نہ ہو جائیں۔

امہات المومنین ذات عرق ۵ تک ساتھ رہیں پھر اسلام کے لئے روئیں۔ رونے والیوں کا ایسا رونا کبھی نہیں دیکھا گیا۔ اس دن کا نام ''یوم النحیب'' پڑ گیا۔ جب یہ لوگ ذات عرق پہنچے تو سعید بن عاص مروان بن حکم اور اس کے رفقاء ملے اس نے کہا کہ تم کہاں جا رہے ہو۔ اور اپنا قصاص

Marfat.com

اپنے پیچھے اونٹوں کے کولھوں پر چھوڑے جا رہے ہو۔ اس کا اشارہ حضرت عائشہؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کی طرف تھا۔ اس نے کہا پہلے ان کو قتل کرو اور پھر اپنے گھروں کو جاؤ۔

انہوں نے کہا کہ ہم اس لئے جا رہے ہیں کہ شاید عثمانؓ کے سب قاتلوں کو قتل کریں۔

سعید نے طلحہ اور زبیر سے تنہائی میں گفتگو کی اور ان سے کہا کہ اگر تم کامیاب ہو گئے تو خلیفہ کس کو بناؤ گے؟

انہوں نے کہا کہ ہم دونوں میں سے جس کو لوگ پسند کریں گے۔

سعید نے کہا کہ عثمانؓ کے بیٹے کو بناؤ کیونکہ تم عثمانؓ کا قصاص لینے کے لئے نکلے ہو۔

انہوں نے کہا کیا مہاجرین کے بڑی عمر والوں کو چھوڑ کر یتیموں کو یہ کام سپرد کر دیں۔

سعید نے کہا مجھے دیکھو میں یہ کوشش کر رہا ہوں کہ خلافت بنی عبد مناف سے علیحدہ کر دوں۔

سعید واپس چلا گیا۔ عبداللہ بن خالد بن اسید بھی واپس چلا گیا۔ مغیرہ بن شُعبہ نے کہا کہ سعید نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل درست ہے۔ لہٰذا قبیلہ ثقیف کے جو لوگ ہوں واپس چلے جائیں۔ مغیرہ واپس چلے گئے۔ ان کے ساتھ ان کی قوم کے لوگ بھی چلے گئے۔ انہی کے ساتھ حضرت عثمانؓ کے دو بیٹے ابان اور ولید بھی چلے گئے۔

یعلی ابن منیہ نے حضرت عائشہؓ کو ایک اونٹ پیش کیا جس کا نام عسکر تھا۔ اس کو اسّی دینار میں خریدا تھا۔ وہ اس پر سوار ہوئیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ اونٹ بنی عرینہ کے ایک شخص نے پیش کیا تھا۔ اس عرنی کا یہ بیان ہے کہ میں ایک اونٹ پر سفر کر رہا تھا کہ مجھے ایک سوار ملا اور اس نے کہا کیا تم اپنا اونٹ بیچتے ہو۔ میں نے کہا ''ہاں، ایک ہزار درہم میں۔''

اس نے کہا ''کیا تو دیوانہ ہے؟''

میں نے کہا ''اللہ کی قسم! میں نے اس پر سوار ہو کر جب کسی کا پیچھا کیا تو اس کو پکڑ لیا اور جب میں اس پر سوار ہو کر روانہ ہوا تو مجھے کوئی نہ پکڑ سکا۔''

اس نے کہا کہ ''اے کاش تو جانتا کہ ہم یہ اونٹ کس کے لئے خرید رہے ہیں۔ ہم اس کو ام المومنین عائشہؓ کے لئے خرید رہے ہیں۔''

میں نے کہا ''پھر تم بلا قیمت لے لو۔''

Marfat.com

اس نے کہا "ساتھ آؤ ہم تمہیں ایک اونٹنی اور کچھ درہم اس کے عوض دیں گے۔"

اس نے کہا کہ میں اس کے ساتھ گیا اس نے مجھ کو ایک مہریہ اونٹنی اور چار سو یا چھ سو درہم دیئے اور مجھ سے کہا کہ اے عرنی بھائی کیا تم ہماری رہنمائی کر سکتے ہو؟

میں نے کہا کہ میں بہترین رہنما ہوں۔ ان لوگوں نے مجھ سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو۔ میں ان کے ساتھ چلا۔ جب کسی وادی پر پہنچتے تھے تو وہ اس کے متعلق دریافت کرتے تھے۔ جب حوأب کے چشمے پر پہنچے تو کتے بھونکے۔ ان لوگوں نے کہا کہ یہ کونسا چشمہ ہے؟

میں نے کہا حوأب ہے۔

اس پر حضرت عائشہؓ زور سے چلائیں اور کہا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ خدا کی قسم میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا جب کہ ان کی بیویاں ان کے پاس تھیں۔ اے کاش میں جانتا کہ تم میں سے وہ کون ہے جس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے۔

حضرت عائشہ نے اپنے اونٹ کے بازو پر مارا اور اس کو بٹھا دیا اور کہا۔ مجھے واپس جانے دو۔ اللہ کی قسم! حوأب کے چشمے والی میں ہی ہوں۔ وہ سب ان کے چاروں طرف بیٹھ گئے۔ ایک دن ایک رات بیٹھے رہے۔ عبداللہ بن زبیر نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ عُرنی جھوٹا ہے۔ یہ گفتگو ختم نہ ہونے پائی تھی کہ ابن زبیر نے کہا بچاؤ! بچاؤ! علیؓ بن ابی طالب کا لشکر تمہارے سروں پر پہنچ چکا ہے۔

انہوں نے بصرہ کی طرف کوچ کیا۔ جب وہ اس کے مضافات میں پہنچے تو عمیر بن عبداللہ تمیمی سے ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا "اے ام المومنین! میں آپ کو اللہ کی قسم دلاتا ہوں آپ آج آگے نہ جائیں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ کسی شخص کو قاصد بنا کر آگے بھیجیں۔ اس کے لئے ابن عامر مناسب ہیں کیونکہ بصرہ میں ان کی زمینیں اور مکانات وغیرہ ہیں۔ ابن عامر کو چاہیے کہ بصرہ جا کر لوگوں میں تلقین کریں اور ان کو بتلائیں کہ آپ کی آمد کا کیا مقصد ہے۔"

حضرت عائشہؓ نے اس کو بصرہ بھیج دیا۔ وہ لوگوں کے پاس گیا۔ حضرت عائشہؓ نے بصرہ کے نمایاں افراد کو خطوط لکھے۔ ان میں احنف بن قیس، صبرہ بن شیمان جیسے لوگ تھے۔ وہ خود حُفَیر میں قیام پذیر ہوئیں اور جواب کا انتظار کرنے لگیں۔

جب اہل بصرہ کو یہ خبر ملی تو عثمان بن حُنیف نے عمران بن حصین کو جو ایک عام درجہ کا آدمی تھا

Marfat.com

اس کو ابوالاسود کے ساتھ حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجا۔ ابوالاسود حضرت علیؓ کا خاص آدمی تھا۔ ان دونوں سے کہا کہ اس عورت کے پاس جاؤ اور اس کو اپنے خیالات سے آگاہ کرو اور خود اس کے خیالات بھی معلوم کرو۔

وہ دونوں حُفَیر پہنچے۔ حضرت عائشہ نے ان کو اجازت دی وہ ان کے سامنے گئے اور سلام کر کے کہا کہ ہمارے امیر نے آپ کی طرف یہ معلوم کرنے کے لئے بھیجا ہے کہ آپ کے اس سفر کا مقصد کیا ہے۔ کیا آپ جاسوس ہیں؟

حضرت عائشہؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! مجھ جیسی عورت کسی خفیہ مقصد کے لئے سفر نہیں کر سکتی۔ اولاد سے کوئی بات چھپائی نہیں جاتی۔ مفسدوں نے اور قبیلوں کے جھگڑالو لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے حرم (مدینہ) میں جنگ کی۔ اس میں فتنے اٹھائے گئے، بدعتیں رائج کیں۔ فتنہ پردازوں کو حرم میں پناہ دی۔ ان پر اللہ کی لعنت ہو۔ انہوں نے مسلمانوں کے امام کو قتل کر دیا ہے جو بالکل بے گناہ تھا۔ انہوں نے حرام خون کو حلال کر دیا۔ انہوں نے خون ریزی کی جو مال ان کے لئے حرام تھا اس کو لوٹا۔ حرم (مدینہ) میں ماہ حرام (ذی الحجہ) میں خون ریزی کی۔ میں مسلمانوں کے پاس اس لئے آئی ہوں کہ یہ بتادوں کہ جو لوگ ہمارے پیچھے ہیں وہ کیسے ہیں اور اب ان کی اصلاح ناممکن ہے۔ اور میں نے یہ آیت تلاوت کی۔

لا خیر فی کثیر من نجواھم ۖ [ان کی اکثر سرگوشیوں میں کوئی بھلائی نہیں۔]

یہ ہماری حالت ہے ہم تمہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں۔

یہ سن کر عمران اور ابوالاسود وہاں سے طلحہ کے پاس آئے اور کہا کہ تم یہاں کیوں آئے ہو؟

طلحہ نے کہا عثمانؓ کے خون بہا کا مطالبہ کرنے۔

دونوں نے پوچھا کیا تم نے علیؓ کی بیعت نہیں کی؟ طلحہ نے کہا کہ بیعت اس حالت میں کی تھی کہ تلوار میری گردن پر لٹک رہی تھی اور میں علیؓ کی بیعت نہیں توڑوں گا۔ بشرطیکہ وہ ہمارے اور قاتلین عثمانؓ کے درمیان حائل نہ ہوں۔ پھر دونوں زبیر کے پاس آئے اور جو بات طلحہ سے پوچھی تھی وہی ان سے پوچھی۔ زبیر نے بھی وہی جواب دیا۔ وہ دونوں عثمان بن حُنیف کے پاس آئے اور منادی نے کوچ کی آواز لگائی اور ابوالاسود نے عمران سے پیشتر یہ کہا۔

یا ابن حُنیف قد اتیت فانفر   وطاعن القوم وجالدو اصبر

وبرز لھم مستلئما وشمر

Marfat.com

[اے ابن حُنیف تو یہاں آچکا ہے تو جنگ کے لئے نکل اور لوگوں کے جسم میں نیزہ پیوست کر۔ ان سے لڑائی کر اور ثابت قدم رہ۔ اور اپنی آستینیں چڑھا کر ان کو اچھی طرح مزہ چکھا دے۔]

عثمان نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون ۔قسم ہے پروردگار کعبہ کی! اسلام کی چکی اب چل چکی ہے۔ دیکھو کون سا پاٹ گرے گا۔ عمران نے کہا خدا کی قسم! یہ جنگ تمہیں مہنگی پڑے گی۔ عثمان نے کہا پھر تمہیں کوئی مشورہ دو۔ عمران نے کہا کہ میں تم سے جدا ہو کر اپنے گھر میں بیٹھتا ہوں۔ عثمان نے کہا کہ میں انہیں اس وقت تک روکوں گا جب تک امیر المومنین نہیں آتے۔

عمران اپنے گھر چلا گیا اور عثمان مقابلہ کی تیاری کرنے لگا۔

ھشام بن عامر اس کے پاس آیا اور کہا کہ تو جس کام کا ارادہ کر رہا ہے وہ اس برائی کی طرف لے جائے گا۔ جس کو تُو ناپسند کرتا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسا زخم ہے جو کبھی مندمل نہ ہوگا۔ اور ایسا اختلاف ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔ لہٰذا علیؓ کا حکم آنے تک ان لوگوں سے جھگڑا مول نہ لے۔

عثمان نے ھشام کی یہ رائے ماننے سے انکار کر دیا اور لوگوں میں یہ اعلان کرا دیا کہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ اور اسلحہ سے آراستہ ہونے کا حکم دیا۔ وہ مسجد میں جمع ہوئے۔ تو اس نے سامان ٹھیک کرنے کا حکم دیا اور ایک کوفی کو حکم دیا جو قیس قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا اور فریب دینے میں ماہر تھا۔ اس نے لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے یہ تقریر کی۔

''اے لوگو! میں قیس بن العقد یہ حُمیسی ہوں۔ اگر یہ لوگ اپنی جانوں کے خوف سے آئے ہیں تو یہ اس جگہ سے آئے ہیں جہاں پرندے تک محفوظ ہیں۔ اور اگر یہ لوگ عثمانؓ کا قصاص لینے آئے ہیں تو ہم عثمانؓ کے قاتل نہیں ہیں۔ تم میرا حکم مانو اور جہاں سے آئے ہیں ان کو وہیں واپس کر دو۔''

پھر اسود بن سریع سعدی کھڑا ہوا اور اس نے کہا۔

''کیا ان کا یہ خیال ہے کہ ہم عثمانؓ کے قاتل ہیں۔ نہیں! وہ تو ہمارے پاس صرف قاتلین عثمانؓ کے خلاف ہم سے اور دوسروں سے مدد لینے آئے ہیں۔''

اس پر لوگوں نے شور مچایا تو عثمان نے یہ سمجھ لیا کہ بصرہ میں ان کے مددگار موجود ہیں۔ اس

Marfat.com

سے اس کے دل میں خوف پیدا ہو گیا۔

حضرت عائشہؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مربد کے بالائی حصہ سے داخل ہوئیں اور وہاں قیام کیا۔ دوسری طرف عثمان اہل بصرہ میں سے اپنے طرفداروں کے ساتھ وہاں پہنچا۔ اور بصرہ میں جو لوگ حضرت عائشہؓ کے حامی تھے وہ ان کے لشکر میں آ گئے۔ جب سب لوگ مربد میں جمع ہو گئے تو حضرت طلحہؓ نے تقریر کی وہ مربد کے داہنی طرف تھے اور عثمان بائیں طرف تھا۔ لوگوں نے ایک دوسرے کو ان کی تقریر سننے کے لئے خاموش کیا۔ طلحہ نے پہلے حمد و ثنا بیان کی اور پھر حضرت عثمانؓ کا ذکر کیا اور لوگوں کو خوں بہا لینے پر آمادہ کیا۔

اسی طرح کی تقریر زبیرؓ نے کی۔ جو لوگ مربد کے داہنی طرف تھے انہوں نے کہا کہ سچ ہے اور نیکی کی طرف بلایا ہے اور جو لوگ بائیں طرف تھے انہوں نے کہا کہ بالکل غلط ہے انہوں نے غداری کی ہے اور باطل کا حکم دے رہے ہیں۔ ان دونوں نے پہلے حضرت علیؓ کی بیعت کی اور اب یہ کہہ رہے ہیں۔ لوگوں نے غل مچایا اور ان میں ہیجان پیدا ہو گیا۔

اس موقع پر حضرت عائشہؓ نے تقریر فرمائی آپ کی آواز بہت بلند تھی۔ انہوں نے اللہ کی تعریف کی اور کہا:

"لوگ عثمانؓ پر بہتان باندھتے تھے اور ان کے عاملوں کو مجرم قرار دیتے تھے۔ وہ لوگ مدینہ میں آتے تھے اور ہم سے مشورہ کرتے تھے اور ہم کو ان کے متعلق خبر دیتے تھے۔ ہم ان خبروں پر غور کرتے تھے اور عثمانؓ کو بے گناہ پاتے تھے۔ البتہ ان خبر دینے والوں کے متعلق معلوم ہوتا تھا کہ وہ فاجر ہیں، غدار ہیں، جھوٹے ہیں اور واقعہ کے خلاف بیان کر رہے ہیں۔ جب ان لوگوں نے قوت جمع کر لی تو ان کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور انہوں نے اس خون کو حلال کر لیا جس کا بہانا حرام ہے، جس مہینے میں خون بہانا حرام، جس شہر میں خون بہانا حرام ہے اور اس کے لئے کوئی عذر نہ تھا۔ جو کچھ انہوں نے کیا وہ تمہیں مناسب نہیں ہے بجز اس کے تم قاتلین عثمانؓ سے قصاص لو اور حدود اللہ کو نافذ کرو۔"

آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اَلَم تَرَ اِلَی الَّذِینَ اوتوا نَصیبًا مِنَ الکِتٰبِ یُدعَونَ اِلیٰ کِتٰبِ اللہِ لِیَحکُمَ

Marfat.com

بَینَهُم ثُمَّ یَتَوَلّیٰ فَرِیقٌ مِنهُم وَهُم مُعرِضُونَ. ؎

[تم نے نہیں دیکھا کہ جن لوگوں کو کتاب کے علم میں سے کچھ حصہ ملا ہے ان کا حال کیا ہے۔ انہیں جب کتاب الٰہی کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو ان میں سے ایک فریق اس سے پہلوتہی کرتا ہے اور اس فیصلے کی طرف آنے سے منہ پھیر جاتا ہے۔]

اس تقریر کو سن کر عثمان بن حُنیف کے ساتھیوں میں پھوٹ پڑ گئی۔ ان میں سے ایک گروہ نے کہا کہ حضرت عائشہؓ نے سچی بات کہی ہے اور نیکی کی طرف دعوت دی ہے۔ دوسرے گروہ نے کہا کہ تم جھوٹے ہو۔ اللہ کی قسم جو تم کہہ رہے ہو ہم نے نہیں سمجھا۔ پس شور غوغا شروع ہو گیا۔

جب حضرت عائشہؓ نے یہ دیکھا تو وہ اس جگہ سے ہٹ گئیں اور داہنے بازو کے لوگ بھی ہٹ گئے۔ عثمان بن حُنیف سے دور جا کر مربد کے اس مقام پر فروکش ہوئیں جہاں چمڑے کے کاروباری رہتے تھے۔ عثمان کے کچھ ساتھی حضرت عائشہؓ کے پاس آ گئے کچھ عثمان کے ساتھ رہے۔

جاریہ بن قدامہ سعدی حضرت عائشہؓ کے پاس آیا اور کہا ''اے ام المومنین! اللہ کی قسم! عثمانؓ کی شہادت ہمارے لئے آسان ہے۔ البتہ آپ کا گھر سے اس ملعون اونٹ پر ہتھیار سج کر نکلنا نہایت تکلیف دہ ہے۔ اللہ نے آپ کو پردے میں رہنے اور اپنی حرمت برقرار رکھنے کا حکم دیا ہے مگر آپ نے پردہ ترک کر دیا اور اپنی حرمت کو نقصان پہنچایا۔ جو آپ سے جنگ جائز سمجھتا ہے وہ آپ کے قتل کو بھی جائز سمجھے گا اگر آپ اپنے اختیار سے آئی ہیں تو اپنے گھر چلی جائیے اور اگر آپ کو مجبور کر کے لایا گیا ہے تو لوگوں سے مدد مانگئے کہ وہ یہاں سے آپ کو لے جائیں۔

اسی اثنا میں بنی سعد کا ایک نوجوان (حضرت) طلحہ اور (حضرت) زبیر کے پاس آیا اور کہا کہ اے زبیر! کیا تم رسول اللہ ﷺ کے حواری نہیں ہو؟ اے طلحہ! کیا تم نے اپنے ہاتھ رسول اللہ ﷺ کو نہیں بچایا تھا؟ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تم دونوں کی ماں تمہارے ساتھ ہیں۔ کیا تم اپنی بیویوں کو بھی اپنے ساتھ لائے ہو؟ طلحہ اور زبیر نے کہا کہ نہیں! نوجوان نے کہا تو میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا۔ وہ نوجوان وہاں سے چلا گیا اور یہ شعر پڑھے۔

[تم نے اپنی بیویوں کو محفوظ رکھا اور اپنی ماں کو یہاں کھینچ لائے۔ تمہاری جان کی قسم! یہ تو بڑی ناانصافی ہے۔

Marfat.com

عورت کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے گھر میں دامن گھسیٹتی ہوئی چلے نہ یہ کہ جنگل جنگل ماری ماری پھرے۔
مقصد یہ ہے کہ اس کے بیٹے اس کو بچانے کے لیے نیزوں، تیروں اور تلواروں سے لڑیں۔
اس کے پردوں نے طلحہ اور زبیر کی بھی پردہ دری کردی اور یہ خبر ان کی طرف سے پھیلائی جارہی ہے اور یہ کافی ہے۔]

حُکیم بن جبلہ عبدی آیا۔ وہ سواروں کا سردار تھا۔ اس نے جنگ شروع کردی۔ حضرت عائشہؓ کے ساتھیوں نے بھی اپنی مدافعت شروع کی۔ حُکیم اپنے سواروں کو اکسا رہا تھا اور خود گھوڑا دوڑا رہا تھا۔ ان لوگوں نے گلی کے نکڑ پر بھی جنگ شروع کردی۔ حضرت عائشہؓ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ بنو مازن کے مقبرہ میں پناہ لیں۔ اب رات ہو چکی تھی۔ عثمان اپنے قصر کی طرف واپس چلا گیا۔ حضرت عائشہؓ کے ساتھی رسدگاہ کے ایک طرف چلے گئے۔

صبح کے وقت حُکیم گالیاں دینے لگا۔ اس کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ قبیلہ عبدالقیس کے ایک آدمی نے اس سے پوچھا کہ تو کس کو گالیاں دے رہا ہے؟ حُکیم نے کہا عائشہ کو۔ قیسی نے کہا کہ اے خبیث عورت کے بیٹے! کیا تو ام المومنین کو گالیاں دے رہا ہے؟ حُکیم نے اس کو قتل کردیا۔ پھر ایک عورت گزری اور وہ گالیاں دے رہا تھا۔ اس عورت نے بھی کہا اے خبیث عورت کے بیٹے! کیا تو ام المومنین کو گالیاں دے رہا ہے؟ حُکیم نے اس عورت کو بھی نیزہ مارا اور قتل کردیا۔ پھر آگے بڑھا اور رسد گاہ کے پاس لڑائی شروع ہوگئی۔ یہ لڑائی بہت سخت تھی۔ یہاں تک کہ دن ڈھل گیا۔ عثمان بن حُنیف کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ اور دوسری طرف بھی بہت مارے گئے۔ جب عثمان کی قوت ٹوٹ گئی تو اس کے آدمیوں نے صلح کی درخواست کی۔ فریق ثانی نے قبول کرلیا۔ اس کے بعد ایک معاہدہ لکھا گیا کہ ایک قاصد مدینہ بھیجا جائے گا اور وہاں کے باشندوں سے یہ دریافت کیا جائے گا کہ آیا طلحہ اور زبیر نے جبریہ بیعت کی تھی۔ اگر یہ درست ہے تو عثمان بن حُنیف بصرہ سے نکل جائے گا اور شہر طلحہ اور زبیر کے لئے خالی کردیا جائے گا۔

ان شرائط پر ایک معاہدہ لکھا گیا اور کعب بن سُور مدینہ گیا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو لوگ جمع ہوگئے۔ وہ جمعہ کا دن تھا وہ کھڑا ہوا اور کہا "میں اہل بصرہ کا قاصد ہوں۔ ہم اہل بصرہ تم سے یہ دریافت کرتے ہیں کہ کیا طلحہ اور زبیر کو حضرت علیؓ کی بیعت پر مجبور کیا گیا تھا یا انہوں نے خوشی سے بیعت کی تھی۔

Marfat.com

اسامہ بن زید کے سوا اس کو کسی نے جواب نہیں دیا۔ وہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ان دونوں سے جبریہ بیعت لی گئی تھی۔

تمام بن عباس نے حکم دیا اور سہل بن حُنیف اور بہت سے آدمی ان پر جھپٹے۔ صہیب، ابو ایوب اور رسول اللہ ﷺ کے بہت سے صحابہ بہ شمول محمد بن مسلمہ نے یہ دیکھا کہ اسامہ کی جان کو خطرہ ہے تو ان کو بچانے کو آگے بڑھے۔ انہوں نے کہا کہ اے اللہ! ہاں! (یعنی طلحہ اور زبیر کو بیعت کے لئے مجبور کیا گیا تھا)۔ صہیب، اسامہ کا ہاتھ پکڑے اپنے گھر لے گئے۔ اور ان سے کہا کیا تم میں اتنا حوصلہ نہ تھا کہ ہماری طرح خاموش رہتے۔ اسامہ نے کہا میرا خیال یہ نہیں تھا کہ معاملہ اس حد تک بڑھ جائے گا۔ کعب واپس چلا گیا۔

حضرت علیؓ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے عثمان کو ایک خط لکھا:

''اللہ کی قسم! دونوں کو کسی فرقہ بندی کے لئے مجبور نہیں کیا گیا تھا بلکہ جماعت کے مفاد میں مجبور کیا گیا تھا۔ اگر وہ بیعت توڑنا چاہتے ہیں تو ان کے پاس کوئی عذر نہیں ہے۔ اگر وہ کچھ اور چاہتے ہیں تو ہم اس پر غور کریں گے۔''

حضرت علیؓ کا خط عثمان کے پاس پہنچا اور کعب بن سور بھی وہاں پہنچا تو اس نے عثمان سے کہا کہ بصرہ خالی کر دو۔ تو اس نے خط کو حجت بنایا اور کہا کہ یہ دوسرا معاملہ ہے اور معاہدہ میں اس کا ذکر نہیں تھا۔

طلحہ اور زبیر نے اندھیری رات میں جب آندھی چل رہی تھی اور بارش ہو رہی تھی لوگوں کو اکٹھا کیا اور مسجد کا ارادہ کیا۔ عشاء کی نماز کے ٹھیک وقت پر وہاں پہنچے۔ اہل بصرہ نماز تاخیر سے ادا کرتے تھے۔ لہٰذا عثمان دیر سے آیا۔ طلحہ اور زبیر نے عبدالرحمٰن بن عتاب کو (نماز کی امامت کے لئے) آگے بڑھا دیا۔ اس پر جاٹوں اور کسانوں نے ہتھیار اٹھا لئے اور ان پر حملہ کر دیا۔ اور مسجد میں لڑائی شروع کر دی۔ فریق ثانی نے بھی مقابلہ کیا اور ان کے چالیس آدمی قتل کر دیے۔

طلحہ اور زبیر نے کچھ آدمیوں کو عثمان بن حُنیف کی طرف بھیجا اور وہ اس کو گھر سے نکال کر لائے۔ جب وہ ان دونوں کے سامنے پہنچا تو اس کے چہرے پر کوئی بال نہ تھا (یعنی جنہوں نے عثمان کو پکڑا تھا انہوں نے اس کے سر، داڑھی کے بال مونڈھ دیے تھے)۔ یہ معاملہ ان دونوں کو برا لگا اور انہوں نے اس کو عائشہؓ کے پاس بھیج دیا اور پورے معاملہ کی اطلاع دی۔ انہوں نے کہا کہ اس کا راستہ نہ روکو۔

Marfat.com

یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب عثمان کو گرفتار کر کے حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجا تا کہ ان کی رائے معلوم کریں۔ تو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ اس کو قتل کر دو۔ ایک عورت نے کہا میں آپ کو خدا کی قسم دلاتی ہوں۔ عثمان کو رسول اللہ کا شرف صحبت حاصل ہے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ اس کو قید کر دو۔ مجاشع بن مسعود نے کہا کہ اس کو مارو اور اس کی داڑھی اس کی بھنویں پلکیں اکھیڑ لو۔

انہوں نے اس کو چالیس کوڑے مارے۔ اس کی داڑھی بھنویں پلکیں نوچ ڈالیں اور اس کو آزاد کر دیا۔ ان لوگوں نے بیت المال عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو سونپ دیا۔

عثمان کے نکالے جانے کے بارے میں اور بھی روایتیں ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب حضرت عائشہؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ بصرہ آئے تو حضرت عائشہؓ نے زید بن صوحان کو یہ خط لکھا۔

حبیبہ رسول اللہ ﷺ ام المومنین عائشہؓ کی طرف سے ان کے پر خلوص بیٹے زید بن صوحان کے نام۔ ''اما بعد! جب میرا خط تمہیں ملے تو تم آ کر ہماری مدد کرو۔ اگر مدد نہ کر سکو تو حضرت علیؓ کے طرف داروں کو ان سے جدا کر دو۔''

زید نے جواب میں یہ خط لکھا ''اما بعد! میں آپ کا مخلص بیٹا ہوں بشرطیکہ آپ ان سے جدا ہو جائیں اور اپنے گھر واپس چلی جائیں۔ ورنہ میں پہلا شخص ہوں گا جو آپ کی نافرمانی کرے گا۔''

زید نے یہ بھی کہا کہ اللہ ام المومنینؓ پر رحم کرے۔ ان کو حکم دیا گیا کہ خانہ نشین رہیں۔ ہم کو حکم دیا گیا تھا کہ جہاد کریں۔ انہوں نے اس کام کو چھوڑ دیا جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا اور انہوں نے ہمیں یہ حکم دیا کہ ہم خانہ نشین ہو جائیں اور خود وہ کام کیا جس کا ہمیں حکم دیا گیا تھا (یعنی جہاد)۔

حضرت عائشہؓ کی تشریف آوری کے وقت بصرہ کا حاکم عثمان بن حُنیف تھا۔ اس نے (حضرت طلحہ اور زبیر کے ساتھ) آنے والوں سے کہا کہ تم نے اپنے فرماں روا کے خلاف خروج کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم ان (حضرت علیؓ) کو اپنے سے زیادہ مستحق نہیں سمجھتے اور جو کچھ انہوں نے کیا ہے وہ ظاہر ہے۔ عثمان نے کہا کہ میں ان کو خط لکھوں اور جو کچھ تمہاری وجہ سے رونما ہو رہا ہے اس کی اطلاع دوں۔ اور جب تک اس خط کا جواب نہ آئے میں لوگوں کو نماز پڑھاؤں گا۔ وہ لوگ مان گئے۔ اس نے خط لکھ دیا مگر دو تین دن کے بعد ہی رسد گاہ کے قریب اس پر حملہ کر کے اس کو قابو میں کر لیا۔ وہ اس کو قتل کرنا چاہتے تھے مگر انصار کے غصہ سے ڈر گئے۔ اس کے سر اور داڑھی کے بال نوچ

Marfat.com

ڈالے بھنویں بھی نوچ ڈالیں، اس کو کوڑے مارے اور قید کر دیا۔

طلحہؓ اور زبیرؓ خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور کہا:

''توبہ دل سے ہوتی ہے۔ ہم نے یہ ارادہ کیا تھا کہ امیر المومنینؓ حضرت عثمانؓ کو ان غلطیوں سے آگاہ کریں مگر بے وقوف لوگ غالب آ گئے۔ انہوں نے ان کو قتل کر دیا۔''

لوگوں نے طلحہؓ سے کہا کہ اے ابو محمد! تمہارے خط ہمارے پاس اس کے بغیر آتے تھے۔ زبیرؓ نے کہا کیا میرا کوئی خط بھی ان کے بارے میں آیا؟ اس کے بعد حضرت عثمانؓ کی شہادت کا ذکر کیا اور حضرت علیؓ کے عیوب گنوائے۔ عبدالقیس کا ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ اے آدمی! چپ رہ! جب تک ہم کچھ بولیں۔ وہ خاموش ہوئے تو اس عبدی نے کہا:

''اے مہاجرین! تم ان لوگوں میں سب سے پہلے ہو جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا اقرار کیا۔ تمہارے لئے یہ فضیلت تھی۔ پھر جس طرح تم اسلام میں داخل ہوئے تھے بہت سے لوگ اسلام میں داخل ہوئے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تم لوگوں نے ایسے شخص کی بیعت کی جو تمہیں میں سے تھا۔ ہم اس پر راضی ہو گئے اور ہم نے تسلیم کیا تم نے اس معاملہ میں ہم سے کوئی مشورہ نہیں کیا۔ ہم راضی ہو گئے اور تسلیم کر لیا۔ جب اس کی وفات ہوئی اس نے تمہارا معاملہ چھ آدمیوں پر چھوڑا۔ تم نے عثمانؓ کو منتخب کیا اور ہمارے مشورہ کے بغیر ان کی بیعت کر لی۔ پھر ان کی کچھ باتیں تمہیں ناگوار گزریں اور تم نے انہیں ہمارے مشورہ کے بغیر قتل کر دیا۔ پھر تم نے ہمارے مشورے کے بغیر علیؓ کی بیعت کر لی۔ پھر اب کیا معاملہ ہے جو تم ان کے خلاف ہو گئے ہو۔ اور ہم ان سے کیوں لڑیں۔ کیا انہوں نے مال غنیمت پر قبضہ کر لیا ہے۔ یا حق کے خلاف کوئی عمل کیا ہے۔ یا کوئی ایسی بات ہے جو تمہیں ناگوار ہے کہ ہم تمہارے ساتھ ہو جائیں۔ ورنہ یہ کیا معاملہ ہے۔''

لوگ اس کے قتل پر آمادہ ہو گئے مگر اس کے قبیلہ والوں نے اس کو بچا لیا۔ دوسرے دن لوگوں نے اس پر اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کیا اور ستر آدمی قتل کر دیئے۔

عثمان سے بصرہ کا قبضہ لینے کے بعد طلحہؓ اور زبیرؓ وہاں رہے۔ ان کے پاس بیت المال تھا۔ پہرہ دار بھی تھے اور لوگ بھی ان کے ساتھ ہو گئے تھے۔

Marfat.com

جو معاملہ عثمان بن حُنیف کے ساتھ گزرا تھا اس کی خبر حکیم بن جبلہ کو پہنچی تو اس نے کہا کہ اگر میں اس کی مدد نہ کروں تو میرے دل میں خدا کا خوف نہیں ہے۔ حکیم بن جبلہ، عبدالقیس کی ایک جماعت کے ساتھ اور ربیعہ کے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کی پیروی کرتے تھے، رسد گاہ کی طرف بڑھا۔ وہاں پر کھانا موجود تھا۔ عبداللہ بن زبیر نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے ساتھیوں کو کھلا دیں۔ عبداللہ نے اس سے کہا کہ تیرا کیا ارادہ ہے؟ حکیم نے کہا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ اس کھانے کو کھائیں اور تم عثمان کو آزاد کر دو۔ وہ دارالامارہ میں اس وقت تک رہے جب تک حضرت علیؓ کا خط آئے اور یہ تم اپنے معاہدہ میں لکھ چکے ہو۔ اللہ کی قسم! اگر مجھے مددگار مل گئے تو میں تم سے اس معاملہ میں راضی نہیں ہونے کا۔ تاوقتیکہ ان لوگوں کے بدلہ میں جنہیں تم نے قتل کیا ہے میں تمہیں قتل نہ کروں۔ اور تم نے آج اس حال میں صبح کی ہے کہ جن لوگوں کو تم نے قتل کیا ان کے بدلہ میں تمہارا خون ہمیں حلال ہے۔ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے ہو کہ خون بہانے کو حلال سمجھتے ہو۔

عبداللہ نے کہا کہ ہم عثمانؓ کے خون کا بدلہ لے رہے ہیں۔

حکیم نے کہا کہ جن لوگوں کو تم نے قتل کیا ہے کیا انہوں نے عثمانؓ کو قتل کیا تھا۔ کیا تم اللہ کے عذاب سے نہیں ڈرتے ہو؟

عبداللہ نے اس سے کہا کہ ہم اس کھانے سے تمہیں کچھ نہیں دیں گے اور نہ اس وقت تک عثمان کو چھوڑیں گے جب تک تم حضرت علیؓ کا ساتھ نہ چھوڑو۔

حکیم نے کہا کہ تم معتبر آدمی ہو۔ اس کی شہادت دو۔ اور اپنے آدمیوں سے کہا کہ مجھے ان لوگوں سے لڑنے میں کسی قسم کا شک نہیں ہے۔ جس کو شک ہو وہ واپس چلا جائے۔ یہ کہہ کر آگے بڑھا اور ان سے جنگ شروع کر دی۔ طلحہؓ اور زبیرؓ نے کہا کہ سب تعریف اللہ کی ہے جس نے بصرہ کے وہ سب لوگ یہاں جمع کر دیئے ہیں جن سے ہم خون بہا لینا چاہتے ہیں۔ اے اللہ! ان میں سے کسی کو باقی نہ رکھ۔ سخت خون ریز جنگ ہوئی۔ حکیم کے ساتھ چار سردار تھے۔ حکیم خود طلحہؓ کے مقابل تھا۔ ذریح، زبیرؓ کے مقابل تھا۔ ابن المحترش، عبدالرحمٰن بن عتاب کے مقابل تھا۔ حرقوص بن زہیر، عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کے مقابل تھا۔ طلحہ نے حکیم کا مقابلہ کیا۔ اس کے ساتھ تین سو آدمی تھے۔ حکیم تلوار چلانے لگا۔ اور یہ کہتا جاتا تھا۔

Marfat.com

[عاسی نوجوان کی طرح میں ان کو خشک چیز سے مارتا ہوں۔
زندگی سے مایوس ہو کر میں کھڑکیوں سے جھانک رہا ہوں۔]

ایک شخص نے اس کے پاؤں پر تلوار ماری اور اس کو کاٹ دیا۔ اس نے اپنے پاؤں کو علیحدہ کر دیا اور اس آدمی پر پھینک مارا وہ گر پڑا۔ حکیم اس کے پاس پہونچا اور اس کو قتل کر دیا پھر اس پر تکیہ لگا کے بیٹھا اور کہا۔

[اے میری پنڈلی! تو ہرگز نہ ڈرے گی کیونکہ میرے ساتھ میرا ہاتھ ہے جس سے میں اپنی
گردن کی حفاظت کروں گا۔]

اس نے یہ بھی کہا کہ

[اگر میں مر جاؤں تو میرے لئے کوئی عار نہیں۔ عار فرار ہونے والوں کے لئے ہے۔
ہلاک ہو جانے سے شرافت کی رسوائی نہیں ہوتی۔]

حکیم کے پاس سے ایک شخص گزرا۔ وہ اپنا سر دوسری لاش پر جھکائے ہوئے تھا۔ تو اس شخص نے پوچھا اے حکیم تیرا کیا حال ہے؟ حکیم نے کہا کہ میں قتل ہو چکا ہوں۔ اس آدمی نے کہا تجھے کس نے قتل کیا؟ حکیم نے کہا کہ میرے تکیہ نے (یعنی میں جس کی لاش پر جھکا ہوا ہوں)۔

اس آدمی نے اس کو اٹھا لیا۔ اور اس کے ستر ساتھیوں کے پاس پہنچا دیا۔ حکیم ایک ٹانگ کے سہارے کھڑا ہوا اور تقریر کی۔ باوجود یہ کہ وہاں تلواریں چل رہی تھیں اور س کی زبان میں لکنت نہ تھی۔ وہ یہ کہہ رہا تھا۔

''ہم نے طلحہؓ اور زبیرؓ کو پیچھے ہٹا دیا۔ انہوں نے علیؓ کی بیعت کی تھی اور ان کی اطاعت کا وعدہ کیا تھا۔ پھر وہ ان کے مخالف ہو گئے اور عثمانؓ کے خون کا مطالبہ کر کے لڑنے لگے اور ہمارے درمیاں پھوٹ ڈال دی۔ ہمارے گھر بھی تھے اور ہمارے ہمسایہ بھی تھے۔ اے اللہ! ان دونوں نے عثمانؓ کے قصاص کا ارادہ نہیں کیا۔''

ایک منادی نے پکار کر کہا:

''اے خبیث! تو نے اپنے ساتھیوں کو پریشان کیا جنہوں نے تجھ کو مقرر کیا۔ جبکہ اللہ کے عذاب نے تجھے گرفت میں لے لیا، اس ارتکاب کی وجہ سے جو تم نے امام مظلوم

Marfat.com

کے خلاف کیا اور تم نے جماعت میں پھوٹ ڈال دی اور تم نے خونریزی کی۔ اب اللہ کے عذاب کا مزہ چکھ اور اس کا انتقام دیکھ۔'' پھر یہ آیت پڑھی وقتلو او قتل معھم۔

حُکیم کو یزید بن اسحم حُدانی نے قتل کیا۔ یزید اور اس کے بھائی کعب کے مقتولوں میں حکیم تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کو جس شخص نے قتل کیا اس کا نام ضُخیم تھا۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا اشرف اور اس کا بھائی رعل بن جبلہ بھی قتل ہوئے۔

جب حُکیم قتل ہو گیا تو لوگوں نے عثمان بن حُنیف کے قتل کا بھی ارادہ کیا۔ اس نے ان سے کہا کہ سہل مدینہ میں ہے اگر تم مجھے قتل کرو گے تو میں اس سے مدد مانگوں گا انہوں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ اس نے حضرت علیؓ کے پاس جانے کا قصد کیا۔

ذریح اور اس کے ساتھی قتل کیے گئے۔ حرقوص بن زہیر اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ بھاگ گیا۔ انہوں نے اپنی قوم کے پاس جا کر پناہ لی۔

طلحہؓ اور زبیرؓ نے یہ منادی کرائی کہ جن لوگوں کے ساتھ وہ لوگ ہوں جنہوں نے مدینہ کی لڑائی میں حصہ لیا تھا ان کو ہمارے سامنے حاضر کرو۔ وہ لوگ ان کے سامنے لائے گئے۔ انہوں نے ان کو قتل کر دیا۔ ان میں سے حرقوص بن زہیر کے علاوہ کوئی نہ بچا کیونکہ اس کے قبیلہ بنی سعد نے اس کی حفاظت کی۔ یہ بات طلحہؓ اور زبیر کو ناگوار گزری۔ انہوں نے غصہ کا اظہار کیا اور ایک مدت مقرر کر دی کہ اس مدت میں اس کو حاضر کیا جائے۔ بنی سعد حضرت عثمان کے طرفداروں میں تھے لیکن اس واقعہ کی وجہ سے وہ ان سے علیحدہ ہو گئے۔

جب بنی سعد کو غصہ آیا تو عبدالقیس کو بھی اپنے قبیلہ کے مقتولوں کی وجہ سے غصہ آیا۔ اور جو لوگ ان کے پاس سے بھاگے ان پر حضرت علیؓ کی اطاعت لازم تھی۔ طلحہؓ اور زبیرؓ نے لوگوں کو عطیات، خوراک اور وظائف کا حکم دیا مگر عبدالقیس اور بکر بن وائل کو وظائف دینے سے انکار کیا۔ تو وہ بیت المال کے پاس ہجوم کر کے آگئے۔ لوگوں نے ان کا مقابلہ کیا۔ وہ وہاں سے نکل گئے اور حضرت علیؓ کی گزرگاہ پر چلے گئے۔

طلحہؓ اور زبیرؓ وہیں ٹھہرے۔ سوائے حرقوص بن زہیر کے اب کوئی ملزم باقی نہیں تھا جسے قصاص عثمان میں قتل نہ کر لیا گیا ہو۔ انہوں نے اپنی کارگزاری اہل شام کو لکھی۔ حضرت عائشہؓ نے ایک خط اہل

Marfat.com

کوفہ کو لکھا۔ اس میں ان کو ہدایت کی تھی کہ لوگوں کو علیؓ سے علیحدہ رکھیں اور قاتلین عثمانؓ کو تلاش کریں انہوں نے اہل یمامہ اور اہل مدینہ کو بھی ایک ایک خط لکھا۔ یہ خط ۲۵؍ربیع الثانی ۳۶ھ کو روانہ کیے گئے۔

اہل بصرہ نے طلحہؓ اور زبیرؓ کی بیعت کی۔ جب ان لوگوں نے بیعت کر لی، تو زبیرؓ نے کہا کہ آگاہ ہو جاؤ! اگر میرے ساتھ ایک ہزار سوار ہوں تو میں علیؓ کی طرف جاؤں اور پیشتر اس کے کہ وہ ہماری طرف آئیں میں رات میں یا صبح کے وقت ان سے لڑوں۔ کسی ایک نے بھی ان کو جواب نہیں دیا۔ اس پر حضرت زبیرؓ نے کہا کہ یہ وہی فتنہ ہے جس کا ہم ذکر کیا کرتے تھے۔ ان کے ایک آزاد کردہ غلام نے کہا کہ آپ اس کو فتنہ کہتے ہیں اور اس موقع پر جنگ کرتے ہیں۔

زبیرؓ نے کہا تجھ پر افسوس ہے کہ ہم وہ چیز دیکھ رہے ہیں جس کو تو نہیں دیکھ رہا۔ میرے پاؤں کے نیچے اس کام کے علاوہ کوئی کام نہیں جس کو میں اچھی طرح نہ سمجھتا ہوں مگر اس کام کے متعلق میں نہیں جانتا کہ آگے بڑھنا چاہیے یا پیچھے ہٹنا چاہیے۔

علقمہ بن وقاص لیثی نے کہا کہ جب طلحہؓ، زبیرؓ اور عائشہؓ نے خروج کیا تو میں طلحہؓ کی ہم نشینی کو بہت پسند کرتا تھا۔ میں نے ان کو تنہائی میں اپنی داڑھی کو جھٹکتے ہوئے دیکھا، وہ اس کو اپنے سینے پر مار رہے تھے۔ میں نے کہا اے ابو محمد! میں آپ کی ہم نشینی کو اس وقت زیادہ پسند کرتا ہوں جب تنہائی ہوتی ہے اور آپ اپنی داڑھی اپنے سینے پر جھٹکتے ہیں۔ اگر آپ کو یہ امر (یعنی قصاص کا مطالبہ، خروج اور جنگ) ناگوار ہے تو علیحدہ ہو کر بیٹھ جایئے۔ علقمہ نے کہا کہ طلحہؓ نے مجھ سے کہا ''اے علقمہ! ہم ایک زمانے میں بالکل ایک ہاتھ کی طرح تھے۔ اب ہم لوہے کے دو پہاڑوں کی طرح ہو گئے ہیں جو ایک دوسرے سے ٹکرانے کو تیار ہیں۔ عثمانؓ کے معاملہ میں مجھ سے جو غلطی ہوئی ہے اس کی تلافی یہی ہے کہ اس کے قصاص میں میرا خون بہا دیا جائے۔'' علقمہ نے کہا کہ میں نے کہا تو آپ اپنے بیٹے محمد کو واپس کر دیجیے کیونکہ آپ کا خاندان اور کنبہ ہے۔ اگر کوئی حادثہ پیش آ گیا تو وہ آپ کے جانشین ہو جائیں گے۔ طلحہؓ نے کہا تم ان کو منع کر دو۔ علقمہ نے کہا کہ میں ان کے صاحبزادہ محمد کے پاس آیا اور کہا ''یہ مناسب ہے کہ آپ پیچھے ہٹ جائیں کیونکہ اگر آپ کے والد کو کوئی حادثہ پیش آ گیا تو آپ ان کے جانشین ہو کر ان کے خاندان اور کنبہ کو سنبھال لیں گے۔'' محمد نے کہا ''میں نہیں چاہتا کہ میں سواروں سے ان (اپنے باپ) کا حال دریافت کرتا پھروں۔''

Marfat.com

حضرت علیؓ کا سفر بصرہ اور جنگ

ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ حضرت علیؓ شام کے خلاف فوج کشی کی تیاری کر رہے تھے۔ اسی اثناء میں ان کو طلحہؓ، زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ کی خبر ملی کہ مکہ میں ان کا کیا ارادہ ہے۔ جب ان کو یہ اطلاع ملی تو انہوں نے مدینہ کے نمایاں اشخاص کو بلایا اور تقریر کی۔ پہلے خدا کی حمد و ثنا کی پھر کہا:

''اس معاملہ کے آخر کی اصلاح بھی اسی سے ہوگی جس سے اس کی ابتدا ہوئی تھی۔

اللہ سے مدد مانگو وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارا معاملہ درست ہو جائے گا۔''

یہ تقریر سن کر کچھ لوگ ست ہو گئے۔ جب زیاد بن حنظلہ نے لوگوں کو ست دیکھا تو حضرت علیؓ کو مشورہ دیا اور کہا کہ جب لوگ سستی کرتے ہیں تو آپ کی معیت میں لڑتے ہوئے ہم کو خوف معلوم ہوتا ہے۔

اس اثنا میں دو انصاری کھڑے ہوئے جن کی شخصیت نمایاں تھی۔ ان میں سے ایک ابوالہیثم بن تیہان تھے جو اصحاب بدر میں شامل تھے۔ دوسرے خزیمہ بن ثابت تھے جن کو ذوالشہادتین کہا گیا ہے۔ الحکم نے اپنی روایت میں کہا ہے کہ ذوالشہادتین موجود نہیں تھے۔ ان کی وفات حضرت عثمانؓ کے زمانے میں ہو چکی تھی۔ انہوں نے مدد دینے کا جواب دیا۔

شعبی نے کہا کہ اس موقع پر اصحاب بدر میں سے صرف چھ تھے، کوئی ساتواں نہ تھا۔ سعید بن زید نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے کوئی چار صحابی نیک کام کرنے کو جمع نہیں ہوئے۔ مگر ان میں سے ایک حضرت علیؓ ہوتے تھے۔ یہ کہا گیا ہے کہ ابوقتادہ انصاری نے حضرت علیؓ سے کہا:

''اے امیر المومنین! رسول اللہ ﷺ نے یہ تلوار مجھے بندھوائی۔ ایک زمانہ سے میں نے اس کو نیام میں رکھ چھوڑا ہے۔ مگر اب وقت آ گیا ہے کہ اس کو اس ظالم قوم کے مقابلہ میں نیام سے باہر نکالوں کیونکہ یہ لوگ فریب خوردہ ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ مجھے سب سے پہلے بھیجیں۔''

حضرت ام سلمہؓ نے کہا ''اے امیر المومنین! اگر اس میں اللہ کی نافرمانی نہ ہوتی تو میں آپ کے ساتھ نکلتی یہ میرا چچیرا بھائی ہے۔ اللہ کی قسم! وہ مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے۔ وہ آپ کے ساتھ

Marfat.com

نکلے گا اور آپ کے ساتھ لڑائیوں میں شریک ہوگا۔'' وہ حضرت علیؓ کے ساتھ نکلا۔ آپ ہی کے ساتھ رہا اور آپ نے اس کو بحرین کا عامل مقرر کر دیا۔ پھر معزول کر دیا۔ اور نعمان بن عجلان زرقی کو عامل مقرر کیا۔

حضرت علیؓ نے بصرہ جانے کا ارادہ کیا۔ ان کو یہ امید تھی کہ طلحہؓ اور زبیرؓ ان کو راستے میں مل جائیں گے اور بصرہ پہنچنے سے پہلے ان کو لوٹا دیں گے یا ان سے جنگ کریں گے۔ جب انہوں نے کوچ کیا تو مدینہ پر تمام بن عباس کو اپنا نائب مقرر کیا اور مکہ پر قثم بن عباس کو مقرر کیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مدینہ پر سہل بن حنیف کو امیر بنایا۔ ماہ ربیع الآخر ۳۶ھ کے آخر میں حضرت علیؓ مدینہ سے لشکر لے کر اس طرف چلے جو راستہ شام کو جاتا ہے۔ علی بن عدی بن عبدالشمس کی بہن نے یہ شعر پڑھا۔

[کیا ان میں کوئی ایسا نہیں ہے جو علیؓ کے اونٹ کی کونچیں کاٹ دے اور نہ ان کے سوار ہونے سے اونٹ پر برکت ہو۔

کیا علی بن عدی بھی اس کام کے لئے تیار نہیں ہے۔]

حضرت علیؓ کے ساتھ کوفہ اور بصرہ کے نو سو آدمی ساتھ تھے۔ ان کو یہ امید تھی کہ وہ ان کے پاس پہنچ جائیں گے اور ان کے خروج میں حائل ہو جائیں گے یا ان کو گرفتار کر لیں گے۔ راستے میں عبداللہ بن سلام ملے جنہوں نے حضرت علیؓ کی باگ پکڑ لی۔ اور کہا ''اے امیر المومنین! یہاں سے نہ جائیے ورنہ مسلمانوں کا اقتدار یہاں کبھی واپس نہ آئے گا۔'' لوگوں نے ان کو گالیاں دیں تو حضرت علیؓ نے کہا کہ اس آدمی کو چھوڑ دو کیونکہ یہ محمد ﷺ کے صحابہ میں ہیں۔

انہوں نے کوچ کیا اور ربذہ پہنچے۔ جب وہ وہاں پہنچے تو ان کو اطلاع ملی کہ لوگ (یعنی حضرات طلحہؓ، زبیرؓ اور ان کے ساتھی وغیرہ) ان سے پہلے جا چکے ہیں تو وہ کھڑے ہوئے کہ لوگوں سے مشورہ کریں۔ راستے میں ان کے بیٹے حسن ان کے پاس آئے اور کہا ''میں نے جو مشورہ آپ کو دیا تھا آپ نے اس کے خلاف کیا، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کل آپ کو قتل کر دیا جائے گا اور کوئی آپ کا مددگار نہ ہوگا۔'' حضرت علیؓ نے فرمایا ''تو کنیزوں کی طرح ناک میں بولتا رہے گا تو نے مجھے کیا مشورہ دیا تھا جس کی خلاف ورزی کی؟'' حسن نے کہا ''جس دن حضرت عثمانؓ کو محصور کیا گیا تھا میں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ مدینہ سے باہر چلے جائیں تاکہ اگر وہ قتل کر دیئے جائیں تو اس وقت آپ وہاں نہ ہوں۔ پھر جس دن وہ شہید کئے گئے تو میں نے آپ کو مشورہ دیا تھا کہ آپ اس وقت تک بیعت نہ لیں جب تک

Marfat.com

عربوں کے وفد نہ آئیں اور ہر شہر کے لوگ آپ کی بیعت نہ کریں کیونکہ وہ آپ کے بغیر کوئی کام نہیں چلا سکتے مگر آپ نے انکار کر دیا۔ پھر جس دن اس عورت (یعنی حضرت عائشہؓ) اور ان دونوں مردوں (طلحہؓ اور زبیرؓ) نے خروج کیا تو میں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ خانہ نشین ہو جائیں تا کہ اگر کوئی فساد ہو تو آپ کے ہاتھوں نہ ہو مگر آپ نے میرا کہنا نہ مانا۔''

حضرت علیؓ نے فرمایا ''اے بیٹے! تمہاری یہ بات کہ جب عثمانؓ محصور تھے میں مدینہ سے نکلتا تو اللہ کی قسم! ہمارا بھی ویسا ہی محاصرہ کیا جاتا جیسا ان کا کیا گیا تھا۔ اور تمہاری یہ بات کہ جب تک ہر شہر کے لوگ بیعت نہ کریں میں بیعت نہ لوں تو یاد رکھو کہ یہ معاملہ صرف اہل مدینہ کا ہے اور ہم کو یہ گوارا نہیں کہ یہ موقع بھی جاتا رہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو میں اپنے سے زیادہ کسی کو حکومت کا مستحق نہیں سمجھتا تھا مگر لوگوں نے ابوبکرؓ کی بیعت کر لی اور میں نے بھی ان کی بیعت کر لی۔ ابوبکرؓ کا انتقال اللہ کی رحمت کی طرف ہوا اور میں اپنے سے زیادہ کسی کو حکومت کا مستحق نہیں سمجھتا تھا مگر لوگوں نے عمرؓ کی بیعت کر لی اور میں نے بھی ان کی بیعت کر لی۔ پھر عمرؓ کا انتقال اللہ کی رحمت کی طرف ہوا۔ اور میں اپنے سے زیادہ کسی کو حکومت کا مستحق نہیں سمجھتا تھا۔ مگر مجھے چھ سہام میں سے ایک سہام دیا گیا۔ مگر لوگوں نے عثمانؓ کی بیعت کر لی اور میں نے بھی بیعت کر لی پھر لوگوں نے عثمانؓ پر ہجوم کیا اور ان کو قتل کر دیا۔ اور لوگوں نے خوشی سے بغیر کسی جبر کے میری بیعت کر لی۔ جو لوگ میرے مخالف ہیں ان سے اپنے فرماں بردار لوگوں کو ساتھ لے کر جنگ کروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کر دے اور وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اور جب طلحہؓ اور زبیرؓ نے خروج کیا اور تم نے مجھے خانہ نشین ہونے کا مشورہ دیا تو یہ میرے لئے کیونکر ممکن تھا کہ میں ایک چرخ کی طرح ہو جاؤں تا کہ جب وہ گھر جاتا ہے۔ اور یہ کہا جاتا ہے کہ اس کے لئے کوئی مفر نہیں ہے۔ بجز اس کے کہ اپنے پنجے جوڑ کر بھاگ جائے۔ اور جب میں نے دیکھا کہ میرا بھی ایسا ہی معاملہ ہے اور مجھے یہ طریقہ اختیار کرنا چاہیے تو اے میرے بیٹے! تم اس معاملہ میں خاموش رہو۔''

جب حضرت علیؓ ربذہ پہنچے اور قوم کی خبر سنی تو محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کو کوفہ بھیجا اور وہاں کے لوگوں کو یہ لکھا۔

''تمام شہروں میں میں نے تمہیں منتخب کیا ہے اور جو حالات پیش آئے ہیں ان کی اطلاع دے کر میری خواہش ہے کہ تم اللہ کے دین کے معاون و مددگار ہو جاؤ اور ہماری

Marfat.com

طرف آجاؤ۔ ہم اصلاح چاہتے ہیں۔ چاہیے کہ ملت کے لوگ بھائی بھائی بن جائیں۔''

وہ دونوں روانہ ہو گئے اور حضرت علیؓ ربذہ میں رہے انہوں نے کسی کو مدینہ کی طرف بھیجا اور وہاں سے جانور اور ہتھیار آ گئے اور ان کا معاملہ پختہ ہو گیا۔ انہوں نے کھڑے ہو کر یہ تقریر کی،

''خدائے بزرگ و برتر نے ہمیں اسلام کے ذریعہ عزت دی اور ہمیں اسی کے ذریعہ سے سربلند کیا اور ہمیں بھائی بھائی بنایا۔ اس سے پہلے ہم ذلیل تھے ہماری تعداد کم تھی۔ آپس میں دشمنی اور ایک دوسرے سے جدائی تھی۔ جب تک خدا نے چاہا لوگ اس حالت میں رہے کہ اسلام ان کا طریقہ تھا اور ان میں راستی تھی۔ اللہ کی کتاب ان کے ساتھ تھی۔ آخر میں وہ شخص ان لوگوں کے قابو میں آ گیا جن کو شیطان نے ورغلایا تھا۔ ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس کی برائی سے جو پیش آنے والی ہے۔''

دوبارہ یہ فرمایا:

''جو کچھ ہونے والا ہے اس کا وقوع ناگزیر ہے۔ آگاہ ہو جاؤ۔ یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ان میں بدترین فرقہ وہ ہوگا جو مجھے چھوڑ دے گا اور جو عمل میں کرتا ہوں وہ نہیں کرے گا۔ تم اپنے دین سے وابستہ رہو اور میری ہدایت سے رہنمائی حاصل کرو کیونکہ یہ تمہارے نبی کی ہدایت ہے اور ان کی سنتوں کی پیروی کرو اور تمہیں جو مشکل پیش آئے اس کو بتلاؤ۔ اس کو قرآن کی طرف لے جاؤ۔ قرآن جس کو درست کہے اس کو لازم جانو اور جس کا انکار کرے اس کو رد کر دو۔ اللہ کو پروردگار سمجھ کے راضی ہو جاؤ۔ اسلام کو اپنا طریقہ قرار دو۔ اور محمد ﷺ کو نبی مانو اور قرآن کو اپنا حکم اور امام جانو۔''

جب حضرت علیؓ نے ربذہ سے بصرہ جانے کا ارادہ کیا تو ابن رفاعہ بن رافع کھڑا ہوا اور کہا ''اے امیر المومنین! تم کیا چاہتے ہو؟ اور ہمیں کہاں لے جاؤ گے؟'' حضرت علیؓ نے فرمایا ''ہم نے جس کام کا قصد اور ارادہ کیا ہے وہ اصلاح ہے بشرطیکہ وہ لوگ قبول کر لیں اور مان جائیں۔'' ابن رفاعہ نے کہا ''اگر وہ ہم سے راضی نہ ہوئے تو؟'' حضرت علیؓ نے فرمایا، ''چونکہ انہوں نے ہمیں چھوڑ دیا ہے ہم انہیں نہیں چھوڑیں گے۔'' ابن رفاعہ نے کہا ''اگر انہوں نے ہمیں نہ چھوڑا تو؟'' حضرت علیؓ نے فرمایا ''ہم اپنی مدافعت کریں گے۔'' ابن رفاعہ نے کہا ''اچھا تو ہم آپ کے ساتھ چلتے ہیں۔''

Marfat.com

اس کے بعد حجاج بن غزیہ انصاری کھڑا ہوا اور کہا ''جس طرح آپ نے اپنے قول سے ہم کو خوش کیا ہے، ہم اپنے عمل سے آپ کو خوش کریں گے۔'' اور یہ شعر پڑھے،

[اس کا حاصل کرنا یہ ہے کہ موت سے پہلے حاصل کر۔ ہمارے ساتھ میدان میں نکل اور ہمارا نام بلند آواز سے لے۔ میری جان بیکار ہے اگر میں مرنے کو برا سمجھوں۔]

اللہ کی قسم! ہم اللہ کی مدد کریں گے۔ جیسا کہ اس نے ہمارا نام انصار یعنی مددگار رکھا ہے۔''

ابھی حضرت علیؓ ربذہ میں تھے کہ قبیلہ طے کی ایک جماعت آپ کے پاس آئی۔ حضرت علیؓ کو بتایا گیا یہ وہ جماعت ہے جو آپ کے ساتھ شریک ہو کر جنگ کرنا چاہتی ہے اور آپ کی خلافت کو تسلیم کرتی ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اللہ تم کو جزائے خیر دے۔ اللہ نے اجر دینے میں مجاہدین کو بیٹھنے والوں پر فضیلت دی ہے۔ تم نے خوشی سے اسلام قبول کیا مرتدین سے جنگ کی اور مسلمانوں کے صدقات پورے دیئے۔ سعید ابن عبید طائی کھڑے ہوئے اور کہا،

''اے امیر المومنین! کچھ لوگ ایسے ہیں کہ ان کی زبان ان کے ماضی الضمیر کو واضح طور سے ادا کرتی ہے۔ اللہ کی قسم! میری زبان میرے ماضی الضمیر کو واضح طور سے پیش نہیں کر سکتی۔ مگر میں پوری کوشش کروں گا۔ اللہ مجھے توفیق دے۔ اور میں ظاہر و باطن میں آپ کا مخلص رہوں گا اور ہر جگہ آپ کے دشمنوں سے لڑوں گا۔ میں آپ کے اندر وہ راستی پاتا ہوں جو کسی دوسرے میں نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ذاتی فضیلت کے علاوہ آپ کو رسول اللہ ﷺ سے قرابت ہے۔''

حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ تم پر اپنی رحمت نازل کرے تمہاری زبان نے وہ بات ادا کر دی ہے جو تمہارے دل میں پوشیدہ ہے۔ سعید طائی جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی طرف سے لڑتے ہوئے مارے گئے۔

حضرت علیؓ کی ربذہ سے روانگی

حضرت علیؓ نے ربذہ سے کوچ کیا تو آپ کے مقدمۃ الجیش پر ابولیلیٰ بن عمر بن جراح تھا۔ آپ کے علم بردار محمد بن حنفیہ تھے۔ حضرت علیؓ ایک سرخ اونٹنی پر سوار تھے جس کے پیچھے ایک کمیت گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ جب آپ فید میں اترے تو قبیلہ اسد و طے کے لوگ آ گئے۔ انہوں نے اپنے آپ کو پیش

Marfat.com

کیا۔ آپ نے ان سے کہا کہ تم مہاجرین کے ساتھ ہو جاؤ۔

کوفہ کا ایک آدمی فید میں آیا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے؟ کوفی نے جواب دیا عامر بن مطر شیبانی۔ حضرت علیؓ نے کہا جہاں سے تم آئے ہو وہاں کا کیا حال ہے؟ اس نے وہاں کی خبر دی۔ حضرت علیؓ نے (گورنر کوفہ) ابو موسیٰ اشعری کے بارے میں پوچھا۔ کوفی نے کہا کہ اگر آپ صلح چاہتے ہیں تو وہ آپ کا ساتھ دیں گے اور اگر آپ جنگ کریں گے تو وہ ساتھ نہیں دیں گے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! صلح کے علاوہ میں کچھ اور نہیں چاہتا بشرطیکہ ہم کو جنگ پر مجبور نہ کیا جائے۔

جب حضرت علیؓ ثعلبیہ پہنچے تو ان کے پاس وہ شخص آیا جو عثمان بن حُنیف سے ملا تھا اور اس کی نگہبانی کرتا تھا۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کو خبر سنائی اور فرمایا کہ اے اللہ! مجھے اس امر سے معاف رکھ۔ جس میں طلحہ اور زبیر کو مبتلا کیا ہے۔

جب آپ اساد پہنچے تو حُکیم بن جبلہ اور حضرت عثمانؓ کے قاتلین کی سرگزشت معلوم ہوئی آپ نے فرمایا اللہ بہت بڑا ہے۔ جب طلحہؓ اور زبیرؓ قصاص لے چکے ہیں تو مجھے ان سے نجات کیوں نہیں ملتی۔ اور فرمایا۔

دعا حکیم دعوۃ الزماع　　　حل بھا منزلۃ النزاع

[حکیم نے جنگ کو دعوت دی تو اب جھگڑے کی بنیاد ختم ہو گئی۔]

جب حضرت علیؓ ذی قار پہنچے تو آپ کے پاس عثمان بن حُنیف آیا اور اس کے چہرے پر کوئی بال نہ تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ربذہ میں آیا تھا اور لوگوں نے اس کے سر اور داڑھی کے بال نوچ لئے تھے۔ جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اس نے کہا "اے امیر المومنین! جب آپ نے مجھے بھیجا تھا تو میرے داڑھی تھی۔ اب میں بغیر داڑھی کے واپس آیا ہوں۔"

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تم نے اجر اور نیکی حاصل کر لی ہے۔ مجھ سے پہلے ان لوگوں کے سربراہ دو آدمی ہوئے۔ انہوں نے کتاب اور سنت پر عمل کیا۔ پھر تیسرا شخص والی ہوا تو انہوں نے اس کے بارے میں جو کچھ کہا اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا، پھر میری بیعت کر لی، طلحہ اور زبیر نے بھی میری بیعت کی اور پھر میری بیعت توڑ دی اور لوگوں کو میرے اوپر چڑھا لائے مجھے اس پر تعجب ہے کہ وہ دونوں ابو بکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کے فرماں بردار تھے اور میرے مخالف ہیں اور وہ یہ جانتے ہیں کہ جو لوگ مجھ سے پہلے

Marfat.com

گزرے ہیں میں ان سے فروتر نہیں ہوں۔ اے اللہ! میرے لئے جو مشکل انہوں نے پیدا کی ہے اس کو حل کردے اور جو کچھ انہوں نے رائے قائم کی ہے اس میں انہیں ذلیل نہ کر اور جو کام انہوں نے کیا ہے اس کی برائی ان کو دکھا دے۔

ذی قار میں قیام اور اہل کوفہ کو دعوت

حضرت علیؓ ذی قار میں ٹھہر گئے اور محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کا انتظار کرنے لگے۔ اسی اثنا میں ان کو اطلاع ملی جو واقعہ ربیعہ کو پیش آیا (یعنی وہ طلحہؓ اور زبیرؓ سے علیحدہ ہو گئے تھے) اور قبیلہ عبدالقیس بھی نکل کے آرہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ عبدالقیس اور ربیعہ کے ہر فرد میں نیکی ہے۔ اور فرمایا۔

یا لهفَ نَفسی علی ربیعه ربیعةَ السامعةِ المطیعه

قد سبَقتنی فیهم الوَقیعَه دعا علیٌّ دعوةً سمیعه

حَلّوا بها المنزلةَ الرّفیعَه

[اے کاش میری جان ربیعہ پر قربان ہو جائے کہ یہ سامع اور مطیع ہیں۔

مجھ سے پہلے ہی ان کو واقعہ پیش آچکا ہے اور علی نے ان کو اس امر کی طرف دعوت دی ہے جو قبول کیا جاتا ہے۔

انہوں نے اس کے ذریعہ سے بڑا درجہ حاصل کر لیا ہے۔]

آپ کے سامنے قبیلہ بکر بن وائل پیش ہوا اور جو کچھ آپ نے قبیلہ طے اور قبیلہ بنو اسد سے کہا تھا وہی ان سے کہا۔

محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر، (حضرت) علیؓ کا خط لے کر ابو موسیٰؓ اشعری کے پاس پہنچے اور لوگوں کے سامنے ان کا معاملہ پیش کیا مگر لوگوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ جب شام ہوئی تو دانشمند لوگ، ابو موسیٰؓ کے پاس گئے اور کہا کہ اس جنگ کے بارے میں کیا رائے ہے؟ ابو موسیٰؓ نے کہا کہ جو رائے کل تھی وہی آج بھی ہے۔ جس شخص کو تم کمزور سمجھتے ہو اس نے تمہیں اس میں مبتلا کیا ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ تمہارے سامنے دو راستے ہیں۔ اس جنگ سے علیحدہ رہنا آخرت کا راستہ ہے اور جنگ میں حصہ لینا دنیا کا راستہ ہے۔ جو راستہ چاہو اختیار کرو۔" کوئی شخص جنگ کے لئے آمادہ نہ ہوا۔ محمد بن ابی بکر اور محمد

Marfat.com

بن جعفر غصہ میں بھر گئے اور ابو موسیٰؓ کو گالیاں دیں۔ ابو موسیٰؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم! عثمانؓ کی بیعت میری گردن پر ہے اور تمہارے سر براہ کی گردن پر بھی ہے اگر جنگ ناگزیر ہوئی تو ہم اس وقت تک لڑیں گے جب تک قاتلین عثمانؓ سے فارغ نہ ہو جائیں خواہ وہ کہیں ہوں۔ وہ دونوں حضرت علیؓ کے پاس گئے اور یہ خبر سنائی اور وہ اس وقت ذی قار ہی میں تھے۔

حضرت علیؓ نے اشتر سے، جو ان کے ساتھ تھا، یہ کہا کہ ابو موسیٰؓ کے معاملہ میں تم ہماری طرف سے مختار ہو۔ تم ابن عباسؓ کے ساتھ جاؤ اور جو کچھ خرابی ہو چکی ہے اس کی اصلاح کرو۔ وہ دونوں وہاں سے روانہ ہو کر کوفہ پہنچے اور ابو موسیٰؓ سے گفتگو کی۔ اور کوفہ کے کچھ آدمیوں کی مدد مانگی۔ ابو موسیٰؓ نے کھڑے ہو کر ان کے سامنے تقریر کی اور کہا:

> ''اے لوگو! رسول اللہ ﷺ کے صحابہ جو ان کے شرف صحبت سے ممتاز ہیں وہ اللہ اور اس کے رسول کو ان لوگوں سے بہتر جانتے ہیں جو ان کے شرف صحبت سے مستفیض نہیں ہوئے اور ہم پر تمہارا ایک حق ہے جس کو میں خلوص سے ادا کرنا چاہتا ہوں۔ وہ رائے یہ ہے کہ اللہ کے اقتدار کو حقیر نہ سمجھو اور اللہ کے مقابلہ میں دلیری نہ دکھاؤ اور جو لوگ تمہارے پاس مدینہ سے آئیں ان کو واپس کر دو یہاں تک کہ وہ متفق ہو جائیں۔ وہ اس بات کو خوب سمجھتے ہیں کہ کون شخص امامت کا مستحق ہے۔ یہ فتنہ بہرا ہے اس میں سونے والا جاگنے والے سے بہتر ہے۔ جاگنے والا بیٹھنے والے سے بہتر ہے۔ بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہے۔ کھڑا ہونے والا سوار سے بہتر ہے۔ سوار، دوڑنے والے سے بہتر ہے۔ تم عرب کے کیڑوں کی طرح ہو جاؤ اپنی تلواروں کو نیام میں کر لو۔ نیزوں کی انی توڑ دو۔ کمانیں توڑ دو اور مظلوم اور پریشان حال کو اس وقت تک پناہ دو جب تک کہ یہ معاملہ درست نہ ہو جائے اور یہ فتنہ فرو نہ ہو جائے۔''

ابن عباسؓ اور اشتر، حضرت علیؓ کے پاس آئے اور اس امر کی انہیں اطلاع دی۔ انہوں نے اپنے صاحبزادے حسن اور عمارؓ بن یاسرؓ کو بھیجا اور عمارؓ سے کہا کہ جاؤ اور جو کام بگڑ گیا ہے اس کو درست کرو۔ وہ دونوں کوفہ پہنچے اور مسجد میں داخل ہوئے۔ سب سے پہلے جو شخص ان کے پاس آیا مسروق بن اجدع تھا۔ اس نے ان دونوں کو سلام کیا اور عمارؓ کے پاس جا کر کہا کہ اے ابو الیقظان! تم نے عثمانؓ کو کیوں قتل

Marfat.com

کیا؟ عمارؓ نے کہا اپنی بے آبروئی اور مسرتیں ختم ہونے کی وجہ سے۔ مسروق نے کہا اللہ کی قسم! تم نے جو برائی کی ہے اس کا بدلہ تمہیں ملے گا۔ اگر تم صبر کرتے تو بہتر تھا کہ صابرین کے لئے بہترین اجر ہے۔

اس اثنا میں ابو موسیٰؓ آئے اور حسن کو اپنے سینے سے لگا لیا اور عمارؓ کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے ابو الیقظان! جو لوگ امیر المومنین پر چڑھ دوڑے تم بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے اور اپنے نفس کو فاجروں کے ساتھ ملا دیا۔ عمارؓ نے کہا میں کیوں نہ کرتا اور یہ بات مجھے بری معلوم ہوئی۔

(حضرت) حسن نے قطع کلام کیا اور ابو موسیٰؓ کی طرف متوجہ ہو کر کہا تم لوگوں کو ہماری مدد کرنے سے کیوں روکتے ہو۔ اللہ کی قسم! ہم اصلاح کے علاوہ کچھ نہیں چاہتے۔ امیر المومنین کی مانند لوگ کسی سے نہیں ڈرتے۔ ابو موسیٰؓ نے کہا ''میرے ماں باپ تم پر قربان! تم سچ کہتے ہو مگر جس سے مشورہ کیا جائے اس کو امین ہونا چاہئے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب ایک فتنہ رونما ہو گا جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا سوار سے بہتر ہو گا۔ اللہ نے ہم کو بھائی بھائی بنایا اور ایک دوسرے کا خون اور مال ہم پر حرام کیا۔'' عمارؓ کو غصہ آ گیا اور ابو موسیٰؓ کو برا بھلا کہا۔ اور کھڑے ہو کر کہا ''اے لوگو! یہ حکم اس کو تنہا دیا ہو گا کیونکہ جس معاملہ میں تو بیٹھا ہے اس میں کھڑا ہونے والا تجھ سے بہتر ہے۔''

بنی تمیم کا ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عمارؓ کو گالی دی اور کہا کہ کل تم فتنہ پردازوں میں تھے اور آج ہمارے امیر کے منہ آ رہے ہو۔

زید بن صوحان اور اس کے ساتھیوں نے شور مچایا اور لوگوں نے بھی چلانا شروع کر دیا۔ ابو موسیٰؓ لوگوں کو خاموش کرنے لگے۔ زید مسجد کے دروازے پر کھڑا ہوا۔ اس کے پاس حضرت عائشہؓ کا وہ خط تھا جس میں اس کو خانہ نشینی کی ہدایت کی گئی تھی یا ان کی مدد کرے۔ اسی مفہوم کا دوسرا خط اہل کوفہ کے لئے تھا۔ اس نے دونوں خط نکالے اور لوگوں کو سنائے۔ جب وہ خط پڑھ چکا تو اس نے کہا کہ حضرت عائشہؓ کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ گھر بیٹھیں اور ہم کو حکم دیا گیا تھا کہ جب تک فتنہ فرو نہ ہو ہم جنگ کریں۔ جو حکم ان کو دیا گیا تھا وہ ہم پر نافذ کرتی ہیں اور جو حکم ہم کو دیا گیا تھا اس پر خود عمل پیرا ہیں۔

شبث بن ربعی نے کہا اے عُمانی! (کیونکہ زید قبیلہ عبد القیس سے تعلق رکھتا تھا اور قبیلہ عبد القیس کی سکونت عمان میں تھی) تو نے جلولا میں چوری کی تھی۔ اس جرم کی سزا میں تیرا ہاتھ کاٹا گیا تھا۔

Marfat.com

تو نے ام المومنین کی نافرمانی کی اور لوگوں کو اکسا رہا ہے۔

ابو موسیٰؓ نے کھڑے ہو کر کہا اے لوگو! میری فرماں برداری کرو۔ اور عرب کا کیڑا بن جاؤ کہ مظلوم تمہارے پاس پناہ لیں اور خوف زدہ لوگ امن پائیں۔ فتنہ جب سامنے آتا ہے تو اس میں شک ہوتا ہے مگر جب پیٹھ پھیر کے جاتا ہے تو واضح ہو جاتا ہے۔ یہ منحوس فتنہ وبائی بیماری کی طرح ہے کہ اس کے ساتھ شمالی جنوبی مشرقی مغربی سب ہوائیں چلتی ہیں۔ ہر شخص حیران ہے۔ لہٰذا اپنی تلواریں توڑ دو، نیزوں کو بیکار کر دو، کمانوں کو جلا دو، اپنے گھروں میں بیٹھ جاؤ، اگر قریش انکار کریں اور دارالہجرۃ (یعنی مدینہ) چھوڑنا چاہیں اور اہل علم سے علیحدگی اختیار کریں تو تم ان سے الگ ہو جاؤ۔ تم میری بات مانو، میری بات نہ ٹھکراؤ، میری فرماں برداری کرو، تمہارا دین اور تمہاری دنیا دونوں محفوظ رہیں گے۔ اس فتنہ میں وہی مبتلا ہوگا جس نے اس کی پرورش کی ہے۔

زید کھڑا ہوا اور اپنا کٹا ہوا ہاتھ جھٹکا اور کہا:

"اے عبداللہ ابن قیس! اگر تم سے ہو سکے تو دریائے فرات کو اس کے منبع کی طرف لوٹا دو۔ بشرطیکہ تم میں قدرت ہو۔ ورنہ جو امر تمہارے اختیار کا نہ ہو اس کو چھوڑ دو۔ اے لوگو! امیر المومنین اور سید المرسلین کی طرف کوچ کرو۔ سب مل کر ان کے ساتھ شریک ہو جاؤ۔ تم کو حق مل جائے گا۔"

قعقاع بن عمرو کھڑا ہوا اور اس نے کہا میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور تم پر مہربان ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ سیدھا راستہ اختیار کرو۔ میں تم سے وہی بات کہوں گا جو درست ہے۔ جو کچھ امیر نے کہا وہ درست ہے بشرطیکہ اس کا ذریعہ ہو اور جو کچھ زید نے کہا وہ اس معاملہ کا دشمن ہے۔ اس کی بات نہ مانو اور جو بات سچی ہے وہ یہ ہے کہ امارت و خلافت کے بغیر لوگوں کا انتظام نہیں ہو سکتا۔ نہ ظالم سے بدلہ لیا جا سکتا ہے نہ مظلوم کی فریاد رسی ہو سکتی ہے۔ یہ امیر المومنین ہیں جو قاعدہ سے والی بنے ہیں۔ انہوں نے دعوت دینے میں انصاف کیا ہے۔ وہ اصلاح کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ لہٰذا ان کے ساتھ ہو جاؤ اور پوری طرح ان کے فرماں بردار ہو جاؤ۔

عبدالخیر الخیوانی نے کہا "اے ابو موسیٰ! کیا طلحہؓ اور زبیرؓ نے بیعت کی ہے؟"

ابو موسیٰؓ نے کہا "ہاں۔" الخیوانی نے کہا "اب کیا بات ہوگئی کہ وہ بیعت توڑ رہے ہیں۔"

Marfat.com

ابوموسیٰؓ نے کہا ''مجھے نہیں معلوم۔'' الخیوانی نے کہا ''تم نہیں جانتے تو ہم تم سے کوئی سوال نہ کریں گے جب تک تم کو اس کا علم نہ ہو جائے۔ کیا تم جانتے ہو کہ اس فتنہ سے باہر کون ہے اس وقت لوگوں کے چار گروہ ہیں۔ حضرت علیؓ (ان کے طرفدار) کوفہ میں ہیں۔ طلحہؓ اور زبیرؓ بصرہ میں ہیں۔ معاویہؓ شام میں ہیں۔ ایک فرقہ حجاز میں ہے جس کو اس معاملہ میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اور نہ اس سے کوئی دشمن جنگ کر رہا ہے۔'' ابوموسیٰؓ نے کہا ''وہ لوگ سب سے بہتر ہیں باقی سب فتنہ میں مبتلا ہیں۔'' عبدالخیر نے کہا ''اے ابوموسیٰؓ! تم پر تمہارا کینہ غالب ہے۔''

سیحان بن صوحان نے کہا اے لوگو! اس معاملہ کے لئے اور لوگوں کے لئے ایک والی کا وجود ضروری ہے۔ جو ظالم کی دادرسی کرے اور لوگوں کو جمع کرے۔ تمہارا والی تم کو دعوت دیتا ہے کہ جو معاملہ (حضرت علیؓ) کے اور ان کے دونوں ساتھیوں (طلحہؓ اور زبیرؓ) کے درمیان ہے اس پر غور کرو۔ وہ امت کے معتمد ہیں۔ دین کی سمجھ رکھتے ہیں۔ جو ان کی مدد کو ان کی طرف جائے گا ہم ان کے ساتھ جائیں گے۔

جب سیحان کی تقریر ختم ہوئی تو عمارؓ نے کہا وہ (حضرت علیؓ) رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے ہیں۔ وہ تم کو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ اور طلحہؓ اور زبیرؓ سے جنگ کرنے کو بلاتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت عائشہؓ رسول اللہ ﷺ کی بیوی اس دنیا میں بھی ہیں اور آخرت میں بھی۔ تم غور کرلو اور حق پر بھی غور کرلو اور تم اس کے ساتھ ہو کر جنگ کرو۔

ایک شخص نے کہا کہ میں اس کے ساتھ ہوں جس کے جنتی ہونے کی شہادت تم نے دی ہے (یعنی حضرت عائشہؓ)۔ اس کے ساتھ نہیں ہوں جس کی شہادت تم نے نہیں دی (یعنی حضرت علیؓ)۔

حسن نے عمارؓ بن یاسر سے کہا تم خاموش رہو کیونکہ اصلاح کے لئے صلاحیت ضروری ہے۔ پھر حسن ابن علیؓ نے کھڑے ہو کر کہا ''اے لوگو! اپنے امیر کی دعوت قبول کرو اور اپنے بھائیوں کی طرف کوچ کرو کیونکہ وہ اس معاملہ کے اہل ہیں اور جو لوگ وہاں جائیں گے وہ دیکھ لیں گے۔ اللہ کی قسم لوگ اسی کے پاس آئیں گے خواہ جلد آئیں یا دیر میں۔ لہٰذا ہماری دعوت قبول کرو اور جس مصیبت میں ہم اور تم مبتلا ہیں اس میں ہماری مدد کرو۔ امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ میں اپنی جگہ سے جو نکلا ہوں یا تو ظالم ہوں یا مظلوم۔ جو شخص اللہ کے حق کی رعایت کرتا ہو میں اس کو یاد دلاتا ہوں کہ وہ باہر آئے اور اگر میں مظلوم ہوں تو میری مدد کرے اور اگر ظالم ہوں تو مجھ سے اس خلافت کو لے لے۔ اللہ کی قسم طلحہؓ اور زبیرؓ نے سب

Marfat.com

سے پہلے میری بیعت کی اور سب سے پہلے انہوں نے توڑی اگر میں نے کوئی مال ناجائز طریقہ سے حاصل کیا ہے یا کوئی حکم بدل دیا ہے تو باہر آؤ اور اچھے کاموں کا حکم کرو اور برے کاموں سے روکو۔" لوگوں نے حسن کی خواہشات کا احترام کیا۔ ان کی دعوت کو قبول کیا اور ان سے راضی ہو گئے۔

قبیلہ طے کے کچھ لوگ عدی بن حاتم کے پاس آئے اور کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے اور ہمیں کیا حکم دیتے ہو؟ عدی نے کہا کہ میں حضرت علیؓ کی بیعت کر چکا ہوں انہوں نے اچھی بات کی طرف بلایا ہے۔ اس بڑے حادثہ کے معاملہ میں ہم غور کر رہے ہیں اور ہم کوچ کر کے جائیں گے اور وہاں دیکھیں گے۔

ہند بن عمرو کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ امیر المومنین نے ہم کو بلایا اور کئی قاصد بھیجے۔ اب ان کے بیٹے ہمارے پاس آئے ہیں۔ ان کی بات سنو اور ان کا حکم مانو۔ اپنے امیر کے پاس جاؤ اور اپنی رائے سے ان کی مدد کرو۔

حُجر بن عدی کھڑا ہوا اور اس نے کہا "اے لوگو! امیر المومنین کی دعوت قبول کرو۔ ہلکے بوجھ یا بھاری بوجھ کے ساتھ ان کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ اور میں تم سب سے پہلا ہوں۔" لوگوں نے روانگی کا ارادہ کیا۔ حسن نے کہا کہ میں کل جا رہا ہوں جس کا دل چاہے میرے ساتھ سوار ہو کر چلے اور جس کا دل چاہے وہ دریا کے راستہ سے آئے۔ حسن کے ساتھ تقریباً نو ہزار آدمی روانہ ہوئے۔ ان میں سے چھ ہزار دو سو خشکی کے راستہ سے روانہ ہوئے اور دو ہزار چار سو پانی کے راستے روانہ ہوئے۔

کہا گیا ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے حسن اور عمارؓ کے بعد اشتر کو کوفہ بھیجا۔ اشتر کوفہ پہنچا۔ مسجد میں اس وقت داخل ہوا جب ابو موسیٰؓ کی تقریر ہو رہی تھی اور وہ لوگوں کو روک رہے تھے اور حسنؓ اور عمارؓ اور سب لوگ اس سے نزاع کر رہے تھے۔ اشتر جس قبیلہ سے گزرتا تھا ان سے کہتا تھا کہ میرے ساتھ قصر (امارت) تک چلو۔ وہ ایک گروہ کو لے کر قصر میں داخل ہوا۔ اس وقت ابو موسیٰؓ خطبہ دے رہے تھے اور حسن ان سے کہہ رہے تھے کہ تیری ماں ہلاک ہو! تو ہمارے اس کام سے علیحدہ ہو جا اور ہمارے منبر سے اتر جا۔

عمارؓ ان سے جھگڑا کر رہے تھے کہ اشتر نے ابو موسیٰؓ کے غلاموں کو قصر سے نکال دیا۔ وہ چلاتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے آئے اے ابو موسیٰؓ! اشتر قصر میں داخل ہو گیا ہے۔ اس نے ہم کو مار کر وہاں سے نکال دیا۔ ابو موسیٰ اشعری، منبر سے اتر کر قصر امارت میں داخل ہوئے، اشتر چلایا، تیری ماں ہلاک ہو، اپنی جان بچا کر یہاں سے نکل جا۔ ابو موسیٰؓ نے کہا کہ شام تک مہلت دو۔ اشتر نے کہا کہ اتنی

Marfat.com

ہی مہلت ہے تو رات قصر میں نہیں گزار سکتا۔ لوگ قصر میں داخل ہو کر ابو موسیٰؓ کا سامان لوٹنے لگے۔ اشتر نے ان کو روکا کہ میں اس کا ضامن ہوں۔ لوگ رک گئے۔ اور جس تعداد کا ذکر کیا گیا ہے اس تعداد میں روانہ ہوئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو لوگ کوفہ سے روانہ ہوئے ان کی تعداد بارہ ہزار ایک تھی۔

ابوالطفیل کی روایت ہے کہ ان کی آمد سے پہلے میں نے حضرت علیؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا (کہ کوفہ سے بارہ ہزار، ایک مددگار آ رہے ہیں) میں وہیں بیٹھ گیا اور ان کا شمار کیا تو ان میں نہ ایک آدمی زیادہ تھا نہ ایک کم تھا۔

قبائل کنانہ، اسد، تمیم، رباب اور مُزینہ کے سردار معقل بن یسار الریاحی تھا۔ قبیلہ سبع قیس کا سردار مختار کا چچا سعد بن مسعود ثقفی تھا۔ قبائل بکر و تغلب پر وعلہ بن محدوج الذُّھلی تھا۔ قبائل مذحج اور اشعریین پر حُجر بن عدی تھا۔ قبائل بجیلہ، انمار، خثعم اور ازد پر مخنف بن سُلیم ازدی تھا۔ یہ سب لوگ ذی قار میں آئے اور امیر المومنین کے ساتھ جو لوگ تھے ان سے ملے۔ ان کو ابن عباس نے خوش آمدید کہا اور کہا اے اہل کوفہ! تم لوگوں نے شاہان عجم کے ساتھ جنگ کی اور ان کا شیرازہ بکھیر دیا۔ یہاں تک کہ ان کی میراث تم کو ملی۔ تم نے اپنی خلافت کے قلب (جوزہ) کی حفاظت کی اور لوگوں کو ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد کی۔ اب میں نے تم کو دعوت دی ہے کہ ہمارے ساتھ شامل ہو کر بصرہ میں جو ہمارے بھائی ہیں ان کے پاس چلو اگر وہ رجوع کریں تو ہم یہی چاہتے ہیں اگر وہ پناہ لیں تو ہم نرمی سے مداوا کریں۔ وہ ہم کو ظلم سے آگاہ کریں اور ہم کوئی ایسا معاملہ نہ چھوڑیں جس کی اصلاح نہ ہوئی ہو اور فاسد کا قلع قمع کر دیں۔

یہ سب لوگ ان کے پاس ذی قار میں جمع ہو گئے اور قبیلہ عبدالقیس کے لوگ جو حضرت علیؓ اور بصرہ کے بیچ میں راستہ میں تھے، حضرت علیؓ کا انتظار کر رہے تھے، وہ لوگ کئی ہزار تھے۔

کوفیوں کی جماعت کے سرادر قعقاع بن عمرو، سعد بن مالک، ہند بن عمرو، الہیثم بن شہاب تھے۔ کوچ کرنے والے لشکر کے سردار زید بن صوحان، اشتر، عدی بن حاتم، مسیّب بن نجبہ، یزید بن قیس تھے۔ انہی کے مثل کچھ اور لوگ تھے جو ان سے فروتر نہ تھے مگر سردار نہ تھے۔ ان میں حُجر بن عدی بھی تھا۔

جب یہ لوگ ذی قار پہنچے تو حضرت علیؓ نے قعقاع کو بلایا اور اہل بصرہ کی طرف بھیجا۔ حضرت علیؓ نے ان سے کہا ''ان دونوں آدمیوں یعنی طلحہؓ اور زبیرؓ سے ملاقات کرو'' قعقاعؓ، رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے۔ ان سے یہ بھی کہا گیا کہ ان کو باہمی الفت اور جماعت کے اتحاد کی دعوت دو اور گروہ بندی سے

Marfat.com

ڈراؤ۔ ان سے یہ بھی کہا کہ اگر دونوں میں سے کوئی تم سے ایسا سوال کرے جو تم کو بتایا نہیں گیا تو کیا کرو گے۔ قعقاعؓ نے کہا کہ پہلے تو وہی امور بیان کروں گا جو آپ نے فرمائے ہیں۔ اور اگر کوئی ایسا سوال ہوا جس کی واضح ہدایت آپ نے نہیں دی ہے تو میں اپنی رائے سے جواب دوں گا اور ان سے گفتگو کروں گا اور حتی الوسع موقع کے مناسب جواب دوں گا۔ حضرت علیؓ نے کہا تم اس کام کے اہل ہو۔

قعقاعؓ وہاں سے روانہ ہو کر بصرہ پہنچے اور سب سے پہلے حضرت عائشہؓ کے پاس گئے۔ ان کو سلام کیا اور کہا ''اے مادر مہربان! یہ کیا معاملہ ہے کہ آپ اس شہر میں تشریف لائی ہیں۔'' حضرت عائشہؓ نے کہا ''اے بیٹے! لوگوں کی اصلاح مقصود ہے۔'' قعقاعؓ نے کہا ''طلحہؓ اور زبیرؓ کو بھی بلوا لیجئے۔ تاکہ آپ میری اور ان کی گفتگو بھی سماعت فرمالیں۔'' انہوں نے ان کو بلوالیا۔ قعقاعؓ نے کہا کہ میں نے ام المومنین سے دریافت کیا کہ اس شہر میں آپ کی آمد کا کیا مقصود ہے۔ آپ دونوں ان کی رائے سے اتفاق کرتے ہیں یا اختلاف؟ دونوں نے کہا ہم ان کی رائے سے اتفاق کرتے ہیں۔ قعقاعؓ نے کہا تو مجھے یہ بتاؤ کہ اس اصلاح کا کیا طریقہ ہوگا؟ اللہ کی قسم! اگر ہم وہ طریقہ ٹھیک سمجھیں گے تو قبول کریں گے اگر ہم ناپسند کریں گے تو اس سے اصلاح نہ ہوگی۔ طلحہؓ اور زبیرؓ نے کہا کہ عثمانؓ کے قاتلین کا معاملہ ہے۔ اگر ہم ان کو چھوڑ دیں گے تو یہ قرآن کو چھوڑنے کے مترادف ہوگا۔

قعقاعؓ نے کہا کہ حضرت عثمان کے جو قاتل بصرہ میں تھے تم نے ان کو قتل کر دیا۔ آج کے مقابلہ میں ان کے قتل سے پہلے معاملات بہتر طور سے طے ہو سکتے تھے۔ تم نے چھ سو آدمی قتل کئے اور ان کی وجہ سے چھ ہزار آدمی غصہ میں بھر گئے اور تم سے جدا ہو گئے۔ تم نے حرقوص بن زہیر کو طلب کیا ان چھ ہزار نے اس کو بچایا۔ اگر تم ان کو چھوڑ دو تو اس امر کو چھوڑ رہے ہو جس کا تمہیں اعتراف ہے، اگر تم ان سے جنگ کرو گے جنہوں نے تمہیں چھوڑ دیا تو سب لوگ تم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جس چیز سے تم ڈر رہے ہو اور جس کے باعث تم نے یہ اختلاف کیا ہے اس سے بھی زیادہ خطرناک حالات پیش آئیں گے۔ اگر تم قبائل مضر و ربیعہ کو ان شہروں سے روک دو گے وہ سب تم سے لڑنے کے لئے جمع ہو جائیں گے۔ اور تمہیں تباہ کرنے کے لئے ان لوگوں کی مدد کو جمع ہو جائیں گے جس طرح اس بڑے حادثہ کے لئے جمع ہوئے تھے اور اس (فتنہ) کا پچھلا حصہ ہمیشہ بھاری ہوتا ہے۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو؟

Marfat.com

قعقاعؓ نے کہا ''اس معاملہ کا مداوا سکون ہے۔ اگر سکون پیدا ہو جائے گا تو وہ لوگ مطمئن ہو جائیں گے۔ اگر تم ہماری بیعت کرلو گے تو یہ اچھائی کی نشانی اور رحمت کا سبب ہوگی۔ عثمانؓ کا قصاص بھی لے لیا جائے گا۔ اگر تم اس معاملہ کو اہم سمجھتے ہوئے انکار کرو گے اور غلط راستہ پر چلو گے تو وہ شر کی نشانی ہوگی اور قصاص کا معاملہ بھی ختم ہو جائے گا۔ تم عافیت کو اختیار کرو اور اس کو عام کر دو، نیکی کی کنجیاں بن جاؤ جیسے کہ تم پہلے تھے۔ تم ہمیں مصیبت میں مبتلا نہ کرو ورنہ تم بھی مصیبت میں پھنس جاؤ گے۔ جو ہم کو اور تم کو تباہ کردے گی۔ اللہ کی قسم! میں یہی بات کہتا ہوں اور تمہیں بھی اس کی طرف بلاتا ہوں۔ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ یہ معاملہ اس وقت تک درست نہ ہوگا جب تک اس امت کو سزا نہ دے دے۔ جس کی (ایمان کی) پونجی کم ہوگئی ہے۔ اور جس کو یہ حادثہ پیش آیا ہے۔ جو عام واقعات کی طرح نہیں ہے۔ اور نہ ایسا ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو قتل کردے یا ایک گروہ ایک آدمی کو قتل کردے یا ایک قبیلہ ایک آدمی کو قتل کردے۔''

انہوں نے کہا کہ تم نے صحیح بات کہی ہے اور بہت اچھا کیا ہے۔ اب واپس چلے جاؤ اگر علیؓ تشریف لائیں اور تمہاری رائے کے بموجب اصلاح چاہتے ہیں تو اصلاح ہو جائے گی۔ وہ حضرت علیؓ کے پاس واپس گئے اور یہ خبر دی تو وہ بہت خوش ہوئے اور اپنی قوم کو صلح پر آمادہ کیا۔ ان میں سے بعض لوگوں کو یہ صلح ناگوار گزری اور بعض نے اس کو پسند کیا۔

ابھی حضرت علیؓ ذی قار میں قیام پذیر تھے اور قعقاعؓ کی واپسی نہیں ہوئی تھی کہ اہل بصرہ میں سے عربوں کے وفد حضرت علیؓ کے پاس آئے۔ تاکہ یہ دیکھیں کہ ان کے کوفی بھائی کس حال میں ہیں اور وہ کس غرض سے آئے ہیں اور ان کو یہ بھی بتلا دیں کہ ان کا مقصد اصلاح ہے۔ اور ان کے دلوں میں جنگ کا کوئی خیال نہیں ہے۔ جب اہل بصرہ اپنے ہم قبیلہ اہل کوفہ سے ملے تو ان سے کوفیوں نے انہی کی سی باتیں کیں۔ انہوں نے ان کو حضرت علیؓ کے سامنے پیش کیا۔ حضرت علیؓ نے جریر بن شرس سے طلحہ اور زبیر کے بارے میں دریافت کیا۔

جریر نے کہا کہ ان دونوں کا معاملہ مشکل ہے اور اہم ہے۔ اس نے کہا کہ زبیرؓ کا قول ہے کہ ہم سے جبر یہ بیعت لی گئی تھی اور طلحہؓ نے اپنے معاملہ کو ان اشعار میں بطور تمثیل بیان کیا ہے۔

[آگاہ ہو جاؤ اپنا قاصد بنی بکر کے پاس بھیجو کہ بنی کعب کے پاس پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔
تمہارا ظلم تمہاری طرف سے تم پر پلٹ آئے گا۔ جس کے بازو طویل اور بھرے بھرے ہوں گے۔]

Marfat.com

حضرت علیؓ نے تمثیلاً یہ اشعار پڑھے۔

[اے ابو سمعان! کیا تو نہیں جانتا کہ ہم تجھ سے بوڑھے کو آدھا سیسی کے درد میں مبتلا کر کے لوٹا دیتے ہیں۔

لڑائی کی وجہ سے اس کی عقل جاتی رہی اور بغیر منادی کے لڑائی کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

بکر نے خزاعہ کے مقابلے میں تیری مدافعت کی ورنہ اے سراقہ! تیری کوئی مدافعت کرنے والا نہ تھا۔]

حضرت علیؓ کا خطبہ

اہل بصرہ کے وفود اہل کوفہ کی رائے سے متفق ہو کر واپس چلے گئے۔ قعقاعؓ بصرہ سے واپس آئے تو حضرت علیؓ کا خطبہ دینے کھڑے ہوئے۔ خدا کی تعریف کی اور جاہلیت اور اس کی شقاوت کا ذکر کیا۔ اسلام اور اس کی سعادت کا ذکر کیا۔ متحد رہنے میں اس امت پر جو اللہ کا انعام ہے اس کا ذکر کیا اور یہ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد یہ اتحاد ان کے خلیفہ کے ذریعہ تھا۔ پھر جو ان کے بعد ہوئے ان کے ذریعہ قائم رہا اور پھر جو ان کے بعد ہوئے ان کے ذریعہ قائم رہا یہاں تک کہ وہ حادثہ رونما ہوا جس کی وجہ سے اس امت پر وہ لوگ پل پڑے جو اس دنیا کے طلبگار ہیں اور ان لوگوں سے حسد کیا جن پر اللہ نے کرم کیا اور فضیلت دی۔ انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ اسلام کو اور دوسری اشیا کو پست کر دیں۔ اللہ اپنے کام کو پورا کرنے والا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ! کہ میں کل کوچ کرنے والا ہوں۔ تم بھی میرے ساتھ چلو مگر کوئی ایسا شخص میرے ساتھ نہ چلے جس نے عثمانؓ کو شہید کرنے میں کوئی حصہ لیا ہو۔ یہ بے وقوف لوگ مجھ سے جدا ہو جائیں۔

حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کا ایک گروہ جمع ہوا جس میں علبا بن الہیثم، عدی بن حاتم، سالم بن ثعلبہ القیسی، شریح بن اوفی اور اشتر شامل تھے۔ یہ لوگ تھے جو حضرت عثمانؓ کے خلاف اور باغیوں کے حامی تھے۔ ان کے ساتھ مصری بھی ہو گئے جن میں ابن السودا اور خالد بن ملجم شامل تھے۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب کیا رائے ہے۔ یہ علیؓ ہیں اور وہ اللہ کی قسم! کتاب اللہ کی بصیرت رکھتے ہیں۔ جس کے مطابق عثمانؓ کے قاتلوں سے بدلہ لیا جانا چاہئے اور اس پر عمل کرنا ممکن ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں۔ اگر قوم ان کے پاس جمع ہو گئی اور اپنی کثرت کے مقابلے میں ہماری قلیل تعداد کو محسوس کیا اور خدا

Marfat.com

کی قسم! تم سے اس کا مطالبہ کیا گیا جس کے تم ذمہ دار ہو۔ تو تم کچھ نہیں کر سکو گے۔

اشتر نے کہا کہ طلحہؓ اور زبیرؓ کی جو رائے ہمارے بارے میں ہے وہ تم کو معلوم تھی۔ علیؓ کی رائے آج تک معلوم نہ تھی۔ ان سب کی رائے ہمارے بارے میں ایک ہے۔ اگر ان میں صلح ہو گئی تو وہ ہمارے خونوں پر ہو گی۔ آؤ ہم علیؓ اور طلحہؓ پر حملہ کریں اور دونوں کو عثمانؓ کے پاس پہنچا دیں۔ پھر ایک نیا فتنہ کھڑا ہو جائے گا اور اس میں ہمیں سکون ملے گا۔

عبداللہ بن السودا نے کہا۔ تم نے بہت بری رائے پیش کی ہے۔ اے قاتلین عثمان! ذی قار میں تمہاری تعداد دو ہزار پانچ سو سے چھ سو تک ہے اور ابن حنظلہ یعنی طلحہؓ کے ساتھ تقریباً پانچ ہزار آدمی ہیں۔ جن کو یہ شوق ہے کہ تم سے لڑنے کا کوئی راستہ مل جائے۔

علبا بن الہیثم نے کہا ہمارے ساتھ واپس چلو اور ان کو چھوڑ دو اسی طرح ان کی تعداد کم ہو جائے گی تو ان کا دشمن ان کے مقابلے میں قوی ہو جائے گا۔ اگر ان کی تعداد زیادہ ہوئی تو یہ ممکن ہے کہ تمہارے خلاف صلح کر لیں۔ ان کو چھوڑ دو اور واپس چلو اور کسی شہر میں ٹھہرو۔ یہاں تک کہ ان میں سے کوئی تمہارے پاس آئے جو تم سے تقویت حاصل کرنا چاہتا ہو۔

ابن السودا نے کہا کہ تمہاری رائے بہت خراب ہے۔ اللہ کی قسم! لوگ یہ چاہتے ہیں کہ تم ان سے علیحدہ ہو جاؤ اور جب تم لوگوں کے ساتھ نہ رہو گے اور جدا ہو جاؤ گے تو تم کو گھیر لیں گے۔

عدی بن حاتم نے کہا کہ مجھے نہ کوئی امر پسند ہے نہ ناپسند لیکن جو لوگ عثمانؓ کے قتل سے پریشان ہیں ان پر تعجب ہے۔ جو کچھ واقع ہونے والا تھا وہ واقع ہو چکا ہے اور لوگوں نے ہم کو اس درجہ کو پہنچا دیا ہے۔ ہمارے پاس گھوڑے بھی ہیں اور اسلحہ بھی۔ اگر تم آگے بڑھو گے تو ہم بھی آگے بڑھیں گے اگر تم رک جاؤ گے تو ہم بھی رک جائیں گے۔

ابن السودا نے کہا کہ تم نے اچھی بات کہی ہے۔

سالم بن ثعلبہ نے کہا کہ جو دنیا چاہتا ہے، چاہے۔ میں یہ بات پسند نہیں کرتا اللہ کی قسم! کسی چیز کی طرف نہ لوٹوں گا۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تلوار اس قوم کے بہت سے سر اڑا دے گی اور معاملہ بغیر تلوار کے درست نہ ہو گا۔

ابن السودا نے کہا کہ اس نے صحیح بات کہی ہے۔

Marfat.com

شریح بن ابی اوفی نے کہا کہ خروج کرنے سے پہلے اپنے معاملات درست کرلو۔ جو کام جلد کرنا ہے اس میں تاخیر نہ کرو اور جس میں تاخیر ضروری ہے اس میں جلدی نہ کرو کیونکہ ہم لوگوں کی نگاہوں میں بہت برے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ اگر ہم جنگ کریں گے تو ان کا ردعمل کیا ہوگا۔

ابن السودا نے کہا اے لوگو! تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ لوگوں میں مل جاؤ اور کل کو لڑائی چھیڑ دو اور ان کو یہ سوچنے کا بھی موقع نہ دو۔ اگر تم علی کے ساتھ ہوگئے تو ان کے لئے یہ ممکن نہ ہوگا کہ تم کو لڑائی سے روک سکیں۔ علیؓ اور زبیرؓ اور جو لوگ تمہارے منشا کے خلاف رائے رکھتے ہیں اس معاملہ میں الجھ جائیں گے۔ اس رائے پر سب لوگ ایک دوسرے سے جدا ہوکر چلے گئے اور لوگوں کو اس کی کوئی خبر نہ تھی۔

صبح کے وقت حضرت علیؓ اپنے آدمیوں کے ساتھ قبیلہ عبدالقیس کے پاس پہنچے۔ ان لوگوں کے ساتھ شامل ہوگئے۔ وہاں سے الزاویہ پہنچے۔ الزاویہ سے بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ طلحہؓ اور زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ الفرضہ سے روانہ ہوئے اور حضرت علیؓ کے لشکر سے سامنا اس جگہ ہوا جہاں عبیداللہ بن زیاد کا قصر ہے۔ جب لوگوں نے پڑاؤ ڈال لیا تو شقیق بن ثور نے عمرو بن مرحوم عبدی سے کہا کہ میں خروج کروں گا۔ جب میں خروج کروں تم ہمارے ساتھ حضرت علیؓ کے لشکر کی طرف مائل ہو جاؤ۔ وہ دونوں قبیلہ عبدالقیس اور قبیلہ بکر بن وائل کے ساتھ نکلے اور حضرت علیؓ کے لشکر میں واپس آئے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ کون لوگ ہیں جن کے ساتھ اتنی بڑی جماعت ہے۔ یہ تین روز وہاں رہے اور کوئی لڑائی نہ ہوئی۔ حضرت علیؓ ان کو پیغام بھیجتے تھے اور گفتگو کرتے تھے۔

۳۶ھ کے ماہ جمادی الآخر کا نصف حصہ گزرنے کے بعد حضرت علیؓ نے وہاں پڑاؤ ڈالا تھا۔ ان کے ساتھی کچھ پہلے آچکے تھے اور کچھ آرہے تھے۔ ابوالجربا نے زبیرؓ سے کہا کہ اس وقت موقع ہے کہ تم ایک ہزار سوار علیؓ کی طرف بھیج دو۔ اس سے پہلے کہ ان کے سب ساتھی وہاں پہنچیں۔

زبیرؓ نے کہا کہ ہم لڑائی کے معاملات کو خوب سمجھتے ہیں لیکن انہوں نے ہم کو صلح کا پیغام دیا ہے۔ یہ ایک ایسا حادثہ ہے جو آج سے پہلے کبھی پیش نہ آیا تھا۔ اللہ کے سامنے قیامت کے دن کوئی عذر نہیں چلے گا۔ ہم نے اس معاملہ کے لئے ان کے وفد کو واپس بھیج دیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ صلح مکمل ہوجائے گی۔ تم کو خوشخبری ہے اور تم صبر کرو۔

صبرہ بن شیمان آیا اور طلحہؓ اور زبیرؓ سے کہا کہ ہم لوگوں کو ساتھ لے کر اس شخص (یعنی حضرت

Marfat.com

علیؓ) کے مقابلہ کو چلئے کیونکہ حربی تدبیر دلیری سے بہتر ہوتی ہے۔

طلحہؓ اور زبیرؓ نے کہا کہ اس قسم کا کوئی واقعہ اس سے پیشتر رونما نہیں ہوا تھا جس کے بارے میں قرآن نازل ہوتا یا رسول اللہ ﷺ کی سنت موجود ہوتی۔ لوگوں کو خیال یہ ہے اور علیؓ اور ان کے ساتھی بھی یہ خیال کرتے ہیں کہ آج لڑائی چھیڑنا مناسب ہے اور ہماری رائے میں اس میں تاخیر کرنا یا چھوڑ دینا مناسب نہیں ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ لوگوں کو اس حال میں چھوڑنا برا ہے۔ مگر ان کی برائی سے پھر بہتر ہے۔ شاید یہ معاملہ ہمارے سامنے واضح ہو جائے۔ اور حکم ہے کہ وہ کام کیا جائے جس میں مسلمانوں کو عام طور سے فائدہ پہنچے۔

کعب بن سور نے کہا اے لوگو! اس گروہ کی گردنیں اڑا دو۔ لوگوں نے وہی جواب دیا جو پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔

حضرت علیؓ کھڑے ہوئے اور لوگوں کے سامنے خطبہ دیا۔ اعور بن بُنان المنقری کھڑا ہوا اور پوچھا کہ اہل بصرہ کے خلاف جنگ کرنے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ حضرت علیؓ نے اس سے کہا کہ لوگوں کی اصلاح کرنا اور دہکتی آگ کو بجھانا ضروری ہے۔ شاید اس ذریعہ سے خدا اس قوم کو متحد فرما دے اور لڑائی نہ ہو۔ اعور نے کہا۔ اگر انہوں نے ہماری بات نہ مانی؟ حضرت علیؓ نے کہا ہم ان سے اس وقت تک جنگ نہ کریں گے جب تک وہ ہم سے جنگ نہ کریں۔ اعور نے کہا اگر انہوں نے ہم سے جنگ کی؟ حضرت علیؓ نے کہا تو ہم اپنی مدافعت کریں گے۔ اعور نے کہا جس طرح ہمارا اجر ہے کیا اسی طرح ان کا اجر بھی ہے؟ حضرت علیؓ نے کہا، ہاں۔

ابو سلامہ الدالانی کھڑا ہوا اور اس نے کہا ''کیا ان لوگوں کے لئے یہ شرعی دلیل ہے؟ وہ عثمانؓ کے خون کا قصاص طلب کر رہے ہیں لیکن اس کے لئے خلوص ضروری ہے۔'' حضرت علیؓ نے کہا، ''ہاں۔'' ابو اسلامہ نے کہا ''آپ نے (قصاصِ عثمانؓ لینے میں) جو تاخیر کی ہے اس کی کیا توجیہ ہے؟'' حضرت علیؓ نے کہا ''جب کسی شے کی حقیقت معلوم نہ ہو تو اس کے متعلق یہ حکم ہے کہ ایسا طریقہ اختیار کرو جس میں احتیاط ہو اور اس کا فائدہ عام ہو۔'' ابو سلامہ نے کہا ''اگر کل ہماری اور ان کی جنگ ہوگی تو ہمارا اور ان کا کیا انجام ہوگا؟'' حضرت علیؓ نے کہا ''مجھے امید ہے کہ ہماری طرف سے یا ان کی

Marfat.com

طرف سے جو شخص بھی قتل ہوگا اور اس کا دل پرخلوص ہوگا تو اللہ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔"

حضرت علیؓ نے اپنے خطبہ میں فرمایا:

"اے لوگو! اس قوم کے مقابلہ میں اپنے ہاتھ اور زبانیں روکو اور خیال رکھو کہ ہم سے آگے نہ بڑھنا اور جو آج دشمن ہے وہی کل بھی دشمن ہوگا۔"

حضرت علیؓ نے حکیم بن سلامہ اور مالک بن حبیب کو ان کے پاس (یعنی حضرات طلحہؓ اور زبیرؓ کے پاس) بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ اگر تم ان شرطوں پر قائم ہو جو قعقاع نے تمہارے سامنے پیش کی تھیں تو لڑنے سے اس وقت تک رکے رہو کہ ہم اتر جائیں اور اس معاملے پر غور کریں۔

احنف بن قیس اور قبیلہ بنی سعد کے لوگ حضرت علیؓ کے پاس پہنچے اور قبیلہ بنی سعد نے حرقوص بن زہیر کی مدافعت کی تھی، اور وہ علیحدہ تھے۔ احنف نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد مدینہ میں حضرت علیؓ کی بیعت کر لی تھی۔ ان کی بیعت اس وقت تک نہیں کی جب تک طلحہؓ اور زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ سے مدینہ میں ملاقات نہیں کی۔ جب میں نے حج کا ارادہ کیا تھا اس وقت حضرت عثمانؓ محصور تھے۔ اور میں نے کہہ دیا کہ اس شخص کی شہادت کے بعد تم مجھے جس کا حکم دو گے میں اسی کی بیعت کرلوں گا۔ ان میں سے ہر ایک نے کہا کہ علیؓ کی بیعت کرلو تو میں نے ان سے کہا کیا تم میرے لئے اس امر کو پسند کرتے ہو؟ سب نے کہا ہاں۔ جب میں حج کر چکا تو مدینہ واپس آیا۔ عثمانؓ شہید ہو چکے تھے۔ تو میں نے علیؓ کی بیعت کر لی۔ اور اپنے شہر واپس چلا گیا میں نے دیکھا کہ معاملہ بالکل ٹھیک تھا۔ اسی اثنا میں میرے پاس ایک شخص آیا کہ حضرت عائشہؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ الخریبہ میں ہیں اور تمہیں بلایا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا کہ عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے علیؓ سے جنگ کرنے کے لئے تمہاری مدد چاہتے ہیں۔ احنف نے کہا کہ میں پریشان ہو گیا کہ ام المومنین اور حواری رسول اللہ ﷺ سے علیحدگی اختیار کرنا بڑا مشکل تھا اور رسول اللہ ﷺ کے چچیرے بھائی سے لڑنا بھی مشکل تھا۔ اور ان کی بیعت کا حکم خود انہی لوگوں نے مجھے دیا تھا۔ جب میں ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا کہ ہم اس مقصد سے آئے ہیں۔

احنف نے کہا کہ میں نے ان سے کہا اے ام المومنینؓ! اے زبیرؓ! اے طلحہؓ! میں تمہیں خدا کی قسم دلاتا ہوں۔ کیا میں نے تم سے یہ نہیں کہا تھا کہ تم مجھے کس کی بیعت کا حکم دیتے ہو۔ تم نے کہا کہ

Marfat.com

علیؓ کی بیعت کرلو۔ زبیرؓ وغیرہ نے کہا کہ ہم نے کہا تھا مگر حالات بدل گئے ہیں۔

میں نے کہا ام المومنینؓ! اللہ کی قسم! میں تم سے نہیں لڑوں گا نہ تمہارے ساتھ لڑوں گا نہ رسول اللہ ﷺ کے چچیرے بھائی سے لڑوں گا کیونکہ ان کی بیعت کا حکم تمہیں نے دیا تھا اور میں اس جنگ سے علیحدہ رہوں گا۔ انہوں نے اس کی اجازت دے دی اور وہ جنگ سے علیحدہ ہو کر الجلحا میں قیام پذیر ہوا۔ اس کے ساتھ تقریباً چھ ہزار آدمی تھے۔ یہ مقام بصرہ سے دو فرسخ (تقریباً چار میل) کے فاصلہ پر ہے۔

جب حضرت علیؓ وہاں پہنچے تو احنف ان کے پاس آیا اور ان سے کہا ''ہماری قوم کے لوگ بصرہ میں ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اگر آپ کل کو ان پر حملہ کریں گے تو ان کے مرد قتل کر دیئے جائیں گے ان کی عورتیں کنیزیں بنالی جائیں گی۔'' حضرت علیؓ نے کہا ''مجھ جیسے آدمی سے یہ اندیشہ غلط ہے۔ یہ جنگ ان کے خلاف ہے جو پیٹھ پھیریں اور کفر کریں اور اہل بصرہ تو مسلمان ہیں۔'' احنف نے کہا ''میری طرف سے دو باتوں میں سے ایک اختیار کر لیجئے۔ یا تو یہ کہ میں آپ کے ساتھ ہو کر جنگ کروں یا آپ کے خلاف دس ہزار تلواروں کو روکوں۔'' حضرت علیؓ نے کہا ''میں تمہارے ساتھیوں کو علیحدہ رہنے کی اجازت کیوں کر دے سکتا ہوں۔'' احنف نے کہا ''اللہ کے لئے ایفائے عہد جنگ کا بدل ہے۔'' حضرت علیؓ نے کہا ''دس ہزار تلواروں کو ہمارے خلاف جنگ سے روک لو۔'' احنف اپنے لوگوں کے پاس گیا اور انہیں جنگ سے باز رکھا اس نے یہ آواز لگائی اے آل خندف! لوگوں نے جواب دیا۔ پھر آواز لگائی اے آل تمیم! لوگوں نے جواب دیا۔ پھر آواز لگائی اے آل سعد! اور کوئی سعدی ایسا نہ تھا جس نے جواب نہ دیا ہو۔ وہ ان لوگوں کو لے کر علیحدہ ہو گیا تا کہ یہ دیکھے کہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ جب جنگ ہوئی اور حضرت علیؓ کی فتح ہو گئی تو بہت سے لوگ حضرت علیؓ کے پاس گئے۔ ان کے ساتھ یہ بھی گئے۔

دونوں گروہوں نے دیکھا کہ حضرت زبیرؓ ہتھیار باندھے ہوئے ایک گھوڑے پر برآمد ہوئے ہیں۔ حضرت علیؓ سے ذکر کیا گیا کہ وہ زبیرؓ ہیں تو انہوں نے کہا کہ وہ ان دونوں میں زیادہ بہادر ہے۔ اگر اس کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو وہ بھی ذکر کرے گا۔ طلحہؓ بھی برآمد ہوئے تو حضرت علیؓ ان کے پاس گئے یہاں تک کہ ان کی سواریوں کی گردنیں مل گئیں۔ حضرت علیؓ نے کہا میری جان کی قسم تم نے ہتھیار گھوڑے اور آدمی جمع کر لیے ہیں مگر کیا خدا کے سامنے پیش کرنے کے لئے کوئی عذر بھی تیار کر لیا ہے۔ اللہ سے ڈرو! اور اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنے ہی ہاتھوں کا کاتا

Marfat.com

ہوا سوت اپنے ہاتھوں سے ریزہ ریزہ کر دیا ہو۔]۸ کیا میں تمہارا بھائی نہیں ہوں؟ کیا تم میرا اور مجھ پر تمہارا خون حرام نہیں ہے۔ اب کیا معاملہ ہے کہ میرا خون حلال ہو گیا ہے۔

طلحہؓ نے کہا آپ نے عثمانؓ کے قتل پر ابھارا تھا۔

حضرت علیؓ نے کہا کہ [جس دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو پورا پورا بدلہ دے گا دن معلوم ہو جائے گا کہ اصل حق کیا ہے۔]۹ اے طلحہؓ! تم عثمانؓ کا قصاص طلب کرتے ہو۔ عثمانؓ کے قاتلوں پر خدا لعنت کرے۔ اے طلحہؓ! تم رسول اللہ ﷺ کی بیوی کو ساتھ لے کر لڑنے کے لئے آئے ہو اور اپنی بیوی کو گھر میں پوشیدہ کر دیا ہے۔ کیا تم نے مجھ سے بیعت نہیں کی ہے؟ طلحہؓ نے کہا میں نے بیعت کی تھی مگر تلوار میری گردن پر تھی۔ حضرت علیؓ نے زبیرؓ سے کہا اے زبیرؓ! تم کیوں آئے ہو؟

زبیرؓ نے کہا تمہاری وجہ سے کیونکہ میں تمہیں اس کا اہل نہیں سمجھتا ہوں۔ حضرت علی نے کہا کیا میں عثمان کے بعد اس کا اہل نہیں ہوں؟ ہم تمہیں بنی عبدالمطلب میں شمار کرتے تھے مگر جب تمہارا بیٹا آیا جو بدی کا بیٹا ہے۔ ۱۰ اس نے تم کو ہم سے جدا کر دیا۔ اور کچھ باتوں کا ذکر کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بنی غنم سے گزر رہا تھا۔ انہوں نے مجھے دیکھا اور ہنسنے لگے اور میں ان کو دیکھ کر ہنسا۔ اس پر تم نے کہا کہ ابن ابی طالب اپنی بری عادت نہ چھوڑیں گے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے تم سے کہا کہ یہ برائی نہیں ہے البتہ تم اس سے جنگ کرو گے اور تم ظالم ہو گے۔ زبیرؓ نے کہا اے اللہ! اگر مجھ کو یہ بات یاد ہوتی تو اس سفر کو اختیار نہ کرتا۔ اللہ کی قسم! میں تم سے کبھی نہ لڑوں گا۔ حضرت علیؓ اپنے ساتھیوں کے پاس گئے اور کہا کہ زبیرؓ نے اللہ کی قسم کھا کر عہد کیا ہے کہ وہ تم سے نہیں لڑیں گے۔

حضرت زبیرؓ، حضرت عائشہؓ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ میں غور و فکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ جگہ میرے لڑنے کی نہیں ہے۔ مجھے کہیں اور جانا چاہئے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا تم کیا کرنا چاہتے ہو؟ زبیرؓ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کو چھوڑ دوں اور کہیں چلا جاؤں۔ زبیرؓ کے بیٹے عبداللہ نے کہا کہ آپ نے یہ دونوں لشکر جمع کیے اور اب جب کچھ لوگ دوسروں کے مقابل صف بندی کر چکے ہیں آپ انہیں چھوڑ کر جانا چاہتے ہیں۔ آپ ابن ابی طالب کے جھنڈوں سے خوف زدہ ہو گئے ہیں اور آپ یہ سمجھتے ہیں کہ دلیر نوجوان ان کو بلند کریں گے اور ان کے نیچے آپ کی سرخ موت ہو گی۔ آپ میدان نہ چھوڑیں اس کی حفاظت کریں۔ زبیرؓ نے کہا کہ میں قسم کھا چکا ہوں۔ عبداللہ نے کہا

Marfat.com

اپنی قسم کا کفارہ دیجئے اور ان سے جنگ کیجئے۔ ان کے غلام مکحول کو (بطور کفارہ) آزاد کردیا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس غلام کو آزاد کیا گیا اس کا نام سرجس تھا۔ اس پر عبدالرحمٰن بن سلیمان تمیمی نے کہا۔

لم أركاليوم اخا اخوان عجب من مكفر الايمان

[میں نے آج کا سا بھائی چارہ نہیں دیکھا۔ مجھے اس پر تعجب ہے جو قسم کا کفارہ دیتا ہے۔]

کئی اشعار ہیں۔

کہا گیا ہے کہ زبیرؓ جنگ سے اس وقت باز رہے جب انہوں نے یہ سنا کہ عمار بن یاسر، حضرت علیؓ کے ساتھ ہیں۔ ان کو یہ اندیشہ ہوا کہ وہ عمار کو قتل نہ کر دیں۔ اور نبی ﷺ نے فرمایا تھا، اے عمار! تمہیں باغی گروہ قتل کر دے گا۔[1]

اہل بصرہ کے تین گروہ ہو گئے تھے۔ ایک گروہ طلحہؓ اور زبیرؓ کے ساتھ تھا۔ دوسرا گروہ حضرت علیؓ کے ساتھ تھا۔ تیسرا گروہ غیر جانب دار تھا۔ وہ جنگ کو پسند نہیں کرتا تھا۔ اسی گروہ میں احنف عمران بن حصین وغیرہ تھے۔

حضرت عائشہؓ تشریف لائیں اور قبیلہ ازد کی مسجد الحدّان میں قیام کیا۔ قبیلہ ازد کا سردار اس دن صبرہ بن شیمان تھا۔ اس سے کعب بن سور نے کہا کہ جب لشکر بھڑ جاتے ہیں تو ان کا قابو میں رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ تو جوش مارتے ہوئے سمندر ہیں۔ تم میرا کہنا مانو ان کے ساتھ شرکت نہ کرو اور اپنی قوم کو ساتھ لے کر علیحدہ ہو جاؤ۔ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ ان میں صلح نہ ہو گی۔ قبیلہ مضر اور قبیلہ ربیعہ کو چھوڑ دو۔ یہ بھائی بھائی ہیں۔ اگر یہ صلح کر لیں گے تو ہم صلح ہی چاہتے ہیں اگر انہوں نے جنگ کی تو ہم کل کو ان پر حاکم ہوں گے۔

جاہلیت کے زمانے میں کعب نصرانی تھا۔ اس لئے اس سے صبرہ نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ تیرے اندر ابھی تک نصرانیت کا اثر ہے۔ کیا تو مجھے یہ مشورہ دیتا ہے کہ لوگوں کی اصلاح سے غائب ہو جاؤں اور ام المومنینؓ، طلحہؓ، زبیرؓ سے علیحدگی، اس حالت میں اختیار کروں کہ ان سے صلح نہ ہو اور عثمانؓ کے قصاص کا مطالبہ ترک کر دوں۔ خدا کی قسم! میں کبھی ایسا نہ کروں گا۔

اہل یمن نے جنگ میں شرکت کا ارادہ کیا۔ حضرت عائشہؓ کے ساتھ منجاب بن راشد قبیلہ رباب کے ساتھ تھا۔ اس کی شاخیں تیم، عدی، ثور، عکل بنی عبدمناف بن اُدّ بن طابخہ بن الیاس بن

Marfat.com

مضر پر مشتمل تھیں۔ایک قبیلہ ضبہ بن طابخہ تھا۔

اس جنگ میں ابو جرباء نے قبیلہ بنی عمرو بن تمیم کے ساتھ، ہلال بن وکیع نے بنی حنظلہ کے ساتھ، صبرہ بن شیمان نے ازد کے ساتھ، مجاشع بن مسعود سُلمی نے سُلیم کے ساتھ، زفر بن حارث نے بنی عامر اور غطفان کے ساتھ، مالک بن مسمع نے بکر کے ساتھ، خریت بن راشد نے ناجیہ کے ساتھ اور ذوالآجرہ حمیری نے باقی اہل یمن کے ساتھ شرکت کی۔

جب (حضرت) طلحہؓ اور (حضرت) زبیرؓ نکلے تو قبیلہ مضر نے ڈیرے ڈال دئے اور ان کو صلح ہونے میں کوئی شک نہ تھا۔قبیلہ ربیعہ نے اس کے بالائی حصہ میں قیام کیا۔اور ان کو بھی صلح کے بارے میں کوئی شک نہ تھا۔حضرت عائشہؓ الحدان میں تھیں اور لوگ الزابوقہ میں تھے۔ان کی تعداد تیس ہزار تھی۔انہوں نے حکیم اور مالک کو حضرت علیؓ کے پاس اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ ہم ان شرطوں پر قائم ہیں جو قعقاع پیش کر کے گئے تھے۔حضرت علیؓ ان کے مقابلہ میں اترے۔قبیلہ مضر، مضر کے مقابلے میں ربیعہ، ربیعہ کے مقابلے میں۔یمنی، یمنیوں کے مقابلہ میں۔ان میں سے ایک دوسرے سے ملتے تھے اور صلح کے علاوہ کوئی اور بات نہ کرتے تھے۔حضرت علیؓ کے ساتھی بیس ہزار تھے۔

حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ برآمد ہوئے ان میں آپس میں اس امر پر اتفاق رائے تھا کہ صلح سے بہتر کوئی راستہ نہیں اور لڑائی نہیں ہونی چاہیے۔جب اس معاملہ پر اتفاق ہو گیا تو وہ جدا ہو گئے۔شام کے وقت حضرت علیؓ نے عبداللہ بن عباسؓ کو طلحہؓ اور زبیرؓ کے پاس بھیجا اور طلحہؓ اور زبیرؓ نے محمد بن ابی طلحہ کو حضرت علیؓ کے پاس بھیجا۔حضرت علیؓ نے اپنے لشکر کے سرداروں کو اطلاع دی اور طلحہؓ اور زبیرؓ نے اپنے لشکر کے سرداروں کو اطلاع دی کہ شرائط صلح طے ہو چکی ہیں۔انہوں نے وہ رات بڑے اطمینان سے گزاری کیونکہ وہ صلح اور عافیت کے کنارے پہنچ چکے تھے۔

جن لوگوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا تھا انہوں نے یہ رات بہت بری طرح گزاری۔ کیونکہ وہ تباہی کے قریب تھے۔وہ رات بھر مشورے کرتے رہے کہ جنگ چھیڑ دینی چاہئے۔بس وہ منہ اندھیرے اٹھے اور کسی کو خبر نہ تھی اور اسی اندھیرے میں انہوں نے یہ طے کیا تھا کہ قبیلہ مضر کے جو لوگ حضرت علیؓ کے طرف دار تھے وہ قبیلہ مضر کے ان لوگوں پر حملہ کریں جو طلحہؓ اور زبیرؓ کے طرف دار ہیں۔ اسی طرح ربیعہ کے ایک طرف کے لوگ دوسری طرف کے لوگوں پر اور یمنی یمنیوں پر۔انہوں نے

Marfat.com

ہتھیاروں سے حملہ کر دیا۔ اہل بصرہ بھی کود پڑے ہر گروہ نے اپنے سرداروں کے ماتحت لڑائی شروع کر دی۔ طلحہؓ اور زبیرؓ نے میمنہ کی طرف قبیلہ ربیعہ کو بھیجا جن کے سردار عبدالرحمٰن بن حارث تھے اور میسرہ کی طرف عبدالرحمٰن بن عتاب کو بھیجا۔ خود قلب میں ٹھہرے اور پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہم پر اہل کوفہ نے رات میں حملہ کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا ''علیؓ خونریزی کے بغیر رکنے والے نہیں اور وہ ہمارے ساتھ صلح نہیں کریں گے۔''

اہل بصرہ نے اہل کوفہ کو ان کے لشکر کی طرف واپس کر دیا۔ حضرت علیؓ نے اہل کوفہ کی آواز سنی۔ سبائیوں نے ایک آدمی کو ان کے قریب مقرر کر دیا تھا تا کہ حضرت علی کو وہ خبر دے جو وہ دینا چاہتے تھے۔ جب حضرت علیؓ نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ تو سبائیوں کے مقرر کردہ اس آدمی نے کہا کہ کچھ معلوم نہیں۔ صرف یہ معلوم ہے کہ ان لوگوں نے شبخون مارا ہے۔ اور ہم نے ان لوٹا دیا۔ پس ہم نے دیکھا کہ لوگ ایک آدمی کے پاس جمع ہیں۔ ہم ان کی طرف بڑھے تو جنگ چھڑ گئی۔

حضرت علیؓ نے میمنہ کی طرف میمنہ کے سردار کو اور میسرہ کی طرف میسرہ کے سردار کو بھیجا۔ اور یہ کہا کہ میں جانتا تھا کہ طلحہؓ اور زبیرؓ بغیر خونریزی کے باز نہ آئیں گے اور ہمارے ساتھ صلح نہیں کریں گے۔ سبائی جنگ بھڑکا رہے تھے۔ حضرت علیؓ نے چلا کر کہا ''ہاتھ روک لو۔''

اس فتنہ میں سب کی رائے یہی تھی کہ ان کو قتل نہ کیا جائے۔ جب تک وہ خود شروع نہ کریں تا کہ حجت قائم ہو سکے۔ کسی پیٹھ پھیر کر جانے والے کو قتل نہ کیا جائے۔ نہ کسی زخمی کو ہلاک کیا جائے اور نہ مال غنیمت کو حلال سمجھا جائے۔ نہ بصرہ میں ہتھیار لائے جائیں نہ کوئی سامان نہ کپڑے۔

کعب بن سور حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور کہا اب آپ میدان میں چلئے کیونکہ لوگ لڑائی کے علاوہ اور کسی امر پر تیار نہیں۔ شاید آپ کی بدولت اللہ صلح کرا دے۔ آپ سوار ہوئیں تو ہودج پر زرہیں چڑھا دی گئیں۔ جب وہ اونٹ پر سوار ہو کر گھروں کے پاس سے گزریں تو شور کی آواز آنے لگی۔ آپ ٹھہر گئیں، لوگ جنگ کر رہے تھے۔ زبیر بھی لڑ رہے تھے۔ ان پر عمار بن یاسر نے حملہ کیا اور نیزہ سے ان کو مارنے لگے مگر زبیرؓ ہاتھ روکے رہے اور کہا اے ابوالیقظان! کیا تم مجھے قتل کرو گے؟ عمار نے کہا اے ابوعبداللہ نہیں۔ زبیر، رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے رکے رہے کہ عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ ورنہ وہ قتل کر دیئے جاتے۔

Marfat.com

اسی اثنا میں حضرت عائشہؓ نے زبردست شور کی آواز سنی اور پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا لشکر کا شور ہے۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا بھلائی کے ساتھ یا برائی کے ساتھ؟ لوگوں نے کہا برائی کے ساتھ۔ اور یہ شکست خوردہ لشکر کا شور ہے۔ زبیر وادی السباع کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ کیونکہ انہوں نے لڑائی میں تو حصہ لیا تھا مگر حضرت علیؓ کی یاددہانی پر رک گئے۔

(حضرت) طلحہ کی موت

اسی اثنا میں طلحہ کے ایک تیر آ کر لگا اور پیر میں پیوست ہو گیا۔ طلحہ یہ کہہ رہے تھے اے اللہ کے بندو! میری طرف آؤ! صبر کرو۔ صبر کرو۔ قعقاع بن عمرو نے ان سے کہا اے ابومحمد! آپ زخمی ہیں اور جس امر کا ارادہ فرمارہے ہیں وہ بھی بیمار ہے۔ لہٰذا (اپنے ساتھیوں سے ساتھ) گھروں میں داخل ہو جایئے۔ طلحہؓ ایک گھر میں داخل ہوئے۔ خون بہہ رہا تھا اور وہ کہہ رہے تھے ''اے اللہ مجھ سے عثمانؓ کا بدلہ لے یہاں تک کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے۔'' جب ان کا موزہ خون سے بھر گیا اور کھڑا ہونا دشوار ہو گیا تو اپنے غلام سے کہا کہ میری پیٹھ کے پیچھے بیٹھ کر مجھ کو سہارا دو اور کسی مکان میں لے چلو کہ وہاں ٹھہروں۔ وہ ان کو بصرہ لے گیا اور ایک کھنڈر میں اتار دیا۔ وہاں ان کی موت ہو گئی۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت علیؓ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص حضرت طلحہ کے پاس سے گزرا تو انہوں نے پوچھا کیا تم امیرالمومنین کے آدمی ہو؟ اس آدمی نے کہا ہاں۔ طلحہؓ نے کہا کہ ہاتھ بڑھاؤ تاکہ میں تمہارے ہاتھ پر بیعت کر لوں۔ تم میری جانب سے علیؓ کی بیعت کرنا۔ طلحہؓ کو یہ اندیشہ تھا کہ بغیر بیعت کے نہ مر جائیں جب ان کی وفات ہو گئی تو ان کو بنی سعد کے علاقہ میں دفن کیا گیا۔ طلحہؓ نے مرتے وقت یہ کہا کہ میں نے کسی عمر رسیدہ کا اتنا خون بہتے ہوئے نہیں دیکھا۔ بصرہ میں داخل ہوتے وقت اپنی اور زبیرؓ کی مثال میں یہ اشعار پڑھے۔

[کیا حوادث نے مجھ ہی کو چھانٹ لیا ہے کہ جب میں تیر چلاتا ہوں تو نشانہ پر نہیں بیٹھتا۔

جب میں نے اپنی بے وقوفی سے تیر کے بعد تیر چلایا تو میں نے اس کو ضائع کر دیا اور سمجھا نہیں اور میری عقل ماری گئی۔

میں کسعی کی طرح نادم نہیں ہوا اور تیراندازوں کی رضامندی اپنی خواہش کے خلاف خرید لی۔

Marfat.com

میں نے ان کی اطاعت کی اور آل لوی میں تفرقہ اندازی کی۔ اب میرا خون اور گوشت درندوں کے سامنے ڈال دو۔]

کہا گیا ہے کہ طلحہؓ کو جس نے تیر مارا تھا وہ مروان بن حکم تھا اور دوسرے نام بھی روایت کئے گئے ہیں۔

حضرت زبیرؓ کی شہادت

زبیرؓ، احنف بن قیس [۱۳] کے لشکر کے پاس سے گزرے اور کہا کہ مسلمانوں کے درمیان یہ کیسا تفرقہ ہے کہ ایک دوسرے کی گردن مار رہے ہیں۔ اور وہ حق بالکل واضح ہے۔

احنف نے کہا ''اس شخص کی خبر میرے پاس کون لائے گا؟''

عمرو بن جرموز نے اپنے ساتھیوں سے کہا میں اس کا تعاقب کروں گا۔ جب وہ زبیرؓ کے پاس پہنچا تو انہوں نے پوچھا ''تیرے پیچھے کیا خبر ہے؟'' ابن جرموز نے کہا ''یہی میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔'' زبیرؓ کے غلام نے جس کا نام عطیہ تھا یہ کہا یہ مفسد ہے۔ زبیرؓ نے کہا ''نماز کا وقت آ گیا ہے تو ایک آدمی سے کیا ڈرتا ہے۔'' نماز کا وقت آ گیا تھا ابن جرموز نے کہا ''نماز پڑھی جائے۔'' زبیرؓ نے کہا ''نماز پڑھی جائے۔'' جب نماز پڑھنے کھڑے ہوئے۔ ابن جرموز نے ان کی زرہ کاٹ دی اور قتل کر دیا۔ وہ ان کا گھوڑا، ہتھیار اور انگوٹھی لے کر چلا گیا۔ غلا کو وہیں چھوڑ دیا۔ اس نے زبیرؓ کو وادی السباع میں دفن کر دیا۔ ابن جرموز یہ خبر لے کر لوگوں کے پاس گیا تو احنف نے ابن جرموز سے کہا اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا تو نے اچھا کیا یا برا کیا۔

ابن جرموز حضرت علیؓ کے پاس پہنچا اور ان کے دربان سے کہا کہ زبیرؓ کے قاتل کے لئے (ملنے کی) اجازت حاصل کر۔ حضرت علیؓ نے کہا ''اس کو اجازت دو اور دوزخ کی خوشخبری دو۔'' ابن جرموز نے زبیرؓ کی تلوار حضرت علیؓ کو پیش کی۔ حضرت علیؓ نے اس تلوار کو لیا اس کو دیکھا اور کہا ''اس تلوار نے رسول اللہ ﷺ کے روئے مبارک سے بارہا مصیبت کو دور کیا ہے۔''

اور جب یہ فتنہ ختم ہو گیا تو اس تلوار کو حضرت عائشہؓ کے پاس بھیج دیا۔

شکست خوردہ لوگ بصرہ جانا چاہتے تھے مگر جب انہوں نے یہ دیکھا کہ گھڑ سواروں نے

Marfat.com

حضرت عائشہؓ کے اونٹ کو گھیر لیا ہے تو وہ قلب لشکر میں واپس آ گئے اور لڑنے لگے۔ اس طرح نئی جنگ شروع ہو گئی۔ قبیلہ ربیعہ کے لوگ جو میمنہ میں تھے اور بعض ان میں سے میسرہ میں تھے وہ بصرہ میں ٹھہر گئے۔ جب ہنگامہ فرو ہوا اور لوگ پیچھے ہٹ گئے تو حضرت عائشہؓ نے کعب بن سور سے کہا کہ قرآن آگے بڑھاؤ اور لوگوں کو اس کی طرف بلاؤ۔ انہوں نے کعب کو ایک مصحف دیا۔ وہ قوم کے سامنے گیا مگر سبائی آگے آگے تھے۔ انہوں نے اس کو تیروں کا نشانہ بنایا اور سب نے مل کر اس کو تیر مارے اور قتل کر دیا۔ سبایوں نے ام المومنینؓ کے ہودج پر بھی تیر برسائے جو لوگ باقی رہ گئے تھے ان کو پکارنے لگیں۔ ''اے بیٹو!'' اور بلند آواز سے کہنے لگیں۔ ''اللہ سے ڈرو! اللہ کو یاد کرو! قیامت کے دن کو یاد کرو!'' مگر سبائی آگے بڑھنے کے علاوہ ہر بات کا انکار کر رہے تھے۔ یعنی ان کا حکم ماننے کو تیار نہ تھے۔ جب حضرت عائشہؓ نے یہ دیکھا تو کہا ''اے لوگو! عثمانؓ کے قاتلوں اور ان کے مددگاروں پر لعنت کرو۔'' وہ لوگوں کو پکارنے لگیں اور لوگوں کو بلانے میں شدت اختیار کی۔ حضرت علیؓ نے سنا تو کہا کہ یہ شور کیسا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ حضرت عائشہؓ، حضرت عثمانؓ کے قاتلوں اور ان کے مددگاروں کے حق میں بددعا کر رہی ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اے اللہ! عثمانؓ کے قاتلوں پر لعنت کر۔

حضرت عائشہؓ نے عبدالرحمٰن بن عتاب اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کو اپنی جگہ موجود رہنے کا پیغام دیا اور جب یہ دیکھا کہ قوم انہی پر حملہ کر رہی ہے اور لڑائی سے باز نہیں آتی تو لوگوں کو جوش دلایا۔ بصرہ میں جو قبیلہ مضر کے لوگ تھے انہوں نے قبیلہ مضر کے ان لوگوں پر حملہ کیا جو کوفہ میں تھے۔ اور کوفہ کے مضریوں کی ٹکڑیاں ہو گئیں۔ حضرت علیؓ بھی اس ہجوم میں گھر گئے۔ انہوں نے اپنے بیٹے محمد کی گردن پکڑی۔ ان کے پاس جھنڈا تھا۔ اور اس سے کہا کہ حملہ کرو۔ وہ آگے بڑھے یہاں تک کہ کوئی شخص ان سے آگے نہ تھا جس کو وہ نیزے کی انی پر رکھتے۔ حضرت علیؓ نے ان سے جھنڈا لے لیا اور کہا اے میرے بیٹے! میرے سامنے رہو۔

کوفہ کے مضریوں نے حملہ کیا اور (حضرت عائشہؓ) کے اونٹ کے آگے لڑائی شروع ہو گئی۔ لڑائی بہت شدید تھی مگر دونوں فریق اپنے حال پر قائم تھے۔ حضرت علیؓ کے ساتھ قبیلہ مضر کے علاوہ بھی کچھ لوگ تھے ان میں زید بن صوحان تھا۔ ایک آدمی نے اس سے کہا کہ تو اپنی قوم کے پاس جا یہاں کیا کر رہا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ قبیلہ مضر تیرے چاروں طرف ہے۔ اونٹ تیرے سامنے ہے اور وہیں

Marfat.com

موت ہے۔ زید نے کہا کہ زندگی سے موت بہتر ہے اور میں موت چاہتا ہوں۔ وہ اور اس کا بھائی سیحان مارے گئے۔ ان دونوں کے بھائی صعصعہ نے ان کا مرثیہ پڑھا۔ اس اثنا میں لڑائی بہت زور پکڑ گئی۔ جب حضرت علیؓ نے یہ حالت دیکھی تو قبیلہ ربیعہ اور اہل یمن کو پیغام بھیجا کہ اپنے قریب والوں کی مدد کو پہنچ جاؤ۔ حضرت علیؓ کے ساتھیوں میں سے قبیلہ عبدالقیس کا ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ ہم تمہیں کتاب اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔

لوگوں نے کہا کہ وہ ہمیں کس طرح کتاب اللہ کی طرف بلاتا ہے جب کہ نہ خود راستی پر ہے اور نہ اس کی حدود قائم کرتا ہے۔ کعب بن سور جو اللہ کی طرف بلا رہے تھے۔ ان کو لوگوں نے مل کر نیزوں سے حملہ کیا اور مار ڈالا۔ ان کی جگہ مسلم بن عبداللہ عجلی کھڑا ہوا تو اس اکیلے پر حملہ کیا اور قتل کر دیا۔ کوفہ کے یمنیوں نے بصرہ کے یمنیوں پر حملہ کر دیا۔ اہل کوفہ نے لڑائی کے علاوہ اور کوئی بات سننے سے انکار کر دیا تھا۔ ان کا ارادہ حضرت عائشہؓ کے علاوہ کسی اور پر حملہ کرنے کا نہ تھا۔ حضرت عائشہؓ کے ساتھیوں نے اس امر کو محسوس کیا اور وہ لڑائی میں بھڑ گئے۔ یہاں تک کی جزوی کامیابی ہوئی۔ پھر شدید جنگ شروع ہوئی اور بصرہ کے یمنیوں نے کوفہ کے یمنیوں پر حملہ کیا اور ان کو شکست دی۔ پھر بصرہ کے قبیلہ ربیعہ نے کوفہ کے قبیلہ ربیعہ پر حملہ کیا اور ان کو شکست دی۔ پھر کوفہ کے یمنی لوٹ آئے اور ان کے جھنڈے کے نیچے پانچ آدمی قبیلہ ہمدان کے اور پانچ یمن کے دوسرے قبیلوں کے مارے گئے۔ جب یزید بن قیس نے دیکھا تو اس نے یہ جھنڈا لے لیا اور یہ اسی کے ہاتھ میں رہا وہ کہہ رہا تھا۔

[اے نفس تو زندہ ہے اور تو نے ایک زمانے تک شامیں گزاری ہیں۔ تیری زندگی کا آج ہی کا دن باقی ہے۔ جب تک تو زندہ ہے میں درازیٔ عمر طلب کرتا رہوں گا۔]

یزید بن قیس نے یہ اشعار تمثیلاً پڑھے تھے۔ ابن ابی نمران ہمدانی نے کہا،

[میں نے قبیلہ ازد کے مردوں میں تلوار چلائی اور ان کے بڈھوں اور نوجوانوں کو قتل کیا۔

لمبے بازو والے چیتوں (یعنی قبیلہ ازد کے دلیروں) کو ہلاک کیا۔]

قبیلہ ربیعہ کے لوگ کوفہ واپس چلے گئے۔ وہاں بھی شدید جنگ ہوئی۔ وہ لوگ میسرہ میں تھے۔ ان کے جھنڈے کے نیچے زید، عبداللہ بن عقبہ، ابوعبیدہ بن راشد بن سلمی قتل ہوئے۔ ابوعبیدہ یہ کہہ رہا تھا ''اے اللہ! تو نے ہمیں گمراہی سے ہدایت کی۔ تو نے ہمیں جہالت سے بچایا۔ ہم کو اس

Marfat.com

آزمائش میں ڈال دیا ہے۔ ہم کو شبہ یا شک ہے۔'' وہ قتل ہوگیا معاملہ اور سخت ہوگیا۔ اہل کوفہ آکر ان کے قلب سے مل گئے اور اہل بصرہ کا میسرہ اپنے قلب سے مل گیا اور اہل کوفہ کے میمنہ کو اپنے قلب سے ملنے سے روکا۔ اگرچہ وہ ان کے بازو میں تھے۔ اسی طرح اہل کوفہ کے میسرہ نے اہل بصرہ کے میمنہ سے کیا۔ جب کوفہ اور بصرہ کے مضری دلیروں نے رکاوٹ کو دیکھا تو انہوں نے آواز لگائی ایک طرف ہو جاؤ۔ جب انہوں نے رکاوٹ کو دور کر دیا تو لوگوں کے ہاتھ پیر کاٹنے شروع کر دیے۔ اس قسم کی جنگ نہ اس سے پہلے کبھی ہوئی اور نہ اس کے بعد۔ نہ اس قدر ہاتھ کاٹے گئے نہ پیر۔ عبدالرحمٰن بن عتاب کے قتل سے پہلے ان کا ہاتھ کٹ گیا تھا۔

حضرت عائشہؓ نے اپنے بائیں طرف دیکھا اور کہا ''میرے بائیں طرف کون لوگ ہیں؟'' صبرہ بن شیمان نے کہا ''آپ کے بیٹے، ازد کے لوگ ہیں۔'' حضرت عائشہؓ نے کہا ''اے آل غسان! آج کے دن اپنی شہرت کی حفاظت کرو۔ تمہاری دلیری کے متعلق ہم سنتے رہے ہیں۔'' اور تمثیلاً یہ شعر پڑھا۔

وجالد من غسان اهلُ حفاظها | وهِنب و اوس جالدت و شبیب

[غسانی جو اپنی شہرت کی حفاظت کرنا جانتے ہیں انہوں نے جنگ کی اور اسی طرح ھِنب، اوس اور شبیب نے جنگ کی۔]

قبیلہ ازد کے لوگ حضرت عائشہؓ کے اونٹ کی مینگنیاں لے کر سونگھتے تھے اور کہتے تھے یہ ہماری ماں کے اونٹ کی مینگنیاں ہیں اور ان میں مشک کی خوشبو ہے۔

حضرت عائشہؓ نے اپنی داہنی طرف کے لوگوں کے بارے میں پوچھا تو کہا گیا کہ قبیلہ بکر بن وائل کے لوگ ہیں۔ آپ نے کہا کہ تمہارے بارے میں کہنے والے نے کہا ہے۔

وجاؤوا الینا فی الحدیدِ کانھم | من العزة القعساء بکرُ بن وائل

[وہ ہماری طرف لوہے میں غرق آئے گویا ابھرے ہوئے سینہ اور پیشانی سے وہ بکر بن وائل کے لوگ ہیں۔]

ان کے مقابلے میں قبیلہ عبدالقیس تھا۔ اس وقت اتنی شدید جنگ ہوئی کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ اس اثنا میں ایک دستہ ان کے سامنے آیا تو انہوں نے پوچھا۔ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا ہم بنو ناجیہ ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا خوش آمدید! خوش آمدید! آج ابطحی اور قریشی

Marfat.com

تلواریں آپس میں ٹکرا رہی ہیں۔تم دلیری سے ایسی جنگ کرو جس سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ کچھ دیر بعد قبیلہ بنوضبہ کے لوگ حضرت عائشہؓ کے گرد آ گئے۔آپ نے فرمایا اب چنگاریاں بھڑک رہی ہیں۔ جب وہ لوگ کمزور پڑ گئے تو قبیلہ بنوعدی بن عبد مناۃ کے لوگ آ کر مل گئے اور حضرت عائشہؓ کے چاروں طرف ایک ہجوم ہو گیا تو آپ نے دریافت کیا تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم بنوعدی ہیں اور اپنے بھائیوں سے مل گئے ہیں۔انہوں نے اونٹ کی باگ پکڑ لی اور سخت جنگ کی۔ ہاتھ پاؤں کاٹے جانے سے یا کہیں اور زخم لگنے سے وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلتے تھے۔ جب دونوں طرف اس طرح کا نقصان بہت ہوا اور یہ لوگ حضرت عائشہؓ کے اونٹ کی مدافعت کرتے رہے تو لوگوں نے کہا کہ یہ قوم اس وقت تک اپنی جگہ سے جنبش نہیں کرے گی جب تک اونٹ کو نہ گرایا جائے گا۔حضرت علیؓ کے لشکر کے دونوں بازو، قلب میں آ گئے۔ یہ حرکت اہل بصرہ نے کی تھی۔قوم کے بعض آدمی دوسروں کو ناپسند کرتے تھے۔لہٰذا عمیرہ بن یثربی نے اونٹ کی باگ تھام لی۔کعب بن سور سے پہلے وہ بصرہ کے قاضی تھے وہ اور ان کا بھائی عبداللہ جنگ جمل میں شریک ہوئے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا اونٹ پر کون حملہ کرے گا؟

ہند بن عمرو جملی مرادی آگے بڑھا۔اس کو یثربی نے روکا۔ دونوں میں مقابلہ ہوا۔ ابن یثربی نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر علباء بن الہیثم نے حملہ کیا اس کو بھی ابن یثربی نے روکا اور قتل کر دیا۔ بعد ازاں سیحان بن صوحان کو قتل کیا اس کا مرثیہ صعصعہ نے کہا۔

ابن یثربی نے کہا

[جو شخص میرا انکار کرتا ہے میں اس کے لئے ابن یثربی ہوں۔ میں علباء، ہند جملی اور ابن صوحان کا قاتل ہوں جو علی کے طریقے پر تھے۔]

ابن یثربی نے یہ بھی کہا۔

[میں لوگوں کو قتل کر رہا ہوں مگر ابوالحسن کہیں نظر نہیں آتے اور میرے لئے یہی غم بہت ہے۔ ورنہ ہم تو پھانسی پر بھی اپنا کام کر گزرتے ہیں۔]

اس کو عمار نے للکارا کہ تو نے بہت مضبوط جگہ پناہ لی ہے مگر اب تیرے لئے کوئی راستہ نہیں ہے۔ اگر تو سچا ہے تو اس لشکر سے میرے مقابلہ کو باہر آ۔ اس نے اونٹ کی باگ بنی عدی کے ایک شخص

Marfat.com

کو پکڑائی اور وہ دونوں صفوں کے درمیان پہنچ گیا۔ عمار آگے بڑھے ان کی عمر نوے سال تھی اور یہ بھی کہا گیا ہے اس سے کچھ زیادہ تھی۔ اون کی کملی جسم پر تھی۔ درمیانی حصے کو کھجور کے پتوں سے باندھ رکھا تھا۔ وہ لڑائی میں کمزور پڑے تو لوگوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ اور کہا کہ یہ بھی اپنے ساتھیوں سے جا ملیں گے۔ ابن یثربی نے حملہ کیا عمار نے ڈھال پر روکا۔ اس نے تلوار مارنی چاہی اس کی بھی مدافعت کی۔ پھر حضرت عمار نے اس کے دونوں پیروں کو نشانہ بنایا اور ان کو کاٹ دیا۔ وہ اپنی پیٹھ کے بل گر پڑا تو اس کو قیدی بنالیا گیا۔ اس کو حضرت علیؓ کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے کہا مجھے زندہ رہنے دیجئے۔ آپ نے کہا کیا تین آدمیوں کے قتل کے بعد؟ پھر آپ کے حکم پر وہ قتل کر دیا گیا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ جو شخص قتل کیا گیا وہ عمرو بن یثربی تھا اور عمیر زندہ رہا یہاں تک کہ معاویہ کے عہد میں بصرہ کا قاضی ہوا۔ جب ابن یثربی قتل کر دیا گیا تو جس شخص نے اونٹ کی مہار تھامی ہوئی تھی اس نے اونٹ کی باگ بنی عدی کے ایک دوسرے آدمی کو دے دی اور باہر آیا۔ اس کا مقابلہ ربیعہ العقیلی نے کیا وہ یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

[اے ماں ہم آپ کو بہت نامہربان دیکھ رہے ہیں۔ حالانکہ ماں بچوں کو غذا دیتی ہے اور ان پر مہربانی کرتی ہے۔

کیا آپ یہ نہیں دیکھتیں کہ کتنے بہادر زخمی ہو رہے ہیں۔ اور ان کے ہاتھ اور کلائیاں کاٹی جا رہی ہیں۔

اس نے جھوٹ بولا وہ بہت ہی نیک ماں ہیں اور ہم جانتے ہیں۔]

اس کے بعد دونوں گتھ گئے۔ ہر ایک نے اپنے مخالف کو زخمی کر دیا اور دونوں مر گئے۔ اس کے بعد عدوی کی جگہ حارث ضبی نے اونٹ کی باگ پکڑ لی اور اس سے زیادہ طاقتور آدمی کوئی نہیں دیکھا گیا۔ وہ کہنے لگا۔

[ہم بنو ضبہ کے لوگ ہیں۔ اونٹ والے ہیں۔ جب ہمارا کوئی ہمسر آ جاتا ہے تو ہم اس سے لڑتے ہیں۔

ہم ابن عفان کا بدلہ نیزوں کی انیوں سے لیں گے اور موت ہمیں شہد سے زیادہ شیریں ہے۔

ہمارے بوڑھے آدمی کو ہمیں واپس کر دو تم ہم خوش ہو جائیں گے۔]

Marfat.com

کہا گیا ہے کہ یہ اشعار ابوسیم بن عمرو الضبی کے تھے۔ اور عمرو جنگ جمل کے موقع پر اپنے ساتھیوں کو اکسا رہا تھا۔ وہ اونٹ کی مہار تھام کر کہہ رہا تھا۔

[ہم بنوضبہ کے لوگ ہیں۔ ہم اس وقت تک نہیں بھاگتے جب تک کھوپڑیوں کو گرتے ہوئے نہ دیکھ لیں۔

ان میں سے خون کی سرخ دھار بہتی ہے۔]

وہ یہ بھی کہہ رہا تھا۔

یا امتا یا عَیشُ لن تُراعی کل بنیک بطل شجاع

[اے ہماری ماں! اے عائشہؓ! آپ کو کبھی خوف نہیں ہوگا۔ کیونکہ آپ کے سب بیٹے بہادر اور دلیر ہیں۔]

وہ یہ بھی کہہ رہا تھا۔

یا امتا یا زوجة النبی یا زوجة المبارک المهدی

[اے ہماری ماں! اے نبی کی بیوی! اے برکت والے ہدایت یافتہ کی بیوی!]

یہ معاملہ اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کی اونٹ کی مہار کے پاس چالیس آدمی قتل ہو گئے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا جب سے قبیلہ ضبہ کے لوگوں کی آوازیں نہیں آ رہی ہیں اس وقت سے میرا اونٹ بھی سیدھا نہیں رہا۔

راوی کا بیان ہے کہ قبیلہ قریش کے ستر آدمیوں نے اونٹ کی مہار تھامی اور اسی حالت میں قتل ہوئے۔ جن لوگوں نے اونٹ کی مہار تھامی ان میں محمد بن طلحہ بھی تھے۔ انہوں نے کہا اے ماں! مجھے آپ حکم دیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا اگر تو بنی آدم میں سب سے بہتر ہے تو یہ جگہ چھوڑ دے۔ اسی لئے جب تک کوئی ان پر حملہ آور نہ ہوتا تھا وہ خود کسی پر حملہ نہیں کرتے تھے وہ ''حمٓ لا ینصرون'' کا ورد کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ لوگوں کے ہجوم نے ان کو قتل کر دیا۔ ان میں سے ہر ایک ان کے قتل کا مدعی تھا۔ ان میں مکعبر اسدی، مکعبر ضبی، معاویہ بن شداد عبسی، عفان سعدی النصری شامل تھے۔ ان ہی میں سے کسی نے ان کے نیزہ مارا جو ان کے جسم میں پیوست ہو گیا۔ انہی میں سے کسی نے یہ شعر پڑھے۔

[پراگندہ بالوں والا، کھڑے ہو کر اپنے پروردگار کی آیات پڑھنے والا، جو کبھی کسی کو تکلیف

Marfat.com

نہ پہنچا تا تھا۔ اس جیسی ہستی کسی مسلمان کی آنکھ نے نہ دیکھی تھی۔
میں نے نیزے سے اس کی قمیص کا گریبان چاک کر ڈالا اور وہ اوندھے منہ زمین پر گرا۔
وہ مجھے حامیم یاد دلاتا رہا اور نیزہ اس کے سینہ کو چاک کر رہا تھا۔ اس نے یہاں آنے سے پہلے حامیم کیوں نہیں پڑھی۔
اس کے علاوہ کوئی بات نہ تھی کہ وہ علیؓ کا پیرو نہ تھا اور جو حق کی پیروی نہیں کرتا نادم ہوتا ہے۔]

اس کے بعد عمرو بن اشرف نے مہار تھام لی۔ جو کوئی اس کے پاس آتا اس کو تلوار سے دفع کر دیتا تھا۔ اس کے سامنے حارث بن زہیر ازدی آیا۔ اور یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

[اے ہماری ماں! جن کو ہم جانتے ہیں ان ماؤں میں سب سے بہتر! کیا آپ یہ ملاحظہ نہیں فرما رہی ہیں کتنے بہادر زخمی ہو رہے ہیں۔ ان کی کھوپڑیاں اور کلائیاں کاٹی جا رہی ہیں۔]

ہر ایک نے ایک دوسرے پر وار کیا اور دونوں قتل کر دیئے گئے۔

بہت سے دلیر اور بہادر آدمی حضرت عائشہؓ کے گرد جمع ہو گئے۔ ان میں سے جو کوئی اونٹ کی مہار ہاتھ میں لیتا تھا وہی جھنڈا اٹھاتا تھا اور وہ پکار کر کہتا تھا کہ میں فلاں بن فلاں ہوں۔ وہ اونٹ کے قریب ہی جنگ کر رہے تھے۔ گویا موت انہی کو آ رہی تھی جو اس کے طلب گار تھے۔ حضرت علیؓ کے ساتھیوں میں سے جس نے اس کا قصد کیا وہ قتل کیا گیا یا بھاگ گیا۔ پھر واپس نہ آیا۔ عدی بن حاتم طائی نے ان پر حملہ کیا۔ اس کی آنکھ پھوڑ دی گئی۔ اتنے میں عبداللہ بن زبیر آئے اور انہوں نے کچھ نہ کہا، حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟

عبداللہ نے جواب دیا "آپ کا بیٹا اور بھانجا" حضرت عائشہؓ نے کہا "اسماء کی کوکھ اجڑی۔" اشتر وہاں آیا اور دونوں لڑنے لگے اشتر نے عبداللہ کے سر پر تلوار ماری اور سخت زخم آیا عبداللہ نے معمولی ضرب ماری دونوں ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو گئے اور لڑتے ہوئے زمین پر گر پڑے۔

ابن زبیر نے کہا:

اقتلونی و مالکاً   واقتلوا مالکا معی

[مجھے اور مالک کو قتل کر دو اور مالک کو میرے ساتھ قتل کر دو۔]

اگر ان کو یہ معلوم ہو جاتا کہ مالک کون ہے تو قتل کر دیتے۔ وہ اس کو اشتر کے نام سے

Marfat.com

جانتے تھے۔ حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کے طرفداروں نے حملہ کیا اور دونوں کو بچالیا۔

اشتر کا بیان ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن عتاب کا مقابلہ کیا اور اس کو بہت دلیر پایا۔ میں اس سے گتھم گتھا ہو گیا اور اس کو قتل کر دیا۔ میں نے اسود بن عوف کا مقابلہ کیا۔ اس کو بہت دلیر اور بہادر پایا۔ میں یہ خواہش کر رہا تھا اے کاش مجھے نجات مل جائے اور میں اس کا مقابلہ نہ کرتا تو بہتر تھا۔ جُندُب بن زہیر الغامدی نے میرا مقابلہ کیا۔ میں نے اس کو تلوار ماری اور قتل کر دیا۔ اشتر کا یہ بھی بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن حکیم بن حزام کو دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں قریش کا جھنڈا تھا۔ اور وہ عدی بن حاتم سے لڑ رہا تھا۔ گویا دو چیتے لڑ رہے تھے۔ ہم نے عبداللہ کو گھیر لیا اور قتل کر دیا۔ اس نے یہ بھی کہا کہ حضرت عائشہؓ کے اونٹ کی مہار اسود بن ابی البختری نے تھام لی۔ وہ بھی قتل کیا گیا وہ قریشی تھا۔ اس کے بعد عمرو الاشرف نے مہار تھام لی وہ بھی قتل کیا گیا۔ اس کے ساتھ اس کے خاندان کے تیرہ آدمی قتل کئے گئے۔ وہ قبیلہ ازد کا تھا۔ مروان بن حکم زخمی ہوا اور عبداللہ بن زبیر کو سینتیس زخم آئے جو تیروں اور بھالوں کے تھے۔ میں نے جنگ جمل جیسی لڑائی کبھی نہیں دیکھی۔ ہم میں سے کوئی منظم نہیں ہو پا رہا تھا۔ گویا سیاہ پتھر کا پہاڑ تھے۔ اور اونٹ کی مہار جو بھی ہاتھ میں لیتا تھا قتل کر دیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ مہار کٹ گئی اور حضرت علیؓ نے آواز لگائی کہ اس اونٹ کی کونچیں کاٹ دو۔ اگر اس اونٹ کی کونچیں کاٹ دی جائیں گی تو یہ لوگ منتشر ہو جائیں گے۔ ایک آدمی نے تلوار ماری اور اونٹ گر پڑا۔ میں نے اونٹ کے بلبلانے کی اس سے زیادہ سخت آواز کبھی نہیں سنی اہل کوفہ میں سے قبیلہ ازد کا جھنڈا مخنف بن سُلیم کے پاس تھا وہ قتل ہو گیا تو اس کو صقعب اور اس کے بھائی عبداللہ بن سُلیم نے اٹھا لیا۔ وہ بھی قتل کیا گیا۔ اس کو علاء بن عروہ نے اٹھا لیا اور جنگ ختم ہونے تک اسی کے ہاتھ میں تھا۔

کوفیوں کے قبیلہ عبدالقیس کا جھنڈا قاسم بن سُلیم کے ہاتھ میں تھا وہ قتل ہوا اور اس کے ساتھ صوحان کے دونوں بیٹے زید اور سیحان قتل ہوئے۔ اس کو کئی آدمیوں نے یکے بعد دیگرے لیا اور سب قتل ہوئے۔ ان میں عبداللہ بن رقبہ تھا۔ پھر منقذ بن نعمان نے لے کر اپنے بیٹے مرہ بن منقذ کو دیا لڑائی کے ختم ہونے تک وہ ان کے پاس رہا۔

قبیلہ بنی ذھل کی شاخ بکر بن وائل کا جھنڈا حارث بن حسان الذّھلی کے ہاتھ میں تھا وہ آگے بڑھا اور اس نے کہا اے گروہ بکر! رسول اللہ ﷺ کے نزدیک کسی کی اتنی قدر نہیں جتنی تمہارے

Marfat.com

آقا کی ہے۔ وہ آگے بڑھا اور لڑنے لگا۔ اس کا بیٹا اور اس کے خاندان کے پانچ آدمی قتل کیے گئے۔ جب حارث قتل ہو گیا تو اس کے متعلق یہ کہا گیا۔

[میں اپنے سردار حارث بن حسان کی موت کی خبر قبیلہ ذھل اور شیبان کو دیتا ہوں۔]

قبیلہ ذھل کے ایک شخص نے کہا۔

[تو عدنان کے بہترین آدمی کی سناؤنی سنا رہا ہے جو اپنے ہمسروں سے جنگ کرنے اور نیزہ بازی کرنے میں آگے آگے تھا۔]

اس کے بھائی بشر بن حسان نے کہا،

[میں حسان بن خوط کا بیٹا ہوں اور میرا باپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پورے قبیلہ بکر کا قاصد تھا۔]

قبیلہ بنی محدوج اور قبیلہ بنی ذھل کے پینتیس آدمی قتل کیے گئے۔ ایک شخص جنگ کر رہا تھا اس کے بھائی نے اس سے کہا "اے بھائی! کیا اچھا ہوتا اگر ہم حق پر ہوتے!" اس کے بھائی نے کہا "ہم حق پر ہیں۔ کیونکہ لوگ دائیں بائیں جا رہے ہیں اور ہم اپنے نبی کے اہل بیت کے ساتھ ہیں۔" انہوں نے جنگ کی یہاں تک کہ دونوں قتل کر دیے گئے۔

اس دن عمیر بن اھلب ضبی بھی زخمی ہو گیا۔ حضرت علیؓ کے طرفداروں میں سے ایک شخص گزرا جو زخمیوں میں اپنا پیر تلاش کر رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا۔

[ہماری ماں ہم کو موت کی وادی میں لے آئی ہے۔ پس ہم واپس نہ ہوئے یہاں تک کہ سیراب ہو گئے۔

وہ نصر بن ضبہ کی ماں تھیں۔ ان کے ساتھی دلیر اور موت سے بے نیاز تھے۔

ہم نے اپنی عقلوں کی گمراہی کی وجہ سے قریش کی اطاعت کی اور اہل حجاز کو ہماری مدد مشقت کا باعث ہے۔

ہم نے بدنصیبی سے قبیلہ تیم بن مرہ کی اطاعت کی اور کیا قبیلہ تیم میں غلاموں اور کنیزوں کے علاوہ کوئی اور بھی ہے؟]

ایک آدمی نے اس سے کہا لا الہ الا اللہ کہہ۔ زخمی نے کہا کہ میرے قریب ہو کر تلقین کر

Marfat.com

کیونکہ میں اونچا سنتا ہوں۔ وہ آدمی اس کے قریب ہوا۔ زخمی نے اس پر حملہ کیا اور اس کے کان چبا لیے اور کاٹ لیے۔

اونٹ کی کونچیں کاٹنے کے متعلق یہ روایت ہے کہ اشتر سے قعقاع ملا اور اونٹ کے پاس لڑتے لڑتے واپس گیا تھا۔ قعقاع نے اشتر سے کہا کیا لوٹنے کا ارادہ ہے؟ اشتر نے کوئی جواب نہیں دیا تو قعقاع نے کہا کہ ہم میں سے بعض آدمی دوسروں سے لڑنے کے ڈھنگ تم سے بہتر جانتے ہیں۔ فوراً قعقاع نے حملہ کیا اور اس وقت اونٹ کی مہار زفر بن حارث کے ہاتھ میں تھی جو یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

یا امنا مثلک لا یُراع　　کل بنیک بطل شجاع

لیس بوهواه ولا براع

[اے ہماری ماں! آپ جیسی شخصیت کو گھبرانا نہیں چاہیے، آپ کے سب بیٹے بہادر اور دلیر ہیں۔ نہ وہ شکایت کرنے والے ہیں نہ ڈرنے والے ہیں۔]

قعقاع نے کہا

[جب ہم گناہ میں مبتلا ہو گئے تو برملا گناہ کریں گے اور جس چیز سے ہم روکتے تھے اب اس سے نہ روکیں گے۔]

زفر بن حارث، الکلائی پر جھپٹا اور عامر نے اس سے لڑنے میں جلدی کی وہ زخمی ہو گئے تو قعقاع نے بُجَیر بن دُلجہ سے کہا اور وہ حضرت علیؓ کے طرف داروں میں تھا۔ اے بُجَیر بن دُلجہ! اپنی قوم سے چلا کر کہو کہ ان کو چاہیے کہ اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں قبل اس کے کہ تم مصیبت اٹھاؤ اور ام المومنین مصیبت میں پھنسیں۔ بجیر نے اپنے قبیلہ والوں کو آواز دی اور ان کی مدد سے اس نے اونٹ کی ساق کاٹ ڈالی۔ اونٹ ایک طرف گر پڑا اور ہلنے لگا۔ وہ اور زفر اونٹ کا پیٹ کاٹنے کے لئے جمع ہو گئے۔ ان دونوں نے ہودج اٹھایا اور ایک طرف رکھ دیا۔ ہودج میں تیر اس طرح پیوست تھے کہ وہ خار پشت (سیہی) معلوم ہوتا تھا۔ وہ دونوں اس کے چاروں طرف گھومے اور لوگ وہاں سے بھاگ گئے۔ جب وہ لوگ منظم ہو گئے تو حضرت علیؓ نے پکار کر کہا کہ بھاگنے والوں کا تعاقب نہ کرو۔ نہ زخمیوں پر حملہ کرو۔ اور نہ گھروں کے اندر داخل ہو۔ حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ ہودج کو مقتولوں کے درمیان سے اٹھا لیا جائے اور حضرت عائشہؓ کے بھائی محمد بن ابی بکر کو حکم دیا کہ ان کے لئے ایک خیمہ نصب کیا جائے۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ یہ بھی دیکھ لو کہ کوئی زخم تو

Marfat.com

نہیں لگا۔ محمد بن ابی بکر نے اپنا سر ہودج کے اندر کر کے ان کو سلام کیا۔ تو انہوں نے پوچھا تم کون ہو؟

محمد نے جواب دیا کہ اپنے خاندان میں جس کو آپ سب سے بڑا دشمن سمجھتی ہیں؟ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ قبیلہ خشعم کی عورت کا بیٹا۔ ۱۵؎ محمد نے کہا ہاں! حضرت عائشہؓ نے کہا میرے باپ کی قسم! سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے تجھ کو عافیت میں رکھا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب اونٹ گر پڑا تو محمد بن ابی بکر وہاں آیا اور اس کے ساتھ عمار بھی تھے۔ دونوں نے ہودج اٹھا لیا اور ان کو سلام کیا۔ محمد نے اپنا ہاتھ ہودج کے اندر ڈالا تو حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ محمد نے کہا آپ کا نیک بھائی۔ حضرت عائشہؓ نے کہا تم نافرمان ہو۔ محمد نے کہا اے بہن آپ کو کوئی زخم آیا ہے؟ حضرت عائشہؓ نے کہا تمہیں اس سے کیا مطلب؟ محمد نے کہا کہ یہ گمراہی تھی۔ حضرت عائشہؓ نے کہا نہیں راستی تھی۔ عمار نے حضرت عائشہؓ سے کہا اے ماں! آج اپنے بیٹوں کی جنگ دیکھی وہ کیسی تھی؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا ''میں تمہاری ماں نہیں ہوں۔'' عمار نے کہا ''آپ ضرور میری ماں ہیں گو آپ کو ناگوار ہو۔'' حضرت عائشہؓ نے کہا ''تم کامیاب ہو گئے تو تمہیں فخر ہو گیا اور تم اس طرح آئے گویا انتقام لے رہے ہو۔ افسوس! اللہ کی قسم! جن کا یہ طریقہ ہو گا وہ کامیاب نہیں ہوں گے۔''

انہوں نے حضرت عائشہؓ کا ہودج اٹھا کر ایسی جگہ رکھ دیا جہاں کوئی نہیں تھا۔ حضرت علیؓ ان کے پاس آئے اور کہا اے ماں! آپ کا کیا حال ہے؟ حضرت عائشہؓ نے کہا بالکل ٹھیک ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا اللہ آپ کو معاف کرے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا ''اور آپ کو بھی۔'' اعین بن ضُبَیعۃ بن اعین مُجاشعی آیا اور ہودج کے اندر جھانکا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا ''ادھر ہی رہ! اللہ تجھ پر لعنت کرے!'' اعین نے کہا ''اللہ کی قسم! میں حمیرا کو دیکھ رہا ہوں۔'' حضرت عائشہؓ نے اسے بددعا دی ''اللہ تیرا پردہ چاک کرے۔ تیرے ہاتھ کاٹے۔ تجھے ننگا کرے۔'' بعد میں وہ بصرے میں قتل کر دیا گیا۔ اس کا سامان لوٹ لیا گیا۔ اس کے ہاتھ کاٹے گئے۔ اور اس کو ننگا کر کے قبیلہ ازد کے ویرانوں میں سے ایک ویرانے میں ڈال دیا گیا۔

بعد ازاں نمایاں لوگ حضرت عائشہؓ کے پاس آئے۔ ان میں قعقاع بن عمرو بھی تھے۔ انہوں نے سلام کیا۔ تو حضرت عائشہؓ نے پوچھا میں نے کل دو آدمیوں کو دیکھا جنہوں نے دلیری سے جنگ کی اور یہ رجز پڑھا۔ کیا تم انہیں جانتے ہو۔ قعقاع نے کہا ہاں! جس شخص نے یہ کہا تھا کہ آپ

Marfat.com

سخت نامہرباں ماں ہیں۔ اس نے جھوٹ بولا تھا۔ آپ تو بہت نیک ماں ہیں مگر آپ کی فرماں برداری نہیں کی جاتی۔ حضرت عائشہ نے کہا اے کاش میں بیس سال پہلے مرجاتی۔

حضرت عائشہؓ کے پاس سے قعقاع حضرت علیؓ کے پاس گئے۔ حضرت علیؓ نے ان سے کہا اے کاش میں آج سے بیس سال پہلے مرجاتا۔

لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد حضرت علیؓ یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

الیک اشکو عُجری و بُجری ومعشرا اغشوا علی بصری

قتلتُ منهم مضراً بمضری شفیت نفسی و قتلتُ معشری

[اے خدا! میں تجھ سے اپنی ظاہر اور پوشیدہ کوتاہیوں کا شکوہ کرتا ہوں۔ اور ان لوگوں کا جنہوں نے میری آنکھوں پر پردے ڈال دیئے تھے۔ میں نے مضر کے کچھ لوگوں کو اسی قبیلہ کے آدمیوں کے ذریعہ قتل کیا میں نے اپنے نفس کو تسکین دے لی مگر اپنے ہی گروہ کے لوگوں کو قتل کر دیا۔]

جب رات ہوگئی تو حضرت عائشہؓ کا ان کے بھائی محمد بن ابی بکر نے بصرہ پہنچا دیا۔ اور عبداللہ بن خلف خُزاعی کے مکان میں صفیہ بنت حارث بن ابی طلحہ بن عبدالعزی بن عثمان بن عبدالدار کے پاس اتار دیا۔ یہ صفیہ، طلحۃ الطلحات بن عبداللہ بن خلف [16] کی ماں تھی۔

مقتولوں میں سے رات کو زخمی علیحدہ کیے جارہے تھے، وہ سب بصرہ میں داخل ہوئے۔ حضرت علیؓ تین دن تک بصرہ سے باہر رہے۔ انہوں نے لوگوں کو اجازت دے دی کہ اپنے مردوں کو دفن کردیں۔ وہ لوگ وہاں گئے اور ان کو دفن کر دیا۔ حضرت علیؓ مقتولوں کے درمیان گھوم رہے تھے۔ جب وہ کعب بن سور کی لاش کے پاس سے گزرے تو فرمایا ''کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ ان کے ساتھ صرف بیوقوف آئے تھے۔ جس کی لاش تم دیکھ رہے ہو یہ تو ایک عالم تھا۔'' جب عبدالرحمٰن بن عتاب کی لاش کے پاس سے گزرے تو فرمایا ''یہ تو قوم کا سردار تھا۔ لوگ ان کے چاروں طرف جمع ہوتے تھے اور ان کی اقتدا میں نماز پڑھنا چاہتے تھے۔'' جب طلحہ بن عبیداللہ کی لاش کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ ان کی لاش الٹی پڑی ہے۔ آپ نے فرمایا ''اے ابومحمد! تم پر افسوس! انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ کی قسم! میں اس کو پسند نہیں کرتا تھا کہ قریش کے پچھڑے ہوئے لوگوں میں تم کو دیکھوں۔ اللہ کی قسم! ایک شاعر نے کہا ہے۔

Marfat.com

فتی کان یدنیه الغنی من صدیقه اذا ماھو استغنی ویبعدُہُ الفقر

[وہ ایسا نوجوان تھا کہ اس کا مال اس دوستوں کے قریب کر دیتا تھا۔ وہ بے نیاز ہو جاتا تھا اور تنگ دستی اس سے دور ہو جاتی تھی۔]''

حضرت علیؓ جس لاش کے پاس سے گزرتے تھے اس کے حق میں کلمہ خیر کہتے تھے۔ پھر یہ کہا کہ جس نے چاہا گمان کر لیا کہ ان کے ساتھ ہمارے مقابلہ کو صرف فتنہ پرداز لوگ نکلے ہیں۔ ان میں عبادت گزار سخت محنت کرنے والے بھی تھے۔ حضرت علیؓ نے بصرہ اور کوفہ کے مقتولوں کی نماز جنازہ پڑھی۔ اور اس کے بعد ہر دو گروہ میں جو اہل قریش تھے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ سب کے اعضا ایک بڑی قبر میں دفن کیے گئے۔ لشکر کا جو سامان وہاں موجود تھا اس کو جمع کیا اور بصرہ کی مسجد کی طرف بھیج دیا اور یہ کہا کہ جو شخص اپنی چیز کو پہچانے وہ لے لے البتہ ہتھیار نہیں ملیں گے۔ وہ خزانے میں جمع کیے گئے اور ان پر مہر لگا دی گئی۔

جنگ جمل کے جملہ مقتولین دس ہزار تھے۔ ان میں سے آدھے حضرت علیؓ کے طرف دار تھے اور آدھے حضرت عائشہؓ کے۔ اس کے علاوہ اور روایتیں بھی ہیں۔ قبیلہ ضبہ کے ایک ہزار آدمی قتل ہوئے۔ بنی عدی کے ستر آدمی اونٹ کے گرد قتل ہوئے۔ یہ سب قاری تھے۔ نوجوان اور غیر قاری ان کے علاوہ تھے۔

جب حضرت علیؓ لڑائی سے فارغ ہو گئے تو احنف بن قیس قبیلہ بنی سعد کے ساتھ آیا یہ لوگ جنگ سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ حضرت علیؓ نے اس سے کہا ''تم انتظار کر چکے؟''

احنف نے کہا ''میں نے جو کچھ کیا بہتر کیا اور آپ کی اجازت سے کیا۔ اے امیر المومنین! جو ہونا تھا ہو چکا۔ اب میں آپ کے ساتھ رہوں گا کیونکہ آپ جس راستے پر چل رہے ہیں وہ بہت دور کا ہے اور میری جتنی ضرورت آپ کو کل تھی اس سے زیادہ کل ہوگی۔ میرے حسن سلوک کو پہچانیے اور کل کے لئے میری دوستی کی توصیف کیجیے، اور اس طرح کی باتیں نہ کیجیے میں تو آپ کا مخلص ہوں۔''

بصرہ میں حضرت علیؓ کی بیعت

اس کے بعد پیر کے دن حضرت علیؓ بصرہ میں داخل ہوئے۔ وہاں کے باشندوں نے اپنے جھنڈوں کے نیچے آپ سے بیعت کی۔ وہ زخمی تھے اور جن کو امان دی گئی تھی انہوں نے بھی بیعت کی۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ جس کو امان دی گئی تھی وہ بھی آیا اور اس نے بھی بیعت کی۔ حضرت علیؓ نے کہا

Marfat.com

''اس انتظار کرنے والے اور بیٹھ رہنے والے شخص کا کیا عمل ہے؟'' حضرت علیؓ کا اشارہ اس کے باپ ابو بکرہ کی طرف تھا۔ عبدالرحمٰن نے کہا اللہ کی قسم! وہ بیمار ہیں اور آپ کا ساتھ دینے کی بڑی خواہش رکھتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ میرے ساتھ چلو۔ عبدالرحمٰن حضرت علیؓ کے ساتھ اپنے باپ کے پاس گیا۔ حضرت علیؓ نے اس سے کہا کہ تم یہاں بیٹھے ہوئے انتظار کرتے رہے۔ ابو بکرہ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا اور کہا۔ میرا درد تو ظاہر ہے۔ حضرت علیؓ نے اس کا عذر قبول کر لیا اور بصرہ کا حاکم بنانے کا ارادہ کیا۔ ابو بکرہ نے انکار کیا اور کہا آپ کے خاندان کا آدمی مناسب ہوگا۔ لوگ اس سے سکون پائیں گے۔ میں اس کے متعلق مشورہ دوں گا۔ حضرت علیؓ نے ابن عباس کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا اور زیاد کو خراج اور بیعت المال کا والی مقرر کیا۔ اور ابن عباس کو یہ حکم دیا کہ اس کی بات سنیں اور اس کا حکم مانیں۔

زیاد اس جنگ سے علیحدہ رہا تھا۔ پھر وہ حضرت عائشہؓ کے پاس گیا۔ وہ عبداللہ بن خلف کے مکان میں مقیم تھیں۔ بصرہ میں یہ سب سے بڑا گھر تھا۔ وہاں اس نے دیکھا کہ عورتیں خلف کے دو بیٹوں عبداللہ اور عثمان کے لئے گریہ کناں تھیں۔ عبداللہ حضرت عائشہؓ کی طرف سے جنگ لڑتے ہوئے قتل ہوا اور عثمان حضرت علیؓ کی طرف سے۔ عبداللہ کی بیوی صفیہ خمار ڈالے ہوئے رو رہی تھی۔ جب اس نے حضرت علیؓ کو دیکھا تو کہا اے علیؓ! اے دوستوں کے قتل کرنے والے! اے جماعت میں پھوٹ ڈالنے والے! خدا تمہارے بچوں کو بھی اسی طرح یتیم کرے جس طرح آپ نے عبداللہ کے بچوں کو یتیم کیا ہے۔

(حضرت علیؓ نے) اس سے کچھ نہیں کہا۔ حضرت عائشہؓ کے پاس گئے اور سلام کیا۔ ان کے پاس بیٹھے پھر کہا کہ صفیہ نے ہماری پیشانی پر وار کیا ہے مگر میں نے تو انہیں جب سے نہیں دیکھا جب وہ لڑکی تھیں۔

جب حضرت علیؓ وہاں سے باہر آنے لگے تو اس نے پھر وہی الفاظ دہرائے۔ آپ نے اپنا خچر روکا اور کہا کہ میرا ارادہ تھا کہ اس دروازہ کو کھولوں۔ انہوں نے گھر کے ایک دروازہ کی طرف اشارہ کیا اور جو لوگ یہاں ہیں ان کو قتل کر دوں۔ اس میں صرف زخمی تھے۔ حضرت علیؓ کو اس جگہ کی نشاندہی کی گئی تھی مگر آپ نے لاپروائی برتی۔ آپ خاموش رہے۔ آپ کا طریقہ یہ تھا کہ پیٹھ پھیر کر جانے والوں کو قتل نہ کیا جائے۔ نہ کسی زخمی کو قتل کیا جائے اور نہ کسی کو برہنہ کیا جائے۔ نہ کسی کا مال لیا جائے۔

جب حضرت علیؓ، حضرت عائشہؓ کے پاس سے باہر گئے تو قبیلہ ازد کے ایک آدمی نے کہا یہ

Marfat.com

عورت ہم پر کبھی غالب نہیں آئے گی۔ آپ کو غصہ آ گیا اور اس سے کہا خاموش! کسی کا پردہ فاش نہ کر۔ نہ کسی گھر میں داخل ہو۔ نہ کسی عورت کو ایذا دینے کا قصد کر۔ اگر وہ تمہاری آبرو کو گالیاں دیں، تمہارے امیروں کو اور نیک لوگوں کو بیوقوف کہیں تو درگزر کرو کیونکہ عورتیں کمزور ہوتی ہیں، اور ہم کو حکم دیا گیا تھا کہ ان سے درگزر کریں اس وقت تو وہ مشرکات تھیں۔ اب جب وہ مسلمان ہیں تو اس سے کتنا زیادہ یہ حکم نافذ ہوگا۔

حضرت علیؓ آگے بڑھے تو ایک آدمی ملا اور اس نے کہا ''اے امیر المومنین! دو آدمی حضرت عائشہؓ کے دروازے پر کھڑے ہیں اور صفیہ نے جو آپ کو برا بھلا کہا اس کے بدلہ میں حضرت عائشہؓ کی توہین کی، حضرت علیؓ نے پوچھا ''کیا حضرت عائشہؓ کی؟'' اس نے کہا ''ہاں۔'' ان میں سے ایک نے کہا ''ہماری ماں کو نامہربان ہونے کی سزا ملی۔'' دوسرے نے کہا ''اے ماں توبہ کر تو نے غلطی کی ہے۔''

آپ نے قعقاع بن عمرو کو دروازہ کی طرف بھیجا۔ وہ ان کے پاس پہنچا انہوں نے کوفہ کے ازدیوں میں سے دو آدمیوں کو حوالہ کر دیا۔ وہ عبداللہ کے بیٹے عجلان اور سعد تھے۔ حضرت علیؓ نے ان کو سو سو کوڑے مارنے کی سزا دی اور ان کے کپڑے اتروا لئے۔

حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا کہ جنگ میں ان کی طرف داری میں کون کون قتل ہوئے۔ اور کون ان کے خلاف لڑتے ہوئے قتل ہوئے۔ وہاں پر لوگ موجود تھے۔ جب کسی کے مرنے کی خبر دی جاتی تو آپ فرماتیں اللہ اس پر رحم کرے۔ آپ سے کہا گیا یہ کیوں کر ممکن ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے فلاں جنت میں جائے گا۔ فلاں جنت میں جائے گا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ان میں سے جس کا دل صاف ہوگا اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

حضرت عائشہؓ کی بصرہ سے روانگی

بعد ازاں حضرت علیؓ نے حضرت عائشہؓ کا سامان سفر درست کیا اور جن چیزوں کی ضرورت تھی خواہ سواری یا زادِ راہ یا روپیہ وغیرہ سب بہم پہونچا دیا۔ جو لوگ مکہ سے آپ کے ساتھ آئے تھے اور بچ گئے تھے ان کو بھی ان کے ساتھ جانے کی اجازت دی۔ البتہ جو لوگ بصرہ میں رہنا چاہتے تھے ان کو وہیں رہنے دیا۔ بصرہ کی چالیس عورتیں بھی آپ کے ساتھ جانے کے لئے منتخب کیں۔ آپ کے ساتھ

Marfat.com

محمد بن ابی بکر کو بھی بھیجا۔

جب آپ کی روانگی کا دن آیا تو حضرت علیؓ اور لوگ جمع ہو گئے۔ آپ برآمد ہوئیں اور یہ فرمایا کہ اے بیٹے! ہم میں سے کوئی دوسرے پر غصہ نہ کرے۔ ہمارے اور علیؓ کے درمیان کو مناقشہ ہوا ایسے معاملات ساس اور داماد کے درمیان ہو جاتے ہیں۔ فی الحقیقت علیؓ نیک آدمی ہیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضرت عائشہؓ نے سچی بات کہی ہے۔ خدا کی قسم! ہمارے اور ان کے درمیان صرف اسی قسم کا مناقشہ تھا۔ دنیا اور آخرت میں وہ تمہارے نبیؐ کی بیوی ہیں۔

حضرت عائشہؓ رجب کی چاند رات کو ہفتے کے دن مدینہ کی طرف روانہ ہوئیں۔ حضرت علیؓ کئی میل تک آپ کے ساتھ گئے اور اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ ایک دن کی منزل پوری کر کے واپس آئیں۔ جب عمار نے حضرت عائشہؓ کو رخصت کیا تو کہا یہ سفر اس عہد کے خلاف ہے جس کا پابند آپ کو کیا گیا ہے (یعنی خانہ نشینی)۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں نے اس پر عمل نہیں کیا اور کہنے والا سچ کہہ رہا ہے۔ عمار نے کہا سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ جس نے آپ کی زبان سے میرے حق میں یہ کلمات کہلوائے۔

شکست خوردہ لوگوں کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔ ان میں عتبہ بن ابی سفیان تھا اور اس کے ساتھ حکم کے دو بیٹے عبدالرحمٰن اور یحییٰ تھے۔ وہ شہروں شہروں گھومے۔ ان کو عصمہ بن ابیر تیمی ملا اور ان سے کہا کیا تم پناہ چاہتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہاں۔ اس نے ان کو پناہ دی اور اپنے قریب ٹھہرایا یہاں تک کہ ان کے زخم ٹھیک ہو گئے۔ اس نے ان کو چار سو سواروں کے ساتھ شام پہنچا دیا۔ جب وہ دومۃ الجندل میں پہنچے تو انہوں نے کہا کہ تم نے اپنا ذمہ پورا کر دیا ہے اور اپنا حق ادا کر دیا ہے۔ اس کے بعد عصمہ واپس آ گیا۔

ابن عامر کو قبیلہ بنی حرقوص کے ایک آدمی، جس کو مری کہا جاتا تھا، نے پناہ دی اور شام تک پہنچا دیا۔ مروان بن حکم نے مالک بن مسمع سے امان چاہی۔ اس نے اس کو پناہ میں لے لیا۔ آل مروان نے اپنی خلافت کے زمانے میں اس کا خیال رکھا۔ مالک نے ان سے فائدہ اٹھایا۔ اور انہوں نے اس کو بہت عزت دی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مروان حضرت عائشہؓ کے ساتھ عبداللہ بن خلف کے مکان میں مقیم ہوا اور ان ہی کے ساتھ حجاز گیا۔ حضرت عائشہؓ مکہ چلی گئیں تو وہ مدینہ گیا۔

Marfat.com

عبداللہ بن زبیر ازد کے وزیر نامی ایک آدمی کے گھر میں ٹھہرے۔ عبداللہ نے اس سے کہا کہ تو ام المومنین کے پاس جا اور میرا پتہ دے۔ مگر محمد بن ابی بکر کو خبر نہ ہونے پائے۔ وہ ازدی حضرت عائشہؓ کے پاس آیا اور انہیں عبداللہ بن زبیرؓ کے بارے میں خبر دی۔ حضرت عائشہؓ نے کہا محمد کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔ اس ازدی نے کہا کہ مجھے عبداللہ بن زبیر نے منع کیا ہے کہ محمد کو خبر نہ دو۔ مگر انہوں نے اس کی بات نہ مانی اور محمد کو بلوا لیا اور کہا اس آدمی کے ساتھ جاؤ یہاں تک کہ تم اپنے بھانجے کے پاس پہنچو۔ محمد اس کے ساتھ گیا عبداللہ اور محمد وہاں سے حضرت عائشہؓ کے پاس عبداللہ بن خلف کے مکان میں پہنچے۔

جب حضرت علیؓ بصرہ والوں کی بیعت سے فارغ ہو گئے تو انہوں نے بیت المال کا جائزہ لیا۔ اس میں چھ لاکھ سے کچھ زیادہ رقم تھی۔ اس کو اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ جو جنگ جمل میں ان کے ساتھ تھے۔ ہر شخص کو پانچ پانچ سو ملا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ اگر اللہ نے تمہیں شام میں کامیاب کر دیا تو اپنے عطیات کے علاوہ اتنی ہی رقم اور دی جائے گی۔ سبائیوں کو یہ تقسیم ناگوار گزری اور انہوں نے حضرت علیؓ کو مورد الزام ٹھہرایا۔ اور کہا کہ ہمیں ان کا مال لینے سے روک دیا۔ ان کا خون تو ہمیں حلال ہے مگر ان کا مال حرام ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ وہ لوگ تمہارے بھائی ہیں۔ جس نے ہم سے درگزر کیا وہ ہم میں سے ہے اور جس نے جنگ میں حصہ لیا اور اس کی وجہ سے مصیبت میں مبتلا ہوا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے لڑائی میں پیش قدمی کی۔

قعقاع نے کہا کہ جنگ جمل کے دن جیسی لڑائی قلب لشکر میں ہوئی ویسی لڑائی کبھی نہیں دیکھی۔ جنگ صفین میں بھی نہیں۔ میں نے دیکھا کہ ہم اپنے نیزوں سے ان کو پیچھے ہٹا رہے ہیں اور اپنی انیوں پر بھروسا کر رہے ہیں۔ اسی طرح وہ بھی ہمارا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اگر لوگ لاشوں پر چلتے تو چلے جاتے۔

عبداللہ بن سنان الکاہلی نے کہا کہ جنگ جمل کے دن پہلے ہم نے تیروں سے جنگ کی یہاں تک کہ وہ ختم ہو گئے۔ پھر نیزوں سے جنگ کی تو وہ ٹوٹ گئے اور ہمارے اور ان کے سینوں میں پیوست ہو گئے۔ اگر گھوڑے ان پر چلنا چاہتے تو چلے جاتے۔ اس کے بعد حضرت علیؓ نے کہا اے مہاجرین کے بیٹو! اپنی تلواریں سنبھالو۔ تیغ زنی کے وقت لوہاروں کے لوہا کوٹنے کی سی آواز آتی تھی۔

اہل مدینہ کو اس جنگ کی خبر اسی دن غروب آفتاب سے پہلے ایک گدھ کے ذریعہ ہو گئی تھی۔

Marfat.com

وہ مدینہ کے مضافات میں ایک پانی کے چشمے سے گزرا۔اس کے پنجوں میں کوئی چیز لٹک رہی تھی۔وہ گر پڑی تو وہ ایک ہاتھ تھا جس میں انگوٹھی تھی۔اس پر عبدالرحمٰن بن عتاب نقش تھا۔مکہ مدینہ اور بصرہ کے درمیان اس جنگ کا علم گدھوں کے ذریعہ ہوا ان کے پنجوں میں ہاتھ اور پاؤں تھے۔

حضرت علیؓ نے بصرہ میں قیام کا ارادہ کیا تا کہ وہاں کی اصلاح کریں۔مگر سبائیہ فرقہ کے لوگ آپ کی اجازت کے بغیر وہاں سے روانہ ہوگئے۔آپ بھی ان کے پیچھے چلے تا کہ ان کے ارادہ فساد کو پورا نہ ہونے دیں۔جنگ جمل کے دن جو لڑائی ہوئی اس کے اسباب اور بھی بیان کئے گئے ہیں۔یعنی حضرت عائشہؓ کے ساتھیوں کا بصرہ جانا اور وہاں ڈیرے ڈالنا اور پہلی لڑائی عثمان بن حُنیف اور حکیم کے ساتھ ہوئی۔

حضرت علیؓ کی روانگی اور ابوموسیٰ اشعری کی معزولی

اس کے متعلق ذکر کیا جاچکا ہے کہ حضرت علیؓ نے جب محمد بن ابی بکر کو ابوموسی کی طرف بھیجا اور وہ واقعہ پیش آیا جس کا پہلے ذکر کیا جاچکا ہے۔ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص ربذہ گیا اور ان کو پورا حال بتایا تو حضرت علیؓ نے ہاشم کو ابوموسیٰ کے پاس بھیجا کہ ابوموسیٰ سے کہو میرے پاس آدمی بھیجو کیونکہ میں تمہیں والی نہیں بناؤں گا اگر حق پر تم میرے معاون نہ ہوگے۔ابوموسیٰ نے انکار کیا۔ہاشم نے حضرت علیؓ کو لکھا کہ میں ایسے شخص کے پاس آیا ہوں جو نہایت غلو کرنے والا ہے،نہایت مشاق ہے اس کے لب ولہجہ سے کینہ ظاہر ہوتا ہے۔

ہاشم نے یہ خط مُحل بن خلیفہ طائی کے ذریعہ بھیجا۔حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے حسن اور عمار بن یاسر کو روانہ کیا۔قرضہ بن کعب انصاری کو کوفہ کا امیر بنا کر بھیجا اور ابوموسیٰ کو یہ لکھا کہ میں نے حسن اور عمار کو اس مقصد سے بھیجا ہے کہ لوگوں کو میری امداد پر آمادہ کریں اور قرظہ بن کعب کو کوفہ کا والی بنا کر بھیجا ہے۔تم ذلت اور عاجزی کے ساتھ ہماری حکومت سے معزول کئے جاتے ہو۔اگر تم اس حکم کی تعمیل نہ کرو گے تو قرظہ تم سے جبراً حکومت چھین لے گا اگر تم نے اس کا مقابلہ کیا تو وہ تمہاری جڑیں کاٹ دے گا۔

جب ابوموسیٰ کے پاس حضرت علیؓ کا خط پہنچا تو وہ حکومت سے علیحدہ ہوگئے۔(حضرت) حسن نے لوگوں کو جمع کئے جانے کا حکم دیا تو وہ جمع ہوگئے جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے۔حضرت علیؓ بصرہ سے روانہ ہوئے۔

Marfat.com

جنگ جمل کے متعلق دوسری روایت

جؤن بن قتادہ کا بیان ہے کہ میں زبیرؓ کے ساتھ تھا کہ ایک سوار آیا اور اس نے کہا کہ اے امیر! السلام علیک۔ زبیرؓ نے سلام کا جواب دیا۔ اس سوار نے کہا کہ وہ لوگ فلاں مقام پر پہنچ چکے ہیں۔ میں نے کوئی لشکر نہیں دیکھا جن کے ہتھیار اتنے پرانے ہوں ان کی تعداد اتنی کم اور ان کا رعب بالکل نہ ہو۔ وہ سوار وہاں سے چلا گیا اور دوسرا آیا اور اس نے کہا کہ وہ لوگ فلاں مقام پر پہنچ چکے ہیں۔ انہوں نے یہ سن لیا ہے کہ خدا نے تمہارے ساتھ جو بڑا لشکر جمع کیا ہے۔ وہ خوف زدہ ہو گئے اور پیٹھ پھیر کر چلے گئے۔ زبیرؓ نے کہا کہ خاموش رہو۔ اللہ کی قسم! اگر حضرت علیؓ بن ابی طالب کو کٹیلی کے پودوں کے علاوہ کچھ نہ ملے تب بھی وہ ہماری طرف آئیں گے۔ وہ سوار چلا گیا تو ایک اور سوار آیا اور گھوڑے گرد و غبار سے نکل رہے تھے۔ اس نے کہا کہ وہ لوگ یہاں تک آ چکے ہیں۔ میں عمار سے مل چکا ہوں۔ کچھ میں نے ان سے کہا اور کچھ انہوں نے مجھ سے کہا۔ زبیرؓ نے کہا کہ عمار تو ان میں نہیں ہیں۔ اس آدمی نے کہا کہ ہیں۔ اللہ کی قسم وہ انہیں میں ہیں۔ زبیرؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم! اللہ نے عمار کو ان میں نہیں کیا ہے۔ اس آدمی نے کہا وہ ضرور ہے۔ جب اس نے مکرر کہا تو زبیرؓ نے دو آدمیوں کو بھیجا کہ خبر لائیں۔ وہ گئے اور واپس آ کر اس آدمی کی تصدیق کی۔ تو زبیرؓ نے کہا خدا کرے اس کی ناک کاٹی جائے! اس کی پیٹھ کاٹی جائے! پھر زبیرؓ کانپنے لگے اور ہتھیار بجنے لگے۔ جؤن نے کہا کہ میری ماں کی کوکھ اجڑ جائے! یہ شخص ہے جس کے ساتھ موت و زیست چاہتا تھا۔ ضرور اس نے کوئی بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ جؤن وہاں سے چلا گیا اور لڑائی سے علیحدہ رہا۔ جب حضرت علیؓ آئے اور لشکر صف آرا ہو گیا تو زبیرؓ اور طلحہؓ نے بھی اپنے ساتھیوں کو بلایا اور وہ بھی صف آرا ہو گئے۔ اس نے زبیرؓ کے معاملہ کا ذکر کیا اور وہ واپس ہو گیا اور میمنہ کو جنگ بندی کا حکم دیا۔ تو انہوں نے جنگ کے علاوہ اور کسی بات کو ماننے سے انکار کیا۔ اس وقت حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ تم میں سے قرآن اٹھا کر کون ان کو اس طرف بلائے گا اور اس کام میں اگر ایک ہاتھ کٹ جائے تو دوسرے ہاتھ میں اٹھا لے اگر دوسرا ہاتھ بھی کٹ جائے تو دانتوں سے پکڑ لے۔ اس کے بعد چاہے قتل ہو جائے۔ ایک نوجوان نے کہا ''میں حاضر ہوں۔'' حضرت علیؓ قرآن کو لے کر اپنے ساتھیوں میں گھومے اور تین مرتبہ یہی اعلان کیا۔ اس نوجوان کے علاوہ کوئی تیار نہ

Marfat.com

ہوا۔ آپ نے وہ قرآن اس کو دیا۔ اس نے لوگوں کو اس طرف بلایا۔ اس کا داہنا ہاتھ کٹ گیا تو بائیں ہاتھ میں لے لیا۔ جب وہ بھی کٹ گیا تو اس کو اپنے سینہ پر رکھ لیا۔ اس کا خون اس کی قبا پر بہہ رہا تھا پھر وہ قتل ہو گیا۔ تو حضرت علیؓ نے کہا کہ اب ان سے لڑائی جائز ہو گئی۔ نوجوان کی ماں نے کہا۔

[ایک مسلمان نے ان کو دعوت دی وہ اللہ کی کتاب قرآن کی تلاوت کر رہا تھا ان کو ڈر انہیں رہا تھا۔

ان کی ماں کھڑے ہو کر ان کو دیکھتی ہے۔ لڑنے کا حکم دیتی ہے اور ان کو روکتی نہیں ہے۔

خون سے ان کی ڈاڑھیاں رنگین ہو گئی ہیں۔]

حضرت علیؓ کے میمنہ نے ان کے میسرہ پر حملہ کیا۔ شدید جنگ ہوئی تو ان لوگوں نے حضرت عائشہؓ کے پاس پناہ لی۔ ان میں بیشتر لوگ قبائل ضبہ اور ازد کے تھے۔ یہ لڑائی دوپہر سے عصر کے وقت تک ہوتی رہی۔ پھر یہ لوگ منظم ہو گئے تو قبیلہ ازد کے ایک آدمی نے پکار کر کہا کہ حملہ کرو۔ اس پر محمد بن علی نے حملہ کیا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ تو اس نے کہا اے قبیلہ ازد کے لوگو! فرار ہو جاؤ۔! الازد کی خون ریزی اپنی انتہا کو پہنچ گئی تو انہوں نے پکار کر کہا کہ ہم تو علیؓ کے دین پر ہیں۔ قبیلہ بنی لیث کے ایک شخص نے کہا

[اس بات کو ہم سے پوچھو جب ہم نے ازد سے لڑائی کی اور ہمارے سرخ اور گلاب جیسے رنگ کے گھوڑے دوڑ رہے تھے۔

جب ان کے کلیجے اور کلائیاں کاٹی گئیں تو ان کی رائے بالکل بدل گئی۔]

(حضرت) عمار بن یاسر نے (حضرت) زبیرؓ پر حملہ کیا اور نیزہ چلانا شروع کیا تو زبیرؓ نے کہا اے ابوالیقظان! کیا تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے؟ عمار نے کہا اے ابوعبداللہ! نہیں۔ آپ واپس چلے جائیں۔ حضرت زبیرؓ واپس چلے گئے۔ عبداللہ بن زبیرؓ زخمی ہو گئے۔ انہوں نے اپنے آپ کو زخمیوں میں ڈال دیا۔ پھر وہ ٹھیک ہو گئے۔ (حضرت عائشہؓ کے) اونٹ کی کونچیں کاٹ دی گئیں۔ محمد بن ابی بکرؓ نے حضرت عائشہؓ کا ہودج اٹھایا اور ان کے لئے ایک خیمہ نصب کیا گیا۔ حضرت علیؓ ان کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ آپ نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور وہ بھاگ گئے۔ ان میں سے کچھ ٹھہر گئے اور ایک دوسرے کو قتل کیا اور اس طرح ایک طویل تقریر کی۔

Marfat.com

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اب آپ کا قبضہ ہے آپ کی قوم جس مصیبت میں مبتلا ہو چکی ہے اس کی تلافی کیجئے۔ آپ نے تیز رفتار گھوڑے بہم پہنچائے اور ان کے ساتھ مردوں کی اور عورتوں کی ایک جماعت کو بھیج دیا۔ اور آپ کی جملہ ضروریات کا انتظام کر دیا۔

(ابن اثیر کہتے ہیں) میں نے جنگ جمل کے بیان میں وہی ذکر کیا ہے جو ابو جعفر (الطبری) نے ذکر کیا ہے۔ کیونکہ تاریخ کے معاملہ میں وہ سب سے زیادہ معتبر ہے۔ دوسرے لوگوں نے اپنی تواریخ میں اپنی خواہشات کے مطابق اضافے کئے ہیں۔

جنگ جمل میں جو لوگ قتل ہوئے ان میں طلحہؓ کے بھائی عبدالرحمٰن بن عبید اللہ تھے۔ ان کو شرف صحبت (رسول اللہ) حاصل تھا۔ عمرو بن عبداللہ بن قیس بن عامر بن لوئی تھے وہ بھی صحابی تھے۔ اسی جنگ میں محرز بن حارثہ بن ربیعہ بن عبدالعزی بن عبد شمس تھے۔ وہ بھی صحابی تھے اور ان کو حضرت عمرؓ نے مکہ کا عامل مقرر کیا تھا۔ اسی جنگ میں حجاج بن علاط کا بھائی معرض بن علاط سلمی بھی قتل ہوا یہ حضرت علیؓ کا طرفدار تھا۔ اسی جنگ میں مسعود سلمی کے دو بیٹے مجاشع اور مجالد قتل ہوئے۔ یہ دونوں حضرت عائشہؓ کے طرف دار تھے۔ دونوں کو شرف صحبت تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مجاشع جنگ میں قتل ہوا۔ عبداللہ بن حکیم بن خرام اسعدی القرشی قتل ہوا۔ وہ بھی حضرت عائشہؓ کی طرف سے جنگ میں شریک تھا۔ اس نے یوم الفتح میں اسلام قبول کیا تھا۔ اس جنگ میں ام المومنین حضرت خدیجہ بنت خویلد کا بیٹا ہند بن ابی ہالہ اسیدی قتل ہوا۔ وہ حضرت علیؓ کی طرف تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا انتقال بصری میں ہوا تھا۔ مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

اسی جنگ میں حضرت عائشہؓ کی طرف سے ہلال بن وکیع بن بشر تمیمی قتل ہوئے۔ وہ بھی صحابی تھے۔ اسی جنگ میں معوذ کا بھائی معاذ بن عفرا قتل ہوا۔ یہ دونوں بھائی حارث بن رفاعہ انصاری کے بیٹے تھے۔ دونوں بدر میں شریک تھے۔ وہ حضرت علیؓ کی طرف تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ زندہ رہے اور واقعہ حرہ میں قتل ہوئے۔

خوارج کے بجستان جانے کا بیان

جنگ جمل سے فارغ ہونے کے بعد اسی سال حسکہ بن عتاب الحبطی اور عمران بن فُضَیل

Marfat.com

البرجمی عرب کے فقیروں کے ایک گروہ کے ساتھ روانہ ہوئے اور سجستان کے شہر زالق میں پہنچے۔ وہاں کے باشندوں نے معاہدہ توڑ دیا۔ ان لوگوں نے ان سے مال وصول کیا، پھر شہر زرنج پہنچے وہاں کا مرزبان ان سے ڈر گیا اور صلح کر لی۔ وہ شہر میں داخل ہوئے تو ایک رجز خواں نے کہا۔

[ابن فضیل اور عرب کے فقیروں کے سبب سجستان میں بدترین بھوک اور جنگ ہے۔

نہ چاندی انہیں تونگر کرتی ہے نہ سونا۔]

حضرت علیؓ نے عبدالرحمٰن بن جزء الطائی کو اس کے تعاقب میں بھیجا۔ حسکہ نے اس کو قتل کر دیا۔ حضرت علیؓ نے عبداللہ ابن عباس کو ایک خط لکھا جس میں انہیں حکم دیا کہ کسی شخص کو سجستان کا والی بنا کر بھیجا جائے اور اس کے ساتھ چار ہزار کا لشکر ہو۔ ابن عباس نے ربعی ابن کاس العنبری اور اس کے ساتھ حصین بن ابی الحر العنبری کو بھیجا۔ جب یہ لشکر سجستان پہنچا تو حسکہ نے اس سے جنگ کی۔ ان لوگوں نے حسکہ کو قتل کر دیا۔ ربعی نے ان شہروں پر قبضہ کر لیا۔ شہر فیروز حصین جو حصین بن ابی الحر کی طرف منسوب ہے، سجستان میں واقع ہے۔

محمد بن ابی حذیفہ کے قتل کا بیان

اسی سن میں محمد بن ابی حذیفہ قتل کیا گیا۔ اس کے والد ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ان کے بیٹے محمد کی کفالت حضرت عثمان بن عفان نے کی اور بہت اچھی تربیت کی۔ اس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے شراب پی تو حضرت عثمانؓ نے اس پر حد لگائی۔ اس کے بعد وہ پارسا بن گیا اور عبادت کرنے لگا۔ اس نے حضرت عثمانؓ سے مطالبہ کیا کہ اس کو کوئی کام سپرد کریں۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اگر میں تجھ کو اہل پاتا تو تجھ کو ضرور کام پر لگاتا۔ محمد نے کہا کہ بحری جنگ کی بہت خواہش ہے۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں مصر جاؤں۔ حضرت عثمانؓ نے اس کو اجازت دی اور سامان سفر درست کیا۔ جب وہ وہاں پہنچا اور لوگوں نے اس کی عبادت دیکھی تو اس کے گرویدہ ہو گئے اور اس کی تعظیم کرنے لگے۔ الصواری کی جنگ میں عبداللہ بن سعد کے ساتھ وہ شریک ہوا۔ محمد، عبداللہ کی نکتہ چینی کرتا تھا اور حضرت عثمانؓ پر بھی الزام لگاتا تھا کہ انہوں نے اس کو کیوں والی مقرر کیا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ اس شخص کو عامل بنایا ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے مباح الدم قرار دیا تھا۔

Marfat.com

عبداللہ نے حضرت عثمانؓ کو لکھا کہ محمد اور محمد بن ابی بکر ملک میں فساد پھیلا رہے ہیں۔

حضرت عثمانؓ نے اس کو لکھا کہ ابن ابی بکر کو ان کے والد اور حضرت عائشہؓ کی وجہ سے معذور سمجھا جائے۔ ابن ابی حذیفہ میرا بیٹا ہے۔ میرا بھتیجا ہے۔ میں نے اس کی تربیت کی ہے وہ ''فرخِ قریش'' ہے۔ ابن سعد نے جواب میں لکھا کہ اس ''فرخِ قریش'' کے بال و پر نشونما پا چکے ہیں اب صرف پرواز کی کسر ہے۔

حضرت عثمانؓ نے ابن ابی حذیفہ کو تیس ہزار درہم اور ایک آراستہ اونٹ بھیجا۔ ابن ابی حذیفہ نے اس رقم کو مسجد میں رکھا اور لوگوں سے کہا کہ عثمانؓ کو دیکھتے ہو وہ مجھے دین کے معاملہ میں فریب دینا چاہتے ہیں انہوں نے رشوت پیش کی ہے۔ اہل مصر اس کی تعظیم پہلے سے زیادہ کرنے لگے اور حضرت عثمانؓ پر اعتراضات کرنے لگے۔ حضرت عثمانؓ نے اس کو خط لکھا جس میں اپنے احسانات یاد دلائے کہ کس طرح اس کی تربیت کی جس کی وجہ سے اس کی شان بڑھی۔ اس میں یہ بھی لکھا کہ تو نے میرے احسان کی ناسپاس گزاری کی حالانکہ ان احسانات کا تقاضا تھا کہ تو شکر گزار ہوتا۔

اس تحریر کے باوجود اس نے اپنی اصلاح نہ کی۔ وہ لوگوں کے ہجوم جمع کر کے ان کو اکساتا تھا کہ وہ حضرت عثمانؓ کے محاصرہ کے لئے جائیں۔ اور جو لوگ بھی یہ قصد کریں دوسرے ان کی مدد کریں۔ جب مصری حضرت عثمانؓ کی طرف روانہ ہوئے تو وہ وہیں رہا۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح مصر سے نکل کر چلا گیا تو یہ وہاں کا والی بن گیا۔ وہ اس وقت تک وہاں رہا جب حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے اور حضرت علیؓ کی بیعت کی گئی۔ معاویہ اور عمرو بن العاص نے حضرت علیؓ کی مخالفت میں گٹھ جوڑ کر لیا۔ (حضرت) عمرو بن العاص، قیس بن سعد کے امیر مصر مقرر ہو کر آنے سے پہلے وہاں پہنچے۔ انہوں نے وہاں داخل ہونا چاہا مگر کامیابی نہ ہوئی۔ تو انہوں نے محمد کو دھوکا دیا اور وہ العریش آیا۔ اس کے ساتھ ایک ہزار آدمی تھے۔ وہاں قلعہ بند ہو گیا۔ عمرو بن العاص نے منجنیق نصب کی لہٰذا وہ تیس آدمیوں کے ساتھ نیچے اتر آیا اور قتل ہو گیا۔

یہ روایت درست نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت علیؓ کی جب بیعت ہو گئی تو سب سے پہلے آپ نے قیس کو والی مقرر کیا تھا۔ اگر ابن حذیفہ کو قیس کے مصر پہنچنے سے پہلے معاویہ اور عمرو نے قتل کیا تو وہ اس پر قبضہ کر لیتے کیونکہ وہاں ان کو روکنے کے لئے کوئی امیر نہ تھا۔ اس امر میں کوئی اختلاف نہیں ہے

Marfat.com

کہ مصر پر معاویہ اور عمرو کا قبضہ جنگ صفین کے بعد ہوا ہے۔ واللہ اعلم۔

اس کے علاوہ اور روایتیں بھی ہیں۔ ابن ابی حذیفہ نے مصریوں کو حضرت عثمانؓ کے محاصرہ کے لئے بھیج دیا اور جب انہوں نے محاصرہ کر لیا تو حضرت عثمانؓ کے عامل عبداللہ ابن سعد کو محمد نے مصر سے نکال دیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ عبداللہ مصر کے شہر تخوم آ گیا اور حضرت عثمانؓ کے حکم کا انتظار کرنے لگا۔ اس کے سامنے سے ایک سوار گزرا۔ اس نے اس سے دریافت کیا۔ اس سوار نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر دی۔ اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی۔ علیؓ کی بیعت کی خبر دی۔ اس نے پھر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی۔ اس سوار نے کہا کہ تو حضرت علیؓ کی خلافت کو حضرت عثمانؓ کی شہادت کا درجہ دیتا ہے۔ ابن سعد نے کہا ہاں۔ سوار نے کہا میرا خیال ہے تو عبداللہ ابن سعد ہے۔ ابن سعد نے کہا ہاں۔ سوار نے کہا اگر جان بچانا چاہتے ہو تو بھاگ جاؤ کیونکہ امیر المومنین علیؓ کی رائے تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے بارے میں اچھی نہیں ہے۔ اگر تم ان کے قابو میں آ گئے تو وہ تم کو قتل یا جلا وطن کر دیں گے اور میرے بعد ہی تمہارا امیر آ رہا ہے۔ ابن سعد نے پوچھا وہ کون ہے؟ سوار نے کہا قیس بن سعد بن عبادہ ہے۔

عبداللہ بن سعد نے کہا اللہ محمد بن ابی حذیفہ کو تباہ کرے۔ اس نے اپنے چچیرے بھائی کے خلاف بغاوت کی اور اس کے خلاف چڑھائی کی حالانکہ انہوں نے اس کی کفالت کی تھی۔ اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا تھا۔ اس نے برا بدلہ دیا۔ لوگوں کو سامان سفر درست کر کے ان کے خلاف بھیجا یہاں تک کہ وہ شہید کر دیئے گئے۔ پھر ان کے بعد وہ خلیفہ ہوئے جو حضرت عثمانؓ کے مقابلے میں اس کے بہت دور کے رشتہ دار ہیں۔ حضرت عثمانؓ نے اپنے ملک میں اس کو ایک مہینے کے لئے بھی حکومت کا موقع نہیں دیا کیونکہ وہ اس کو اہل نہیں سمجھتے تھے۔ عبداللہ وہاں سے نکل کر معاویہ کے پاس پہنچا۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قیس، محمد بن ابی حذیفہ کی زندگی میں والی مصر ہو گیا، اور یہی درست ہے۔

ایک روایت یہ ہے کہ عمرو بن عاص جنگ صفین کے بعد مصر گئے اور ان کا مقابلہ محمد بن ابی حذیفہ نے ایک بڑے لشکر کے ساتھ کیا۔ جب عمرو نے اس کی کثیر فوج کو دیکھا تو اس کو بلایا دونوں کی ملاقات ہوئی۔ عمرو نے اس سے کہا کہ جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو میں نے اس شخص کے یعنی معاویہ کے

Marfat.com

ہاتھ پر بیعت کرلی ہے۔ مگر میں اس کی بہت سی باتوں کو ناپسند کرتا ہوں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ تمہارے آقا حضرت علیؓ معاویہ سے بہت بہتر ہیں اور وہ خلافت کے زیادہ مستحق ہیں۔ تم مجھ سے وعدہ کرو کہ کسی جگہ لشکر سے علیحدہ ہو کر ملاقات کرو گے۔ تم اپنے ساتھ سو آدمی لانا اور میں بھی اتنے ہی آدمی لاؤں گا۔ ہمارے ساتھ صرف میان میں تلواریں ہوں گی۔ دونوں نے اس امر کا معاہدہ کرلیا۔ انہوں نے العریش پر ملنے کا وعدہ کیا۔ عمرو بن عاص، معاویہ کے پاس آئے اور اس معاہدہ کی خبر دی۔

جب وعدہ کا وقت آیا ان میں سے ہر ایک سو سو آدمیوں کے ساتھ وعدہ گاہ کو روانہ ہوئے۔ عمرو نے اپنے لشکر کو یہ ہدایت کی کہ میرے پیچھے آ کر اس کو گھیر لینا۔ جب دونوں نے العریش میں ملاقات کی تو عمرو کا لشکر اس کے پیچھے آ گیا۔ محمد سمجھ گیا کہ اس کے ساتھ دھوکہ کیا گیا ہے۔ لہٰذا العریش کے ایک قصر میں داخل ہو کر قلعہ بند ہو گیا۔ عمرو نے اس کا محاصرہ کرلیا اور منجنیق سے سنگ باری کی اور اس کو گرفتار کرلیا۔ بعد ازاں اس کو معاویہ کے پاس بھیج دیا۔ معاویہ نے اس کو قید کرلیا۔ قرظہ کی ایک بیٹی معاویہ کی بیوی تھی۔ وہ محمد بن ابی حذیفہ کی پھوپھی زاد تھی۔ قرظہ کی ماں فاطمہ بنت عتبہ تھی۔ وہ محمد کے لئے کھانا بھیجا کرتی تھی۔ اس نے ایک اوزار بھیج دیا جس سے اس نے اپنی زنجیریں کاٹ لیں اور بھاگ کر ایک غار میں چھپ گیا۔ وہاں سے گرفتار ہوا اور قتل کر دیا گیا۔ واللہ اعلم۔

ایک روایت یہ ہے کہ حُجر بن عدی کے قتل ہونے تک قید رہا۔ پھر بھاگا اس کو مالک بن ھبیرہ سکونی نے تلاش کرلیا۔ جب وہ مل گیا تو اس کو حُجر کے ساتھ قتل کر دیا۔ مالک نے معاویہ سے حُجر کی سفارش کی مگر انہوں نے نہیں مانی۔

ایک روایت یہ ہے کہ جب محمد بن ابی بکر کو قتل کر دیا گیا تو محمد بن ابی حذیفہ ایک بڑی جماعت لے کر عمرو بن عاص کے مقابلہ کو نکلا۔ عمرو نے اس کو امان دی پھر اس کے ساتھ فریب کیا اور اس کو معاویہ کے پاس فلسطین بھیج دیا۔ وہاں اس کو قید کر دیا گیا۔ وہاں سے وہ بھاگا تو معاویہ نے لوگوں پر ظاہر کیا کہ اس کا بھاگ جانا بہت برا ہے اور اس کو تلاش کرنے کا حکم دیا۔ عبیداللہ بن عمرو بن ظلام خثعمی نے اس کا پتہ لگایا اور حوران کے ایک غار میں پایا۔ اس کے گدھے غار میں داخل ہو رہے تھے۔ جب انہوں نے محمد کو دیکھا تو بدکے۔ وہاں کچھ لوگ کٹائی کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ گدھوں کے بدکنے کا کوئی خاص سبب ہے۔ وہ غار میں گئے اور اس کو دیکھ لیا۔ وہ وہاں سے باہر آئے اور عبیداللہ کو اطلاع

Marfat.com

دی۔ اس نے ان سے سوالات کئے اور اس کا حلیہ بتایا۔ انہوں نے کہا وہ تو غار میں ہے۔ انہوں نے اس کو نکالا۔ عبید اللہ کو یہ امر ناپسند تھا کہ وہ اس کو معاویہ کے پاس لے جائے اور وہ اس کو چھوڑ دے۔ اس کی گردن ماردی۔ وہ معاویہ کے ماموں کا بیٹا تھا۔

قیس بن سعد کے والی مصر ہونے کا بیان

اسی سال صفر کے مہینے میں حضرت علیؓ نے قیس بن سعد کو مصر کا امیر بنا کر بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ کیساتھ وہ انصار کے علمبردار تھے۔ وہ صاحب الرائے اور دبدبہ والے تھے۔ حضرت علیؓ نے ان سے کہا کہ میں نے تم کو مصر کا والی مقرر کیا ہے۔ اپنے سفر کی تیاری کرو اور اپنے معتمد لوگوں کو ساتھ لے جاؤ۔ ایسے لوگوں کو ساتھ لو جن کو تم پسند کرتے ہو اور لشکر بھی ساتھ لے جاؤ تاکہ دشمن کے دل میں تمہارا رعب بیٹھ جائے۔ یہ تمہاری حکومت کا وقار ہوگا۔ نیکوکار لوگوں کے ساتھ اچھائی کرنا اور مخالفین پر سختی کرنا عام اور خاص لوگوں کے ساتھ نرمی برتنا کیونکہ نرمی میں برکت ہے۔

قیس نے کہا کہ آپ نے جو فرمایا کہ لشکر کے ساتھ جاؤں تو اللہ کی قسم! اگر میں مدینہ کے لشکر کے بغیر داخل نہ ہوسکوں گا تو میں کبھی داخل نہیں ہوسکتا۔ اس لشکر کو میں آپ ہی کے لئے چھوڑ جاؤں گا کیونکہ آپ کو اس کی زیادہ ضرورت ہے۔ اس لئے اس کو آپ کے ساتھ رہنا چاہئے تاکہ وقت ضرورت ہر طرف بھیج سکیں۔

قیس وہاں سے روانہ ہو کر سات آدمیوں کے ساتھ مصر میں داخل ہوئے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے۔ وہ منبر پر چڑھے اور حضرت علیؓ کا خط پڑھنے کا حکم دیا۔ وہ خط پڑھا گیا جس میں ان کے امیر بنائے جانے کا ذکر تھا اور اہل مصر کو حکم دیا گیا تھا کہ ان کی بیعت کریں اور حق بات میں ان سے تعاون کریں۔ بعد ازاں قیس نے خطبہ دیا اور کہا۔

''سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے حق کو برقرار رکھا اور باطل کو مٹا دیا اور ظالموں کو سرنگوں کیا۔ اے لوگو! ہم نے اس شخص کی بیعت کی ہے جس کو رسول اللہ ﷺ کے بعد بہترین انسان سمجھتے ہیں۔ اے لوگو! کھڑے ہو جاؤ اور بیعت کرو اللہ کی کتاب پر اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پر۔ اگر ہم اس پر عمل نہ کریں تو تم پر ہماری بیعت نہ ہوگی۔''

Marfat.com

لوگ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے بیعت کی اور مصر کا معاملہ درست ہو گیا۔ انہوں نے ہر طرف اپنے عامل بھیجے۔ صرف ایک گاؤں خرنبا رہ گیا تھا۔ وہاں کے لوگوں نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کو بہت اہمیت دی تھی اور بنی کنانہ کا ایک شخص جو بعد کو بنی مدلج کی طرف منسوب ہو گیا تھا اور اس کا نام یزید ابن الحارث تھا اس کو اپنا عامل بنایا تھا۔ اس نے قیس کو لکھا کہ حضرت عثمانؓ کے قصاص کا مطالبہ کرے۔ مسلمہ بن مُخلد نے بھی قصاصِ عثمانؓ کا مطالبہ کیا۔ قیس بن سعد نے اس کو یہ پیغام بھیجا۔ تجھ پر افسوس! کہ تو مجھ پر حملہ کرتا ہے اور قیس نے اس کو کہلا بھیجا کہ تو میرے خلاف بغاوت کرتا ہے۔ میں شام و مصر کی حکومت سے زیادہ تمہارے قتل کو بہتر سمجھوں گا۔ مسلمہ نے ان کو کہلا بھیجا کہ جب تک آپ مصر کے والی ہیں میں آپ کے خلاف کوئی بغاوت نہ کروں گا۔

قیس نے اہل خرنبا کو یہ پیغام بھیجا کہ میں تمہیں بیعت کے لئے مجبور نہیں کرتا اور تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کروں گا مگر تم واجب الادا خراج بھیج دو کیونکہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

امیر المومنین (حضرت علیؓ) جنگ جمل کے لئے نکلے اور وہ واپس آ گئے۔ اس وقت تک قیس اپنے منصب پر فائز تھے۔ ان کی طرف سے (حضرت) معاویہ کو سب سے زیادہ خطرہ تھا۔ معاویہ کو یہ اندیشہ تھا کہ ایک طرف سے اہل عراق کے ساتھ حضرت علیؓ اور دوسری طرف سے اہل مصر کے ساتھ قیس حملہ نہ کر دیں۔ اور معاویہ دونوں سے گھر نہ جائیں۔ لہذا معاویہ نے قیس کو ایک خط لکھا:

"تم پر سلامتی ہو۔ تم نے عثمانؓ پر اعتراضات کئے۔ انہوں نے جو کام کئے یعنی کسی کو سزا دی یا کسی کو برا کہا یا کسی کو کسی منصب پر سرفراز کیا یا نوجوانوں کو عہدے دئے۔ تم نے ان میں سے ہر کام پر اعتراضات کئے لیکن تمہیں معلوم ہے کہ ان میں سے کوئی کام ایسا نہیں ہے جس کی وجہ سے ان کا خون بہانا تمہارے لئے حلال ہو جاتا۔ تم سے ایک بڑا جرم سرزد ہوا ہے اور گناہ عظیم صادر ہوا ہے۔ اس لئے اے قیس! اللہ سے توبہ کرو اور تم ان لوگوں میں شامل ہو جنہوں نے عوام کو عثمانؓ کے خلاف ابھارا۔ شاید ایک مومن کے قتل کے عوض تمہاری توبہ کچھ کام آ جائے۔

تمہارے خلیفہ علیؓ بھی وہ شخص ہیں جنہوں نے لوگوں کو دھوکہ دیا اور عثمانؓ کے قتل پر ابھارا۔ تم لوگوں نے ان کو شہید کر دیا۔ تمہاری قوم کا بڑا حصہ ان کے خون سے بری الذمہ

Marfat.com

نہیں ہے۔ اے قیس! اگر تم چاہو کہ تمہارا شمار ان لوگوں میں ہو جو عثمانؓ کا قصاص طلب کر رہے ہیں تو ہمارے ساتھ شریک ہو جاؤ۔ اگر میں کامیاب ہو گیا تو تم کو عراقِ عرب اور عراقِ عجم کا والی بنا دوں گا۔ اور اپنے گھر والوں میں سے جس کو تم کہو گے میں حجاز کا والی بنا دوں گا۔ جب تک میرا اقتدار رہے گا تم جو کچھ مانگو گے میں دوں گا۔ مجھے اپنی رائے سے مطلع کرو۔"

جب یہ خط قیس کے پاس پہنچا تو انہوں نے چاہا کہ معاویہ کو ٹال دیا جائے نہ اپنا معاملہ ظاہر کیا جائے اور نہ لڑائی میں جلد بازی کی جائے۔ انہوں نے جواباً لکھا:

"امابعد! حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کے بارے میں جو تم نے لکھا ہے میں سمجھ گیا ہوں۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس میں میں شریک نہیں تھا۔ میرے خلیفہ کے بارے میں جو تحریر کیا ہے کہ انہوں نے لوگوں کو اکسایا تھا اور انہوں نے قتل کر دیا تو مجھے اس کی کوئی اطلاع نہیں۔ تم نے جو یہ لکھا ہے کہ میرے قبیلہ کا بڑا حصہ ان کے خون سے بری الذمہ نہیں تو یہ میرا ہی قبیلہ تھا جہاں انہوں نے سب سے پہلے قیام کیا اور اپنی پیروی کے بارے میں جو لکھا ہے۔ سو یہ میرا معاملہ ہے جس پر غور و فکر کی ضرورت ہے اور اس میں جلد بازی نہیں کی جا سکتی۔ میں تمہارے خلاف حملہ نہیں کروں گا اور نہ میری طرف سے کوئی ایسا امر ظہور پذیر ہو گا جو تمہیں ناگوار ہو۔ یہاں تک کہ تم بھی دیکھ لو گے اور ہم بھی دیکھ لیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔"

جب معاویہ نے خط پڑھا تو اس میں ابہام پایا لہٰذا ان کو دوسرا خط لکھا۔

"امابعد! میں نے تمہارا خط پڑھا مگر اس کے ذریعہ سے تم قریب بھی نہیں آئے کہ صلح کا وعدہ کرتا اور دور بھی نہیں گئے کہ جنگ کی تیاری کرتا۔ یاد رکھو مجھ جیسے شخص کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا اور نہ کوئی عیاری کام دے سکتی ہے۔ میرے پاس بے شمار لشکر ہے۔ اور ان گنت گھوڑوں کی لگامیں ہیں۔ والسلام"

جب قیس نے معاویہ کا خط پڑھا تو ان کو محسوس ہوا کہ معاویہ کو مزید ٹالنا دشوار ہے تو انہوں نے اپنے دل کی بات لکھ دی۔

"امابعد! کتنے تعجب کی بات ہے تم اس دھوکے میں مبتلا ہو اور یہ لالچ رکھتے ہو کہ میں اس شخص کی فرماں برداری ترک کر دوں گا جو خلافت کا زیادہ مستحق ہے۔ وہ سچ بولنے میں

Marfat.com

سب سے بڑھا ہوا ہے۔ سب سے زیادہ ہدایت یافتہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہے۔ تم اپنی فرماں برداری کا حکم دیتے ہو۔ کیا اس شخص کی فرماں برداری کروں جو اس کا سب سے کم مستحق ہے۔ جو سب سے زیادہ جھوٹ بولنے والا۔ سب سے زیادہ گمراہ، رسول اللہ سے رشتہ میں سب سے زیادہ دور ہے۔ جو گمراہوں کی اولاد ہے۔ وہ دوسروں کو گمراہ کرتے تھے۔ شیطان کے حامیوں میں سے ایک ہے۔ تمہارا یہ کہنا کہ مصر کو سواروں اور پیادوں سے بھر دوں گا۔ اللہ کی قسم! میں تمہیں کسی کام میں مشغول نہ کروں گا تاوقتیکہ تم اپنی جان کی قدر نہ کرنے لگو۔ تم کوشش کرنے والے ضرور ہو۔ والسلام''

جب معاویہ نے قیس کا خط پڑھا تو وہ اس سے مایوس ہو گئے۔ انہیں قیس کا وجود کھٹکنے لگا۔ تاہم انہوں نے اپنی حکمت عملی سے اہل شام سے یہ کہا کہ وہ قیس بن سعد کو برا نہ کہیں نہ لڑائی کے لئے بلائیں کیونکہ وہ تو ہمارے گروہ میں شامل ہیں۔ ہمارے پاس ان کے خطوط آتے ہیں اور خفیہ طور سے مشوروں میں شامل ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اہل خربنا جو تمہارے بھائی ہیں، ان کا کیا سلوک ہے۔ وہ ان کو عطیات اور روزینہ دیتے ہیں اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں۔ امیر معاویہ نے قیس کی طرف سے اپنے نام ایک جعلی خط تیار کیا۔ جس میں حضرت عثمانؓ کے قصاص کا مطالبہ تھا۔ یہ خط اہل شام کو پڑھ کر سنایا۔ حضرت علیؓ کو اس کی اطلاع پہنچی ۔ یہ اطلاع انہیں محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر بن ابی طالب نے پہنچائی۔ ان کے طرف دار جو شام میں تھے ان کے سرداروں نے بھی ان کو اطلاع دی۔ حضرت علی نے اس خبر کو اہمیت دی اور مشورے کے لئے اپنے بیٹوں اور عبداللہ بن جعفر کو بلایا۔ ابن جعفر نے کہا اے امیر المومنین! مشتبہ آدمی کے مقابلہ میں غیر مشتبہ کو مقرر کیجئے، قیس کو مصر سے معزول کیجئے۔

حضرت علیؓ نے کہا کہ قیس کے بارے میں اس اطلاع کو میں درست نہیں سمجھتا۔ عبداللہ نے کہا کہ اس کو معزول کر دیجئے اگر یہ بات درست ہے تو وہ آپ سے علیحدہ نہیں ہوگا۔ وہ اسی گفتگو میں مشغول تھے کہ قیس کا خط آیا۔ جس میں امیر المومنین کو علیحدگی پسندوں (یعنی اہل خربنا) کے بارے میں اطلاع دی گئی تھی اور یہ کہ وہ ان سے جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے۔ ابن جعفر نے کہا مجھے اسی بات کا اندیشہ تھا۔ قیس کو حکم دیجئے کہ وہ ان لوگوں سے جنگ کرے۔ حضرت علیؓ نے قیس کو لکھا کہ ان سے جنگ کرے۔ قیس نے خط پڑھا ان کو جواب میں لکھا:

Marfat.com

''اما بعد! مجھے تعجب ہے آپ ان لوگوں سے جنگ کا حکم دیتے ہیں جو آپ کے مقابلہ میں ہاتھ روکے ہوئے ہیں۔ آپ کے دشمنوں کو اپنی طرف متوجہ کئے ہوئے ہیں۔ اگر ہم ان سے جنگ چھیڑیں گے تو وہ آپ کے خلاف آپ کے دشمنوں کی مدد کریں گے۔ اے امیر المومنین! میرا کہنا مانیے اور ان سے جنگ نہ کیجئے۔ میری رائے یہ ہے کہ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے۔ والسلام''

جب حضرت علیؓ نے خط پڑھا تو ابن جعفر نے کہا کہ محمد بن ابی بکر کو مصر کا والی بنا کر بھیجے اور قیس کو معزول کیجئے کیونکہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اقتدار اس وقت تک مستحکم نہیں ہوگا جب تک مسلمہ ابن مُخلد کو قتل نہ کیا جائے۔ ابن جعفر، محمد بن ابی بکر کے اخیافی بھائی تھے۔ ۱۸ حضرت علیؓ نے محمد بن ابی بکر کو مصر کی طرف بھیجا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اشتر نخعی کو بھیجا وہ راستے میں مر گیا تو محمد بن ابی بکر کو مصر کی طرف بھیجا۔ محمد جب قیس کے پاس مصر پہنچا تو قیس نے کہا کہ امیر المومنین کو کیا ہو گیا ہے کہ انہوں نے اپنے اور میرے درمیان ایک شخص کو داخل کر دیا ہے۔ محمد نے کہا ایسا نہیں ہے یہاں تمہارا ہی اقتدار رہے گا۔ قیس نے کہا اللہ کی قسم! میں یہاں نہیں ٹھہروں گا۔ وہ وہاں سے مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ انہیں اپنے معزول کئے جانے کا غصہ تھا۔

جب قیس مدینہ پہنچے تو حسان بن ثابت ان کے پاس آئے۔ حسان، حضرت عثمانؓ کے طرفداروں میں سے تھے۔ حسان نے کہا کہ تم نے عثمانؓ کو قتل کیا اور علیؓ نے تم سے منصب چھین لیا۔ گناہ بھی تمہارے سر رہا، انعام بھی کچھ نہیں ملا۔ قیس نے کہا اے دل کے اور آنکھ کے اندھے! اللہ کی قسم! اگر تیرے قبیلہ سے میرے قبیلہ کی جنگ ہوتی تو میں تیری گردن مار دیتا۔ میرے پاس سے نکل جا۔

پھر مروان بن حکم نے ان کو مدینہ میں تنگ کیا تو وہ سہل بن حُنیف کے ساتھ مدینہ سے نکل کر حضرت علیؓ کے پاس کوفہ چلے گئے۔ دونوں نے جنگ صفین میں شرکت کی۔

معاویہ نے مروان کو نہایت غصہ کا خط لکھا کہ اگر تم ایک لاکھ کے لشکر سے علی کی مدد کرتے تو وہ مجھے قیس بن سعد کی رائے اور عظمت کے مقابلے میں حقیر معلوم ہوتا۔

جب قیس حضرت علیؓ کے پاس پہنچے اور گفتگو کی تو وہ سمجھ گئے کہ قیس میں بڑا سیاسی تدبر ہے۔ اسی اثنا میں محمد بن ابی بکر کے قتل ہونے کی اطلاع ملی تو قیس کا درجہ اور بھی بڑھ گیا اور ہر کام

Marfat.com

میں ان کے مشورہ پر عمل کیا۔

جب محمد مصر پہنچا تو اس نے حضرت علیؓ کا خط اہل مصر کو سنایا۔ پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور کہا:

''سب تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے ہمیں اور تمہیں راہ راست دکھائی۔ جس میں لوگ حق سے بھٹک جاتے ہیں۔ اور ہم پر اور تم پر وہ امور واضح کیے جس کو جاہل لوگ نہیں سمجھتے۔ آگاہ ہو جاؤ! کہ امیر المومنین نے مجھ کو تمہارا والی بنایا ہے اور مجھ سے وہ عہد لیا ہے جو تم سن چکے ہو۔ مجھے توفیق دینے والا صرف اللہ ہے۔ میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں۔ اور اسی کی طرف رجوع ہوتا ہوں۔ اگر تم میری حکومت اور عمل میں وہ بات پاؤ جس میں خدا کی فرماں برداری ہے تو اللہ کی ثنا و صفت بیان کرو کیونکہ وہی راہ راست دکھانے والا ہے۔ اگر تم میرے کسی عامل کو فعل حق سے علیحدہ دیکھو تو مجھے اطلاع دو۔ اور مجھ سے باز پرس کرو کیونکہ ان کے اچھے کاموں کی وجہ میری خوش نصیبی ہے۔ اور تم اس کے اہل ہو۔ اللہ ہمیں اور تمہیں نیک کاموں کی توفیق عطا فرمائے۔''

اس کے بعد وہ منبر سے اترا اور پورا ایک مہینہ اسی حالت میں گذرا اور پھر علیحدگی پسندوں (یعنی اہل خربنا) کی طرف جنہیں قیس نے چھوٹ دے رکھی تھی، یہ پیغام بھیجا کہ یا تو ہمارے فرماں بردار بن جاؤ ورنہ ہمارے ملک سے باہر چلے جاؤ۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں اس وقت تک مہلت دو۔ جب تک یہ اختلاف طے نہیں ہوتے ہم سے جنگ کی جلدی نہ کرو۔ محمد نے انکار کیا۔ انہوں نے اپنی مدافعت کا انتظام کرلیا۔ جب جنگ صفین جاری تھی تو محمد کے دل میں ان کی طرف سے اندیشہ تھا۔

جب حضرت علیؓ معاویہؓ کے مقابلے سے واپس چلے گئے اور معاملہ تحکیم پر موقوف ہوا تو انہوں نے محمد کی طرف رجوع کیا اور اس سے جنگ چھیڑ دی۔ محمد نے حارث بن جُمہان جعفی کو اہل خربنا کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ ان کی طرف یزید بن حارث قبیلہ کنانہ کے ساتھ موجود تھا۔ حارث نے ان سے جنگ کی انہوں نے بھی جنگ کی اور اس کو قتل کر دیا۔ محمد نے ابن مضاھم کلبی کو ان کی طرف بھیجا۔ انہوں نے اس کو بھی قتل کر دیا۔

کہا جاتا ہے محمد اور معاویہؓ کے درمیان خط و کتابت ہوئی۔ میں نے ان کا اندراج نامناسب سمجھا کیونکہ عوام ان کے سننے کا حوصلہ نہیں رکھتے۔

Marfat.com

اسی سن میں مرو کا مرزبان ابراز جنگ جمل کے بعد حضرت علیؓ کی خدمت میں صلح کی غرض سے حاضر ہوا۔ حضرت علیؓ نے مرو اور اساورہ کے دہقانوں اور دوسرے لوگوں کے نام ایک خط لکھ کر دے دیا۔ پھر وہ لوگ کافر ہو گئے۔ اور نیساپور کے دروازے بند کر لئے۔ حضرت علیؓ نے خُلَید بن قرہ کو اور دوسری روایت کے بموجب ابن طریف یربوعی کو خراسان کی طرف روانہ کیا۔

عمرو بن عاص کا معاویہؓ کے پاس جانا

بیان کیا گیا ہے کہ عمرو بن عاص حضرت عثمانؓ کی شہادت سے پہلے مدینہ سے فلسطین چلے گئے تھے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ جب حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کر لیا گیا تو انہوں نے اہل مدینہ سے کہا کہ تم میں سے کوئی یہاں نہ ٹھہرے کیونکہ جس شخص کی موجودگی میں حضرت عثمانؓ کی شہادت ہوگی تو اللہ اس کو ذلت میں مبتلا کرے گا۔ جو شخص ان کی مدد نہ کر سکے اس کو یہاں سے باہر چلا جانا چاہیے۔ لہٰذا وہ چلے گئے۔ اس کے علاوہ دوسری روایتیں بھی بیان کی گئی ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ ان کے ساتھ ان کے بیٹے عبداللہ اور محمد بھی تھے۔ وہ فلسطین میں قیام پذیر تھے۔ (ایک دن) ان کے پاس سے مدینہ کا ایک سوار گزرا تو عمرو نے اس کا نام پوچھا۔ سوار نے کہا ''حصیرہ''۔ عمرو نے کہا ''(وہ) محصور ہو چکے ہیں۔ اب کیا خبر ہے؟'' سوار نے کہا ''میں نے ان کو محاصرہ کی حالت میں چھوڑا ہے۔''

پھر کئی دن کے بعد دوسرا سوار گزرا۔ اس سے عمرو نے پوچھا ''تیرا کیا نام ہے؟'' سوار نے کہا ''قتال''۔ عمرو نے کہا ''وہ شہید ہو چکے، اب کیا خبر ہے؟'' سوار نے کہا ''حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے۔ اور میری روانگی کے وقت تک کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔''

اس کے بعد مدینہ کا ایک اور سوار گزرا۔ عمرو نے اس کا نام پوچھا۔ سوار نے کہا ''میرا نام حرب ہے۔'' عمرو نے کہا ''لڑائی ہوئی اور کیا خبر ہے؟'' سوار نے کہا ''لوگوں نے حضرت علیؓ کی بیعت کر لی ہے۔''

سَلَم بن زنباع نے کہا اے گروہ عرب! تمہارے اور دوسرے عربوں کے درمیان ایک دروازہ تھا وہ ٹوٹ گیا۔ اب اس کے علاوہ کسی اور کو دروازہ بناؤ۔ عمرو نے کہا ہم بھی یہی چاہتے ہیں۔ اس کے بعد عمرو پیدل روانہ ہو گئے۔ ان کے ساتھ ان کے بیٹے تھے۔ وہ بالکل عورتوں کی طرح بین کر رہے

Marfat.com

تھے اور کہہ رہے تھے، ''ہائے عثمانؓ میں آج حیا اور دین دونوں کا ماتم گسار ہوں۔'' اسی حالت میں وہ دمشق پہنچ گئے۔ ان کو کچھ امور معلوم تھے جن کے مطابق وہ عمل کرنا چاہتے تھے کیونکہ جب نبی ﷺ نے اس کو عمان بھیجا تھا۔ وہاں انہوں نے سنا کہ ایک پادری کی پیشین گوئیاں بہت سچی ہوتی ہیں۔ عمرو نے اس پادری سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کب ہوگی اور ان کے بعد ان کا جانشین کون ہوگا؟

پادری نے کہا ''ابوبکر۔ مگر ان کی مدت خلافت کم ہوگی۔ ان کے بعد انہی کی قوم کا ایک شخص ہوگا جو انہی کی مثل ہوگا۔ اس کی مدت خلافت طویل ہوگی۔ ان کے بعد انہی کی قوم کا ایک اور شخص ہوگا۔ اس کی مدت خلافت بھی طویل ہوگی مگر ایک ہجوم اس کو شہید کر دے گا۔ اس نے یہ بھی کہا کہ یہ بہت بڑا شر ہوگا۔ ان کے بعد انہی کی قوم کا ایک شخص ہوگا۔ اس کے عہد میں لوگ منتشر ہو جائیں گے۔ اور بہت سخت لڑائی ہوگی۔ پھر وہ بھی قتل کر دیا جائے گا۔ قبل اس کے کہ لوگ متحد ہو جائیں۔ اس کے بعد ارض مقدس کا امیر خلیفہ ہوگا اس کا عہد حکومت طویل ہوگا۔ سب لوگ متحد ہو جائیں گے۔''

ایک روایت یہ ہے کہ جب عمرو بن عاص کو حضرت عثمانؓ کی شہادت کی اطلاع ملی تو انہوں نے کہا کہ میں ابوعبداللہ ہوں اور میں نے ہی انہیں شہید کیا ہے کیوں کہ میں وادی سباع میں آرام سے بیٹھا ہوں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اگر خلافت طلحہ کو مل گئی تو وہ عرب کا نوجوان ہے اور وہ اس کا اہل ہے اور اگر ابن ابی طالب خلیفہ ہوئے تو یہ میرے لئے کراہت کا باعث ہوگا۔ پھر ان کو اطلاع ملی کہ حضرت علیؓ کی بیعت کر لی گئی ہے تو ان کو بہت ناگوار گزرا۔ انہوں نے لوگوں کے ردعمل کا انتظار کیا یہاں تک کہ ان کو حضرت عائشہؓ طلحہؓ اور زبیرؓ کی روانگی کی اطلاع ملی تو ان کو خوشی ہوئی۔ پھر سنا کہ شام میں معاویہؓ حضرت علیؓ کی بیعت نہیں کریں گے اور وہ حضرت عثمانؓ کے واقعہ کو بہت اہمیت دے رہے ہیں۔ حضرت علیؓ کے مقابلہ میں معاویہؓ ان کو زیادہ پسند تھے۔ انہوں نے اپنے بیٹوں عبداللہ اور محمد کو بلایا اور ان سے مشورہ کیا اور پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ کیونکہ علیؓ میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کریں گے اور اپنے پرانے راستے پر چلیں گے۔ اور وہ اپنے کسی معاملہ میں مجھے شریک نہیں کریں گے۔

ان کے بیٹے عبداللہ نے کہا کہ نبی ﷺ کی وفات ہوئی اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ یکے بعد دیگرے خلیفہ ہوئے۔ یہ تینوں آپ سے خوش تھے۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ اپنا ہاتھ روکیں اور اپنے گھر میں بیٹھیں یہاں تک کہ لوگ متحد ہو جائیں۔ ان کے بیٹے محمد نے کہا کہ آپ تو عرب کے

Marfat.com

دانتوں میں سے ایک دانت ہیں میرا خیال ہے کہ یہ لوگ متحد نہیں ہوں گے۔ لہٰذا اس سلسلہ میں آپ کی کوئی شہرت نہیں ہونی چاہئے۔ عمرو نے کہا اے عبداللہ! تمہارا مشورہ میرے دین کے لئے اچھا ہے۔ اور اے محمد! تمہارا مشورہ میری دنیا کے اعتبار سے اچھا ہے۔ مگر میری آخرت کے لئے بہت برا ہے۔ پھر وہ وہاں سے اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور معاویہؓ کے پاس پہنچے۔ وہاں انہوں نے دیکھا کہ اہل شام معاویہؓ کو حضرت عثمانؓ کا قصاص لینے پر زور دے رہے ہیں۔ عمرو نے کہا کہ تم حق پر ہو اور مظلوم خلیفہ کے قصاص کا مطالبہ کرو۔

معاویہؓ نے عمرو پر کوئی توجہ نہیں دی۔ عمرو سے ان کے دونوں بیٹوں نے کہا کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ معاویہؓ نے آپ کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ لہٰذا یہاں سے کہیں اور چلئے۔ عمرو معاویہؓ کے پاس گئے اور کہا اللہ کی قسم! یہ بہت تعجب کی بات ہے کہ جس معاملہ میں آپ کو مدد درکار ہے اس میں آپ کی مدد کر رہا ہوں مگر آپ مجھ سے منہ پھیر رہے ہیں۔ ہم آپ کے ساتھ شریک ہو کر جنگ کریں گے اور خلیفہ کا قصاص طلب کریں گے۔ کیونکہ جس سے جنگ کرنی ہوگی وہ ذاتی طور سے سابق الاسلام ہونے کی وجہ سے اپنی فضیلت کے باعث اور رسول ﷺ کی رشتہ داری کے سبب بہت نمایاں ہے۔ مگر ہمارا مقصد صرف یہ دنیا ہے۔ معاویہؓ نے اس سے صلح کر لی اور اس پر مہربانی کی۔

جنگ صفین کے آغاز کا بیان

جب جنگ جمل سے فارغ ہو کر حضرت علیؓ بصرہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تو ایک پیغام جریر بن عبداللہ بجلی کی طرف بھیجا۔ ان کو حضرت عثمانؓ نے ہمدان کا عامل مقرر کیا تھا۔ ایک پیغام اشعث بن قیس کی طرف بھیجا، اس کو حضرت عثمانؓ نے آذربیجان کا عامل مقرر کیا تھا۔ دونوں کو یہ حکم دیا تھا کہ بیعت لیں اور ان کی خدمت میں حاضر ہوں۔ جب وہ دونوں حاضر ہو گئے تو حضرت علیؓ نے ارادہ کیا کہ معاویہؓ کے پاس ایک قاصد بھیجیں۔ جریر نے کہا مجھے بھیج دیجئے کیونکہ ان سے میری دوستی ہے۔ اشتر نے کہا کہ اس کو نہ بھیجئے اس کا میلان معاویہؓ کی طرف ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا اسی کو جانے دو کہ ہم یہ دیکھیں ہمارے پاس کیا جواب لاتا ہے۔ حضرت علیؓ نے اس کو بھیجا اور ایک خط معاویہؓ کو لکھا جس میں ان کو اطلاع دی تھی کہ مہاجرین وانصار نے میری بیعت کر لی ہے۔ طلحہؓ اور زبیرؓ نے بیعت توڑ

Marfat.com

دی تھی۔ ان دونوں سے جنگ ہوئی۔ معاویہؓ سے مطالبہ کیا کہ جس معاملہ میں مہاجرین وانصار داخل ہو چکے وہ بھی داخل ہو جائیں اور حضرت علیؓ کے فرمانبردار ہو جائیں۔

جریر معاویہؓ کی طرف گئے۔ جب وہ وہاں پہنچے تو معاویہؓ نے ان کو ٹالنا شروع کیا تاکہ وہ شام کے حالات دیکھ سکیں۔ معاویہؓ نے عمرو سے مشورہ کیا۔ انہوں نے یہ مشورہ دیا کہ اہل شام کو جمع کیا جائے اور عثمانؓ کی شہادت کا الزام علیؓ کو دیا جائے اور اہل شام کو ساتھ لے کر علیؓ سے جنگ کی جائے۔ معاویہؓ نے اسی مشورہ پر عمل کیا۔

جب نعمان بن بشیر حضرت عثمانؓ کی خون آلود قمیص اور آپ کی زوجہ نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیاں اور ہتھیلی اور کٹا ہوا انگوٹھا لائے تھے تو معاویہؓ نے اس قمیص کو منبر پر رکھ دیا تھا اور فوجیں جمع کر لی تھیں۔ لوگوں نے اس قمیص اور انگلیوں کو دیکھ کر ایک مدت تک گریہ وزاری کی اور قسم کھائی کہ جب تک حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو قتل نہیں کریں گے بجز جنابت کے جسموں کو پانی نہیں چھوئے گا اور ہم بستر پر بھی نہیں سوئیں گے اور جو ان کی طرف داری کرے گا اس کو بھی قتل کر دیں گے۔

جب جریر امیرالمومنین علیؓ کے پاس واپس آئے اور معاویہؓ کا حال بیان کیا اور یہ کہ اہل شام معاویہؓ کے ساتھ ہو کر حضرت علیؓ سے جنگ کرنے کو تیار ہیں۔ اور وہ حضرت عثمانؓ کے لئے گریہ وزاری کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے انہیں قتل کیا ہے۔ وہ اس وقت تک باز نہیں رہیں گے کہ علیؓ انہیں قتل کر دیں یا وہ علیؓ کو قتل کر دیں۔ اشترؓ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ میں نے جریر کے بھیجنے کو منع کیا تھا اور اس کی دشمنی اور کینہ کی اطلاع دی تھی۔ اگر آپ مجھے بھیجتے تو بہتر ہوتا۔ یہ ان کے پاس ٹھہرا رہا اور جو دروازہ اپنے لئے کھلوانا چاہتا تھا وہ کھلوا لیا اور جس دروازے کو بند کرانا چاہتا تھا بند کرا لیا۔ جریر نے کہا کہ اگر تم جاتے تو وہ تمہیں قتل کر دیتے کیونکہ وہ تمہیں حضرت عثمانؓ کے قاتلوں میں شمار کرتے ہیں۔ اشترؓ نے کہا کہ اگر میں جاتا تو جواب کا انتظار نہ کرتا اور معاویہؓ پر ایسا حملہ کرتا کہ ان کو ہر فکر سے آزاد کر دیتا اور امیرالمومنین میرا کہنا مانتے تو تجھ کو اور تجھ جیسے لوگوں کو قید میں ڈال دیتے یہاں تک کہ یہ معاملہ درست ہو جاتا۔

جریر وہاں سے قرقیسیا چلے گئے اور معاویہؓ کو خط لکھا۔ معاویہؓ نے ان کو لکھا کہ وہ ان کے پاس آ جائیں۔ معاویہؓ نے جریر کو جو اپنے پاس آنے کو لکھا اس کے دیگر وجوہ دوسری روایات میں بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ شرحبیل بن سمط کندی سے بے نیازی ہو جائے۔ اس کا سبب

Marfat.com

یہ تھا کہ شرحبیل کو حضرت عمرؓ بن خطاب نے سعدؓ بن ابی وقاص کے پاس عراق بھیجا تھا۔ سعدؓ نے اس کو پیش پیش رکھا اور اپنے قریب کیا۔ اشعث بن قیس کندی کو اس پر حسد ہوا کیونکہ ان میں سے ہر ایک دوسرے سے بڑھنا چاہتا تھا۔ جریر البجلی ایک وفد میں حضرت عمرؓ کے پاس گیا تو حضرت عمرؓ نے وہاں کے لوگوں کا حال پوچھا اس نے سعدؓ کی بہت تعریف کی اور یہ شعر بھی پڑھا۔

[اے کاش میں ہوتا اور میرے ساتھ سعد بن مالک اور زبر اور ابن السمط سمندر کے بھنور میں ہوتے۔

میرے تمام ساتھی ڈوب جاتے اور میں ایک لانبی کشتی میں صحیح سالم نکل آتا اور ابو بکر کو آواز دیتا۔]

حضرت عمرؓ نے سعدؓ کو لکھا کہ زبر اور شرحبیل کو میرے پاس بھیج دو۔ اس نے دونوں کو بھیج دیا۔ انہوں نے زبر کو مدینہ میں روکا اور شرحبیل کو شام کی طرف روانہ کر دیا۔ اس نے وہاں عزت حاصل کر لی۔ اس کا باپ السمط شام کے شہر عزہ کا رہنے والا تھا۔

جب جریر حضرت علیؓ کا وہ خط لے کر معاویہؓ کے پاس آئے جس میں بیعت کا مطالبہ تھا تو معاویہؓ نے شرحبیل کی آمد کا انتظار کیا۔ جب وہ آ گیا تو معاویہؓ نے اس معاملہ کی خبر دی جس کے لئے جریر آئے تھے۔ شرحبیل نے کہا کہ امیر المومنین عثمانؓ ہمارے خلیفہ تھے۔ اگر تم پوری قوت سے ان کا قصاص طلب کرو تو بہتر ہے ورنہ ہم تم سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ جریر واپس چلا گیا اور نجاشی نے کہا۔

[شرحبیل کسی دینی معاملہ کی وجہ سے نہیں بلکہ جریر المالکی کے بغض کی وجہ سے جدا ہوا ہے۔

تو نے اشعث کے بارے میں جو کہا ہے تو تُو ایسا حدی خواں ہے جس کے پاس اونٹ نہ ہو۔]

(پہلے شعر میں جریر بن عبداللہ بن جریر بن مالک کو اس کے پردادا مالک کی طرف منسوب کیا ہے۔)

حضرت علیؓ نے کوچ کیا اور نخیلہ میں چھاؤنی ڈالی۔ کوفہ کے کچھ لوگ پیچھے رہ گئے۔ ان میں مرۃ الھمدانی اور مسروق تھے۔ انہوں نے اپنے عطیات لئے اور قزوین کا قصد کیا۔ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کا ساتھ نہ دینے کے سبب مسروق استغفار کیا کرتا تھا۔

حضرت علیؓ کے پاس عبداللہؓ بن عباس اپنے بصرہ کے ساتھیوں کے ساتھ آئے۔ یہ اطلاع معاویہؓ کو ملی تو عمرو سے مشورہ کیا۔ عمرو نے کہا جب حضرت علیؓ تمہاری طرف کوچ کر چکے ہیں تو تم بھی ان کی طرف کوچ کرو اور اپنی تدابیر کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دو۔ معاویہؓ نے جنگی تیاریاں کیں اور لوگ بھی

Marfat.com

جنگ کی تیاریاں کرنے لگے۔ عمرو، معاویہ کا حوصلہ بڑھاتے تھے اور حضرت علیؓ اور ان کے ساتھیوں کی کمزوریاں بیان کرتے تھے۔ وہ کہتے کہ اہل عراق ٹولیوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ان کی شان وشوکت ختم ہو چکی ہے۔ ان کی تلواریں کند ہوگئی ہیں۔ رہے اہل بصرہ تو علیؓ نے ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کیا ہے اور ان کے سرداروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ کوفہ کے بہت سے سردار جنگ جمل میں ہلاک ہو چکے ہیں۔ اب علیؓ بہت چھوٹی جماعت لے کر میدان میں آئے ہیں۔ تمہارے خلیفہ شہید کئے جا چکے ہیں۔ اللہ سے ڈرو! نہ حق ضائع کرو اور نہ اپنا خون رائیگاں جانے دو۔

معاویہؓ نے اہل شام کو لکھا اور ایک جھنڈا عمرو کو دیا اور ایک جھنڈا ان کے بیٹوں عبداللہ اور محمد کو دیا اور ایک جھنڈا ان کے غلام وردان کو دیا۔ حضرت علیؓ نے جھنڈا اپنے غلام قنبر کو دیا اس پر عمرو نے کہا۔

[کیا میری طرف سے وردان قنبر کے مقابلے میں کافی ہوگا۔ وہ تو مجھے حمیر کی طرف سے سکون عطا کئے ہوئے ہے۔

اگر چوہے کو بلی کی کھال پہنادی جائے تو وہ بلی نہیں بن جاتا۔]

جب حضرت علیؓ کو یہ شعر پہنچا تو آپ نے فرمایا۔

[میں بہت جلد نافرمان کے نافرمان بیٹے پر ستر ہزار ایسے سواروں کے ساتھ حملہ کروں گا کہ ان کے ہاتھوں میں گھوڑوں کی لگامیں ہوں گی۔

وہ میدان میں گھوڑوں کو بچانا جانتے ہیں اور گردنوں سے کھوپڑیاں اتار لیتے ہیں۔]

جب معاویہؓ نے یہ سنا تو کہا کہ مجھے یقین ہے علیؓ ایسا ضرور کریں گے۔ معاویہؓ نے کوچ کیا مگر سستی ظاہر ہو رہی تھی۔ جب ولید بن عقبہ نے یہ محسوس کیا اس نے یہ پیغام بھیجا۔

[کوئی معاویہ بن حرب کو یہ پیغام پہنچا دے کہ تم اپنے معتبر بھائی کی جانب سے ملامت کے مستحق ہو۔

تم نے بوسیدہ دیوار کی طرح زمانہ سے قطع تعلق کر لیا، دمشق میں ڈینگیں مار رہے ہو، آخر تمہارا مقصد کیا ہے؟

تم علیؓ کو اس طرح خط بھیج رہے ہو گویا تم چمڑا رنگنے والی عورت ہو اور چمڑے میں داغ پڑ گئے ہیں۔

Marfat.com

ہر سوار تم کو حکومت کی امید دلاتا ہے اور عراق سے تعلقات منقطع کرنے کو کہتا ہے۔

جو پیٹھ پھیرے وہ مرد میدان نہیں ہے بلکہ غلط قسم کی آسائش کا طلبگار ہے۔

اگر میں قتل بھی ہو جاؤں اور وہ زندہ رہے تو خلوت نشین ہو جائے۔ وہ میری طرف مائل نہیں ہوگا اور میں اس کو برا نہ کہہ سکوں گا۔

وہ لڑائیوں سے گھبرانے والا نہیں ہے مگر جب تک سر پر نہ آ پڑے اور اس وقت وہ گھبراتا نہیں۔

تیری قوم مدینہ میں فنا کر دی گئی وہ اس طرح کٹے ہوئے پڑے ہیں گویا گھاس پھوس۔]

معاویہؓ نے اس کو لکھا۔

[مجھے اپنی گدھی پر تعجب ہے کہ جب لڑائی اس پر مسلط کر دی جاتی ہے تو وہ گھبراتی نہیں۔]

حضرت علیؓ نے زیاد بن نضر حارثی کو آٹھ ہزار فوج دے کر ہراول دستے کے طور پر بھیجا اور شریح بن ہانی کے ساتھ چار ہزار فوج بھیجی۔ حضرت علیؓ نخیلہ سے روانہ ہوئے اور مدائن سے اپنے ساتھ جنگجو اشخاص کو ساتھ لیا۔ مدائن پر سعد بن مسعود کو والی بنایا، یہ مختار بن عبید ثقفی کے چچا تھے۔ حضرت علیؓ نے کوچ کیا تو ان کے ساتھ نابغہ بن جعدہ تھا۔ اس نے ایک دن اونٹوں کو ہنکاتے ہوئے یہ حدی پڑھی۔

[دونوں مصروں اور عراق کو معلوم ہے کہ علیؓ کا گھوڑا آزاد ہے۔

سفید فام سردار ہے اس کا خیمہ ہے۔ سب سے پہلے جو تجھ کو پناہ دیں گے وہ ہوش میں نہیں آئیں گے۔

تم آگے آؤ گے اور وہ پیچھے سے ہنکائیں گے اور یہ بات ساتھ چلنے والے جانتے ہیں۔]

حضرت علیؓ نے مدائن سے معقل بن قیس کو تین ہزار لشکر کے ساتھ بھیجا اور اس کو یہ حکم دیا کہ وہ موصل پر قبضہ کر لے اور رقہ کی طرف خود روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو وہاں کے باشندوں سے کہا کہ ان کے لئے ایک پل بنا دیں جس کو عبور کر کے شام جائیں۔ انہوں نے انکار کیا اور کشتیوں پر قبضہ کر لیا۔ وہاں سے وہ روانہ ہو گئے تاکہ منبج کے پل سے عبور کریں اور اپنی طرف سے ان پر اشتر کو نائب مقرر کیا۔ اشتر نے وہاں پر یہ منادی کی کہ اگر تم پل تعمیر نہ کرو گے جس پر امیر المومنین عبور کر سکیں تو میں تلوار کھینچ لوں گا۔ تمہارے مردوں کو قتل کر دوں گا اور تمہارے اموال پر قبضہ کر لوں گا۔ ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ وہ اشتر ہے اگر تم نے اس کی بات نہ مانی تو وہ اپنی قسم پوری کرے گا یا یہ کہ تم اس

Marfat.com

کے لشکر سے زیادہ تعداد میں آدمی جمع کر لو۔ انہوں نے پل بنا دیا۔ حضرت علیؓ اور ان کے ساتھیوں نے اس پر سے عبور کیا۔ پل پر گھوڑوں سے گھوڑے ٹکرا رہے تھے۔ اس وجہ سے عبداللہ ابن ابی الحصین ازدی کی ٹوپی گر گئی وہ گھوڑے سے اترا اور اس کو اٹھا لیا۔ پھر سوار ہو گیا اس کے بعد عبداللہ بن حجاج ازدی کی ٹوپی گر گئی وہ بھی گھوڑے سے اترا اور اس کو اٹھا لیا۔ پھر اپنے ساتھی سے کہا۔

[اگر فال نکالنے والوں کا قیاس صحیح ہو تو ان کا خیال یہ ہے کہ میں قتل کر دیا جاؤں گا اور وہ بھی قتل کر دیا جائے گا۔]

ابن ابی الحصین نے کہا کہ جو کچھ تو نے کہا ہے اس سے زیادہ محبوب چیز کوئی نہیں ہے۔ وہ دونوں صفین میں قتل ہو گئے۔

جب حضرت علیؓ فرات پہنچے تو زیاد بن نضر حارثی اور شرحبیل بن ہانی کو بلایا اور ان کو بارہ ہزار کا لشکر دے کر بطور ہراول معاویہؓ کی طرف آگے بھیجا اور کوفہ سے بھی ہراول دستہ کے ساتھ بھیجا تھا۔ یہ دونوں دریا کے کنارے خشکی پر سفر کرتے رہے۔ جب عانات پہنچے تو ان کو یہ خبر ملی کہ معاویہ شام کی فوجیں لے کر سامنے آ گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم سفر کریں اور ہمارے اور مسلمانوں کے اور امیر المومنین کے درمیان یہ دریا حائل ہو اور یہ بھی اچھا نہیں ہے کہ ہم شام کی فوجوں کا مقابلہ کریں۔ مگر عانات کے باشندوں نے ان کو روک دیا۔ وہ وہاں سے واپس گئے اور ہیت کے مقام پر دریا عبور کیا اور حضرت علیؓ سے قرقیسیا کے مقام پر ملے۔ جب حضرت علیؓ سے ملے تو انہوں نے کہا "(ہراول یا مقدمہ تو آگے ہوتا ہے مگر) ہمارا مقدمہ ہمارے پیچھے آتا ہے۔" تو شریح اور زیاد نے اس تاخیر کی وجہ بیان کی۔

جب دریائے فرات کو عبور کر لیا تو ان دونوں کو آگے روانہ کیا۔ جب وہ روم کی سرحد پر پہنچے تو ابوالاعور السلمی کا سامنا ہوا جو اہل شام کی فوج لے کر آ رہا تھا۔ ان دونوں نے حضرت علیؓ کو یہ اطلاع بھیجی۔ حضرت علیؓ نے اشتر کو ان کی طرف بھیجا اور تیز رفتاری سے جانے کا حکم دیا اور اس سے کہا کہ جب تم وہاں پہنچو تو ان سے لڑائی چھیڑنے میں ابتداء نہ کرنا مگر جب وہ شروع کریں تو لڑنا۔ پہلے انہیں دعوت دینا اور ان کی بات بھی سننا اور نفرت کی وجہ سے تم ان سے نہ لڑنا۔ اور بار بار ان کو دعوت دینا اور ان کا عذر سننا اور اپنے میمنہ پر زیاد کو اور میسرہ پر شریح کو مقرر کرنا۔ دشمن کے اتنے قریب نہ جانا جس

Marfat.com

سے یہ معلوم ہو کہ لڑائی بھڑکانا مقصود ہے۔ نہ اتنے دور رہنا کہ لوگوں میں خوف و ہراس پھیلے۔ یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آجاؤں۔ میں بھی تمہارے پیچھے آؤں گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت علیؓ نے شریح اور زیاد کو خط لکھا اور ان کو حکم دیا کہ وہ اشتر کی فرماں برداری کریں۔ اشتر نے کوچ کیا اور وہاں پہنچ گیا اور لڑائی سے باز رہا۔ دونوں لشکر آمنے سامنے پڑے رہے۔ ایک دن، شام کے وقت ابوالاعور السلمی نے حملہ کر دیا۔ ثابت قدمی سے مقابلہ کیا تو وہ ایک گھنٹہ میں ہی پریشان ہو گئے اور اہل شام واپس چلے گئے۔ دوسرے دن حضرت علیؓ کی طرف سے ہاشم بن عتبہ المرنکلا اور اس کے مقابلہ کو ابوالاعور آیا۔ دن بھر لڑائی ہوتی رہی۔ اور ہر فریق ثابت قدمی سے اپنے حریف کا مقابلہ کرتا رہا۔ پھر وہ واپس چلے گئے۔ ابوالاعور اس جگہ سے پیچھے چلا گیا جہاں پہلے تھا۔ اشتر نے آ کر اس جگہ صف بندی کی جہاں پہلے دن ابوالاعور تھا۔ اشتر نے سنان بن مالک نخعی سے کہا کہ تم ابوالاعور کے پاس جا کر مقابلہ کی دعوت دو۔ سنان نے کہا۔ اپنے مقابلہ کی یا آپ کے مقابلے کی؟ اشتر نے کہا اگر میں تمہیں اس سے مقابلہ کا حکم دوں تو کیا تم اس کا مقابلہ کرو گے؟ سنان نے کہا ہاں! اللہ کی قسم! اگر آپ مجھے حکم دیں گے کہ میں اپنی تلوار لے کر ان کی صف میں داخل ہو جاؤں تو ضرور ایسا ہی کروں گا۔ اشتر نے اس کے لیے دعا کی اور کہا کہ میرے مقابلہ کی دعوت دینا۔ سنان نکلا اور شامی لشکر سے کہا کہ مجھے امن دو میں قاصد ہوں۔ انہوں نے امان دے دی۔ وہ ابوالاعور کے پاس پہنچا اور اس سے کہا کہ اشتر تمہیں اپنے مقابلہ کے لئے بلاتا ہے۔ ابوالاعور بہت دیر تک خاموش رہا پھر کہا کہ اشتر کی حماقت اور بدطینتی کی انتہا ہے کہ اس نے عثمانؓ کے عاملوں کو عراق سے نکالا اور ان کی خوبیوں کو برائی قرار دیا پھر ان کے خلاف خروج کیا اور ان کے گھر میں محاصرہ کر کے قتل کر دیا۔ میں تو ان کے قصاص کا طلب گار ہوں۔ مجھے اس کے مقابلے کی ضرورت نہیں ہے۔ قاصد نے کہا کہ جو کچھ تم نے کہا ہے اگر سنو تو اس کا جواب دوں؟ ابوالاعور نے کہا مجھے جواب کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ ابوالاعور کے ساتھی چلائے تو وہ چلا گیا اور اشتر کے پاس جا کر اس کو خبر دی۔ اشتر نے کہا کہ اس نے اپنی جان کا خیال کیا۔

وہ لوگ وہاں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ رات ہو گئی اور شامی واپس چلے گئے۔ دوسری صبح کو اشتر اپنے ساتھیوں کے ساتھ آگے بڑھا اور معاویہؓ کے پاس پہنچا۔ وہاں صف بندی کی۔ اور حضرت علیؓ بھی آ کر مل گئے۔ کچھ دیر وہ ٹھہرے پھر اپنے لشکر کے پڑاؤ کی جگہ تلاش کرنے لگے۔

Marfat.com

معاویہؓ پہلے پہنچ چکے تھے۔اس لئے ایک وسیع میدان میں پڑاؤ ڈال لیا تھا اور دریائے فرات کے گھاٹ پر قبضہ کرلیا تھا۔اس علاقے میں کوئی دوسرا گھاٹ بھی نہیں تھا۔اس کی حفاظت کے لئے ابوالاعور السلمی کو مامور کیا تھا۔حضرت علیؓ کے ساتھیوں نے دوسرا گھاٹ تلاش کیا مگر ان کو نہ ملا تو حضرت علیؓ کے پاس آکر اس امر کی خبر دی۔اور لوگوں کی پیاس کا حال بیان کیا۔انہوں نے صعصعہ بن صوحان کو بلایا اور معاویہؓ کے پاس اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ ہم نے یہ سفر تو کیا ہے مگر تم سے جنگ کرنے کو تمہارا موقف سنے بغیر اچھا نہیں سمجھتے۔ہماری طرف تمہارے سوار اور پیدل آئے اور انہوں نے ہم سے جنگ کی قبل اس کے کہ ہم جنگ کرتے۔ہم اس وقت تک جنگ سے باز رہیں گے کہ تم کو بلائیں اور اتمام حجت کریں۔اور تمہارا آخری فعل یہ ہے کہ تم نے لوگوں کا پانی بند کردیا ہے۔لوگ بے شار ہیں۔تم اپنے ساتھیوں کو یہ پیغام دو کہ وہ پانی کا راستہ صاف کردیں اور وہ اس وقت تک جنگ سے باز رہیں کہ ہم اس معاملہ پر غور کرلیں جو تمہارے اور ہمارے درمیان ما بہ النزاع ہے اور جس غرض سے ہم آئے ہیں۔اگر تم چاہو کہ ہم جس مقصد کے لئے آئے ہیں اس کو ترک کردیں اور پانی کے لئے لڑیں اور جو گروہ غالب ہو وہ پانی پیئے تو ہم اس کے لئے تیار ہیں۔

معاویہؓ نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا تمہاری کیا رائے ہے؟ ولید بن عقبہ اور عبداللہ بن سعد نے کہا جس طرح انہوں نے حضرت ابن عفان کا پانی روکا تھا تم ان کا پانی روک دو۔اللہ انہیں ہلاک کرے۔عمرو بن عاص نے کہا کہ لوگوں کے لئے پانی کا راستہ کھلا چھوڑ دو۔وہ پیاسے مریں اور آپ سیراب ہوں یہ مناسب نہیں۔آپ اس پر غور کریں جو آپ کے اور اللہ کے درمیان ہے۔ولید اور عبداللہ بن سعد نے اپنا قول پھر دہرایا اور کہا کہ رات تک ان پر پانی بند کیجئے اگر وہ پانی تک نہ پہنچ سکے تو پلٹ جائیں گے اور یہی ان کی شکست ہوگی۔ان لوگوں نے ابن عفان کا پانی بند کیا تھا اللہ ان کا پانی قیامت کے دن بند کرے۔

(حضرت علیؓ کے قاصد) صعصعہ نے کہا کہ اللہ نے زنا اور شراب سے روکا ہے۔اللہ تجھ پر لعنت کرے۔اور اس فاسق یعنی ولید بن عقبہ پر لعنت کرے۔انہوں نے اس کو گالیاں دیں اور سختی کی۔ یہ بھی روایت ہے کہ ولید اور ابی سرح جنگ صفین میں موجود نہیں تھے۔صعصعہ واپس چلا گیا اور حضرت علیؓ کو اس گفتگو کی خبر دی۔

Marfat.com

معاویہؓ نے کہا کہ عنقریب تم پر حملہ ہوگا لہٰذا ابوالاعور کی مدد کے لئے سواروں کا دستہ بھیج دیا تا کہ پانی کی حفاظت کی جائے۔

جب حضرت علیؓ نے یہ سنا تو انہوں نے کہا کہ پانی کے لئے ان سے جنگ کرو۔ اشعث بن قیس کندی نے کہا کہ میں ان کی طرف جاتا ہوں اشعث ان کی طرف گیا۔ جب قریب پہنچا تو مخالفوں نے تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ ایک گھنٹہ تک تیراندازی ہوتی رہی۔ پھر نیزہ بازی ہوئی پھر تلواریں نکل آئیں اور گھنٹہ بھر تک تیغ زنی ہوتی رہی۔

معاویہؓ نے خالد بن عبداللہ القسری کے دادا یزید بن اسد البجلی القسری کو گھوڑوں کا دستہ دے کر ابوالاعور کی طرف بھیجا وہ لوگ وہاں پہنچے۔ حضرت علیؓ نے شیث بن ربعی ریاحی کو بھیجا جنگ تیز ہوگئی۔

معاویہؓ نے عمرو بن عاص کو بڑا لشکر لے کر بھیجا وہ ابوالاعور اور یزید بن اسد کی مدد کر رہے تھے۔ لڑائی بہت سخت ہونے لگی تو عبداللہ بن عوف ازدی احمری نے کہا۔

[ہمارے لئے دریائے رواں فرات کے پانی کا راستہ چھوڑ دو ورنہ زبردست لشکر کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

جو ہر بڑے مرد میدان کو موت کے منہ میں پہنچا دیتا ہے اور جو پلٹ پلٹ کر نیزے سے حملہ کرتا ہے۔

جو دشمنوں کی کھوپڑیاں اتار دیتا ہے اور بجز خدائے قہار کے کسی سے نہیں ڈرتا۔]

وہاں جنگ اس وقت تک جاری رہی جب تک کہ شامیوں نے پانی کا راستہ نہ کھول دیا اور گھاٹ پر حضرت علیؓ کے ساتھیوں کا قبضہ ہو گیا۔ ان لوگوں نے کہا اللہ کی قسم! اہل شام کو پانی نہیں پینے دیں گے۔

حضرت علیؓ نے اپنے ساتھیوں کو بلایا اور کہا کہ تم اپنی ضرورت کے لئے پانی لے لو اور ان کے لئے راستہ کھول دو کیونکہ اللہ نے ان کی سرکشی اور ظلم کے مقابلے میں تمہاری مدد کی ہے۔ حضرت علیؓ نے وہاں دو دن قیام کیا۔ اس دوران میں انہوں نے کسی کو ان کی طرف نہیں بھیجا نہ انہوں نے کسی کو بھیجا۔ پھر حضرت علیؓ نے ابوعمرو، بشیر بن عمرو بن محصن انصاری، سعید بن قیس ہمدانی، شبث بن ربعی تمیمی کو بلایا اور کہا کہ اس آدمی (یعنی معاویہؓ) کو میرے پاس لاؤ۔ اور اس کو اللہ کی طرف آنے، اس کی فرماں برداری کرنے اور جماعت کے ساتھ رہنے کی دعوت دو۔ شبث نے کہا اے امیرالمومنین! آپ

Marfat.com

اسے کچھ لالچ کیوں نہیں دیتے؟ آپ اس کو کہیں کی حکمرانی بخشیں شاید وہ آپ کی بیعت کر لے۔ حضرت علیؓ نے کہا اس کی طرف جاؤ۔ اپنی حجت پیش کرو اور دیکھو اس کی کیا رائے ہے۔

یہ واقعہ ذی الحجہ کے شروع میں پیش آیا۔ وہ لوگ معاویہؓ کے پاس آئے۔ بشیر بن عمرو انصاری نے آغاز کیا۔ اس نے خدا کی حمد وثنا کی اور کہا:

''اے معاویہؓ! ایک دن دنیا تم سے جدا ہو جائے گی اور تم آخرت کی طرف لوٹ کر جاؤ گے اور اللہ تمہارے اعمال کا محاسبہ کرے گا اور تمہیں اس کا بدلہ دے گا میں تمہیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں کہ اس امت کے اتحاد میں تفرقہ نہ ڈالو۔ اور تم ان کا خون نہ بہاؤ''

معاویہؓ نے بات کاٹ کر کہا، ''کیا تمہارے آقا نے تم کو یہ نصیحت کی ہے'' ابو عمرو نے کہا کہ ''میرے آقا تمہاری طرح سے نہیں ہیں۔ تمام مخلوق میں میرا آقا خلافت کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔ اس میں بزرگی ہے، دین ہے۔ وہ اسلام لانے والوں میں اول ہے۔ اس کو رسول اللہ ﷺ سے قرابت بھی ہے۔'' معاویہؓ نے کہا وہ کیا کہتے ہیں؟ ابو عمرو نے کہا ''وہ تمہیں اللہ سے ڈرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اور وہ تمہیں حق کی طرف بلاتے ہیں۔ تم اپنے چچا کے بیٹے کو کیا جواب دیتے ہو۔ اس نے دنیا میں تمہاری سلامتی چاہی اور آخرت میں اختیار دیا'' معاویہؓ نے کہا۔ ''ہم حضرت ابن عفان کا خون بہا چھوڑ دیں۔ اللہ کی قسم! میں ایسا کبھی نہیں کروں گا''

راوی کا بیان ہے کہ سعید بن قیس کچھ کہنے کو تھا کہ شبث بن ربعی نے پیش قدمی کی اور خدا کی حمد وثنا کی پھر کہا اے معاویہؓ! تم نے ابن محصن کو جواب دیا ہے میں سمجھ گیا ہوں۔ اللہ کی قسم! تمہارا مقصد مدعا ہم سے پوشیدہ نہیں ہے مگر تمہیں لوگوں کو بہکانے کا کوئی موقع نہیں ملے گا۔ تم لوگوں کو یہ کہہ کر دھوکا دیتے ہو اور اپنا فرماں بردار بناتے ہو کہ تمہارے امام مظلوم قتل کر دئے گئے اور ہم ان کا قصاص طلب کرتے ہیں۔ کچھ بے وقوف اور کم عقل لوگ تمہارے ساتھ ہو گئے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ تم نے ان کی (یعنی حضرت عثمانؓ کی) مدد کرنے میں تاخیر کی۔ اور تم چاہتے تھے کہ وہ قتل کر دیئے جائیں تا کہ تمہیں یہ موقع ہاتھ آئے۔ اور بہت سے خواہش کرنے والوں کو اللہ پست کر دیتا ہے۔ کبھی کبھی کسی آرزو کرنے والے کی مراد بر آتی ہے اور کبھی حوصلہ سے زیادہ آرزو ہوتی ہے۔ اللہ کی قسم! ان ہر دو حالت میں تمہارے لئے کوئی بھلائی نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! اگر تمہاری آرزو غلط ہے تو تم پورے عرب میں بدترین

Marfat.com

شخص ہو گے اور اگر تمہاری کوئی خواہش پوری ہوگی تو وہ اس وقت ہوگی جب تم دوزخ کے مستحق ہو جاؤ گے۔ اے معاویہؓ! اللہ سے ڈرو اور اپنے مطالبہ سے باز رہو۔ اور خلافت کے معاملہ میں اس کے اہل سے نزاع نہ کرو۔"

راوی نے کہا کہ پھر معاویہ نے خدا کی حمد و ثنا کی اور کہا۔

"اما بعد! سب سے پہلے میں نے تمہاری بے وقوفی اور حماقت کو پہچان لیا کہ اپنی قوم کے سردار اور شریف اور اعلیٰ حسب والے شخص کی بات کاٹ دی۔ پھر اس بات کو شروع کیا جس کے متعلق تمہیں کچھ خبر نہیں ہے۔ اے کمینہ! ظالم اعرابی! تو نے جھوٹ بولا لہٰذا تم سب میرے پاس سے چلے جاؤ۔ تمہارے اور ہمارے درمیان صرف تلوار فیصلہ کرے گی۔"

معاویہؓ کو بہت غصہ آ گیا تھا۔ یہ لوگ وہاں سے باہر آئے شبث بن ربعی نے چلتے چلتے یہ فقرہ کہا تم ہمیں تلواروں سے کیا ڈراتے ہو۔ اللہ کی قسم! تلواریں بہت جلد تمہارے سروں پر پہنچ جائیں گی۔" وہ لوگ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور اس گفتگو کی خبر دی۔

حضرت علیؓ کسی باشرف آدمی کو حکم دیتے تھے وہ ایک دستہ فوج لے کر نکلتا تھا اس کے مقابلہ کو معاویہؓ کی فوج کا ایک دستہ آتا تھا۔ ان کے سوار آپس میں لڑتے تھے اور واپس چلے جاتے تھے۔ وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ پوری عراقی فوج پوری شامی فوج سے بھڑ جائے کیونکہ انہیں یہ اندیشہ تھا کہ اس طرح پوری قوم تباہ و برباد ہو جائے گی۔ حضرت علیؓ کبھی اشتر کو کبھی حُجر بن عدی کندی کو کبھی شبث بن ربعی کو کبھی خالد بن معمر کو کبھی زیاد بن نضر حارثی کو کبھی زیاد بن خصفہ تمیمی کو کبھی سعید بن قیس کو کبھی معقل بن قیس ریاحی کو کبھی قیس بن سعد انصاری کو بھیجتے تھے۔ مگر اشتر کو بار بار بھیجتے تھے۔

معاویہؓ ان کے مقابلہ کے لئے عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید، ابوالاعور السلمی، حبیب بن مسلمہ فہری، ابن ذی الکلاع حمیری، عبیداللہ بن عمر بن خطاب، شرحبیل بن سمط کندی، حمزۃ بن مالک ہمدانی کو روانہ کرتے تھے۔ یہ لوگ ذی الحجہ کے پورے مہینے لڑتے رہے۔ کبھی ایک دن میں دو دو بار مقابلہ ہوتا تھا۔

وفیات

☆ اس سال حضرت عثمانؓ کی شہادت کے تھوڑے ہی دن بعد حُذیفہ بن یمان کی وفات

Marfat.com

ہوئی۔ وہ جنگ جمل میں شریک نہ ہو سکے۔ ان کے دو بیٹے صفوان اور سعید اپنے باپ کی وصیت کو پورا کرنے حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہوئے۔ یہ بھی روایت ہے کہ ان کی وفات ۳۵ھ میں ہوئی۔ پہلی روایت صحیح ہے۔ ☆ بعض لوگوں کی روایت ہے کہ اسی سن میں سلمان الفارسی کی وفات ہوئی۔ ان کی عمر ڈہائی سو سال تھی۔ ان کی عمر کے بارے میں یہ سب سے کم مدت ہے ورنہ بعض لوگوں کی روایت ہے کہ ساڑھے تین سو سال تھی۔ انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے صحابہ سے ملاقات کی تھی۔ ☆ اسی سال عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کی وفات عسقلان میں ہوئی۔ جبکہ وہ معاویہؓ کے لشکر کے ساتھ تھا مگر وہ ان کا ساتھ دینے کو ناپسند کرتا تھا۔ ☆ اسی سال عبدالرحمٰن بن عُدَیس بلوی کی وفات ہوئی۔ حضرت عثمانؓ کو قتل کرنے کے لئے جو لوگ مصر سے آئے تھے یہ ان کا سردار تھا۔ یہ ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے نبی ﷺ کی بیعت شجرہ (رضوان) کی تھی۔ یہ بھی روایت ہے کہ اس کو شام میں قتل کیا گیا۔ ☆ اسی سال قدامہ بن مظعون جُمَحی کی وفات ہوئی۔ وہ مہاجرین حبشہ میں شامل تھے اور بدری تھے۔ ☆ اسی سال ابو شداد عمرو بن ابی عمرو بن ضبہ فہری کی وفات ہوئی۔ وہ بدری تھے۔

متفرق واقعات

اسی سال حضرت علیؓ نے یزید بن حُجیہ تیمی تیم اللات کو رے پر عامل مقرر کیا۔ اس نے اس کے خراج میں تیس ہزار کی خورد برد کی۔ حضرت علیؓ نے اس کو طلب کیا اور مال کا مطالبہ کیا۔ یزید نے کہا کہ میں نے مال کا غلہ خرید لیا۔ حضرت علیؓ نے کہا تو نے کچھ نہیں خریدا۔ اس کو پہلے کوڑے لگائے پھر قید کر دیا اور اپنے غلام سعد کی نگرانی میں دیا۔ یزید شام کی طرف بھاگ گیا۔ معاویہ نے اس کو اتنا ہی مال دیا جتنا وہ حضرت علیؓ سے لیتا تھا۔ وہ اسوقت تک شام میں رہا جب تک معاویہؓ کی خلافت قائم ہوئی۔ اس کے بعد وہ معاویہؓ کے ساتھ عراق گیا اور معاویہؓ نے اس کو رے کا عامل مقرر کیا۔

یہ بھی روایت ہے کہ وہ حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ جمل اور جنگ صفین اور جنگ نہروان میں شریک ہوا تھا۔ پھر اس کو رے کا عامل مقرر کیا۔ مگر صحیح روایت وہی ہے جو پہلے بیان کی گئی۔

Marfat.com

حواشی وحوالہ جات

۱ معجم البلدان میں اس کو خَوَنُ باء لکھا گیا ہے۔ یہ حلب اور ارضِ روم کے درمیان ایک خطہ تھا، نیز مصر میں اسی نام کا ایک موضع بھی تھا۔

۲ زُبالہ، مدینے سے کوفہ کے راستے میں، کوفہ کے قریب ایک منزل تھی۔

۳ یہ زُہیر بن ابی سُلمیٰ کا شعر ہے۔

۴ یہ بُراقہ ہمدانی کا شعر ہے۔

۵ ذاتِ عرق، میقات ہے۔

۶ النساء:۱۱۴۔

۷ آل عمران:۲۳۔

۸ النحل:۹۲۔

۹ النور:۲۵۔

۱۰ مراد ہیں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ۔

۱۱ یہ مشہور حدیث ہے جو جامع صحیح البخاری اور صحیح مسلم، باب الفتن (۲۹۱۶) میں موجود ہے۔ حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار کے لئے فرمایا تقتلک الفئة الباغیہ۔[تمہیں ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔] حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمار کے لئے فرمایا ابشر عمار تقتلک الفئة الباغیہ۔[اے عمار تمہیں بشارت ہو تمہیں ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔] یہ حدیث ترمذی کے باب مناقب (۳۸۰۲) عمار بن یاسر میں بھی موجود ہے۔ جماعتِ صحابہ میں سے کئی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے جن میں قتادہ بن نعمان، ام سلمہ، ابو ہریرہ، عبداللہ بن عمرو بن عاص، عثمان بن عفان، حذیفہ، ابوایوب انصاری، ابورافع، خزیمہ بن ثابت، عمرو بن عاص، ابوالیسر، معاویہ اور خود حضرت عمار شامل ہیں۔ صحاح ستہ میں سے یہ حدیث بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی میں دیکھی جاسکتی ہے۔

حضرت عمار بن یاسر بن عامر بن مالک بن عنس، یمنی قبیلہ مذحج کی شاخ عنس سے تعلق رکھتے تھے۔ عمار کے والد یاسر یمن سے آکر مکہ میں بنو مخزوم کے ابوحذیفہ بن مغیرہ کے حلیف ہوگئے تھے۔ ابوحذیفہ نے اپنی باندی سمیہ سے ان کی شادی کردی یہی عمار کی والدہ تھیں۔ جب اسلام آیا تو یاسر، ان کی بیوی سمیہ اور ان کے دونوں بیٹے عمار اور عبداللہ مشرف بہ اسلام ہوگئے اور قریش مکہ کا شدید ظلم وستم برداشت کیا۔ سمیہ، اللہ کی راہ میں شہید ہونے والی پہلی ہستی ہیں جنہیں ابوجہل نے نیزہ مار کر شہید کردیا تھا۔ عمار جنگ بدر اور دیگر جنگوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے، انہوں نے حضرت

Marfat.com

علیؓ کے ساتھ جنگ جمل اور جنگ صفین میں حصہ لیا۔ حضرت عمار بن یاسر ۳۷ھ میں جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر ۹۳ سال تھی۔ ان کی کنیت ابوالیقظان تھی۔

۱۲ ندامة الکسعی (کُسعی جیسی پشیمانی) یہ عربوں کی مشہور ضرب المثل تھی۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک موقع پر کُسعی نے کئی تیر چلائے جو ٹھیک نشانے پر لگے مگر اسے یہ گمان ہوا کہ اس کا نشانہ خطا ہو گیا ہے۔ اس نے غصہ میں اپنی کمان توڑ کر پھینک دی۔ جب اسے معلوم ہوا کہ اس کا نشانہ خطا نہیں ہوا تھا تو اپنی کمان توڑنے پر اسے بڑی پشیمانی ہوئی۔ لہٰذا ہر اس کام میں جس میں کوئی پشیمانی ہو کُسعی ضرب المثل ہو گیا۔ (مسلم ابن قتیبہ الدینوری، المعارف، مترجم علی محسن صدیقی، ص ۵۶۲، قرطاس، کراچی، طبع ۲۰۱۲ء)

۱۳ بصرہ میں بنوتمیم کے سردار احنف بن قیس، اس جنگ میں غیر جانبدار تھے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ الگ پڑاؤ ڈالے ہوئے حالات کا جائزہ لے رہے تھے۔

۱۴ بعض نسخوں میں ھنب ہے اور بعض میں کعب۔ آخر الذکر زیادہ درست معلوم ہوتا ہے۔

۱۵ محمد بن ابی بکر کی والدہ اسماء بنت عمیس تھیں جن کا تعلق بنوخثعم سے تھا۔ حضرت جعفر بن ابی طالب کی جنگ موتہ میں شہادت کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان سے نکاح کر لیا تھا۔ ان سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ کے انتقال کے بعد حضرت علیؓ نے اسماء بنت عمیس سے شادی کر لی تھی اور محمد کی پرورش حضرت علیؓ کے گھر میں ہوئی تھی جو حضرت علیؓ کے سوتیلے بیٹے تھے۔

۱۶ تاریخ اسلام میں طلحہ نامی کئی فیاض گزرے ہیں جن میں ایک طلحہ بن عبید اللہ تھے جو طلحة الخیر کہلاتے تھے۔ ان کا تعلق بنوتیم سے تھا۔ بصرہ میں ان کی وسیع جائداد تھی۔ دوسرے تیسرے طلحہ بن عبداللہ بن خلف تھے جو طلحة الطالحات کے لقب سے مشہور تھے۔ بصرہ کا سب سے بڑا گھر ان ہی کا تھا۔ جنگ جمل کے زخمی اور دیگر متعدد افراد جن میں حضرت عائشہؓ بھی شامل تھیں، اسی گھر میں قیام پذیر ہوئیں، طلحة الطالحات کی ماں صفیہ کا ایک بیٹا حضرت عائشہؓ کی طرف سے جنگ لڑتے ہوئے مقتول ہوا، دوسرا بیٹا حضرت علیؓ کی طرف سے لڑتا ہوا مقتول ہوا۔

۱۷ اس کا ایک نام خربتا بھی آیا ہے اور یہی زیادہ مشہور ہے۔

۱۸ عبداللہ ابن جعفر اور محمد بن ابی بکر دونوں کی والدہ حضرت اسماء بنت عمیس تھیں۔

Marfat.com

ستائیسواں باب

۳۷ھ کے واقعات

جنگ صفین کے بیان کا تتمہ

اس سال ماہ محرم میں (حضرت) علیؓ اور (حضرت) معاویہؓ کے درمیان صلح کی گفت وشنید ہوئی۔ انہوں نے صلح کی گفت وشنید کے دوران ایک مہینہ کے لئے عارضی جنگ بندی کر لی۔ ان کے قاصد ایک دوسرے کے پاس آتے جاتے رہے۔ حضرت علیؓ نے عدی بن حاتم، یزید بن قیس ارحبی، شبث بن ربعی اور زیاد بن خصفہ کو بھیجا۔ پہلے عدی بن حاتم نے خدا کی حمد وثنا کی اور یہ تقریر کی:

''ہم تمہارے پاس اس مقصد سے آئے ہیں کہ تم کو ایک ایسے امر کی دعوت دیں کہ اس کے ذریعہ سے اللہ ہمارے کلام اور ہماری قوم کو متحد کرے۔ خون ریزی بند ہو جائے۔ اور آپس میں صلح ہو جائے۔ تمہارا چچیرا بھائی مسلمانوں کا سردار ہے وہ سب سے افضل ہے اس وجہ سے کہ وہ سابق الاسلام ہے اور اسلام پر بہت اچھا عمل کرنے والا ہے۔ سب لوگ اس پر متفق ہیں۔ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے علاوہ کوئی اس کے حلقہ اطاعت سے باہر نہیں ہے۔ اے معاویہ! اللہ سے ڈرو!۔ کہیں تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا حال جنگ جمل والوں کا سا نہ ہو۔''

معاویہؓ نے کہا کہ تم ڈرانے کے لئے آئے ہو۔ صلح کی بات چیت کو نہیں آئے۔ اے عدی افسوس ہے! اللہ کی قسم! میں حرب کا بیٹا ہوں۔ مجھے اختلافات کے نام پر خوف زدہ نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ کی قسم! تم ان لوگوں میں شامل ہو جنہوں نے عثمانؓ پر حملہ کیا اور ان کو شہید کیا۔ مجھے امید ہے کہ ان کے بدلے میں جو لوگ قتل کئے جائیں گے ان میں تم بھی ہو گے۔

Marfat.com

شبث اور زیاد بن خصفہ نے ایک ہی جواب دیا۔

''ہم اس مقصد سے آئے ہیں کہ ہمارے اور تمہارے درمیان صلح ہو جائے مگر تم ہمیں مثالیں سنا رہے ہو۔ بے فائدہ باتیں نہ کرو اور ہمیں وہ جواب دو جس کا فائدہ عام ہو۔''

یزید بن قیس نے کہا ''ہم تمہارے پاس وہ پیغام پہنچانے آئے ہیں جس کے لئے ہمیں بھیجا گیا ہے اور جو تم سے سنیں وہ وہاں پہنچا دیں مگر نصیحت کرنے سے باز نہیں رہ سکتے تاکہ تم پر اتمام حجت ہو اور لوگوں امیں اتحاد و اتفاق ہو جائے۔ ہمارے سردار کی فضیلت سے تمام مسلمان واقف ہیں اور تم سے بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ اے معاویہ اللہ سے ڈرو! اور ہمارے سردار کی مخالفت نہ کرو۔ ہم نے آج تک کوئی شخص ان سے زیادہ متقی، پرہیزگار اور پاکیزہ خصلت نہیں دیکھا۔''

معاویہؓ نے خدا کی تعریف کی اور کہا

''امابعد! تم مجھے فرماں برداری اور اتحاد کی طرف دعوت دے رہے ہو جس جماعت کی طرف تم دعوت دے رہے ہو وہ ہمارے ساتھ ہے۔ اور تمہارے سردار کی فرماں برداری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ تمہارے سردار نے ہمارے خلیفہ کو قتل کیا اور ہماری جماعت میں تفرقہ اندازی کی۔ ہمارے قاتلوں کو پناہ دی۔ تمہارے سردار کا یہ خیال ہے کہ اس نے قتل نہیں کیا۔ تو ہم اس کی تردید نہیں کرنا چاہتے مگر وہ عثمانؓ کے قاتلوں کو ہمارے سپرد کر دیں تاکہ ہم ان کو قتل کر دیں اور تمہارے سردار کی فرماں برداری کریں اور جماعت میں شامل ہو جائیں۔

شبث بن ربعی نے کہا اے معاویہؓ! کیا تم عمارؓ کو قتل کر کے خوش ہو گے۔ معاویہؓ نے کہا کون سا امر مانع ہے اگر ابن سمیہ پر قابو پاؤں تو عثمانؓ کے غلام کے بدلہ میں بھی قتل کر سکتا ہوں۔ شبث نے کہا اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تم اس مقصد کو اس وقت تک حاصل نہیں کر سکتے جب تک بے شمار کھوپڑیاں کندھوں سے نہ اتر جائیں اور تم پر عرصہ حیات تنگ نہ ہو جائے۔ معاویہؓ نے کہا اگر ایسا ہوا تو تم پر زیادہ تنگی ہو گی۔ وہ لوگ معاویہؓ کے پاس سے منتشر ہو گئے۔

معاویہؓ نے زیاد بن خصفہ کو بلایا۔ اس سے تنہائی میں ملاقات کی اور کہا اے ربیعہ کے بھائی! علیؓ نے ہم سے قطع رحمی کی! ہمارے امام کو قتل کیا۔ ہمارے سردار کے قاتلوں کو پناہ دی۔ میں اس معاملہ میں تمہاری اور تمہارے خاندان کی مدد چاہتا ہوں۔ پھر میں تم سے اللہ کے نام پر عہد و پیمان کرتا

Marfat.com

ہوں کہ جس شہر کو تم پسند کرو گے اس کا والی مقرر کر دوں گا۔ زیاد نے کہا اما بعد! میں خدا کی حجت پر قائم ہوں۔ اور مجھ پر جو انعام اس نے کیا ہے اس پر خوش ہوں۔ میں مجرموں کی مدد نہیں کر سکتا۔ یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ معاویہؓ نے عمرو بن عاص سے کہا کہ ان میں سے ہم جب کسی آدمی سے بات کرتے ہیں وہ ایسا جواب دیتا ہے کہ اس کے دل کی اچھائی معلوم ہو جاتی ہے اور ان سب کا دل ایک ہے۔

معاویہؓ نے حبیب بن مسلمہ فہری، شرحبیل بن سمط، معن بن یزید بن اخنس کو حضرت علیؓ کی طرف بھیجا۔ وہ ان کے پاس پہنچے۔ حبیب نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور کہا:

''اما بعد! عثمان ہدایت یافتہ خلیفہ تھے اور اللہ کی کتاب پر عمل کرتے تھے۔ تم نے ان پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا۔ تم ان کی موت چاہتے تھے۔ ان پر حملہ کیا اور ان کو شہید کر دیا۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم نے شہید نہیں کیا تو حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو اب ہمارے حوالے کر دو اور لوگوں کی خلافت سے دست بردار ہو جاؤ۔ ان کی خلافت شوریٰ سے قائم ہو گی۔ اور جس پر اس کا اجتماع ہو جائے گا اس کو خلیفہ بنائیں گے۔''

حضرت علیؓ نے اس سے کہا کہ تیری ماں ہلاک ہو! تیرا خلافت سے یا اس کی دست برداری سے کیا تعلق ہے۔ خاموش رہ تو اس کا اہل نہیں ہے۔ حبیب نے کہا اللہ کی قسم! آپ مجھے وہ راستہ بتا رہے ہیں جس کو آپ خود پسند نہیں کرتے۔ حضرت علیؓ نے کہا اللہ تجھے باقی نہ رکھے! تو کیا ہے کہ تو ہمارے مقابلہ پر آئے۔ جا اور جو بات تجھے اچھی معلوم ہوتی ہے وہی کر۔

شرحبیل نے کہا کہ میری گفتگو بھی میرے ساتھی کی طرح ہے کیا آپ کے پاس اس کے علاوہ کوئی جواب ہے؟ حضرت علیؓ نے کہا میرے پاس اس کے علاوہ کوئی جواب نہیں ہے۔ پھر خدا کی حمد و ثنا کی اور کہا:

''اما بعد! اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ ان کے ذریعے سے گمراہی اور ہلاکت سے بچایا انہوں نے تفرقہ دور کر کے سب کو متحد کیا۔ پھر اللہ نے ان کی روح قبض کر لی۔ لوگوں میں ان کے جانشین ابو بکرؓ ہوئے۔ پھر ابو بکرؓ کے جانشین عمرؓ ہوئے۔ ان دونوں کا کردار اچھا تھا۔ انہوں نے عدل کیا مگر ہم نے یہ دیکھا کہ وہ امور کے ولی بن گئے۔ باوجود یکہ ہم موجود تھے اور ہم رسول اللہ ﷺ کی آل ہیں۔ ہم نے ان

Marfat.com

دونوں کو معاف کر دیا۔ پھر لوگوں کے خلیفہ عثمانؓ ہوئے۔ انہوں نے کچھ ایسے کام کئے کہ لوگوں نے ان پر نکتہ چینی کی۔ پھر ان کی طرف کوچ کیا اور ان کو شہید کیا۔ پھر لوگ میرے پاس آئے مجھ سے کہا کہ ہم سے بیعت لو۔ میں نے انکار کیا تو انہوں نے کہا کہ امت آپ کے سوا کسی اور سے راضی نہ ہوگی اور اگر آپ بیعت نہ لیں گے تو ہمیں اندیشہ ہے لوگوں میں پھوٹ پڑ جائے گی میں نے لوگوں سے بیعت لے لی۔ صرف دو آدمیوں نے جو میری بیعت کر چکے تھے۔ اختلاف کر کے معاملہ ٹھیک نہیں کیا۔ اب رہا معاویہؓ کا اختلاف تو وہ سابقین اسلام میں نہیں ہیں، نہ اسلام کی صداقت منوانے کے لئے کوئی کارنامہ انجام دیا۔ وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کو امان دیکر آزاد کیا گیا تھا اور ایسے ہی باپ کا بیٹا ہے۔ وہ تو تباہ لوگوں کا تباہ شخص ہے۔ وہ اور اس کا باپ اللہ اور اسکے خلاف جنگ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ بادل نخواستہ اسلام میں داخل ہوئے مگر تم لوگوں پر تعجب ہے کہ اس کے ساتھ تم بھی ہم سے اختلاف کرتے ہو اور اس کے فرماں بردار ہو۔ اور اپنے نبی کی آل بیت کو چھوڑ رہے ہو۔ حالانکہ ان سے اختلاف اور علیحدگی کسی صورت میں مناسب نہیں ہے۔ میں تمہیں اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی صفت کی طرف بلاتا ہوں اور باطل کو مٹانے اور حق اور دین کے احکام کو قائم کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ میں یہ بات کہتا ہوں اور اپنے لئے اور تمہارے لئے اور مومنین کے لئے مغفرت چاہتا ہوں۔

ان دونوں نے کہا آپ گواہی دیتے ہیں کہ عثمانؓ مظلوم شہید ہوئے۔ حضرت علیؓ نے ان دونوں سے کہا میں یہ نہیں کہتا کہ وہ مظلوم شہید ہوئے یا ظالم۔ ان دونوں نے کہا جو یہ خیال نہیں کرتا کہ وہ مظلوم شہید ہوئے ہم اس سے بری الذمہ ہیں۔ وہ دونوں وہاں سے چلے گئے تو حضرت علیؓ نے یہ آیت پڑھی، انک لا تسمع الموتیٰ...... فھم مسلمون.ؕ [تم مُردوں کو نہیں سنا سکتے نہ ان بہروں تک اپنی پکار پہنچا سکتے ہو جو پیٹھ پھیر کر بھاگے جا رہے ہوں اور نہ اندھوں کو راستہ بتا کر بھٹکنے سے بچا سکتے ہو تم تو اپنی بات انہی لوگوں کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں اور پھر فرماں بردار بن جاتے ہیں۔] پھر حضرت علیؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ان لوگوں کو اپنی گمراہی میں اسی قدر کوشش ہے جتنی تم کو اپنے پروردگار کی فرماں برداری اور حق کا ساتھ دینے میں۔

Marfat.com

بعد ازاں عامر بن قیس حذمری ثم الطائی اور عدی بن حاتم الطائی نے صفین میں جھنڈا اٹھانے پر جھگڑا کیا۔ قبیلہ حِذمر کے لوگ حاتم کے قبیلہ بنی عدی سے زیادہ تھے۔ عبداللہ بن خلیفہ البولانی نے حضرت علیؓ کے پاس یہ تقریر کی:

''اے بنی حِذمر! عدی کے مقابلہ میں اپنا استحقاق جتاتے ہو۔ کیا تم میں اور تمہارے باپ دادا میں کوئی عدی اور اس کے باپ کا جواب ہے؟ کیا وہ اپنے رشتہ داروں کی مدد نہیں کرتا تھا؟۔ سیرابی کے دن لوگوں کو پانی پلاتا تھا۔ کیا وہ چوتھ لینے اور سب سے بڑے سخی عرب کا بیٹا نہیں ہے۔ اپنا مال لٹانے والے کا بیٹا نہیں ہے۔ زنا نہیں کیا۔ کنجوسی نہیں کی۔ احسان نہیں جتایا، بزدلی ظاہر نہیں کی۔ اس کے باپ دادا کی مثال اپنے باپ دادا سے پیش کرو۔ کیا اسلام میں وہ تم سب سے افضل نہیں ہے۔ نبی ﷺ کی طرف تمہارا وفد لے کر گیا تھا۔ کیا جنگ نخیلہ، جنگ قادسیہ، جنگ مدائن، جنگ جلولا، جنگ نہاوند، جنگ تستر میں وہ تمہارا سردار نہیں تھا؟''

حضرت علیؓ نے کہا اے ابن خلیفہ! یہ کافی ہے۔ حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ قبیلہ طے کی ایک جماعت آئے۔ وہ آئے تو آپ نے پوچھا ان لڑائیوں میں تمہارا سردار کون تھا؟ ان لوگوں نے جواب دیا کہ عدی تھا۔ ابن خلیفہ نے کہا اے امیر المومنین! ان سے دریافت کیجئے۔ کیا عدی کی سرداری سے یہ خوش تھے۔ ان لوگوں نے کہا ہاں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ عدی جھنڈے کا زیادہ مستحق ہے لہٰذا علم اس کو دے دیا گیا۔

(حضرت امیر معاویہؓ کے دور خلافت میں جب زیاد کوفہ کا گورنر تھا) زیاد نے عبداللہ بن خلیفہ کو بلایا کہ اسے حُجر بن عدی کے ساتھ (امیر معاویہ کے پاس) بھیجے۔ وہ دو پہاڑوں کی طرف گئے۔ اس سے عدی نے یہ وعدہ کیا کہ اس کو واپس بلوالے گا اور اس کے بارے میں بات کرے گا۔ اس پر ایک طویل زمانہ گزر گیا۔ تو اس نے کچھ شعر لکھے جن میں سے یہ ہیں۔

[اے ابن حاتم! کیا تو میری مصیبت کو بھول گیا۔ اس شام کو یاد کر جب حذمر کا مقابلہ تیرے نام کا عدی ہونا کام نہ آیا۔

میں نے تیری طرف سے قوم کو جواب دیا۔ یہاں تک کہ حریف رسوا ہو گئے۔ اور تیری جانب سے میں ہی قوم کا جھگڑالو دشمن تھا۔

Marfat.com

وہ میرے مقابلہ سے ہٹ گئے۔ اور میرے سامنے کھڑے نہ ہوئے گویا انہوں نے مجھے
شیر کے روپ میں دیکھا جو کچھار میں گھات لگائے ہوئے ہو۔

جب قریبی رشتہ دار بزدل ہو گئے تھے اور دور والے دور ہو گئے تھے اس وقت تنہا میں نے
تیری مدد کی۔

میرا بدلہ یہ تھا کہ میں تمہارے درمیان کھنچا پھروں۔ تمہارے عیوب کی پردہ پوشی کروں اور
خوش رفتاری کا مظاہرہ کروں۔

کتنے ہی وعدے تھے جو تو نے ابھی پورے نہیں کیے اور نہ کبھی میری حمایت کی۔]

ان شاء اللہ اس کا قصہ آئندہ بیان کریں گے

جب ماہ محرم ختم ہو گیا تو حضرت علیؓ نے ایک منادی کو حکم دیا اور اس نے یہ ندا کی اے اہل شام! امیر المومنین فرماتے ہیں کہ میں نے اب تک یہ کوشش کی کہ تم حق کی طرف واپس آجاؤ اور اس کے سامنے جھک جاؤ مگر تم اپنی سرکشی سے باز نہیں آئے۔ اور نہ حق کو قبول کیا۔ میں نے تمہارے ساتھ مساوات برتی اور اللہ خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہے۔

اہل شام اپنے سرداروں اور سربراہوں کے پاس جمع ہوئے۔ معاویہؓ اور عمرو بن عاص باہر آئے اور انہوں نے لشکر کے دستے بنائے اور لوگوں کو مورچوں پر بٹھا دیا۔ اسی طرح امیر المومنین نے مورچہ بندی کی اور لوگوں سے کہا اس وقت تک ان سے نہ لڑو جب تک وہ تم سے نہ لڑیں۔ اللہ کی یہ تعریف ہے کہ تمہارے پاس دلیل ہے۔ اور ان کی جنگ بندی دوسری دلیل ہے۔ اگر انہیں ہزیمت ہو جائے تو پیٹھ کر جانے والے کو قتل نہ کرنا۔ اور نہ کسی زخمی پر حملہ کرو۔ کسی کو ننگا نہ کرو۔ کسی مقتول کا مثلہ نہ کرو۔ اگر تم لوگوں کے کجاووں تک پہنچو تو ان کی پردہ دری نہ کرو۔ کسی کے گھر میں داخل نہ ہونا۔ ان کے مال میں سے کوئی چیز نہ لینا۔ عورتوں کو ایذا نہ دو خواہ وہ تمہاری بے عزتی کریں۔ تمہارے سرداروں اور نیک لوگوں کو گالیاں دیں۔ کیونکہ وہ جسمانی اور نفسانی طور سے کمزور ہیں۔ وہ اسی قسم کی باتیں ہر موقع پر کہا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو یہ کہہ کر جوش دلایا:

''اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو۔ اپنی نگاہیں نیچی رکھو۔ اپنی آوازیں پست رکھو۔
باتیں کم کرو۔ اپنے آپ کو مورچہ بندی، جنگ بازی، تیر اندازی، نیزہ بازی وغیرہ میں

Marfat.com

مشغول رکھو۔ [ثابت قدم رہو۔ اللہ کو بہت یاد کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔][2] [آپس میں نہ جھگڑو، ورنہ تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ صبر کرو۔ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔][3]

اے اللہ! ان کے دلوں میں صبر ڈال اور اپنی نصرت نازل فرما ان کا ثواب بڑھا۔"

حضرت علیؓ صبح تک بیدار رہے۔ کوفہ کے سواروں پر اشتر کو اور بصرہ کی فوج پر سہل بن حنیف کو اور کوفہ کے پیدل لوگوں پر عمارؓ بن یاسر کو اور بصرہ کے پیدل لوگوں پر قیس بن سعد کو سردار بنایا اور ہاشم بن عتبہ المرقال کو جھنڈا دیا۔ مسعر بن فدکی کو کوفہ اور بصرہ کے قاریوں کا سردار کیا۔

معاویہؓ نے میمنہ پر ابن ذی الکلاع کو، میسرہ پر حبیب بن مسلمہ فہری کو، ہراول پر ابوالاعور السلمی کو، دمشق کے سواروں پر عمرو بن عاص کو، دمشق کے پیدل دستہ پر مسلم بن عقبہ المری کو اور سب پیدل فوج پر ضحاک بن قیس کو سردار مقرر کیا۔ اہل شام نے جان دینے کے لئے بیعت کی۔ ان لوگوں نے اپنے آپ کو عماموں سے باندھ لیا تھا۔ انہوں نے لشکر کو پانچ صفوں میں تقسیم کیا تھا۔

صفر کی پہلی تاریخ کو دونوں طرف کے دستے آگے بڑھے اور جنگ کرنے لگے۔ اہل کوفہ اشتر کے ماتحت تھے اور اہل شام حبیب بن مسلمہ کے ماتحت تھے۔ بڑے حصے میں سخت لڑائی ہوئی۔ دن ڈھلے دونوں لشکر اپنے مورچوں پر واپس چلے گئے۔ دونوں برابر رہے نہ کوئی غالب ہوا نہ مغلوب۔

دوسرے دن ہاشم بن عتبہ سوار اور دستے لے کر نکلا، اس کے مقابلہ کو اہل شام کی طرف سے ابوالاعور السلمی نکلا۔ دن بھر لڑتے رہے پھر اپنے پڑاؤ کی طرف واپس ہوئے۔ تیسرے دن عمارؓ بن یاسر نکلے اور ان کے مقابلہ کے لئے عمرو بن عاص آئے۔ بہت سخت جنگ ہوئی۔ عمار نے کہا:

"اے اہل عراق! کیا تم چاہتے ہو کہ اس کو مہلت دو جس نے اللہ اور اس کے رسول سے سرکشی کی۔ وہ ان دونوں سے لڑا۔ مسلمانوں کے مقابلہ پر آیا۔ مشرکوں کو مدد دی۔ جب اس نے یہ دیکھا کہ اللہ اپنے دین کو غالب کر رہا ہے اور اپنے رسول کو غلبہ دے رہا ہے۔ وہ نبی ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے رغبت سے نہیں بلکہ خوف سے یہ قدم اٹھایا۔ پھر نبی ﷺ کی وفات ہوگئی۔ اللہ کی قسم آنحضرت کے بعد مسلمانوں کی دشمنی اور مجرموں کی ہمدردی کے لئے بدنام رہا۔ اس کے مقابلہ میں ثابت قدم رہو اور اس سے جنگ کرو۔"

عمارؓ نے زیاد بن نضر سے کہا وہ سواروں کے دستے کا سردار تھا کہ اہل شام پر حملہ کر۔ اس

Marfat.com

نے حملہ کیا اور لوگوں نے اس سے جنگ کی۔ اور اس کو گرفتار کیا۔ عمارؓ نے حملہ کیا تو عمرو بن عاص کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اس دن زیاد بن نضر نے اپنے ماں جائے بھائی عمرو بن معاویہ سے مقابلہ کیا۔ وہ قبیلہ بنی المنتفق سے تھا۔ جب وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابلے پر آئے اور انہوں نے ایک دوسرے کو پہچانا تو ان میں سے ہر ایک واپس چلا گیا۔ اور لوگ بھی واپس ہو گئے تھے۔

اگلے دن محمد بن علی یعنی ابن الحنفیہ نکلے۔ ان کے مقابلہ کو عبید اللہ بن عمر بن خطاب آئے۔ دونوں کے ساتھ زبردست لشکر تھے۔ انہوں نے بہت سخت جنگ کی۔ عبید اللہ نے ابن الحنفیہ کو اپنے مقابلہ کے لئے بلایا وہ ان کی طرف بڑھے حضرت علیؓ نے اپنی سواری کے جانور کو حرکت دی اور اپنے بیٹے کو واپس کر دیا۔ حضرت علیؓ نے اپنے مقابلہ کے لئے للکارا۔ عبید اللہ واپس چلے گئے۔ محمد نے اپنے باپ سے کہا اگر آپ مجھے چھوڑ دیتے تو مجھے امید ہے میں اسے قتل کر دیتا۔ یہ بھی کہا اے امیر المومنین! آپ اس فاسق سے کیونکر مقابلہ کریں گے۔ اللہ کی قسم! اگر اس کا باپ بھی آپ کو بلاتا تو میں آپ کی جانب سے اس کا مقابلہ کرتا۔ حضرت علیؓ نے کہا اے بیٹے! ان کے باپ کے بارے میں بھلائی کے علاوہ کچھ نہ کہو۔ اس وقت لوگ واپس چلے گئے۔

پانچویں دن عبد اللہ بن عباس نکلے۔ ان کے مقابلہ کو ولید بن عقبہ آیا۔ سخت جنگ ہوئی۔ ولید نے بنی عبد المطلب کو برا بھلا کہا۔ ابن عباس نے اس کو مقابلہ کی دعوت دی۔ اس نے انکار کیا۔ ابن عباس نے سخت جنگ کی۔

چھٹے دن قیس بن سعد انصاری نکلے اور اس کے مقابلہ کو ابن ذی الکلاع حمیری آگے بڑھا۔ سخت جنگ ہوئی۔ پھر لوگ واپس ہو گئے۔

پھر منگل کے دن اشتر نکلا اور اس کے مقابلہ پر حبیب آیا۔ سخت جنگ کے بعد ظہر کے وقت واپس چلے گئے۔

پھر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جب تک ہم بھر پور حملہ نہیں کریں گے یہی حال رہے گا۔ وہ منگل کی شام کو لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور بدھ کی رات کو خطبہ دیا۔ پہلے خدا کی حمد و ثنا کی پھر کہا:

''سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو کسی شے کو توڑ دے تو کوئی اسے جوڑ نہ سکے اور جو حکم صادر فرمائے اس کو کوئی روک نہ سکے۔ اگر اللہ چاہے تو اس کی مخلوق میں دو شخص

Marfat.com

اختلاف نہ کریں۔ اور نہ کوئی گروہ اس میں اختلاف کرے۔ اور نہ کوئی مفضول اپنے سے افضل شخص کی فضیلت کا انکار کرے۔ وہ ہم کو اور ان لوگوں کو اپنے طریقوں پر چلنے دیتا ہے ہم اپنے پروردگار کا حکم سنتے ہیں۔ اگر وہ چاہے تو جلد سزا دے۔ ہر قسم کی تبدیلی اسی کے حکم سے ہوتی ہے۔ وہی ظالم کو جھٹلاتا ہے اور راستی کو اس کا ٹھکانا بناتا ہے۔ اس نے دنیا کو دارالعمل اور آخرت کو دارالقرار بنایا ہے [تاکہ جو برائی کریں ان کو سزا دے اور جو نیک کام کریں ان کو اچھا بدلہ دے۔]؎ آگاہ ہو جاؤ! کل کو تم دشمن سے مقابلہ کرو گے۔ لہٰذا شب بیداری کرو۔ نمازیں پڑھو۔ قرآن کی تلاوت کرو اور اللہ سے مدد مانگو۔ ثابت قدمی سے مقابلہ کرو اور سچے بن کر دکھاؤ۔''

لوگ کھڑے ہو گئے اور اپنے ہتھیار درست کرنے میں لگ گئے۔ ان کے پاس سے کعب بن جُعیل گزرا اور اس نے یہ شعر پڑھے۔

[امت کو ایک عجب معاملہ پیش آ گیا ہے اور جو غالب ہو گا پورا ملک اسی کا ہو گا۔
میں نے سچی بات کہی ہے جس میں جھوٹ کا شائبہ نہیں ہے کہ کل کو عرب کے نمایاں لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔]

حضرت علیؓ رات بھر صبح نمودار ہونے تک مورچہ بندی کرتے رہے اور لوگوں کے ساتھ حملہ کی تیاری کرتے رہے۔ اہل شام کا لشکر لے کر معاویہؓ ان کی طرف بڑھے۔ حضرت علیؓ نے شامی قبائل کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے ان کے مورچوں کو پہچان لیا۔ انہوں نے قبیلہ ازد سے کہا کہ تم ہماری طرف سے اپنے قبیلہ کا مقابلہ کرو۔ خثعم سے کہا کہ تم اپنے قبیلے کو روکو۔ ہر قبیلے کو حکم دیا کہ شام کی طرف جو اُن کے قبیلے کے لوگ تھے ان کا مقابلہ کریں اور جس قبیلہ کا کوئی آدمی اہل شام کی طرف نہ ہو وہ دوسرے قبیلہ کا مقابلہ کریں جس کا کوئی فرد عراق میں نہ ہو۔ مثلاً قبیلہ بجیلہ کہ اس کے بہت تھوڑے لوگ اہل شام کے ساتھ تھے۔ اس لئے ان کو قبیلہ لخم کے مقابلے کا حکم دیا۔ بدھ کے دن دونوں فوجیں آپس میں بھڑ گئیں۔ بہت سخت جنگ ہوئی۔ پھر شام کے لوگ اپنے پڑاؤ کی طرف واپس چلے گئے ان میں سے کوئی غلبہ حاصل نہ کر سکا۔

جمعرات کے دن حضرت علیؓ نے فجر کی نماز بہت سویرے پڑھی اور اپنے ساتھیوں کے

Marfat.com

ساتھ اہل شام کے مقابلہ کے لئے برآمد ہوئے۔ حضرت علیؓ کے میمنہ پر عبداللہ بن بدیل بن ورقا خزاعی، میسرہ پر عبداللہ بن عباس تھے۔ قراء تین افراد کی ماتحتی میں تھے۔ ایک عمار بن یاسر، دوسرے قیس بن سعد اور تیسرے عبداللہ بن بدیل۔ دوسرے لوگ اپنے جھنڈوں کے نیچے اور اپنے مراکز میں تھے۔ حضرت علیؓ قلب لشکر میں تھے۔ ان کے ساتھ اہل مدینہ تھے جو اہل کوفہ اور اہل بصرہ کے درمیان میں تھے اور مدینہ کے بیشتر انصار ان کے ساتھ تھے۔ ان کے ساتھ خزاعہ اور کنانہ کی بڑی تعداد تھی۔

معاویہؓ نے ایک بڑا قبہ بنایا اس پر پردے ڈالے۔ شامیوں کی بڑی تعداد نے جان دینے پر بیعت کی۔ دمشق کے سواروں کو حکم دیا کہ لشکر کے چاروں طرف پھیل جائیں۔ عبداللہ بن بدیل نے اپنے میمنہ کے ساتھ حبیب بن مسلمہ پر حملہ کیا، جو معاویہؓ کے میسرہ پر تھا۔ ابن بدیل اس کو پیچھے ہٹاتا رہا اور سواروں کو منتشر کرتا رہا یہاں تک کہ ظہر کے وقت ان کو معاویہؓ کے قبہ کے پاس پہنچا دیا۔ عبداللہ بن بدیل نے اپنے ساتھیوں کو جوش دلانے کے لئے کہا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ معاویہؓ اس چیز کا دعویٰ کر رہا ہے جس پر اس کا کوئی استحقاق نہیں ہے اور اہل حق سے اس کے بارے میں جھگڑا کر رہا ہے اور اس شخص کا دشمن ہو گیا ہے جس کا مثل کوئی نہیں ہے۔ وہ باطل کی خاطر حق کو شکست دینے کے لئے لڑ رہا ہے۔ وہ تمہارے مقابلہ پر اُن اعراب اور فوجوں کو لایا ہے جن کے روبرو گمراہی کو سجا کر پیش کیا ہے۔ جن کے دلوں میں فتنہ وفساد کی محبت پیدا کر دی ہے۔ اصل معاملہ کو گڑبڑ کر دیا اس طرح ان کی گندگی میں اضافہ کیا۔ تم ان جفا کار سرکشوں سے جنگ کرو۔ ان سے بالکل نہ ڈرو۔ ان کو تہ تیغ کر دو۔ اللہ تمہارے ہاتھوں سے ان کو عذاب میں مبتلا کرے گا۔ ان کو رسوا کرے گا۔ تمہاری مدد کرے گا۔ اور مومنین کے دلوں کو ٹھنڈک پہنچائے گا۔

حضرت علیؓ نے اپنے ساتھیوں کو یہ کہہ کر جوش دلایا کہ اپنی صفیں اس طرح درست کرو کہ سیسہ پلائی ہوئی بنیاد ہو جائیں۔ زرہ پوشوں کو آگے بڑھاؤ۔ بے زرہ لوگوں کو پیچھے رکھو۔ اپنے دانت دبائے رکھو۔ کیونکہ تلواریں کھوپڑیاں اتار دیتی ہیں نیزوں کو جھکاؤ، ان کے پھلوں کی حفاظت ہوگی۔ اپنی نگاہیں نیچی رکھو اس سے جوش قائم رہتا ہے اور دل کو سکون ہوتا ہے۔ آوازیں بند رکھو دوسروں کو ہٹانے میں مددگار ہوتی ہیں اور وقار قائم رہتا ہے۔ اپنے جھنڈوں کا خیال رکھو۔ نہ ان کے پاس ہجوم کرو نہ ان کو گرنے دو۔ ان کو صرف بہادر لوگوں کے ہاتھ میں دو۔ سچائی اور صبر سے مدد چاہو کیونکہ صبر کے بعد خدا کی نصرت نازل ہوگی۔

Marfat.com

قیس بن یزید بن ارحبی لوگوں کو جوش دلانے کے کھڑا ہوا۔ اس نے کہا ''مسلمان وہ ہے جو اپنے دین اور رائے میں محفوظ ہو۔ اللہ کی قسم! یہ لوگ ہم سے اس دین کو قائم کرنے کے لئے نہیں لڑیں گے جو ہم نے ضائع کر دیا ہے اور اس حق کو زندہ نہیں کریں گے جس کو ہم نے مار دیا ہے۔ وہ تو ہم سے صرف اس دنیا کے لئے جنگ کریں گے تاکہ وہ طاقت ور بادشاہ ہو جائیں۔ گویا تم پر غالب ہو جائیں اللہ ان کو نہ غالب ہونے دے گا نہ سرور بخشے گا۔ تم سعید، ولید اور ابن عامر جیسے بیوقوف گمراہ کا خیال رکھنا۔ ان میں سے ہر شخص اپنے اور اپنے باپ دادا کے قصاص کو جائز سمجھتا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ یہ میرا حق ہے اور مجھ پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ گویا کہ یہ اس کے ماں باپ کی میراث ہے۔ یہ تو اللہ کا مال ہے جو خدا نے ہمیں بخشا ہے۔ یہ ہمارے نیزوں اور تلواروں کا بدلہ ہے۔ پس اے اللہ کے بندوں ظالموں سے جنگ کرو۔ اگر یہ تم پر غالب آ گئے تو تمہارے دین و دنیا کو فاسد کر دیں گے۔ یہ وہ ہیں جن کو تم پہچان چکے ہو اور ان کے متعلق تمہیں خبر دی جا چکی ہے۔ اللہ کی قسم! آج تک انہوں نے شر میں اضافہ کیا ہے۔''

عبداللہ بن بدیل نے میمنہ کو ساتھ لے کر ان سے سخت جنگ کی۔ یہاں تک کہ وہ معاویہؓ کے قبہ کے پاس پہنچا۔ جن لوگوں نے موت کی بیعت کی تھی وہ آگے بڑھے۔ معاویہؓ نے ان کو حکم دیا کہ ابن بدیل کے میمنہ پر حملہ کرو۔ اور حبیب بن مسلمہ کو میسرہ کے ساتھ آنے کا حکم دیا۔ اس نے میمنہ پر حملہ کیا اور اس کو پسپا کر دیا۔ اہل عراق کا میمنہ شکست کھا کر بھاگ گیا۔ ابن بدیل کے ساتھ صرف دو سو یا تین سو قراء رہ گئے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے پشت ملا رکھی تھی اور باقی لوگ بے تحاشہ بھاگ رہے تھے۔ حضرت علیؓ نے سہل بن حنیف کو حکم دیا کہ مدینہ کے جو لوگ اس کے ساتھ تھے ان کو لے کر آگے بڑھے۔ اہل شام کی ایک بڑی جماعت نے ان کا مقابلہ کیا اور اتنا سخت حملہ کیا کہ یہ بھی بھاگ کھڑے ہوئے اور میمنہ کے ساتھ مل گئے۔ حضرت علیؓ قلب میں تھے ان کے اور میمنہ کے درمیان اہل یمن تھے۔ جب وہ بھی پسپا ہو گئے تو پوری شکست ہو گئی۔ اور حضرت علیؓ اپنے میسرہ کی طرف گئے۔ مگر میسرہ میں جو قبیلہ مضر کے لوگ تھے وہ بھی بھاگ کھڑے ہوئے۔ صرف قبیلہ ربیعہ ثابت قدم رہا۔

حضرت علیؓ کے بیٹے حسن، حسین اور محمد آپ کے ساتھ تھے۔ جب وہ میسرہ کی طرف روانہ ہوئے تو تیر ان کے مونڈھوں اور گردن کے پاس سے گزر رہے تھے۔ ان کے بیٹوں میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر ان کو بچا نہ رہا ہو اور ان تیروں کو لوٹا نہ رہا ہو۔ اسی اثنا میں حضرت علیؓ

Marfat.com

نے احمر کو دیکھا جو ابوسفیان یا حضرت عثمانؓ کا غلام تھا۔ وہ آپ کی طرف بڑھا تو اس کے مقابلے کے لئے حضرت علیؓ کا غلام کیسان بیچ میں آ گیا۔ دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کیا۔ احمر نے کیسان کو قتل کر دیا۔ حضرت علیؓ نے احمر کی زرہ کا گریبان پکڑ لیا۔ اس کو اپنی طرف کھینچ لیا اور اپنے کاندھے پر اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا۔ اس کے مونڈھے اور بازو ٹوٹ گئے۔ اہل شام حضرت علیؓ کے قریب آئے مگر آپ ان سے زیادہ تیزی سے ان کے پاس پہنچے۔ آپ کے بیٹے حسن نے کہا اس میں آپ کا کوئی حرج نہیں ہے کہ آپ کوشش کر کے اپنے ساتھیوں کے پاس چلے جائیں۔

حضرت علیؓ نے کہا کہ اے میرے بیٹے! یہ تیرے باپ کا دن ہے۔ جو لوگ اس کے پاس دوڑ کر نہیں آسکتے اور کوئی کوشش ان کو دیر تک نہیں روک سکتی۔ وہ اس کے پاس جلد پہنچ بھی نہیں سکتے۔ اللہ کی قسم! تیرا باپ یہ پروا نہیں کرتا کہ وہ موت پر گرے یا موت اس پر گرے! جب حضرت علیؓ قبیلہ ربیعہ کے پاس پہنچے تو بلند آواز سے کہا گویا ان کو کسی قسم کا اندیشہ نہیں تھا کہ یہ علم کن کے ہیں؟

لوگوں نے کہا قبیلہ ربیعہ کے علم ہیں۔

حضرت علیؓ نے کہا یہ علم ہیں اللہ ان علم والوں کو محفوظ رکھے۔ ان کو برداشت کی قوت دے اور ان کو ثابت قدم رکھے۔ آپ نے حصین بن منذر سے کہا "اے نوجوان! کیا تو اپنے جھنڈے کے قریب ایک ہاتھ نہیں جائے گا؟" اس نے کہا "اللہ کی قسم! میں دس ہاتھ جاؤں گا۔" وہ اس کے قریب گیا تو حضرت علیؓ نے کہا "یہ جگہ ٹھیک ہے۔" جب حضرت علیؓ قبیلہ ربیعہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے ایک دوسرے کو پکار کر کہا "اگر امیر المومنین کو معمولی زخم بھی لگا اور تم میں سے ایک آدمی بھی زندہ رہا تو تم پورے عرب میں رسوا ہو جاؤ گے۔" انہوں نے سخت جنگ کی۔ اس کے مثل کبھی جنگ نہیں کی تھی۔

اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا:

[یہ کالا جھنڈا کس کا لہراتا ہے کہ جب کہا جاتا ہے اس کے سایہ میں جاؤ تو حصین آگے بڑھ جاتا ہے۔

وہ اس کو موت کی طرف بڑھاتا ہے۔ یہاں تک کہ موت کے حوضوں میں سے موت اور خون ٹپکتے ہیں۔

ہم نے ابن حرب کو اپنے نیزوں کے کچوکوں کا مزہ چکھایا اور اپنی تلواروں سے مارا

Marfat.com

یہاں تک کہ اس نے پیٹھ پھیر لی اور اس کا خون بہہ رہا تھا۔

اللہ اس قوم کو اچھا بدلہ دے جس نے ان کے مقابلہ میں موت کے قریب مشقت جھیلی اور ان کے حریف نہ زیادہ پاکباز ہیں نہ زیادہ باعزت۔

بڑی پاکیزہ خبریں ہیں اور بڑی اچھی عادتیں ہیں جبکہ لوگوں کے گنگنانے کی آوازیں آتی ہیں۔

ربیعہ! میرا مطلب یہ ہے کہ وہ بڑے دلیر اور شجاع ہیں۔ جب کسی ایسے لشکر کا مقابلہ کرتے ہیں جو پانچ حصوں[1] میں تقسیم ہو۔]

اشتر وہاں سے گزرا وہ گھبرایا ہوا تھا اور میمنہ کی طرف جا رہا تھا حضرت علیؓ نے اس سے کہا اے مالک! اشتر نے کہا امیر المومنین میں حاضر ہوں۔ حضرت علیؓ نے کہا ان لوگوں کو واپس لاؤ اور ان سے یہ کہو کہ تم موت سے بھاگ کر کہاں جاؤ گے۔ تم اس کو مجبور نہیں کر سکتے اور زندگی ہمیشہ نہیں رہے گی۔ اشتر گیا اور ان بھاگنے والوں سے حضرت علیؓ کا قول بیان کیا۔ پھر کہا ''اے لوگو! میں اشتر ہوں۔ میری طرف آؤ'' ان میں سے کچھ لوگ آئے اور کچھ نہ آئے۔ پھر پکار کر کہا ''اے لوگو! آج تم نے لڑائی کا بہت برا مظاہرہ کیا۔ میرے پاس قبیلہ مذحج کو بھیج دو۔'' قبیلہ مذحج کے لوگ اس کے سامنے آئے تو اس نے کہا ''تم نے اپنے پروردگار کو راضی نہیں کیا نہ دشمن کے معاملہ میں اس کے حکم کو مانا۔ یہ کیا بات ہوئی۔ تم تو ان جنگ جو لوگوں کی اولاد ہو جو قتل و غارت کرنے والے صبح کے وقت حملہ کرنے والے جنگ کے شہسوار اور اپنے معاصرین سے دلیری میں ممتاز تھے۔ مذحج تو ایسے نیزہ باز تھے کہ خوں بہا طلب نہیں کرتے تھے ان کے خوں رائیگاں ہی نہیں جاتے تھے۔ اور جو کچھ تم آج کرو گے اس کا نشان ہمیشہ باقی رہے گا۔ اپنے دشمن کا پورے حوصلے اور جان بازی سے مقابلہ کرو۔ اللہ راست باز لوگوں کے ساتھ ہے۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ ان میں کوئی بھی (اس موقع پر اہل شام کی طرف اشارہ کیا) دین کے مقابلہ میں مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے۔ میرے منہ کی سیاہی خون سے دھو ڈالو۔ تم سوادِ اعظم کے ساتھ ہو جاؤ کیونکہ اللہ بھی ان کو ساتھ اٹھائے گا جن کے پہلو میں وہ ہوں گے۔''

ان لوگوں نے کہا جہاں تمہارا دل چاہے لے چلو۔

اس نے ان کی بڑی جماعت کے ساتھ میمنہ کا قصد کیا اور ان کے ساتھ اہل شام کا مقابلہ کیا۔ ہمدانی نوجوان آگے بڑھے۔ ان کی تعداد آٹھ سو تھی۔ انہوں نے میمنہ کو مضبوط کیا۔ یہاں تک کہ ان میں

Marfat.com

سے ایک سو آدمی ہلاک ہو گئے۔ ان میں گیارہ سردار تھے۔ ان میں ذُویب بن شُرتح اور اس کے پانچ بیٹے یعنی شرحبیل، مرثد، ھُبیرہ، یریم اور سمیر شامل تھے۔ یہ سب علمبردار تھے۔ اس کے بعد جھنڈا عمیرہ نے لیا پھر حارث نے، یہ دونوں بشیر کے بیٹے تھے۔ یہ بھی قتل ہو گئے تو پرچم سفیان نے لیا۔ پھر عبداللہ نے اور پھر بکیر نے لیا، یہ تینوں زید کے بیٹے تھے۔ یہ سب قتل ہو گئے تو پرچم وہب بن کریب نے لیا وہ واپس ہوا تو لوگ اس کے ساتھ تھے اور وہ یہ کہہ رہے تھے۔ کاش کچھ عرب لوگ ہوتے جو ہم سے موت پر بیعت لیتے تو ہم آگے بڑھتے اور واپس نہ آتے یا قتل ہو جاتے یا فتحیاب ہو جاتے۔ اشتر نے یہ سن لیا اور کہا کہ میں ان سے حلفیہ کہتا ہوں اور تم سے بھی حلف لیتا ہوں کہ ہم کبھی واپس نہیں آئیں گے اگر ہم کامیاب نہ ہوں گے ورنہ ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ لوگ اس کے پاس ٹھہر گئے اور کعب بن جُعیل نے کہا،

وھمدانُ زرقٌ تبتغی مَن تُحالف

[نیلگوں آنکھوں والے ہمدان اس تلاش میں ہیں کہ ان سے کون حلف لے۔]

اشتر میمنہ کی طرف بڑھا۔ لوگ اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ اہل بصرہ وغیرہ اس کے پاس واپس آ گئے۔ وہ جس دستے کی طرف بڑھا اس کو پسپا کر دیا اور ہر گروہ سے آگے بڑھ گیا اور اسے پیچھے ہٹا دیا۔ اسی اثنا میں وہ زیاد بن نضر حارثی کے پاس سے گزرا جو ایک لشکر پر حملہ کر رہا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب عبداللہ بن بدیل اور اس کے ساتھی جو میمنہ میں تھے، گھر گئے تو زیاد نے آگے بڑھ کر ان کا جھنڈا اٹھا لیا۔ اس نے جنگ کی یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ پھر یہ لوگ یزید بن قیس کے پاس سے گزرے اس نے جو اہل مدینہ میمنہ میں تھے ان کا جھنڈا اٹھا لیا۔ اس نے بھی جنگ کی اور شکست کھائی۔ جب اشتر نے یہ دیکھا تو اس نے کہا اللہ کی قسم! یہ بڑی اچھی بردباری اور شریفوں کا طریقہ ہے۔ کیا ایک آدمی شرمندہ نہیں ہوتا کہ وہ واپس چلا جائے اور نہ قتل ہو اور نہ اپنے حریف کو قتل کرے۔ اس کے بعد اشتر نے سخت جنگ کی۔ اتنے میں حارث بن جُمہان جعفی اس کے پاس پہنچا۔ وہ بھی لڑ رہا تھا۔ اشتر اور جو لوگ لوٹ کر اس کے پاس آ گئے تھے اس وقت تک لڑائی میں مصروف رہے کہ عصر اور مغرب کے درمیان اہل شام پسپا ہو کر معاویہؓ کے پاس پہنچے۔ اس کے بعد اشتر، عبداللہ بن بدیل کے پاس پہنچا۔ اس کے ساتھ تقریباً دو سو یا تین سو قراء تھے جو زمین سے چمٹے ہوئے تھے گویا کہ وہ اونٹ کے بالوں کے خیمے ہیں۔ اہل شام ان کے پاس سے چلے گئے تو انہوں نے دیکھا کہ وہاں ان کے

Marfat.com

بھائی موجود ہیں۔ انہوں نے پوچھا امیر المومنین کا کیا حال ہے؟

اشتر نے کہا کہ وہ میسرہ میں صحیح سلامت موجود ہیں اور لوگوں سے جنگ کر رہے ہیں۔

انہوں نے کہا سب تعریف اللہ کے لئے ہیں۔ ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ وہ بھی ہلاک ہو گئے اور تم بھی۔

عبداللہ بن بدیل نے کہا ہمارے ساتھ آگے بڑھو۔ اشتر نے کہا لوگوں کے ساتھ یہیں ٹھہرو کیونکہ یہ ان لوگوں کے لئے اچھا ہے اور تمہارے ساتھیوں کی بقا کا باعث ہے۔ ابن بدیل نے انکار کیا اور آگے بڑھ کر معاویہؓ کی طرف گیا۔ اس کے گرد تو گویا پہاڑ تھے اور اس کے ہاتھ میں دو تلواریں تھیں۔ عبداللہ، معاویہؓ کے ساتھیوں کو قتل کرتا ہوا آگے بڑھا۔ اس کے ساتھی بھی قتل ہو رہے تھے، وہ معاویہؓ کے پاس پہنچ گیا۔ لوگ ہر طرف سے دوڑے اور اس کو ساتھیوں نے گھیر لیا وہ جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ قتل ہو گیا۔ اس کے کچھ ساتھی بھی قتل ہو گئے کچھ زخمی واپس آئے۔

اشتر نے حارث بن جُمہان جعفی کو بھیجا اس نے اہل شام پر حملہ کیا اور عبداللہ کے ساتھی جو بھاگ رہے تھے، ان کو پیچھا کرنے والوں سے بچا لیا اور اشتر کے پاس پہنچ گیا۔

جب معاویہؓ نے ابن بدیل کو آگے بڑھتے ہوئے دیکھا تو کہا کیا تم قوم کے اس مینڈھے کو دیکھ رہے ہو؟ جب ابن بدیل قتل ہو گیا تو لوگوں کو بھیجا کہ دیکھو وہ کون ہے؟ اہل شام میں سے کوئی اس کو پہچان نہ سکا مگر معاویہؓ نے دیکھ کر اس کو پہچان لیا اور کہا کہ یہ عبداللہ بن بدیل ہے۔ اللہ کی قسم! قبیلہ خزاعہ کے مردوں کا کیا ذکر ہے اگر اس قبیلے کی عورتیں ہم سے جنگ کرتیں تو دلیری کی مثال ہوتیں۔ اور حاتم کا یہ شعر پڑھا۔

[وہ لڑائی کا بھائی ہے اگر لڑائی اس کو کاٹے تو وہ لڑائی کو کاٹ لے گا اور اگر کسی دن لڑائی اس کے مقابلے کو کمر کس لے تو وہ بھی کمر کس لے گا۔]

اشتر قبیلہ عک اور بنو اشعر کے مقابلے کو بڑھا اور قبیلہ مذحج سے کہا کہ ہماری طرف سے قبیلہ عک کو روکو۔ خود قبیلہ ہمدان میں کھڑا ہوا اور قبیلہ کندہ سے کہا کہ قبیلہ اشعر کو روکو۔ انہوں نے شام تک سخت جنگ کی۔ اشتر نے ہمدانیوں کے ساتھ ان سے جنگ کی۔ کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ تھے۔ اس نے اہل شام کو اپنی جگہ سے ہٹا دیا اور ان پانچ صفوں کے پاس پہنچا دیا جو عماموں سے بندھی ہوئی معاویہؓ کے چاروں طرف تھیں۔ ان پر حملہ کیا اور ان میں سے چار صفوں کو پسپا کر دیا۔ معاویہؓ نے

Marfat.com

اپنا گھوڑا منگوایا، اس پر سوار ہوئے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ میرا ارادہ تھا کہ بھاگ جاؤں مگر مجھے ابن طنابہ انصاری جو عہد جاہلیت کا شاعر تھا، اس کا قول یاد آ گیا۔

[میری پاکدامنی نے انکار کیا اور میری آزمائش نے انکار کیا کہ ایک زبردست بہادر کے خلاف اقدام کروں۔

اور ناگوار چیز کے بدلہ میں بخشش کرنا اور اپنی تعریف حاصل کرنا جو قیمت پر منفعت ہے۔

میرا قول کہ جب رات آجائے اور اندھیرا چھا جائے تو تم اپنی جگہ میری تعریف کرو یا آرام کرو یعنی مجھے دشمن کا مقابلہ کرنا ہے۔]

معاویہؓ نے کہا کہ اس قول نے مجھے بھاگنے سے باز رکھا۔ اس اثنا میں عمرو کو دیکھا اور اس سے کہا کہ آج برداشت کرنا ہے تا کہ کل فخر کیا جائے۔ عمرو نے کہا تم نے ٹھیک کہا۔

جندب بن زہیر آگے بڑھا اور قبیلہ ازد کے جو لوگ اہل شام کے طرفدار تھے ان کے سردار کو دعوت مبارزت دی۔ شامی نے اس کو قتل کر دیا اور اس کے خاندان کے لوگوں میں سے عجل اور سعد فرزندان عبداللہ کو اور ابوزینب بن عوف کو قتل کر دیا۔ اب عبداللہ بن ابی حصین ازدی ان قراء کے ساتھ آگے بڑھا جو عمار بن یاسر کے ساتھ تھے۔ وہ بھی مقتول ہوا۔ عقبہ بن حدید نمیری آگے بڑھا اور یہ کہہ رہا تھا۔

''آگاہ ہو جاؤ! کہ دنیا کی چراگاہ کوڑا گھر ہو گئی ہے۔ اس کے درخت سوکھ گئے ہیں۔ اس کی کئی چیزیں خاردار ہیں ان کا مزا تلخ ہے۔ میں نے دنیا کو آزمایا اور اس میں اپنی جان کے حق کو پہچانا۔ میں شہادت کی آرزو رکھتا ہوں۔ اسی لئے ہر لشکر کے ساتھ شریک ہو کر جنگ کرتا ہوں۔ اللہ نے اب تک یہ خواہش پوری نہیں کی مگر آج پوری ہو جائے گی۔ میں اپنے آپ کو اسی وقت پیش کر رہا ہوں اور میری خواہش ہے کہ اس کو محروم نہ کروں۔ اے اللہ کے بندو! تمہیں اس شخص سے لڑنے میں کس بات کا انتظار ہے جو (بقول تمہارے) اللہ کا دشمن ہے۔''

اس نے طویل تقریر کی اور کہا ''اے میرے بھائیو! میں نے اس گھر کو اس گھر کے عوض فروخت کر دیا ہے جو اس کے سامنے ہے۔''

اس کے بھائی عبیداللہ، عوف اور مالک آگے بڑھے اور انہوں نے کہا ہم تیرے بعد دنیا کا

Marfat.com

رزق نہیں چاہتے۔ انہوں نے جنگ کی اور مارے گئے۔

شمر بن ذی الجوشن آگے بڑھا اور اس نے دعوت مقابلہ دی۔ ادھم بن محرز باھلی نے اس کے چہرے پر تلوار ماری۔ شمر نے بھی وار کیا مگر خالی گیا۔ شمر پیچھے ہٹا۔ پانی پیا وہ بہت پیاسا تھا۔ پھر نیزہ سنبھالا اور ادھم پر حملہ کیا اور اس کو پچھاڑ دیا اور کہا یہ تیرے وار کا بدلہ ہے۔

قبیلہ بجیلہ کا پرچم ابوشداد قیس بن ھبیرہ احمسی کے ہاتھ میں تھا۔ یہی قیس بن مکشوح تھا۔ مکشوح اس کا لقب تھا۔ اس نے اپنی قوم سے کہا کہ میں تمہیں ساتھ لے کر سنہری ڈھال والے پر حملہ کروں گا۔ سنہری ڈھال والا عبدالرحمٰن بن خالد تھا۔ اس نے لوگوں سے سخت جنگ کی اور تلوار لے کر ڈھال والے کی طرف بڑھا۔ معاویہؓ کا ایک غلام بیچ میں حائل ہو گیا۔ اس نے وار کر کے ابوشداد کے پاؤں کاٹ دیئے۔ ابو شداد نے حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ اس پر پے در پے نیزوں کے وار ہوئے اور وہ قتل ہو گیا۔

عبداللہ بن قلع احمسی نے جھنڈا اٹھالیا اور جنگ کی۔ یہاں تک کہ وہ قتل ہو گیا۔ پھر عفیف بن ایاس نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور اس وقت تک اس کے پاس رہا جب تک اپنے مورچوں کو واپس گئے۔

اسی دن قیس بن ابی حازم کو قتل کیا گیا۔ اس کا باپ بھی اسی دن قتل کیا گیا۔ کہا گیا ہے کہ اس کو رسول اللہ ﷺ کا شرف صحبت حاصل تھا۔ اسی دن نعیم بن صہیب بن علیہ مقتول ہوا قبیلہ بجیلہ کے یہ لوگ حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔

جب حضرت علیؓ نے اپنے میمنہ کو دیکھا کہ وہ اپنے مورچہ اور پڑاؤ پر واپس آگئے ہیں اور دشمن کے جو لوگ ان کے مقابل تھے۔ وہ بھاگ چکے ہیں اور انہوں نے ان کے مورچہ پر حملہ کر کے تیغ زنی کے جوہر دکھائے تھے۔ وہ ان کے پاس گئے وہاں پہنچ کر یہ کہا۔

”میں نے تمہیں اپنی صفوں سے آگے بڑھ کر دشمن پر حملہ کرتے دیکھا ہے۔ وہ شام کے اعراب (یعنی بدوی) ہیں اور تم عرب کے شہسوار ہو اور اپنی قوم کے کوہان ہو۔ تم رات بھر قرآن کی تلاوت کرتے ہو اور حق کی طرف دعوت دینے والے ہو۔ اگر پیچھے ہٹنے کے بعد تم آگے نہ بڑھتے اور دوبارہ حملہ نہ کرتے تو تم اس کے مستحق ہوتے جس کا مستحق بھاگنے والا ہوتا ہے۔ تم ہلاک ہو جاتے مگر میرا غم ہلکا ہو گیا اور میرے دل کی پریشانی دور ہو گئی۔ میں نے دیکھا کہ تم نے آخر میں اسی طرح گھیرے میں لے لیا جیسا انہوں نے تمہارا گھیراؤ کیا تھا۔ تم

Marfat.com

نے میدان جنگ سے انہیں اسی طرح پیچھے ہٹایا جس طرح انہوں نے تمہیں پیچھے ہٹایا تھا۔ دشمن کی اگلی صفیں شتر بے مہار کی طرح پچھلی صفوں پر گر رہی تھیں۔ اب تم ٹھہر جاؤ۔ تم پر سکینت نازل ہو چکی ہے۔ اللہ نے تمہیں یقین کے ساتھ ثابت قدم رکھا ہے۔ تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ جو بھاگے ہیں اللہ ان سے ناخوش ہے انہیں اپنی جان پیاری ہے۔''

انہوں نے ایک طویل تقریر کی۔

بشر ابن عصمہ المری معاویہؓ کے ساتھ تھا جب صفین کی لڑائی ہوئی تو اس نے مالک بن عقدیہ جشمی کو دیکھا کہ وہ اہل شام پر بے پناہ حملے کر رہا ہے۔ اس کو غصہ آ گیا۔ اس نے مالک پر حملہ کیا اور دونوں کچھ دیر لڑتے رہے پھر بشر بن عصمہ نے اس کو نیزہ مارا اور اس کو پچھاڑ دیا مگر قتل نہیں کیا۔ وہاں سے ہٹ گیا اور اپنے نیزہ مارنے پر اس کو ندامت ہوئی۔ وہ بہت دلیر تھا۔ اس نے یہ شعر کہے۔

[مجھے اپنے آقا سے امید ہے کہ وہ مجھ سے اور موسوم گھوڑے کے سوار سے جس کے سینہ پر نیزہ لگا ہے درگزر کرے گا۔

میں نے گرد و غبار میں اس کو نیزہ مارا۔ اور اس وقت نیزے چل رہے تھے۔]

ابن العقدیہ کو ان اشعار کی اطلاع ملی تو اس نے کہا:

[میری طرف سے بشر بن عصمہ کو خبر پہنچا دو کہ بھاگے والوں نے مجھے اپنی طرف مشغول کر لیا۔

تو نے مجھ پر دھوکے سے حملہ کیا اور کامیاب ہو گیا، کیا بہادر ایسا ہی کرتے ہیں؟]

عبداللہ بن طفیل بکائی نے اہل شام پر حملہ کیا۔ جب وہ وہاں سے واپس ہوا تو قبیلہ بنی تمیم کے ایک شخص نے جس کا نام قیس بن مُرّہ تھا اور جو اہل عراق میں سے تھا اور معاویہؓ سے جا ملا تھا۔ اس پر حملہ کیا۔ اس نے اپنا نیزہ عبداللہ کے مونڈھوں کے درمیان رکھا۔ عبداللہ کا ایک چچیرا بھائی جس کا نام یزید بن معاویہ تھا، بیچ میں آ گیا اور اس نے اپنا نیزہ تمیمی کے مونڈھوں کے بیچ میں رکھا اور اس سے کہا کہ اگر تو اس کے جسم میں نیزہ پیوست کرے گا تو میں تیرے جسم میں پیوست کر دوں گا۔ تمیمی نے کہا کہ تجھ پر اللہ کا عہد ہے کہ اگر میں تیرے ساتھی کی پیٹھ سے نیزہ ہٹا لوں تو تو بھی ہٹا لے گا۔ اس نے جواب دیا ہاں۔ تمیمی نے اپنے نیزہ کی سنان ہٹا لی اور یزید نے اپنی سنان ہٹا لی جب لوگ کوفہ لوٹ آئے تو یزید پر ابن طفیل نے غصہ کا اظہار کیا تو اس نے کہا:

Marfat.com

[کیا تو نے مجھے نہیں دیکھا کہ میں نے جنگ میں اس وقت تیری حمایت کی جب سارے حمایتی تجھے چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

میں نے تجھ کو اس خطلی سے بچا لیا جو تیرے گھوڑے پر سوار آیا تھا اور تجھ کو ہزیمت دینی چاہی تھی۔]

شامیوں کی طرف سے قبیلہ عک کا ایک آدمی صفوں سے نکلا اور دعوت مقابلہ دی۔ اس کے مقابلہ کو قیس بن فہدان کندی نکلا اور اس پر حملہ کیا۔ کچھ دیر مقابلہ ہوتا رہا تو عبدالرحمٰن نے نیزہ مار کر اس کو قتل کر دیا۔ اور یہ کہا:

[قبیلہ عک کو جنگ صفین میں یہ معلوم ہو گیا ہے کہ جب دو سوار مقابلہ کرتے ہیں تو ہم نیزہ کا بھرپور وار کرتے ہیں۔

ہم نیزوں کے پھلوں کا پورا حق ادا کرتے ہیں۔ یعنی جب جسم میں پیوست کرتے ہیں تو سپید ہوتے ہیں اور جب نکالتے ہیں تو سرخ ہوتے ہیں۔]

قیس بن یزید جو بھاگ کر معاویہؓ کے پاس چلا گیا تھا میدان میں نکلا اس کے مقابلہ کو ابوعَمر طه بن یزید نکلا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا۔ دونوں نے جنگ نہیں کی اور واپس چلے گئے۔ اور ہر ایک نے یہ کہا کہ وہ میرا بھائی تھا۔

قبیلہ طے نے اس دن بڑی سخت جنگ کی۔ بہت سے گروہوں نے انہیں گھیر لیا۔ حمزہ بن مالک ہمدانی ان کے پاس گیا اور کہا کہ تم کس قوم کے لوگ ہو؟

عبداللہ بن خلیفہ نے جو شیعی شاعر اور خطیب تھا کہا کہ

[ہم میدان ریگستان اور کوہستان کے قبیلہ طے کے لوگ ہیں۔ ہمارے کھجور کے درختوں تک لوگ نہیں پہنچ سکتے۔ ہم نیزوں والے طائی ہیں۔ ہم اونٹوں والے اور گھوڑوں والے طائی ہیں۔]

حمزہ بن مالک نے کہا تم اپنی قوم کی تعریف کرنا خوب جانتے ہو۔ لوگ سخت جنگ کر رہے تھے تو اس نے پکار کر کہا:

[اے قبیلہ طے کے لوگو! میرے رشتہ دار اور میری اولاد تم پر قربان! دین کے لئے لڑو

Marfat.com

اور اپنے برابر والوں سے جنگ کرو۔]

بشر بن عسوس نے حملہ کیا۔ اس دن اس کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ تو اس نے یہ کہا۔

[اے کاش میری یہ آنکھ بھی اس آنکھ کی طرح ہوتی اور میں زندوں میں بغیر رہنما کے نہ چل سکتا۔

اے کاش! میرا پاؤں بھی آدھا کاٹ دیا جاتا اور میرا ہاتھ بھی پہنچے سے کاٹ دیا جاتا۔

اے کاش! میں مطرف اور سعد اور مستنیر بن خالد کے بعد زندہ نہ رہتا۔

یہ ایسے شہسوار تھے کہ کسی کی ماؤں نے ایسی خوراک اپنے بچوں کو نہ دی ہوگی اور ان کی شان جنگ کے سیلاب میں نمایاں ہو رہی تھی۔]

قبیلہ نخع نے بھی اس دن سخت جنگ کی اور ان میں سے ھوذہ کے بیٹے حیان اور بکر اور شعیب بن نُعیم اور ربیعہ بن مالک بن وھبیل اور علقمہ بن قیس الفقیہ کا بھائی ابی ہلاک ہوئے۔ اسی دن علقمہ کا ایک پاؤں کٹ گیا وہ یہ کہا کرتا تھا کہ میرے پاؤں پہلے سے بہتر ہیں کیونکہ مجھے اپنے پروردگار سے ثواب اور اچھے بدلہ کی امید ہے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ میں نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا اور اس سے کہا کہ تم پر کیا گزری۔ اس نے کہا کہ ہم اور وہ لوگ خدا کے سامنے پیش ہوئے۔ اور ہم نے ان سے بحث کی اور ہم بحث مین غالب رہے میں اس خواب کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور کسی دوسری بات سے مجھ کو اتنی خوشی نہیں ہوئی۔

قبیلہ حمیر اور جو گروہ ان کے ساتھ تھے اور جو شامی ان کے ساتھ مل گئے وہ ذوالکلاع کی سپہ سالاری میں آگے بڑھے۔ ان کے ساتھ عبیداللہ بن عمر بن خطاب تھے۔ یہ اہل شام کا میمنہ تھا۔ انہوں نے اہل عراق کے میسرہ پر حملہ کیا جس میں قبیلہ ربیعہ تھا۔ ان کے سپہ سالار ابن عباس تھے۔ اہل شام نے ربیعہ پر سخت حملہ کیا اور ان کے پرچم پیچھے ہٹا دئے۔ ان کا علم بردار ابو ساسان حصین بن منذر تھا۔ اہل شام پیچھے ہٹ گئے۔ عبیداللہ بن عمر نے دوبارہ حملہ کیا اور کہا:

''اے اہل شام! عراقیوں کے اس قبیلہ کے لوگ عثمانؓ کے قاتل ہیں۔ یہ علیؓ کے مددگار ہیں۔ ان پر بہت سخت حملہ کرو۔''

قبیلہ ربیعہ کے لوگ ثابت قدم رہے مگر کچھ کمزور لوگ اپنی جگہ پر نہ رہے۔ علم بردار بھی ثابت قدم رہے۔ اور حفاظ بھی برداشت کرتے رہے۔ وہ بہت اچھی جنگ کر رہے تھے کہ خالد بن معمر

Marfat.com

اپنے ساتھیوں کے ساتھ پسپا ہوگیا۔ وہ قبیلہ ربیعہ کا سپہ سالار تھا۔ جب اس نے علم برداروں کو اپنی جگہ پر دیکھا تو واپس آیا اور چلا کر شکست خوردہ لوگوں سے واپس آنے کو کہا، وہ واپس آ گئے۔

خالد کے متعلق حضرت علیؓ سے چغلی کھائی گئی تھی کہ اس نے معاویہؓ سے خط و کتابت کی ہے تو حضرت علیؓ نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو اپنے سامنے بلایا اور کہا کہ تو جس شہر کو چاہے اس کا عامل بن کر چلا جا مگر وہ علاقہ معاویہؓ کے ماتحت نہ ہو اس نے انکار کیا۔ قبیلہ ربیعہ نے کہا اے امیر المومنین! اگر ہم کو یہ معلوم ہوتا کہ اس نے ایسا کیا ہے تو ہم اس کو قتل کر دیتے۔ حضرت علیؓ نے اس سے وعدہ لیا۔ جب وہ میدان جنگ سے بھاگا تو بعض لوگوں نے تہمت لگائی۔ اس نے یہ عذر کیا کہ جب میں نے لوگوں کو بھاگتے دیکھا تو میں ان کے سامنے گیا کہ ان کو واپس لاؤں۔ جن لوگوں نے میرا حکم مانا میں ان کو لوٹا لایا۔ جب یہ اپنے مقام پر واپس آیا تو گھمسان کا رن پڑا ہوا تھا۔ ربیعہ، قبیلہ حمیر اور عبید اللہ بن عمر کے ساتھ شدید جنگ میں مصروف تھا۔ بہت سے لوگ قتل ہوئے ان میں سمیر بن ریان عجلی تھا۔ وہ بہت سخت جنگجو تھا۔ زیاد بن عمر بن خصفہ، قبیلہ عبدالقیس کے پاس گیا اور قبیلہ بکر بن وائل کی جو حالت حمیر کے مقابلہ میں ہوئی تھی وہ بتائی۔ اور کہا اے عبدالقیس! قبیلہ بکر آج کے بعد باقی نہیں رہے گا۔ قبیلہ عبدالقیس کے لوگ قبیلہ بکر کے پاس پہنچ گئے اور ان کے ساتھ مل کر سخت جنگ کی۔ اس موقع پر ذوالکلاع حمیری اور عبید اللہ بن عمر قتل ہوئے۔ عبید اللہ کو محرز بن صَحصَح نے قتل کیا یہ قبیلہ تیم اللہ بن ثعلبہ کا فرد تھا۔ وہ اہل بصرہ کے ساتھ تھا۔ اس نے ذوالوشاح تلوار پر قبضہ کر لیا یہ تلوار حضرت عمرؓ کی تھی۔ جب عراق معاویہؓ کے قبضہ میں آیا تو اس سے یہ تلوار حاصل کر لی گئی۔ یہ بھی روایت ہے کہ عبید اللہ کو ہانی بن خطاب ارحبی نے قتل کیا تھا اور یہ بھی روایت ہے کہ مالک بن عمرو تنعی حضرمی نے قتل کیا تھا۔

عمار بن یاسر کچھ لوگوں کے سردار بن کر نکلے۔ انہوں نے کہا اے اللہ! تو جانتا ہے کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تیری رضا اس میں ہے کہ میں اپنی جان کو اس سمندر میں ڈال دوں تو میں ایسا ہی کرتا۔ اے اللہ تو جانتا ہے کہ اگر میں یہ جانتا کہ تیری رضا اس میں ہے کہ اپنی تلوار کی نوک اپنے سینے پر رکھ کر اس پر جھک جاؤں یہاں تک کہ وہ میری پیٹھ سے نکل جائے تو میں ایسا ہی کرتا مگر میں نہیں جانتا کہ آج کے دن کوئی عمل ان فاسقوں سے جہاد کرنے سے بہتر ہے۔ اگر میں جانتا کہ کوئی عمل تجھے اس سے زیادہ پسندیدہ ہے تو میں اس کو کرتا۔ اللہ کی قسم! میں ایک قوم کو دیکھ رہا ہوں جو تمہیں بہت مارے گی۔

Marfat.com

جس کی وجہ سے اہل باطل کا گروہ شک میں پڑ جائے گا۔ اللہ کی قسم! اگر یہ ہم کو مارتے مارتے ہجر کے کھجوروں کے باغوں تک پہنچا دیں تو مجھے یہی یقین ہوگا کہ میں حق پر ہوں اور یہ لوگ باطل پر ہیں۔ پھر یہ کہا کہ جو اپنے پروردگار کی خوشنودی چاہتا ہے وہ اپنے مال یا اولاد کی طرف واپس نہ جائے۔"

ان کے پاس ایک گروہ آیا اور ان سے کہا "ہمارے ساتھ اس قوم (یعنی شامیوں) سے جنگ کے لئے چلیں۔ یہ عثمانؓ کا خوں بہا طلب کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم یہ عثمانؓ کا خون بہا طلب نہیں کرتے بلکہ یہ دنیا کا مزہ چکھ چکے ہیں اور اس سے محبت کرتے ہیں۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اگر حق کو قبول کر لیا تو وہ ان کے اور اس چیز کے درمیان حائل ہو جائے گا جس کی انہیں خواہش ہے (یعنی ملکی اقتدار) ان کو کوئی ایسی سبقت حاصل نہیں ہے جس کی وجہ سے لوگ ان کی اطاعت کریں اور یہ ان کے فرماں روا ہو جائیں۔ انہوں نے اپنے پیروؤں کو دھوکہ دیا ہے۔ اور یہ کہتے ہیں کہ ہمارا امام مظلوم شہید ہوا ہے۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے یہ جابر ہو جائیں پس جو کچھ تم دیکھ رہے ہو دوسروں کو پہنچا دو۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ان کی پیروی دو آدمی بھی نہ کرتے۔ اے اللہ! اگر تو ہماری مدد کرے گا جیسا کہ تو اب تک بے شمار بار کر چکا ہے۔ اگر تو ان کو حکومت بخشے گا تو ان کی بدعات کے عوض ان کے لئے دردناک عذاب کا ذخیرہ ہوگا۔"

اس کے بعد عمار اس گروہ کے ساتھ آگے بڑھے۔ وہ صفین کی جس وادی سے گزرتے اور وہاں کوئی صحابی ہوتے تو وہ ان کے پیرو ہو جاتے۔ پھر وہ ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کے پاس پہنچے۔ وہ بہت تیز دوڑنے والا تھا اور حضرت علیؓ کا علمبردار تھا وہ کانا بھی تھا۔ عمار نے کہا اے کانے ہاشم! یا اے بزدل ہاشم! اس کانے میں کوئی بھلائی نہیں۔ جس سے لوگ نہ ڈریں۔ اے ہاشم! تو سوار ہو۔ وہ سوار ہو گیا اور عمار کے ساتھ کہتا ہوا گیا،

[کانے کی کوشش ہے کہ اس کے اہل کے لئے کوئی مقام ہو اور وہ زندگی کی گتھیاں سلجھاتے سلجھاتے ملول ہو چکا ہے۔
اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ گرائے یا گرایا جائے ان کے پیچھے مضبوط جوڑوں والے جانور ہنکائے۔]

عمار کہہ رہے تھے "اے ہاشم! آگے بڑھ۔ جنت تلواروں کی چھاؤں میں ہے۔ موت نیزوں کی انی کے نیچے ہے۔ آسمانوں کے دروازے کھل چکے ہیں۔ سیاہ چشم حوروں نے بناؤ سنگھار کر لیا

Marfat.com

ہے۔ آج میں اپنے دوستوں یعنی محمد ﷺ اور ان کے گروہ سے ملاقات کروں گا۔'' وہ آگے بڑھا یہاں تک کہ عمرو بن عاص کے پاس پہنچ گئے اور اس سے کہا ''اے عمرو! تجھ پر افسوس ہے! کہ تو نے اپنا دین مصر کے بدلہ میں فروخت کر دیا ہے۔'' عمرو نے کہا ''نہیں میں تو عثمانؓ کا خوں بہا طلب کرتا ہوں۔'' عمار نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو اپنے کسی فعل سے خدا کو طلب نہیں کرتا۔ اگر تو آج قتل نہ کیا گیا تو کل مر جائے گا۔ اس پر غور کر لے کہ لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ ان کی نیتوں کے بموجب ملے گا۔ تیری کیا نیت ہے تو نے اس شخص کے خلاف تین مرتبہ جنگ کی جس کے پاس رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا تھا۔ چوتھی مرتبہ اس کے مقابلہ میں زیادہ نیک اور زیادہ تقویٰ والا کون ہے۔ اس کے بعد عمار نے جنگ کی وہ واپس نہیں ہوئے یہاں تک کہ وہ قتل ہو گئے۔

حُبہ بن جُوین العرنی نے کہا کہ میں نے حذیفہ بن یمان سے کہا کہ ہم سے حدیث بیان کرو کیونکہ ہمیں فتنوں کا اندیشہ ہے۔ حذیفہ نے کہا تم اس گروہ کے ساتھ ہو جاؤ جس کے ساتھ ابن سمیہ (یعنی عمار بن یاسر) ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا تھا کہ تجھ کو باغی گروہ جو راہ راست سے ہٹا ہوا ہوگا قتل کرے گا اور اس کا آخری رزق پانی ملا ہوا دودھ ہوگا۔'' حبہ نے کہا کہ جس دن وہ قتل ہوئے میں نے دیکھا کہ عمار یہ کہہ رہے تھے کہ دنیا میں میرا آخری رزق ہے وہ لاؤ۔ ان کو پانی ملا ہوا دودھ ایک پیالہ میں دیا گیا جس کا کنڈا سرخ تھا۔ حذیفہ نے اس کا شعر سمجھنے میں غلطی نہیں کی کیونکہ عمار نے یہ کہا تھا،

الیـــوم الـــقـــی الاحبة　　　　مـــحـــمـــداً و حـــزبـــه

[میں آج محمد ﷺ اور ان کے گروہ سے ملاقات کروں گا۔]

اور اگر وہ ہم کو مارتے ہوئے ہَجر کے باغات تک پہنچا دیں تب بھی مجھے یقین رہے گا کہ ہم حق پر ہیں اور وہ باطل پر ہیں۔ پھر وہ قتل ہو گئے۔ ان کو ابو الغادیہ نے قتل کیا اور ان کا سر ابن حوی السکسکی نے کاٹا اور یہ بھی روایت ہے کہ کسی دوسرے نے ان کو قتل کیا۔

ذوالکلاع نے عمرو بن عاص کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے عمار بن یاسر سے فرمایا کہ تجھ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ اور سب سے آخر میں تجھ کو پانی ملا ہوا دودھ پینے کو ملے گا۔ ذوالکلاع نے عمرو سے کہا اے عمرو! تجھ پر افسوس ہے یہ کیا بات ہے؟ عمرو نے کہا کہ وہ ہماری طرف آ جائے گا۔ مگر ذوالکلاع معاویہؓ کی طرف سے لڑتے ہوئے عمار سے پہلے قتل کیا گیا اور عمار حضرت علیؓ کی

Marfat.com

جانب سے اس کے بعد قتل ہوئے۔ عمرو نے معاویہؓ سے کہا "میں نہیں جانتا کہ ان دونوں میں سے کس کے قتل پر مجھے زیادہ مسرت ہے عمار کے قتل پر یا ذوالکلاع کے قتل پر۔ اللہ کی قسم! اگر قتل عمار کے بعد ذوالکلاع زندہ رہتا تو تمام اہل شام کو علیؓ کی طرف مائل کر دیتا۔ اس اثنا میں ایک جماعت معاویہؓ کے پاس آئی ان میں سے ہر ایک یہ کہتا تھا کہ میں نے عمار کو قتل کیا ہے۔ عمرو بن عاص پوچھتے کہ قتل سے پہلے عمار نے کیا کہا؟ ان میں سے ہر ایک ادھر ادھر کی باتیں کہتا، مگر جب ابن حُویٰ آیا اور اس نے کہا کہ میں نے عمار کو قتل کیا ہے اور میں نے اس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ [آج کے دن میں اپنے دوستوں محمد ﷺ اور ان کے گروہ سے ملاقات کروں گا۔] عمرو نے کہا بے شک تو نے قتل کیا ہے۔ پھر کہا کہ اللہ کی قسم! جو کامیابی تیرے ہاتھوں نے حاصل کی ہے اس نے تیرے پروردگار کو ناراض کر دیا ہے۔

ایک روایت یہ ہے کہ ابوالغادیہ حجاج کے زمانہ تک زندہ رہا اور اس کے پاس گیا تو حجاج نے اس کی تعظیم کی اور کہا کہ تو نے ابن سمیہ یعنی عمار کو قتل کیا تھا۔ اس نے کہا ہاں۔ حجاج نے کہا کہ جس شخص کو یہ خوشی ہو کہ قیامت کے دن دراز دست کو دیکھے تو وہ اس شخص کو دیکھے جس نے عمار کو قتل کیا ہے۔ پھر ابوالغادیہ نے اس سے اپنی حاجت روائی کی درخواست کی۔ حجاج نے قبول نہ کی اس نے کہا کہ تو ان کے لئے دنیا کو پامال کرتا ہے اور وہ اس سے ہمیں کچھ نہیں دیتے اور وہ یہ خیال کرتا ہے کہ قیامت کے دن دراز دست ہوگا۔ حجاج نے کہا ہاں۔ اللہ کی قسم! جس کی ڈاڑھ احد کے برابر ہو اور ران پہاڑ کی طرح ہو اور اس کی نشست گاہ مدینہ اور ربذہ کی طرح ہو وہ قیامت کے دن دراز دست ہوگا۔ اللہ کی قسم! اگر عمار کو سب اہل زمین مل کر قتل کر دیتے تو سب دوزخ میں جاتے۔

عبدالرحمٰن السلمی نے کہا جب عمار قتل کر دیئے گئے تو میں معاویہؓ کے لشکر میں داخل ہوا کہ دیکھوں کے عمار کے قتل ہونے کی اطلاع ان کو ملی ہے یا نہیں۔ جب ہم لڑائی بند کر دیتے تھے تو ایک دوسرے کے لشکر میں آتے جاتے اور باتیں کرتے تھے۔ میں نے دیکھا کہ معاویہؓ اور عمرو اور ابوالاعور اور عبداللہ بن عمرو گھوم رہے تھے۔ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس گیا۔ تا کہ ان کی گفتگو اچھی طرح سن سکوں۔ عبداللہ نے اپنے باپ سے کہا بابا جان! تم نے آج اس شخص کو قتل کر دیا کہ جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا ہے وہ معلوم ہے۔ عمرو نے کہا کیا فرمایا ہے۔ عبداللہ نے کہا کہ مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت جب لوگ ایک ایک اینٹ لا رہے تھے اور عمار دو دو اینٹیں لا رہے تھے اور

Marfat.com

ان کو غش آ گیا تھا تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ ان کے چہرے سے خاک صاف کی اور کہا اے ابن سمیہ تجھ پر افسوس ہے کہ لوگ ایک ایک اینٹ لا رہے ہیں اور تو ثواب کی خاطر دو دو اینٹیں لا رہا ہے مگر باوجود اس کے باغی گروہ تجھ کو قتل کرے گا۔ عمرو نے معاویہؓ سے کہا تم نے سنا عبداللہ نے کیا کہا۔

معاویہؓ نے پوچھا کیا کہا۔ تو عمرو نے ان کو بتایا۔ تو معاویہؓ نے کہا کیا ہم نے عمار کو قتل کیا ہے۔ ان کو اس نے قتل کیا ہے جو ان کو اپنے ساتھ لایا۔ لوگ اپنے ڈیروں اور خیموں سے باہر نکل آئے اور وہ بھی یہ کہہ رہے تھے کہ جو عمار کو اپنے ساتھ لایا اسی نے ان کو قتل کیا۔ عبدالرحمٰن نے کہا میں نہیں جانتا کہ اس کی بات زیادہ تعجب کی تھی یا ان کی۔

جب عمار قتل ہو گئے تو حضرت علیؓ نے قبیلہ ربیعہ اور ہمدان سے کہا کہ تم میری زرہ اور میرا نیزہ ہو۔ تقریباً بارہ ہزار افراد وہاں جمع ہو گئے۔ حضرت علیؓ ایک خچر پر سوار ہو کر آگے بڑھے اور انہوں نے متحد ہو کر حملہ کیا۔ اہل شام کی ایک صف بھی باقی نہ رہی جس میں انتشار نہ پھیلا ہو اور جو سامنے آیا اس کو قتل کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ پسپا ہو کر معاویہؓ کے پاس پہنچ گئے۔ اور حضرت علیؓ کہہ رہے تھے۔

اقتلهم ولا اری معاويه الجاحظ العين العظيم الحاويه

[میں ان لوگوں کو قتل کر رہا ہوں مگر بڑی آنکھوں والا، ہر طرف دیکھنے والا معاویہ نظر نہیں آتا۔]

پھر معاویہؓ کو آواز دی اور کہا کہ ہمارے درمیان لوگ کیوں قتل ہوں ادھر آ، میں تجھ سے اللہ کے یہاں کا فیصلہ کر لوں۔ ہم میں سے جو دوسرے کو قتل کر دے اسی کی فرماں روائی قائم ہو جائے۔

عمرو بن عاص نے کہا کہ اس نے تیرے ساتھ انصاف کیا ہے۔

معاویہؓ نے کہا مگر تو نے انصاف کی بات نہیں کہی تو جانتا ہے کہ جس شخص نے ان سے مقابلہ کیا انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ عمرو نے کہا اب مقابلہ کو نہ نکلنا مناسب نہیں ہے۔ معاویہؓ نے کہا تجھے لالچ ہے کہ میرے بعد حکومت تجھے مل جائے۔

حضرت علیؓ کے ساتھیوں نے دو آدمی ان کی حفاظت کو مقرر کر دیئے تھے کہ وہ جنگ نہ کریں اور جب وہ غافل ہوتے تھے تو وہ حملہ کرتے تھے اور جب تک تلوار خون آلودہ نہ ہو جاتی تھی واپس نہیں آتے تھے۔ ایک مرتبہ اس وقت تک واپس نہ آئے جب تک تلوار میں دندانے نہ پڑ گئے۔ اس تلوار کو ان کی طرف پھینکا اور کہا اگر اس میں دندانے نہ پڑتے تو میں تمہاری طرف واپس نہ آتا۔ اعمش نے ابو

Marfat.com

عبدالرحمٰن سے کہا کہ ان کی ضرب کا توڑ نہیں تھا۔ ابو عبدالرحمٰن نے کہا کہ لوگ جو سنتے تھے وہ دوسروں کو پہنچا دیتے تھے اور وہ جھوٹے نہ تھے۔

معاویہؓ نے حضرت علیؓ کے کچھ ساتھیوں کو گرفتار کر لیا تو عمرو نے کہا میں ان کو قتل کرتا ہوں۔ اس پر عمرو بن اوس اودی نے کہا کہ مجھے قتل نہ کرنا تم میرے ماموں ہو۔ عمرو نے پوچھا میں کس طرح تیرا ماموں ہوں اور قبیلہ اوس میں ہمارا اسرالی رشتہ نہیں ہے۔ ابن اوس نے کہا اگر میں نشان دہی کر دوں تو پھر مجھے امان ہے۔ عمرو نے کہا۔ ہاں! ابن اوس نے کہا کیا رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ام حبیبہ تمہاری بہن نہیں ہیں۔ عمرو نے کہا کہ ہیں۔ ابن اوس نے کہا میں ان کا بیٹا ہوں اور تم ان کے بھائی ہو لہٰذا میرے ماموں ہو۔ معاویہؓ نے کہا کہ یہاں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو یہ شناخت کرے کہ اس کا باپ کون تھا۔ اس کی بات مان لو اور اس کا راستہ چھوڑ دیا۔

حضرت علیؓ نے بھی بہت سے آدمی گرفتار کر لیے تھے مگر ان سب کو آزاد کر دیا۔ وہ لوگ معاویہؓ کے پاس اسی وقت واپس آئے جب عمرو یہ کہہ رہے تھے کہ علیؓ نے بھی ہمارے بہت سے لوگ گرفتار کر لیے ہیں لہٰذا میں ان کو قتل کرتا ہوں۔ جب یہ گرفتار شدگان واپس پہنچ گئے تو معاویہؓ نے کہا اگر ان جنگی قیدیوں کے بارے میں تیری بات مان لیتا تو ہمارا معاملہ بہت بگڑ جاتا۔ انہوں نے بھی ان سب کو آزاد کر دیا۔

شام کے وقت ہاشم بن عقبہ نے لوگوں کو جنگ کے لئے اکسایا اور کہا کہ جو شخص اللہ اور آخرت کا طلبگار ہو وہ میرے پاس آئے۔ اس کے پاس بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ اس نے بار بار اہل شام پر حملہ کیا۔ اور اہل شام نے ہر بار پامردی سے مقابلہ کیا۔ اس نے سخت جنگ کی اور اپنے ساتھیوں سے کہا۔ تم ان کی قوت برداشت دیکھ کر ہراساں نہ ہونا۔ اللہ کی قسم! ان کی پامردی عربی حمیت کی وجہ سے ہے اور ان کی ثابت قدمی اپنے پرچم کے زیر سایہ ہے۔ وہ گمراہی پر ہیں اور تم راستی پر ہو۔ پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو اکسایا اور قاریوں کی جماعت کے ساتھ حملہ کیا۔ بڑی خونریز جنگ ہوئی یہاں تک کہ لوگوں نے ان کا وہ انجام دیکھ لیا جس سے ان کو خوشی ہوئی۔

اسی اثنا میں ایک نوجوان یہ کہتا ہوا آگے بڑھا۔

[میں غسانی باشاہوں کا بیٹا ہوں اور آج کے دن عثمانؓ کے دین کا پیرو ہوں۔

Marfat.com

ہم کو اطلاع دی اور جو کچھ ہو چکا ہے ہم نے بھی دیکھ لیا کہ علیؓ نے ابن عفان کو قتل کر دیا۔]

پھر وہ حملہ کرتا تھا اور وہ اس وقت تک واپس نہیں آتا تھا جب تک وہ تلوار سے وار نہ کرے۔ وہ سب دشتم بھی کر رہا تھا اور لعنت بھی بھیج رہا تھا۔ اس سے ہاشم نے کہا اے شخص! تیری اس گفتگو کے بعد دشمنی ہے اور اس کے بعد جنگ ہے۔ اور اس کے بعد حساب ہوگا۔ اللہ سے ڈرو کیونکہ اس جگہ لڑنے کا وہ تجھ سے سوال کرے گا اور یہ بھی دریافت کرے گا کہ تیرا کیا ارادہ تھا۔

اس نوجوان نے کہا کہ میں تم سے جنگ کروں گا کیونکہ تمہارا سربراہ نماز نہیں پڑھتا اور تم بھی نماز نہیں پڑھتے۔ اور تمہارے حاکم نے ہمارے خلیفہ کو قتل کر دیا اور تم نے اس کی مدد کی۔

اس سے ہاشم نے کہا کہ تیرا عثمانؓ سے کیا تعلق۔ ان کو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے اور ان کے بیٹوں نے اور قراء نے قتل کیا ہے اور وہ دین کے پیرو تھے۔ ان کو علم بھی تھا اور اس دین کے معاملہ نے ان کو اس امر پر آمادہ کیا تھا۔ اور تیرا یہ کہنا کہ ہمارا حاکم نماز نہیں پڑھتا وہ پہلا شخص ہے جس نے نماز ادا کی اور اللہ کی مخلوق میں اللہ کے دین کی سب سے زیادہ سمجھ ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہے۔ جن لوگوں کو تو میرے ساتھ دیکھتا ہے ان میں سے ہر ایک اللہ کی کتاب کا قاری ہے، رات کو تہجد کی نماز پڑھنے کی وجہ سے نہیں سوتے۔ تجھ کو یہ بدبخت لوگ گمراہ نہ کر دیں۔

اس نوجوان نے کہا کیا میرے لئے توبہ ہے۔ ہاشم نے کہا ہاں! اللہ سے توبہ کرو۔ وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کے گناہ معاف کرتا ہے وہی تیری توبہ بھی قبول کرے گا۔ وہ نوجوان واپس چلا گیا تو اہل شام نے کہا کہ تجھے عراقی نے دھوکا دیا ہے۔ اس نوجوان نے کہا ہرگز نہیں بلکہ اس نے نصیحت کی ہے۔

ہاشم نے اور اس کے ساتھیوں نے سخت جنگ کی یہاں تک کہ کامیابی نظر آنے لگی مگر مغرب کے وقت قبیلہ تنوخ کا ایک لشکر آیا اور وہ جنگ کرنے لگا ہاشم یہ کہہ رہا تھا۔

[کانا اپنے گھر والوں کے لئے ایک مقام چاہتا ہے۔ ضروری ہے کہ وہ گرا دے یا اس کو گرا دیا جائے۔

زندگی کی گتھیاں سلجھاتے سلجھاتے ملول ہو گیا ہے۔ لہٰذا گرہ دار نیزوں سے ان کو مارا جائے گا۔]

Marfat.com

اس دن نو یا دس آدمی قتل ہو گئے تو حارث بن منذر تنوخی نے حملہ کیا۔ اس کو نیزہ مارا وہ گر پڑا تو حضرت علیؓ نے اس کی طرف ایک اور آدمی کو بھیجا کہ اپنا علم آگے بڑھاؤ۔ ہاشم نے ان کے قاصد سے کہا کہ میرے پیٹ کو دیکھ تو وہ پھٹ چکا تھا۔ حجاج بن غزیہ انصاری نے اس موقع پر کہا۔

[اگر تم یہ فخر کرتے ہو کہ تم نے ابن بدیل اور ہاشم کو قتل کیا تو ہم نے بھی ذوالکلاع اور حوشب کو قتل کیا ہے۔

ہم جنگ ختم ہونے کے بعد تمہارے بھائی عبید اللہ کی ایک ایک بوٹی اڑا کر آئے تھے۔

ہم نے اونٹ کو اور اس کے سوار کو گھیر لیا اور ہم نے تم کو زہریلہ حل پلا دیا۔]

حضرت علیؓ اہل شام کے ایک لشکر کے پاس سے گذرے۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ برابر لڑ رہے ہیں وہ قبیلہ غسان کے لوگ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ جنگ سے باز نہیں رہیں گے جب تک کہ ان کی کھوپڑیاں نہ پھاڑی جائیں ان کی ہڈیاں ریزہ ریزہ نہ کی جائیں گی۔ ان کے بند بند ٹوٹ نہ جائیں ان کے ہاتھ نہ گر جائیں گے ان کی پیشانیاں زخمی نہ ہو جائیں گی ان لوگوں کے ہاتھوں سے جو لوہے میں ڈوبے ہوئے ہیں ان کو خدا کی نصرت حاصل ہے وہ برداشت کرنے والے ہیں خدا سے ثواب چاہتے ہیں۔ اس وقت مسلمانوں کی ایک جماعت آپ کے پاس آئی آپ نے اپنے بیٹے محمد کو بلایا اور کہا کہ یہ جھنڈا لے کر آگے بڑھو۔ اور اسی طرح بڑھتے جانا، ان کے سینوں میں نیزے پیوست کر دینا اور اس وقت تک وہاں لڑنا جب تک میرا حکم پہنچے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

حضرت علیؓ نے ان کے مقابلہ کے لئے ان کے برابر کے لوگ تیار کئے۔ اور ان کو اپنے بیٹے محمد کی طرف روانہ کیا اور ان کو جنگ کا حکم دیا۔ انہوں نے حملہ کیا اور ان کی جگہوں سے پیچھے ہٹا دیا اور دشمن کے بہت سے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

لیلۃ الہریر

اسود بن کعب مرادی، عبد اللہ بن کعب مرادی کے پاس سے گزرا وہ پچھڑا ہوا پڑا تھا۔ عبد اللہ نے کہا اے اسود! اس نے کہا میں حاضر ہوں۔ اور اپنا تعارف کرایا اور اس سے کہا کہ اگر میں تیرے قریب ہوتا تیری مدد کرتا تو اللہ کو بہت یاد کیا کرتا تھا۔ اللہ تجھ پر رحم کرے تو اپنی وصیت بیان کر۔

Marfat.com

عبداللہ نے کہا کہ میں تجھے اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور یہ کہ تو امیرالمومنین کا خیال رکھنا اور ان کے ساتھ رہ کر جنگ کرنا یہاں تک کہ اللہ تمہاری مدد کرے یا یہ کہ تم اللہ سے جاملو۔ اور ان کو میرا اسلام پہنچا دینا اور ان سے اس وقت تک لڑتے رہنا کہ ان کو پس پشت ڈال دو اور جو شخص لڑتے لڑتے حریف کو پس پشت ڈال دیتا ہے وہی غالب رہتا ہے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ مر گیا۔

اسود، حضرت علیؓ کے پاس آیا اور ان کو یہ خبر پہنچائی۔ آپ نے فرمایا اللہ اس پر رحم کرے۔ اپنی زندگی میں ہمارے دشمنوں سے جہاد کیا اور مرتے وقت ہمیں نصیحت کی۔

ایک اور روایت بھی ہے کہ جس نے حضرت علیؓ کو یہ مشورہ دیا وہ عبدالرحمٰن بن حنبل جمحی تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ لوگوں نے اس رات میں صبح تک جنگ کی اور یہ لیلۃ الہریر تھی۔ ان لوگوں نے ایک دوسرے کے جسم میں نیزے پیوست کیے یہاں تک کہ نیزے ٹوٹ گئے۔ انہوں نے تیراندازی کی اور تیر ختم ہو گئے۔ انہوں نے تلواریں سنبھالیں اور حضرت علیؓ میمنہ سے میسرہ تک جاتے اور ہر دستہ کو حکم دیتے کہ اپنے مقابل کے دستہ پر بڑھے۔ وہ صبح تک اسی طرح گشت کرتے رہے۔ یہ تمام جنگ ان کی پس پشت ہو رہی تھی۔ اشتر میمنہ پر اور ابن عباس میسرہ پر اور حضرت علیؓ قلب میں تھے۔ اور لوگ ہر طرف سے جنگ کر رہے تھے۔ یہ جمعہ کا دن تھا۔ اشتر میمنہ کا سردار تھا۔ وہ اس کو ساتھ لے کر جمعرات کی شام سے جمعہ کو سورج چڑھنے تک مصروف جنگ رہا۔ وہ اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا کہ ایک نیزے کی برابر اہل شام کی طرف آگے بڑھو۔ جب وہ آگے بڑھ جاتے تو کہتا ایک نیزہ اور بڑھو۔ جب وہ آگے بڑھ جاتے تو پھر یہی کہتا۔ یہاں تک کہ وہ لوگ بہت آگے بڑھ گئے۔ جب اشتر نے یہ دیکھا تو اسنے کہا کہ تم دن بھر بکری کا دودھ پیتے رہو۔ خدا کی پناہ میں دیتا ہوں۔ پھر اپنا گھوڑا منگوایا اور اپنا علم حبان بن ھوذہ نخعی کے پاس چھوڑا اور لشکر میں گھومنے لگا وہ کہہ رہا تھا جو اپنی جان کا خریدار ہو وہ اشتر کے ساتھ ہو کر جنگ کرے۔ وہ فتحیاب ہو گا یا اللہ سے جا ملے گا۔ اس کے پاس بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ ان میں حبان بن ھوذہ نخعی وغیرہ تھے۔ پھر وہ اپنی پہلی جگہ واپس آیا اور ان سے کہا کہ میرے چچا اور ماموں تم پر قربان! پوری شدت سے حملہ کرو۔ تم اپنے پروردگار کی خوشنودی حاصل کرو گے اور اس کے دین کی عظمت میں اضافہ کرو گے۔ پھر وہ نیچے آیا اور اپنے گھوڑے سے اترا اور اس کے منہ پر ہاتھ مارا اور اپنے علمبردار سے کہا کہ آگے بڑھ اور مخالفین پر حملہ کر۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اس کے ساتھ حملہ

Marfat.com

کیا۔ اہل شام کو مار مار کر پیچھے ہٹایا یہاں تک کہ وہ اپنی لشکر گاہ میں پہنچ گئے۔ وہاں انہوں نے سخت جنگ کی اور ان کا علمبردار قتل ہو گیا۔

جب حضرت علیؓ نے اشتر کی کامیابی دیکھی تو کچھ آدمیوں کے ساتھ اس کی مدد کی۔ اس وقت عمرو بن عاص نے اپنے آزاد کردہ غلام وردان سے کہا تو جانتا ہے کہ میری مثال تیری مثال اور اشتر کی مثال کیا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ عمرو نے کہا کی تیری مثال اشقر (سرخ رنگ) گھوڑے کی ہے اگر آگے بڑھے تو کوچیں کاٹ دی جائیں گی اور اگر پیچھے ہٹے گا تو کوچیں کاٹ دی جائیں گی۔ اگر تو تاخیر کرے گا تو میں تیری گردن اڑا دوں گا۔ وروان نے کہا اے ابوعبداللہ! اللہ کی قسم! تم مجھے موت کے حوض میں گرانا چاہتے ہو۔ میرے کاندھے پر ہاتھ رکھو۔ پھر وہ آگے بڑھنے لگا اور یہی کہتا تھا کہ تم مجھے موت کے حوض میں گرانا چاہتے ہو۔ اس نے سخت جنگ کی۔

مصحف کا نیزوں پر اٹھایا جانا

جب عمرو نے دیکھا کہ عراقیوں کا پلہ بھاری ہے اور ان کو ہلاک ہو جانے کا خوف ہوا تو انہوں نے معاویہؓ سے کہا کہ میں تمہارے سامنے ایک رائے پیش کرتا ہوں جس کی وجہ سے ہماری جماعت کا اتحاد بڑھ جائے گا اور مخالفین کی صفوں میں انتشار پھیل جائے گا۔ معاویہؓ نے کہا ہاں۔ عمرو نے کہا کہ ہم قرآن بلند کرتے ہیں۔ اور پھر کہیں گے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان یہ حکم ہے اگر ان میں سے بعض نے انکار کیا اور بعض نے قبول کیا تو ان میں تفرقہ پیدا ہو جائے گا اور اگر سب نے قبول کیا تو ایک عرصہ کے لئے لڑائی ملتوی ہو جائے گی۔ لہٰذا انہوں نے نیزوں پر قرآن کے نسخے بلند کئے اور کہا خدائے بزرگ و برتر کی کتاب ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گی۔ حدود شام میں جو لوگ ہیں ان پر یہ فیصلہ نافذ ہوگا۔ اسی طرح جو لوگ حدود عراق میں ہیں ان پر بھی یہ فیصلہ نافذ ہوگا۔ جب لوگوں نے یہ دیکھا تو کہا کہ ہم اللہ کی کتاب کو قبول کرتے ہیں۔

حضرت علیؓ نے اس موقع پر فرمایا۔ اے اللہ کے بندو! حق کے راستہ پر چلو اور سچائی پر قائم رہو اور جنگ جاری رکھو۔ اس لئے کہ معاویہؓ، عمرو، ابن ابی معیط، حبیب بن ابی سرح اور ضحاک دین دار لوگ نہیں ہیں اور نہ قرآن پر عمل کرنے والے ہیں۔ میں ان کو خوب جانتا ہوں میں بچپن میں ان کا

Marfat.com

ساتھی تھا۔ پھر بڑے ہو گئے تو بھی ان کے ساتھ رہا۔ یہ بچپن میں بھی شریر تھے اور بڑے ہو کر بھی شریر ہیں۔ تم پر افسوس ہے! اللہ کی قسم! انہوں نے قرآن کو صرف فریب دینے کے لئے بلند کیا ہے اور یہ ایک عیاری اور مکر ہے۔

ان لوگوں نے کہا یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم کو اللہ کی کتاب کی طرف بلایا جائے اور ہم انکار کر دیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں نے ان سے اسی لئے جنگ کی کہ وہ اس کتاب کے حکم کو مانیں۔ جن باتوں کا اللہ نے حکم دیا ہے انہوں نے اس کی نافرمانی کی اور اس سے جو عہد کیا تھا اس کو بھلا دیا۔ اور اس کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا۔

مِسعر بن فدکی تمیمی اور زید بن حصین طائی جو بعد میں قرّاء کی جماعت کے ساتھ خارجی ہو گئے انہوں نے کہا۔ اے علیؓ! جب آپ کو اللہ کی کتاب کی طرف بلایا جائے تو اس کو قبول کیجیے ورنہ ہم آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو ان کے حوالے کرینگے یا آپ کے ساتھ بھی وہی سلوک کریں گے جو ابن عفانؓ کے ساتھ کیا ہے۔

حضرت علیؓ نے یزید بن ہانی کو اشتر کو بلانے کے لئے بھیجا۔ اشتر نے کہا یہ وقت نہیں ہے کہ تم مجھ کو میری جگہ سے ہٹاؤ۔ مجھے امید ہے کہ اللہ ہم کو فتحیاب کرے گا۔ پس یزید واپس آیا اور اس نے یہ اطلاع دی۔ اس پر شور برپا ہو گیا اور لوگوں نے کہا اللہ کی قسم! آپ ہی نے اس کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ جنگ جاری رکھے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کیا تم نے مجھے اس سے سرگوشی کرتے دیکھا ہے۔ جو بات بھی میں کرتا ہوں تم سنتے رہے ہو۔ ان لوگوں نے کہا کسی کو بھیجئے کہ اشتر کو آپ کے پاس لائے ورنہ اللہ کی قسم! ہم آپ کو معزول کر دیں گے۔ حضرت علیؓ نے یزید سے کہا کہ اس سے کہو کہ فوراً آئے، کیونکہ فتنہ کا آغاز ہو گیا ہے۔

جب اشتر کو یہ اطلاع ملی تو اس نے کہا کہ قرآن بلند کرنے کی وجہ سے؟ یزید نے کہا ہاں۔ اشتر نے کہا کہ جب قرآن اٹھائے گئے تھے میں اسی وقت سمجھ گیا تھا پھوٹ پڑ جائے گی۔ یہ ابن عمرو (زناکار) کا مشورہ ہے۔ کیا تو فتح کو نہیں دیکھتا۔ کیا تو نہیں دیکھتا ان کی کیسی درگت بنے گی۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے۔ کیا مناسب ہے کہ ان لوگوں کو چھوڑ کر واپس چلا جاؤں۔ یزید نے کہا کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میدان جنگ میں تو کامیاب ہو اور امیرالمومنین دشمنوں کے سپرد کر دیئے جائیں یا قتل کر دیئے جائیں۔

Marfat.com

اشتر نے کہا اللہ کی قسم! ہر گز نہیں۔ اللہ پاک ہے۔ یزید نے ان کی گفتگو اشتر کو سنا دی تو اشتر ان کی طرف واپس آ گیا اور کہا "اے اہل عراق! اے ذلیل و خوار لوگو! تم دشمنوں پر غالب آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے، تو انہوں نے قرآن اٹھا لئے اور جو کچھ اس میں ہے اس کی طرف تم کو دعوت دی۔ اللہ کی قسم! انہوں نے ان امور کو ترک کر دیا ہے، جس پر وہ نازل ہوا ہے۔ مجھے اتنی مہلت دو جتنی دیر میں اونٹنی کا دودھ دوہا جاتا ہے۔ میں فتح کو محسوس کر چکا ہوں۔" ان لوگوں نے کہا "ہر گز نہیں۔" تو اشتر نے کہا "ایک گھوڑا دوڑانے کی مہلت دو کیونکہ مجھے اللہ کی نصرت کا لالچ ہے۔"

ان لوگوں نے کہا کہ اس وقت ہم بھی تیرے ساتھ تیرے گناہ میں شریک ہو جائیں گے۔ اشتر نے کہا "مجھے بتاؤ کہ اب تک تمہارے نیک لوگ قتل ہو رہے تھے تم حق پر تھے یا نہیں۔ تو اب جنگ بند کر کے تم باطل پرست ہو جاؤ گے یا حق پر رہو گے۔ پس جو لوگ تمہارے گروہ کے قتل ہو چکے ہیں اور ان کی فضیلت کا تم انکار نہیں کرتے اور وہ تم میں نیک لوگ تھے وہ دوزخ میں جائیں گے۔" ان لوگوں نے کہا "اے اشتر! اس بات کو چھوڑ۔ ہم نے اللہ ہی کے لئے جنگ کی اور اسی کے لئے ان سے جنگ بند کرتے ہیں۔" اشتر نے کہا "تم کو دھوکا دیا گیا اور تم دھوکا کھا گئے۔ تم کو جنگ بندی کی دعوت دی گئی۔ اے کالی پیشانی والو! تم نے جنگ بند کر دی۔ ہم تمہاری نمازوں کو سمجھتے تھے کہ دنیا میں زہد کی وجہ سے ہیں اور تم کو اللہ کی ملاقات کا شوق ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ تمہاری مراد صرف دنیا ہے۔ اس کا برا حصہ ہے۔ اے بڑی بڑی جھولوں کے پہننے والو! آج کے بعد تم ایک رائے پر جمع نہ ہو گے۔ جس طرح ظالم لوگ جدا ہو گئے تم بھی جدا ہو جاؤ۔" انہوں نے اس کو گالیاں دیں اور اس نے ان کو گالیاں دیں۔ انہوں نے اپنے گھوڑے اس کے گھوڑے کے منہ پر مارے۔ اس نے اپنا گھوڑا ان کی سواریوں کے منہ پر مارا۔ وہ ان پر چلایا اور حضرت علیؓ بھی آ گئے تو وہ لوگ رک گئے۔

لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس بات کو قبول کر لیا ہے کہ اپنے اور ان کے درمیان ہم قرآن کا فیصلہ قبول کریں۔ اشعث بن قیس، حضرت علیؓ کے پاس آیا اور کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ لوگ اس امر پر رضا مند ہو گئے ہیں جس کی ان کو دعوت دی گئی ہے کہ قرآن کا فیصلہ قبول کریں گے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں معاویہؓ کے پاس جاؤں اور ان سے دریافت کروں کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا "جاؤ۔" وہ معاویہؓ کے پاس گیا اور کہا کہ تم نے قرآن کیوں بلند کیے ہیں؟ معاویہؓ نے کہا کہ ہم اور تم

Marfat.com

اس کی طرف رجوع کریں جس کا حکم اللہ نے اپنی کتاب میں دیا ہے۔ تم بھی اپنی پسند کا ایک آدمی نامزد کرو۔ ہم بھی اپنی پسند کا ایک آدمی نامزد کریں اور ان پر لازم کر دیں کہ جو کچھ اللہ کی کتاب میں ہے اس پر عمل کریں اور اس سے تجاوز نہ کریں۔ پھر جس امر پر ان کا اتفاق ہو جائے ہم اس کی پیروی کریں۔ اشعث نے کہا یہ درست ہے۔ حضرت علیؓ کے پاس واپس آیا اور ان کو اس بات کی اطلاع دی۔ لوگوں نے کہا ہم اس پر رضامند ہیں اور اس کو قبول کرتے ہیں۔

حکمین کا تقرر

اہل شام نے کہا ہم عمرو بن عاص کو نامزد کرتے ہیں۔ اشعث نے کہا اور یہ لوگ بعد کو خارجی ہو گئے کہ ہم لوگ ابو موسیٰ اشعریؓ کو نامزد کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ تم پہلے میری نافرمانی کر چکے ہو۔ اب میری نافرمانی نہ کرو ابو موسیٰؓ اس کے اہل نہیں ہیں۔ اشعث، زید بن حصین اور مسعر بن فدکی نے کہا کہ ہم ان کو علاوہ اور کسی کو پسند نہیں کرتے کیونکہ ہم جس مصیبت میں مبتلا ہیں انہوں نے ہم کو اس سے ڈرا دیا تھا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ وہ معتبر آدمی نہیں ہیں وہ مجھ سے جدا ہو گئے تھے اور لوگوں کو مجھ سے جدا کر دیا تھا۔ وہ میرے پاس سے بھاگ گئے تھے میں نے کئی مہینہ کے بعد اس کو امان دی۔ یہ ابن عباس موجود ہیں جو ان سے بہتر ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! آپ یا ابن عباس حکم ہوں۔ ہم تو ایسے آدمی چاہتے ہیں جو آپ کے اور معاویہؓ کے درمیان برابر ہو (یعنی فریق نہ ہو)۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں اشتر کو مقرر کرتا ہوں۔ ان لوگوں نے کہا کیا روئے زمین پر اشتر کے سوا کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تم نے ابو موسیٰؓ کے علاوہ سب کا انکار کیا۔ لوگوں نے کہا ہاں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا جو تمہارا جی چاہے کرو۔

ان لوگوں نے ابو موسیٰؓ کو بلوایا وہ جنگ سے علیحدہ رہے تھے اور عرض میں مقیم تھے۔ ان کا غلام آیا اور اس نے کہا کہ لوگوں نے صلح کر لی ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا الحمد للہ۔ غلام نے کہا کہ آپ کو حکم نامزد کیا ہے۔ ابو موسیٰؓ نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ابو موسیٰؓ آئے اور لشکر گاہ میں داخل ہوئے۔

اشتر حضرت علیؓ کے پاس آیا اور کہا آپ مجھے عمرو بن عاص کے ساتھ لگا دیجئے اللہ کی قسم!

Marfat.com

اگر وہ کوئی دھوکہ کرے گا تو میں اس کو قتل کر دوں گا۔

احنف بن قیس آیا اور کہا اے امیر المومنین! آپ کو زمین سے پتھر اٹھا کر مار دیا گیا ہے۔ میں ابو موسیٰؓ کو آزما چکا ہوں اور ان کا آدھا شریک رہا ہوں۔ میں نے ان کو کند چھری کی طرح پایا۔ اللہ کی قسم! کوئی شخص اس قوم کے مقابلہ کی صلاحیت نہیں رکھتا جو ان کے پاس جائے گا وہ ان کی مٹھی میں ہوگا اور اگر دور ہوگا تو ستارہ کی طرح ہوگا۔ اگر آپ مجھ کو حکم بنانا نہیں چاہتے تو مجھے دوسرے یا تیسرے درجہ میں کر دیجئے تا کہ اگر وہ کوئی گرہ لگائیں تو میں اس کو کھول دوں اور جو گرہ میں آپ کے لئے لگاؤں گا وہ اس کو کھول نہ سکیں گے۔ دوسری گرہ اس سے بھی مشکل ہوگی۔ لوگوں نے ابو موسیٰؓ اور قرآن کی رضامندی کے علاوہ ہر بات کا انکار کیا۔ احنف نے کہا اگر تم ابو موسیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں چاہتے تو ان کی پشت دوسرے آدمیوں کے ذریعہ گرم کر دو۔

تحکیم کی دستاویزات

عمرو بن عاص، حضرت علیؓ کے پاس آئے تا کہ ان کے سامنے دستاویز مرتب کی جائے۔ انہوں نے لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وہ فیصلہ ہے جو امیر المومنین علیؓ نے کیا ہے۔ اس پر عمرو نے کہا کہ وہ تو صرف تمہارے امیر ہیں ہمارے نہیں۔ احنف نے کہا کہ امیر المومنین کا لفظ نہ مٹایا جائے کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اس لفظ کو مٹا دیا تو یہ منصب آپ کی طرف کبھی واپس نہیں آئے گا۔ اس کو نہ مٹاؤ۔ خواہ لوگ ایک دوسرے کو قتل کریں۔ حضرت علیؓ نے بھی انکار کیا اور اس بحث میں دن کا بڑا حصہ گزر گیا۔ پھر اشعث بن قیس نے کہا کہ اس کو مٹا دو تو وہ لفظ مٹا دیا گیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ اکبر! یہ بھی سنت کی پیروی ہے۔ میں صلح حدیبیہ کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ کا کاتب تھا میں نے "محمد رسول اللہ" لکھا تو ان لوگوں نے کہا ہم تو نہیں مانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ لہٰذا اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھیے۔ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اس لفظ کے مٹانے کا حکم دیا اور میں نے کہا کہ میں نہیں مٹا سکتا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے دکھاؤ۔ میں نے آپ کو دکھا دیا تو آپ نے وہ لفظ اپنے ہاتھ سے مٹا دیا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ تمہیں بھی اسی طرح دعوت دی جائے گی اور تم بھی قبول کرو گے۔ عمرو نے کہا سبحان اللہ! کیا ہم کفار کی طرح ہیں حالانکہ ہم مومن ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اے نابغہ کے بیٹے! تو فاسقین کا دوست

Marfat.com

اور مومنین کا دشمن کب نہیں رہا۔ عمرو نے کہا آج کے بعد کسی مجلس میں آپ اور میں کبھی جمع نہ ہوں گے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ اللہ تجھ سے اور تجھ جیسے لوگوں سے میری مجلس کو پاک رکھے گا۔

اس کے بعد یہ دستاویز لکھی گئی:

''یہ وہ معاہدہ ہے جو علیؓ بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان نے باہم کیا۔ یہ معاہدہ اہل عراق اور ان کے ساتھیوں کی جانب سے علیؓ نے کیا اور اہل شام اور ان کے ساتھیوں کی جانب سے معاویہؓ نے کیا۔ فریقین خود کو اللہ کے حکم اور اس کی کتاب کا پابند کرتے ہیں اور کتاب کے علاوہ کوئی فیصلہ قابل قبول نہ ہوگا۔ کتاب اللہ میں اول سے آخر تک جو کچھ موجود ہے اس پر عمل پیرا ہوں گے جب تک ہم زندہ ہیں اس پر زندہ ہیں اور جب مریں گے تو اسی پر ہماری موت ہوگی اور کتاب اللہ میں جو دو حکم ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس اور عمرو بن عاص دریافت کریں گے اس پر عمل کریں گے اور جو کچھ اس میں پائیں گے تو ان کا فیصلہ اس سنت کی روشنی میں ہوگا جو عدل و انصاف پر مبنی ہے اور جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔''

حکمین نے حضرت علیؓ اور معاویہؓ اور دونوں کے لشکر کے عہد و پیمان لئے کہ ان دونوں کی جان اور ان کے گھر والے محفوظ رہیں گے۔ اور جو فیصلہ وہ صادر فرمائیں گے پوری امت ان کی معاون ہوگی اور عبداللہ بن قیس (یعنی ابو موسیٰ اشعری) اور عمرو بن عاص پر اللہ کی طرف سے یہ عہد ہے اور وعدہ ہے کہ اس امت کے درمیان صحیح فیصلہ نافذ کریں گے تا کہ اس امت میں دوبارہ جنگ یا اختلاف نہ ہو۔ جو تحکیم نہ مانیں گے وہ گنہگار ہوں گے۔ فیصلہ سنانے کی جگہ اہل کوفہ اور اہل شام کے درمیان میں ہوگی۔

اس دستاویز پر اشعث بن قیس، سعید بن قیس ہمدانی، ورقا بن سُمّی بجلی، عبداللہ بن مُحل عجلی، حُجر بن عدی کندی، عبداللہ بن طفیل العامری، عقبہ بن زیاد حضرمی، یزید بن حجیۃ تمیمی، مالک بن کعب ہمدانی نے حضرت علیؓ کی جانب سے بطور گواہ دستخط کئے اور معاویہؓ کی طرف سے ابوالاعور السلمی، حبیب بن مسلمہ، زمل بن عمرو عذری، حُمرہ بن مالک ہمدانی، عبدالرحمٰن بن خالد مخزومی، سبیع بن یزید انصاری، عتبہ بن ابی سفیان، یزید بن حرالعبسی نے دستخط کئے۔[8]

کہا گیا ہے کہ اشتر سے کہا گیا کہ وہ بھی لکھ دے۔ اس نے کہا کہ میرا داہنا ہاتھ مجھ سے جدا

Marfat.com

ہو جائے اور میں بائیں ہاتھ سے بھی فائدہ حاصل نہ کرسکوں اگر میں اس دستاویز پر دستخط کروں تو اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر نہیں ہوں اور اپنے دشمنوں کی گمراہی کا یقین نہیں رکھتا۔تم تو میری کامیابی دیکھ چکے ہو اشعث نے کہا اللہ کی قسم! تو نے کوئی کامیابی نہیں دیکھی ۔تو ہمارے ساتھ آ۔ہمیں تجھ سے نفرت نہیں ہے۔اشتر نے کہا ''دنیا میں دنیا کی خاطر اور آخرت میں آخرت کی خاطر میں تجھ سے نفرت کرتا ہوں۔خدا نے میری تلوار کے ذریعہ بہت سے آدمیوں کا خون بہایا ہے اور تو میرے نزدیک ان سے بہتر نہیں ہے اور تیرا خون بہانا مجھے حرام نہیں ہے۔''

راوی کا بیان ہے گویا اللہ نے اشعث کی ناک پر کوئلے رکھ دیے ہیں۔اشعث اس دستاویز کا مضمون لوگوں کو سنانے کے لئے نکلا وہ بنی تمیم کے ایک گروہ کے پاس سے گزرا اس میں ابو بلال کا بھائی عروہ بن اُدَیَّـــہ بھی تھا۔اشعث نے وہ دستاویز پڑھ کر سنائی تو عُروہ نے کہا اللہ کے معاملہ میں تم آدمیوں کو حکم بناتے ہو خدا کے سوا کسی کا حکم نافذ نہیں ہوسکتا۔پھر اپنی تلوار سونتی اور اس کی سواری کے پیچھے پر ماری سواری بھڑک اٹھی ۔اشعث کے ساتھی چلائے تو وہ واپس آیا تو اس کی قوم کے لوگ اور بہت سے یمنی اس سے بگڑے۔احنف بن قیس، مسعر بن فدکی اور قبیلہ تمیم کے کچھ لوگ معذرت کے لئے آئے تو اس نے قبول کرلی اور شکریہ ادا کیا۔

یہ دستاویز صفر ۳۷ھ کی تیرہ تاریخ کو لکھی گئی اور اس پر اتفاق کرلیا کہ امیر المومنین ماہ رمضان میں دومۃ الجندل یا اذرح میں آجائیں گے وہیں حکمین جمع ہوں گے۔حضرت علیؓ سے کہا گیا کہ اشتر دستاویز کو تسلیم نہیں کرتا۔وہ صرف جنگ چاہتا ہے۔حضرت علیؓ نے فرمایا ''اللہ کی قسم میں بھی رضامند نہیں تھا نہ یہ چاہتا تھا کہ تم رضامند ہو جاؤ۔جب تم نے رضامندی کے علاوہ دیگر امور کا انکار کیا تو میں بھی رضامند ہو گیا۔'' رضامندی کے بعد رجوع کرنا اور اقرار کے بعد بدل جانا خدا کی نافرمانی ہے اور اس کی کتاب سے سرکشی ہے۔پس جو اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرے اس سے جنگ کرو اور جس شخص کا تم نے ذکر کیا ہے کہ اس نے میرا طریقہ چھوڑ دیا ہے۔وہ ان میں سے نہیں ہے۔اے کاش! تم میں دو آدمی اس کے مثل ہوتے۔اے کاش! تم میں ایک آدمی بھی اس کی مثل ہوتا۔وہ میرے دشمن میں وہی بات دیکھتا ہے جو میں دیکھتا ہوں۔اس وقت مجھے تمہارے احسان کی ضرورت نہ ہوتی ۔مجھے امید ہے کہ تم میں سے بعض راہ راست پر آجائیں گے۔میں نے تمہیں روکا تھا مگر تم نے میری نافرمانی

Marfat.com

کی۔تمہاری اور میری وہی مثال ہے جس کا بیان ہوازن کے بھائی نے کیا ہے۔

وھل انا الامن غَزِیّۃ ان غوت　　　غویتُ وان ترشد غزیۃ ارشد

[میرا تعلق تو غزیہ سے ہے اگر وہ گمراہ ہوا تو میں بھی گمراہ ہوا اور اگر اس نے ہدایت پائی تو میں نے بھی ہدایت پائی۔]

اللہ کی قسم! تم نے ایک ایسا کام کیا ہے کہ قوت کمزور پڑ گئی اور اس کی وجہ سے سستی پیدا ہو گئی۔ذلت میراث میں پہنچی۔ پہلے تم سر بلند تھے اور تمہارا دشمن تم سے ڈرتا تھا،ان کا قتل عام ہو رہا تھا۔ ان لوگوں کو زخموں کی تکلیف پہنچ رہی تھی تو انہوں نے مصاحف بلند کیے اور تمہیں فتنہ میں مبتلا کر دیا تا کہ تم جنگ بندی کرو اور وہ تمہاری گھات میں لگ جائیں اور تم پر مکر فریب چلائیں اور جو کچھ مانگیں تم دو اور اگر انکار کرو تو تم میں سستی پیدا ہو جائے۔اللہ کی قسم! اس کے بعد مجھے اندیشہ ہے کہ تم کو ہدایت کی توفیق نہ ہوگی اور نہ تم یقین کے دروازہ تک پہنچو گے۔''

پھر لوگ صفین سے واپس ہوئے ۔ جب حضرت علیؓ واپس ہوئے تو حروریہ 9 نے مخالفت کی اور خروج کیا اور یہ پہلا اختلاف تھا کہ انہوں نے آدمیوں کو حکم بنانے کا انکار کیا۔وہ جس راستے پر چل رہے تھے اس کے خلاف چل پڑے ۔ راستی چھوڑ دی وہ دشمن ہو گئے۔ وہ بغض رکھنے والے دشمن تھے۔انہوں نے تحکیم کی تردید کی اور گالیاں دے کر اور کوڑے مار کر رہزنی کرتے تھے۔ خوارج یہ کہتے تھے اے اللہ کے دشمنو! کیا اللہ کے معاملہ میں تم نے سستی کی اور دوسرے کہتے تھے کہ تم ہمارے امام سے جدا ہو گئے اور تم نے ہماری جماعت میں تفرقہ ڈال دیا۔

حضرت علیؓ وہاں سے چلے گئے ۔ یہاں تک کہ نخیلہ پہنچے اور کوفہ کی گلیوں میں سے گزرے۔ انہوں نے دیکھا ایک بوڑھا آدمی ایک گھر کے سائے میں بیٹھا ہے اور اس پر بیماری کا اثر ہے۔ امیر المومنین نے اس کو سلام کیا۔اس نے سلام کا اچھی طرح جواب دیا۔حضرت علیؓ نے اس سے کہا۔ میں تمہارا چہرا بدلا ہوا دیکھتا ہوں کیا یہ بیماری کی وجہ سے ہے؟ اس نے کہا ہاں۔حضرت علیؓ نے کہا تم تو اس کو برا سمجھتے ہو گے۔اس نے کہا میں پسند نہیں کرتا کہ یہ کسی اور کو بھی ہو۔حضرت علیؓ نے کہا تمہیں نیکی کا بھی اندازہ ہے جو اس کے عوض تمہیں ملے گی۔اس نے کہا ہاں۔حضرت علیؓ نے کہا تجھے پروردگار کی رحمت کی خوشخبری ہے تیرے گناہوں کی مغفرت ہوگی۔اے اللہ کے بندے! تیرا کیا نام۔اس نے کہا

Marfat.com

صالح بن سلیم۔ حضرت علیؓ نے کہا کس قبیلہ سے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ اصل تو قبیلہ سلامان طے سے ہوں مگر دعوت اور پڑوس کے لحاظ سے سلیم بن منصور سے ہوں۔ حضرت علیؓ نے کہا سبحان اللہ! تیرا نام کتنا پیارا ہے! تیرے باپ کا نام کتنا اچھا ہے! جس نے تجھے دعوت دی اور تو نے پناہ لی اس کا نام کتنا اچھا ہے۔ کیا تو نے ہمارے ساتھ اس جنگ میں حصہ لیا؟ اس نے کہا اللہ کی قسم! نہیں۔ اگرچہ میں نے ارادہ کیا مگر آپ بخار کا اثر دیکھ رہے ہیں اس نے مجھے اس جنگ کی شرکت سے باز رکھا۔

حضرت علیؓ نے وہ آیت پڑھی۔ لیس علی الضعفاء ولا علی المرضیٰ...... الایۃ [یعنی کمزوروں اور بیماروں پر کوئی حرج نہیں ہے۔ الآیۃ] مجھے یہ بتاؤ کہ جو کچھ ہمارے اور اہل شام کے درمیان معاملہ پیش آیا اس کے متعلق لوگوں کی کیا رائے ہے۔ اس نے کہا کہ کچھ لوگ اس معاہدہ پر جو آپ کے اور اہل شام کے درمیان ہوا خوش ہیں اور یہ کینہ پرور لوگ ہیں۔ کچھ لوگ سرنگوں اور افسوس کرنے والے ہیں یہ آپ کے مخلص ہیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا تو نے سچ کہا۔ خدا تیرے مرض کو تیرے گناہوں کو دور کرنے والا کرے۔ خود مرض کا تو کوئی معاوضہ نہیں ہے مگر وہ بندے کے عمل دھو لیتا ہے۔ زبان سے جو کچھ کہا جاتا ہے جو عمل یا پاؤں سے کیا جاتا ہے ان کا بدلہ ہے۔ اللہ جل شانہ اپنے بندوں میں سے ایک بڑی تعداد کو صرف صدق نیت اور اخلاص کی وجہ سے جنت میں داخل فرمائے گا۔

اس کے بعد حضرت علیؓ کچھ زیادہ دور نہ گئے تھے کہ عبداللہ بن ودیعہ انصاری سے ملاقات ہوئی۔ وہ قریب آیا۔ سلام کیا اور ساتھ چلنے لگا۔ حضرت علیؓ نے پوچھا کیا لوگوں کو ہمارے معاملہ کے متعلق کچھ کہتے ہوئے سنا ہے۔ کہا ان میں سے کچھ لوگ پسند کرتے ہیں اور کچھ ناپسند۔ حضرت علیؓ نے کہا دانشمندوں کی کیا رائے ہے۔ عبداللہ نے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ علیؓ کے ساتھ ایک بڑی جماعت تھی اس کو انہوں نے منتشر کر دیا اور ان کے پاس ایک مضبوط قلعہ تھا اس کو انہوں نے منہدم کر دیا جو قلعہ وہ گرا چکے ہیں اس کو کب بنائیں گے اور جن لوگوں کو منتشر کیا ہے ان کو کب جمع کریں گے۔ جو لوگ ان کے فرماں بردار تھے ان کو ساتھ لیتے اور جو لوگ نافرمان تھے ان کو علیحدہ کر دیتے اور جنگ کو جاری رکھتے یہاں تک کہ فتح یاب ہوتے یا ہلاک ہوتے تو یہ دانشمندی ہوتی۔

حضرت علیؓ نے فرمایا ''میں نے منہدم کیا یا ان لوگوں نے منہدم کیا۔ میں نے منتشر کیا یا وہ

Marfat.com

خود منتشر ہوئے۔ اور یہ کہنا کہ فرماں برداروں کو ساتھ لے کر جنگ کی جاتی اس میں کامیابی ہوتی یا ہلاکت یہ بات مجھ سے پوشیدہ نہیں تھی۔ مجھے اپنی جان کی کوئی پرواہ نہیں بلکہ موت سے زیادہ خوش ہوں۔ میں نے حملہ کا ارادہ کر لیا تھا مگر ان دونوں کو یعنی حسن اور حسین کو دیکھا جو دوڑ کر میرے پاس آئے اور ان دونوں کو یعنی عبداللہ بن جعفر اور محمد بن علی کو دیکھا جو میرے پاس آگئے تو میں نے یہ جان لیا کہ اگر یہ دونوں ہلاک ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کی نسل اس امت سے منقطع ہو جائے گی۔ اور یہ بات مجھے ناگوار گزری اور ان دونوں کو ہلاک ہونے کا خوف ہوا۔ اللہ کی قسم! اگر آج کے بعد میں ان سے مقابلہ کروں گا تو یہ میرے ساتھ لشکر میں نہ ہوں گے نہ گھر میں ہوں گے۔ پھر وہ آگے بڑھے تو داہنی طرف سات آٹھ قبریں تھیں۔ حضرت علیؓ نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے تو کہا گیا اے امیر المومنین! آپ کے روانہ ہونے کے بعد خباب بن ارت کی وفات ہوئی۔ اس نے وصیت کی تھی کہ کھلے میدان میں دفن کیا جائے۔ اس زمانہ میں لوگ اپنے گھروں میں اور صحن میں دفن کیا کرتے تھے۔ کوفہ کے کھلے میدان میں سب سے پہلے ان کو دفن کیا گیا اور ان کے پہلو میں اور لوگ دفن کئے گئے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اللہ خباب پر رحم کرے! وہ خوشی سے اسلام لائے۔ فرمان الٰہی کی بجا آوری میں ہجرت کی۔ جیتے جی جہاد کرتے رہے۔ اسلام لانے پر جسمانی اذیتیں برداشت کیں۔ اللہ نیک کاموں کا بدلہ ضائع نہیں کرتا۔ وہاں کھڑے ہو کر کہا۔

> ''تم پر سلامتی ہو اے وحشت زدہ گھروں اور ویران مقامات کے رہنے والو! مومن مرد اور مومن عورتو! اے مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں! تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔ اور تھوڑی ہی مدت میں تم سے آکر مل جائیں گے۔ اے اللہ ہماری اور ان کی مغفرت فرما۔ اپنے عفو کے ذریعے ہماری اور ان کی غلطیوں سے درگزر فرما۔ خوش خبری ہے اس کے لئے جو اپنے اس لوٹنے کی جگہ کو یاد رکھے اور حساب کے لئے عمل کرے اور قوت لایموت پر قناعت کرے اور اللہ عزوجل سے راضی ہو۔''

پھر حضرت علیؓ آگے بڑھے اور ثوریین کی گلی کے مقابل پہنچے تو رونے کی آواز سنی۔ تو آپ نے دریافت کیا یہ کیسی آواز ہے تو کہا گیا کہ مقتولین صفین کا ماتم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ان میں سے جو صبر کرتے ہوئے قتل ہوا وہ شہید ہے۔

Marfat.com

پھر فائشین کے محلہ سے گزرے تو وہاں بھی ویسی ہی آواز سنی اور وہی جملہ دہرایا۔ پھر شبامیین سے گزرے تو بہت سخت گریہ وزاری کی آواز سنی تو آپ وہاں ٹھہر گئے۔ حرب بن شرحبیل شبامی آپ کے پاس آیا تو حضرت علیؓ نے اس سے کہا کہ تمہاری عورتیں تم پر غالب ہیں جو تم ان کو اس ماتم سے نہیں روکتے۔ اس نے کہا اے امیرالمومنین! اگر ایک یا دو تین گھر ہوتے تو ہم روک سکتے تھے مگر ایک قبیلہ کے ایک سو اسی آدمی قتل ہوئے ہیں پس کوئی گھر ایسا نہیں ہے جہاں گریہ وبکا نہ کیا جارہا ہو ہم مرد نہیں روتے بلکہ شہادت پر خوش ہوتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ تمہارے مقتولوں اور مرنے والوں پر رحم کرے۔ وہ ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ حضرت علی سوار تھے تو اس سے حضرت علیؓ نے کہا واپس چلے جاؤ۔ وہ ٹھہر رہا تو پھر کہا کہ واپس جاؤ اگر تم جیسے مجھ جیسے کے ساتھ چلے تو والی کے لئے فتنہ ہے اور مومن کی ذلت ہے۔

پھر حضرت علیؓ آگے گئے تو ناعطیین کے پاس سے گزرے ان میں سے بیشتر لوگ حضرت عثمان کے حامیوں میں تھے تو بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ علیؓ نے کچھ بھی نہیں کیا بیکار گئے اور بیکار واپس آئے۔ جب ان لوگوں نے آپ کو دیکھا تو دوسری باتوں میں لگ گئے۔

حضرت علیؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس قوم کے نمایاں لوگوں نے شام نہیں دیکھا ہے پھر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہم نے جن کو پیچھے چھوڑا ہے وہ ان سے بہتر تھے۔ پھر کہا۔

[تیرا بھائی وہ ہے جو تجھے ملامت کر کے زمانہ کی جانب سے ہلاکت کا خوف دلائے اور تیری ترقی سے خوش ہو۔

وہ تیرا بھائی نہیں ہے جو تجھے روکتا ہے لہٰذا تو ان کاموں کو لازم پکڑ جس پر لوگ تجھے ملامت کرتے ہیں۔]

پھر حضرت علیؓ آگے بڑھے اور جب تک قصر میں داخل ہوئے ذکر الٰہی کرتے رہے جب کوفہ میں داخل ہوئے تو خارجی ان کے ساتھ داخل نہیں ہوئے وہ حرداء گئے اور وہاں اترے۔

مقتولینِ جنگ صفین

اویس قرنی جنگ صفین میں قتل ہوئے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کی وفات دمشق یا آرمینیہ

Marfat.com

یا بجستان میں ہوئی۔

اسی جنگ میں جندب بن زہیر ازدی کا قتل ہوا۔ وہ صحابہ میں تھے اور صفین میں حضرت علیؓ کے طرفدار تھے۔

صفین میں حابس بن سعد طائی بھی معاویہؓ کی طرف سے قتل ہوا۔ وہ یزید بن عدی بن حاتم کا ماموں تھا۔ یزید نے اس کے قاتل کو دھوکے سے قتل کیا۔ عدی نے یہ قصد کیا کہ یزید کو مقتول کے وارثوں کے سپرد کردے۔ لہٰذا وہ معاویہؓ کے پاس بھاگ گیا۔

حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ صفین میں جو لوگ شریک تھے ان میں خزیمہ بن ثابت تھے جن کی گواہی دو آدمیوں کے برابر تھی۔ انہوں نے جنگ میں حصہ نہیں لیا تھا مگر جب عمار بن یاسر قتل ہو گئے تو انہوں نے تلوار سونت لی اور لڑنے لگے یہاں تک کہ قتل ہو گئے۔ انہوں نے یہ کہا تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ عمار کو باغی جماعت قتل کرے گی۔

حضرت علیؓ کی طرف سے لڑتے ہوئے سہیل بن عمرو بن ابی عمر انصاری قتل ہوئے، وہ بدری تھے۔ حضرت علیؓ کی طرف سے ایک مہاجر خالد بن ولید قتل ہوئے وہ بھی صحابی تھے۔

جعدہ بن ہبیرہ کا عامل خراسان بنایا جانا

صفین سے واپس آنے کے بعد اسی سن میں حضرت علی نے جعدہ بن ہبیرۃ مخزومی کو خراسان کی طرف عامل بنا کر بھیجا۔ وہ نیشا پور پہنچا۔ وہاں کے باشندوں نے سرکشی کی اور اس کا راستہ روک لیا۔ لہٰذا وہ حضرت علیؓ کی طرف واپس آ گیا۔ اس کے بعد حضرت علیؓ نے خلید بن قرۃ الیربوعی کو روانہ کیا۔ اس نے وہاں کے باشندوں کا محاصرہ کیا۔ انہوں نے اس سے صلح کر لی اور اہل مرو نے بھی صلح کر لی۔

خوارج کا حضرت علیؓ سے رجوع کرنے کا بیان

جب حضرت علیؓ صفین سے واپس آئے تو خوارج جدا ہو گئے۔ اور ان میں سے بارہ ہزار نے حرورا میں پڑاؤ ڈالا اور ان کے منادی نے یہ اعلان کیا کہ جنگ کا امیر شبث بن ربعی تمیمی ہے، نماز کا

Marfat.com

امیر عبداللہ بن الکوا الیشکری ہے اور فتح اور بیعت کے بعد خلافت مشورہ سے طے کی جائے گی اور بیعت خدائے بزرگ و برتر کی ہے اور اسی نے نیکی کا حکم اور بدی سے روکا ہے۔

جب حضرت علیؓ نے اور ان کے ساتھیوں نے یہ اعلان سنا تو ان کے ساتھی کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ ہماری گردنوں میں دوسری بیعت بھی ہے۔ آپ جن کے دوست ہیں ہم بھی ان کے دوست ہیں اور آپ جن کے دشمن ہیں ہم بھی ان کے دشمن ہیں۔

خوارج نے کہا تم اور اہل شام کفر میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا چاہتے ہو۔ جس طرح گھوڑ دوڑ کے گھوڑے دوڑتے ہیں۔ اہل شام نے معاویہ کی بیعت کی ہے کہ جس بات کو معاویہ پسند کریں گے وہ بھی پسند کریں گے اور جس بات کو وہ برا مانیں گے تو وہ بھی برا جانیں گے۔ تم نے حضرت علیؓ کی بیعت کی ہے کہ وہ جس کے دشمن ہوں گے تم بھی ان کے دشمن ہو گے اور وہ جس کے دوست ہوں گے تم بھی ان کے دوست ہو گے۔

زیاد بن نضر نے جواباً کہا کہ حضرت علیؓ نے بیعت کے لئے ہاتھ نہیں پھیلایا ہم نے تو اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت پر بیعت کی ہے۔ چونکہ تم نے مخالفت کی ہے اس لئے ہم نے آ کر ان سے کہا ہے کہ آپ جن کے دشمن ہیں ہم بھی ان کے دشمن ہیں اور آپ جن کے دوست ہیں ہم بھی ان کے دوست ہیں۔ اور وہ حق پر اور ہدایت پر ہیں۔ جو ان کی مخالفت کرتا ہے وہ گمراہ ہے۔

حضرت علیؓ نے عبداللہ بن عباس کو خوارج کی طرف بھیجا اور کہا کہ ان کو جواب دینے اور ان سے بحث کرنے کہ جلدی نہ کرنا تاوقتیکہ میں نہ پہنچوں۔ وہ ان کی طرف گئے اور خوارج بحث کرنے کو نکل آئے تو عبداللہ سے برداشت نہ ہوا اور ان کو جواب دیا۔ اور کہا کہ حکمین پر تم نے جو اعتراض کیا ہے وہ درست نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ان یرید اصلاحا یوفق اللہ بینھما ﴿ [اگر وہ دونوں اصلاح کا ارادہ رکھتے ہیں تو اللہ ان میں موافقت پیدا کر دے گا۔] لہٰذا امت محمد ﷺ کا کیا معاملہ ہے۔

خوارج نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جن امور میں غور کرنے کا حکم دیا ہے اس کو بندے خود طے کر سکتے ہیں اور جہاں حکم نافذ کر دیا ہے مثلاً زانی کو سو کوڑے مارنا اور چور کا ہاتھ کاٹنا وہاں بندوں کو غور کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

ابن عباس نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم میں سے دو عادل ان کے حکم ہوں۔ خوارج نے

Marfat.com

کہا گیا شکار کے معاملہ میں یا کھیتی کے بارے میں یا زوجین میں فیصلہ کرنے کا حکم مسلمانوں کی خونریزی کے حکم کی طرح ہے۔ خوارج نے یہ بھی کہا کیا عمرو بن عاص جو کل تک ہم سے جنگ کرتا رہا وہ صاحب عدل ہے اور اگر وہ عادل ہے تو ہمیں عدول کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے اور تم نے اللہ کے معاملہ میں آدمیوں کو حکم بنایا ہے اور اللہ نے معاویہؓ اور اس کے ساتھیوں کے لئے حکم نافذ فرمایا ہے کہ وہ قتل کئے جائیں یا اپنے موقف سے رجوع کر لیں۔ اور تم نے اس کے اور اپنے درمیان ایک دستاویز لکھ دی اور تم نے ان سے معاہدہ کر لیا۔ حالانکہ خدا نے مسلمانوں ے اور اہل حرب کے درمیاں سورہ برأت کے نزول سے معاہدہ کی ممانعت کی ہے، بجز اس صورت کے کہ وہ جزیہ دینے کا اقرار کریں۔

حضرت علیؓ نے زیاد بن نضر کو روانہ کیا کہ یہ جائزہ لے کہ ان میں سے کس سردار کے ساتھ بڑی جماعت ہے۔ زیاد نے یہ اطلاع دی کہ یزید بن قیس کی جماعت سب سے بڑی ہے۔

حضرت علیؓ کچھ لوگوں کے ساتھ برآمد ہوئے اور یزید بن قیس کے خیمہ تک گئے۔ خیمہ میں داخل ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اور اس کو اصفہان اور رَے کا امیر بنا دیا۔ پھر وہاں سے برآمد ہو کر وہاں پہنچے جہاں خوارج، ابن عباس سے بحث کر رہے تھے۔ آپ نے ابن عباس سے کہا کیا میں نے ان سے بحث کرنے کو منع نہیں کیا تھا۔ پھر ان سے گفتگو کی اور کہا اے اللہ! یہاں وہی فلاح پائے گا جو قیامت کے دن فلاح کا زیادہ مستحق ہوگا۔ پھر ان سے پوچھا کہ تمہارا سردار کون ہے۔ خارجیوں نے کہا ابن الکوا۔ پھر آپ نے کہا تم نے ہمارے خلاف خروج کیوں کیا؟ خوارج نے کہا کہ تم نے صفین میں تحکیم کو قبول کیا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا میں تمہیں خدا کی قسم دلا کر دریافت کرتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ جب اہل شام نے مصاحف بلند کئے تو تمہیں نے یہ کہا تھا کہ ہم اس تجویز کو قبول کرتے ہیں۔ میں نے تم سے یہ کہا تھا کہ میں اس جماعت کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ یہ لوگ دین دار نہیں ہیں۔ اور جو کچھ اس موقع پر کہا تھا اس کا ذکر کیا۔ پھر یہ کہا کہ میں نے حکمین پر یہ شرط عائد کر دی ہے کہ جس چیز کو قرآن نے زندہ کیا ہے اس کو زندہ رکھیں اور جس چیز کو فنا کیا ہے اس کو فنا کر دیں۔ لہٰذا اگر وہ قرآن کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں تو ہم ان کی مخالفت کرنے والے نہیں لیکن اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو ہم حکمین کے فیصلے سے بری ہیں۔ پھر انہوں نے پوچھا، کیا قرین انصاف ہے کہ خون کے معاملہ میں لوگوں کو حکم بنایا جائے۔ حضرت علی نے جواب دیا، ہم نے لوگوں کو حکم نہیں بنایا، قرآن کو بنایا ہے۔ لہٰذا قرآن کا حکم نافذ ہوگا اور وہ ایک

Marfat.com

تحریر ہے جو دوگتوں کے درمیان ہے۔ وہ خودنہیں بولتا بلکہ لوگ اس کی روشنی میں کلام کرتے ہیں۔

خوارج نے کہا کہ ہم کو یہ بتایئے کہ یہ مدت کس لئے مقرر کی ہے۔

حضرت علیؓ نے کہا تا کہ جاہل جان لے اور عالم ثبات حاصل کر لے۔ شاید اللہ اس ذریعہ سے اس امت کی اصلاح فرمائے۔ تم اپنے شہروں میں داخل ہو جاؤ۔ اللہ تم پر رحم کرے! اس جواب پر لوگ واپس چلے گئے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ خوارج نے حضرت علیؓ سے کہا کہ آپ نے سچی بات کہی ہے اور جیسا کہ آپ نے ذکر کیا ہے۔ ہم ایسے ہی تھے۔ ہم کفر کے مرتکب ہوئے تھے اور اب ہم نے اللہ سے توبہ کر لی ہے۔ لہٰذا آپ بھی ہماری طرح توبہ کرلیں تو ہم آپ کی بیعت کریں گے ورنہ ہم مخالفت کریں گے۔ خوارج کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ نے ہماری بیعت کی اور کہا کہ اپنے اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ۔ ہم چھ مہینے تک انتظار کریں گے تا کہ سامان جمع کیا جا سکے اور سواریاں موٹی ہو جائیں۔ پھر اپنے دشمن کی طرف جنگ کے لئے نکلیں گے۔ مگر خوارج نے جو گمان کیا تھا وہ جھوٹ تھا۔

حکمین کے اجتماع کا بیان

جب اجتماع حکمین کا وقت آیا تو حضرت علیؓ نے چار سو آدمی روانہ کئے اور ان پر شریح بن ہانی حارثی کو امیر بنایا اور اس کو یہ وصیت کی کہ عمرو بن عاص سے کہنا کہ علیؓ نے تجھے کہلوایا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر کے نزدیک انسانوں میں وہ سب سے افضل ہے جس کو حق پر عمل کرنا زیادہ محبوب ہے۔ اگر چہ باطل سے کم یا زیادہ ہو۔ اے عمرو! اللہ کی قسم! تجھے حق کا مقام معلوم ہونا چاہئے اور تجھے انجان نہ بننا چاہئے۔ اگر چہ تجھے لالچ بھی دیا جائے۔ تو اللہ کا اور اس کے دوستوں کا دشمن تھا۔ اللہ کی قسم! تجھے جو کچھ ملا وہ جاتا رہا۔ تجھ پر افسوس ہے! تو خیانت کرنے والوں کا وکیل نہ بن اور ظالموں کا مددگار نہ بن۔ میں جانتا ہوں تو کب نادم ہوگا اور وہ تیری وفات کا دن ہوگا تو اس دن یہ خواہش کرے گا دشمن نہ ہوتا اور فیصلہ کرنے میں رشوت نہ لیتا۔

جب یہ پیام اس کو پہنچا تو اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا پھر اس نے کہا کہ میں نے علیؓ کا مشورہ کب قبول کیا اور ان کا حکم میرے پاس کب پہنچا اور ان کی رائے پر کب بھروسہ کیا۔

Marfat.com

شریح نے کہا اے ابن نابغہ! تجھے کیا امر مانع ہے اگر تو اپنے آقا اور رسول اللہ ﷺ کے بعد مسلمانوں کے سردار کا مشورہ مان لے اور جو لوگ تجھ سے بہتر تھے یعنی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ وہ ان کا مشورہ مانتے تھے اور ان کی رائے پر عمل کرتے تھے۔

عمرو نے کہا مجھ جیسے آدمی سے تجھ جیسے آدمی کو اس قسم کی گفتگو نہیں کرنی چاہیے۔ شریح نے کہا اے ابن نابغہ تو اپنے باپوں میں سے کس کو پسند کرتا ہے تو اپنے باپ الوسط کو ترجیح دیتا ہے یا اپنی ماں النابغہ کو۔!! پھر وہاں سے کھڑا ہو گیا۔

حضرت علیؓ نے ان کے ساتھ عبداللہ بن عباس کو نماز پڑھانے کے لئے اور ان آدمیوں کے کاموں کا انتظار کرنے کے لیے بھیجا۔ اور ابوموسیٰ اشعری بھی ان ہی کے ساتھ تھے۔

معاویہؓ نے عمرو بن عاص کے ساتھ شام کے چار سو آدمی بھیجے یہاں تک کہ وہ دومۃ الجندل کے مقام اذرح میں پہنچے۔ عمرو کے پاس جب معاویہؓ کا خط آتا تھا تو کسی کو یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ اس میں کیا لکھا تھا اور اہل شام بھی کچھ دریافت نہ کرتے تھے۔ اس کے برخلاف جب حضرت علیؓ کا خط ابن عباس کے پاس آتا تھا تو اہل عراق اس کے متعلق دریافت کرتے تھے اور اگر اس کا مضمون پوشیدہ رکھا جاتا تو وہ قیاس آرائی کرتے تھے۔ وہ یہ کہتے تھے کہ انہوں نے ایسا ایسا لکھا ہوگا۔ ابن عباس نے کہا کیا تم میں اتنی بھی عقل نہیں کہ معاویہؓ کا قاصد آتا ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کیا پیغام لایا۔ اور کوئی چیخ پکار بھی نہیں ہوتی اور تم میرے معاملہ میں روز قیاس آرائی کرتے رہتے ہو۔

ان لوگوں کے ساتھ ابن عمر، عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیقؓ، ابن زبیر، عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام، عبدالرحمٰن بن عبد یغوث زہری، ابوجہم بن حُذیفہ العدوی، مغیرہ بن شعبہ بھی آئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص جنگل میں بنی سُلیم کے چشمہ کے پاس تھے۔ ان کا بیٹا عمران کے پاس آیا اور کہا کہ قریش کے لوگوں نے ابوموسیٰ اور عمرو کو حکم بنایا ہے۔ آپ بھی ان کے ساتھ موجود رہیں کیونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں اور شوریٰ کے ایک فرد ہیں اور آپ نے کوئی ایسا کام نہیں کیا کہ اس امت کے لوگوں کو ناپسند ہو اور آپ تو خلافت کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ سعد نے ایسا نہ کیا مگر ایک روایت ہے کہ سعد وہاں آئے اور اپنے آنے پر نادم ہوئے اور بیت المقدس سے عمرہ کا احرام باندھا۔

مغیرہ بن شعبہ نے قریش کے لوگوں سے کہا کیا تم میں ایسا کوئی شخص ہے جو یہ خبر لا سکے کہ

Marfat.com

دونوں حکم کسی فیصلہ پر متفق ہوں گے یا نہیں۔لوگوں نے کہا کہ کوئی شخص نہیں ہے۔مغیرہ نے کہا کہ میں معلوم کر کے بتادوں گا۔وہ عمرو بن عاص کے پاس گئے اور کہا تم اس گروہ کو کیسا سمجھتے ہو جولڑائی سے علیحدہ رہا کیونکہ جس جنگ کو تم نے جائز سمجھا ہم اس کے بارہ میں مشکوک تھے۔عمرو نے کہا کہ میں تم جیسے لوگوں کو نیکوں سے پیچھے رہنے والا اور فاجروں سے آگے رہنے والا سمجھتا ہوں۔مغیرہ وہاں سے ابو موسیٰ کے پاس گئے اور جو بات عمرو سے پوچھی تھی وہی ان سے کہی۔ابو موسیٰ نے کہا کہ میں تم کو لوگوں میں صحیح رائے پر عمل کرنے والا خیال کرتا ہوں۔مغیرہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس گئے اور کہا کہ یہ دونوں کسی ایک فیصلہ پر متفق نہیں ہوں گے۔

حکمین کی گفتگو اور فیصلہ

جب وہ دونوں حکم جمع ہو گئے تو عمرو نے ابو موسیٰ سے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ عثمانؓ مظلوم شہید کئے گئے۔ابو موسیٰ نے کہا میں اس کی شہادت دیتا ہوں۔عمرو نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ معاویہؓ اور آل معاویہ عثمانؓ کے ولی ہیں۔ابو موسیٰ نے کہا ہاں۔عمرو نے کہا اس میں کون سا امر مانع ہے کہ معاویہؓ کو خلیفہ تسلیم کیا جائے جیسا کہ تم جانتے ہو۔ان کا خاندان قریش کا ہے۔اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ لوگ کہیں گے کہ وہ سابقین اسلام میں سے نہیں ہیں تو یہ کہنا کہ خلیفہ مظلوم عثمانؓ کے خاندانی ہیں۔ان کا خون بہا طلب کرنے والے ہیں۔سیاست اور تدبر میں ماہر ہیں۔رسول اللہ ﷺ کے کاتب ہیں۔ان کا شرف صحبت حاصل ہے۔بعد ازاں عمرو نے ابو موسیٰ کو حکومت کی پیش کش کی۔

ابو موسیٰ نے کہا اے عمرو! اللہ سے ڈرو! تم نے جو معاویہؓ کی فضیلت بیان کی ہے تو وہ اس درجہ کی نہیں ہے کہ اس کو خلافت سونپ دی جائے۔اگر اس کو معیار قرار دیا جائے تو ابرہہ بن صباح کی اولاد زیادہ مستحق ہے۔وہ تو صرف دینداری کی فضیلت کی بنیاد پر ملتی ہے۔اگر میں قریش کے افضل آدمی کو عطا کرتا تو علیؓ بن ابی طالب کو پیش کرتا۔اور تیرا یہ کہنا کہ معاویہؓ، عثمانؓ کے خون بہا کے ولی ہیں تو خلافت ان کو سونپ سکتا ہے۔مگر میں یہ نہیں کر سکتا کہ مہاجرین اولین کے ہوتے ہوئے ان کو خلیفہ بنا دوں۔حکومت کے متعلق تیری پیش کش تو اللہ کی قسم! اگر معاویہؓ یہ پورا ملک میرے لئے خالی کر دیں تو میں ان کی جانب سے اس کا والی نہ بنوں گا اور اللہ کے حکم کے خلاف رشوت قبول نہیں کروں گا۔اگر تو

Marfat.com

چاہے تو حضرت عمر بن خطاب کا نام زندہ کردے۔

عمرو نے کہا کہ میرے بیٹے کو خلیفہ بنانے سے کون سا امر مانع ہے۔ تمہیں اس کی بزرگی اور صلاحیت کا حال معلوم ہے۔ ابوموسیٰ نے کہا کہ تیرا بیٹا ایک سچا آدمی ہے مگر تو نے اس کو اس فتنہ میں ملوث کردیا ہے۔ عمرو نے کہا کہ خلافت کی صلاحیت صرف اس شخص میں ہے جو کھائے اور کھلائے اور ابن عمر میں غفلت پائی جاتی ہے۔

ابن الزبیر نے ابن عمر سے کہا کہ ہوشیار ہو جاؤ۔ ابن عمر نے کہا اللہ کی قسم! میں اس پر رشوت نہ لوں گا۔ اور ابن العاص سے کہا کہ عربوں نے یہ معاملہ تجھ کو اس وقت سپرد کیا ہے جب تلواریں ٹکرا رہی تھیں۔ لہٰذا ان کو دوبارہ اس فتنہ میں مبتلا نہ کر۔

عمرو نے چاہا کہ ابوموسیٰ پہلے آگے بڑھ کر تقریر کریں تو ان سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہو مجھ سے عمر میں بڑے ہو لہٰذا پہلے تقریر کرو۔ ابوموسیٰ تیار ہو گئے اور عمرو یہی چاہتے تھے کہ وہ حضرت علیؓ کو معزول کردیں۔ جب انہوں نے معاویہؓ کا اور بیٹے کا نام پیش کیا تھا تو ابوموسیٰ نے ابن عمر کا نام پیش کیا تھا اور ابن عمر نے اس کا انکار کیا تھا۔ اس وقت عمرو نے پوچھا تھا تمہاری کیا رائے ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا تھا میری رائے ہے کہ دونوں کو معزول کردیں۔ معاملہ شوریٰ کے ذریعہ طے ہو اور مسلمان جس کو چاہیں اس کو خلیفہ منتخب کرلیں۔ عمرو نے یہ کہا تھا کہ یہ رائے بالکل درست ہے۔

وہ دونوں لوگوں کے سامنے گئے جو اکٹھے ہو چکے تھے۔ عمرو نے ابوموسیٰ سے کہا جس رائے پر ہمارا اتفاق ہو چکا ہے وہ لوگوں کو بتلا دو۔ ابوموسیٰ نے تقریر کی اور کہا کہ ایک معاملہ پر ہماری رائے کا اتفاق ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اس کے ذریعہ سے خدا اس امت کے معاملے کو درست کردے گا۔

عمرو نے کہا کہ ابوموسیٰ سچے اور نیک آدمی ہیں۔ لہٰذا اے ابوموسیٰ! آگے بڑھ کر لوگوں کو بتا دیجئے۔ ابوموسیٰ آگے بڑھے تو ابن عباس نے کہا تم پر افسوس ہے! اللہ کی قسم! میرا خیال ہے کہ تمہیں دھوکہ دیا گیا ہے۔ اگر تم دونوں کا ایک رائے پر اتفاق ہے تو عمرو کو آگے بڑھاؤ تاکہ تم سے پہلے تقریر کرے اس کے بعد تم تقریر کرنا کیونکہ وہ فریبی آدمی ہے۔ مجھے اس پر بھی اطمینان نہیں ہے کہ اس نے رضامندی کا اظہار کیا ہے۔ اگر تم لوگوں کے درمیاں کھڑے ہو کر تقریر کرو گے وہ اس کی مخالفت کرے گا۔ ابوموسیٰ سادہ لوح تھے انہوں نے کہا کہ ہمارا اتفاق ہو چکا ہے۔

Marfat.com

ابو موسیٰ نے کہا اے لوگو! ہم نے اس امت کے معاملہ پر پورا غور کیا ہے اور اس سے بہتر کوئی تجویز نہیں ہے اور اس پر میری رائے کا اور عمرو کی رائے کا اتفاق ہے کہ ہم علیؓ اور معاویہؓ دونوں کو معزول کر دیں اور لوگوں کو یہ حق دیں کہ وہ جس کو چاہیں اس کو خلیفہ منتخب کر لیں۔ لہٰذا میں نے علیؓ اور معاویہؓ کو معزول کیا۔ اب اس معاملہ کو تم اپنے ہاتھ میں لو اور جس کو تم اس منصب کا اہل سمجھو اس کو خلیفہ منتخب کر لو۔

پھر وہ ایک طرف گئے اور عمرو سامنے آیا اور کھڑے ہو کر کہا کہ اس شخص نے جو کچھ کہا ہے وہ تم سن چکے ہو۔ اس نے اپنے موکل (صاحب) کو معزول کیا ہے میں بھی اس کی طرح ان کو معزول کرتا ہوں۔ البتہ اپنے موکل معاویہؓ کو قائم رکھتا ہوں کیونکہ وہ ابن عفان کے ولی اور ان کے خوں بہا کے طالب ہیں اور لوگوں میں سب سے زیادہ اس منصب کے اہل ہیں۔

سعد نے کہا اے ابو موسیٰ! تم عمرو اور اس کے فریب کے مقابلہ میں کتنے کمزور ہو۔ ابو موسیٰ نے کہا میں کیا کروں اس نے ایک معاملہ میں میری موافقت کی اور پھر اس سے پھر گیا۔

ابن عباس نے کہا اے ابو موسیٰ! تمہارا کوئی قصور نہیں ہے میں نے اس جگہ پیش پیش رہنے سے تمہیں روکا تھا۔ ابو موسیٰ نے کہا اس نے غداری کی۔ میں کیا کروں۔

ابن عمر نے کہا اس آدمی کو دیکھو جس کو اس امت کا معاملہ سونپا گیا تھا جس کو یہ بھی خبر نہیں کہ اس نے کیا کیا اور آخر تک ضعیف رہا۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے کہا اگر اشعری آج سے پہلے مر جاتا تو اچھا ہوتا۔ ابو موسیٰ اشعری نے عمرو سے کہا اللہ تجھے نیک کام کرنے کی توفیق نہ دے تو نے فریب دیا اور فجور کیا۔ تیری مثال کتے کی ہے کہ اگر اس کو کچھ ڈال دیا جائے تو زبان نکالتا ہے اور اگر اس کو چھوڑ دیا جائے تو بھی زبان نکالتا ہے۔ [۱۲] عمرو نے کہا "تیری مثال گدھے کی ہے جس پر کتابیں لدی ہوں۔" [۱۳] اس پر شریح بن ہانی نے عمرو پر حملہ کیا اور اس کو کوڑے سے مارا۔ عمرو کے ایک بیٹے نے شریح پر حملہ کیا اور اس کو کوڑے سے مارا۔ اس کے بعد لوگوں میں مزید اختلاف پیدا ہو گیا۔ شریح یہ کہا کرتا تھا مجھ کو اپنے کسی فعل پر ایسی ندامت نہیں ہوئی جیسی عمرو کو کوڑا مارنے سے ہوئی اور میں نے اس کو تلوار سے کیوں نہ مارا۔ اس کے بعد اہل شام نے ابو موسیٰ کو تلاش کیا مگر وہ مکہ کو بھاگ گئے تھے۔ بعد ازاں عمرو اور اہل شام معاویہؓ کے پاس گئے اور ان کو خلافت سونپ دی۔

Marfat.com

ابن عباس اور شریح حضرت علیؓ کے پاس واپس آئے۔اس کے بعد حضرت علیؓ جب صبح کی نماز پڑھتے تو اس میں دعائے قنوت پڑھتے اور یہ بھی کہتے اے اللہ! معاویہ، عمرو، ابوالاعور، حبیب، عبدالرحمٰن بن خالد، ضحاک بن قیس اور ولید ان سب پر لعنت کر۔ یہ اطلاع معاویہ کو پہنچی تو وہ بھی دعائے قنوت کے ساتھ علیؓ، ابن عباس، حسن، حسین، اشتران سب پر لعنت بھیجتے رہے۔

ایک روایت یہ ہے کہ معاویہ حکمین کے پاس آئے اور شام کے وقت لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر یہ تقریر کی۔

اما بعد! اس معاملہ میں جو شخص کوئی گفتگو کرنا چاہتا ہے وہ اپنے ہمسر کا نام بتائے۔ابن عمرؓ نے کہا اپنی عظمت کا لحاظ کئے بغیر کچھ کہنا چاہتا ہوں جو تمہارے بارہ میں لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام کی خاطر جنگ کی۔اس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ میں کوئی ایسی بات نہ کہہ دوں جس سے لوگوں میں تفرقہ پڑ جائے اور ان میں خونریزی ہو اور خدا نے جنت کا جو وعدہ کیا ہے وہ مجھے زیادہ عزیز ہے۔

ابن عمر نے کہا کہ جب میں گھر واپس آیا تو حبیب بن مسلمہ میرے پاس آیا اور کہا کہ جب تم نے اس آدمی کو یہ بات کہتے سنا تھا تو تمہیں بولنے سے کون سا امر مانع تھا۔ابن عمر نے کہا میرا ارادہ تھا پھر مجھے اندیشہ ہوا۔اس پر حبیب نے کہا کہ خدا نے تم کو توفیق دی اور محفوظ رکھا اور یہ بات بالکل صحیح تھی کیونکہ صحیح روایت میں یہی آیا ہے۔

جنگ نہر کا بیان

جب حضرت علیؓ نے یہ ارادہ کیا تھا کہ ابوموسیٰ کو فیصلہ کرنے کے لئے بھیجیں تو دو خارجی زرعہ بن برج الطائی اور حُرقوص بن زُہیر السعدی آپ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اللہ کے سوا کسی کا حکم نافذ نہیں ہوگا۔حضرت علیؓ نے فرمایا خدا کے سوا کسی کا حکم نافذ نہیں ہوگا۔

حرقوص بن زہیر نے کہا اپنے گناہوں سے توبہ کیجیے اور اس معاملہ سے رجوع کیجیے اور ہمارے ساتھ ہمارے دشمن کے مقابلہ کو چلئے تا کہ ان سے ہم جنگ کریں یہاں تک کہ ہم اپنے پروردگار سے جا ملیں۔حضرت علیؓ نے فرمایا میں نے تو یہی ارادہ کیا تھا مگر تم نے میری نافرمانی کی۔اور اس کے

Marfat.com

بعد ہم نے اس قوم کو ایک دستاویز لکھ دی اور اس میں شرطیں طے کیں اور اس پر عہد کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ [جب تم اللہ سے کوئی عہد کرو اس کو پورا کرو۔][۱۴] حرقوص نے کہا" یہ گناہ ہے۔ اس سے توبہ کریں۔" حضرت علیؓ نے کہا" یہ گناہ نہیں ہے بلکہ عقل و دانش کی کوتاہی ہے۔ میں نے تمہیں اس سے منع کیا تھا۔"

زُرعہ نے کہا اے علی! اگر آپ انسانوں کے فیصلہ کو ترک نہیں کریں گے تو میں آپ سے جنگ کروں گا اس سے خدائے تعالیٰ کی رضا مقصود ہوگی۔

حضرت علیؓ نے فرمایا تیرا برا ہو! تو کتنا بد بخت ہے! میرا دل چاہتا ہے کہ تجھے قتل کر دوں اور تیرے پرزے ہوا میں اڑا دوں۔ زُرعہ نے کہا میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ وہ دونوں وہاں سے ان کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے چلے گئے۔

ایک دن حضرت علیؓ نے خطبہ دیا تو جو لوگ **لاحکم الاللہ** کا نعرہ لگاتے تھے انہوں نے مسجد کے گوشوں سے یہ نعرہ لگایا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ خدا بزرگ و برتر ہے۔ انہوں نے بات تو صحیح کہی مگر اس کا مفہوم غلط قرار دیا اگر وہ خاموش رہیں تو ہم بھی چشم پوشی کریں گے اور اگر وہ بولیں گے تو ہم بھی بحث کریں گے اگر وہ ہمارے خلاف بغاوت کریں گے تو ہم بھی ان سے جنگ کریں گے۔

یزید بن عاصم محاربی جھپٹا اور کہا سب تعریف اللہ کی ہے جو ہمارا پروردگار ہے اور ہماری نیاز مندی سے بے نیاز ہے۔ اے اللہ! اپنے دین میں کمزوری سے تیری پناہ چاہتے ہیں کیونکہ دین میں کمزوری اللہ کے حکم کی توہین ہے۔ وہ ایک ایسی ذلت ہے جو اپنے فاعل کی طرف رجوع کرتی ہے اس سے اللہ کا غضب جوش میں آتا ہے۔ اے علی! کیا ہمیں جنگ سے ڈراتے ہو۔ اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ تھوڑی مدت میں ہم آپ کی گردن اڑا دیں گے۔ پھر تم جان لو گے کہ دوزخ میں جانے کا کون مستحق ہے۔ اس کے بعد یہ شخص اور اس کے تین بھائی مسجد سے نکل کر چلے گئے اور نہر پر خوارج سے مل گئے۔ ان میں سے ایک بھائی نخیلہ میں مارا گیا۔

اس کے بعد حضرت علیؓ نے ایک دن خطبہ دیا پھر ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا اللہ کے سوا کسی کا حکم نافذ نہیں ہوگا۔ پھر بہت سے لوگ یہی فقرہ دہرانے لگے۔ اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اللہ بہت بڑا ہے۔ اس حق کلمہ سے باطل مراد لیا جاتا ہے۔ ہم تم سے تین عہد کرتے ہیں جب تک تم ہمارے

Marfat.com

ساتھ رہو گے، ہم تمہیں اللہ کی مساجد سے نہیں روکیں گے تا کہ تم ان میں اللہ کا ذکر کرو اور جب تک تم جنگ شروع نہ کرو گے ہم تم سے جنگ نہیں کریں گے اور تمہارے معاملہ میں اللہ کا حکم واضح ہے۔ پھر جہاں سے خطبہ کا سلسلہ منقطع کیا تھا وہیں سے پھر شروع کیا۔

پھر خارجیوں نے آپس میں ملاقات کی اور عبداللہ بن وہب راسبی کے گھر میں جمع ہوئے تو اس نے تقریر کی اور زہد اختیار کرنے پر اکسایا اور ان سے کہا کہ نیک کاموں کا حکم کرو اور برے کاموں سے روکو۔ پھر کہا جس گاؤں کے باشندے ظالم ہیں ان کے پاس سے ہمارے ساتھ نکلو اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر یا دوسرے شہروں میں قیام کرو اور ان گمراہ کن بدعات کا انکار کرو۔

حرقوص بن زہیر نے اس سے کہا کہ دنیا کا سرمایہ بہت کم ہے مگر اس سے جدا رہنا بہت مشکل ہے۔ اس کی زینت تمہیں اپنی طرف مائل نہ کرے اور اس کی شادمانی یہاں رہنے کہ رغبت نہ دلائے۔ تمہیں طلب حق سے نہ روکے اور تم ہمیشہ ظلم کا انکار کرتے رہو اللہ ان کے ساتھ ہے جو پرہیزگار ہیں اور احسان کرنے والے ہیں۔

اس پر حمزہ بن سنان اسدی نے کہا کہ رائے تو تم نے درست قائم کی ہے مگر کسی کو اپنا امیر مقرر کر لو تا کہ تمہارا ایک ستون، ایک مرکز، ایک پرچم ہو۔ جس کے نیچے تم جمع ہو سکو اور اس کی طرف رجوع کر سکو۔ انہوں نے یہ منصب حصین بن زید طائی کو پیش کیا مگر اس نے انکار کیا۔ تو حرقوص بن زہیر کو پیش کیا اس نے بھی انکار کیا۔ حمزہ بن سنان اسدی اور شریح بن اوفی عبسی کو پیش کیا۔ ان دونوں نے بھی انکار کیا۔ عبداللہ بن وہب کو پیش کیا تو اس نے کہا کہ لاؤ میں قبول کرتا ہوں مگر دنیا کی رغبت کے لئے نہیں اور جب تک زندہ رہوں گا اس کو نہیں چھوڑوں گا۔ انہوں نے دس شوال کو اس کی بیعت کر لی۔ اس کو ذوالثفنات کہتے تھے۔ پھر وہ شریح بن اوفی عبسی کے گھر میں جمع ہوئے۔ ابن وہب نے کہا کوئی شہر ایسا بتاؤ جہاں جمع ہو کر ہم اللہ کا حکم نافذ کریں کیونکہ تم حق پرست ہو۔ شریح نے کہا کہ ہم کو مدائن جا کر قبضہ کر لینا چاہیے۔ وہاں کے باشندوں کو نکال دینا چاہیے اور اپنے ساتھیوں کو بصرہ بلا لینا چاہیے۔

زید بن الحصین نے کہا اگر تم سب ساتھ نکلو گے تو تمہارا تعاقب کیا جائے گا۔ لہٰذا ایک ایک چھپ کر جاؤ۔ مدائن میں ایسے لوگ موجود ہیں جو تم کو روکیں گے لہٰذا نہروان کے پل تک جاؤ اور اہل بصرہ سے خط و کتابت کرو۔ لوگوں نے کہا کہ یہ رائے بالکل درست ہے۔ عبداللہ بن وہب نے بصرہ

Marfat.com

کے خارجیوں کو خط لکھا جس میں اپنے اجتماع کی خبر دی اور اپنے ساتھ شمولیت کی دعوت دی۔ یہ خط ان کو بھیجا۔ انہوں نے لکھا عنقریب آ کر مل جائیں گے۔

جب انہوں نے کوچ کا ارادہ کیا تو وہ شب جمعہ تھی اس لئے رات بھر عبادت کرتے رہے۔ پھر جمعہ کو دن بھر عبادت کرتے رہے۔ ہفتے کو کوچ کیا۔ شریح بن اوفی عبسی نکلا تو اللہ کا یہ کلام پڑھ رہا تھا۔

فخرج منها خائفا يترقب ......۔ ۱۵ [وہ وہاں سے خوف زدہ ہو کر نکلا ادھر ادھر دیکھتا جاتا تھا۔]

ان کے ساتھ طرفہ بن عدی بن حاتم طائی بھی نکلا۔ اس کے باپ نے اس کا پیچھا کیا مگر اس کو پکڑ نہ سکا۔ وہ مدائن پہنچ گیا۔ پھر وہاں سے لوٹا تو ساباط پہنچا تو عبداللہ بن وہب راسبی بیس سواروں کے ساتھ اس کو ملا۔ عبداللہ نے اس کو قتل کرنا چاہا مگر عمرو بن مالک النبہانی اور بشر بن زید البولانی نے روک دیا۔ عدی نے مدائن کے عامل سعد بن مسعود کے پاس جو حضرت علیؓ کی طرف سے وہاں مقرر تھے، ایک پیغام بھیجا جس میں ان کو ڈرایا گیا تھا۔ انہوں نے مدائن کے دروازے بند کر لئے اور کچھ سوار لے کر ان کی تلاش میں نکلے اور اپنے بھتیجے مختار بن ابی عبید کو وہاں اپنا نائب مقرر کیا۔ عبداللہ بن وہب کو اس کی اطلاع ہوگئی تو اس نے اپنا رخ بدل دیا اور بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ شام کے وقت سعد بن مسعود سے کرخ کے مقام پر سامنا ہوا۔ سعد کے ساتھ پانچ سو سوار تھے۔ عبداللہ تیس سوار لے کر اس کے مقابلہ کو نکلا۔ ایک گھنٹہ جنگ ہوتی رہی۔ پھر لوگ رک گئے اور سعد کے ساتھیوں نے سعد سے کہا۔ تم ان لوگوں سے جنگ کیوں کر رہے ہو۔ اس کا تمہیں کوئی حکم نہیں ملا ہے۔ لہٰذا ان کا راستہ چھوڑ دو اور جانے دو اور امیر المومنین کو لکھو۔ اگر وہ حکم دیں تو ان کا پیچھا کرنا اور اگر تمہارے بدلہ کسی اور کو مقرر کریں تو تمہاری عافیت ہے۔ مگر سعد نے انکار کیا۔ جب رات ہوگئی تو عبداللہ بن وہب نے دجلہ ارض جوخی سے عبور کیا اور نہروان کی طرف روانہ ہوا۔ اور اپنے ساتھیوں سے جا ملا جو اس کی طرف سے مایوس ہو چکے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اگر وہ ہلاک ہو گیا تو ہم زید بن حصین یا حرقوص بن زہیر کو یہ منصب سپرد کر دیں گے۔

اہل کوفہ کی ایک جماعت بھی خارجیوں کا ساتھ دینے کو نکلی مگر وہاں کے باشندوں نے انہیں روک لیا۔ ان میں قعقاع بن قیس طائی جو الطرماح بن حکیم اور عبداللہ بن حکیم البکائی کا چچا تھا، شامل تھا۔ حضرت علیؓ کو یہ اطلاع ملی کہ سالم بن ربیعہ عبسی بھی خروج کا ارادہ کر رہا ہے تو آپ اس کے پاس

Marfat.com

گئے اس کو روکا اور وہ رک گیا۔

جب خوارج کوفہ سے نکلے تو حضرت علیؓ کے ساتھی اور ان کے مددگار (شیعہ) ان کے پاس آئے اور بیعت کی اور کہا جن سے آپ کو محبت ہے ان سے ہم کو بھی محبت ہے اور جن سے آپ کی دشمنی ہے ہم بھی ان کے دشمن ہیں۔ حضرت علیؓ نے ان پر رسول اللہ ﷺ کی سنت کی بھی شرط لگائی۔ ربیعہ بن ابی شداد خثعمی آیا یہ جنگ جمل وصفین میں آپ کے ساتھ ہو کر لڑا تھا۔ اس کے پاس قبیلہ خثعم کا پرچم تھا۔ حضرت علیؓ نے اس سے کہا۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر بیعت کرو۔ ربیعہ نے کہا ابو بکر اور عمر کی سنت پر بیعت کرتا ہوں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے! اگر ابو بکر اور عمر کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے علاوہ کسی اور طریقے پر عمل کرتے تو حق میں ان کا کوئی درجہ نہ ہوتا۔ اس نے بیعت کر لی۔ حضرت علی نے ربیعہ کو غور سے دیکھا اور کہا۔ اللہ کی قسم! تو ان خارجیوں کے ساتھ بھاگ جائے گا اور قتل ہو جائے گا۔ گھوڑے اپنے سموں سے تجھے روندیں گے۔ وہ جنگ نہر میں بصرہ کے خارجیوں کے ساتھ قتل ہوا۔

بصرہ کے خارجی پانچ سو کی تعداد میں جمع ہوئے اور مسعر بن فدکی تمیمی کو اپنا سربراہ منتخب کیا۔ ابن عباس کو یہ اطلاع ملی تو ابو الاسود الدولی کو پیچھا کرنے کو بھیجا۔ اس نے بڑے پل پر جالیا۔ وہ وہیں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ رات ہو گئی۔ اور اس کی تاریکی میں مسعر اپنے ساتھیوں کے ساتھ لوگوں سے بچتا ہوا خاموشی سے چلا اور اس کے مقدمہ پر اشرس بن عوف شیبانی تھا۔ وہ چلتا رہا یہاں تک کہ نہر پر عبداللہ بن وہب سے جاملا۔

جب خارجی نکل گئے اور ابو موسیٰ (اشعری) مکہ کی طرف بھاگ گئے اور ابن عباس بصرہ چلے گئے تو حضرت علیؓ نے کوفہ میں کھڑے ہو کر یہ خطبہ دیا۔

''سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ اگرچہ زمانہ بڑے بڑے حادثات اور مصائب لے کر آیا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں۔

اما بعد! نافرمانی کے بعد افسوس ہوتا ہے۔ اور ندامت ہوتی ہے۔ میں نے ان دونوں آدمیوں (یعنی حکمین) کے بارہ میں اور فیصلہ کے بارہ میں پہلے آگاہ کر دیا تھا اور اپنی رائے واضح کر دی تھی۔ اگرچہ یہ بہت چھوٹا معاملہ تھا مگر جو کچھ میں چاہتا تھا اس کا تم نے انکار کیا۔ اور تمہاری اور میری

Marfat.com

حالت وہ تھی جس کے متعلق ہوازن کے بھائی نے کہا ہے۔

[میں نے منعرج اللوی کے مقام پر ان کو اپنی رائے بتا دی تھی۔مگر انہیں دوسرے دن دوپہر کے بعد عقل آئی۔]

آگاہ ہو جاؤ! کہ جن دو آدمیوں کو تم نے حکم مقرر کیا تھا انہوں نے قرآن کے احکام کو پس پشت ڈال دیا اور جس کو قرآن نے فنا کیا تھا اس کو زندگی بخشی اور ان دونوں میں سے ہر ایک نے اپنی خواہش کی پیروی کی جو اللہ کی طرف سے ہدایت نہ تھی۔لہٰذا بغیر واضح دلیل کے اور گذشتہ قاعدہ کے خلاف فیصلہ کیا اور اپنے فیصلہ میں اختلاف کیا اور دونوں میں سے کسی کو ہدایت نصیب نہیں ہوئی۔اللہ اور اس کا رسول ان دونوں سے بیزار ہیں۔نیک مومن بھی بے زار ہیں لہٰذا جنگ کے لئے مستعد ہو جاؤ اور شام کی طرف کوچ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔اگر اللہ چاہے تو ہفتے کے دن تک اپنی چھاؤنی میں آجاؤ۔

حضرت علیؓ کا خط خارجیوں کے نام

حضرت علیؓ نے النہر کے خارجیوں کے نام یہ خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط اللہ کے بندے علی کی طرف سے زید بن حصین اور عبداللہ بن وہب اور ان لوگوں کے نام ہے جو ان دونوں کے ساتھ ہیں۔اما بعد! ان دونوں آدمیوں نے جن کے حکم ہونے پر ہم نے رضامندی ظاہر کی تھی انہوں نے اللہ کی کتاب کی مخالفت کی اور اپنی خواہش کی پیروی کی۔اس میں ان کو اللہ کی رہنمائی نہ تھی۔انہوں نے سنت پر بھی عمل نہیں کیا اور قرآن کا حکم بھی نافذ نہیں کیا۔اللہ اور اس کا رسول اور مومنین ان دونوں سے بیزار ہیں۔جب میرا یہ خط تمہیں ملے تو ہماری طرف آجاؤ کیونکہ ہم اپنے اور تمہارے دشمن کی طرف کوچ کرنے والے ہیں اور اب ہمارا وہی فیصلہ ہے جو پہلے تھا۔''

خوارج نے اس خط کا یہ جواب دیا:

''اما بعد! آپ کا غضب اپنے پروردگار کے لئے نہیں تھا بلکہ اپنے نفس کے لئے تھا۔اگر آپ اپنے کفر کا اقرار کریں اور توبہ کریں تو ہم اپنے اور آپ کے معاملات پر غور کریں گے

Marfat.com

ورنہ ہم آپ سے بھی مقابلہ کریں گے کیونکہ اللہ خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔"

جب حضرت علیؓ نے ان کا خط پڑھا تو ان کی طرف سے مایوس ہو گئے۔ ان کی یہ رائے ہوئی کہ ان کو چھوڑ کر باقی لوگوں کے ساتھ اہل شام کے مقابلہ کے لئے کوچ کریں۔ لہٰذا کھڑے ہو کر اہل کوفہ کو یہ خطبہ دیا۔ پہلے اللہ کی حمد وثنا کی پھر کہا،

"امابعد! جس نے اللہ کے راستہ میں جہاد ترک کیا اور دین کے معاملات میں سستی برتی۔ وہ ہلاکت کے کنارے پر ہے۔ یاد رکھو اس کے بدلے میں اللہ اپنی نعمت سے نوازے گا۔ اللہ سے ڈرو اور جو اللہ کے اور اس کے رسول کے دشمن ہیں ان سے جنگ کرو۔ جن کی یہ کوشش ہے کہ اللہ کے نور کو بجھا دیں۔ خطا کاروں، گمراہوں، مجرموں سے جنگ کرو جو نہ قرآن پڑھتے ہیں نہ دین کی سمجھ رکھتے ہیں۔ نہ قرآن کا مفہوم جانتے ہیں اور اس کے اہل بھی نہیں ہیں کیونکہ وہ سابقین اسلام نہیں ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر وہ تمہارے سربراہ بن گئے تو تمہارے ساتھ کسریٰ اور ہرقل کا سلوک کریں گے۔ تمہارے دشمن جو مغرب میں ہیں ان کی طرف کوچ کرنے کی تیاری کرو۔ ہم نے تمہارے بصرہ کے بھائیوں کو بھی بلایا ہے کہ وہ بھی تمہارے ساتھ آ کر مل جائیں جب تم سب جمع ہو جاؤ گے تو ان شاء اللہ ہم کوچ کریں گے اللہ کے سوا کوئی طاقت اور قوت نہیں ہے۔"

حضرت علیؓ نے ابن عباس کو یہ خط لکھا۔

"امابعد! ہم نخیلہ کی چھاؤنی میں آ گئے ہیں اور ہم نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ اپنے مغرب والے دشمن کی طرف بڑھیں۔ جب میرا قاصد تمہارے پاس آئے تو لوگوں کو تیار کرنا اور جب میرا حکم پہنچے تو کوچ کر دینا۔ والسلام علیک"

ابن عباس نے خط لوگوں کو سنایا اور ان کو حکم دیا کہ احنف بن قیس کے ساتھ روانہ ہو جائیں۔ ڈیڑھ ہزار آدمی جمع ہوئے تو ابن عباس نے ان سے خطاب کیا اور کہا:

اہل بصرہ میرے پاس امیر المومنین کا خط آیا ہے اور میں نے تم کو ان کی طرف روانگی کا حکم دیا ہے۔ مگر صرف ڈیڑھ ہزار آدمی گئے ہیں جبکہ تم میں لڑائی کے قابل ساٹھ ہزار آدمی ہیں۔ تمہارے لڑکے اور تمہارے غلام ان کے علاوہ ہیں۔ لہٰذا تم جاریہ بن قدامہ سعدی کے ساتھ روانہ ہو جاؤ۔ تم میں سے کوئی شخص پیچھے رہنے کا بہانہ نہ ڈھونڈے اور جس کو میں

Marfat.com

امام کے حکم کا نافرمان پاؤں گا اس کو بھی لانے کی کوشش کروں گا۔لہٰذا تم میں سے اب کوئی اپنے سوا دوسرے کو ملامت نہ کرے۔''

جاریہ کے ساتھ سترہ سو آدمی گئے۔ اور وہ جب حجرت علیؓ کے ساتھ پہنچے تو تین ہزار دو سو لوگ تھے۔حضرت علیؓ نے ان کے ساتھ کوفہ کے سرداروں کو قبائل کے سرداروں کو اور نمایاں لوگوں کو جمع کیا۔پہلے خدا کی حمد و ثنا کی اور پھر کہا:

''اے اہل کوفہ! تم حق کے معاملہ میں میرے بھائی ہو میرے انصار و اعوان ہو۔ لڑائی میں میرے رفیق ہو۔تمہارے ذریعہ سے میں پیٹھ پھیرنے والوں کو مارتا ہوں۔ آنے والوں کی پوری فرماں برداری کی امید ہے۔ اہل بصرہ نے کم ہمتی دکھائی ان کے صرف تین ہزار دو سو آدمی آئے لہٰذا تم میں سے ہر قبیلہ کا سردار اپنے قبیلہ اور خاندان والوں کو لکھے کہ وہ اور جو نوجوان جنگ کے قابل ہوں اور جو غلام اس قابل ہوں ان کو لے کے جلد از جلد یہاں پہنچ جائیں۔''

سعد بن قیس ہمدانی کھڑا ہوا اور اس نے کہا اے امیر المومنین! سن کر اطاعت کرنے کو بڑی خوشی سے تیار ہیں آپ نے جو مطالبہ کیا سب سے پہلے میں نے قبول کیا۔

اس کے بعد معقل بن قیس، عدی بن حاتم، زیاد بن حجر بن عدی اور دوسرے بڑے آدمی اور قبیلوں کے بزرگ کھڑے ہوئے اور اسی قسم کی تقریر کی اور جیسا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا تھا انہوں نے اپنے بیٹوں کو اور غلاموں کو لکھا کہ وہ فوراً آ جائیں اور ان میں سے کوئی پیچھے نہ رہے۔اس طرح چالیس ہزار جنگجو اور سترہ ہزار لڑکے اور آٹھ ہزار غلام جمع ہوئے سب اہل کوفہ پینسٹھ ہزار تھے اور اہل بصرہ تین ہزار دو سو۔

حضرت علیؓ نے مدائن میں سعد بن مسعود کو لکھا کہ جس قدر جنگجو ان کے پاس ہوں وہ بھیج دیں۔حضرت علیؓ کو یہ اطلاع ملی کہ لوگ کہتے ہیں کہ علیؓ کو چاہیے کہ پہلے فرقہ الحروریہ سے جنگ کریں جب ان سے فارغ ہو جائیں تو بدعہدی کرنے والوں کی طرف متوجہ ہوں۔

حضرت علیؓ نے ان سے کہا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے تم نے ایسا ایسا کہا ہے ان خارجیوں کے علاوہ دوسرے لوگ زیادہ اہم ہیں ان کا ذکر چھوڑ دو اور ان لوگوں کی طرف کوچ کرو جو تم سے جنگ

Marfat.com

کرتے ہیں تا کہ جابر بادشاہ بن جائے اور اللہ کے بندوں کو ذلیل وخوار کریں۔

لوگوں نے یہ آواز لگائی کہ جدھر آپ چاہیں چلیں۔صیفی بن فیسل شیبانی نے کھڑے ہو کر کہا۔امیر المومنین! ہم تو آپ کا لشکر اور آپ کے انصار ہیں آپ کے دشمن کے دشمن ہیں اور آپ لے دوستوں کے دوست ہیں۔وہ جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں ان شاء اللہ لشکر کی تعداد میں اور آپ کے پیرووں کی کمی نہیں ہوگی۔

خارجیوں سے جنگ کا بیان

کہا گیا ہے کہ جب خارجی بصرہ سے نکل کر نہروان کے قریب پہنچے تو ان میں سے ایک گروہ نے دیکھا کہ ایک آدمی ایک عورت کو گدھے پر لئے جا رہا ہے۔اس کو للکارا۔ڈرایا۔دھمکایا اور کہا تو کون ہے۔اس نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا صحابی عبداللہ بن خباب ہوں۔انہوں نے کہا ہم نے تجھے ڈرا دیا۔انہوں نے کہا ہاں۔خارجیوں نے کہا کہ ہم سے نہ ڈرو اور وہ حدیث بیان کرو جو تم نے اپنے والد سے سنی ہے۔اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔اس سے ہم کو فائدہ پہنچے گا۔

ابن خباب نے کہا کہ میرے باپ نے مجھ سے حدیث بیان کی جو رسول اللہ ﷺ کی فرمودہ ہے کہ عنقریب ایسا فتنہ ہوگا کہ اس میں لوگوں کے دل اسی طرح مر جائیں گے جس طرح جسم مرتے ہیں۔ایک شخص شام کے وقت مومن ہوگا اور صبح کو کافر ہوگا۔یا صبح کو کافر ہوگا اور شام کو مومن ہوگا۔

ان لوگوں نے کہا ہم نے تجھ سے اسی حدیث کا سوال کیا تھا۔اب ابوبکر اور عمر کے بارے میں بتاؤ۔خباب نے ان کی تعریف کی تو انہوں نے حضرت عثمان کے بارے میں پوچھا کہ آغاز خلافت میں کیا حال تھا پھر کیا ہوا۔

ابن خباب نے کہا کہ اول سے آخر تک وہ حق پر تھے۔

انہوں نے کہا علیؓ کے بارے میں کیا کہتے ہو کہ تحکیم سے پہلے اور بعد کا کیا حال ہے۔ابن خباب نے کہا کہ وہ اللہ کو تم سے زیادہ جانتے ہیں اور اس کے دین سے ان کو سخت لگاؤ ہے۔تم سے زیادہ بصیرت رکھتے ہیں۔

ان لوگوں نے کہا تو اپنے نفس کی پیروی کرتا ہے۔مشہور لوگوں کے نام سے مرعوب ہوتا

Marfat.com

ہے ان کے افعال کو نہیں دیکھتا۔ اللہ کی قسم! ہم تجھے اس طرح قتل کریں گے جس طرح کسی کو قتل نہیں کیا۔ ابن خباب کو پکڑ کر جکڑ کر بند کر دیا۔ ان کو اور ان کی بیوی کو لے کر چلے۔ ایک پھل دار درخت کے نیچے اترے۔ وہاں ایک کھجور گری ایک شخص نے اٹھا کر منہ میں رکھ لی تو دوسرے آدمی نے کہا تو نے اس کو ناجائز طور سے کھایا کیونکہ نہ اس کی قیمت دی ہے نہ اجازت لی ہے۔ اس نے اس کو اگل دیا پھر کسی ذمی کا سور آ گیا۔ تو ان میں سے ایک نے اس کو اپنی تلوار سے مار دیا۔ ان لوگوں نے کہا یہ تو زمین میں فساد ہے۔ وہ سور کے مالک سے ملا اور اس کو رضامند کر لیا۔

جب ابن خباب نے یہ دیکھا تو کہا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں تم اس میں سچے ہو تو مجھے تم سے کوئی اندیشہ نہیں ہے کیونکہ میں تو مسلمان ہوں میں نے اسلام میں کسی بدعت کو رواج نہیں دیا۔ تم مجھے یہ کہہ کر امان دے چکے ہو کہ تجھے کوئی اندیشہ نہیں ہے مگر انہوں نے خباب کو لٹا دیا اور ذبح کر دیا۔ ان کا خون پانی میں بہہ رہا تھا۔ پھر اس کی بیوی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس نے کہا میں تو عورت ہوں کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟ انہوں نے اس کا پیٹ چاک کر دیا۔ انہوں نے قبیلہ طے کی تین عورتوں کو بھی قتل کیا۔ انہوں نے ام سنان صیداویہ کو بھی قتل کر دیا۔ جب حضرت علیؓ کو یہ خبر پہنچی کہ خارجیوں نے عبداللہ بن خباب کو قتل کر دیا اور لوگوں کا راستہ روک رہے ہیں تو آپ نے تحقیق احوال کے لئے حارث بن مرۃ عبدی کو بھیجا۔ جب وہ ان سے دریافت کرنے گئے تو انہوں نے ان کو بھی قتل کر دیا۔

جب حضرت علیؓ کو یہ خبر ملی تو ان کے ساتھیوں نے ان سے کہا:

> "اے امیر المومنین! کیا ایسے لوگوں کو جو ہمارے اہل و عیال اور ہمارے اموال کے لئے خطرہ ہیں، پیچھے چھوڑ کر جانا چاہتے ہیں لہٰذا پہلے ان کی طرف کوچ کیجئے۔ جب ہم ان سے نبٹ لیں گے تو ہم اپنے شامی دشمنوں کی طرف جائیں گے۔"

اشعث بن قیس کھڑا ہوا اس نے بھی اسی قسم کی تقریر کی۔ لوگوں کا یہ خیال تھا کہ اشعث کی رائے خارجیوں کی رائے کے موافق ہوتی ہے کیونکہ جنگ صفین کے موقع پر اس نے کہا تھا کہ اس قوم کے ساتھ انصاف کیجئے جو ہم کو کتاب اللہ کی دعوت دیتی ہے مگر اس موقع پر جب اس نے یہ بات کہی تو لوگ سمجھ گئے کہ وہ لوگوں کی رائے سے علیحدہ رائے نہیں رکھتا۔ حضرت علیؓ نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا اور کوچ کیا۔ پل عبور کر کے وہ ان کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک نجومی ملا جس نے کوچ کے

Marfat.com

لئے دن کا ایک خاص وقت بتایا۔ اس نے یہ بھی کہا کہ اگر اس وقت کے علاوہ کسی اور وقت کوچ کیا جائے گا تو آپ اور آپ کے ساتھی بہت نقصان اٹھائیں گے۔ حضرت علیؓ نے اس کی مخالفت کی اور جس وقت کو اس نے منع کیا تھا اسی وقت کوچ کیا۔ وہ جنگ نہروان سے فارغ ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا کی اور کہا کہ اگر ہم نجومی کے بتائے ہوئے وقت پر کوچ کرتے تو جاہل اور ضعیف الاعتقاد لوگ کامیابی کو اسی سے مشروط سمجھتے۔ نجومی کا نام مسافر بن عفیف ازدی تھا۔

اس کے بعد حضرت علیؓ نے اہل نہروان کو پیغام بھیجا کہ تم میں جو لوگ ہمارے بھائیوں کے قاتل ہیں ان کو ہمارے پاس بھیج دو تو میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔ اور تم سے درگزر کر کے اہل مغرب کے مقابلہ کو چلا جاؤں گا۔ شاید اللہ تعالیٰ تمہارے قلوب کو بدل دے اور جس نیک راستہ پر تم تھے اس پر تم کو واپس لائے۔ خارجیوں نے کہا ہم میں سے ہر ایک نے ان کو قتل کیا ہے اور ہم میں سے ہر ایک ان سب لوگوں کا اور تمہارا خون حلال سمجھتا ہے۔

قیس بن سعد بن عبادہ ان کی طرف گئے اور ان سے کہا ''اے اللہ کے بندو! تم قاتلوں کو ہمارے پاس بھیج دو اور جس دین کو چھوڑ کر تم نے بے راہ روی اختیار کی ہے اسی دین میں واپس آ جاؤ اور ہمارے دشمن سے لڑنے کے لئے ہمارے ساتھ نکلو۔ تم نے ایک زبردست جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ ہمیں مشرک کہا ہے حالانکہ شرک گناہ کبیرہ ہے تم مسلمانوں کو مشرک سمجھ کر ان کا خوں بہاتے ہو۔''

اس پر عبداللہ بن شجرۃ السلمی نے کہا کہ خدا نے ہم پر حق کو روشن کر دیا ہے۔ لہذا ہم تمہاری پیروی نہیں کریں گے تاوقتیکہ تم عمر جیسا دوسرا آدمی ہمارے سامنے پیش نہ کرو۔ قیس نے کہا ہم اپنے امیر (یعنی حضرت علیؓ) کے سوا کسی کو عمر جیسا نہیں پاتے۔ کیا تم جانتے ہو تم میں ان جیسا کوئی ہے۔ قیس نے مزید کہا میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم ہلاکت میں مبتلا ہو جاؤ گے کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ فتنہ تم پر غالب ہے۔

اس کے بعد ابو ایوب انصاری نے تقریر کی اور کہا ''اے اللہ کے بندو! ہم اور تم اسی پرانی حالت پر ہیں جس پر اس سے پہلے تھے۔ تمہارے اور ہمارے درمیان کوئی تفرقہ نہیں ہے پھر تم ہم سے کیوں جنگ کرتے ہو۔'' خارجیوں نے کہا اگر آج ہم تمہاری پیروی کریں گے تو کل تم پھر حکم بنالو گے۔ ابو ایوب نے کہا ''میں تمہیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں کہ اس سال کے فتنہ کو جلد فرو کر دو آئندہ پیش آنے والے فتنہ سے ڈرو۔''

Marfat.com

اس اثنا میں حضرت علیؓ آئے، آپ نے فرمایا ''اے گروہ! جس کو دھوکا اور فریب سے مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ کر دیا گیا ہے جس کو خواہشات نے حق سے دور کر دیا ہے۔ جلد بازی پیدا ہو گئی ہے اور بڑے فتنے سامنے ہیں۔ میں تمہیں اس امر سے ڈراتا ہوں کہ کل کو امت اس وادی میں تمہیں پچھڑا ہو نہ دیکھے اور تم اس غلاظت کو بغیر حجت اور دلیل کے ہضم نہ کر جاؤ۔ کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے حکم بنانے سے تمہیں منع کیا تھا اور اس امر سے آگاہ کیا تھا کہ یہ فریب ہے اور ہمارے دشمن دین دار نہیں ہیں۔ تم نے میری نافرمانی کی مگر جب ثالثی کو میں نے قبول کیا تو اس میں شرطیں لگا دیں اور حکمین پر یہ لازم کر دیا کہ قرآن نے جس امر کو زندہ کیا ہے وہ زندہ کریں اور جس کو فنا کیا ہے اس کو فنا کریں انہوں نے آپس میں اختلاف کیا اور کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی مخالفت کی ہم نے ان کے فیصلہ کو قبول نہیں کیا اور ہم اسی پہلے امر پر قائم ہیں۔ تم یہ کیا باتیں کرتے ہو۔''

خارجیوں نے کہا ''ہم نے حکم بنایا۔ جب ہم نے حکم بنا لیا تو ہم کافر ہو گئے پھر ہم نے توبہ کر لی اگر آپ بھی توبہ کر لیں تو ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اگر آپ انکار کریں گے تو ہم آپ کو چھوڑ دیں گے اور برابری سے مقابلہ کریں گے۔''

حضرت علیؓ نے کہا ''تمہیں فتنہ نگل چکا ہے۔ تم میں کوئی شخص میرے جیسا نہیں ہے۔ سب رسول اللہ ﷺ پر میرے بعد ایمان لائے۔ میں نے ان کے ساتھ ہجرت کی۔ اللہ کے راستے میں ان کے ساتھ جہاد کیے اگر میں اپنے کفر کا اقرار کروں تو میں گمراہ ہو جاؤں گا۔'' اس کے بعد آپ تشریف لے گئے۔

ایک روایت یہ ہے کہ آپ کی گفتگو یہ تھی۔

> ''اے لوگو! اس تحکیم کے مسئلہ نے تم کو فریب میں مبتلا کر دیا اور تم مجھ سے جدا ہو گئے۔ حالانکہ اس کا آغاز تمہیں لوگوں نے کیا تھا اور تمہیں نے اس کا سوال کیا تھا جبکہ میں اس کو ناپسند کرتا تھا اور میں نے تم کو آگاہ کر دیا تھا کہ دشمن کے لوگ اس کا مطالبہ صرف عیاری سے کر رہے ہیں۔ تم نے مخالفین کا حکم نہ ماننے سے انکار کیا۔ تم نے نافرمانوں کی طرح میری بات قبول نہیں کی یہاں تک کہ مجھ کو اپنی رائے تمہارے موافق کرنا پڑی۔ اللہ کی قسم! تم لوگوں کی کھوپڑیوں میں مغز نہیں ہے اور تم انتہائی بیوقوف ہو۔ میں تم سے جدائی نہیں چاہتا۔ میں نے تمہیں کوئی فریب نہیں دیا۔ میں نے خلافت کا کوئی معاملہ تم سے نہیں

Marfat.com

چھپایا۔ میرا ارادہ تم پر لشکر کشی کا نہیں ہے اور نقصان بھی پہنچانا نہیں چاہتا۔ ہمارا معاملہ تو مسلمانوں کا اجتماعی معاملہ تھا۔ جب تمہاری جماعت نے دو آدمیوں کو منتخب کر لیا تو ہم نے ان پر یہ لازم کیا کہ وہ اس کے بموجب فیصلہ کریں جو قرآن میں ہے اور حق سے تجاوز نہ کریں مگر انہوں نے حق کو واضح ہونے کے باوجود ترک کیا۔ ظلم کو اہمیت دی اور حق کے خلاف فیصلہ دیا۔ تم ان تمام امور سے واقف ہو۔ پھر ہم سے جنگ کیوں کرتے ہو۔ اور ہماری جماعت سے علیحدگی کیوں چاہتے ہو۔ اور اپنی تلواریں اپنے کندھوں پر رکھے ہوئے ہو۔ لوگوں کا راستہ روکتے ہو اور ان کی گردنیں اڑاتے ہو۔ یہ تو کھلا ہوا نقصان ہے۔ اللہ کی قسم! اگر تم ایک مرغی کو بھی قتل کرو گے تو اس کا قتل بھی خدا کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہوگا۔ تو اس جان کا لینا کیسا ہوگا جس کا قتل اللہ کے نزدیک حرام ہے۔"

اس تقریر پر خارجیوں نے ایک دوسرے سے چلا کر کہا۔ ان لوگوں سے کسی قسم کی گفتگو نہ کرو۔ نہ بحث کرو بلکہ خدائے تعالیٰ سے ملاقات اور جنت کی طرف روانگی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ حضرت علیؓ ان کے پاس سے واپس چلے گئے۔ اس گفتگو کے بعد خوارج نے النہر کے پل پر جانے کا ارادہ کیا وہ دریا کے مغربی جانب تھے۔ حضرت علیؓ کے ساتھیوں نے کہا کہ وہ دریا کو عبور کر چکے ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ انہوں نے دریا کو عبور نہیں کیا ہے۔ لہٰذا اطلاع بھیجو۔ وہ دستہ واپس آیا اور ان کو خبر دی کہ وہ دریا عبور کر چکے ہیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! انہوں نے دریا عبور نہیں کیا ہے اور ان کے پچھڑنے کی جگہ پل کے اس طرف ہے۔ اللہ کی قسم! تم میں سے دس آدمی بھی نہیں مارے جائیں گے اور ان کے دس آدمی بھی صحیح سالم نہیں رہیں گے۔ حضرت علیؓ آگے بڑھے اور ان کو پل کے پاس دیکھا کہ وہ عبور نہیں کر سکے ہیں لوگوں کو حضرت علیؓ کے قول میں شک تھا اور وہ شبہ میں پڑ گئے تھے۔ جب ان لوگوں نے خارجیوں کو دیکھا کہ ابھی دریا کو عبور نہیں کیا ہے تو حضرت علیؓ کی عظمت ان کے دل میں بڑھ گئی اور انہوں نے اپنی غلط فہمی کی حضرت علیؓ کو اطلاع دی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں نے جھوٹ نہیں بولا۔ جھوٹ نہیں بولا۔

اس کے بعد حضرت علیؓ نے فوج کو مختلف دستوں میں تقسیم کیا۔ میمنہ پر حُجر بن عدی کو، میسرہ

Marfat.com

پر شبث بن ربعی یا معقل بن قیس الریاحی کو، سواروں کے دستہ پر ابوایوب انصاری کو، پیدل دستہ پر ابوقتادہ انصاری کو اور اہل مدینہ پر جن کی تعداد سات سو یا آٹھ سو تھی، قیس بن سعد بن عبادہ کو مقرر کیا۔

خارجیوں نے بھی اپنی فوج کی تقسیم کی اور میمنہ پر زید بن حصین الطائی کو، میسرہ پر شریح بن اوفی عبسی کو، سواروں کے دستہ پر حمزہ بن سنان اسدی کو اور پیدل دستہ پر حرقوص بن زہیر سعدی کو مقرر کیا۔

حضرت علیؓ نے ابوایوب انصاری کو امن کا پرچم دیا تو ابوایوب نے آواز دے کر کہا۔

''جو اس پرچم کے نیچے آجائے گا اس کو پناہ دی جائے گی۔ اور جو شخص نہ راستہ روکے گا نہ جنگ کرے گا اور جو شخص ان سے علیحدہ ہو کر کوفہ یا مدائن چلا جائے گا اور اس جماعت سے علیحدہ ہو جائے گا تو ہمیں ضرورت نہیں ہے کہ ان سے جنگ کریں۔ باوجودیکہ انہوں نے ہمارے بھائیوں کو قتل کیا اور ان کا خون بہایا۔''

فردہ بن نوفل اشجعی نے کہا ''اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ ہم علیؓ سے جنگ کیوں کریں۔ میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ میدان جنگ سے واپس چلا جاؤں۔ اور اس وقت تک ہر قسم کی فتنہ انگیزی سے جدا رہوں کہ میری بصیرت پر یہ امر واضح ہو جائے کہ میں حضرت علیؓ سے جنگ کروں یا ان کی پیروی کروں۔ وہ پانچ سو سواروں کے دستہ کے ساتھ وہاں سے واپس چلا گیا اور یہ لوگ بَنْدَنِیجَین اور دسکرہ میں مقیم ہو گئے۔ تقریباً سو آدمی حضرت علیؓ کے ساتھ آکر مل گئے۔

پہلے خارجیوں کی تعداد چار ہزار تھی مگر اب صرف ایک ہزار آٹھ سو آدمی عبداللہ بن وہب کے ساتھ رہ گئے۔ حضرت علیؓ ان کی طرف بڑھے۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہہ دیا تھا اپنے ہاتھ ان لوگوں سے اس وقت تک روکے رہیں جب تک وہ آغاز جنگ نہ کریں۔

خارجیوں نے یہ ندا لگائی کہ جنت کی طرف چلو اور لوگوں پر حملہ کر دیا۔ حضرت علیؓ کا سوار دستہ دو حصوں میں منقسم ہو گیا ایک میمنہ کی طرف دوسرا میسرہ کی طرف۔ تیر اندازوں نے ان کا مقابلہ کیا اور سوار بھی میمنہ اور میسرہ سے واپس آ گئے اور لوگوں نے نیزوں اور تلواروں سے ان پر حملہ کیا کچھ زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ خارجیوں کو ابدی نیند سلا دیا۔

جب حمزہ بن سنان نے یہ تباہی دیکھی تو اس نے اپنے ساتھیوں کو پکارا اور کہا کہ گھوڑوں سے اتر جاؤ۔ وہ اترنا چاہتے تھے مگر اسی اثنا میں اسود بن قیس مرادی نے ان پر حملہ کیا اور حضرت علیؓ کے

Marfat.com

پاس سے ایک سوار دستہ بھی آ گیا تو ایک ہی گھڑی میں ان کو ہلاک کر دیا۔ گویا کہ ان سے کہا کہ مر جاؤ اور وہ مر گئے۔

ابو ایوب انصاری نے حضرت علیؓ کے پاس جا کر کہا اے امیر المومنین! میں نے زید بن حصین الطائی کو قتل کر دیا ہے۔ میں نے اس کے سینہ میں نیزہ پیوست کیا اور اس کی انی اس کی پشت کے باہر ہو گئی اور میں نے اس سے کہا اے اللہ کے دشمن! میں تجھ کو دوزخ کی بشارت دیتا ہوں۔ اس پر زید نے کہا کہ کل قیامت میں معلوم ہو گا کہ ہم میں سے کون دوزخ میں جانے کا زیادہ مستحق ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا وہ دوزخ کا زیادہ مستحق ہے۔

ہانی بن خطاب ازدی اور زیاد بن خُصفہ آپس میں بحث کرتے ہوئے آئے۔ ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرتا تھا کہ عبداللہ بن وہب کو اس نے قتل کیا ہے۔ حضرت علیؓ نے دریافت کیا تم نے کس طرح قتل کیا۔ دونوں نے کہا جب ہم نے اس کو دیکھا اس کو پہچان لیا۔ ہم دونوں اس کی طرف لپکے اور اپنے نیزے اس کے جسم میں پیوست کر دیئے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تم دونوں نے اس کو قتل کیا ہے۔

جیش بن ربیعہ کنانی نے حرقوص بن زہیر پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا۔ عبداللہ بن زحر خولانی نے عبداللہ بن شجرہ السلمی پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا۔ شریح بن اوفی نے ایک دیوار کی اوٹ میں پناہ لی اور جنگ کرتا رہا جو لوگ اس سے جنگ کر رہے تھے وہ ہمدان کے لوگ تھے۔ وہ یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

[عبسی کنیز جو اپنے گھر میں بہت کفایت شعار ہے۔ یہ بات جان لی ہے کہ اس اوٹ میں شام تک پناہ لے سکتا ہوں۔]

قیس بن معاویہ نے اس پر حملہ کیا اور اس کا پاؤں کاٹ دیا وہ پھر بھی جنگ کرتا رہا اور یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

[گوشت خوار اپنے باقی ماندہ پانی کی حفاظت پابہ زنجیر ہونے کے باوجود کرتا ہے۔]

قیس نے دوبارہ حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا تو لوگوں نے کہا

[ہمدان کے لوگ اور وہ آدمی جنگ میں بھڑ گئے اور صبح سے شام تک جنگ کرتے رہے۔ اللہ نے ہمدانیوں کو قضا نے ذریعہ فتح دی۔]

Marfat.com

ذی الثدیۃ کا قتل

ایک جماعت نے یہ روایت بیان کی ہے کہ خارجیوں کے ظاہر ہونے سے پہلے حضرت علیؓ اپنے ساتھیوں سے فرمایا کرتے تھے کہ ایک گروہ خروج کرے گا اس کے افراد اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ ان کی نشانی یہ ہوگی کہ ان میں ایک شخص کا ہاتھ نامکمل ہوگا۔ یہ الفاظ بار بار سن چکے تھے۔ جب اہل النہروان نے خروج کیا تو حضرت علیؓ ان کی طرف گئے اور ان کے ساتھ اسی قسم کا ایک آدمی تھا جب وہ فارغ ہوئے تو اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ اس مکار کو تلاش کریں۔ انہوں نے اس کی تلاش کی۔ ان میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ ہم کو نہیں ملتا۔ بعض نے کہا کہ وہ ان میں نہیں ہے۔ باوجود اس کے حضرت علیؓ یہ فرماتے تھے۔ اللہ کی قسم! وہ ان کو مل چکا ہے۔ اللہ کی قسم! میں نے جھوٹ نہیں بولا اور نہ میں جھٹلایا گیا۔ پھر آپ کے پاس ایک شخص آیا اس نے خوشخبری دی اور کہا اے امیر المومنین! ہم نے اس کو پالیا ہے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ اس کی خوشخبری دینے پہلے حضرت علیؓ اس کی تلاش میں نکلے تھے۔ ان کے ساتھ سلیم ابن ثمامہ الحنفی اور الریان ابن صبرہ تھے۔ انہوں ے دریا کے کنارے ایک گڑھے میں پچاس مقتولوں کے پاس پایا۔ جب اس کو باہر نکالا تو اس کے مونڈھے پر گوشت اس طرح جمع تھا جیسے پستان ہوتا ہے اور اس پر بھٹنی ہوتی ہے اس پر کالے بال تھے۔ جب اس کو کھینچا جاتا تھا تو وہ اس کے ہاتھ کی لمبائی کی طرح کھنچ جاتا تھا اور جب چھوڑ دیا جاتا تھا تو اس کے مونڈھوں پر واپس آجاتا تھا۔ جب اس کو دیکھا تو آپ نے فرمایا اللہ اکبر! نہ میں نے جھوٹ بولا نہ جھٹلایا گیا۔ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ تم عمل ترک کردو گے تو تمہیں وہ خبر سناتا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی زبان سے بیان کی ہے جس نے اس سے جنگ کی اور ان سے جنگ کرنے کو درست سمجھا ہے وہ اس حق کو پہچانتے ہیں جس پر ہم قائم ہیں۔

جب حضرت علیؓ ان گرنے والوں کی لاشوں کے پاس سے گزرے تو فرمایا۔ تمہارا برا ہو۔! تمہیں اس شخص نے بہت نقصان پہنچایا جس نے تمہیں فریب دیا۔ ان لوگوں نے کہا اے امیر المومنین! ان کو کس نے دھوکا دیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا شیطان نے اور نفس امارہ نے ان کی امیدیں بندھائیں اور گناہوں کو نیک عمل ہونے کا یقین دلایا اور انہیں خبر دی کہ خدا ان کی مدد کرے گا۔

Marfat.com

ایک روایت یہ ہے کہ جو کچھ ان کے لشکر میں ملا اس کو آپ نے جمع کیا۔ اسلحہ۔ چوپائے اور جنگ کی حالت میں جو سامان ان کے ساتھ تھا اس کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ اور دوسرا سامان۔ کنیزیں اور غلام ان کے مالکوں کو لوٹا دیئے جب وہ ان کے پاس آئے۔

عدی بن حاتم نے مقتولوں میں اپنے بیٹے طرفہ کو ڈھونڈا اور اس کو دفن کر دیا۔ مسلمانوں نے اپنے مقتولوں کو دفن کر دیا۔ جب حضرت علیؓ کو یہ اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا کہ پہلے تم ان کو قتل کرتے ہو پھر دفن کرتے ہو۔ یہاں سے کوچ کرو۔ لوگوں نے وہاں سے کوچ کیا۔

حضرت علیؓ کے ساتھیوں میں صرف سات آدمی قتل ہوئے۔ کہا گیا ہے کہ یہ جنگ ۳۸ھ میں ہوئی آپ کے ساتھیوں میں جو لوگ قتل ہوئے ان میں یزید بن نویرہ انصاری تھے، جن کو شرف صحبت حاصل تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو جنت کی بشارت دی تھی اور وہ پہلے شخص تھے جو قتل ہوئے۔

حضرت علیؓ کی کوفہ واپسی کا بیان

جب حضرت علیؓ اہل النہر سے فارغ ہوئے تو اللہ کی حمد وثنا کی اور کہا کہ اللہ نے تم پر احسان کیا اپنی مدد سے تمہیں سربلند کیا اب اس جگہ سے تم اپنے دشمنوں کے مقابلہ کو نکلو۔

ان لوگوں نے کہا اے امیر المومنین! ہمارے تیر ختم ہو چکے ہیں، ہماری تلواروں کی دھاریں کند ہو گئی ہیں، نیزوں کی سنانیں مڑ گئی ہیں۔ ہمارے شہر کی طرف چلئے تاکہ ہم تیاری کر لیں۔ شاید امیر المومنین ہماری تعداد بڑھالیں اس طرح دشمن کے مقابلہ میں ہماری تقویت کا باعث ہوگا۔ یہ بات جس نے کہی تھی وہ اشعث بن قیس تھا۔

حضرت علیؓ آگے بڑھے اور نخیلہ کی چھاؤنی میں قیام فرمایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ سب لشکر گاہ میں رہیں اور جہاد کی تیاری کریں اور اپنے بیوی بچوں کے پاس آمد و رفت کم کریں تاوقتیکہ اپنے دشمن کے مقابلہ کے لئے کوچ نہ کریں۔ انہوں نے وہاں پر چند روز قیام کیا۔ لوگ رفتہ رفتہ لشکر گاہ سے کھسکنا شروع ہو گئے یہاں تک کہ چند نمایاں افراد کے علاوہ سب نے لشکر گاہ کو خالی کر دیا۔ جب حضرت علیؓ نے یہ دیکھا تو آپ کو حملہ کی رائے ملتوی کرنی پڑی۔ آپ نے ان سے یہ بھی کہا اے لوگو! اپنے دشمن کی طرف کوچ کرنے کو تیار ہو جاؤ۔ یہ جہاد خدائے بزرگ و برتر کے قرب کا ذریعہ اور وسیلہ ہے۔ یہ لوگ

Marfat.com

حق کے مخالف، اللہ کی کتاب پر جفا کرنے والے، اپنی سرکشی میں حد سے بڑھے ہوئے ہیں۔ جس قدر ہو سکے ان کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنی قوت بڑھانے کی کوشش کرو، زیادہ سے زیادہ گھوڑے جمع کرو، اللہ پر بھروسہ رکھو، اللہ اچھا کارساز اور اچھا مددگار ہے۔

ان میں سے کسی شخص نے کوئی تیاری نہیں کی نہ اس کے لئے کوئی سامان بہم پہنچایا۔ حضرت علیؓ نے کچھ دنوں تک ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا مگر آخر کار ان کی طرف سے مایوس ہو گئے تو ان کے سرداروں اور سربراہوں کو بلایا اور ان سے ان کی رائے دریافت کی اور یہ کہ اس تاخیر کا مقصد کیا ہے۔ ان میں سے کچھ بہانہ بازی کرنے لگے۔ کچھ لوگوں نے صاف طور سے انکار کر دیا اور بہت تھوڑے لوگوں نے رضامندی ظاہر کی۔

حضرت علیؓ کھڑے ہوئے اور فرمایا اے اللہ کے بندو! جب میں نے تمہیں حکم دیا کہ تم جہاد کے لئے نکلو تو تم زمین سے چمٹ گئے۔ کیا آخرت کی زندگی کے مقابلہ میں تم دنیوی زندگی کو پسند کرتے ہو اور عزت کے مقابلہ میں ذلت وخواری کو پسند کرتے ہو۔ جب میں تمہیں جنگ کے لئے بلاتا ہوں تمہاری آنکھیں اس طرح پتھرا جاتی ہیں جیسے موت کا نشہ طاری ہے۔ تمہاری عقلیں خبط ہو گئی ہیں تم نہیں دیکھتے گویا تمہاری آنکھیں چندھیا گئی ہیں۔ تم اللہ کے لئے امن کے زمانہ میں جنگل کے شیر ہو۔ اور جب تم جنگ کے لئے بلائے جاتے ہو تو لومڑیوں کی طرح دم دبا کر بھاگتے ہو۔ اب مجھے تم پر اعتماد نہیں۔ تم میں کوئی ایسا سوار نہیں ہے جس کے پاس پناہ لی جائے۔ اللہ کی قسم! تم میدان جنگ کا کوڑا کرکٹ ہو۔ تم دھوکا کھا سکتے ہو دھوکا دے نہیں سکتے۔ تمہارے ہتھیار بیکار ہیں۔ تم گھبراہٹ میں مبتلا ہو۔ تمہاری آنکھیں نہیں سوتی۔ تم غفلت میں پڑے ہوئے ہو۔

اس کے بعد فرمایا۔ اما بعد! میرا حق تم پر ہے اور تمہارا حق مجھ پر ہے۔ تمہارا حق یہ ہے کہ جب تک تم میرے ساتھ رہو تمہیں نصیحت کرتا رہوں۔ تمہارا مال غنیمت بڑھاتا رہوں اور تمہیں سکھاتا رہوں کہ تم نادان نہ بن جاؤ اور تمہیں تادیب کرتا رہوں تاکہ تم علم سیکھو۔ میرا حق تم پر یہ ہے کہ تم میری بیعت کو پورا کرو اور حاضر و غائب خلوص برتو اور جب تمہیں بلاؤں تم جواب دو۔ اور جب تمہیں حکم دوں تم فرماں برداری کرو اور جس کو میں پسند کرتا ہوں اس کام کو کرو۔ جو کچھ تم چاہتے ہو وہ تم کو مل جائے گا اور جو کچھ تم چاہتے ہو اس کو حاصل کر لو گے۔

Marfat.com

متفرق واقعات

ایک روایت یہ ہے کہ اس سال عبیداللہ بن عباس نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ وہ حضرت علیؓ کی جانب سے یمن کے عامل تھے اور مکہ اور طائف کے عامل قُثم بن عباس تھے اور مدینہ کے عامل سہل بن حنیف تھے اور یہ بھی روایت ہے کہ تمام بن عباس تھے اور بصرہ کے عامل عبداللہ بن عباس تھے اور مصر کا عامل محمد بن ابی بکر تھا۔

جب حضرت علی صفین کی جانب روانہ ہوئے تو کوفہ میں ابومسعود انصاری کو اپنا نائب مقرر کیا۔ خراسان کا عامل خُلید بن قرۃ یربوعی تھا۔ شام میں معاویہ بن ابی سفیان تھے۔

صفین میں قتل ہونے والے

اس سن میں قیس الاحمسی البجلی کا بھائی حازم بن ابی حازم صفین میں حضرت علیؓ کی طرف سے جنگ کرتے ہوئے قتل ہوا۔

اسی سن میں خباب بن ارت کی وفات ہوئی۔ وہ غزوہ بدر میں اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک رہے۔ حضرت علیؓ کے ساتھ صفین اور النہروان میں شرکت کی۔ یہ بھی روایت ہے کہ وہ بیمار تھے اس لئے جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ حضرت علیؓ کے کوفہ آنے سے پہلے ان کی وفات ہوگئی۔ حضرت علیؓ کی واپسی کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ ۳۹ھ میں تریسٹھ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔

اسی سن میں ابوالھیثم بن تیھان حضرت علی کی طرف سے جنگ صفین میں قتل ہوئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ اس کے بعد چند روز زندہ رہے۔ اور ان کا بھائی عبید بن تیہان قتل ہوئے۔ ابوالہیثم پہلے شخص تھے جنہوں نے عقبہ میں رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی اور وہ بدری تھے۔

اسی سن میں یعلی بن منیہ قتل ہوئے۔ منیہ ان کی ماں کا نام تھا۔ ان کے والد کا نام امیہ تمیمی تھا۔ وہ عتبہ بن غزوان کے بھانجے تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ان کی پھوپھی کے بیٹے تھے۔ وہ جنگ جمل میں حضرت عائشہ کی طرف سے شریک تھے۔ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی طرف سے شریک ہوئے اور قتل ہوئے۔ وہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے تھے اور غزوہ حنین میں شریک ہوئے تھے۔ جنگ صفین میں

Marfat.com

حضرت علیؓ کی طرف سے ابوعمرہ انصاری نجاری قتل ہوئے وہ عبدالرحمٰن کے والد تھے اور بدری تھے۔

اسی جنگ میں ابوفضالہ انصاری قتل ہوئے۔ ایک روایت کے بموجب وہ بھی بدری تھے۔

وفیات

ایک روایت کے بموجب اسی سن میں سہل بن حنیف انصاری نے وفات پائی۔ وہ بدری صحابی تھے اور حضرت علیؓ کی لڑائیوں میں ان کی طرف سے شریک ہوئے۔ اسی سال صہیب بن سنان اور صفوان بن بیضا کی وفات ہوئی۔ صفوان بھی بدری تھے۔ اسی سال نماز پڑھتے ہوئے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کی ناگہانی وفات عسقلان میں ہوئی۔ وہ جنگ صفین میں معاویہ کے ساتھ خروج کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ ایک روایت یہ ہے کہ وہ اس میں شریک ہوئے۔ مگر یہ درست نہیں۔

حواشی و حوالہ جات

1. النمل: ۸۰-۸۱۔
2. الانفال: ۴۵۔
3. الانفال: ۴۶۔
4. النجم: ۳۱۔
5. مراد ہیں سعید بن عاص، ولید بن عقبہ اور عبداللہ بن عامر۔
6. عربوں میں فوجیں عموماً پانچ حصوں میں تقسیم ہوا کرتی تھیں۔ مقدمہ، میمنہ، میسرہ، قلب اور عقب۔
7. ابی کو زیادہ نماز پڑھنے کی وجہ سے ابی الصلوۃ کہا جاتا تھا۔
8. وقعۃ الصفین اور تاریخ طبری میں چند نام اور ہیں۔ مثلاً اصحاب علی کے گواہوں میں حضرت عبداللہ بن عباس اور اصحاب معاویہ میں مخارق بن حارث زبیدی، علقمہ بن یزید انصاری بھی شامل ہیں۔
9. خوارج کو سب سے پہلے حروریہ کا نام دیا گیا کیونکہ وہ حضرت علی سے علیحدہ ہو کر کوفہ کے قریب حروراء میں جمع ہو گئے تھے۔
10. النساء: ۳۵۔

Marfat.com

۱۱ حضرت عمرو بن عاص کی والدہ کا لقب ''نابغہ'' تھا۔ ان کا نام سلمٰی بنت حرملہ تھا اور وہ بنی جلان بن عنزہ کی کنیزہ تھیں۔

۱۲ الاعراف: ۱۷۶۔

۱۳ الجمعہ: ۵۔

۱۴ النحل: ۹۱۔

۱۵ القصص: ۲۱-۲۲۔

Marfat.com

اٹھائیسواں باب

۳۸ھ کے واقعات

مصر میں عمرو بن العاص کی سربراہی اور محمد بن ابی بکر الصدیق کے قتل کا بیان

اس سال محمد بن ابی بکر مصر میں قتل ہوا وہ حضرت علیؓ کی طرف سے وہاں کا عامل تھا۔ یہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ قیس بن سعد کو معزول کر کے اس کو مقرر کیا گیا تھا۔ وہ مصر میں داخل ہوا اور اس نے ابن مضاہم الکلبی کو اہل خربنا کے مقابلہ کو بھیجا۔ جب ابن مضاہم وہاں پہنچا اہل خربنا نے اس کو قتل کر دیا۔

معاویہ بن حدیج السکونی نے خروج کیا اور حضرت عثمان کے خوں بہا کا مطالبہ کیا اور ان لوگوں کو اپنی طرف بلایا۔ لوگوں نے اس کو قبول کیا اور پورے مصر میں محمد بن ابی بکر کے خلاف بغاوت ہوگئی۔ یہ اطلاع حضرت علیؓ کو ملی تو آپ نے فرمایا کہ مصر کو قابو میں رکھنے کی صلاحیت ان دو آدمیوں میں ہے۔ ایک اس شخص میں جس کو ہم نے معزول کر دیا ہے یعنی قیس بن سعد اور دوسرا اشتر۔ جنگ صفین کے بعد اشتر اپنے علاقہ الجزیرہ چلا گیا تھا۔ حضرت علیؓ نے قیس سے کہا کہ تم میرے پاس میری پولیس کے افسر ہو کر رہو اور جب حکومت کے معاملات کو ہم طے کر لیں گے تو تم آذربیجان جانا مگر جب مصر کی اطلاع ملی تو اشتر کو خط لکھا جو نصیبین میں موجود تھا اس کو اپنے پاس بلایا اور اہل مصر کے متعلق اس کو خبر دی اور اس سے کہا کہ ہمارے پاس تمہارے سوا دوسرا آدمی نہیں ہے لہٰذا تم اس طرف کوچ کرو۔ اگر میں تمہیں کوئی نصیحت نہ کروں تو بھی تمہاری رائے پر اعتماد ہے۔ اللہ سے مدد چاہنا اور اپنی سختی کے ساتھ کچھ نرمی بھی برتنا اور جہاں تک ہو سکے نرمی سے کام لینا اور اگر سختی کے بغیر کام نہ چلے تو سختی کرنا۔

اشتر کی موت

Marfat.com

اشتر نے مصر جانے کی تیاری کی اور ادھر روانہ ہوا۔ معاویہ کے جاسوسوں نے یہ خبر ان کو پہنچائی۔ ان کو یہ خبر بہت شاق گزری کیونکہ ان کی نگاہیں مصر پر لگی ہوئی تھیں۔ ان کو معلوم تھا کہ اگر اشتر وہاں پہنچ گیا تو اس کا مقابلہ محمد بن ابی بکر کے مقابلہ کرنے سے زیادہ سخت ہوگا۔ لہٰذا القلزم کے اہل خراج کے مقدم (سردار) کو معاویہ نے یہ پیغام بھیجا کہ اشتر مصر کا والی مقرر کیا گیا ہے اگر تم اس کو میری خاطر ختم کردو تو جب تک ہم اور تم زندہ ہیں تم سے خراج نہیں لوں گا۔ وہ حابسات سے روانہ ہو کر القلزم پہنچا اور وہاں قیام کیا۔ اشتر عراق سے مصر کی طرف روانہ ہوا۔ جب وہ القلزم پہنچا تو مقدم (سردار) نے اس کا استقبال کیا اور اپنے پاس اترنے کی درخواست کی۔ اشتر اس کے پاس اترا اس کو کھانا کھلایا اور اس کے بعد زہر آلود شہد پینے کو دیا۔ اس نے اس کو پی لیا اور مر گیا۔

معاویہ شامیوں سے کہا کرتے تھے کہ علیؓ نے اشتر کو مصر کی طرف روانہ کیا ہے اللہ سے اس کے حق میں بددعا کرو۔ وہ روزانہ اس کے لئے بددعا کرتے تھے۔ جس شخص نے اشتر کو زہر پلایا تھا وہ معاویہ کے پاس آیا اور اشتر کے ہلاک ہونے کی اطلاع دی۔ معاویہ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور کہا ''اما بعد! علی کے دست راست دو (آدمی) تھے۔ ایک صفین میں کٹ گیا یعنی عمار بن یاسر اور دوسرا آج کٹ گیا یعنی اشتر۔''

جب حضرت علی کو اس کی موت کی اطلاع ملی تو فرمایا کہ اس کے دونوں ہاتھوں اور منہ پر افسوس ہے۔ اس پر ان چیزوں نے گرانی کی ہے جو اس سے بیان کی گئی ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے جب اس کے قتل کی اطلاع حضرت علیؓ کو ملی تو انا للہ وانا الیہ راجعون کہا کہ اب مالک نہیں ہے اور کوئی اس جیسا موجود نہیں ہے اگر وہ لوہا ہوتا تو زنجیر ہوتا اگر وہ پتھر ہوتا تو سنگ خارا ہوتا۔ ماتم کرنے والوں کو چاہئے کہ اس کے لئے گریہ وزاری کریں۔ یہ روایت بالکل صحیح ہے اگر (حضرت) علی اس کو ناپسند کرتے تو مصر کا والی مقرر نہ کرتے۔

اشتر نے حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت خالدؓ بن ولید اور حضرت ابو ذرؓ کی سند سے روایتیں بیان کی اور اس کی سند سے ایک جماعت نے روایتیں بیان کیں۔ احمد بن صالح نے کہا کہ وہ معتبر راوی تھا۔

جب محمد بن ابی بکر کو اشتر کے تقرری کی خبر ملی تو اس کو شاق گزری۔ اس موقع پر حضرت علیؓ نے اس کو لکھا:

Marfat.com

''اما بعد! مجھے اطلاع ملی ہے کہ اپنے بدلہ اشتر کو وہاں کا عامل بنانے پر تم مجھ سے ناراض ہو۔ میں ایسا نہ کرتا اگر تم جنگ میں تاخیر کرتے اور تمہاری اس کوشش پر زیادتی نہ کرتا۔ جو علاقہ تمہاری ماتحتی سے نکالا ہے اس کے عوض تمہیں ایسی جگہ دی جائے گی کہ تمہارے لئے آسانی ہوگی اور تم پسند کرو گے۔ جس شخص کو میں نے مصر کا والی مقرر کیا ہے۔ وہ ہمارا مخلص ہے اور ہمارے دشمنوں کے مقابلے کے لئے زیادہ سخت ہے۔ اس نے زمانہ کو خوب دیکھا ہے۔ وہ اپنے علاقے کی خوب حفاظت کر سکتا ہے۔ ہم اس سے راضی ہیں اللہ بھی اس سے راضی ہے اس کا اجر دگنا کرے۔ تم اپنے دشمن کے مقابلہ کے لئے ثابت قدم رہو۔ اور جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور اپنے پروردگار کے راستہ کی طرف دانائی اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ۔ اللہ کو زیادہ یاد کرو اور اس سے مدد چاہو۔ اس سے ڈرتے رہو۔ تمہارے اہم کاموں میں وہ کفایت کرے گا اور تمہاری حکومت میں تمہاری مدد کرے گا۔''

محمد نے آپ کو لکھا۔

''اما بعد! آپ کا خط پہنچا۔ میں نے اس کو سمجھ لیا۔ امیر المومنین کی رائے سے کوئی شخص مجھ سے زیادہ خوش نہیں ہے اور ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں مجھ سے زیادہ کوئی کوشاں نہیں ہے اور ان کے دوستوں پر کوئی مجھ سے زیادہ رحم دل نہیں ہے۔

میں نے جب لڑائی کے لئے کوچ کیا تو چھاؤنی ڈالی اور ان سب لوگوں کو امن دی۔ بجز ان کے جو ہم سے جنگ کرنے کے لئے آمادہ تھے اور مخالفت کا اظہار کیا تھا۔ میں امیر المومنین کے حکم کا پیرو ہوں اور اس کی حفاظت کرنے والا ہوں۔ والسلام۔''

ایک روایت یہ بھی ہے کہ مصر میں اشتر کا تقرر محمد بن ابی بکر کے قتل کے بعد ہوا۔ اس زمانہ میں اہل شام صفین کے بعد حکمین کے فیصلہ کا انتظار کر رہے تھے جب حکمین کے فیصلہ میں اختلاف ہوا تو اہل شام نے معاویہ کی بیعت خلافت کر لی اور ان کی قوت میں اضافہ ہوتا رہا۔ عراق کے لوگ حضرت علیؓ کے بارے میں اختلاف کرنے لگے۔

مصر پر عمرو بن عاص کا قبضہ

Marfat.com

معاویہ مصر کو اہمیت دیتے تھے اور وہاں کے لوگوں کو ڈراتے رہتے تھے کیونکہ وہ علاقہ قریب تھا اور وہ لوگ حضرت عثمان کی رائے کے سختی سے پابند تھے۔ان کو یہ امید تھی کہ اگر وہ علاقہ ان کے تسلط میں آ گیا تو حضرت علی سے جنگ میں بھی ان کو غلبہ ہوگا کیونکہ یہاں سے خراج بہت ملتا ہے۔معاویہ نے عمرو بن عاص، حبیب بن مسلمہ، بسر بن ارطاۃ، ضحاک بن قیس، عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید، ابو الاعور السلمی، شرحبیل بن سمط کندی کو بلایا اور ان سے کہا تمہیں معلوم ہے میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟ میں نے تمہیں اس لئے جمع کیا ہے کہ مجھے تم سے ایک مشورہ کرنا ہے۔

ان لوگوں نے کہا کہ اللہ نے غیب کی اطلاع کسی کو نہیں دی اور ہم کو نہیں معلوم آپ کیا چاہتے ہیں۔عمرو بن عاص نے کہا کہ آپ نے ہم کو اس لئے بلایا ہے کہ مصر کے معاملہ میں آپ ہماری رائے معلوم کریں۔اگر اس مقصد کے لئے جمع کیا ہے تو اس کا قصد کیجئے۔اس کو فتح کرنے کی جو رائے آپ نے قائم کی ہے وہ بہت اچھی ہے۔اس میں آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی عزت اور آپ کے دشمنوں کی رسوائی ہے۔

معاویہ نے کہا اے ابن عاص! جس کام کو تم اہم سمجھتے ہو وہی اہم کام ہے۔اس کی وجہ یہ تھی کہ عمرو نے جب معاویہ سے صلح کی تھی کہ حضرت علیؓ کے خلاف وہ جنگ میں حصہ لیں تو انہوں نے یہ شرط رکھی تھی کہ عمرو کی زندگی میں مصر ان کے ماتحت رہے گا۔

اس کے بعد معاویہ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ ابوعبداللہ نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے۔اب تم لوگ اپنی رائے بتاؤ۔ان لوگوں نے کہا کہ آپ کی رائے بھی تو وہی ہے جو عمرو کی ہے۔معاویہ نے کہا کہ میں کیا کروں عمرو نے کوئی وضاحت نہیں کی ہے۔عمرو نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ایک بڑا لشکر بھیجا جائے۔اس پر ایک ہوشیار برداشت کرنے والا، تیغ زن سربراہ مقرر کیا جائے جس پر آپ کو بھروسہ ہو۔وہ مصر جائے اور جو لوگ ہماری رائے سے اتفاق کرتے ہیں ان کی مدد ہمارے دشمنوں کے مقابل طلب کرے۔جب لشکر جمع ہو جائے اور ہماری رائے پر عمل کرے تو ہمیں امید ہے کہ اللہ ہماری مدد کرے گا۔

معاویہ نے اس رائے سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ ہم اپنے گروہ سے خط و کتابت کریں اور ان کو امید دلائیں اور ان کو ثابت قدمی کا حکم دیں۔دوسری طرف اپنے دشمنوں سے بھی خط و

Marfat.com

کتابت کریں اوران کو صلح کی دعوت دیں، ان کو اپنی سپاس گزاری کا اطمینان دلائیں اور ساتھ ہی جنگ سے خوف زدہ کریں۔ اس طرح جو کچھ ہم چاہتے ہیں بغیر جنگ کے حاصل ہو جائے گا۔ ورنہ جنگ تو ہوگی۔ اے ابن العاص! تم تند مزاج اور جلد باز ہو جبکہ میں غور وفکر کے بعد ہی فیصلہ کرتا ہوں۔ عمرو نے جواب دیا جو آپ کی رائے ہے اسی پر عمل کیجئے مگر ہمارا معاملہ جنگ ہی سے فیصل ہوگا۔

معاویہ نے مسلمہ بن مخلد اور معاویہ بن حُدیج سکونی کو خط لکھا۔ ان دونوں نے حضرت علیؓ کی مخالفت کی تھی۔ ان کا شکریہ ادا کیا اور حضرت عثمانؓ کا قصاص طلب کرنے پر ان کو اکسایا تھا اور ان کو یقین دلایا کہ کامیابی کے بعد اختیارات میں ان کا درجہ مساوی ہوگا۔ معاویہ نے یہ خط اپنے غلام سبیع کے ہاتھ بھیجا۔

وہ دونوں جب خط کے مندرجات سے مطلع ہوئے تو مسلمہ بن مخلد انصاری نے اپنی جانب سے اور ابن حُدیج کی جانب سے یہ خط لکھا۔

> ''اما بعد! یہ ایسا کام ہے جس میں ہم نے اپنی جانیں لڑائی ہیں اور ہم نے اللہ کے حکم کی پیروی کی ہے۔ اپنے پروردگار سے ثواب کی امید ہے اور جو ہماری مخالفت کرے گا اس کے خلاف اپنے پروردگار سے مدد کی امید ہے۔ اور جن لوگوں نے ہمارے امام (یعنی حضرت عثمانؓ) کے خلاف کوشش کی تھی ان پر عذاب نازل ہوگا۔ آپ نے اختیارات کے معاملہ میں جو برابری کو لکھا ہے تو اللہ کی قسم! اس کے لئے ہم نہیں اٹھے اور نہ وہ ہمارا مقصود ہے۔ آپ اپنے سوار اور پیادے جلد روانہ کر دیں کیونکہ دشمن ہم کو خوف زدہ کر رہا ہے۔ اگر مدد پہنچ جائے گی تو اللہ آپ کے لئے فتح آسان کر دے گا۔ والسلام۔''

حضرت معاویہ کو یہ خط فلسطین میں ملا۔ انہوں نے ان لوگوں کو بلایا اور کہا اب تمہاری کیا رائے ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ آپ ایک لشکر بھیج دیں۔ حضرت معاویہ نے حضرت عمرو بن عاص کو کوچ کا حکم دیا اور چھ ہزار افراد کو ان کے ساتھ بھیجا اور ان کو نصیحت کی کہ غور وفکر کے بعد کام کریں اور جلد بازی سے کام نہ لیں۔ عمرو بن عاص نے کوچ کیا اور مصر کی سرحد کے قریب پہنچ گئے۔ حضرت عثمان کے طرف دار ان کے پاس جمع ہو گئے اور ان کے ساتھ پڑاؤ ڈالا۔ عمرو بن عاص نے محمد بن ابی بکر کو لکھا

Marfat.com

''اما بعد! اے ابن ابی بکر! مناسب یہ ہے کہ تم مجھ سے اپنی جان بچالو۔ میں نہیں چاہتا کہ تمہیں ایک ناخن کی خراش آئے۔ اس ملک کے سب لوگ تمہارے خلاف مجتمع ہو چکے ہیں۔ وہ بظاہر تمہارے فرماں بردار ہیں۔ لہٰذا تم مصر سے باہر چلے جاؤ۔ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔''

اس خط کے ساتھ معاویہ کا خط بھی بھیجا جس کا مضمون اس سے ملتا ہوا تھا اور حضرت عثمان کے قتل کا ارادہ کرنے اور ان کا محاصرہ کرنے پر اس کو تنبیہ بھی کی تھی۔ محمد نے دونوں خطوط حضرت علیؓ کو بھیج دیئے اور ان کو یہ بھی خبر بھیجی کہ عمرو بن عاص مصر پہنچ چکے ہیں۔ اس نے اپنے ساتھیوں کی بے وفائی کی شکایت بھی کی اور ان سے مدد بھی مانگی۔ حضرت علیؓ نے اس کو لکھا کہ اپنے گروہ کو اپنے ساتھ ملائے۔ اپنا لشکر بھیجے اور دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدم رہے اور ان سے جنگ کرے۔

محمد بن ابی بکر لوگوں کے درمیاں کھڑا ہوا اور اپنے دشمن کے مقابلہ کو کنانہ بن بشر کے ساتھ کوچ کرنے کا حکم دیا۔ اس کے ساتھ دو ہزار آدمی گئے۔ اس کے بعد محمد بن ابی بکر دو ہزار کا لشکر لے کر چلا۔ کنانہ اس کا ہراول تھا۔ عمرو بن عاص اس کے مقابلہ پر آئے۔ کنانہ کا حملہ اتنا سخت ہوتا کہ عمرو کا دستہ پسپا ہو جاتا۔ جب عمرو بن عاص نے یہ حالت دیکھی تو انہوں نے معاویہ بن حُدیج کو پیغام بھیجا۔ وہ اتنا بڑا لشکر لایا کہ سیاہ آندھی معلوم ہوتا تھا۔ انہوں نے کنانہ اور اس کے ساتھیوں کو گھیر لیا۔ اہل شام بھی ہر طرف سے اس پر ٹوٹ پڑے۔ جب کنانہ نے یہ حالت دیکھی تو اپنے گھوڑے سے اترا، اس کے ساتھی بھی گھوڑوں سے اترے اور اپنی تلوار سے ان کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ قتل ہو گئے۔

جب محمد بن ابی بکر کو کنانہ کے قتل کی خبر پہنچی تو محمد کے ساتھی اس کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس خبر پر عمرو بن عاص اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ محمد نے تن تنہا ایک مکان کے کھنڈر میں پناہ لی۔ عمرو بن عاص نے کوچ کیا اور فسطاط پہنچے۔ معاویہ بن حُدیج، محمد بن ابی بکر کی تلاش میں نکلا اور راستہ میں ایک جماعت کے پاس سے گزرا اور ان سے محمد کے بارے میں پوچھا۔ ان میں سے ایک شخص نے جواب دیا کہ میں اس کھنڈر میں داخل ہوا تو وہاں ایک آدمی کو بیٹھے ہوئے دیکھا تھا۔

ابن حُدیج نے کہا بس وہی ہے۔ وہ لوگ وہاں داخل ہوئے اور اس کو باہر نکالا وہ پیاس کی وجہ سے قریب المرگ تھا۔ وہ اس کو فسطاط لائے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر جلدی سے عمرو بن عاص کے

Marfat.com

پاس پہنچا اور وہ اس کے لشکر میں تھا اور اس سے کہا کیا تو میرے بھائی کو باندھ کر قتل کرے گا۔ ابن خدیج کی طرف اپنا آدمی بھیجیں تا کہ وہ اس کو روک دے۔ عمرو نے ایک آدمی کو بھیجا اور اس کو حکم دیا کہ محمد کو اس کے پاس لایا جائے۔ ابن خدیج نے کہا تم نے کنانہ بن بشر کو قتل کر دیا اور میں محمد کو چھوڑ دوں۔ اکفار کم خیر من اولئکم ام لکم براۃ فی الزبر. (القمر:۴۳) محمد بن ابی بکر نے ان سے کہا مجھے پانی تو پلا دو۔ معاویہ بن خدیج نے کہا اگر میں تجھے پانی پلا دوں تو خدا مجھے پانی کا ایک قطرہ نہ پلائے تم نے عثمانؓ کو پانی پینے سے روکا تھا۔ اللہ کی قسم! میں تجھ کو قتل کروں گا اور خدا تجھ کو کھولتا ہوا پانی اور دوزخیوں کی پیپ پلائے گا۔

محمد نے کہا اے یہودیہ جلاہی کے بیٹے! تیری یہ آرزو کبھی پوری نہ ہوگی یہ تو خدا کے اختیار میں ہے وہ اپنے دوستوں کو سیراب کرتا ہے اور دشمنوں کو پیاسا رکھتا ہے۔ اس کے دشمن تجھ جیسے لوگ ہوتے ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر میری تلوار میرے پاس ہوتی تو تمہاری اس قسم کی بات نہ سنتا۔ معاویہ بن خدیج نے کہا تو جانتا ہے میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتا ہوں۔ میں تجھے گدھے کے پیٹ میں داخل کروں گا پھر تجھے آگ میں جلاؤں گا۔

محمد نے کہا اگر تم نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا تو کیا تم دنیا میں ہمیشہ رہو گے؟ تم لوگ اللہ کے دوستوں سے یہی سلوک کر رہے ہو۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تجھ کو، تیرے دوستوں کو، معاویہ کو اور عمرو کو دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالے گا۔ معاویہ بن خدیج کو غصہ آ گیا اور اس کو قتل کر دیا پھر ایک مردہ گدھے کی کھال منڈھ دی اور اس کو آگ میں جلا دیا۔

جب یہ خبر حضرت عائشہ کو پہنچی تو انہوں نے (اپنے سوتیلے بھائی پر) بہت گریہ وزاری کی اور نماز کے بعد دعائے قنوت پڑھ کر معاویہ اور عمرو کے حق میں بددعا دی۔ محمد کے بچوں کو انہوں نے لے لیا۔ قاسم بن محمد بن ابی بکر انہیں میں سے تھے۔ اس کے بعد آگ کی پکائی ہوئی کوئی چیز مرتے دم تک نہیں کھائی۔

ایک روایت یہ ہے کہ محمد نے عمرو اور اس کے ساتھیوں سے سخت جنگ کی۔ کنانہ کو قتل کر دیا مگر بعد میں محمد کو شکست ہوئی اور ابن مسروق کی پہاڑی میں روپوش ہو گیا۔ اس کی طرف معاویہ بن خدیج نے رہنمائی کی اس کو گھیر لیا گیا تو محمد باہر نکل آیا اور اس نے جنگ کی یہاں تک کہ قتل ہو گیا۔

Marfat.com

جب حضرت علیؓ کے پاس محمد بن ابی بکر کا خط پہنچا تو اس کا جواب دے دیا اور مدد کا وعدہ کیا۔ بعد ازاں لوگوں کو خطبہ دیا اور ان کو مصر کے حالات بتائے اور عمرو نے جو وہاں کا ارادہ کیا تھا وہ بھی بتایا۔ ان کو جنگ پر ابھارا اور ان سے کہا کہ ہمارے ساتھ جَرعہ کی طرف نکلو۔ یہ جگہ کوفہ اور حیرہ کے درمیان ہے۔ جب دوسرا دن ہوا تو حضرت علیؓ وہاں سے روانہ ہو کر علی الصبح جَرعہ پہنچے اور دوپہر تک ٹھہرے رہے۔ وہاں کوئی نہ آیا تو آپ واپس آ گئے۔ جب شام ہوئی تو لوگوں کے نمایاں افراد کو بلوایا اور آپ رنجیدہ خاطر تھے ان سے کہا

''سب تعریف اللہ کی ہے جس نے اس امر کا فیصلہ کیا اور اس کام کو مقدر کیا اور تم لوگوں کے ساتھ مجھ کو آزمائش میں ڈالا۔ اے شہر والو! کیا بات ہے جب میں حکم دیتا ہوں تم فرماں برداری نہیں کرتے اور جب بلاتا ہوں تو جواب نہیں دیتے۔ تمہارے غیر کا باپ نہ ہو! تم اپنے شہر میں کس بات کا انتظار کر رہے ہو۔ اور تمہارا جہاد حق کے لئے ہے۔ اللہ کی قسم! اگر موت آ جائے گی جس کا ایک دن آنا یقینی ہے تو میرے اور تمہارے درمیان خود بخود تفرقہ پڑ جائے گا۔ میں تمہارے پاس بیٹھا ہوں تم میں بہت تھوڑے جنگ کے لئے تیار ہیں۔ نہ تمہارا دین تم کو جمع کرتا ہے نہ حمیت برانگیختہ کرتی ہے۔ تم یہ سن رہے ہو کہ تمہارا دشمن تمہارے شہروں کو پامال کر رہا ہے، تم پر حملے کر رہا ہے، یہ تعجب کی بات نہیں کہ معاویہ ظالموں اور سرکشوں کو بلاتا ہے، وہ اس کی پیروی کرتے ہیں۔ ان کو کوئی عطیہ نہیں دیا جاتا اور نہ کوئی امداد دی جاتی ہے۔ سال میں ایک بار یا دو بار یا تین بار یا جتنی بار چاہے وہ بلاتا ہے۔ میں تم کو بلاتا ہوں۔ تم دانشمند ہو اور باقی لوگ بخشش یا امداد چاہتے ہیں مگر تم مجھ سے جدا ہو جاتے ہو میری نافرمانی کرتے ہو اور مجھ سے اختلاف کرتے ہو۔''

کعب بن مالک ارحبیؓ کھڑا ہوا اور اس نے کہا ''اے امیر المومنین! لوگوں کو آج آمادہ کیجئے۔ آج کے دن کے لئے میں نے اپنی جان کا ذخیرہ کیا تھا۔'' پھر لوگوں سے کہا ''اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اپنے امام کا حکم مانو۔ اس کے بلانے پر اس کی مدد کرو۔ اس کے دشمن سے جنگ کرو۔ میں اس طرف کوچ کر رہا ہوں۔'' اس کے ساتھ دو ہزار آدمی روانہ ہوئے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کوچ کرو۔ اللہ کی قسم! میرا خیال نہیں ہے کہ تم وہاں پہنچو گے اور اس

Marfat.com

سے پہلے یہ معاملہ طے ہو چکا ہوگا۔ ابھی کعب پانچ میل ہی گئے تھے کہ حجاج بن غزیہ انصاری مصر سے آئے اور انہوں نے محمد بن ابی بکر کے قتل کی اطلاع دی اور وہ ان کے ساتھ تھے۔ عبدالرحمٰن بن شبیب فزاری شام سے آیا وہ وہاں حضرت علیؓ کا جاسوس تھا اس نے بھی خبر دی کہ عمرو کی طرف سے محمد کے قتل اور مصر پر قبضہ کی خوشخبری آ گئی تھی اور اس پر اہل شام نہایت شاداں و فرحاں تھے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہمارا حزن و ملال ان کے سرور کے برابر ہے بلکہ اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔ حضرت علیؓ نے پیغام بھیجا اور اس لشکر کو واپس بلوا لیا۔ اور لوگوں کو یہ خطبہ دیا۔

''آگاہ ہو جاؤ کہ فاجروں، ظالموں، ستمگروں نے مصر کو فتح کر لیا ہے۔ ان لوگوں نے اللہ کا راستہ روکا۔ اسلام سے بغاوت کر کے کجروی اختیار کرتے ہیں۔ محمد بن ابی بکر شہید ہو گیا ہے ہم اللہ سے ثواب کی امید کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر میں یہ جانتا کہ کون قضا کا انتظار کرتا ہے۔ کون ثواب کے لئے کام کرتا ہے۔ کون فاجر کی طرح بغض رکھتا ہے۔ کون مومن کی ہدایت کو پسند کرتا ہے۔ اللہ کی قسم میں اپنی کوتاہیوں پر اپنے آپ کو ملامت نہ کرتا۔ ایک باخبر انسان کی طرح میں جنگ کو پسند کرتا ہوں، میں معاملہ کو مقدم رکھتا ہوں اور احتیاط کرتا ہوں۔ درست رائے کے ساتھ میں تمہارے درمیان کھڑا ہوتا ہوں اور چیخ چیخ کر تم کو پکارتا ہوں۔ ایک فریادی کی طرح تم کو بلاتا ہوں مگر تم میری بات نہیں سنتے۔ تم میری فرماں برداری نہیں کرتے اس لئے ان کاموں کا انجام برا ہوتا ہے۔ تم ایسی قوم ہو جس کے ذریعہ قصاص نہیں لیا جا سکتا۔ نہ خیموں کی طنابیں کوچ کرنے کے لئے کاٹی جا سکتی ہیں۔ پچاس سے زیادہ دن ہوئے کہ میں تمہیں تمہارے بھائیوں کی فریادرسی کے لئے بلا رہا ہوں مگر تم اونٹ کی طرح منہ کھول کر زمیں پر لیٹ جاتے ہو اور زمیں کو اس طرح چمٹ جاتے ہو گویا تم دشمن سے جنگ کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے اور ثواب حاصل نہیں کرنا چاہتے۔ تم میں سے چھوٹی چھوٹی فوج کی ٹکریاں میری مدد کو آتی ہیں مگر ان کی شان یہ ہوتی ہے گویا موت کی طرف دھکیلے جا رہے ہیں اور موت ان کو سامنے نظر آ رہی ہے تم پر افسوس ہے۔'' یہ کہہ کر آپ نیچے اتر آئے۔

معاویہ کا عبداللہ بن حضرمی کو بصرہ بھیجنے کا بیان

محمد بن ابی بکر کے قتل اور عمرو بن عاص کے قبضۂ مصر کے بعد اسی سال عبداللہ بن حضرمی کو

Marfat.com

بصرہ بھیجا گیا اور اس سے کہا کہ وہاں کے لوگوں کی ایک بڑی جماعت حضرت عثمان کے بارے میں ہماری ہم خیال ہے اور ان کا قصاص طلب کرنے کی وجہ سے وہ قتل بھی کیے گئے ہیں۔ وہ اس طرف مائل ہیں اس امر کی ضرورت ہے کہ کوئی شخص وہاں جا کر ان کو ایک مرکز پر جمع کرے اور اپنا اور اپنے امام کا خوں بہا طلب کرنے پر ابھارے۔ تم شہر میں جاؤ اور قبیلہ ازد سے دوستی کرو کیونکہ وہ سب تمہارے ساتھ ہیں۔ قبیلہ ربیعہ کو چھوڑ دینا کیونکہ ان کے علاوہ کوئی تجھ سے انحراف نہیں کرے گا۔ وہ سب ابوتراب (حضرت علیؓ) کے ساتھ ہیں۔ ان سے محتاط رہنا۔

عبداللہ بن حضرمی وہاں سے روانہ ہو کر بصرہ پہنچے اور قبیلہ بنی تمیم میں ٹھہرے۔ حضرت عثمان کے طرف دار ان کے پاس آ کر اطاعت کا اظہار کرنے لگے۔ ان کے علاوہ اور لوگ بھی آنے لگے تو انہوں نے خطبہ دیا اور کہا کہ حضرت عثمان تمہارے امام تھے وہ ہدایت یافتہ امام تھے ان کو ظلم سے قتل کیا گیا۔ ان کو علیؓ نے قتل کیا۔ تم نے ان کا قصاص طلب کیا۔ اللہ تمہیں نیک بدلہ دے۔

ضحاک بن قیس کھڑا ہوا وہ ابن عباس کی پولیس کا سربراہ تھا۔ اس نے کہا اللہ تیرا برا کرے! تو کیا لے کر آیا ہے اور ہمیں کس کام کی طرف بلاتا ہے۔ اللہ کی قسم! یہ بالکل ویسی ہی تجویز ہے جیسی طلحہؓ اور زبیرؓ نے پیش کی تھی۔ ہم علیؓ کی بیعت کر چکے تھے ہمارا معاملہ درست ہو چکا تھا انہوں نے ہمارے اندر تفرقہ ڈالا اور ہم نے آپس میں ایک دوسرے کی گردن ماری۔ اب ہم علیؓ کی بیعت پر جمع ہو چکے ہیں۔ انہوں نے ہماری کوتاہیوں سے درگزر کیا اور بدکاروں کو معاف کر دیا۔ تو ہم کو حکم دیتا ہے کہ ہم اپنی تلواریں نکال لیں اور ایک دوسرے کی گردن ماریں تاکہ معاویہ حاکم ہو جائے۔ اللہ کی قسم! علیؓ کے دور حکومت کا ایک دن معاویہ اور آل معاویہ کے پورے دورِ حکومت سے بہتر ہے۔

عبداللہ بن خازم سلمی کھڑا ہوا اور اس نے ضحاک سے کہا کہ خاموش رہ! تو اس کا اہل نہیں ہے کہ گفتگو کرے۔ پھر ابن حضرمی کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ ہم تیرے مددگار اور تیرے ہاتھ پاؤں ہیں اور تیری بات درست ہے۔ لہٰذا اپنا خط پڑھ۔

ابن حضرمی نے معاویہ کا خط نکالا جس میں حضرت عثمان کے آثار کا ذکر تھا۔ ان کو لوگوں کی آسائش پسند تھی۔ انہوں نے ان کی سرحدوں کی حفاظت کی تھی۔ پھر ان کے قتل کیے جانے کا ذکر تھا۔ اور ان کو یہ دعوت دی تھی کہ وہ ان کا قصاص طلب کریں۔ اور ان کو یہ ضمانت دی تھی کہ ان میں سے جو

Marfat.com

کوئی سنت پر عمل کرے گا اس کو سال میں دو مرتبہ عطیات دیے جائیں گے۔

جب وہ خط پڑھ چکا تو احنف بن قیس کھڑے ہوئے اور کہا کہ میرے ناقہ اور اونٹ اس مقصد کے لئے نہیں ہیں اور میں قوم سے جدا ہوتا ہوں۔

اس کے بعد عمرو بن مرحوم عبدی کھڑا ہوا اور اس نے کہا۔ اے لوگو! فرماں برداری کو لازم جانو اور اپنی جماعت کے ساتھ رہو اپنی بیعت نہ توڑو تم کو جنگ میں کامیابی ہوگی۔

عباس بن صحار عبدی اپنی قوم (یعنی قبیلہ) کے خلاف حضرت علیؓ سے محبت کرتا تھا۔ وہ کھڑا ہوا اور کہا کہ ہم اپنے ہاتھوں سے اور اپنی زبانوں سے تیری مدد کریں گے۔

مُثنّیٰ بن مُخَرِّبہ عبدی نے کہا اللہ کی قسم! اگر تو اپنی جگہ واپس نہ جائے گا جہاں سے آیا ہے تو ہم اپنی تلواروں اور نیزوں سے تجھ سے جنگ کریں گے اور یہ شخص یعنی ابن صحار جو کہہ رہا ہے اس سے دھوکا نہ کھانا۔

ابن حضرمی نے صَبرہ بن شَیمان سے کہا تو عرب کے دانتوں میں سے ایک دانت ہے تو میری مدد کر۔ صَبرہ نے کہا اگر تو میرے پاس اترے گا تو میں تیری مدد کروں گا۔

جب زیاد نے یہ دیکھا تو وہ خوف زدہ ہو گیا اور حُضَین بن منذر اور مالک بن مِسمَع سے درخواست کی اور کہا کہ اے بکر بن وائل کے گروہ! تم امیر المومنین کے مددگار ہو اور ان کے معتمد ہو اور ابن حضرمی کی کارگزاری تم دیکھ رہے ہو۔ آنے والے اس کے پاس آ رہے ہیں۔ تم اس وقت تک میری حفاظت کرو جب تک امیر المومنین کا فرمان میرے پاس آئے۔ حُضَین بن منذر نے کہا بہت اچھا۔

مالک نے جو بنی امیہ کی طرف مائل تھا یہ کہا کہ یہ ایسا معاملہ ہے کہ میں اپنے شرکا سے مشورہ کرلوں اور اس پر غور کروں۔ زیاد نے دیکھا کہ مالک کو یہ بات ناگوار گزری ہے تو اس کو اندیشہ ہوا کہ کہیں قبیلہ ربیعہ میں اختلاف پیدا نہ ہو جائے۔ اس نے صَبرہ بن شَیمان حُدّانی ازدی کو پیغام بھیجا کہ میری اور مسلمانوں کے بیت المال کی حفاظت کرو۔

صَبرہ نے کہا اگر تو اس کو میرے گھر اٹھا لائے تو میں تیری اور بیت المال کی حفاظت کروں گا۔ زیاد نے بیت المال کو اس کے گھر منتقل کر دیا جو حُدّان میں تھا۔ اس نے منبر بھی وہیں منتقل کر دیا اور حُدّان کی مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے لگا اور وہیں کھانا کھانے لگا۔ زیاد نے جابر بن وہب راسبی سے کہا

Marfat.com

اے ابو محمد! میرا خیال ہے کہ ابن حضرمی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا نہ رہے گا وہ تم سے جنگ کرے گا، جو کچھ اس کے ساتھیوں کے پاس ہے میں نہیں دیکھتا، جو کچھ ان کے پاس ہے تم دیکھو۔ جب زیاد نے نماز پڑھی وہ مسجد میں بیٹھا اور لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے تو جابر نے کہا اے قبیلہ ازد کے لوگو! قبیلہ تمیم کے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ دلیر ہیں اور جنگ میں تم سے زیادہ ثابت قدم رہتے ہیں۔ مجھ کو یہ اطلاع ملی ہے کہ ان کا ارادہ ہے کہ تمہاری طرف کوچ کریں اور جو کو تم نے پناہ دی ہے اس کو چھین لیں۔ تم نے اس کو اور مسلمانوں کے بیت المال کو اپنی حفاظت میں لیا ہے۔

صَبرہ بن شیمان نے جو ایک سادہ لوح آدمی تھا کہا کہ اگر احنف اور اس کے مددگار آئیں گے تو میں بھی آؤں گا، اگر ان کے نوجون آئیں گے تو ہم میں بھی نوجوان موجود ہیں۔

زیاد نے حضرت علیؓ کو یہ خبر بھیجی۔ انہوں نے اعین بن ضُبیعہ مجاشعی تمیمی کو اس کے پاس بھیجا کہ اپنے قبیلے کو ابن حضرمی سے علیحدہ کر دے اگر وہ سرکشی کریں تو اس سے اور اس کے پیرووں سے ان لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر جنگ کرنا جو اس کے نافرمان ہیں۔

حضرت علیؓ نے زیاد کو خط لکھا اور یہ سب معلومات لکھ دیں۔ اعین وہاں آیا اور زیاد کے پاس پہنچا، اس کے پاس ٹھہرا اور لوگوں کو جمع کیا۔ پھر ابن حضرمی اور اس کے ساتھیوں کے پاس گیا اور ان کو دعوت دی۔ ان لوگوں نے اس کو گالیاں دیں اور برا بھلا کہا۔ لہٰذا وہ واپس چلا گیا۔ اس کی قوم کے لوگ اس کے پاس آئے، ان کو کہا گیا کہ خارجی ہیں۔ یہ بھی کہا گیا کہ ابن حضرمی نے اس کے قتل پر ان کو مامور کیا ہے۔ وہ ان کے ساتھ تھا انہوں نے حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔

جب اعین قتل ہو گیا تو زیاد نے ان سے جنگ کا ارادہ کیا۔ قبیلہ تمیم کے لوگوں نے قبیلہ ازد کے لوگوں کو یہ پیغام بھیجا کہ ہم تمہارے پناہ گیر سے کوئی تعرض نہیں کرتے۔ تمیم تم ہمارے پناہ گیر پر حملہ کیوں کرنا چاہتے ہو۔ قبیلہ ازد نے ان سے جنگ کرنے کو برا سمجھا۔ اور یہ کہا اگر وہ ہمارے پناہ گیر سے تعرض کریں گے تو ہم بھی مدافعت کریں گے۔

زیاد نے اعین کے قتل کی خبر حضرت علیؓ کو بھیجی۔ حضرت علیؓ نے جاریہ بن قدامہ سعدی کو روانہ کیا۔ وہ قبیلہ بنی تمیم کی شاخ بنی سعد کا تھا۔ اس کے ساتھ پچاس آدمی تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ قبیلہ تمیم کے پانچ سو آدمی بھیجے اور زیاد کو لکھا کہ جاریہ کی اعانت کرے اور اس کے مشورہ پر عمل کرے۔

Marfat.com

جاریہ بصرہ پہنچا تو اس کو زیاد نے اعین کے انجام سے ڈرایا۔ لہٰذا جاریہ قبیلہ ازد میں کھڑا ہوا اور ان سے اچھی جزا کا وعدہ کیا اور کہا کہ تم نے حق کو پہچان لیا ہے۔ دوسرے لوگ اس سے بے خبر ہیں۔ اس نے اہل بصرہ کے نام حضرت علیؓ کا خط پڑھا جس میں ان کو زجر تو بیخ کی گئی تھی۔ ان کو تنبیہ کی گئی تھی اور ان کو دھمکی دی تھی کہ میں تمہاری طرف کوچ کرنے والا ہوں اور تم سے ایسی جنگ کروں گا کہ تمہیں جنگ جمل یاد آ جائے گی۔

اس خط کو سن کر صبرہ بن شیمان نے کہا کہ امیر المومنین کا حکم سر آنکھوں پر۔ ہم ان کے فرماں بردار ہیں جن سے وہ جنگ کریں گے ان سے ہم بھی جنگ کریں گے اور جن سے وہ صلح کریں گے ہم بھی صلح کریں گے۔

مہلب کے والد ابو صفرہ نے زیاد سے کہا اگر میں جنگ جمل کے موقع پر ہوتا تو میری قوم امیر المومنین سے جنگ نہ کرتی۔ ایک روایت یہ ہے کہ صفین جاتے ہوئے ابو صفرہ وفات پا گیا تھا۔ واللہ اعلم۔

جاریہ اپنی قوم کے پاس گیا اور ان کے سامنے حضرت علیؓ کا خط پڑھا اور ان سے وعدے کیے ان میں سے اکثر لوگوں نے قبول کر لیا۔ اس کے بعد جاریہ، ابن حضرمی کے پاس گیا۔ اس کے ساتھ قبیلہ ازد کے لوگ تھے۔ اور اس کی قوم کے وہ لوگ تھے جو اس کے پیرو تھے۔

ابن حضرمی کے سواروں کا سردار عبداللہ بن خازم السلمی تھا۔ وہ ایک گھنٹہ کے قریب لڑتے رہے۔ اس اثنا میں شریک بن اعور حارثی آیا اور وہ جاریہ کے ساتھ ہو گیا۔ ابن حضرمی کو شکست ہوئی۔ اس نے قصر سُنبیل میں پناہ لی۔ اس کے ساتھ ابن خازم بھی تھا۔ اس کی ماں، عجلی آئی وہ ایک حبشی عورت تھی۔ اس نے ابن حضرمی کو ہتھیار ڈالنے کا مشورہ دیا۔ اس نے انکار کیا۔ اس کی ماں نے کہا تو ہتھیار ڈال دے ورنہ میں برہنہ ہو جاؤں گی۔ اس نے ہتھیار ڈال دیئے اور نجات پائی مگر جاریہ نے اس قصر کو آگ لگا دی۔ اس میں جو لوگ تھے وہ ہلاک ہو گئے۔ ان میں ابن حضرمی مع ستر آدمیوں کے ہلاک ہوا۔

قصبہ سنبیل پہلے زمانہ میں فارس کا تھا۔ پھر سنبیل سعدی کا ہو گیا اس کے چاروں طرف خندق تھی۔ جو لوگ اس قصر میں جلے ان میں حارثہ بن بدر کا بھائی دراع بن بدر بھی تھا۔ اس موقع پر عمرو بن عَرَندَس نے یہ اشعار کہے۔

Marfat.com

[ہم لوگوں نے زیاد کو اس کے گھر پہنچا دیا اور تمیم کا پناہ گیر دھواں بن کر اڑ گیا۔
اللہ اس قوم کو تباہ کرے جو اپنے پناہ گیر کو جلا ڈالے اور اس سے شعلہ کی حرارت کو دور نہ کرے۔]

ان کے علاوہ اور اشعار بھی تھے۔ جریر نے یہ اشعار کہے۔

[تم نے زبیر کے ساتھ غداری کی تم نے قبیلہ ازد کی وفا پوری نہ کی۔ جب انہوں نے زیاد کی مدافعت کی تھی۔
ان کے پاس پناہ لینے والا عزت کے ساتھ محفوظ رہا اور مجاشع کا پناہ گیر راکھ کا ڈھیر ہو گیا۔
اگر تو ابو سعید کی رسّی میں گرہ لگاتا تو قوم مدد کرتی جب کسی لشکر پر حملہ کیا جاتا۔
موت کا شور گھوڑوں کے قریب ہوتا ہے مگر نیزے اور چڑھائی اس کو ڈھانپ لیتے ہیں۔]

قبیلہ بنی ناجیہ کے خریت بن راشد کی بغاوت کا بیان

ایک روایت ہے کہ اسی سن میں خریت بن راشد ناجی نے حضرت علیؓ کی مخالفت شروع کی۔ وہ امیر المومنین کے پاس آیا اس کے ساتھ بنی ناجیہ کے تین سو آدمی تھے۔ یہ لوگ حضرت علیؓ کے ساتھ بصرہ سے آئے تھے۔ انہوں نے جنگ جمل، جنگ صفین اور جنگ نہروان میں حضرت علیؓ کی طرف سے حصہ لیا تھا۔ یہ اس وقت کوفہ میں ان کے ساتھ مقیم تھے۔ وہ تیس سواروں کے ساتھ حضرت علیؓ کے پاس آیا اور کہا۔ اے علیؓ! اللہ کی قسم! اب میں آپ کے حکم کی فرماں برداری نہیں کروں گا۔ نہ آپ کی اقتدا میں نماز پڑھوں گا۔ کل آپ سے رخصت ہو رہا ہوں۔

یہ گفتگو حکمین کے فیصلہ کے بعد ہوئی۔ حضرت علیؓ نے کہا تیری ماں تجھے روئے! تو اپنے پروردگار کی نافرمانی کرے گا۔ اپنا عہد توڑے گا۔ اپنے علاوہ کسی کو ضرر نہیں پہنچائے گا۔ مجھے بتا تو یہ کیوں کر رہا ہے۔

خریت نے کہا آپ نے حکم مقرر کیا حق کے معاملہ میں کمزوری دکھائی ان لوگوں پر اعتبار کیا جو ظلم کرتے رہے ہیں میں آپ سے ملاقات کرنے ان لوگوں پر نکتہ چینی کرنے اور تم لوگوں سے جدا ہونے کے لئے آیا ہوں۔

Marfat.com

حضرت علیؓ نے کہا آ! میں تجھے قرآن کا درس دوں گا اور رسول اللہ ﷺ کی سنتیں پیش کروں گا۔ اور وہ امور تیرے سامنے کھول کر بیان کروں گا جن کو میں تجھ سے زیادہ جانتا ہوں۔ شاید تو اس بات کو جان لے جس کا تو اس وقت انکار کر رہا ہے۔

خریت نے کہا اس مقصد کے لئے میں پھر کبھی آؤں گا۔

حضرت علیؓ نے کہا ایسا نہ ہو کہ شیطان تجھے دھوکہ میں ڈال دے۔ جاہل لوگ تجھے بیوقوف نہ بنائیں اللہ کی قسم! اگر تو میرے پاس ہدایت حاصل کرنے آئے گا اور میری بات قبول کرے گا تو میں تجھے ہدایت کا راستہ بتاؤں گا۔ خریت ان کے پاس سے اپنے خاندان میں واپس چلا گیا۔ اسی رات کو وہ اور اس کے ساتھی کوچ کر گئے۔

جب حضرت علیؓ نے اس کی روانگی کی خبر سنی تو فرمایا خدا کرے! اس پر بھی ایسی بربادی نازل ہو جیسی قوم ثمود پر ہوئی تھی۔ آج شیطان نے ان کو ورغلا کر گمراہ کیا ہے کل ان سے بیزار ہو جائے گا۔

زیاد بن خصفہ البکری نے کہا اے امیر المومنین! ان کا ہم سے جدا ہونا کوئی بڑا معاملہ نہیں ہے۔ ان پر افسوس ہے اگر وہ ہمارے ساتھ رہتے تو ہماری گنتی میں تھوڑا سا اضافہ ہوتا۔ ان کے جدا ہو جانے سے ہماری تعداد میں تھوڑی کمی ہوئی ہے مگر ہمیں اندیشہ یہ ہے کہ وہ ہمارے مقابلہ میں فساد نہ کریں۔ آپ کے فرمانبردار لوگوں کی ایک بڑی جماعت ہے لہٰذا مجھے اجازت دیجئے کہ ان کا تعاقب کروں اور ان لوگوں کو واپس لے آؤں۔ حضرت علی نے پوچھا کیا تم جانتے ہو وہ کدھر گئے ہیں۔ زیاد نے کہا نہیں! مگر میں تلاش کروں گا اور ان کے نقش قدم پر جاؤں گا۔ حضرت علیؓ نے کہا کوچ کرو اللہ تم پر مہربانی کرے۔ دیرابی موسیٰ میں اتر کر قیام کرنا تاوقتیکہ میرا فرمان تمہارے پاس پہنچے کیونکہ اگر علانیہ طور سے گئے ہیں تو میرے عمال ان کی اطلاع دیں گے۔

زیاد وہاں سے اٹھ کر اپنے گھر گیا اور قبیلہ بکر بن وائل میں جو اس کے رفیق تھے ان کو جمع کیا اور ان کو یہ اطلاع دی۔ اس کے ساتھ ایک سو تیس آدمیوں نے کوچ کیا۔ اس نے کہا اتنے آدمی کافی ہیں۔ پھر کوچ کر کے دیرابی موسیٰ میں اترا اور ایک دن حضرت علیؓ کے فرمان کا انتظار کرتا رہا۔

حضرت علیؓ کے پاس قرظہ بن کعب انصاری کا خط آیا جس نے ان کو یہ اطلاع دی تھی کہ کچھ لوگ ادھر آئے اور انہوں نے ایک دھقان کو قتل کر دیا جو اسلام لا چکا تھا۔ حضرت علیؓ نے زیاد کو اس کے

Marfat.com

تعاقب کا حکم دیا اور اس کو یہ خبر بھی دی کہ انہوں نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا ہے اور اس کو یہ حکم بھی دیا کہ ان کو واپس لائے اگر وہ انکار کریں تو ان سے مقابلہ کرے۔

حضرت علیؓ نے خط عبداللہ بن وال کے ہاتھ بھیجا۔ عبداللہ نے آپ سے زیاد کے ساتھ کوچ کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اجازت دے دی اور اس سے یہ بھی کہا مجھے امید ہے کہ حق کے معاملہ میں تم میرے مددگار رہو گے۔ اور ظالموں کے مقابلہ میں ہماری حمایت کرو گے۔ ابن وال نے کہا کہ ان کا یہ قول سرخ اونٹوں سے زیادہ مجھ کو محبوب ہے۔

وہ آپ کا گرامی نامہ لے کر زیاد کے پاس گیا۔ انہوں نے کوچ کیا اور نفر پہنچے تو ان کو بتایا گیا کہ وہ جرجرایا کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ وہ ان کے نقش قدم پر گئے تو وہ لوگ مذار میں ملے، وہ لوگ وہیں ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہ ایک دن اور ایک رات ٹھہر کر آرام کر چکے تھے۔ ان کے پاس زیاد پہنچا تو اس کے ساتھی روانگی کی تیاری کر رہے تھے۔ جب ان کو دیکھا تو اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور خریت سے کہا ہمیں بتاؤ تم کیا چاہتے ہو۔

زیاد جو ایک تجربہ کار شخص تھا اس نے کہا کہ ہم پر جو مصیبت نازل ہوئی ہے تو دیکھ رہا ہے۔ اور جس مقصد سے ہم آئے ہیں اس پر علانیہ گفتگو نہیں ہو سکتی۔ آؤ ہم تم گھوڑوں سے اتریں اور تنہائی میں گفتگو کریں اور جس مقصد سے ہم آئے ہیں اس کو تو حق سمجھے تو قبول کرنا اور اگر میں تیری رائے میں تیری اور اپنی عافیت دیکھوں گا تو رد نہیں کروں گا۔

راوی کا بیان ہے کہ خریت گھوڑے سے اترا اور زیاد اور اس کے ساتھی وہاں ایک چشمہ پر اترے۔ کچھ کھایا پیا اور اپنے جانوروں کو چارہ کھلایا زیاد پانچ سواروں کے ساتھ اس قوم کے اور اپنے ساتھیوں کے درمیان ٹھہرا وہ لوگ بھی اپنی سواریوں سے اتر گئے تھے۔ زیاد نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہماری اور ان کی تعداد برابر ہے۔ اگر جنگ ہو تو تم کمزور ثابت نہ ہونا۔

زیاد خریت کی طرف گیا تو وہاں لوگوں کو یہ کہتے سنا ہمارے مقابلہ کو ایک قوم آئی جس کے لوگ تھکے ہوئے تھے ہم نے ان کو موقع دیا کہ انہوں نے آرام کر لیا۔ اللہ کی قسم! یہ بہت بری رائے تھی۔

زیاد نے خریت کو بلایا اور اس سے کہا اس کی کیا وجہ ہے کہ تو نے امیر المومنین کا اور ہمارا ساتھ چھوڑ دیا۔

خریت نے کہا کہ میں تمارے ساتھی سے بہ حیثیت امام راضی نہ رہا اور نہ تمہاری سیرت کو

Marfat.com

پسند کیا۔ میں نے یہ رائے قائم کی کہ تم لوگوں سے علیحدہ ہو کر اس کے پاس جاؤں جو شوریٰ کی دعوت دیتا ہے۔ زیاد نے کہا کیا لوگ کسی ایسے شخص پر مجتمع ہو جائیں گے جو درجہ میں تیرے اس امیر کے برابر ہو جس کو تو نے چھوڑ دیا اور جس کا علم جو اللہ کے بارے میں ہے۔ اس کی سنت کے بارہ میں ہے اور اس کی کتاب کے متعلق ہے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس کو قرابت حاصل ہے اور سابقین اسلام میں ہے۔ خریت نے کہا میں ان باتوں کا انکار نہیں کرتا۔ زیاد نے کہا تو نے ایک مسلمان کو قتل کیوں کیا۔ خریت نے کہا میں نے قتل نہیں کیا۔ میرے ساتھیوں میں سے ایک گروہ نے کیا ہے۔

زیاد نے کہا ان لوگوں کو میرے حوالے کر دو۔ خریت نے کہا یہ بات میرے قابو کی نہیں ہے۔

زیاد نے اپنے ساتھیوں کو بلایا اور خریت نے اپنے ساتھیوں کو بلایا۔ ان میں شدید جنگ ہوئی۔ انہوں نے نیزہ بازی کی مگر ان کی سنانیں ٹوٹ گئیں۔ پھر تیغ زنی کی، ان کی باڑھیں مڑ گئیں۔ ان کے گھوڑے بیکار ہو گئے اور زخمیوں کی تعداد بہت ہو گئی۔ زیاد کے ساتھیوں میں دو آدمی قتل ہوئے اور فریق ثانی کے پانچ آدمی مارے گئے۔ اتنے میں رات ہو گئی تو لڑائی بند ہو گئی۔ دونوں طرف سے نفرت بڑھی ہوئی تھی۔ زیاد زخمی ہو چکا تھا لہٰذا خریت رات میں کوچ کر گیا اور زیاد بھی بصرہ چلا آیا۔ تو ان کو یہ خبر ملی کی خریت اہواز چلا گیا ہے اور نہاوند کے قریب پڑاؤ ڈالا ہے اور اس کے ساتھی اس کے ساتھ آ کر مل رہے ہیں اس طرح ان کی تعداد دو سو ہو گئی ہے۔ زیاد نے حضرت علیؓ کو لکھا کہ وہ زخمیوں کی دوا دارو کر رہا ہے اور ان کے حکم کا منتظر ہے۔

جب حضرت علیؓ نے یہ خط پڑھا تو معقل بن قیس کھڑا ہوا اور اس نے کہا۔

''اے امیر المومنین! جن لوگوں کی تلاش میں آپ نے یہ دستہ بھیجا ہے ان کے لئے ضروری ہے کہ ایک ایک آدمی کے مقابلہ کو دس دس آدمی بھیجے جائیں تا کہ جب جنگ ہو تو ان کا استیصال کر دیا جائے اور ان کی جڑیں اکھاڑ پھینکی جائیں۔ اگر دونوں لشکروں کی تعداد برابر ہو گی تو اپنی جان کی قسم! وہ ثابت قدمی دکھائیں گے کیونکہ برابر کا مقابلہ ہو گا۔''

حضرت علیؓ نے کہا اے معقل! تو اپنا سامان درست کر اور اس کے ساتھ کوفہ کے دو ہزار آدمی بھیجے۔ ان میں یزید بن معقل اسدی تھا۔ اور ابن عباس کو ایک خط لکھا جس میں تحریر کیا کہ بصرہ کے کسی دلیر آزمودہ کار آدمی کو جو نیک نام ہو معقل کی طرف دو ہزار آدمیوں کے ساتھ بھیجو جب وہ

Marfat.com

معقل کے پاس پہنچ جائے تو معقل پوری فوج کا سردار ہوگا۔ حضرت علیؓ نے زیاد بن خصفہ کو ایک خط لکھا جس میں اس کا شکریہ ادا کیا اور اس کو حکم دیا کہ واپس آ جائے۔

خریت، ناجی کے ساتھ اہواز کے بہت سے غیر عرب مسلم جمع ہو گئے۔ ان سب نے خراج دینے سے انکار کیا۔ ان غیر عرب لوگوں کے علاوہ بہت سے چور اور عربوں کے گروہ جو اس کے ہم خیال تھے جمع ہو گئے۔ اہل خراج نے خراج ادا نہیں کیا۔ حضرت علیؓ کے عامل سہل بن حنیف کو فارس سے نکال دیا۔ یہ ان لوگوں کا قول ہے جو یہ کہتے ہیں کہ سہل کی وفات ۳۷ھ میں نہیں ہوئی۔

ابن عباس نے حضرت علیؓ سے کہا کہ زیاد یعنی ابن ابیہ کو فارس بھیج دیجیے۔ وہ وہاں کا ٹھیک بندوبست کرے گا۔ حضرت علیؓ نے اس کو وہاں جلد پہنچنے کا حکم دیا۔ ابن عباس نے زیاد کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ فارس بھیج دیا۔ اس نے وہاں کی سرزمین کو روند ڈالا۔ ان لوگوں نے خراج ادا کیا اور وہاں کے حالات درست ہو گئے۔

معقل بن قیس نے کوچ کیا اور حضرت علیؓ نے اس کو یہ نصیحت کی اور کہا جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈر۔ اہل قبلہ پر دست درازی نہ کر۔ ذمیوں پر ظلم نہ کر۔ غرور نہ کر۔ اللہ غرور کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

معقل اہواز پہنچا اور بصرہ کی مدد کا انتظار کرنے لگا۔ اس لشکر کے پہنچنے میں بہت تاخیر ہوئی تو وہ اہواز سے خریت کی تلاش میں نکلا۔ وہ صرف ایک ہی دن چلا تھا کہ اس کے پاس مدد پہنچ گئی۔ امدادی فوج کا سردار خالد بن معدان طائی تھا۔ سب نے مل کر کوچ کیا اور رام ہرمز کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کے پاس خریت مل گیا۔ معقل نے اپنی فوج کی صف آرائی کی۔ میمنہ پر یزید بن معقل کو میسرہ پر منجاب بن راشد ضبی کو اہل بصرہ کے ساتھ مقرر کیا۔ خریت نے بھی اپنے ساتھیوں کی صف آرائی کی اس کے ساتھ جو عرب تھے ان کو میمنہ پر اور جو دوسرے شہروں کے اور غیر عرب تھے ان کو میسرہ پر مقرر کیا۔ اس کے ساتھ کرد بھی تھے۔

دونوں سپہ سالاروں نے اپنی اپنی فوجوں کو جوش دلایا۔ معقل نے اپنا سر دو مرتبہ ہلایا اور تیسری بار سر ہلا کر حملہ کر دیا۔ ایک گھڑی تو وہ لوگ ثابت قدم رہے پھر ان کو شکست ہوگئی۔ معقل کے ساتھیوں نے قبیلہ بنی ناجیہ اور ان کے عرب ساتھیوں کے ستر آدمی اور غیر عرب اور کرد تقریباً تین سو

Marfat.com

آدمی قتل کر دیئے۔ خریت بن راشد شکست کھا کر اسیاف البحر پہنچا اور لوگوں کو حضرت علیؓ کی مخالفت کی دعوت دیتا رہا اور ان کو یہ خبر دیتا تھا کہ اس کی طرف سے لڑنے والے ہدایت یافتہ ہیں۔ بہت سے لوگ اس کے ساتھ ہو گئے۔ معقل اہواز میں قیام پذیر رہا اور حضرت علیؓ کو فتح کی خوشخبری بھیجی۔ حضرت علیؓ نے وہ خط اپنے ساتھیوں کو سنایا اور ان سے مشورہ لیا ان سب نے یہ مشورہ دیا کہ معقل کو حکم دیجئے کہ اس فاسق کا تعاقب کرے اور اس کو قتل کر دے۔ یا جلاوطن کرے۔ کیونکہ ہم اس طرف سے بے خوف نہیں کہ لوگ آپ کے خلاف سرکشی کریں۔

حضرت علیؓ نے معقل کو ایک خط لکھا جس میں اس کی اور اس کے ساتھیوں کی تعریف کی اور اس کو حکم دیا کہ اس کا تعاقب کر کے اسے قتل کر دے یا ملک بدر کر دے۔ معقل نے اس کے متعلق تفتیش کی تو اسیاف میں اس کے پڑاؤ کی اطلاع ملی اور یہ خبر بھی ملی کہ اس نے اپنی قوم کو حضرت علیؓ کی فرمانبرداری سے روک دیا ہے۔ اس کے ساتھ قبیلہ عبدالقیس کے اور عرب لوگ تھے انہوں نے سرکشی کی اس کی قوم نے جنگ صفین میں زکوۃ دینے سے انکار کیا تھا۔ معقل نے اس کی طرف کوچ کیا۔ وہ فارس پہنچا پھر اسیاف البحر پہنچ گیا۔

جب خریت نے معقل کی روانگی کا حال سنا تو اپنے خارجی ساتھیوں سے کہا کہ میں تمہاری رائے پر عمل کروں گا اور علیؓ کے لئے مناسب نہیں تھا کہ وہ حکم مقرر کریں۔ اپنے دوسرے ساتھیوں سے کہا کہ علیؓ نے حکم مقرر کیا اور وہ ان کے فیصلہ سے راضی ہو گئے اور اس حکم نے ان کو خلافت سے علیحدہ کر دیا جس کو انہوں نے پسند کیا تھا اور اس رائے کی وجہ سے اہل کوفہ نے خروج کیا۔ دوسری طرف خریت نے خفیہ طور سے حضرت عثمان کے حامیوں سے کہا اللہ کی قسم! میں تو تمہاری رائے کا پابند ہوں۔ اللہ کی قسم! حضرت عثمان مظلوم شہید ہوئے اور ہر گروہ ان سے راضی تھا۔ جن لوگوں نے زکوۃ دینے سے انکار کیا تھا ان سے کہا کہ اپنا ہاتھ روک اور اپنے رشتہ داروں پر یہ رقم خرچ کرو۔ ان میں بہت سے نصاریٰ بھی تھے جو مسلمان ہو گئے تھے۔ جب لوگوں میں اختلاف ہوا تو انہوں نے کہا۔ اللہ کی قسم! ہم نے جس دین کو چھوڑا ہے وہ اس دین سے بہتر ہے ان کا دین خونریزی سے نہیں روکتا۔

ان سے خریت نے کہا تم پر افسوس! اس قوم کو قتل کرنے کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ تمہیں قتل سے محفوظ نہیں رکھ سکتا اور تمہیں ثابت قدم رہنا ہے کیونکہ ان کے متعلق حکم یہ ہے کہ جو مسلمان ہو کر مرتد

Marfat.com

ہو جائے اس کو قتل کیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے نہ کوئی عذر سنا جاتا ہے۔ وہ ان سب کو اسی طرح دھوکہ دیتا رہا اور قبیلہ ناجیہ اور دوسرے بے شمار لوگ وہاں جمع ہو گئے۔

جب معقل وہاں پہنچا تو اس نے امان کا جھنڈا بلند کیا اور یہ کہا کہ لوگوں میں سے جو اس کے نیچے آ جائے گا اس کو امان ہے بجز خریت کے اور اس کے ان ساتھیوں کے جو ہم سے جنگ کر چکے ہیں اس کی قوم کے علاوہ جو دوسرے قبیلوں کے لوگ اس کے ساتھ تھے وہ خریت سے جدا ہو گئے۔

معقل نے اپنے ساتھیوں کی صف بندی کی اور خریت پر اور اس کی قوم پر خواہ وہ نصرانی ہوں یا مسلمان ہوں یا مانعین زکوٰۃ ہوں ان سب پر حملہ کیا۔

خریت نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اپنی اولاد اور اپنی ناموس کی خاطر جانیں لڑا دو۔ اللہ کی قسم! اگر یہ تم پر غالب آ گئے تو تم کو قتل کر دیں گے یا غلام بنائیں گے۔ خریت کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ ہم پر یہ ساری مصیبت تیری زبان اور تیرے ہاتھوں کی وجہ سے آئی ہے۔ خریت نے کہا کہ ملامت کرنے سے پہلے تلوار میان سے نکل آئی ہے۔

معقل اپنے لوگوں کو جوش دلا رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا اے لوگو! آج سے زیادہ فضیلت اور اجر عظیم تم کبھی حاصل نہیں کر سکتے۔ اللہ نے تم کو ایک ایسی قوم کی طرف بھیجا ہے جس نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا ہے۔ اس کے لوگ اسلام سے مرتد ہو گئے ہیں اور بیعت توڑ دی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم میں سے جو شخص قتل کیا جائے گا وہ جنت میں جائے گا اور جو زندہ رہے گا اللہ اس کی آنکھوں کو فتح کی ٹھنڈک پہنچائے گا۔

اس کے بعد معقل نے اور اس کے ساتھیوں نے حملہ کیا۔ سخت جنگ ہوئی وہ لوگ کچھ دیر ثابت قدم رہے پھر نعمان بن صُہبان راسبی نے خریت کو دیکھا اور اس پر حملہ کیا اور نیزہ مارا۔ وہ اپنی سواری سے گر پڑا پھر آپس میں ایک دوسرے پر حملہ کیا۔ نعمان نے خریت کو قتل کر دیا۔ اس کے ساتھ اس جنگ میں ایک سو ستر آدمی مارے گئے۔ باقی لوگ بھاگ گئے۔ ان کے بیوی بچے جو معقل کے ہاتھ آئے ان کو غلامی میں لے لیا۔ بہت سے مردوں کو بھی گرفتار کیا۔ ان میں سے جو مسلمان تھے ان سے بیعت لے کر ان کو آزاد کر دیا۔ اور ان کے بیوی بچوں کو بھی چھوڑ دیا۔ جو مرتد ہو گئے ان کے سامنے اسلام پیش کیا اگر انہوں نے رجوع کر لیا تو ان کا راستہ بھی چھوڑ دیا اور ان کے عیال کو بھی چھوڑ

Marfat.com

دیا۔صرف ایک بڑھے نصرانی کو جس کا نام رُماحس تھا اور جو مسلمان نہیں ہوا قتل کر دیا۔جن لوگوں نے زکوۃ دینے سے انکار کیا تھا ان سے دو سال کی زکوۃ وصول کی پھر نصاریٰ اور ان کے عیال کی طرف متوجہ ہوا اور جب وہ واپس جانے لگا تو مسلمان اس کے ساتھ چلنے لگے۔جب انہوں نے ان کو رخصت کیا تو لوگ رونے لگے۔بعض اس طرح روئے کہ دوسروں کو ان پر رحم آنے لگا۔

معقل نے حضرت علیؓ کو فتح کی خوشخبری دی۔پھر وہاں سے روانہ ہوا اور مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی کے پاس سے گزرا وہ اردشیر خرہ کا عامل تھا۔وہاں پانچ سو آدمی تھے۔عورتیں اور بچے روئے اور مردوں نے چلا کر کہا۔اے ابوالفضل!اے لوگوں کی حمایت کرنے والے!اے شکستہ دلوں کو پناہ دینے والے!اے مصیبت کو دور کرنے والے!ہم پر احسان کر۔ہم کو خرید کر آزاد کر۔

مصقلہ نے کہا اللہ کی قسم!میں تم پر صدقہ کروں گا کیونکہ اللہ صدقہ دینے والوں کو بدلہ دیتا ہے۔مصقلہ کا یہ قول معقل کو پہنچا تو اس نے کہا اللہ کی قسم!اگر میں یہ جانتا کہ اس نے یہ بات ان پر مہربانی سے کہی ہے اور ہمارے لئے تکلیف دہ ہے تو میں اس کی گردن ضرور مار دیتا۔کاش ان میں قبیلہ تمیم اور قبیلہ بکر بن وائل کے لوگ ہوتے۔

پھر مصقلہ نے ان کو پانچ لاکھ میں خرید لیا۔معقل نے اس سے کہا کہ یہ رقم امیر المومنین کو جلد بھیج دینا۔مصقلہ نے کہا اس رقم کی ایک قسط ابھی بھیج دیتا ہوں پھر دوسری قسط بھیجوں گا یہاں تک کہ میرے ذمہ کچھ باقی نہ رہے گا۔

معقل حضرت علیؓ کے پاس آیا اور ان کو پوری سرگزشت سنائی۔حضرت علیؓ نے اس کی تعریف کی۔پھر حضرت علیؓ کو یہ اطلاع ملی کہ مصقلہ نے تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا ہے اور ان سے کسی قسم کی مالی امداد حاصل نہیں کی تو آپ نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ بہت جلد تم اس کو نافرمانوں میں دیکھو گے۔اور اس کو یہ خط لکھا کہ رقم جلد بھیجے یا ان کے سامنے آئے۔وہ ان کے سامنے آیا اور دو لاکھ کی رقم پیش کی۔

ذہل بن حارث نے کہا کہ اس نے مجھ کو ایک رات بلایا اور ہم نے ساتھ کھانا کھایا۔پھر کہا کہ امیر المومنین مجھ سے اس رقم کا مطالبہ کر رہے ہیں۔میں ادا نہیں کر سکتا۔ذہل نے کہا کہ میں نے کہا کہ اگر تو چاہتا تو ایک ہفتہ کے اندر اتنی رقم جمع کر لیتا۔

Marfat.com

مصقلہ نے کہا کہ اس رقم کا بوجھ اپنی قوم پر ڈالنا نہیں چاہتا۔ اللہ کی قسم! اگر ابن ہند (یعنی امیر معاویہ) ہوتا تو مجھ سے اس رقم کا مطالبہ نہ کرتا اور اگر ابن عفان ہوتے تو یہ رقم مجھ کو بخش دیتے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آذربیجان کے خراج کے ایک لاکھ سالانہ اشعث بن قیس نے وصول نہیں کیے۔

ذُہل نے کہا کہ میں نے کہا کہ امیر اس رائے کو پسند نہیں کرتے اور اس میں سے کچھ نہیں چھوڑیں گے۔ اس کے بعد مصقلہ رات میں فرار ہو گیا اور معاویہ سے جا کر مل گیا۔ حضرت علیؓ کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا اللہ اس کو خوش نہ کرے۔ اس نے کام سردار کا سا کیا اور غلام کی طرح بھاگ گیا اور بدکار کی طرح خیانت کی۔ اگر وہ یہیں قیام کرتا اور روپیہ دینے سے عاجز ہوتا تو ہم اس کی قید میں اضافہ نہ کرتے اور جو کچھ اس کے پاس موجود ہوتا وہ لے لیتے ورنہ ہم چھوڑ دیتے۔

پھر حضرت علیؓ اس کے گھر کی طرف گئے اور اس کو منہدم کر دیا اور غلاموں کو آزاد کر دیا۔

ایک راوی کا بیان ہے کہ ان کے خریداروں نے ان کو آزاد کیا اور ان کی قیمت آزاد کرنے والوں پر قرض رہی۔

مصقلہ کا ایک بھائی نعیم بن ہبیرہ حضرت علیؓ کے گروہ میں تھا اس کو مصقلہ نے ایک خط شام سے لکھا اور قبیلہ تغلب کے ایک عیسائی مسمی حلوان کے ہاتھ بھیجا اس میں لکھا تھا کہ معاویہ نے تیرے لئے حکومت دینے اور عزت بڑھانے کا وعدہ کیا ہے۔ جس گھڑی میرا قاصد تیرے پاس پہنچے فوراً میرے پاس آ جا۔ والسلام۔

مالک بن کعب ارجبی نے اس قاصد کو گرفتار کر لیا اور حضرت علیؓ کے سامنے پیش کر دیا۔

انہوں نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا اور وہ مر گیا۔ نعیم نے مصقلہ کو لکھا اس میں یہ کہا:

[اللہ تجھے ہدایت دے! حلوان جیسے شخص کو بے خوف ہو کر میرے پاس نہ بھیجا کر۔

جو مال اس کو لالچ سے مل سکتا ہو وہ اس کا حریص رہتا ہے۔ اگر وہ دور پہنچ گیا تو اس کی خیانت سے غمگین نہ ہو۔

بیوقوفی کے ساتھ اس کو بھیجنے سے تیرا کیا مقصد تھا ایسے شخص سے گراوٹ کی امید کرتا ہے جو خائن نہیں ہے۔

کیا تو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے یا کانوں سے سنتا ہے جو لوگ عراق کی حفاظت کرتے ہیں

Marfat.com

وہ قبیلہ شیبان کے بہترین لوگ ہیں۔
تو نے ایک ایسا کام کیا جس کو تو سواروں کے لئے برا سمجھتا ہے۔خواہ وہ خفیہ ہو یا اعلانیہ ہو۔
تو نے اس کو علیؓ کے مقابلہ کو بھیجا وہ تو نرم پتھروں کے شیروں میں سے ایک شیر ہیں اور میدان میں چلتے ہیں۔
اگر تو حق سمجھ کر قوم کا مال ادا کر دیتا تو ہمارے زندوں اور مردوں کو زندہ کر دیتا۔
لیکن تو اہل شام سے مل گیا ہند کے بیٹے کی مہربانی سے فائدہ اٹھایا۔اس رائے نے ہم کو رنجیدہ کر دیا۔
راہب تو عاجز ہونے کے بعد ندامت سے دانت پیستا ہے اب تو کیا کہتا ہے جو ہونا تھا ہو چکا۔
اب تمام قبائل تجھ سے نفرت کرنے لگے اور نفرت و بغض کے ذریعہ اللہ نے کسی امر کا مرتبہ بلند نہیں کیا۔]

جب یہ خط مصقلہ کو ملا تو اس کو معلوم ہو گیا کہ اس کا قاصد ہلاک ہو گیا ہے۔اس کے پاس قبیلہ تغلب کے لوگ آئے اور اس سے اپنی قوم کے آدمی کا خوں بہا طلب کیا اور اس نے خوں بہا ادا کر دیا۔

قبیلہ بنی ناجیہ کے متعلق کسی شاعر نے کہا۔

[اس معتمد آدمی نے جو عمر بھر غازی رہا ہے ترش روئی سے ہنکاتے ہوئے تمہیں گھوڑوں پر سوار کیا۔
صبح کو اپنے پیادوں اور سواروں سے ایسی ضرب لگائی کہ پورے مسلح آدمی کو مردہ دیکھتے ہو۔
غرور و تکبر کے بعد تم غلام ہو گئے اور اپنے بچوں کی بھی حفاظت نہیں کر سکتے۔]

مصقلہ بن ہبیرہ نے یہ شعر کہے۔

[میری جان کی قسم! اگر اہل عراق قبیلہ بنی ناجیہ کے دوبارہ اٹھنے کا عیب لگائیں۔
ان کی غلامی ان کی آزادی سے زیادہ عظمت والی ہے۔اور ان کی آزادی کے لئے وہ کافی ہے جو کچھ میرے پاس ہے۔
ان کو آزاد کرنے کے لئے میں نے اس سے بھی کچھ زیادہ کر دیا اور اس کی قیمت بڑھا دی کیونکہ سر بلندی بیش قیمت ہے۔]

Marfat.com

جنگ نہروان کے بعد خوارج کی سرگزشت

جب اہل نہروان قتل ہو گئے تو اشرس بن عوف شیبانی نے دوسو آدمیوں کے ساتھ دسکرہ میں خروج کیا۔ پھر وہ انبار کی طرف چلا گیا تو حضرت علیؓ نے ابرش بن حسان کو تین سو آدمیوں کے ساتھ بھیجا۔ اس نے اشرس پر حملہ کیا اور وہ ۵ ربیع الآخر ۳۸ھ میں قتل کر دیا گیا۔

اس کے بعد قبیلہ تیم رباب کے ہلال بن علّفہ نے خروج کیا۔ اس کے ساتھ اس کا بھائی مجالد تھا وہ ماسبذان آیا۔ حضرت علیؓ نے اس کی طرف معقل ابن قیس الریاحی کو بھیجا۔ اس نے ہلال اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ ان کی تعداد دوسو سے زیادہ تھی۔ ان کے قتل کا واقعہ جمادی الاوّل ۳۸ھ میں پیش آیا۔

بعدازاں اشہب بن بشر نے خروج کیا۔ ایک روایت کے بموجب اشعث نے خروج کیا۔ یہ قبیلہ بجیلہ سے تھا۔ اس کے ساتھ ایک سو اسی آدمی تھے۔ وہ اسی میدان جنگ میں آیا جہاں ہلال اور اس کے ساتھیوں کا واقعہ پیش آیا تھا۔ اس نے ان پر نماز جنازہ پڑھی اور جتنی لاشوں کو دفن کر سکتے تھے دفن کیا۔ حضرت علیؓ نے جاریہ بن قدامہ اسعدی کو روانہ کیا۔ ایک روایت کے بموجب حُجر بن عدی کو بھیجا۔ اشہب اس کے سامنے آیا اور دونوں نے جرجرایا میں جنگ کی۔ یہ جوخی کے علاقے میں واقع ہے۔ اس نے اشہب اور ان کے ساتھیوں کو جمادی الآخر ۳۸ھ میں قتل کر دیا۔

پھر سعید بن قفل تیمی نے جو قبیلہ تیم اللہ بن ثعلبہ سے تھا۔ ماہ رجب میں بَنْدَنِیجَین میں خروج کیا۔ اس کے ساتھ دوسو آدمی تھے۔ وہ درزنجان آیا۔ یہ جگہ مدائن سے دو فرسخ کے فاصلہ پر ہے۔ اس کے مقابلہ کو سعد بن مسعود نکلا اور رجب ۳۸ھ میں ان کو قتل کر دیا۔

پھر ابو مریم سعدی تیمی نے خروج کیا وہ شہر زور آیا۔ اس کے اکثر ساتھی موالی (آزاد کردہ غلام) تھے۔ ایک روایت یہ ہے کہ اس کے ساتھ بجز چھ آدمیوں کے کوئی عرب نہیں تھا۔ ان میں سے ایک وہ خود تھا۔ اس کے ساتھ دوسو آدمی جمع ہو گئے۔ ایک روایت کے بموجب چار سو آدمی جمع ہو گئے۔ وہ کوفہ سے پانچ فرسخ کے فاصلہ پر ٹھہرا۔ حضرت علیؓ نے اس کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ اور کوفہ میں داخل ہونے کو کہا۔ اس نے حکم نہیں مانا اور کہا کہ ہمارے اور آپ کے درمیان لڑائی کے علاوہ کسی

Marfat.com

دوسرے ذریعہ سے فیصلہ نہیں ہوسکتا۔ حضرت علیؓ نے اس کے مقابلہ کو شریح بن ہانی کو سات سو آدمیوں کے ساتھ بھیجا۔ خارجیوں کے مقابلہ کے لئے حضرت علیؓ بہ نفس نفیس نکلے اور جاریہ بن قدامہ سعدی آپ سے پہلے گیا اور ان کو حضرت علیؓ کی فرماں برادری کی دعوت دی اور ان کو قتل سے ڈرایا۔ مگر انہوں نے قبول نہ کیا۔ پھر حضرت علیؓ پہنچ گئے اور ان کو دعوت دی مگر انہوں نے حضرت علیؓ اور ان کے ساتھیوں سے انکار کیا۔ حضرت علیؓ کے ساتھیوں نے ان کو قتل کر دیا۔ ان میں سے صرف پچاس آدمی سلامت رہے۔ جنہوں نے امن کی درخواست کی تھی۔ خارجیوں کے چالیس زخمی تھے۔ حضرت علیؓ نے ان کو کوفہ میں داخل کیے جانے اور ان کی دوا دارو کا حکم دیا تاوقتیکہ وہ تندرست ہو جائیں۔ ان کے قتل کا واقعہ ماہ رمضان ۳۸ھ میں پیش آیا۔ خارجیوں کے جن گروہوں نے حضرت علیؓ سے جنگ کی یہ سب سے زیادہ دلیر اور شجاع تھے، اور کوفہ کے بالکل قریب آ گئے تھے۔

متفرق واقعات

اس سن میں لوگوں نے حج قُثم بن عباس کی سربراہی میں کیا۔ یہ حضرت علیؓ کی طرف سے مکہ پر ان کے عامل تھے۔ یمن پر ان کے عامل عبید اللہ بن عباس اور بصرہ پر عبداللہ بن عباس اور خراسان پر خُلید بن قرۃ الیربوعی تھے اور ایک روایت کے بموجب ابن ابزی تھا۔

شام اور مصر دونوں میں معاویہ اور اس کے عامل تھے۔

وفیات

بعض لوگوں کی روایت کے مطابق صہیب بن سنان کی وفات اسی سال ہوئی۔ ان کی عمر ستر سال تھی۔ اور وہ البقیع میں دفن کیے گئے۔

Marfat.com

انیسواں باب

۳۹ھ کے واقعات

حضرت علیؓ کے مقبوضات پر شامیوں کے حملے

اس سال حضرت معاویہ نے عراق میں حضرت علی کے چاروں طرف فوجیں پھیلا دیں۔ نعمان بن بشیر کو ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ عین التمر کی طرف بھیجا۔ وہاں حضرت علیؓ کی جانب سے مالک بن کعب ان کے اسلحہ کا محافظ تھا۔ اس کے ساتھ ایک ہزار آدمی تھے۔ مالک نے اپنے ساتھیوں کو اجازت دے دی اور وہ لوگ کوفہ چلے آئے، اس کے ساتھ صرف سو آدمی باقی رہ گئے تھے۔ جب اس نے نعمان کے متعلق سنا تو اس نے امیر المومنین کو اطلاع دی اور مدد مانگی۔ حضرت علیؓ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور عین التمر کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا۔ مگر انہوں نے سستی دکھائی۔ مالک نے نعمان کا سامنا کیا اور گاؤں کو اپنے عقب میں رکھا۔ مالک نے مخنف بن سُلیم سے مدد مانگی وہ اس کے قریب تھا۔ مالک اور نعمان میں سخت جنگ ہوئی۔ مخنف نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو پچاس آدمیوں کے ساتھ اس کی مدد کو بھیجا جب وہ مالک کے پاس پہنچے تو تلواروں کے میان توڑ ڈالے اور لڑائی میں کود پڑے۔ جب اہل شام نے ان کو دیکھا تو شام کے وقت وہ بھاگ گئے۔ کیونکہ وہ یہ سمجھے کوئی بڑی کمک پہنچ گئی ہے مالک نے ان کا تعاقب کیا اور ان کے تین آدمی قتل کر دیئے۔

جب اہل کوفہ نے مالک کی طرف کوچ کرنے میں سستی دکھائی تو حضرت علیؓ منبر پر چڑھے اور ان کو خطبہ دیا۔ پھر فرمایا اے اہل کوفہ! جب تم سنتے ہو کہ شامی جمع ہو گئے ہیں تم اپنے گھروں میں گھس کر اس طرح پناہ لیتے ہو جیسے سوسمار اپنے بل میں گھس جاتی ہے۔ یا بچھو اپنی جائے پناہ میں روپوش ہو

Marfat.com

جاتا ہے۔ دھوکہ میں وہ شخص مبتلا ہے جس کو تم نے دھوکہ دیا۔ تمہارے ذریعہ سے جو شخص کامیاب ہوا وہ ایسا ہے جس نے لوٹے ہوئے تیر سے کامیابی حاصل کی۔ تم میں ایسے آزاد آدمی نہیں ہیں جو کسی کی چیخ و پکار سنیں۔ نہ تم میں ایسے بھائی ہیں جو مصیبت میں کام آئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

معاویہ نے اسی سال سفیان بن عوف کو چھ ہزار آدمیوں کے ساتھ بھیجا اور اس کو حکم دیا کہ ھیت جائے۔

پھر انبار اور مدائن جائے۔ وہاں کے لوگوں پر حملہ کرے وہ ھیت پہنچا۔ وہاں اس کو ایک آدمی بھی نظر نہیں آیا۔ پھر انبار پہنچا۔ وہاں پر حضرت علیؓ کا اسلحہ خانہ تھا۔ اس کی حفاظت کے لئے پانچ سو آدمی تھے۔ ان میں سے دو سو کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ ان کے منتشر ہو جانے کا سبب یہ تھا کہ ان کا سردار کمیل بن زیاد تھا۔ اس کو یہ اطلاع ملی تھی کہ قرقیساۃ کے لوگ ھیت پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا وہ لوگ حضرت علیؓ کی اجازت کے بغیر ان کی طرف چلے گئے۔ جب سفیان کے ساتھی وہاں پہنچے تو کمیل غائب تھا۔ حضرت علیؓ کو کمیل پر غصہ آیا اور اس کو خط لکھا جس میں اس کی مذمت کی گئی تھی۔ سفیان نے جب حضرت علیؓ کے ساتھیوں کی یہ کم تعداد دیکھی تو اس کا حوصلہ بڑھا۔ تو ان پر حملہ کر دیا۔ حضرت علیؓ کے ساتھیوں نے ثابت قدمی دکھائی۔ مگر ان کا سردار اشرس بن حسان البکری تیس آدمیوں کے ساتھ قتل ہو گیا۔ سفیان کے ساتھیوں نے جو مال و متاع انبار میں تھا وہ جمع کیا اور معاویہ کی طرف چلا گیا۔ جب یہ اطلاع حضرت علیؓ کو پہنچی تو آپ نے ان کے تعاقب کے لئے فوج بھیجی مگر وہ ان لوگوں تک نہ پہنچ سکے۔

اسی سال معاویہ نے عبداللہ بن مَسعدۃ بن حکمۃ بن مالک بن بدر فزاری کو ایک ہزار سات سو آدمیوں کے ساتھ تیما کی طرف بھیجا اور اس کو حکم دیا کہ جن بادیہ نشینوں کے پاس سے وہ گزرے ان سے زکوٰۃ وصول کرے۔ جو انکار کرے اس کو قتل کر دے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس کی قوم کے بہت سے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ یہ خبر حضرت علیؓ کو پہنچی۔ تو آپ نے مسیب بن نجبۃ فزاری کو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ بھیجا۔ اس نے عبداللہ کو تیما میں جا لیا۔ جب سورج ڈھل گیا تو انہوں نے سخت جنگ کی۔ مسیب نے بن مسعدہ پر حملہ کیا اور اس کو تین ضربیں لگائیں مگر وہ اس کو قتل کرنا نہ چاہتا تھا۔ اسی لئے اس سے کہہ رہا تھا کہ نجات طلب کر، نجات طلب کر۔

ابن مَسعدہ اور اس کے ساتھ کا گروہ قلعہ میں داخل ہو گیا۔ اور باقی لوگ شام کی طرف بھاگ

Marfat.com

گئے۔ اعراب نے زکوۃ کے اونٹ چھین لئے جو ابن مسعدہ کے پاس تھے۔ اس کا اور اس کے ساتھیوں کا تین دن محاصرہ کیا گیا۔ پھر دروازہ پر لکڑیاں ڈال کر آگ لگا دی۔ جب محصورین کو اپنی ہلاکت نظر آئی تو انہوں نے مسیب سے کہا اے مسیب! یہ تیری ہی قوم ہے۔ اس کو ان پر رحم آ گیا اور اس کے حکم سے آگ بجھا دی گئی۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میرے جاسوس میرے پاس خبر لائے ہیں کہ تمہارے پاس شام سے ایک لشکر آیا ہے۔ عبدالرحمٰن بن شبیب نے کہا مجھے ان کی تلاش میں جانے دو۔ مسیب نے انکار کیا۔ ابن شبیب نے کہا تو نے امیر المومنین کو دھوکا دیا اور ان کے حکم کی بجا آوری میں سستی کی۔

اسی سن میں معاویہ نے ضحاک بن قیس کو روانہ کیا اور اس کو حکم دیا کہ واقصہ [1] کے نشیبی علاقے سے گزرنا اور جو اعراب علیؓ کے اطاعت گزار ہیں انہیں لوٹ لینا۔ اس کے ساتھ تین ہزار آدمی بھیجے۔ اس نے لوگوں کے ساتھ کوچ کیا اور راستہ میں لوگوں کے مال لوٹتا ہوا چلا گیا۔ اور الثعلبیہ [2] پہنچا۔ وہاں پر لوگوں کو قتل کیا اور حضرت علیؓ کے اسلحہ خانہ کو لوٹ لیا۔ وہاں سے القُطقُطانہ [3] پہنچا۔

جب حضرت علیؓ کو یہ اطلاع ملی تو انہوں نے حُجر بن عدی کو چار ہزار آدمیوں کے ساتھ بھیجا۔ ان میں سے ہر ایک کو پچاس پچاس درہم دیئے۔ ضحاک کا اس سے تدمر میں آمنا سامنا ہوا۔ اس نے انیس آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اور اس کے دو ساتھی قتل ہوئے۔ جب رات ہو گئی ضحاک اپنے ساتھیوں کے ساتھ بھاگ گیا اور حُجر اور اس کے ساتھی واپس آ گئے۔

اسی سن میں معاویہ نے خود کوچ کیا اور دجلہ پہنچے۔ اور ایک چکر لگا کر واپس آ گئے۔

اس میں اختلاف ہے کہ اس سال امیر حج کون تھا۔ ایک روایت کے بموجب عبیداللہ بن عباس نے حضرت علیؓ کی طرف سے حج کیا۔ دوسری روایت کے بموجب ان کے بھائی عبداللہ نے یہ فریضہ انجام دیا مگر یہ روایت غلط ہے۔ کیونکہ عبداللہ بن عباس نے حضرت علیؓ کے زمانہ خلافت میں حج نہیں کیا۔ اور اس سن میں امیر حج عبیداللہ بن عباس تھے۔

معاویہ نے یزید بن شجرۃ الرھاوی کو بھیجا۔ تو عبیداللہ بن عثمان امیر حج ہو۔ ایک روایت یہ ہے کہ حضرت علیؓ کی طرف سے قُثم بن عباس امیر حج تھے۔

اس سن میں حضرت علیؓ کے عمال وہی تھے جن کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔

Marfat.com

یزید بن شجرہ کی روانگی مکہ کا بیان

اس سال معاویہ نے یزید بن شجرۃ الرہاوی ؓ کو بلایا۔ یزید ان کے ساتھیوں میں تھا۔ اس سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ تجھ کو مکہ بھیجوں اور تو لوگوں کے حج اور مکہ میں میری بیعت لے۔ اور حضرت علیؓ کے عامل کو وہاں سے نکال دے۔ اس نے قبول کیا اور تین ہزار آدمیوں کے ساتھ مکہ کی طرف کوچ کیا۔ وہاں حضرت علیؓ کے عامل قثم بن عباس تھے۔ جب قثم کو یہ اطلاع ملی تو انہوں نے اہل مکہ کو خطبہ دیا۔ اور شامیوں کے کوچ کی اطلاع دی اور ان سے لڑنے کی دعوت دی۔ انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ شیبہ بن عثمان العبدی نے کہا بسر و چشم۔ قثم نے ارادہ کیا کہ مکہ چھوڑ کر اس کی گھاٹیوں میں چلا جائے اور امیر المومنین سے خط و کتابت کر کے فوجی مدد طلب کرے اور شامیوں سے جنگ کرے۔ ابو سعید الخذری نے اس کو مکہ چھوڑنے سے منع کیا اور کہا یہیں قیام کرو۔ اگر شامی جنگ شروع کریں اور تمہارے اندر طاقت ہو تو اپنی رائے سے کام کرنا ورنہ اپنے امام کی طرف چلے جانا۔ وہ وہیں ٹھہر گئے اور شامی آ گئے مگر کسی نے لڑائی نہیں چھیڑی۔

قثم نے امیر المومنین کو اطلاع دی انہوں نے یکم ذی الحجہ کو ایک لشکر بھیجا ان میں ریان بن ضمرہ بن ہودہ بن علی حنفی اور ابو الطفیل تھے۔ ابن الشجرہ ترویہ سے دو دن پہلے وہاں آیا۔ اور لوگوں میں یہ منادی کرائی تم لوگ محفوظ ہو بجز ان کے جنہوں نے ہم سے جنگ کی اور ہم سے نزاع کی۔ اس نے ابو سعید الخذری سے کہا کہ میں حدود حرم میں الحاد دیکھ رہا ہوں۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے امیر کی کمزوری بیان کروں۔ لہٰذا اس سے کہیے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھانی چھوڑ دے اور میں بھی نماز پڑھانی چھوڑ دوں گا۔ پھر لوگ جس کو چاہیں مقرر کر لیں۔

ابو سعید نے قثم سے یہ بات کہی۔ انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھانا چھوڑ دی اور لوگوں نے شیبہ بن عثمان کو پسند کیا۔ اس نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اسی نے لوگوں کو حج کرایا۔

جب لوگوں نے حج ادا کر لیا اور یزید شام کی طرف چلا گیا۔ حضرت علیؓ کے سوار وہاں آئے تو ان کو اطلاع دی گئی اہل شام واپس جا چکے ہیں۔ انہوں نے ان کا پیچھا کیا۔ ان کا سردار معقل بن قیس تھا۔ انہوں نے ان کو جا لیا۔ وہ وادی القریٰ سے روانہ ہو چکے تھے۔ مگر ان کو گرفتار کر لیا اور جو کچھ ان کے پاس تھا وہ

Marfat.com

چھین لیا اور ان کو امیر المومنین کے پاس لے گئے۔ معاویہ کے پاس جو اسیران جنگ تھے ان سے تبادلہ کیا۔

الجزیرہ میں شامیوں کی غارت گری کا بیان

اسی سال (حضرت) معاویہ نے عبدالرحمٰن بن قباث بن اشیم کو الجزیرہ کی طرف بھیجا۔ وہاں کرمانی کا دادا جو خراسان میں تھا، شبیب بن عامر تھا۔ شبیب نصیبین میں تھا۔ اس نے کمیل بن زیاد کو اطلاع دی۔ کمیل ہیت میں تھا وہاں سے چھ سو سوار لے کر شبیب کی مدد کو گیا۔ انہوں نے عبدالرحمٰن اور اس کے ساتھ معن بن یزید السلمی کو جالیا۔ کمیل نے ان دونوں سے جنگ کی۔ اور ان دونوں کو شکست دی۔ اور ان دونوں کے لشکر پر غالب آ گیا۔ اہل شام کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اور یہ حکم دیا کہ پیٹھ پھیر کر جانے والے کا پیچھا نہ کیا جائے۔ نہ کسی زخمی پر ہاتھ اٹھایا جائے۔ کمیل کے ساتھیوں میں دو آدمی قتل ہوئے۔ کمیل نے حضرت علیؓ کو اس فتح کی خبر دی۔ انہوں نے اس کو اچھا بدلہ دیا اور اس کو بہت اچھا جواب دیا۔ اگرچہ پہلے اس سے ناراض تھے جس کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ اب رضامند ہو گئے۔

شبیب بن عامر نصیبین سے آیا۔ اس نے کمیل کو دیکھا کہ وہ دشمنوں کا صفایا کر چکا ہے۔ اس نے کمیل کو مبارکباد دی۔ اس نے شامیوں کا پیچھا کیا وہ اس کو نہ ملے۔ اس نے دریائے فرات کو عبور کیا اور اپنے سواروں کو پھیلا دیا اور اہل شام کو غرق کیا۔ اور بعلبک تک پہنچ گیا۔

معاویہ نے حبیب بن مسلمہ کو بھیجا مگر وہ اس کے ہاتھ نہ آیا۔

شبیب واپس آیا اور الرقہ کے مضافات میں لوٹ مار کی۔ اس نے حضرت عثمانؓ کے کسی طرف دار کے لئے کوئی جانور نہ چھوڑا بلکہ اس کو ہنکا لیا۔ نہ گھوڑا چھوڑا نہ اسلحہ چھوڑے بلکہ ان کو لے لیا۔ وہ نصیبین کی طرف واپس آیا اور حضرت علیؓ کو خط سے اطلاع دی۔

حضرت علیؓ نے لکھا کہ لوگوں کا مال نہ لو صرف گھوڑے لے لو اور جن ہتھیاروں سے جنگ کرتے ہیں وہ ہتھیار لے لو۔ اور فرمایا اللہ شبیب پر رحم کرے۔ لوٹ مار سے دور رہا اور مدد میں جلدی کی۔

حارث بن نمر تنوخی کی لوٹ مار

جب یزید بن شجرۃ معاویہ کے پاس آیا تو انہوں نے حارث بن نمر تنوخی کو الجزیرہ کی طرف

Marfat.com

روانہ کیا تا کہ ان لوگوں کو لائے جو حضرت علیؓ کے فرماں بردار تھے۔اس نے قبیلہ بنی تغلب کے سات آدمی اہل دارا سے گرفتار کر لئے۔قبیلہ بنی تغلب نے اپنے ساتھیوں کی آزادی چاہی۔انہوں نے ان کو رہا نہ کیا۔تو وہ ان کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔معاویہ نے حضرت علیؓ کو لکھا کہ معقل بن قیس نے یزید بن شجرہ کے ساتھیوں میں سے جن کو گرفتار کیا ہے ان کے بدلہ میں بنی تغلب کے لوگوں کو لے لیں۔ حضرت علیؓ نے ان اسیران جنگ کو معاویہ کے پاس بھیج دیا۔اور معاویہ نے ان لوگوں کو آزاد کر دیا۔

حضرت علیؓ نے قبیلہ خثعم کے ایک آدمی کو جس کا نام عبدالرحمٰن تھا موصل کی طرف بھیجا تا کہ لوگوں میں سکون پیدا کرے۔اس کو قبیلہ تغلب کے وہ لوگ مل گئے جنہوں نے معاویہ کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ان کا سردار قریع بن حارث تغلبی تھا۔ان میں آپس میں گالی گلوچ ہوئی پھر جنگ ہوئی۔انہوں نے خثعمی کو قتل کر دیا۔حضرت علی نے ارادہ کیا کہ ان کی طرف ایک فوج روانہ کریں مگر قبیلہ ربیعہ کے لوگوں نے کہا کہ وہ آپ کے دشمن سے علیحدہ ہو کر آپ کے فرماں برداروں میں داخل ہو گئے ہیں اور یہ قتل غلطی سے سرزد ہوا ہے۔لہٰذا وہ لشکر بھیجنے سے باز رہے۔

ابن الخُشْبۃ کا واقعہ

معاویہ نے زُہیر بن مکحول العامری کو جو قبیلہ عامر الاجدار کا تھا، السماوہ کی طرف بھیجا اور اس کو حکم دیا کہ لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرے۔ یہ اطلاع حضرت علیؓ کو ملی۔ آپ نے تین آدمی جعفر بن عبداللہ اشجعی، عروہ بن الخُشْبۃ اور جُلاس بن عمیر کو بھیجا یہ تینوں قبیلہ کلب کے تھے۔ان کا کام یہ تھا کہ قبیلہ کلب اور بکر بن وائل کے جو لوگ حضرت علیؓ کے فرماں بردار تھے اس سے زکوٰۃ وصول کی جائے۔ یہ زہیر کے پاس پہنچے اور نبرد آزمائی کی۔حضرت علیؓ کے ساتھیوں کو شکست ہوئی۔جعفر بن عبداللہ قتل ہو گیا۔ابن الخُشْبۃ حضرت علیؓ کے پاس آیا۔آپ نے اس کو بہت ڈانٹا اور اس پر درہ بھی اٹھالیا۔اس کو غصہ آ گیا اور معاویہ سے جاملا۔زہیر نے چونکہ ابن الخُشْبۃ کو گھوڑے پر سوار کر دیا تھا۔اس وجہ سے اس کو تہمت لگائی گئی۔اب رہا جلاس تو وہ ایک چرواہے کے پاس سے گزرا اس نے اس کا جبہ لے لیا اور اپنا پھٹا ہوا جبہ اس کو دے دیا۔اس کو سواروں نے آلیا اور کہا کہ ان ترابیوں (حضرت علیؓ کے ساتھیوں) نے کہاں پناہ لی۔اس نے ان کی طرف اشارہ کر دیا پھر وہ کوفہ چلا گیا۔

Marfat.com

دومۃ الجندل میں مسلم بن عقبہ کی سرگزشت

معاویہ نے مسلم بن عقبہ المری کو دومۃ الجندل کی طرف بھیجا۔ وہاں کے لوگوں نے حضرت علیؓ اور معاویہ دونوں کی بیعت کا انکار کیا تھا۔ مسلم نے ان کو معاویہ کی فرماں برداری اور بیعت کی دعوت دی۔ انہوں نے انکار کیا۔ یہ خبر حضرت علیؓ کو ملی۔ آپ نے مالک بن کعب ہمدانی کو ایک جماعت کے ساتھ دومۃ الجندل بھیجا مسلم کو اس کی خبر نہ ہوئی۔ مالک نے اس کو جالیا۔ فریقین دن بھر لڑتے رہے۔ پھر مسلم شکست کھا کر واپس ہو گیا۔ مالک نے کئی دن قیام کیا اور ان کو حضرت علیؓ کی بیعت کی دعوت دیتا رہا۔ انہوں نے بیعت نہ کی اور یہ کہا کہ جب تک سب لوگ ایک امام پر مجتمع نہ ہوں گے ہم بیعت نہیں کریں گے۔ وہ واپس چلا گیا اور ان کو چھوڑ دیا۔

اس سال حارث بن مرہ عبدی نے سندھ کے علاقہ کی طرف جنگ کے ارادہ سے کوچ کیا۔ امیر المومنین حضرت علیؓ کے زیر فرمان مال غنیمت اور بے شمار لونڈی غلام اس کے ہاتھ آئے۔ اس نے ایک دن میں ایک ہزار جانور تقسیم کئے۔ وہ جنگ میں وہیں مصروف رہا یہاں تک کہ القیقان کی سرزمین میں قتل ہوا اور اس کے ساتھ جو چند آدمی تھے وہ بھی قتل ہوئے۔ یہ واقعہ معاویہ کے عہد خلافت میں ۴۲ھ میں پیش آیا۔

فارس کے علاقہ پر زیاد بن ابیہ کے والی ہونے کا بیان

اس سال حضرت علیؓ نے زیاد کو کرمان اور فارس کا والی بنایا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ جب ابن حضرمی قتل ہو گیا اور حضرت علیؓ کے بارے میں لوگوں میں اختلاف ہو گیا تو اہل فارس اور اہل کرمان نے خراج دینا بند کر دیا۔ اس کے بعد اس کے اطراف کے لوگوں نے بھی خراج روک لیا اور ان کے عاملوں کو نکال دیا۔ اہل فارس نے سہل بن حنیف کو نکال دیا تو حضرت علیؓ نے لوگوں سے مشورہ کیا۔ جاریہ بن قدامہ نے کہا اے امیر المومنین! کیا میں آپ کی رہنمائی ایسے شخص کی طرف نہ کروں جو صاحب الرائے ہے۔ سیاست کو سمجھتا ہے اور جن پر والی بنایا جائے گا ان کے لئے کافی ہو گا۔

حضرت علیؓ نے کہا وہ کون ہے؟ جاریہ نے کہا وہ زیاد ہے۔ حضرت علیؓ نے ابن عباس کو حکم

Marfat.com

دیا کہ زیاد کو وہاں کا والی بنادے۔ ابن عباس نے اس کو ایک بڑی جماعت کے ساتھ روانہ کیا اس نے اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر اہل فارس کو روند ڈالا وہ سب بالکل سیدھے ہو گئے وہ ان کے سربراہوں کو بلاتا رہتا تھا۔ اور جو اس کی مدد کرتا اس سے وعدے کرتا اور امید بندھاتا اور جو انکار کرتا اس کو خوف زدہ کرتا۔ ایک کو دوسرے سے لڑوا دیتا تھا اور ایک کو دوسرے کی برائی پر آگاہ کرتا تھا۔ ایک گروہ وہاں سے بھاگ گیا اور ایک گروہ وہیں ٹھہرا رہا۔

انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو قتل کیا۔ اہل فارس اس کی تعریف کرتے تھے۔ ان میں سے کوئی ہجوم بنا کر یا لڑائی کے ارادہ سے اس کے سامنے نہیں آیا۔ اس نے اسی قسم کے طرز عمل کا مظاہرہ کرمان میں کیا۔ پھر فارس واپس آیا اور لوگوں کو سکون بخشا اور اس کا معاملہ درست ہو گیا۔ اس کے بعد وہ اصطخر پہنچا۔ اور وہاں پر ایک قلعہ بنایا جس کا نام قلعہ زیاد رکھا۔ پھر اس قلعہ میں منصور یشکری نے اضافہ کیا۔ اس کے بعد اس قلعہ کا نام قلعہ منصور ہو گیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے والی بنائے جانے کا مشورہ ابن عباس نے دیا تھا۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

وفیات

اسی سن میں ابو مسعود انصاری بدری کی وفات ہوئی اور یہ بھی روایت ہے کہ ان کی وفات معاویہ کے عہد خلافت کے آغاز میں ہوئی۔ اس کے علاوہ اور روایتیں بھی ہیں۔ وہ جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ وہ بدر کے چشمہ پر آئے تھے اور وہاں سے عقبہ چلے گئے تھے۔

۞ ۞ ۞

حواشی و حوالہ جات:

۱ واقصہ نام کے کئی مقامات ہیں، مثلاً یمامہ کا ایک موضع، بنو کعب کا ایک پانی، بلاد طے کی ایک گھاٹی، تاہم یہاں مراد وہ علاقہ ہے جو قرعاء اور مکہ کے درمیان ایک منزل ہے۔ (معجم البلدان، جلد ۵، ص ۳۵۳)

Marfat.com

۲۔ کوفہ اور مکہ کی راہ پر خزیمیہ اور شقوق کے درمیان ایک منزل۔(معجم البلدان، جلد ۶، ص ۷۸)

۳۔ قُطقُطانہ: کوفہ کے قریب طف میں ایک موضع۔(معجم البلدان، جلد ۴، ص ۳۷۴)

۴۔ الرّ ھاوی عرب کے قبیلہ الرّ ھا کی طرف منسوب ہے۔ یہ ایک مشہور قبیلہ ہے۔ اسی نام کا ایک شہر بھی ہے جس میں را کو پیش ہے، یعنی الرُّھا۔

۞۞۞

Marfat.com

تیسواں باب

۴۰ھ کے واقعات

حجاز یمن پر بُسر بن ابی ارطاۃ کے حملے کا بیان

اس سال معاویہ نے بُسر بن ابی ارطاۃ کو تین ہزار کا لشکر دے کر روانہ کیا۔ بُسر کے قبیلہ کا نام عامر بن لوی تھا۔ وہ کوچ کرتا ہوا مدینہ پہنچا۔ وہاں حضرت علیؓ کی طرف سے ابوایوب انصاری عامل تھے۔ ابوایوب وہاں سے بھاگ کر حضرت علیؓ کے پاس کوفہ پہنچے۔ بُسر مدینہ میں داخل ہوا اور اس سے کسی نے جنگ نہیں کی۔ بُسر منبر پر چڑھا اور آواز لگائی اے قبیلہ دینار، اے قبیلہ نجار، اے قبیلہ زریق! (یہ تینوں انصار کی شاخیں تھیں) میرا شیخ! میرا شیخ! جس سے میں نے کل یہاں عہد کیا تھا وہ کہاں ہے (اس کی مراد حضرت عثمان سے تھی) اس کے بعد اس نے کہا اگر معاویہ مجھ سے عہد نہ لیتے تو یہاں کسی بالغ آدمی کو زندہ نہ چھوڑتا۔ پھر قبیلہ بنی سلمہ کی طرف پیغام بھیجا اور یہ کہلوایا کہ تمہارے لئے امان نہیں ہے تاوقتیکہ تم جابر بن عبداللہ کو میرے سامنے پیش نہ کرو۔ جابر، رسول اللہ ﷺ کی زوجہ حضرت ام سلمہؓ کے پاس گئے اور کہا کہ آپ کی کیا رائے ہے۔ یہ بیعت گمراہی ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ میں قتل کر دیا جاؤں گا۔ ام المومنین نے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ تم بیعت کر لو۔ میں نے اپنے بیٹے عمر اور داماد ابن زمعہ کو بیعت کرنے کو کہہ دیا ہے۔ آپ کی صاحبزادی زینب بن زمعہ کو بیاہی تھیں۔ اس کے بعد جابر وہاں گئے اور بیعت کر لی۔ بُسر نے مدینہ میں چند گھر منہدم کرا دیئے۔

اس کے بعد بُسر نے مکہ کی طرف کوچ کیا۔ ابوموسیٰ اشعری کو یہ خوف ہوا کہ ان کو قتل کر دیا جائے گا۔ وہ حضرت علیؓ کے پاس بھاگ گئے۔ لوگوں نے بیعت کرنے کو برا جانا۔ اس کے بعد بُسر نے

Marfat.com

یمن کی طرف کوچ کیا۔ وہاں حضرت علیؓ نے ان کا نائب عبداللہ بن عبد المدان حارثی کو نامزد کیا۔ بُسر وہاں پہنچا اور اس کو قتل کر دیا۔ اس کے بیٹے کو بھی قتل کر دیا۔ اس نے عبید اللہ بن عباس کے دو کم سن بیٹوں کو پکڑ لیا ان کے نام عبدالرحمٰن اور قثم تھے، اور ان کو قتل کر دیا۔ وہ دونوں جنگل میں قبیلہ کنانہ کے ایک آدمی کے پاس تھے۔ جب اس نے قتل کا ارادہ کیا تو اس کنانی نے کہا ان بچوں کو قتل نہ کر انہوں نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے اگر تو ان کو قتل کرنا چاہتا ہے تو پہلے مجھے قتل کر دے۔ بُسر نے اس کنانی کو اور ان بچوں کو قتل کر دیا۔ ایک روایت یہ ہے کہ اس کنانی نے تلوار سنبھالی اور ان نوعمر لڑکوں کو بچانے کے لئے لڑنے لگا اور یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

[شیر وہ ہے جو اپنے گھر کے اطراف کی حفاضت کرتا ہے۔ اور اپنے پڑوسی کی حفاظت میں چستی دکھاتا ہے۔]

اس نے جنگ کی یہاں تک کہ وہ قتل ہو گیا۔ اس نے دونوں لڑکوں کو دفن کیا اتنے میں قبیلہ کنانہ کی عورتیں باہر آ گئیں۔ ان میں سے ایک عورت نے کہا تو نے مردوں کو قتل کیا ان بچوں کو کیوں قتل کرتا ہے۔ اللہ کی قسم! عہد جاہلیت اور عہد اسلام میں بچوں کو قتل نہیں کیا کرتے تھے۔ اللہ کی قسم! بچوں اور بڈھوں کے قتل، شفقت نہ کرنے اور رشتہ داری کا پاس نہ کرنے سے اقتدار قائم نہیں ہوتا۔ یہ تو بہت برا اقتدار ہے۔ اس سفر میں بُسر نے حضرت علیؓ کے طرفداروں کی ایک بڑی جماعت کو یمن میں قتل کیا۔

جب حضرت علیؓ کو اطلاع ملی تو جاریہ بن قدامہ سعدی کو دو ہزار اور وہب بن مسعود کو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ بھیجا۔ جاریہ نجران پہنچے اور حضرت عثمانؓ کے بہت سے حامیوں کو قتل کیا۔ بُسر اور اس کے ساتھی بھاگ گئے۔ جاریہ نے مکہ تک اس کا پیچھا کیا اور لوگوں سے کہا کہ امیر المومنین کی بیعت کرو۔ لوگوں نے کہا کہ وہ تو ہلاک ہو چکے ہیں کس کی بیعت کریں۔ جاریہ نے کہا حضرت علیؓ کے ساتھی کی بیعت کریں اس کی بیعت کرو انہوں نے خوفزدہ ہو کر بیعت کر لی۔ اس کے بعد مدینہ گیا۔ وہاں ابو ہریرہؓ نماز پڑھاتے تھے۔ وہ بھاگ گئے۔ جاریہ نے کہا اگر بلی کا باپ (یعنی ابو ہریرہ) میرے ہاتھ آ جاتا تو میں اس کو قتل کر دیتا۔ پھر اہل مدینہ سے کہا کہ حسن بن علیؓ کی بیعت کرو۔ انہوں نے بیعت کر لی پھر ایک دن کوفہ لڑ کر واپس چلا گا۔ ابو ہریرہ واپس آ کر لوگوں کو نماز پرھانے لگے۔

عبیداللہ کے دونوں بیٹوں کی ماں ام الحکم جویریہ بنت خُویلد بن قارظ تھی۔ اور یہ بھی روایت ہے

Marfat.com

کہ عائشہ بنت عبداللہ بن عبدالمدان تھی۔ جب اس کے دونوں لڑکے قتل کر دیے گئے تو اس نے ان کا سوگ منایا۔ نہ وہ اپنی چوٹی گوندھتی تھی نہ ان کی یاد بھلاتی تھی اور ان دونوں کو یاد کر کے یہ اشعار پڑھا کرتی تھی۔

[اے وہ شخص جس کو احساس ہے میرے دونوں بیٹے موتی تھے جو صدف سے چیر کر نکالے گئے تھے۔

میرے دونوں بیٹے ہڈیوں کا گودا تھے۔ آج میرا مغز پگھلا جاتا ہے۔

اے وہ شخص جس کو احساس ہے! میرے دونوں بیٹے میرا دل اور کان تھے۔ آج میرا دل نکلا پڑتا ہے۔

جس نے کہا کوکھ اجڑی۔ گم کردہ۔ بدگوئی کرنے والی ہے۔ دو بچوں کی وجہ سے جو کمزور تھے اور گزر گئے۔

میں نے بُسر کو آگاہ کیا اور جو الزام اور اتہام وہ لگا رہے ہیں میں نے تصدیق نہیں کی۔

میں اپنے دو بیٹوں کی شہ رگ تیز دھار والی تلوار سے کاٹے جانے پر غمگسار ہوں اور اسی طرح گناہ کا اعتراف ہوتا ہے۔]

یہ اشعار بہت مشہور ہیں۔ جب امیر المومنین نے ان کے قتل کا ماجرا سنا وہ بہت غمگین ہوئے۔ اور بُسر کے حق میں بددعا کی اور کہا اے اللہ! اس کا دین اور عقل سب سلب کرلے۔ اس کی یہی حالت ہوئی۔ اس کی عقل جاتی رہی تھی۔ وہ بڑ ہانکتا رہتا تھا۔ وہ تلوار مانگتا تھا تو اس کو لکڑی کی تلوار دے دی جاتی تھی اور اس کے سامنے ایک ہوا بھری مشک رکھدی جاتی تھی جس پر وہ تلوار مارتا رہتا تھا۔ وہ موت تک اسی حالت میں رہا۔

جب معاویہ کی حکومت قائم ہوگئی اور عبیداللہ بن عباس ان کے پاس گئے، وہاں بُسر بھی موجود تھا۔ عبیداللہ نے اس سے کہا جب تو نے میرے لڑکوں کو قتل کیا تھا تو یہ چاہتا تھا کہ زمین مجھے تیرے پاس اگال دے۔ بُسر نے کہا یہ میری تلوار موجود ہے۔ عبیداللہ نے چاہا کہ اس پر حملہ کریں مگر معاویہ نے تلوار لے لی اور کہا کہ یہ بڈھا سٹھیا گیا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر اس میں قدرت ہوتی تو مجھ سے شروع کرتا۔

ایک روایت یہ ہے کہ حجاز میں بُسر کے جانے کا واقعہ ۴۲ھ میں پیش آیا وہ مدینہ میں ایک مہینہ ٹھہرا۔ جو لوگ اس کے سامنے آتے تھے اور اس سے یہ کہا جاتا کہ یہ بھی حضرت عثمانؓ کے خون میں

Marfat.com

شریک تھا وہ اس کو قتل کر دیتا تھا۔

اسی سال حضرت علیؓ اور حضرت معاویہ کے درمیان جنگ بندی کا فیصلہ ہوا۔اس سلسلہ میں طویل خط و کتابت ہوئی اور یہ تجویز پیش ہوئی کہ عراق پر حضرت علیؓ کا قبضہ رہے اور شام پر حضرت معاویہ کا۔ان دونوں میں سے کوئی دوسرے کے علاقے میں لوٹ مار اور دخل اندازی نہیں کرے گا۔

بصرہ سے ابن عباس کی روانگی کا بیان

اس سال عبداللہ بن عباس بصرہ سے روانہ ہو کر مکہ پہنچے۔اہل سیر (مورخین) کی اکثریت کا یہی بیان ہے۔بعض اس کا انکار کرتے ہیں۔اور یہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ کی شہادت تک وہ حضرت علیؓ کی جانب سے بصرہ کے عامل رہے۔جب حسن نے معاویہ سے صلح کر لی تو وہ مکہ چلے گئے۔مگر پہلی روایت زیادہ صحیح ہے۔اور جو شخص حسن کی صلح کے وقت موجود تھا وہ عبیداللہ بن عباس تھے۔

ابن عباس کے بصرہ چھوڑنے کا سبب یہ تھا کہ (ایک دن) وہ ابو الاسود کے پاس سے گزرے اور کہا اگر تو چوپایوں میں ہوتا تو اونٹ ہوتا اور اگر چرواہا ہوتا تو چراگاہ تک نہ پہنچ سکتا۔

ابوالاسود نے حضرت علیؓ کو لکھا۔

''اما بعد! خدائے بزرگ و برتر نے آپ کو دیانت دار والی بنایا ہے اور ذمہ دار نگران بنایا ہے۔ہم نے بارہا آپ کو آزمایا ہے اور آپ کو بڑا امانت دار پایا ہے۔آپ رعیت کے خیر خواہ ہیں۔مال غنیمت کا وافر حصہ آپ لوگوں میں تقسیم کر دیتے ہیں ان کی دنیا سے اپنے نفس کو محفوظ رکھتے ہیں۔ان کے اموال نہیں کھاتے۔رشوت نہیں لیتے۔اللہ آپ پر رحم فرمائے۔یہاں کے معاملہ پر بھی غور فرمائیے۔آپ کے چچیرے بھائی نے وہ رقم خرد برد کر دی جو ان کے قبضہ میں تھی۔اور آپ کو اطلاع بھی نہیں دی۔اور جو رائے آپ کو پسند ہو مجھے لکھیے۔والسلام''

حضرت علیؓ نے لکھا:

''اما بعد! تم جیسا آدمی امام کا اور امت کا مخلص خیر خواہ ہے۔تم نے حق کی طرف رہنمائی کی۔میں نے تمہارے امیر کو وہ سب باتیں لکھ دی ہیں جو تم نے مجھے لکھی ہیں مگر میں نے تمہارے خط کا حوالہ نہیں دیا ہے۔اگر تمہارے سامنے کوئی بات ایسی ہے جس میں امت کی

Marfat.com

بہبود نظر آئے وہ ضرور مجھے بتانا۔ تم اس کے اہل ہو اور یہ تمہارا لازمی فریضہ ہے۔ والسلام"

حضرت علیؓ نے ابن عباس کو بھی اس بارے میں خط لکھا۔ ابن عباس نے حضرت علیؓ کو لکھا:

"اما بعد! جس شخص نے آپ کو یہ اطلاع دی ہے وہ جھوٹا ہے۔ جو مال میرے قبضہ میں ہے میں پورے طور سے اس کی حفاظت کرتا ہوں۔ آپ بدگمانی کرنے والوں کو سچا نہ سمجھیں۔ والسلام۔"

حضرت علیؓ نے ابن عباس کو لکھا "اما بعد! مجھے یہ اطلاع دو تم نے کتنا جزیہ وصول کیا اور کہاں سے وصول کیا اور اس کو کہاں خرچ کیا۔"

ابن عباس نے لکھا:

"اما بعد! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کو جو اطلاع دی گئی ہے کہ میں نے اس شہر کے لوگوں کے مال پر قبضہ کر لیا ہے اس کو آپ اہمیت دیتے ہیں۔ لہٰذا آپ جس کو چاہیں یہاں کا عامل بنا کر بھیجیں میں اس منصب سے دست بردار ہوتا ہوں۔ والسلام"

(بصرہ سے روانگی سے پہلے) ابن عباس نے قبیلہ بنی ہلال ابن عامر سے اپنے ماموؤں کو بلایا۔ ان کے ساتھ قبیلہ قیس کے لوگ بھی ہو گئے۔ انہوں نے وہاں کا سب مال اٹھا لیا اور کہا کہ یہ ہمارا رزق ہے جو جمع ہو گیا ہے۔ اس کے بعد اہل بصرہ نے ان کا پیچھا کیا اور طف میں ان کو جا لیا۔ وہ مال چھیننا چاہتے تھے۔ قبیلہ قیس کے لوگوں نے کہا اللہ کی قسم! کوئی اس کے پاس کوئی نہیں پہنچے گا جب تک ہماری آنکھیں دیکھ رہی ہیں۔

صبرہ بن شیمان حُدّانی نے کہا اے گروہ ازد کے لوگو! قبیلہ قیس کے لوگ ہمارے بھائی اور پڑوسی ہیں اور دشمن کے مقابلہ میں ہمارے مددگار ہیں اگر یہ مال تم کو مل بھی گیا تو یہ بہت تھوڑا ہے اور وہ لوگ تمہارے لئے مال سے زیادہ بہتر ہیں۔ انہوں نے فرمان برداری کی اور واپس چلے گئے۔ اور ان کے ساتھ قبیلہ بکر اور قبیلہ عبدالقیس کے لوگ بھی پلٹ گئے مگر قبیلہ بنی تمیم نے ان سے جنگ کی باوجود یہ کہ احنف بن قیس نے ان کو منع کیا مگر ان کی بات نہ سنی۔ احنف ان سے علیحدہ ہو گئے۔ لوگ ان کے درمیان حائل ہو گئے اور ابن عباس مکہ چلے گئے۔

Marfat.com

امیر المومنین علیؓ بن ابی طالب کی شہادت کا بیان

اس سال، ماہ رمضان کی سترہ تاریخ کو حضرت علیؓ شہید کر دیئے گئے۔ ایک روایت کے مطابق گیارہ رمضان کو شہید ہوئے اور ایک روایت یہ ہے کہ تیرہ دن باقی تھے یعنی سترہ رمضان تھی۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ ۴۰ ھ کے ماہ ربیع الآخر میں شہید ہوئے مگر پہلا قول سب سے زیادہ صحیح ہے۔

انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیؓ بیمار ہوئے میں ان کے پاس گیا۔ وہاں ابوبکرؓ اور عمرؓ موجود تھے۔ میں ان کے پاس بیٹھ گیا تو نبی ﷺ تشریف لائے اور ان کے چہرے پر نگاہ ڈالی، ابوبکرؓ اور عمرؓ نے ان سے کہا اے اللہ کے رسول! آپ کیا دیکھ رہے ہیں؟ یہ تو موت کے منہ میں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ابھی نہیں مریں گے۔ یہ اس وقت تک نہیں مریں گے جب تک غصہ میں بھر نہ جائیں۔ اور یہ قتل کیے جائیں گے۔

اس کے علاوہ دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے سب سے بڑے شقی کو کوئی اسے رنگین کر دینے سے نہیں روک سکے گا۔ یعنی آپ کی داڑھی کو آپ کے سر کے خون سے۔

عثمان بن مغیرہ سے روایت ہے کہ جب تک ماہ رمضان شروع ہوا تو حضرت علیؓ رات کا کھانا ایک دن حسن کے ساتھ اور ایک دن حسین کے ساتھ اور ایک دن ابوجعفر کے ساتھ کھاتے تھے اور تین لقموں سے زیادہ نہیں کھاتے تھے۔ اور یہ فرمایا کرتے تھے میں یہ پسند کرتا ہوں کہ جب اللہ کا حکم یعنی موت کا وقت آئے تو میں دبلا پتلا ہوں۔ اس حالت میں ایک رات یا دو راتیں گزری تھیں کہ آپ قتل کر دیئے گئے۔

حسن بن کثیر نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے اس نے کہا کہ حضرت علیؓ فجر کی نماز کے لئے برآمد ہوئے تو بطخوں نے آپ کے سامنے چلانا شروع کر دیا۔ لوگوں نے ان کو دور کرنا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو یہ میری نوحہ خواں ہیں اسی روز ابن ملجم نے آپ کو تلوار ماری اور آپ شہید ہو گئے۔

حسن بن علیؓ کی روایت ہے کہ جس دن حضرت علیؓ شہید کئے گئے اس سے پہلی رات کو میں نکلا تو میرے والد اپنے گھر کی مسجد میں نماز ادا فرما رہے تھے۔ مجھ سے کہا اے بیٹے! میں آج رات اپنے گھر والوں کو جگاتا رہا کیونکہ یہ جمعہ کی رات ہے اور غزوہ بدر کی تاریخ کی صبح ہے۔ میری آنکھیں بوجھل ہو گئیں اور میں سو گیا۔ میرے سامنے رسول اللہ ﷺ نمودار ہوئے۔ میں نے کہا "یا رسول اللہ! میں نے آپ کی

Marfat.com

امت میں ایسی کجی اور ایسی خصومت دیکھی ہے۔آپ نے مجھ سے فرمایا یہ ان کے لئے چھوڑ دو۔ میں نے کہا کہ میرے لئے ان کو بدلئے جو ان لوگوں سے اچھے ہوں اور ان کے لئے میرے بدلہ میں اس کو لایئے جو مجھ سے برا ہو۔'' اتنے میں ابن النباج [1] آئے اور آپ کو نماز پڑھنے کے لئے کہا۔آپ برآمد ہوئے اور میں بھی ساتھ آیا تو ابن ملجم نے آپ کو تلوار مار کر قتل کر دیا۔علیؓ نے جب ابن ملجم کو دیکھا تو فرمایا:

اریدُ حیاتهُ و یریدُ قتلی غدیرک من خلیلک من مرادی

[میں اس کی زندگی چاہتا ہوں اور وہ میرا قتل۔ تیرا عذر تیرے دوست کے پاس میرا مقصد ہے۔]

حضرت علیؓ کے قتل کا پس منظر یہ تھا کہ تین خارجی مکہ میں ایک جگہ جمع ہوئے۔ یہ عبدالرحمن بن ملجم المرادی، بُرَک بن عبداللہ تمیمی (الصریمی اور ایک روایت کے مطابق بُرَک کا نام حجاج تھا) اور عمرو بن بکر تمیمی سعدی تھے۔ انہوں نے لوگوں کے معاملات کا تذکرہ کیا اور اپنے والیوں کی طرز عمل کو برا ٹھہرایا۔ پھر اہل النہر کا تذکرہ کیا۔ان کے لئے رحمت الٰہی کی دعا کی اور کہا کہ ان کے بعد زندہ رہ کر ہم کیا کریں گے اگر ہم اپنی جانوں کی بازی لگا دیں اور ان گمراہوں کے اماموں کو قتل کر دیں اور شہروں کو چھٹکارا دلا دیں تو بڑا کام ہوگا۔ابن ملجم نے کہا کہ علیؓ سے تم کو میں چھٹکارا دلا دوں گا۔ یہ مصر کا باشندہ تھا۔ بُرَک بن عبداللہ نے کہا کہ میں تم کو معاویہ سے چھٹکارا دلاؤں گا۔عمرو بن بکر نے کہا کہ میں عمرو بن عاص سے چھٹکارا دلاؤں گا۔ انہوں نے آپس میں عہد کیا کہ ہم میں سے کوئی اپنے عہد سے نہیں پھرے گا اور جس نے جس کا ذمہ لیا ہے اس کو قتل کرے گا یا خود مر جائے گا۔انہوں نے اپنی تلواریں لیں، ان کو زہر آلود کیا اور سترہ رمضان کا دن مقرر کیا۔ پھر ان میں سے ہر شخص اس شہر کی طرف چلا گیا جدھر اس کو جانا تھا۔

ابن ملجم کوفہ آیا اور اپنے دوستوں سے ملا اور ان سے اپنا معاملہ پوشیدہ رکھا۔قبیلہ تیم الرباب نے جو اس کے دوست تھے ایک دن انکو دیکھا کہ ان لوگوں کا ذکر کر رہے ہیں جن کو حضرت علیؓ نے جنگ نہروان میں قتل کیا تھا۔ ان کے ساتھ قبیلہ تیم الرباب کی ایک عورت تھی جس کا نام قطام تھا۔اس کے باپ اور بھائی جنگ نہروان میں مارے گئے تھے۔ وہ حسن و جمال میں فوقیت رکھتی تھی۔ جب ابن ملجم نے اس کو دیکھا اس کا گرویدہ ہو گیا اور اس کو نکاح کا پیغام دیا۔

قطام نے کہا میں اس وقت تک تجھ سے شادی نہیں کروں گی جب تک تو میرے دل کو ٹھنڈا

Marfat.com

نہ کرے۔ ابن ملجم نے کہا تو کیا چاہتی ہے؟ قطام نے کہا تین ہزار درہم، ایک غلام، ایک کنیز اور علیؓ کا قتل۔ ابن ملجم نے کہا کہ علیؓ کے قتل کا ذکر تو نے کیوں کیا؟ کیا تو یہ مہر میں لے گی؟ قطام نے کہا میں اس کا سر چاہتی ہوں اگر تو اس میں کامیاب ہو گیا تو اپنے اور میرے دل کو ٹھنڈک پہنچائے گا اور میرے ساتھ زندگی بھر داد عیش دے گا اور اگر تو قتل ہو گیا تو خدا کے پاس جو کچھ ہے وہ دنیا سے بہتر ہے۔

ابن ملجم نے کہا اللہ کی قسم! میرے یہاں آنے کا مقصد بھی علیؓ کا قتل ہے۔ جو کچھ تو چاہتی ہے وہ تجھے ملے گا۔ قطام نے کہا میں ایک آدمی بلاؤں گی جو تیری پشت پناہی کرے گا اور تیری مدد کرے گا۔ اس نے اپنے قبیلہ کے ایک شخص وردان کو بلایا اور اس سے اس بارے میں گفتگو کی۔

ابن ملجم قبیلہ اشجع کے ایک آدمی کے پاس گیا اس کا نام شبیب بن بجرہ تھا۔ اور سے کہا کیا تو دنیا اور آخرت کا شرف چاہتا ہے؟ شبیب نے کہا کس طرح؟ ابن ملجم نے کہا علیؓ کے قتل کے ذریعہ سے۔ شبیب نے کہا تیری ماں تجھے روئے! تو نے بہت مشکل کام کا ذمہ لیا ہے۔ تو ان کے قتل پر کیسے قادر ہوگا۔ ابن ملجم نے کہا میں مسجد میں چھپ جاؤں گا اور جب وہ صبح کی نماز کے لئے آئیں گے تو ان پر حملہ کر کے ان کو قتل کر دیں گے۔ اگر ہم بچ گئے تو ہمارے دل ٹھنڈے ہو جائیں گے اور اگر قتل ہو گئے تو خدا کے پاس جو اجر ہے وہ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔

شبیب نے کہا اگر علیؓ کے علاوہ کسی اور کا معاملہ ہوتا تو آسان ہوتا۔ تجھے ان کا سابق الاسلام ہونا، صاحب فضیلت ہونا اور اسلام کے لئے مصائب برداشت کرنا خوب معلوم ہے۔ ان کو قتل کر کے مجھے خوشی نہیں ہوگی۔ ابن ملجم نے کہا کیا تجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے جنگ نہروان میں اللہ کے نیک بندوں کو قتل کیا تھا۔ شبیب نے کہا ٹھیک ہے ہم ان کو اپنے ساتھیوں کے بدلے میں قتل کریں گے جن کو انہوں نے نہروان میں قتل کیا ہے۔ یوں اس نے ابن ملجم کی مدد پر آمادگی ظاہر کر دی۔

جب جمعہ کی رات آئی جس کے متعلق ابن ملجم اور اس کے ساتھیوں نے یہ طے کیا تھا کہ علیؓ، معاویہ اور عمرو کو قتل کریں گے تو ابن ملجم نے اپنی تلوار نکالی اور اس کے ساتھ شبیب اور وردان تھے۔ وہ اسی دروازے پر بیٹھ گئے۔ جہاں سے حضرت علیؓ نماز پڑھنے کے لئے آتے تھے۔ جب حضرت علیؓ آئے اور (حسبِ عادت) انہوں نے آواز لگائی اے لوگو! نماز! نماز۔ شبیب نے آپ کے تلوار ماری اس کی تلوار چوکھٹ پر پڑی۔ ابن ملجم نے اپنی تلوار ان کی پیشانی پر ماری اور کہا اے علیؓ! فرمان صرف اللہ کا

Marfat.com

چلتا ہے۔ نہ آپ کا نہ آپ کے ساتھیوں کا۔

اس اثنا میں وردان بھاگ کر اپنے گھر میں داخل ہوا اس کے رشتہ داروں میں سے ایک شخص اس کے پاس آیا تو وردان نے یہ سرگزشت سنائی۔ وہ وہاں سے واپس گیا۔ اپنی تلوار لایا اور وردان پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔

شبیب اندھیرے میں بھاگا۔ لوگ چلائے اور حضرموت کا ایک آدمی اس تک جا پہنچا۔ اس کا نام عویمر تھا۔ شبیب کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ عویمر نے اس کو چھین لیا اور اس پر بیٹھ گیا۔ جب لوگوں کو دیکھا کہ وہ اس کی تلاش میں آرہے ہیں اور اس کے ہاتھ میں شبیب کی تلوار تھی تو اس کو اپنی جان کا خوف ہوا۔ اس تلوار کو اس نے گرادیا اور اس کی جان بچ گئی۔ شبیب لوگوں کے ہجوم میں غائب ہو گیا۔

جب ابن ملجم نے حضرت علیؓ پر وار کیا تو حضرت علیؓ نے فرمایا ''یہ آدمی تم میں سے غائب نہ ہو جائے۔'' لوگوں نے اس کو گھیر کر پکڑ لیا۔ حضرت علیؓ پیچھے ہٹ گئے اور جعدہ بن ہبیرہ کو صبح کی نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھایا۔ جعدہ، آپ کی ہمشیرہ ام ہانی کے بیٹے تھے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا ابن ملجم کو میرے پاس لاؤ۔ اس کو آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے کہا اے اللہ کے دشمن! کیا میں نے تجھ سے اچھا سلوک نہیں کیا ہے۔ ابن ملجم نے کہا ضرور کیا ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ تجھے اس واردات پر کس نے ابھارا؟ ابن ملجم نے کہا کہ چالیس روز تک صبح کے وقت میں گڑگڑا کے خدا سے التجا کرتا رہا اور کہتا رہا کہ اس کی مخلوق کا بدترین آدمی قتل ہو جائے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میرے خیال میں جس شخص کو قتل کیا جائے گا وہ تو ہے اور بدترین خلائق بھی تو ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ جان کا بدلہ جان ہے اگر میں ہلاک ہو جاؤں تو جس طرح اس نے مجھے قتل کیا ہے تم اس کو قتل کرنا۔ اگر میں زندہ رہا تو اس کے بارے میں خود فیصلہ کرونگا۔ پھر فرمایا اے بنی عبدالمطلب! تم میری وجہ سے مسلمانوں کا خوں نہ بہانا اور یہ کہتے نہ پھرنا کہ امیرالمومنین قتل کر دیئے گئے ہیں۔ خبردار! میرے قاتل کے علاوہ کسی کا قتل نہ کرنا۔ اے حسن! یاد رکھو اگر اس کے ایک وار سے میں مر جاؤں تو اس کو بھی ایک ہی وار سے ختم کرنا۔ اس شخص کا مثلہ نہ کرنا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ تم لوگ مثلہ کرنے سے پرہیز کرنا۔ خواہ باؤلے کتے ہی کا کیوں نہ ہو۔

ابن ملجم کے مونڈھے باندھ کر جب پیش کیا گیا تو حضرت علیؓ کی صاحبزادی ام کلثوم نے کہا

Marfat.com

اے اللہ کے دشمن! میرے باپ کا تو کوئی نقصان نہیں مگر اللہ تجھے رسوا کرے گا۔ ابن ملجم نے کہا تم کس پر گریہ وزاری کر رہی ہو۔ اللہ کی قسم! میں نے اس تلوار کو ایک ہزار میں خریدا اور ایک ہزار میں زہر آلود کیا اگر پورے شہر والوں پر یہ ضرب پڑتی تو ان میں سے ایک بھی زندہ نہ رہتا۔

جُندُب بن عبداللہ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور کہا اگر ہم آپ کے وجود سے محروم ہو جائیں خدا نہ کرے کہ ہم محروم ہوں تو کیا حسن کی بیعت کر لیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا نہ میں اس کا حکم دیتا ہوں نہ اس سے روکتا ہوں تم لوگ بہتر طور سے سمجھ سکتے ہو۔

پھر حسن اور حسین کو بلایا اور ان دونوں سے کہا کہ میں تم دونوں کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور تم دونوں دنیا کی تلاش ہرگز نہ کرنا۔ خواہ دنیا تم دونوں سے بغاوت کرے اور جس شے سے تم محروم ہو جاؤ اس کے لئے نہ رونا۔ سچی بات کہنا۔ یتیم پر شفقت کرنا۔ پریشان حال اور مصیبت زدہ کی مدد کرنا۔ ظالم کے دشمن اور مظلوم کے مددگار رہنا۔ اور جو کچھ اللہ کی کتاب میں ہے اس پر عمل کرنا اللہ کے دین میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ گھبرانا۔

پھر محمد بن حنفیہ کی طرف دیکھا اور کہا جو وصیت میں نے تیرے دونوں بھائیوں کو کی ہے وہ تو نے یاد کر لی ہوگی۔ ویسی ہی وصیت تجھ کو بھی کرتا ہوں اور تجھ کو یہ وصیت بھی کرتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کا احترام کرنا۔ ان دونوں کا حق تجھ پر بہت بڑا ہے۔ ان دونوں کا حکم ماننا اور کوئی کام ان کے حکم کے بغیر نہ کرنا۔

اس کے بعد حسین سے کہا میں تم دونوں کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ (یعنی محمد ابن الحنفیہ) بھی تمہارا بھائی ہے تمہارے باپ کا بیٹا ہے اور یہ بھی جانتے ہو کہ تمہارا باپ اس سے محبت کرتا ہے۔ حضرت علیؓ نے حسن سے کہا اے بیٹے! میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرنا۔ نماز وقت پر پڑھنا۔ زکوٰۃ کو اس کے مصرف میں خرچ کرنا۔ وضو اچھی طرح کرنا کیونکہ بغیر پاکیزگی کے نماز نہیں ہوتی۔ میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ گناہوں کی مغفرت چاہتے رہنا، غصہ پینا، صلہ رحمی کرنا، جاہل سے بردباری کرنا، دین کی سمجھ حاصل کرنا، ہر کام میں ثابت قدمی دکھانا، قرآن کو لازم پکڑنا، پڑوسی سے نیک سلوک کرنا، نیک کام کا حکم دینا اور برے کاموں سے روکنا۔

اس کے بعد آپ نے اپنی وصیت قلم بند کی اور لا الہ الا اللہ کہتے رہے۔ یہاں تک کہ وفات ہوگئی۔ اللہ ان سے راضی ہو اور وہ اللہ سے راضی ہوں۔ حسن اور حسین اور عبداللہ ابن جعفر نے آپ کو

Marfat.com

غسل دیا اور تین کپڑوں کا کفن دیا اس میں قمیص نہیں تھی۔ حسن نے نماز جنازہ میں سات مرتبہ تکبیر کہی۔

حضرت علیؓ کی روح پرواز کر گئی تو حسن نے ابن ملجم کو بلوایا وہ سامنے پیش ہوا۔ تو اس نے حسن سے کہا کیا آپ ایک نیک کام کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ میں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ کوئی عہد نہ کروں گا مگر اس کو ضرور پورا کروں گا اور وہ عہد حطیم کے قریب کیا تھا کہ میں علیؓ اور معاویہ کو قتل کروں گا یا اس کوشش میں جان دے دوں گا۔ اگر آپ چاہیں تو مجھے آزاد کر دیں کہ میں معاویہ کو ختم کر دوں اگر میں اس کو قتل نہ کروں اور زندہ رہوں تو اللہ کے نام پر عہد کرتا ہوں کہ واپس آکر اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں دے دوں گا۔

حسن نے کہا ہرگز نہیں۔ اللہ کی قسم! تو آگ بھڑکا دے گا۔ پھر آگے بڑھ کر اس کو قتل کر دیا۔ لوگوں نے اس کی لاش پر قبضہ کر کے اس کی بوٹیاں اڑا دیں۔ اور اس کو آگ میں جلا دیا۔

عمرو بن اصم کی روایت ہے کہ میں نے حسن بن علیؓ سے کہا کہ آپ کے طرفدار (ھذہ الشیعہ) یہ گمان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ قیامت سے پہلے زندہ ہو جائیں گے۔ حسن نے کہا اللہ کی قسم! ان لوگوں نے جھوٹ بولا ہے۔ اگر ہم کو یہ معلوم ہوتا کہ وہ قیامت سے پہلے زندہ ہو جائیں گے تو ہم ان کی بیویوں کا نکاح نہ کرتے۔ نہ ان کی میراث تقسیم کرتے۔

حاتم کا قول ہے کہ ''ھذہ الشیعہ'' سے مراد ایک خاص گروہ ہے ورنہ عام شیعہ یہ عقیدہ نہیں رکھتے۔ یہ ایک چھوٹا سا گروہ تھا۔ اس گروہ کے مشہور لوگوں میں جابر بن یزید جعفی کوفی ہے۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے یہ گروہ ختم ہو چکا ہے۔

امیر معاویہ پر حملہ

جس رات حضرت علیؓ پر حملہ کیا گیا اسی رات میں بُرک معاویہ کے راستہ میں بیٹھا۔ جب معاویہ صبح کی نماز پڑھنے کے لئے نکلے تو بُرک نے ان پر تلوار سے حملہ کیا۔ تلوار کولہے پر پڑی تو حملہ آور کو پکڑ لیا گیا۔ اس نے کہا کہ میرے پاس ایک خوشخبری ہے جس سے آپ کو مسرت ہو گی۔ اور اگر وہ بیان کر دوں گا تو آپ کو فائدہ پہنچے گا۔ معاویہ نے کہا بیان کر۔ بُرک نے کہا میرا ایک بھائی ہے۔ اس نے آج رات علیؓ کو قتل کر دیا ہے۔ معاویہ نے کہا ہو سکتا ہے کہ وہ قتل میں کامیاب نہ ہوا ہو۔ البرک نے

Marfat.com

کہا ضرور کامیاب ہوگا کہ علیؓ کے ساتھ کوئی محافظ نہیں رہتا ہے۔ معاویہ نے حکم دیا اور وہ قتل کر دیا گیا۔

اس کے بعد معاویہ نے ساعدی کو بلویا وہ ایک طبیب تھا۔ اس نے زخم کا معائنہ کیا اور کہا کہ ان دو علاجوں میں سے ایک کو آپ اختیار کر لیں۔ ایک یہ کہ میں اس جگہ کو داغ دوں جہاں تلوار لگی ہے یا ایک شربت پلا دوں مگر اس کے پینے سے آپ کے اولاد نہیں ہوگی مگر آپ تندرست ہو جائیں گے کیونکہ یہ زخم زہر آلود تلوار کا ہے۔

معاویہ نے کہا میں داغے جانے کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اب رہا اولاد کا مسئلہ تو یزید اور عبداللہ سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہیں۔ الساعدی نے شربت پلا دیا اور معاویہ تندرست ہو گئے مگر اس کے بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔

(اس واقعہ کے بعد) معاویہ نے حکم دیا کہ مساجد میں مقصورہ بنائے جائیں اور رات کو پہرا دیا جائے اور جب وہ سجدہ کریں تو سپاہ حفاظت کریں۔ اسلام میں یہ عمل سب سے پہلے معاویہ نے کیا۔

ایک روایت یہ ہے کہ معاویہ نے البُرَک کو قتل نہیں کیا۔ انہوں نے صرف یہ حکم دیا کہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں۔ اور وہ اس وقت تک زندہ رہا۔ جب زیاد بصرے کا والی ہوا تو البرک اس کے پاس آیا اس کے بچے پیدا ہو رہے تھے۔ زیاد نے اس سے کہا کہ تیرے بچے ہو رہے ہیں اور تو نے امیر المومنین کو اس حال کو پہنچا دیا ہے کہ ان کے بچے نہیں ہو رہے۔ اور اس کو قتل کر دیا اور سولی پر چڑھا دیا۔

خارجہ کی شہادت

اسی رات عمرو بن بکر، عمرو بن عاص کے انتظار میں بیٹھا۔ ابن العاص کے پیٹ میں تکلیف ہوگئی تھی اس لئے وہ گھر سے نہیں نکلے اور خارجہ بن ابی حبیبہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ خارجہ، ابن العاص کی پولیس کے افسر تھے ان کا تعلق قبیلہ بنی عامر بن لوی سے تھا۔ وہ نماز پڑھانے نکلے تو عمرو بن بکر نے ان پر حملہ کر دیا۔ حملہ آور کو عمرو بن عاص کا دھوکا ہوا۔ اس نے تلوار ماری اور ان کو قتل کر دیا۔ لوگ اس کو پکڑ کر عمرو بن عاص کے پاس لے گئے۔ وہ لوگ عمرو کو اس طرح سلام کر رہے تھے گویا وہ امیر ہوں۔

عمرو بن بکر نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا عمرو بن عاص ہیں۔ ابن البکر نے پوچھا کہ پھر میں نے کس کو قتل کر دیا؟ لوگوں نے کہا خارجہ کو۔ ابن البکر نے عمرو بن عاص سے کہا اے فاسق!

Marfat.com

اللہ کی قسم! میں نے اس کو تیرے سوا کوئی دوسرا آدمی نہیں سمجھا تھا۔ عمرو نے کہا تو نے میرا ارادہ کیا تھا مگر اللہ نے خارجہ کا ارادہ کیا۔ عمرو نے آگے بڑھ کر اس کو قتل کر دیا۔

راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت علیؓ کی شہادت کی خبر حضرت عائشہؓ کو پہنچی تو آپ نے یہ شعر پڑھا۔

قالت عصاها واستقرت بها النوی　　　کما قر عینا بالایاب المسافر

[جدائی نے اپنی لاٹھی دی اور اب قرار مل گیا ہے جس طرح مسافر کی آنکھیں واپسی سے ٹھنڈی ہوتی ہیں۔]

اس کے بعد حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا کہ حضرت علیؓ کو کس نے قتل کیا تو ان کو بتایا گیا کہ قبیلہ مراد کے ایک شخص نے۔ تو آپ نے یہ شعر پڑھا۔

فان یکُ نائیاً فلقد نعاهُ　　　نعیٌّ لیس فی فیه التراب

زینب بنت ابی سلمہ نے کہا کیا آپ حضرت علیؓ کے بارے میں یہ کہہ رہی ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا میں تو بھول جاتی ہوں اگر مجھ سے بھول ہو جائے تو مجھے یاد دلا دو۔

ابن ابی مَیاس المرادی نے یہ مرثیہ لکھا:

[ہم نے اس کے قبضہ سے اس کا ملک چھین لیا۔ تلوار کی ایسی مار سے کہ جب وہ بلند ہوی ہے تو کاٹ کر پھینک دیتی ہے۔

ہم صبح کے وقت معزز تھے جبکہ موت کی وجہ سے ایک چادر اوڑھی اور ایک ازار پہنی۔]

ابن ابی مَیاس نے یہ مرثیہ بھی لکھا ہے۔

[میں نے اتنا قیمتی مہر کسی عرب یا غیر عرب کا نہیں دیکھا جیسا کہ قطام کا مہر تھا۔

تین ہزار نقد، ایک غلام، ایک کنیز اور تیز دھار تلوار سے علی پر وار۔

کوئی مہر کتنا ہی قیمتی کیوں نہ ہو علیؓ کی قیمت کو نہیں پہنچ سکتا اور ہر ناعاقبت اندیشی ابن ملجم کی ناعاقبت اندیشی سے کم تر ہے۔]

حضرت علیؓ کے قتل ہونے پر ابوالاسود الدولی نے یہ مرثیہ لکھا۔

[آگاہ ہو جاؤ! معاویہ حرب کو یہ خبر پہنچا دو کہ اس کے خیر خواہوں کی آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں۔

Marfat.com

کیا تم نے ماہ صیام میں ہم کو گھبراہٹ میں ڈالا ہے۔ اس شخص کا صدمہ دے کر جو انسانوں میں سب سے بہتر تھا۔

جتنے لوگ سواریوں، کجاووں اور کشتیوں میں سوار ہوئے تم نے ان کے بہترین شخص کو قتل کر دیا۔

اب جوتے کون پہنے گا اور کون ٹانکے گا اور مثانی اور مبیں کون پڑھے گا۔

جب میرے سامنے ابوالحسین کا چہرہ آیا تو میں نے دیکھا کہ چودھویں کا چاند اپنے دیکھنے والوں کو لبھا رہا ہے۔

قریش خوب جانتے ہیں کہ اس قبیلہ میں حسب و دین کے اعتبار سے آپ سب سے بہتر تھے۔]

بکر بن حسان الباہری نے یہ مرثیہ لکھا۔

[ابن ملجم سے کہو کہ تقدیر تو غالب آنے والی ہے۔ تو نے دین اور اسلام کے ستون ڈھا دیئے۔

اپنے پاؤں کے بل چلنے والوں کے بہترین آدمی کو قتل کیا ہے۔ وہ اسلام اور ایمان میں سب سے بزرگ تر تھا۔

وہ انسانوں میں قرآن کا سب سے زیادہ جاننے والا اور نفاذ شرع کے لئے سنت رسول سے خوب واقف تھا۔

وہ رسول کا داماد، مولیٰ اور مددگار تھا۔ اس کے مناقب روشن اور مدلل ہیں۔

حاسدوں کی ناک رگڑی جائے۔ رسول اللہ کے ساتھ علیؓ کو وہی نسبت جو موسیٰؑ بن عمران سے ہارون کو تھی۔

وہ اپنے قتل ہونے کی اطلاع اپنی موت سے پہلے دیا کرتا تھا۔

میں نے اس کے قاتل کا ذکر کیا تو میری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تو میں نے کہا عرش والا پروردگار پاک ہے۔ پاک ہے۔

میں گمان کرتا ہوں کہ وہ آدمی ہرگز نہیں، بلکہ شیطان ہے۔

اللہ اس کے برے فعل کو کبھی معاف نہ کرے اور عمران بن حطان[۳] کی قبر کو سیراب نہ کرے۔

اے بدبخت کی مار! اس نے کیا ارادہ کیا تھا۔ یہی کہ صاحب عرش کی خوشنودی حاصل کرے۔

ایک گم کردہ راہ کی ضرب خود اس کو جہنم میں ڈال گئی اور عنقریب رحمٰن اس سے غضب ناک

Marfat.com

ہو جائے گا۔

گویا علیؓ کو ضرب لگانے سے اس کا مقصد یہ تھا کہ جہنم کی آگ میں اس کو ہمیشگی کا عذاب ہو۔]

حضرت علیؓ کی مدت خلافت اور عمر کا بیان

بعض لوگوں کی روایت ہے کہ حضرت علیؓ کی مدت خلافت تین مہینے کم پانچ سال ہے۔ آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔ ایک روایت یہ ہے کہ آپ کی عمر انسٹھ سال تھی۔ ایک روایت ہے کہ آپ کی عمر پینسٹھ سال تھی۔ ایک روایت ہے کہ اٹھاون سال تھی۔ مگر پہلی روایت زیادہ صحیح ہے۔ جب آپ قتل کیے گئے تو مسجد الجماعہ کے قریب دفن کیے گئے۔ ایک روایت یہ ہے کہ القصر میں دفن کیے گئے۔ اس کے علاوہ اور روایات بھی ہیں۔ مگر صحیح یہی ہے کہ آپ کی قبر اسی جگہ ہے جہاں زیارت کی جاتی ہے۔ اور اس سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔

حضرت علیؓ کا نسب اور اوصاف

حضرت علیؓ کا رنگ گہرا گندمی تھا۔ آنکھیں بڑی بڑی تھیں۔ پیٹ نکلا ہوا تھا۔ سر کے اگلے حصہ کے بال گر گئے تھے۔ داڑھی بہت گھنی تھی۔ سینہ پر بال بہت زیادہ تھے۔ آپ کا قد پستی کی طرف مائل تھا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ میانہ قد سے زیادہ تھا۔ بازو اور پنڈلیوں پر گوشت تھا۔ ٹخنوں کے پاس پتلی تھیں۔ مردوں میں آپ کا چہرہ سب سے زیادہ خوبصورت تھا۔ بہت زیادہ مسکرانے کی وجہ سے عمر ڈھلنے پر بھی وہ نہیں بدلا تھا۔

آپ کا شجرہ نسب یہ ہے۔ علی بن ابی طالب، اور ابو طالب کا نام عبد مناف بن عبد المطلب بن ہاشم تھا۔

آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف تھیں۔ وہ پہلے خلیفہ جو ددھیال اور ننھیال کی طرف سے ہاشمی تھے۔ ہمارے زمانے تک حضرت علیؓ اور آپ کے صاحب زادے حسن اور محمد الامین کے علاوہ کوئی شخص خلافت پر فائز نہیں ہوا۔ جو ہر دو طرف سے ہاشمی ہو۔ الامین کا باپ ہارون الرشید تھا اور اس کی ماں زبیدہ بنت جعفر بن منصور تھی۔

Marfat.com

حضرت علیؓ کی ازواج واولاد

آپ کی پہلی بیوی رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ☆ حضرت فاطمہ تھیں۔حضرت فاطمہؓ کی زندگی میں کوئی دوسرا عقد نہیں کیا آپ کے بطن سے حسن اور حسین تھے۔اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ایک بیٹے محسن بھی تھے اوران کی وفات بچپن میں ہی ہوگئی۔زینب الکبریٰ اورام کلثوم الکبریٰ بیٹیاں تھیں۔

☆ حضرت فاطمہ کی وفات کے بعد ام البنین بنت حرام سے عقد کیا۔یہ قبیلہ کلاب سے تھیں۔ان کے بطن سے عباس، جعفر، عبداللہ اور عثمان پیدا ہوئے۔یہ سب حسین کے ساتھ طف (کربلا) میں قتل ہوئے ان میں سے عباس کے سوا کسی سے نسل نہیں چلی۔

☆ قبیلہ تمیم شاخ نہشلیۃ کی لیلیٰ بنت مسعود بن خالد سے عقد کیا۔ان کے بطن سے عبیداللہ اورابوبکر پیدا ہوئے۔دونوں حسین کے ساتھ طف میں قتل کیے گئے۔ایک روایت کے بموجب عبیداللہ کومختار نے مذار میں قتل کیا۔ان دونوں سے بھی نسل نہیں چلی۔

☆ قبیلہ خثعم کی اسماء بنت عمیس ؓ سے عقد کیا۔ان کے بطن سے محمد الاصغر اور یحییٰ پیدا ہوئے۔ان کی نسل نہیں چلی۔ایک روایت کے بموجب محمد ایک ام ولد کے بطن سے تھا۔اور حسین کے ساتھ طف میں قتل ہوا۔اور یہ بھی روایت ہے کہ ایک لڑکا عون پیدا ہوا۔

حضرت علیؓ کی ام ولد صہبا بنت ربیعہ قبیلہ تغلب سے تھی۔یہ ان اسیران جنگ میں تھی جن کو خالد بن ولید نے عین التمر میں گرفتار کیا تھا۔اس کے بطن سے عمر بن علی اور رقیہ بنت علیؓ پیدا ہوئے۔عمر کی عمر پچاسی سال ہوئی۔حضرت علیؓ کی آدھی میراث اس کو ملی۔اور ینبع میں وفات ہوئی۔

☆ حضرت علیؓ نے امامہ بنت ابی العاص بن ربیع بن عبدالعزی بن عبدشمس سے عقد کیا۔ امامہ کی ماں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی زینب تھیں۔ان کے بطن سے محمد الاوسط کی ولادت ہوئی۔

حضرت علیؓ کے ایک بیٹے محمد الاکبر بن علی تھے۔جن کو ابن الحنفیہ کہا جاتا ہے۔ان کی ماں خولہ بنت جعفر تھیں جو قبیلہ بنی حنفیہ سے تھیں۔

☆ حضرت علیؓ نے عروہ بن مسعود ثقفی کی بیٹی ام سعید سے عقد کیا ان کے بطن سے ام الحسن۔ رملۃ الکبریٰ اورام کلثوم کی ولادت ہوئی۔

Marfat.com

حضرت علیؓ کی کئی بیٹیاں مختلف ماؤں سے تھیں۔ان کے نام یہ ہیں۔☆ام ہانی ☆ میمونہ ☆ زینب الصغریٰ ☆ رملہ الصغریٰ ☆ ام کلثوم الصغریٰ ☆ فاطمہ ☆ امامہ ☆ خدیجہ ☆ ام الکرام ☆ ام سلمہ ☆ ام جعفر ☆ جمانہ ☆ نفیسہ۔ان کی مائیں ام ولد تھیں۔

☆ حضرت علیؓ نے قبیلہ کلب کی مخباہ بنت امرئی القیس بن عدی سے عقد کیا جس کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جو بچپن میں مرگئی۔وہ مسجد میں آیا کرتی تھی تو اس سے لوگ پوچھتے تھے تیرے ماموں کون ہیں وہ کتے کی آواز نکالتی تھی۔یعنی قبیلہ کلب کے لوگ ہیں۔

آپ کے کل چودہ لڑکے اور سترہ لڑکیاں تھیں ان میں سے حسن، حسین، محمد بن الحنفیہ، عباس بن کلابیہ اور عمر بن تغلبیہ سے نسل چلی۔

حضرت علیؓ کے عمال کا بیان

اس سال حضرت علیؓ کے عامل عبداللہ بن عباس تھے ان کے معاملہ میں جو اختلاف آرہا ہے اس کا ذکر کیا جا چکا ہے۔زکوٰۃ اور لشکر کا انتظام ان کے سپرد تھا۔حضرت علیؓ کے آخر زمانہ تک وہ ان کے معاون رہے۔☆عہدہ قضا پر حضرت علیؓ کی جانب سے ابوالاسود الدولی فائز تھا۔ ☆ فارس کا عامل زیاد تھا۔اس طرف اس کے کوچ کرنے کا ذکر کیا جا چکا ہے۔☆ یمن کے عامل عبیداللہ ابن عباس تھے یہاں تک کہ بُسر بن ارطاۃ کا واقعہ پیش آیا۔☆ طائف، مکہ اور اس کے قرب و جوار کے علاقوں پر قُثم بن عباس تھے۔☆ مدینہ کے عامل ابوایوب انصاری تھے۔ایک روایت کے مطابق سہل بن حنیف تھے مگر جب بُسر وہاں آیا اس وقت تک ابوایوب کا عمل تھا۔اس کے بعد جو واقعہ پیش آیا اس کا بیان ہو چکا ہے۔

حضرت علیؓ کی سیرت

رسول اللہ ﷺ کا غلام ابورافع حضرت علیؓ کی جانب سے بیت المال کا خزانچی تھا۔ایک دن حضرت علیؓ وہاں داخل ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ آپ کی ایک بیٹی زینت کئے کھڑی تھیں اور ایک موتی پہنے ہوئے تھیں وہ بیت المال کا تھا۔آپ نے فرمایا کہ یہ موتی اس نے کس طرح حاصل کیا میں اس کا ہاتھ کاٹوں گا۔جب ابورافع نے ان کی آمادگی دیکھی تو کہا اے امیر المومنین! اللہ کی قسم! اس موتی سے

Marfat.com

میں نے آراستہ کیا تھا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جب فاطمہؓ سے شادی کی تو میرے پاس بجز ایک مینڈھے کی کھال کے کوئی بستر نہیں تھا۔ وہ اسی پر رات کو سوتی تھیں۔ ان کے علاوہ میرا کوئی خادم نہیں تھا۔

ابن عباس نے کہا کہ علم کے پانچ حصہ کئے گئے اس میں سے چار جزو علیؓ کو دیئے گئے اور باقی ایک حصہ سب دنیا والوں پر تقسیم کیا گیا۔ اور اس میں سے کچھ حصہ ان کو ملا تھا اس طرح علیؓ دنیا بھر کے آدمیوں سے زیادہ بڑے عالم تھے۔

احمد بن حنبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کسی کے متعلق اتنی روایات نہیں ہیں جتنی حضرت علیؓ کی شان میں ہیں۔

عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ بن خطاب پر وار کیا گیا اور خلافت کا معاملہ چھ صحابہ کے سپرد کیا گیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر انہوں نے اجلح ؓ کو خلیفہ بنایا تو وہ سب کو صحیح راستہ پر چلائے گا۔ آپ کے بیٹے عبداللہ نے کہا اگر آپ ہی نامزد فرما دیں تو اس میں کونسا امر مانع ہے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ میں اس امر کو ناپسند کرتا ہوں کہ زندگی میں تو میں ذمہ دار تھا مرنے کے بعد بھی ذمہ دار ہوں۔ عاصم بن کُلیب نے اپنے باپ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس اصفہان سے کچھ مال آیا آپ نے اس کے سات حصے کئے۔ اس میں آپ کو ایک روٹی ملی اس کے بھی سات حصے کئے اور ہر ساتویں حصہ کے امیر کو بلایا اور ان میں قرعہ اندازی کی کہ پہلے کس کو دیا جائے۔

ہارون بن عنترہ نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس جاڑوں کے موسم میں الخوارنق میں داخل ہوا تو دیکھا کہ آپ کے جسم پر ایک پرانی پوشاک ہے۔ وہ اس میں لرز رہے تھے۔ میں نے کہا اے امیر المومنین! اللہ نے اس مال میں آپ کا اور آپ کے عیال کا حصہ مقرر کیا ہے اور آپ اپنی جان سے یہ سلوک کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں تم پر کسی قسم کا بوجھ نہیں ڈالتا۔ میں نے یہی لباس مدینہ سے لیا تھا۔

یحیٰی بن سلمہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے عمرو بن سلمہ کو اصفہان کا عامل مقرر کیا۔ جب وہ وہاں سے واپس آیا تو اس کے پاس مال تھا اور اس کے پاس مشکیزوں میں شہد اور مکھن تھا۔ آپ کی صاحبزادی ام کلثوم نے کسی کو عمرو کے پاس شہد اور مکھن مانگنے کے لئے بھیجا۔ اس نے ایک برتن میں شہد اور ایک برتن میں مکھن بھیج دیا۔ جب دوسرا دن آیا اور حضرت علیؓ تشریف لائے اور ان کے سامنے وہ مال

Marfat.com

(شہد اور مکھن) تقسیم کے لئے پیش کیا گیا تو آپ نے مشکیزے گنے ان میں دو کم تھے۔ان کے بارے میں اس سے پوچھا گیا تو وہ چھپا گیا۔حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہم برآمد کریں گے۔جب ان کا پختہ ارادہ ہو گیا تو عمرو نے آپ کو خبر دے دی۔آپ نے ام کلثوم کے پاس سے وہ دونوں مشکیزے منگوا لئے۔ان میں کچھ شہد اور مکھن کم ہو گیا تھا آپ نے تاجروں کو ناپنے کے لئے بلایا۔انہوں نے خرچ ہونے والے شہد اور مکھن کی قیمت تین درہم بتائی۔آپ نے یہ رقم منگوا کر مال میں شامل کر دی۔

ایک روایت ہے کہ حضرت علیؓ ہمدان سے چلے تو دیکھا دو آدمی لڑ رہے ہیں۔آپ نے دونوں کو جدا کر دیا۔پھر روانہ ہو گئے تو ایک آواز سنی،اللہ کے لئے میری فریاد رسی کر۔آپ ادھر آ گئے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ تیرا فریاد رس آ گیا ہے۔اتنے میں آپ نے دیکھا کہ ایک آدمی فریاد کرنے والے کو پکڑے ہوئے تھا۔آپ نے کہا اے امیر المومنین! میں نے اس شخص کے ہاتھ ایک کپڑا سات درہم میں فروخت کیا تھا۔اور یہ شرط لگائی تھی کی کھوٹے یا کٹے ہوئے سکے نہیں دے گا اور آج کا دن ادائیگی کے لئے مقرر تھا۔یہ شخص میرے پاس یہ سکے لایا تو میں نے انکار کیا اور اس کو پکڑ لیا۔اس نے میرے ایک تھپڑ مارا۔آپ نے تھپڑ مارنے والے سے پوچھا تو کیا کہتا ہے۔اس نے جواب دیا امیر المومنین! یہ سچ کہتا ہے۔تو آپ نے اس کو حکم دیا اس کی شرط پوری کر،تو اس نے درہم دے دیئے۔اس کے بعد تھپڑ کھانے والے سے کہا تو اپنا بدلہ لے لے۔

اس شخص نے کہا اے امیر المومنین کیا میں اس کو معاف کر سکتا ہوں۔حضرت علیؓ نے کہا اس کا تجھے اختیار ہے۔اس کے بعد فرمایا اے مسلمانو! اس (تھپڑ مارنے والے) کو پکڑ لو۔انہوں نے پکڑ لیا۔پھر اس کی پیٹھ کو اس طرح کسا جس طرح مکتبوں کے بچوں کو باندھا جاتا ہے۔پھر اس کو پندرہ کوڑے مارے اور فرمایا کہ تو نے جو اس کی ہتک عزت کی تھی یہ اس امر کا بدلہ ہے۔

امام حسنؓ کا خطبہ

جب حضرت علیؓ قتل کر دئے گئے تو آپ کے بیٹے حسن نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور کہا۔"تم نے ایک شخص کو آج رات قتل کیا ہے۔اسی رات میں قرآن نازل ہوا۔اسی رات میں حضرت عیسیٰ آسمان کی طرف اٹھا لئے گئے۔اسی رات میں یوشع بن نون کو قتل کیا گیا۔اللہ کی قسم! جو فضیلت آپ کو

Marfat.com

حاصل تھی وہ آپ سے پہلے کسی کو نہیں ملی۔ نہ آپ کے بعد کسی کو ملے گی۔ جب رسول اللہ ﷺ ان کو کسی سریہ کے لئے بھیجتے تھے تو حضرت جبریلؑ آپ کی داہنی طرف اور حضرت میکائیل بائیں طرف رہتے تھے۔ اللہ کی قسم! آپ نے سونا یا چاندی میراث میں نہیں چھوڑا۔ صرف آٹھ سو یا سات سو درہم ایک جاریہ کے لئے محفوظ رکھے ہیں۔"

سفیان سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے پکی اینٹوں کی کوئی تعمیر نہیں کی نہ کچی اینٹوں کی کوئی تعمیر کی۔ نہ بانس پر بانس رکھ کے تعمیر کی۔ ان کے لئے اناج مدینہ سے ایک بوری میں لایا جاتا تھا۔

ایک روایت ہے کہ آپ نے اپنی تلوار بازار میں بھیج کر فروخت کر دی اور فرمایا کہ اگر ایک تہمد کی قیمت چار درہم میرے پاس ہوتے تو اس کو نہ بیچتا۔ جو لوگ آپ کو پہچانتے تھے آپ ان سے سودا نہیں خریدتے تھے۔ جن قمیض خریدتے تو اس کی آستینیں اپنے ہاتھ کی برابر رہنے دیتے اور باقی کو کاٹ دیتے تھے۔ جس بوری میں جو کا آٹا لایا جاتا تھا جس میں سے آپ کھاتے تھے اس پر مہر لگا دی جاتی تھی۔ اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں یہ امر پسند نہیں کرتا کہ میرے بطن میں کوئی ایسی چیز داخل ہو جس کو میں نہیں جانتا۔

شعبی سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنی زرہ ایک نصرانی کے پاس دیکھی۔ اس کو (قاضی) شریح کے پاس لائے اور اس نصرانی سے ایک طرف بیٹھ گئے اور فرمایا اگر مقدمہ کا فریق ثانی مسلمان ہوتا تو میں اس کے برابر ہوتا۔ اس کے بعد اس سے کہا یہ میری زرہ ہے۔ نصرانی نے کہا یہ میری زرہ ہے۔ مگر امیر المومنین کو جھوٹا نہیں کہا۔ شریح نے حضرت علیؓ سے کہا کیا آپ کا کوئی گواہ ہے؟ حضرت علیؓ نے ہنستے ہوئے فرمایا نہیں۔ (شریح نے یہ مقدمہ خارج کر دیا اور زرہ نصرانی کو دے دی) نصرانی نے اس زرہ کو لیا اور تھوڑی دور گیا پھر واپس آیا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ احکام انبیا کے ہیں۔ امیر المومنین نے مجھ کو قاضی کے سامنے پیش کیا کہ وہ فیصلہ کرے۔ اس کے بعد وہ مسلمان ہو گیا۔ اور یہ اقرار کیا کہ صفین کی طرف کوچ کرتے ہوئے یہ زرہ گری پڑی تھی۔ حضرت علیؓ اس کے اسلام سے خوش ہوئے اور وہ زرہ اس کو بخش دی اور اس کے ساتھ ایک گھوڑا بھی دیا۔ خوارج کی جنگ میں وہ آپ کے ساتھ تھا۔

ایک روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک درہم کی کھجوریں خرید کر اپنے اوڑھنے کے کپڑے میں رکھیں اور خود اٹھا کر لے چلے۔ آپ سے کہا گیا اے امیر المومنین! کیا ہم ان کو اٹھا کر آپ کے گھر پہنچا دیں؟ آپ نے فرمایا کہ بچوں کا باپ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ وہ اٹھا کر لے جائے۔

Marfat.com

حسن بن صالح سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے سامنے کچھ پرہیزگاروں کا ذکر کیا گیا تو عمر بن العزیز نے کہا کہ دنیا میں سب سے بڑے پرہیزگار علی بن ابی طالب تھے۔

مدائنی سے روایت ہے حضرت علیؓ نے ایک گروہ کو اپنے دروازے پر دیکھا تو اپنے مولا قنبر سے کہا یہ کون لوگ ہیں؟ قنبر سے کہا اے امیر المومنین! یہ آپ کے طرف دار ہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ میں ان طرف داروں کی نشانیاں نہیں پاتا۔ قنبر نے کہا وہ کیا نشانیاں ہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا بھوکے سوکھ جاتے ہیں۔ روتے روتے آنکھیں دھندلا جاتی ہیں۔

حضرت علیؓ کے مناقب کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ ان کے فیصلے میں نے (یعنی ابن اثیر نے) ایک علیحدہ کتاب میں جمع کر دیئے ہیں۔

حضرت حسنؓ کی بیعت کا بیان

اس سال یعنی ۴۰ھ میں حضرت حسنؓ بن علیؓ کی بیعت ان کے باپ کے قتل کے بعد کی گئی۔

جس شخص نے سب سے پہلے بیعت کی وہ قیس بن اسعد انصاری تھے۔ انہوں نے یہ کہا تھا کہ اپنا ہاتھ بڑھایئے میں آپ کی بیعت اللہ کی کتاب اس کے نبی ﷺ کی سنت اور خونریزی کو حلال سمجھنے والوں کے خلاف جنگ کرنے پر بیعت کرتا ہوں۔ حسنؓ نے کہا کہ اللہ کی کتاب اس کے رسول کی سنت کافی ہے کیونکہ تمام امور ان کے تحت آجاتے ہیں۔

لوگوں نے بیعت کی تو حسنؓ یہ شرط لگاتے رہے کہ تم میرے فرماں بردار رہو گے میں جس سے صلح کروں تم اس سے صلح اور میں جس سے جنگ کروں گا اس سے جنگ کرو گے۔ لوگ شک میں پڑ گئے اور کہنے لگے یہ کیسے صاحب (امیر) ہیں جو صرف جنگ چاہتے ہیں۔

متفرق واقعات

اس سال لوگوں کے ساتھ مغیرہ بن شعبہ نے حج کیا۔ انہوں نے معاویہ کی طرف سے ایک خط پیش کیا اور یوم الترویہ (۸/ذی الحجہ) عرفہ منایا اور عرفہ کے دن (۹/ذی الحجہ) قربانی کی۔

ایک روایت یہ ہے کہ ان کو یہ اطلاع ملی تھی کہ ان کے بجائے عتبہ بن ابی سفیان کو امیر حج

Marfat.com

مقرر کر دیا گیا تھا۔ اس سال معاویہ کی بیعت خلافت بیت المقدس میں منعقد ہوئی اس سے پیشتر وہ امیر شام ہونے کے مدعی تھے۔ جب حضرت علیؓ قتل کر دیے گئے تو ان کو امیر المومنین کہا جانے لگا مگر یہ بعض لوگوں کی روایت ہے اور پہلے یہ بیان کیا جاچکا ہے کہ حکمین جمع ہوئے تھے۔ اس وقت ان کی بیعت خلافت کی گئی تھی۔ واللہ اعلم۔ حسن کی خلافت چھ ماہ رہی۔

وفیات

اس سال حضرت علیؓ کے قتل کیے جانے کے چالیس دن بعد ☆ اشعث بن قیس کندی کی وفات ہوئی۔ اس کی نماز جنازہ حضرت حسن بن علیؓ نے پڑھائی۔ اسی سال ☆ حسان بن ثابت ☆ ابو رافع مولیٰ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی۔ دونوں صحابہ تھے۔ ☆ اسی سال شرحبیل بن سمط کندی کی وفات ہوئی۔ وہ معاویہ کے ساتھ تھے اور یہ کہا گیا ہے کہ ان کو بھی شرف صحبت حاصل تھا۔ ایک روایت یہ ہے کہ وہ صحابی تھے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ صحابی نہیں تھے۔ ☆ حضرت علی کی خلافت کی ابتداء میں جہجاہ غفاری کا انتقال ہوا، انہیں شرفِ صحبت حاصل تھا۔ ☆ اسی سال حارث بن خزیمہ انصاری کی وفات ہوئی، وہ غزوہ بدر و احد وغیرہ میں شریک ہوئے تھے۔ ☆ اسی سال مدینہ میں خُوات بن جُبیر انصاری کی وفات ہوئی۔ وہ غزوہ بدر میں شرکت کی غرض سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تھے مگر کسی عذر کی بنا پر واپس ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت میں ان کا حصہ لگایا۔ وہ ذات النحیین کے مالک تھے۔ ☆ حضرت علیؓ کی خلافت کے دوران کوفہ میں قرظہ بن کعب انصاری کی وفات ہوئی۔ ایک روایت یہ ہے کہ جب معاویہ کی طرف سے مغیرہ کوفہ کے امیر تھے، اس زمانہ میں قرظہ کا انتقال ہوا۔ وہ غزوہ احد وغیرہ میں شریک تھے اور حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ میں بھی شریک تھے۔ ☆ حضرت علیؓ کی خلافت کے آغاز میں مُعاذ بن عفراء انصاری کی وفات ہوئی۔ وہ غزوہ بدر میں شریک تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جملہ غزوات میں شریک ہوئے۔ ☆ آپ کی خلافت کے دوران ابو لبابہ بن عبد المنذر انصاری کی وفات ہوئی۔ وہ نقیب تھے اور غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ ایک روایت یہ ہے کہ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ان کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کیا تھا اور راستہ سے لوٹا دیا تھا اور مال غنیمت میں ان کا حصہ لگایا تھا۔ ☆ اسی سال مُعیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی کی وفات ہوئی۔ ان کو شرف

Marfat.com

صحبت حاصل تھا۔ اسلام لانے والوں میں وہ مقدم تھے۔ حبشہ کی طرف جب دوسرے گروہ نے ہجرت کی وہ ان کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی انگشتری ان کی تحویل میں رہتی تھی۔ ان کو جذام تھا۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے بیت المال کا عامل مقرر کیا تھا۔ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں انگشتری انہی کی تحویل میں تھی۔ انہیں کے ہاتھ سے کنوئیں میں گری تھی۔ ایک روایت یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے آخری ایام میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

۞ ۞ ۞

حواشی وحوالہ جات

۱ ابن النباج، حضرت علی کا موذن تھا۔

۲ حطیم خانہ کعبہ کا حصہ ہے۔

۳ خوارج کا مشہور شاعر اور خطیب عمران بن حطان بصرہ میں پیدا ہوا، اس کا تعلق بنی عمرو بن شیبان بن ذُھل بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل سے تھا۔ اس کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات کا علم نہیں ہوسکا، تاہم یہ طے ہے کہ وہ حجاج بن یوسف کے دور گورنری میں بوڑھا ہو چکا تھا۔ وہ ایک پرہیزگار انسان تھا اور قرآن وحدیث کا عالم تھا، اسے بصرہ کے تابعین کے طبقہ دوم میں شمار کیا جاتا ہے، اس نے حضرت عائشہ اور دیگر صحابہ سے احادیث روایت کیں، لیکن کہا جاتا ہے کہ وہ آخر عمر میں اپنی بیوی کے اثر سے خارجی ہوگیا تھا، اس کا تعلق صفریہ فرقے سے تھا۔ اس نے اپنی جماعت کے مقاصد کی تکمیل کے لئے ایک مبلغ کی حیثیت سے کام کیا اور اس کے لئے اپنی شاعری کو استعمال کیا۔ جب حجاج عراق کا والی مقرر ہوا اور خوارج پر عرصہ حیات تنگ ہوا تو عمران عراق سے فرار ہوکر شام چلا گیا، جہاں روح بن زنباع اس سے بڑی خاطر تواضع سے پیش آیا لیکن جب عبدالملک کو اس کی خبر پہنچی تو وہ الجزیرہ، زفر بن حارث کی طرف چلا گیا جو قرقیسیا میں مقیم تھا، یہاں بھی جلد ہی اس کی مخبری کردی گئی چنانچہ وہ عمان چلا آیا، جہاں ابو بلال مرداس بن اذیہ کے ہوا خواہوں نے اس کا خیر مقدم کیا، لیکن حجاج نے یہاں بھی اس کا کھوج لگالیا تو اس نے آخرکار رُوزمیسان میں پناہ لی جو کوفہ سے زیادہ دور نہ تھا یہیں اس نے وفات پائی۔

Marfat.com

اس نے بلال بن مرداس کا جو مرثیہ لکھا وہ عربی ادبیات میں بہت مشہور ہے۔عمران فقیہ بھی تھا، اس کے بہت سے اقوال الکامل للمبرد میں درج ہیں۔عمران کے بارے میں ایک لطیفہ بھی مقالات اسلامیین (حواشی) میں درج ہے کہ جس قدر عمران بن حطان کے اشعار فصیح ہیں اسی درجہ اس کی شکل مکروہ تھی جب کہ اس کی بیوی بہت حسین وجمیل تھی۔ایک دن اس کی بیوی نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ ہم دونوں جنت میں جائیں گے کیوں کہ تم مجھے دیکھتے ہو تو اللہ کا شکر ادا کرتے ہو اور میں تمھیں دیکھتی ہوں تو صبر کرتی ہوں۔(ظہیر، نگار سجاد، مسلمانوں میں انتہا پسندی کا آغاز: خوارج ایک مطالعہ، قرطاس، کراچی، ۲۰۱۲ء، ص ۳۱۸-۳۲۰۔)

۴ اسما بنت عمیس خثعمی پہلے حضرت جعفر طیار کے نکاح میں تھیں۔ جنگ موتہ میں حضرت جعفر کی شہادت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کے نکاح میں آ گئیں۔ان سے حضرت ابوبکر کے بیٹے محمد بن ابی بکر تھے۔حضرت ابوبکر کی وفات کے بعد حضرت علی کے نکاح میں آ گئی تھیں۔

۵ اجلح اس شخص کو کہتے ہیں جس کے سر کے بال گر گئے ہوں۔

Marfat.com